

ازالۃ الخفاء

عن خلافة الخلفاء

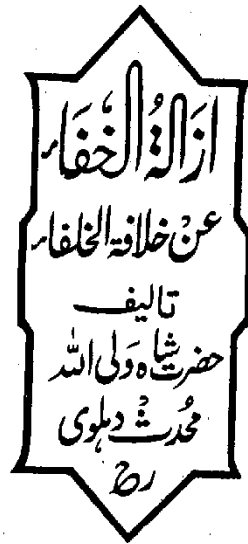
مستبہر

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مقام خلافت خلیفہ راشدین کے فضائل و مناقب فضیل حضرت شیخین صحابہ کرام کے
مراتب خلیفہ راشدین کا رتبہ نیز امور خلافت متعلق تمام اہم اور معرکہ الآراء
مسائل پر مدلل بحث

میدی کتب خانہ آرام باغ کراچی



ازالۃ الخفاء

عن خلافة الخلفاء
مستبر

تالیف جیسے سر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مترجمہ

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب



مدیر کتب خانہ آرم باغ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین از الہ الخفاء مترجم اردو

جلد چہارم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲	پہننے کی تعریف۔	۱	رسالہ تصوف فاروق اعظم (علیہ السلام)
۲۸	فاروق اعظم کے مقامات یقین کا بیان	۲	مقدمہ اول: حقیقت تصوف تین اصل پر مشتمل ہے
	فصل ثانی: اَشْدَاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے تحت آنے والے مقامات۔	۲	(۱) اصل اول: اعمال خیر سے یقین کا حصول
۲۸		۲	(۲) اصل دوم: یقین و طبیعت نفس اور قلب کے مقامات۔
	(۱) عمر کا اللہ کے کام کی بنا پر رشد و سختی برتنے کا ذکر اور ایسے متعبد و واقعات کا بیان۔	۳	(۳) اصل سوم: کلمات خارقہ و تربیت مریدین
۲۸	آپ کے اقوال عبداللہ ابن ابی، ابن صیاد، ذوالخویرہ اور ابو حذیفہ کے بارے میں	۴	مقدمہ دوم: مشائخ صوفیہ اور فاروق اعظم کی کلمات و مقامات میں فرق
۲۹	اپنے بیٹے ابو شحمہ پر حقہ لگانے کا واقعہ۔	۵	
۳۱	اپنے ماموں قتادہ بن مطعون پر حقہ لگانے کا واقعہ۔	۹	فصل اول: حکم و افادات عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)
۳۸	اسی مسلمانوں پر عمر کی رحمت و شفقت کے واقعات۔	۹	(۱) علم کے بارے میں فرمودات
۴۱	جنگ موتہ میں زخمی ہونے والے کے ساتھ شفقت	۱۲	(۲) عبادات کے متعلق ارشادات
۴۲	حدیبیہ میں شریک ہونے والے کی بیٹی سے سلوک	۱۵	(۳) زبان کا آفتون کا بیان
		۱۷	(۴) قلب کی آفتون کا بیان
		۲۱	(۵) توبہ کا بیان
			(۶) دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا بھوٹا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	بیان کرنا	۴۳	ایک غریب عورت کے بچوں کے لئے کھانا لاکر پکانا۔
۵۶	ایک مسئلہ پر چھنے کیلئے حضرت علی رضی کے پاس جانا	۴۴	قحطِ رامادہ کے زمانہ میں خود تکالیف اٹھانا
۵۶	حضرت سعد رضی کے سامنے متواضع رویہ	۴۵	بنی محارب کے قحط زدوں کی خدمت
۴۵	اویس قرنی سے ملاقات اور ان سے دعائے مغفرت	۴۵	ہر پیدا ہونے والے مسلمان بچہ کا وظیفہ مقرر کرنا
۵۷	کرنے کا واقعہ	۴۶	ایک اعرابی کی زچہ کی خدمت اپنی بیوی سے کرانا
۵۸	حضرت خولہ رضی سے خاکسارانہ روتیہ	۴۷	(۳) عمر رضی کا خدا سے ڈرنا اور کتاب اللہ کے سامنے
۵۸	ابو عبیدہ اور معاذ کا ناصحانہ خطِ عمر رضی کے نام	۴۷	گردن جھکا دینا، اس ذیل میں واقعات۔
۵۹	حضرت عمر کا جوابی مکتوب	۴۸	آیت سن کر غصہ کرنے سے باز آنا
۴۸	آپ کا صحابہ رضی سے درخواست کرنا کہ وہ آپ کو سیدھا رکھیں۔	۴۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے پیرا کو دوبارہ
۶۰	آپ کی تواضع کے متفرق واقعات	۴۸	اسی جگہ لگا دینے کا واقعہ۔
۶۱	آپ کا قول ”علیؑ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا“	۴۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تتبع
۶۱	ایک بوڑھی عورت کا فتویٰ مان لینا۔	۴۹	میں کعبہ کے مال کو تقسیم نہ کرنے کا واقعہ
۶۲	(۵) عمرؓ کا عیش کی لذت کو ترک کرنا اور زہراختیار کرنا	۴۹	ایک شہابی بوڑھے کی تنبیہ پر استغفار کرنا
۶۲	زہر کی دو اقسام	۵۱	حضرت علیؓ و حسنؓ و حسینؓ کی گواہی آپ کے عدل کے باب میں
۶۳	باجودِ قدرت کے آپ کا سوکھی روٹی چبانا	۵۱	ایک مسلمان کو ناحق مارنے پر افسوس کرنا اور اس کو
۶۳	آپ کا دنیا کی نعمتوں سے احتراز کرنا	۵۱	فضا صلیبے کے لئے کہنا
۶۴	باجودِ خواہش کے پھلی کو نہ کھانا	۵۲	خدا کے خوف سے بے ہوشی طاری ہونا
۶۵	آپ کا گوشت سے پرہیز رکھنے کی تاکید کرنا	۵۲	(۴) عمرؓ کا اپنے نفس کا محاسبہ کرنا اور تواضع
۶۵	آپ کا سادہ کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا جذبہ	۵۲	اختیار کرنا، اس سلسلہ میں متعدد واقعات کا ذکر۔
۶۵	آپ کے سادہ اور پیوند والے لباس کا ذکر۔	۵۲	ان کی خود کلامی کا ایک واقعہ
۶۶	آپ کے سفرِ حج کے مختصر سامان کا بیان	۵۳	ملک شام میں امراء لشکر سے ملاقات کے وقت آپ
		۵۳	کا حلیہ اور متواضع رویہ۔
			خلیفہ بننے کے بعد اپنی ابتدائی عریبانہ زندگی کے واقعات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	(۱۷) فَكُنَّا لَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ كَانَزُول	۶۶	آپ کا سادہ لباس پہننے والوں سے خندہ پیشانی سے ملنا
۴۹	(۱۸) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ الْآيَةِ كَانَزُول		خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ کا سادگی نہ چھوڑنا اور قیصر و کسریٰ
۸۰	(۱۹) يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ الْآيَةِ كَانَزُول	۶۷	کے سفروں سے پیوند والے لباس میں ملنا۔
۸۰	(۲۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔		فصل ثالث : مقامات یقین کی دوسری
۸۰	(۲۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمِرُ الْآيَةِ كَانَزُول	۷۰	قسم یعنی فاروق اعظم رضی کی محدثیت اور
۸۰	(۲۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۱	لسانِ عمر رضی پر حق اور سکینہ کا جاری ہونا
۸۱	(۲۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۲	وحی الہی اور حدیث نبوی کا عمر رضی کی رائے کے موافق ہونا
۸۱	(۲۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۳	نکتہ : اس موافقت کی حقیقت
۸۱	(۲۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۴	وہ آیات جو عمر رضی کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔
۸۱	(۲۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۵	(۱) آیت حجاب کا نزول
۸۱	(۲۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۶	(۲) وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى كَانَزُول
۸۲	(۲۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۷	(۳) عَسَى رَبُّهُ أَنْ طَلَعْتُمْ أَنْ تُبَدِّلَهُ آتٍ بِآخِرٍ كَانَزُول
۸۲	(۲۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۸	مستحکم کا نزول۔
۸۳	(۳۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۷۹	(۴) وَإِنْ تَقَاسَمُوا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ كَانَزُول
۸۳	(۳۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۰	وَمَا لِحُجِّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَزُول اور واقعہ ایلاء
۸۴	(۳۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۱	(۵) وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمِينِ أَوْ أَلْخُو كَانَزُول
۸۴	(۳۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۲	اِذَا حُجَّابٌ كَانَزُول
۸۶	(۳۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۳	(۶) وَلَوْلَا كِتَابُكَ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ الْآيَةِ كَانَزُول
۸۶	(۳۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۴	(۷) وَإِذَا سَأَلَكَ الْمُؤْمِنُونَ الْآيَةِ كَانَزُول۔
۸۶	(۳۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۵	(۸) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ لِنَفْسِهِ كَانَزُول
۸۶	(۳۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۶	(جنگ بدر کے قیدیوں کی بابت)۔
۸۶	(۳۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى كَانَزُول۔	۸۷	(۹) اسْتَفْعِرُوا لَهُمْ وَلَا تَسْتَفْعِرُوا لَهُمُ الْآيَةِ كَانَزُول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۳	حضرت عمرؓ کا، خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ کا حال بیان فرمایا	۸۶	”یا ساریہ الجبل،، والے قصہ کا مفصل بیان
۹۳	عمرؓ کا ایک شخص سے جس کا نام جبر تھا یہ فرمایا کہ اپنے	۸۷	دریائے نیل کے نام حکمانہ بھیجنا اور اس کا تعین حکم کرنا۔
۹۳	گھروالوں کے پاس پہنچ، وہ سب جل چکے ہیں عجیب قحط۔		صلوۃ استسقاء کے بعد جنگل میں دیہاتیوں کا ابر میں سے
	حضرت علیؓ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸	یہ آواز سنا کہ اے ابوجحیف تیرے پاس بادل آرہا ہے۔
	نے جس طرح اور جس قدر کھجوریں کھلائی تھیں عمرؓ کا		حضرت عمرؓ کا ایک لڑکی کو بابر تک سمجھ کر اس سے اپنے بیٹے
۹۴	بیداری میں اتنی ہی اور اتنی قدر کھجوریں کھلانا۔		عاصم کا نکاح کرنا جس سے وہ لڑکی پیدا ہوئی جس کے بطن
	ایک شخص کو دیکھ کر عمرؓ کا یہ فرمایا کہ یہ شخص یا تو اب	۸۸	سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے
	بھی اپنے پہلے دین پر ہے یا ان کا کہن رہ چکا ہے۔		ابو سلمہ خولانیؓ سے کہ جن پر اسود کذاب کی آگ نے اثر کیا تھا
۹۶	پھر اس سے گفتگو کرنا۔		حضرت عمرؓ کا مسجد میں دیکھتے ہی پہچان لینا اور ان کی سرگزشت
	اسی مضمون کی دوسری روایت جس میں سواد بن قاز	۸۹	بیان کر دینا
۹۷	کا نام ہے		عمرؓ کا ایک اعرابی کو پہاڑ سے اتارتا ہوا دیکھ کر ساتھیوں کو اس
	جائس بن سعد کے خواب کو شکر عمرؓ کا اس		کے پیچھے کے مرنے کا قصہ بتا دینا اور یہ کہ اس نے بطور مرثیہ
	کے طبعی میلان سے واقف ہو جانا اور اس کو معزول		کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں، اعرابی کا متیج ہونا اور اشعار
۹۹	کر دینا۔	۸۹	سنانا۔
	زید بن خارجہ انصاریؓ کا انتقال کے بعد بولنا اور		حضرت عثمانؓ کے قتل کی پیشگوئی اور پیش آنے والے محرکات
	ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے صدق اور آنے والے	۹۰	قتل کو ابن عباسؓ سے بیان کر دینا۔
۹۹	فتنوں کی خبر دینا۔		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کا فضل بن معاویہ
	بنی خثعم میں سے ایک شخص کا انتقال کے بعد لیا ہی		انصاری امیر لشکر سے ملاقات کرنا اور عمرؓ کو سلام اور
۱۰۰	کلام کرنا۔	۹۱	پیغام بھیج کر غائب ہو جانا۔
	کلیب کے بارے میں حضرت عمرؓ کی پیشگوئی اور		مدائن کے سفر میں خالد بن ولید کا دریائے دجلہ سے رسول اللہ
۱۰۰	اس کا ظہور۔		صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفہ عمرؓ کے عدل کا واسطہ
	اہل صفہان و ہمدان وغیرہ سے مقابلہ کے لئے لشکر		دیگر خطاب کرنا اور مع لشکر اس طرح عبور کر جانا کہ گھوڑوں
	کے اجتماع کے بارے میں علیؓ کا مشورہ دینا مگر	۹۲	کے شتم بھی تردید ہوئے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۸	حدیث رسول میں حضرت عمرؓ کی بصیرت	۱۰۱	امیر شکر کے تقرر کو عمرؓ ہی کی صوابدید پر موقوف رکھنا۔
۱۰۸	اہل عراق کو عمرؓ کا بددعا دینا کہ جلد ان پر ثقفی غلام کو مسلط کیجئے حالانکہ حجاج بن یوسف ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا۔	۱۰۱	عمرؓ کا نفعان بن مقرن کو امیر بنا کر بھیجنا۔
۱۰۸	عمرؓ کا حلیہ اور آپ کے حالات کتب سابقہ میں	۱۰۱	حضرت عمرؓ کا نفعان بن مقرن کی شہادت کی طرف اشارہ کرنا اور اس کی ظہور میں آنا۔
۱۰۸	عمرؓ کا زلزلہ کے وقت زمین پر درہ مار کر ٹھہرنے کا حکم دینا اور فوراً زمین کا ساکن ہو جانا۔	۱۰۲	ربیع بن امیہ بن خلف کے خواب کی تعبیر دینا پھر خواب سے انکار پر عمرؓ کا یہ فرمان کہ اب تو یہ بات مقرر ہو گئی جس طرح یوسف کے زندان کے ساتھیوں نے خواب سے انکار کیا تھا اور یوسف علیہ السلام نے قضی الامر الخ فرمایا تھا۔ پھر تعبیر کا ظہور ہونا۔
۱۰۹	عمرؓ کے حکم سے ابو موسیٰ یاقیم داری کا غار میں سے نکلنے والی آگ کو اُسی میں دھکیل دینا۔	۱۰۲	عمرؓ کے بارے میں عوف بن مالک کے خواب کا قصہ۔
۱۰۹	عمرؓ کو جنگل میں تنہا سوتا ہوا دیکھ کر ایک عجمی کا قتل کرنے کا ارادہ کرنے اور پھر اسلام لانے کا قصہ۔	۱۰۳	عمرؓ کا ارشاد کہ الشیخ والشیخۃ اذآزینا الخ کی ہم نے قراءت کی ہے اگر مصلحت مانع نہ ہوتی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا۔
۱۰۹	ایک مظلوم کا کسی دور دراز جگہ داعمراہ داعمراہ کہنا اور عمرؓ کا مدینہ میں یالبتیکہ یا لبتیکہ بلند آواز سے کہنے کا قصہ۔	۱۰۴	عمرؓ کا لوگوں کو اپنی شہادت کے قرب کی خبر دینا اور یہ نصیحت کرنا کہ منافقین کی فتنہ انگیزیوں سے ہوشیار رہیں
۱۱۰	وہ اشعار جو عمرؓ کے قتل پر سنے گئے مگر ان کا پڑھنے والا نظر نہ آیا۔	۱۰۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ کو پیغام بذریعہ خواب
۱۱۰		۱۰۵	عمرؓ کا ارشاد کہ افریقی ملک دھوکہ دینے والے اور دھوکے کھانے والے ہیں
۱۱۱	پانچویں فصل: مقامات سلوک کے	۱۰۵	قدامہ بن مظعون پر شراب کی حد جاری کرنے کا قصہ
۱۱۱	دقائق جو آپ نے بیان کئے۔	۱۰۶	سہیل بن عمرو سے جو جاہلیت میں خطیب قریش تھے نصرت اسلام کا ظہور۔
۱۱۱	اخلاص عمل میں	۱۰۶	سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کا شام کی طرف چلے جانے کا قصہ۔ سہیل کی پوتی فاختہ کا حارث کے بیٹے عبد الرحمن سے نکاح کرنا۔
۱۱۳	مراقبہ		
۱۱۳	استقامت		
۱۱۴	صبر، عذائیں اور علاوہ کے معنی		
۱۱۴	شکر۔ وادی ضحان میں لوگوں کو اپنے اونٹوں کو	۱۰۷	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۳	عمرہ کا ارشاد کہ اقارب ایک دوسرے سے ملنے رہیں مگر پڑوسی نہ بنیں۔	۱۱۴	چرانے کا اور والد سے مار کھاتے رہنے کا قصہ بیان کرنا
۱۲۳	حرمت مشائخ کا تحفظ	۱۱۵	عمرہ کا ہر ابتلاء پر چار نعمتوں کا یاد کرنا۔
۱۲۳	محبت رسول	۱۱۵	عذاب آخرت کا خوف۔ اس پر عمرہ کے چند واقعات
۱۲۳	اللہ کا مومن کو محفوظ رکھنا۔ عاصم بن ثابت کا قصہ۔	۱۱۶	دُنیائے میں مزاد بیٹے جانے کا خوف۔
۱۲۴	احوال میں صدق اور کذب کا بیان	۱۱۷	عمرہ کے ارشاد کے مطابق ایک شخص کے غلہ روکنے پر کڑی ہو جانے کا واقعہ۔
۱۲۴	مراتب اعمال کا تفاوت	۱۱۷	اللہ کی طرف سے مہر لگ جانے کا خوف۔ اس کی تشریح۔
۱۲۵	پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا	۱۱۷	اللہ عزوجل کی ہیبت
۱۲۵	خلق اللہ پر شفقت۔ وجہ۔ غلبہ حال کی دو قسمیں۔	۱۱۷	امید اور خوف کو جمع کرنا
۱۲۵	سماع۔ عمرہ نے سفر حج میں گناہ سنا مگر غلہ کے وقت منع کر دیا	۱۱۸	اللہ عزوجل سے خوف کی پہچان
۱۲۷	چند اشعار جن کو سنکر عمرہ پر گریہ طاری ہو گیا۔	۱۱۸	فرمانبرداری بغیر خوف و امید کے
		۱۱۸	فوائد بزرگ
		۱۱۸	جمع مال سے پیدا ہونے والی آفات
		۱۱۸	محاسبہ
		۱۱۹	کو تاہی عمل پر نظر رکھنا، توکل
۱۲۷	کے طریقہ کے مطابق عمرہ کا اپنی رعیت کی تربیت کرنا	۱۲۰	اسباب کی جستجو توکل کے باوجود۔ بغیر ذکر نفعی اللہ
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ کو بڑوں کے ساتھ گفتگو میں ادب کی تعلیم	۱۲۰	اللہ عزوجل کے لئے مواغات کی فضیلت
۱۲۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ پر غضب ناک ہو جانا تو ریت سنانے کی وجہ سے۔ اور یہ ارشاد	۱۲۱	بھائیوں پر بڑائی جتانے کا ترک
۱۲۸	کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میرا اتباع کرتے۔	۱۲۱	حلہ کے معنی۔ سلمان فارسی کا بھرے مجمع میں عمرہ پر اعتراض کرنا اور ان کا بخندہ پشیمانی جواب دینا۔
	ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تلخی پیدا ہو جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ پر غصہ ہو جانے کا واقعہ	۱۲۲	اپنے بھائیوں سے اپنے حبیب کھلوانا۔
۱۲۸		۱۲۲	ناصح کی بات ماننا اگرچہ سختی کرے
			بھائیوں کے ساتھ مہربانی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۱	متعاویہ رحمہ کے نام عمرہ کا خط -	۱۳۰	مرآنظہران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر و عمرہ کا روزہ تروا کر کھانا کھانا -
۱۳۲	سعد بن ابی وقاص کے نام عمرہ کا خط	۱۳۰	عمرہ کا جمعہ میں کچھ تاخیر سے آنے پر عثمان رضی اللہ عنہ پر گرفت کرنا -
۱۳۲	جواب میں اللہ اعلم کہنے پر خفگی	۱۳۱	وفات کے وقت عمرہ کا عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ خلافت کے سلسلہ میں نصیحتیں کرنا اور مہتیب کو تین دن نماز پڑھانے کا حکم دینا
۱۳۲	ابن عمرہ کے گھر میں گوشت لٹکا ہوا دیکھ کر خفا ہونا	۱۳۱	عمرہ کا مکہ کے راستہ میں علی رضی اللہ عنہ پر بعد عمر نفل پڑھنے سے ناراض ہونا -
۱۳۲	قلت کلام کی نصیحت -	۱۳۱	ابو بکر رحمہ سے بیعت کے بعد فاطمہ رحمہ کے مکان پر نبوہاشم کے مخالفہ اجتماعات کی خبر سنکر عمرہ کا فاطمہ رحمہ کو تنبیہ کرنا
۱۳۳	عمرہ کا عمرہ بن العاص سے جمع مال پر مواخذہ اور ان کے جواب سے مطمئن نہ ہو کر نصف مال ضبط کرنا - اس پر ان کا برا فروختہ ہونا -	۱۳۱	عمرہ کا طلحہ بن عبید اللہ کو بحالت احرام ایسے کپڑے سے روکنا جو مٹی سے رنگا ہوا تھا - انکار عوام کو زعفران سے رنگے ہوئے کا مخالفہ نہ ہو -
۱۳۶	کھانا کھانے کے بعد دوسرا کھانا کھانے پر عمرہ کا یزید بن ابی سفیان کو تنبیہ کرنا -	۱۳۲	موت کے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے سے روح کو سکون و راحت ملنے کی روایت
۱۳۶	متعاویہ کا عمرہ سے شاندار انداز کے ساتھ شام میں آکر ملنا - آپ کا معاویہ کو کسرا عرب کہنا - پھر ان کے ساتھ لباس پر مکالمہ - پھر عمرہ کا معاویہ کے حسن سلیقہ اور بر محل جواب کی تعریف کرنا -	۱۳۳	طاحون کی سرزمین پر عمرہ کا جانے سے اعراض اور ابو عبیدہ کے اشکال کا جواب -
۱۳۸	خوب کھا کھا کر موٹا ہو جانے والے عالم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا - اور دیگر نصائح -	۱۳۵	عمرہ کے حکم سے محمد بن مسلمہ کا کوفہ پہنچ کر سعد بن ابی وقاص کے محل کا دروازہ پھونکنے کا قصہ -
۱۳۹	خطبہ مشتمل بر نصائح برائے راعی و رعایا	۱۳۶	پچھے پیچھے چلنے پر عمرہ کا ابی بن کعب کے درہ مارنا
۱۵۰	عمرہ لوگوں کو جب کسی بات سے روکتے تو اپنے گھر والوں پر زیادہ تنبیہ کرتے اور ان کو دگنی سنرا کی دھکی دیتے -	۱۳۶	فتوے دینا امیر کا کام ہے -
۱۵۱	حکیمانہ نصیحت اور اس کا اثر	۱۳۷	معاذ رحمہ کے غلاموں کا قصہ
۱۵۱	ساتویں فصل: بواسطہ عمر رضی اللہ عنہ	۱۳۷	عمرہ کا حد لایفہ رحمہ کو مجبور کرنا کہ یہودیہ کو طلاق دے مسلمان عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے -
۱۵۱	عہد سلسلہ صوفیہ کا تذکرہ	۱۳۸	ابو موسیٰ رحمہ کے نام عمرہ کے خطوط

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۲	جلیب بن محمد بن محمد بن فضائل	۱۵۱	نکتمہ: قرن اول میں مشائخ کے ساتھ ارتباط بیعت و خرقہ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف صحبت سے ہوتا تھا۔ و دیگر نکات۔
۱۴۳	عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ دیگر سلاسل کا بیان	۱۵۲	قول شیخ عیسیٰ مغربی، طالب کا شیخ ایک ہی ہوتا ہے دوسرے مشائخ سے استفادہ کی اجازت ہے۔ اس کی بہترین مثال۔
۱۴۴	اقوال ابن عمرؓ اور عیسیٰ بن عمرؓ	۱۵۲	عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کے فضائل
۱۴۵	سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کے حالات	۱۵۲	عبداللہ بن مسعودؓ کا عمر کی صحبت کو اختیار کرنا اور اپنے نفس میں عمرؓ کے نفس کی تاثیر کا اقرار کرنا۔ وغیرہ۔
۱۴۶	زید بن اسلم اور ابو حازم کے حالات	۱۵۲	اپنے حقیقی بھائی عتبہ بن مسعود کے انتقال پر عبداللہ بن مسعود کا روتے ہوئے یہ فرمانا کہ مجھے اس کی محبت سب سے زیادہ تھی سوائے عمرؓ کے۔
۱۴۷	نظم حکومت اور گھریلو زندگی کے بارے میں عمرؓ کے ارشادات پر مشتمل رسالہ	۱۵۳	عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کا بیان
۱۴۸	اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے دستور العمل	۱۵۴	زہد بایات عبداللہ بن مسعودؓ
۱۴۹	انتقال سے قبل مسلمانوں کو عام نصیحت	۱۵۵	ربیع بن خثیم کے ملفوظات
۱۵۰	اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو جامع وصیت	۱۶۲	مسروق کے ملفوظات
۱۵۱	اچھے امیر و حاکم کی صفات	۱۶۳	ایک حکایت عسیٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کی تمثیل۔
۱۵۲	ابو عبیدہ کو خط بابت پانچ ضروری خصائل۔	۱۶۴	مترہ: اسود۔ علقمہ کے فضائل
۱۵۳	ابو موسیٰ اشعری کو نصیحت آمیز خط	۱۶۵	عمر بن مہمون، ابراہیم نخعی اور اعمش کے فضائل
۱۵۴	معاویہ کو ناصحانہ خط	۱۶۶	سفیان ثوریؓ اور فضیل بن عیاضؓ کے فضائل
۱۵۵	عورتوں اور مردوں کے بارے میں حکیمانہ باتیں	۱۶۷	داؤد طائیؓ، معروف کرخؓ اور سری سقطیؓ کے فضائل
۱۵۶	لڑکوں کی جگہ تربیت پر زور	۱۶۸	ابراہیم ادہمؓ اور حسن بصریؓ کے فضائل
۱۵۷	بیوی پر شوہر کے حقوق	۱۶۹	یوسف سختیانیؓ کے فضائل
۱۵۸	خاندن پر عورت کے حقوق و احسانات	۱۷۰	
۱۵۹	انسان کو کیسے پہچانا جاتا ہے	۱۷۱	
۱۶۰	جامع نصیحتیں اور حکمت کی باتیں	۱۷۲	
۱۶۱	عالموں اور گورنروں سے چند باتوں کا وعدہ لینا۔	۱۷۳	
۱۶۲	عالموں کی نگرانی اور ان کو سزا دینا۔		
۱۶۳	حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ خلافت		
۱۶۴	اہل عراق کے وفد کو نصیحت		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۶	اچھے آدمی کو پہچاننے کا طریقہ	۱۹۴	آپ کے حکیمانہ اقوال
۲۰۶	متواضع اور متکبر کا حال	۱۹۴	ایک شاہ کو جامع نصیحت
۲۰۶	حصولِ علم کا صحیح مقصد کیا ہو		اپنے جانشین کی فکر اور چند اصحاب کے بارے میں آپ کی رائے۔
۲۰۶	چند جامع حکیمانہ اقوال	۱۹۵	اچھے امیر و خلیفہ کی صفات
۲۰۸	کبر اور خود بینی کا علاج	۱۹۶	حضرت ابو بکرؓ کا عمرؓ کے مشورہ کو ماننا۔
۲۰۹	انسان کی زندگی کے مختلف مراحل	۱۹۷	رعیت کا حال معلوم کرنے کے لئے عمرؓ کی بے چینی
۲۰۹	ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکمت و نصائح سے پر خط لکھنا	۱۹۸	زکوٰۃ میں مسلمانوں کے عمدہ مال نہ لینے کی نصیحت
۲۱۰	خلیفہ بننے کے بعد عمرؓ کا لوگوں سے ہر یہ قبول نہ کرنا	۱۹۸	انصاف اور مسلمانوں کی حاجت روائی کا خیال
۲۱۱	اپنے عاملوں کو ہدیے لینے سے ممانعت کرنا	۱۹۹	عمرؓ کی اپنے رشتہ داروں پر سختی
	تفسیر قرآن اور روایت حدیث کے بارے میں نصیحت	۱۹۹	سپاہیوں کے لئے چار ماہ کی چھٹی کا حکم
۲۱۱		۲۰۰	حضرت عمرؓ کا راتوں کو گشت کر کے عوام کا حال معلوم کرنا۔
۲۱۱	آپ کا اپنے گھر والوں کو دگنی سزا دینا	۲۰۰	خلیفہ ہونے کے باوجود تواضع کا اظہار
	آپ کا شکوک و شبہات نکالنے والوں سے ناراض ہونا۔	۲۰۱	تین عمدہ خصائل
۲۱۱		۲۰۳	بچوں سے دعا کرنا اور عورتوں سے مشورہ کرنا
۲۱۲	حضرت عمرؓ کی سختی اور نرمی	۲۰۳	حضرت عمرؓ کا قول کہ معلوم نہیں میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ لوگوں کا جواب
۲۱۲	اچھے حاکم کی صفات	۲۰۳	چاپلوسی سے منع کرنا
	دین میں بدعات سے روکنا اور دین کو محفوظ رکھنے کی کوشش۔	۲۰۳	لوگوں کی حاجت روائی اپنے ذاتی مال سے
۲۱۵	محرم کی تلاش کیلئے عمرؓ کا جاسوسی کرنا	۲۰۳	اُجرت لے کر فوج کرنے والیوں کی مذمت
۲۱۷	حضرت عمرؓ کی عام صفات اصحاب کی زبانی	۲۰۴	مردوں و عورتوں کو چند نصیحتیں
۲۲۰	حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ خلافت	۲۰۵	ایک بھوٹے بھیک شنگے سے سلوک
۲۲۲	حضرت عمرؓ کا ایک اور خطبہ	۲۰۵	
۲۲۵	سرداران لشکر کو نصیحتیں		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۳	اپنے عامل اسید بن حفصہ کی وصیت کو پورا کرنا۔	۲۲۶	ایک دوسرے کی تعریف کرنے والوں سے عمر رض کی ناراضگی۔
۲۳۴	حضرت عمر رض کا حجاز پر بجلی سے اپنے عامل سعد کا وہاں کے عام لوگوں کا اور ان کے اسلام کا حال پوچھنا۔	۲۲۷	ہرمزان کی مدینہ میں آمد اور عمر رض سے ملاقات کا واقعہ۔
۲۳۵	حضرت عمر رض کا طرز عمل مواخذہ کرنے اور سزا دینے میں	۲۲۸	عمر رض کے عامل عمیر انصاری کی زاہدانہ زندگی
۲۳۶	ہجو گوئی کی سزا دینا۔	۲۳۱	عمر رض کے حکیمانہ ارشادات
۲۳۷	لبید شاعر کا وظیفہ مقرر کرنا	۲۳۲	عمر رض کا عمر بن معدیکرب سے چند بہادر جوانوں اور جنگ کی بابت اس کی رائے پوچھنا۔
۲۳۸	عبداللہ بن ارقم کو بیت المال کا عامل مقرر کرنا۔	۲۳۳	سردار کو طعنہ دینے پر حضرت عمر رض کی عمر بن معدیکرب کو تنبیہ۔
۲۳۹	عمر رض کا سفر میں رجز پڑھنا۔	۲۳۴	حضرت عمر رض کا اپنی بابت لوگوں کے اعتراضات ٹھنڈے دل سے سنا اور ان کا تسلی بخش جواب دینا
۲۴۰	عمر رض کا صحابہ کرام کو مختلف عہدوں اور مرتبوں پر فائز کرنا اور ان کا خیال رکھنا۔	۲۳۵	رعیت کو سیدھا رکھنے میں حضرت عمر رض کا طرز عمل
۲۴۱	عمر رض کا عقبہ بن غزو ان کو لبصرہ کی طرف بھیجنا اور وہاں سے مختلف جنگی مہمات پر روانہ کرنا،	۲۳۶	عامل کو واسطہ درجہ کی زندگی گزارنے کا حکم
۲۴۲	عقبہ کے کارنامے	۲۳۷	عمر رض کا ذاتی رنجش کی وجہ سے سلوک میں کمی نہ کرنا
۲۴۳	عمر رض کا عدی بن حاتم کے کارناموں اور خدمات کا اعتراف کرنا۔	۲۳۸	عمر رض کا لوگوں کو جنگ کی ترغیب دینا
۲۴۴	عمر رض کا اپنے عامل سعید جمعی کا حال دریافت کرنا۔	۲۳۹	عمر رض کا خط اپنے عاملوں کے نام وصولی مقصد کے بارے میں۔
۲۴۵	عمر رض اپنی مجلس میں سابقین اسلام کو فوقیت اور ترجیح دیتے تھے اور اپنے سے قریب بٹھاتے تھے۔	۲۴۰	پڑوسی، عورت اور حاکم کے بارے میں عمر رض کے ارشادات
۲۴۶	فاروق اعظم رض کی خدمات تبلیغ قرآن میں اور اس کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ کا واسطہ بننا۔	۲۴۱	امر القیس کے بارے میں عمر رض کی رائے
۲۴۷		۲۴۲	عمر رض کا خط آذربایجان کے مجاہدوں کے نام اور سخت کوشی اختیار کرنے کی تاکید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۲	عہد رسالت میں عمر رضی کے ذریعہ تفسیر قرآن کا کام۔	۲۵۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت قرآن مجید کے اجزاء کی حالت
۲۶۲	وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	۲۵۲	قرآن مجید کو جمع کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت عمر رضی کو آیا۔
۲۶۳	وَأَذْأَخَدُوا رُسُلَهُمْ مِنْ بَنِي آدَمَ	۲۵۲	جمع قرآن کے لئے حضرت عمر رضی کا حضرت ابو بکر رضی سے اصرار کرنا، پھر ابو بکر رضی کا یہ کام زید بن ثابت کے سپرد کرنا۔
۲۶۳	أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ	۲۵۳	اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے اختلاف قراءت کو دور کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی نے جو مصحف امام لکھوایا اس میں حضرت حفصہ کے نسخہ سے مدد لی، اور یہ وہی تھا جو حضرت ابو بکر نے عمر کے مشورے سے تیار کر لیا تھا۔
۲۶۴	أَيُّودَ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ	۲۵۴	مختلف لغات میں اختلاف قراءت جائز ہے جبکہ وہ رسم الکتابت میں مصحف امام کے خلاف نہ ہو۔
۲۶۴	لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	۲۵۴	جمع قرآن کے بعد بھی عمر رضی نے اس کی تصحیح کی فکر میں کئی برس صرف کئے، اور خوب کوشش کی۔
۲۶۵	جُنَاحٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَمْسُرُوا	۲۵۶	عمر رضی نے قراء صحابہ کو قرآن پڑھانے کا حکم دیا اور عوام کو رغبت دلائی کہ ان سے قرآن سیکھیں خصوصاً اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب سے۔
۲۶۶	عَامِلَةً تَأْخُذُ بِهَا تَصَلَّى نَارًا	۲۵۸	مشہور و معروف قراء کی سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔
۲۶۶	نکتمہ: عہد رسالت و خلافت راشدہ کے زمانہ کی تفسیر قرآن اور موجودہ عہد کی تفسیر قرآن کی نوعیت میں کیوں فرق ہے۔	۲۵۹	عمر رضی کا مسلمانوں کو نحو و لغت سیکھنے کی رغبت دلانا۔
۲۶۶	حدیث کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت عمر رضی کے کارنامے	۲۶۱	تفسیر قرآن کا عظیم کام بھی فاروق اعظم کے ہاتھ پڑا تھا
۲۶۷	پہلا نکتمہ: باعتبار کثرت و قلت روایت صحابہ کرام رضی کے چار طبقے۔		
۲۶۸	دوسرا نکتمہ: بعض مکثرین کی بیشتر روایات خود ان کی سستی ہوئی نہیں تھیں، بلکہ وہ انہوں نے صحابہ کبار سے سنی تھیں۔		
۲۶۹	فاروق اعظم رضی کا علماء صحابہ کو دارالاسلام کے بڑے بڑے شہروں روایت حدیث کے لئے بھیجنا۔		
۲۷۰	عمر رضی نے ابن مسعود، عبادہ بن صامت اور ابو موسیٰ اشعری کو کوثر، شام اور لبرہ بھیجا۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۲	غیر حاضر تھے۔	۲۷۳	روایت حدیث میں آپ کی سختی
۲۹۳	آپ کے فرار کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔	۲۷۴	حضرت عمر فاروق کے ماتر کا خلاصہ
۲۹۳	حدیبیہ میں آپ کی خدمات کا ذکر	۲۷۴	پہلا نکتہ: حضرت عمرؓ کی جامع شخصیت اور جامع اوصاف کی مثال۔
۲۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رقیہ کی وفات پر اُمّ کلثوم کو آپ کے نکاح میں دینا	۲۷۴	دوسرا نکتہ: حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بنائے ہوئے خاک کو مکمل کیا اور ان کی مساعی کی تکمیل کر دی۔
۲۹۵	جیش عسرت (جنگ تبوک) کے موقع پر عثمانؓ کی خدمات۔	۲۷۷	حضرت عمرؓ کی شہادت کے واقعات اور آپ کے آخری کلمات۔
۲۹۸	آپ کا بیر رومہ کو عوام کے لئے وقف کرنا	۲۷۸	اپنے جانشین کے انتخاب کے لئے عمرؓ کا چھ صحابہ کی شوری نامزد کرنا۔
۲۹۸	آپ نے مسجد نبوی کی توسیع کی۔	۲۷۸	حضرت عثمانؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کا ذکر۔
۲۹۹	آپ کا تپ وحی تھے۔	۲۸۷	حضرت عثمانؓ کے مناقب
۳۰۰	اسلام میں سب سے پہلے آپ نے خبیص (حلوہ) بنایا	۲۸۸	نسب عثمانؓ اور ذی النورین کی وجہ تسمیہ
۳۰۱	آپ نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ کو دہر کرنے کی بڑی کوشش کی	۲۸۹	آپ اسلام سے پہلے بھی فطرت سلیمہ کے حامل تھے
۳۰۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے کئی مرتبہ دعا فرمائی۔	۲۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دامادی کے رشتہ کا شرف
۳۰۲	آپ نے قرآن کو ہمد رسالت میں حفظ کر لیا تھا	۲۹۰	آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر مدینہ کو۔
۳۰۵	آپ نے ایام خط میں لوگوں کی خوب مدد کی	۲۹۰	آپ سوائے بدر کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بدر میں بھی حکم نبوی سے
۳۰۶	آپ کے مختلف ماتر و احوال قلبیہ کا ذکر	۲۹۰	
۳۰۹	اپنی رعیت پر آپ کی شفقت کا حال	۲۹۰	
۳۱۰	حضرت عثمانؓ کی خصوصیات	۲۹۰	
۳۱۱	رسول اللہ نے آپ کو کامل الحیاء اور شہید قرار دیا۔	۲۹۰	
۳۱۳	آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محب اور حبیب تھے	۲۹۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰۵	آپؐ کا نسب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قربت۔	۳۱۴	حضرت عثمانؓ کے مقامات و کرامات کا بیان
۴۰۶	آپؐ کی کفالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی	۳۱۶	عثمانؓ کے حکیمانہ اقوال اور مؤثر نصائح
۴۰۸	آپؐ کا ایمان لانا اور عبادت کرنا	۳۱۶	احیاء علوم دین کے سلسلہ میں عثمانؓ کی خدمات
۴۱۰	ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ سے منتظر اختلاف کے مانند معاملہ کیا۔	۳۱۷	(۱) قرآن کی اشاعت میں آپؐ کا حصہ
۴۱۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا بھائی بنایا	۳۲۱	(۲) احادیث کی ترویج میں آپؐ کا حصہ
۴۱۴	جنگ بدر میں آپؐ کے کارنامے	۳۲۳	(۳) فتاویٰ و احکام کے بارے میں آپؐ کی خدمات
۴۱۷	فاطمہ بنت رسولؐ کا آپ سے نکاح	۳۳۲	حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی فتوحات کا بیان
۴۱۸	معرکہ احد میں علی رضی اللہ عنہ کے کارنامے	۳۴۱	حضرت عثمانؓ کا طرز حکومت
۴۲۲	یوم خندق میں علی رضی اللہ عنہ کے بہادرانہ کارنامے	۳۴۸	حضرت عثمانؓ کے ابتلاء اور ان پر معترضین کے اعتراضات کے جوابات
۴۲۳	محاصرہ بنو قریظہ میں علی رضی اللہ عنہ کی دلاوری	۳۴۹	حضرت عثمانؓ کی شہادت اور آپؐ کے حق پر ہونے کی پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھیں
۴۲۴	بیعت رضوان میں شرکت اور کتابت صلحنامہ	۳۶۰	حالی شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
۴۲۵	سفر حدیبیہ میں رسول اللہ کا علیؑ سے منتظر اختلاف والا معاملہ۔	۳۷۰	حضرت عثمانؓ پر مخالفین کے اعتراضات و اشکالات کے جوابات۔
۴۲۵	غزوہ خیبر میں آپ کا قلعہ فتح کرنا۔	۳۷۷	نکتہ: اصحاب شوری نے ایک دوسرے کی خلافت کے زمانہ میں تعاون سے ہاتھ نہیں کھینچا۔
۴۲۸	عمرة القضاء میں ایک قضیہ کا فیصلہ کرتے وقت رسول اللہ نے آپ کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔	۳۸۸	حضرت عثمانؓ پر بعض مؤرخین کے بہتانات کا ذکر۔
۴۲۹	نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ میں رسول اللہ نے آپ کو حاضر فرمایا۔	۳۹۳	نکتہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمادی تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت خاصہ منتظم نہ ہو سکے گی۔
۴۲۹	حاطب بن ابی بلتعہ کا خط برآمد کرنے کی خدمت آپؐ کے سپرد ہوئی۔	۴۰۵	مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ
۴۲۹	فتح مکہ کے روز رسول اللہ نے سحر سے بھنڈا		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۲	آپؐ کا گھر اپن، بے پرواہی اور قوت ارادی و حمیت قوم۔	۴۲۹	لے کر آپؐ کو دیا۔
۴۶۶	آپؐ کا زہد اور ترکِ شہواتِ نفس، اور مشتبہت سے بچنا۔	۴۳۰	خالد بن ولید کی غلطی کے تدارک کے لئے آپؐ نے علیؓ کو روانہ فرمایا۔
۴۷۲	حضرت علیؓ کا علومِ نبویؐ کو محفوظ رکھنا اور مناسب موقع پر ان کو کام میں لانا۔	۴۳۱	غزوہٴ حنین میں علیؓ رضامت قدم رہے
۴۷۵	حضرت علیؓ رضامت کے قضایا اور فیصلے اور اس فن میں آپؐ کی مہارت۔	۴۳۲	غزوہٴ تبوک میں روانگی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو ایک بڑا اعزاز عطا فرمایا۔
۴۸۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور علیؓ رضامت کے حق میں آپؐ کی دعاؤں کے قبول ہونے کے سلسلے میں	۴۳۳	سورۃ براءۃ لیکر آپؐ کی روانگی مکہ اور وہاں اس کو سنانا۔
۴۸۱	فضل قضایا میں مہارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا علیؓ رضامت کے حق میں۔	۴۳۴	رسول اللہ کا علیؓ رضامت سے خمس وصول کرنے میں بھیجنا
۴۸۲	حفظ قرآن کی قابلیت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا علیؓ رضامت کے حق میں۔	۴۳۵	رسول اللہ کا علیؓ رضامت کو آدابِ قضا تعلیم فرمانا اور دعا دینا۔
۴۸۴	حفظ سنت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا علیؓ رضامت کے حق میں۔	۴۳۸	حجۃ الوداع کے موقع پر علیؓ رضامت سے آنا اور حج کرنا۔
۴۸۵	علیؓ رضامت کی شفاعت جسمانی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا فرمانا۔	۴۳۹	غیر خم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور فضائل علیؓ رضامت۔
۴۸۵	علیؓ رضامت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔	۴۳۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و دفن میں علیؓ رضامت کی خدمات۔
۴۸۵	(شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی خاص سند حدیث)	۴۴۱	حضرت علیؓ رضامت کے فضائل دیگر صحابہ سے زیادہ مروی ہونے کی وجوہات۔
۴۸۷	اس حدیث کی صحت پر بحث	۴۴۲	علیؓ رضامت کے فضائل میں وارد مستند احادیث نبویؐ۔
		۴۴۲	حضرت علیؓ رضامت کے اخلاق و عادات، خصائل اور مقامات۔
		۴۴۳	آپؐ کی وفاداری، محبت اور شجاعت و حمیت کا بیان۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۰	خلافت علی رضی میں حضرت عائشہ، طلحہ و زبیر رضی کی خطائے اجتہادی کی وجہ اور معذوری۔	۲۹۰	ملفوظات حضرت علی رضی
۵۲۳	خلافت مرتضوی کے مخالف صحابہ رضی کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔	۲۹۲	حضرت علی رضی کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں۔
۵۲۵	معاویہ رضی بھی اس معاملہ میں مجتہد مخطی معذور تھے اہل حروراء (خوارج) باطل پر تھے اور کافرو فاسق تھے۔	۲۹۴	حضرت علی رضی کی کرامات اور پرستشیں گویاں۔
۵۲۵	حضرت علی رضی کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والوں کا موقف اور قتل کے زمانہ میں گھر بیٹھ رہنے کا حکم نبوی	۲۹۶	علوم و دینیہ کے احیاء میں علی رضی کا حصہ۔
۵۲۶	ایک اشکال اور اس کا جواب:	۲۹۸	قرآن کی خدمت
۵۳۳	(حضرت علی رضی کے خلیفہ برحق ہوتے ہوئے ان کی مدد سے دستکش رہنا کیونکر پسندیدہ خداوندی ہوگا؟)	۵۰۱	روایت حدیث
۵۳۴	ایک اور شبہ کا جواب	۵۰۲	قنوی و احکام اور علم توحید و صفات پر افادات قنوی
۵۳۵	جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور بعد کے اقوال	۵۰۳	وفات نبوی کے بعد علی مرتضیٰ رضی پر گزرنے والے اہم واقعات کی خبر نبی صلعم نے دیدی تھی۔ ان فتنوں کا ذکر احادیث میں۔
۵۳۸	مرتضوی میں تضاد کی وجوہات	۵۰۴	حضرت علی رضی کی خلافت و شہادت کی خبر
۵۳۹	عرض مترجم	۵۰۵	علی مرتضیٰ رضی پر امت کا اجتماع نہ ہونے کی پیش گوئی
	ترجمہ خاتمۃ الطبع نسخہ فارسی	۵۰۶	خلافت مرتفع ہونے اور بادشاہت آنے کی خبر
	تمت بالخیر	۵۰۷	جنگ جمل کا ذکر
		۵۰۸	جنگ صفین اور واقعہ تحکیم کی پیش گوئی
		۵۱۲	خوارج کے ظہور کی خبر
		۵۱۴	حضرت علی رضی کی شہادت کی خبر
		۵۱۶	معاویہ کے بادشاہ بننے کی پیش گوئی
		۵۱۸	نوجوانان قریش کی بادشاہی کی پیش گوئیاں
		۵۱۹	علی رضی کی شان میں افراط و تفریط کرنے والوں کی خبر
			حضرت علی رضی کی خلافت منعقد ہو گئی تھی (اس کے دلائل)

قارئین "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

«ازالۃ الخفاء» کا اصل فارسی متن سب سے پہلے علامہ امین نقشبندی جلال الدین خان صاحب دارالمہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد حسن صدیقی ناٹووی نے تین علمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ مینوں نے ایک جگہ سے نامکمل تھے یعنی حصہ اول کی آٹھویں فصل کا مقصد دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہ نے تفصیل شیخین پر دلائل عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا ناٹووی تحریر فرماتے ہیں:

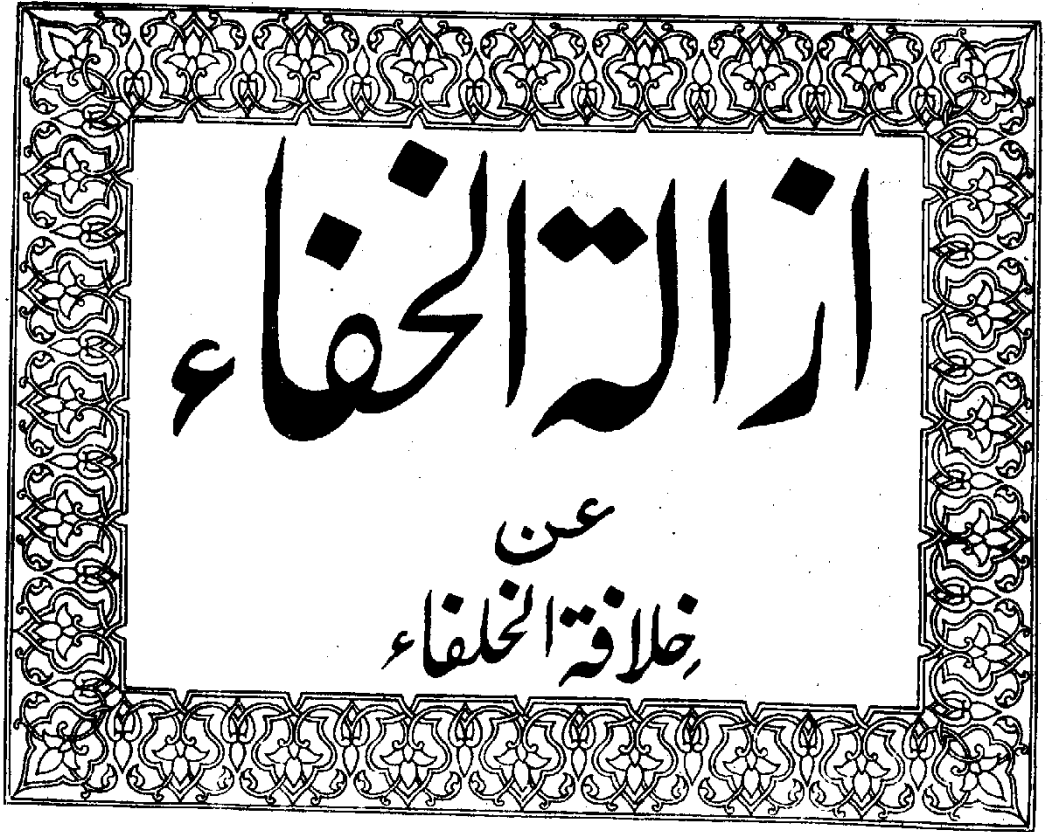
«خاتمۃ الطبع :- احقر محمد حسن عرض کرتا ہے کہ بوقت طباعت جو کتاب میں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصد اول کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (علمی نسخوں) میں اس سے بھی تین وزنی کم تھے۔ سیاق عبارت اور مصنف کی عادت سے کہ خاتمۃ رسائل کے موقع پر جا بجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہ" وغیرہ، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ حصہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں۔۔۔۔۔»

گویا تقریباً سو سال سے ازالۃ الخفاء فارسی کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصہ دراز سے شاہ ولی اللہ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحب کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس حصہ پر نظر ثانی کر کے یا اس کا اختصار کر کے "ازالۃ الخفاء" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفاء" کا وہ حصہ جو تقریباً سو سال سے ناتمام چلا آ رہا تھا اب مکمل ہو جائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہوگی۔ اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظر ثانی و اضافہ فرماتے ہوئے کر رہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ - کراچی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالہ تصوف فاروق اعظم

اما توسع فاروق اعظم در علوم احسان و یقین اب رہا احسان و یقین میں جو آج علم تقوت و علم سلوک کے کہ ایوم باکسم علم تقوت و علم سلوک مشہور شدہ نام سے مشہور ہو گیا ہے حضرت فاروق اعظم کا توسع تو اس کے پس پیش اذانت کہ استیعاب آن مَرُجُو باشد جتنے حصہ کے استیعاب کی ہم سے اُمید کی جا سکتی ہے وہ اس سے بہت و مارا مناسب میناید کہ بعض مباحث این فن زیادہ ہے۔ ہم کو یہ مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ اس فن کے بعض مباحث بنویسیم در سالہ طبعہ سازیم تا موجب ترتیب لکھیں اور اس کو طبعہ (ایک مستقل) رسالہ کی حیثیت سے مرتب کریں۔ فائدہ باشد معرفت قدر فاروق اعظم و معرفت اس سے دو برے فائدے مرتب ہونگے ایک تو فاروق اعظم کی قدسی آنکہ این علوم از خلفا ثابت شدہ نہ بدعتی است اور دوسری اس بات کی معرفت کہ یہ علوم خلفاء سے ثابت شدہ ہیں اور کہ من بعد پدید آمدہ کما ظن من لیس نہ نصیب کوئی بدعت نہیں ہیں جس کا ظہور بعد کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ ایسے شخص نے فی علوم احدث ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اچھ قد مخرج العلوم من معاد نہا و مفيض الغموم سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو کہ علوم کو اُن کی معدنوں سے نکالنے من اما کہنا و محیی النفوس بہا جیوة طیتہ و والا ہے اور فہموں کا ان کے ٹھکانوں سے افاضہ کر نیرالا ہے اور ان کے مرقبہا بذلک الے ما قدر لها من مرتبہ و ذریعہ سے نفوس کو زندگی بخشنے والا ہے پاکیزہ زندگی اور ان کو اس واسطے اُشہدان لا الہ الا اللہ و ان محمدًا عبدہ و رسولہ سے ترقی دینے والا ہے جس مرتبہ تک ان کے لئے مقدر کر دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ علیہ دعلی آلہ و صحبہ وسلم اما بعد میگوید میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اس بات کی کہ محمد اس فقیر ولی اللہ عفی عنہ اینست از نشر کے بندے اور اس کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم اما بعد مقامات و اشاعت کرامات و بیان حکم و افادات فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ بیان ہے خلیفہ آداب، ناطق بالحق خلیفہ آداب الناطق بالحق والصواب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاکم

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه انہ
بندۃ ضعیف بتدوین آن موفی شد و اللہ
المستعان وعلیہ التکلان۔ وپیش از غرض در
مقصود و مقدمہ را تمہید کنیم بیکی آنکہ حقیقت
تصوف کہ بعرف شرع نام ان احسان است
اسلہ اصل دارد اصل اول پیدا کردن یقین از
کلبس باعمال خیر مانند صلوٰۃ و صوم و ذکر و تلاوت
و مراد از یقین اینجا یقین خاص است کہ
بطریق موہبت صاحبین امت را نصیب شود
و بعرف صوفیہ نام آن یاد داشت است
نہ یقینی کہ از بہت استدلال یا تقلید حاصل
میگردد و اینقدر بدیہی است کہ ہمہ مسلمین بقدر
استعداد خود یا خود افعال خیر میکنند و بہر تہ
یقین نمیرسند الا طائفہ از ایشان لا جرم
تحقیق یقین از تلبس باعمال خیر مشروط است
بامور دیگر سخن ما در تحقیق و تعیین آن امور میزد
باستقرار معلوم میشود کہ آن امور در
کلیہ مندرج است یکے بمنزلت شرط قبول
اعمال و آن اخلاص فی العمل است و دیگر
اکثر اعمال خیر کیمیہ مانند تہجد و صبحی و اذکار
صبح و شام سوئم کیفیت خاصہ کہ عبارت از
خشوع و حضور و ترک حدیث نفس و بیہات
مذکرہ خشوع و اذکار مقویہ آن در قرآن عظیم

کے ارشادات پر جو بطن و تفصیل مقامات پر مشتمل ہیں اور اشاعت کرامات
پر اور آپ کے افادات اور حکمتوں کا بیان ہے جس قدر بھی اس بندہ ضعیف
کو اس کی تدوین کی توفیق دی گئی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور
اسی پر بھروسہ ہے۔ اور مقصود کے لحاظ سے قبل ہم بطور تمہید دو مقدمہ
بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مقدمہ اول یہ کہ تصوف کی یہ حقیقت جو شرع
کی اصطلاح میں احسان کے نام سے موسوم ہے تین اصل رکھتی ہے۔
اصل اول ہے اعمال خیر مثل نماز روزہ اور ذکر و تلاوت میں
مشغول رہنے سے یقین کا حاصل کرنا۔ اور یہاں یقین سے مراد ایک
خاص یقین ہے کہ بطریق بخشش و عطیہ کے صاحبین امت کو حاصل
ہوتا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام یاد داشت ہے نہ وہ
یقین جو استدلال یا تقلید کی حیثیت سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات
بدیہی ہے کہ تمام مسلمان بقدر اپنی اپنی استعدادوں کے اعمال خیر کرتے
ہیں اور (سب کے سب مرتبہ یقین پر نہیں پہنچ جاتے) مرتبہ یقین پر ان میں
سے ایک طائفہ سے زیادہ لوگ نہیں پہنچتے تو ضروری ہوا کہ تحصیل یقین
کے لئے اعمال خیر پر کار بند رہنا کچھ دوسرے امور کے ساتھ مشروط
ہو۔ ہماری گفتگو ان امور کی تحقیق و تعیین میں شروع ہوتی ہے۔ بخود فکر
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہیں۔ ایک قبول اعمال
کی شرط کے مرتبہ میں ہے اور وہ اخلاص فی العمل ہے۔ دوسرا ہے کمیّت
کے اعتبار سے اکثر اعمال خیر جیسے نماز تہجد و نماز چاشت اور صبح و شام
کے اذکار۔ تیسرا کیفیت خاصہ کہ مراد ہے خشوع و حضور (قلب) اور حدیث
نفس کے ترک سے اور ایسی ہیأت خاصہ سے جو خشوع کو یاد دلانے والی
ہو اور ایسے اذکار سے جو اس کو قوت پہنچانے والے ہوں قرآن عظیم
اور سنت سنہ (یعنی ارشادات نبویہ) میں احسان کی تفسیر ان ہی

وسنت سنہ احسانرا تفسیر کردہ انداز میں بن لکھتوں سے کی گئی ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 کہ کلیمہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتما الاعمال بالنیات (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اور اللہ تعالیٰ نے
 اعمال بالنیات وقال اللہ تعالیٰ انھم کأنوا قبل ذلک الخ (۱۶: ۱۵ تا ۱۶) وہ لوگ
 کأنوا قبل ذلک محضین ۛ کأنوا قلیلاً من الیل ۛ ما یجمعون ۛ وبالاسحار ۛ یتغفرون ۛ
 وفی اموالہم حق ۛ یسأل ۛ والحریم ۛ الایہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان تعبد اللہ کانک تراه فان لم تکن تراه فادیراک۔ اصل دوم تولید ہے تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اصل دوم یقین اور طبیعت نفس و قلب
 مقامات از میان یقین و طبیعت نفس و قلب کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہونا ہے۔ اور ان میں کے عمدہ علیہ
 و عمدہ این مقامات بحسب تخریر شیخ ابو طالب کی کہ شیخ ابن فن است وہ چیز است تو بود
 زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و رضا و فقر و محبت۔ آدمی کا دل اور اس کا نفس ایسی صورت سے
 مخلوق ہوا ہے کہ وہ ان احوال متضادہ کی سواری بنا رہتا ہے
 لیکن اول امر میں ان احوال کا تعلق امور دینیہ و دنیویہ سے
 تھا۔ خوف کا تعلق دشمن سے یا مال اور اولاد کے ضائع ہونے
 سے رکھا تھا اور رجا (امید) تعلق کثرت اموال و اولاد اور جاہ
 اور اسباب پر بھروسہ کرنے سے تھا۔ جب اسکی جبلت پر
 یقین کا غلبہ ہوا اور اس نے ہر جہت سے اس کے دل کو اپنی گرفت
 میں لے لیا تو لازمی طور پر رجا اور خوف تمام تر اللہ تعالیٰ اور اس
 کے حکم اور اس کے وعدوں سے متعلق ہو گیا اور اب اس کا اعتلا
 اسباب کے پیدا کرنے والے سے متعلق ہو گیا نہ کہ اسباب
 سے۔ اسی طرح دیگر مقامات (کی تولید کو) سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ
 مقامات ان ہی دس چیزوں میں محصور ہیں بلکہ یہ سب عمدہ مقامات
 اند

والا اشیاء بسیار ازین قبیل است مثل صدق ہیں درد اسی قبیل کی اور بہت اشیاء ہیں جیسے صدق دل اور اللہ حال و شدت لامر اللہ و تواضع و مانند آن درد کے امر کی وجہ سے شدت اور تواضع اور ان ہی کے مانند۔ اور قرآن عظیم و سنت قرآن عظیم و سنت سنیہ بسیار از مقامات مبین سنیہ میں بہت سے مقامات کا بیان فرمایا گیا ہے جن کی شرح طویل شدہ کہ شرح آن طویل دارد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعی از صحابہ را بہ بشارت بعض مقامات سرفراز فرمودہ اند مثل صدیقیہ و محمدیہ و شہیدیہ و حواریہ و گا ہی صورت مبر مثلاً با سختی دل مستحبہ گردد و توکل با تہور مخلص شود و علی هذا القیاس محققین صوفیہ علامات و خواص برائے امتیاز یکے از دیگرے بیان کنند و فقیر یک اصل عظیم تقریر میکند کہ از ہمہ تقریرات طویلہ مفید تواند بود و آن آنست کہ مقام آزا گویند کہ متولد باشد از میان یقین و جبلت قلب و نفس پس اگر استیلا یقین دریکے یافتہ نشود صفات وی ہمہ طبعی اند نہ مقامات سلوک و اگر استیلا یقین دیدہ شود باز تا مل باید کرد کہ پیش از یقین اینہا ہمیں صفت و ہمیں وضع در شخص بود یا نہ اگر بود از مقامات نیست و اگر نبود آن از مقامات سلوک است منصف لیبب را ہمیں نکست انشاء اللہ کافی است اصل سوم چون یقین بر شخصی مستولی شد و نفس او را در گرفت آنچه

عہ تہور کے معنی ہیں بے غمی کے ساتھ ہلاکت کے مقام میں گھس جانا یعنی ایسی شجاعت جس میں اپنی ذات کا تحفظ مغلوب ہو جائے مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی یہ طبعی صفت ہے کہ وہ ہلاکت کی فوہ نہیں کرتا اسکی اس حالت کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس بے غمی کا فناء اسکی طبعی صفت ہے یعنی تہور یا اسکی فناء توکل ہے اللہ کی ذات پر۔ ۱۲ مترجم

میگوید از یقین میگوید و انچه میکند از یقین میکند و مقامات سببیت در سببیت وی منقول شد و درین مشرب استقلال پیمایند طفاقت از حال او بیرون افتد و در میان افراد بشر شائع گردد و داین و دایم است کرامات خارقہ و تربیت مریدان حضرت فاروق اعظم ایمہ مباحث را قولاً و فعلاً بیان فرموده و بذروتہ اعلیٰ این فن ترقی نمود و او اعظم موفیہ است بعلوم تصوف در امت مرحومہ و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت مرحومہ آنحضرت را تربیت فرموده چه اصحاب آنحضرت و چه تابعین و افادہ حکم و مواظبت نمودہ خطاباً للماضین و کتاباً للماضین ہر چند استیجاب این مبحث خصوصاً درین رسالہ گنجائش نیست نکتہ الاید رک کلا لایترک کلمۃ منظور نظر است۔ مقدمہ دوم بون باتن است در میان کرامات و مقامات مشایخ موفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم و مقامات و کرامات فاروق اعظم مقامات مشایخ موفیہ شناختہ نمی شود الا از بہت تحفہ قرائن مثلاً در مقام جزع و قلق چندین بار دیدیم شخصی را کہ آثار جزع از وی ظاہر نمیشود پس حکم کردیم ثبوت مقام مبرور یا آخدا خود کش از وجود این مقامات بطریق

نفس کو اپنی گرفت میں لے لے گا کہ جو کچھ کہتا ہے یقین سے کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے یقین سے کرتا ہے اور اعلیٰ مقامات (مذکورہ بالا) اس کے سینہ میں پیدا ہو گئے ہیں اور اس مشرب میں اس کو ایک استقلال حاصل ہو گیا ہے تو ایک جوش اس کے حال سے باہر نکلے گا اور افراد بشر کے درمیان شائع ہو جائے گا اور اسکی دو قسمیں ہیں کرامات خارقہ (یعنی خلاف عادت امور کا صادر ہونا) اور تربیت مریدان۔ حضرت فاروق اعظم نے ان تمام مباحث کو قولاً اور فعلاً واضح فرمایا اور آپنے اس فن کے بلند ترین مرتبہ پر ترقی کی ہے اور آپ علم تصوف کے اُمت مرحومہ میں تمام موفیہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنحضرت کی اُمت مرحومہ کی آپ نے سب ہی کی تربیت فرمائی، کیا آپ حضرت کے اصحاب اور کیا تابعین اور حکمتوں اور مواظبت کا افادہ آپنے حاضرین کو زبانی ارشاد سے اور غائبین کو تحریرات کے ذریعہ سے فرمایا۔ ہر چند کہ اس مبحث کے ایسے بیان کی جو تمام جزئیات پر حاوی ہو خصوصاً اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے

پھر بھی نکتہ الاید رک کلا لایترک کلمۃ (جس شے کے کل کا ادراک نہ کیا جائے اُس کے کل کو چھوڑا بھی نہ جاتے) پیش نظر ہے۔ مقدمہ دوم بہت بڑا فرق ہے کرامات اور مقامات موفیہ قدس اللہ اسرار ہم اور کرامات و مقامات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان۔ مشایخ موفیہ کے مقامات نہیں پہچانے جاتے مگر اس صورت سے کہ قرائن ان کا احاطہ کر لیں مثلاً ایسے مواقع میں جہاں کہ گھبراہٹ اور پریشانی واقع ہونے کا غالب گمان ہو ہم نے چند بار کسی شخص کو دیکھا کہ اس سے گھبراہٹ کے آثار ظاہر نہیں ہوتے تو ہم نے اسے

است۔ مقدمہ دوم بون باتن است در میان کرامات و مقامات مشایخ موفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم و مقامات و کرامات فاروق اعظم مقامات مشایخ موفیہ شناختہ نمی شود الا از بہت تحفہ قرائن مثلاً در مقام جزع و قلق چندین بار دیدیم شخصی را کہ آثار جزع از وی ظاہر نمیشود پس حکم کردیم ثبوت مقام مبرور یا آخدا خود کش از وجود این مقامات بطریق

وجدان دور ہر کی ازین دو وجہ خدشہا
است منزل الاقدام درین فن بسیار است
مقامات فاضلہ با صفات طبیعیہ مشتبہ میشود
ویکی برنگ دیگر کی برمی آید لاجرم شناخت
مقامات و کرامات اشخاص خاصہ فنی است
ظنی بنا بر حسن ظن بشخص و بنا قلیں از وی
قبول کردہ می شود اما مقامات فاروقی اعظم
اصول آن بنص مخبر صادق علیہ اکل الصلوات
و ایمن التیات ثابت شدہ و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اور ابانہا بشارت دادہ و آن
مباحث بنقل مستفیض ثبوت بہرستہ آئند
ایمان بقدر محمل واجب شدہ و حجت باسن
قائم گشتہ آنچه بنویسیم ہمہ شرح این
اجمال است و فروع این اصول نخست
بعض نصوص مستفیضہ یاد کنیم انگاہ در تفصیل
خوض نمائیم نفس ناطقہ را دو قوت دادہ اند
قوت مالم و قوت عاقلہ چون تہذیب قوت
عالم بکمال خود رسد آن عصمت است
و تہذیب قوت عاقلہ چون بکمال خود رسد
آن وحی است دست آنتیان از وصول
بکمال مطلق درین دو قوت کوتاہ است اما
ہر یک را نمونہ ایست دانہ چون این ہر دو
ناتب بہم آیند ثمرات کثیرہ از میان اینہا

لئے مقام صبر کے ثبوت کا حکم لگا دیا۔ یا بطریق وجدان معلوم کر کے ان
مقامات کے وجود کے بارے میں خود اس کا خبر دیدینا، اور ان دونوں
میں سے ہر ایک وجہ میں بہت سے خدشے ہیں۔ اس فن میں اقدام کا
لغزش کے مواقع بہت ہیں، مقامات فاضلہ مشتبہ ہو جاتے ہیں
صفات طبعیہ کے ساتھ، ایک ان میں سے دوسرے کے رنگ میں ظاہر
ہو جاتا ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ مخصوص اشخاص کے مقامات اور
کرامتوں کی شناخت ایک ظنی فن ہے جسکی بناء ہے کسی شخص کے ساتھ
حسن ظن پر اور اس کے بارے میں نقل کرنے والوں کی بات ان لی جاتی ہے ہے
فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامات تو وہ اس مرتبہ کے ہیں کہ ان کے اصول
مخبر صادق علیہ اکل الصلوات و ایمن التیات کی نص سے ثابت ہوتے ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان مقامات کی بشارت دی ہے اور وہ
مباحث نقل مستفیض سے ثابت ہو کر اس حد پہنچتے ہوتے ہیں کہ ان پر
ایمان محمل واجب ہو گیا اور ان سے حجت قائم ہو گئی۔ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے
ہیں وہ سب اسی اجمال کی شرح اور اسی اصول کی فرع ہے۔ پہلے ہم بعض
نصوص مستفیضہ کا ذکر کریں گے پھر اس کے ساتھ تفصیل میں غور کریں گے
نفس ناطقہ کو دو قوتیں عطا ہوئی ہیں قوت مالم اور قوت عاقلہ جب
قوت مالم کی تہذیب اپنے کمال کو پہنچ جاتے تو وہ عصمت ہے
اور قوت عاقلہ کی تہذیب جب اپنے کمال پر پہنچ جاتے تو وہ وحی
ہے۔ ان دونوں قوتوں میں کمال مطلق پر پہنچنے سے تو امتیوں
کا ہاتھ کوتاہ ہے لیکن (ان دونوں قوتوں میں سے) ہر ایک کا
ایک نمونہ اور ناتب ہے۔ جب یہ دونوں ناتب جمع ہو جاتیں گے
تو ان کے درمیان سے ثمرات کثیرہ پیدا ہونگے، اس وقت وہ شخص
مرشد خلاق ہوگا اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور رحمت الہی کا مظہر

ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ الْخَيْرَ اللَّهُ تَعَالَى کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اب سمجھو کہ وحی کی نائب ہے محدثیت اور وحی کے ساتھ رائے کا موافق ہونا اور سچا کشف اور فراست نورانیہ، اور عصمت کا نائب ہے شیطان کا سجاگنا اس کامل کے سایہ سے۔ اور ان دو خصلتوں کے اجتماع کے ثمرات میں سے شہیدیت ہے اور دارِ دنیا میں افانہ علوم کے سلسلہ میں نیابت پیغمبر کا استحقاق اور آخرت میں بلند مرتبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث (جس پر منجانب اللہ انکشافات ہوں) ہوتے تھے تو داب (میری امت) میں سے اگر کوئی (ایسا محدث) ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہے اس کو ابو ہریرہ اور عائشہؓ نے روایت کیا صحیح مستفیض اسناد کے ساتھ۔ اور ابو ہریرہ کے بعض طرق حدیث میں یہ ہے کہ تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے ایسے لوگ گزرے ہیں جن سے (دراہج اب) کلام کیا گیا ہے بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے جس پر الہام کیا جاتا ہے تو وہ عمر ہے اور عقبہ بن عامر اس معنوں کو دوسرے الفاظ میں لائے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب ہوتا اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر ایسے تھے کہ جب وہ کوئی بات کہتے تھے تو قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ نازل ہو جاتا تھا۔ اور ابن عمر نے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی کسی چیز میں

متولد شود انگاہ شخص مرشد علق گردد و خلیفہ برحق پیغامبر و منظر رحمت الہی ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ پس نائب وحی محدثیت است و موافقتِ رأی باوحی و کشف صادق و فراست المعیہ و نائب عصمت فرار شیطان است از ظل این کامل و از ثمرات اجتماع این دو خصلت شہیدیت است و استحقاق نیابت پیغامبر در افانیت علوم در دارِ دنیا و علو منزلت در آخرت قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ يَمَانُ قَبْلَكُمْ مِنْ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَاِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةُ بِطَرَقٍ صَحِيحَةٍ مُسْتَفِيضَةٍ وَفِي بَعْضِ طَرَقٍ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَقَدْ كَانَ يَمَانُ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلَانِ يَكُونُ الْأَنْبِيَاءُ دَانِ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ وَعَقِبَةُ بْنُ عَامِرٍ مَعْنُونٍ رَابِعًا دِيكَ آدَرْد قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّمَا عُمَرُ لِيَقُولَ الْقَوْلَ فَيُنَزِّلُ الْقُرْآنَ بِتَصْدِيقِهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ فَعَالُوا

اختلاف ہوا اور انھوں نے (کچھ) کہا اور عمرؓ نے بھی (کچھ) کہا تو قرآن عمرؓ ہی کے قول کے مطابق نازل ہوا۔ اور مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر قائم کر دیا ہے۔ حفاظ حدیث نے اس کو ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ کی حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھتے تھے جب کہ ہم بہت لوگ ہوتے تھے کہ سیکھنے عمرؓ کی زبان پر ہوتا تھا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمرؓ سے شیطان کبھی نہیں ملا کسی کو چہ میں سے گذرنا ہوا مگر تیری گزراہ سے ہٹ کر دوسرے کو چہ سے گذرنے لگا یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔ اس کو حفاظ حدیث نے روایت کیا سعد بن ابی وقاص اور عائشہ اور جریرہ اسلمی کی حدیث سے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ عمرؓ کا شیطان اس بات سے ڈرتا ہے کہ ان کو خطا کا حکم کرے۔ اور ابن مسعود اور سعد و غیرہما سے قرآن کے ساتھ ان کی موافقات مروی ہیں اور حدیث مشہور میں صحابہ کی ایک جماعت کی روایت سے اور اسی طرح کہینے پہلے جاتے۔ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظمؓ کو شہید کے نام سے موسوم فرمایا ہے حدیث عشرہ و ثلاثہ و غیر ذلک میں۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر میری امت میں سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ابو بکرؓ ہے اور اللہ کے امر میں امت کا سب سے زیادہ قوی عمرؓ ہے۔ اس کو استیعاب میں ابو عمر نے حدیث انس و ابی سعید و مجن و ابی حنن سے روایت کیا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (عام) اہل جنت کے مقابلہ پر ان دونوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) کا مقام

وقال عمر لا نزل القرآن بما قال عمر وعنه ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ آنحضرت حفظ من حدیث ابی ہریرہ و ابن عمر و فی موقوف علی رضی اللہ عنہ کما تری و نحن متوافقون ان الشیطان یطعن علی لسان عمر و قال صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر یلیقک الشیطان سالکاً فجا الأسک فجا غیر فک ادکا قال رواہ الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقاص و عائشہ و جریرہ الاسلمی و فی موقوف علی رضی اللہ عنہ کما تری ان شیطان عمر یہا بہ ان یا مرہ بالخیلۃ و عن ابن مسعود و سعد و غیرہما و حفاظ القرآن و در حدیث مشہور بروایت جماعت من الصحابہ و ہم جزا ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروق اعظمؓ را بشہید مسمی نموده فی حدیث العشرۃ و الثلاثۃ و غیر ذلک و قال صلی اللہ علیہ وسلم اراءت امتی یا متی ابو بکر و اقوہا فی امر اللہ عمر رواہ ابو عمر فی الاستیعاب من حدیث انس و ابی سعید و مجن و ابی حنن قال صلی اللہ علیہ وسلم منزلتہا من اہل الجنۃ منزلة الکواکب الدری من اہل الارض ادکا

یعنی ایسا کلام عمرؓ کی زبان سے جاری ہوتا تھا جس سے نفوس اور قلوب مطمئن ہو جاتیں اور وہ ایک غیبی حکم ہوتا تھا جس کا القار اسکی زبان پر ہوتا تھا۔ یا سیکھنے سے مراد وہ فزشتہ جو قول کا اہام کرتا ہے ۱۲ عہ یعنی پھر تابعین کی ایک جماعت پھر تبع تابعین کی ایک جماعت ۱۲ مترجم

قال رواه ابو داود وغيره من حديث ابى سعيد
ودر حدیث تحکم ذنب فرموده اُوْمِنْ بِه اَنَا وَاَلْبُحْر
وَعَمْرُو مَا يَتَخَمُّ دُرَّ جَنَّتْ خَانَهُ اَوْرَا ویدند ودر مقام
بصورت لب و قمیص زیادہ فضل او بر سائر
مسلمین مثل شانگاہ فرمود اَقْدُوا بِالَّذِينَ
من بعدی ابی بکر و عمر رواہ الترمذی و غیرہ من
حدیث ابن مسعود و حذیفہ و قال لَا يُصِيبُكُمْ
فِتْنَةٌ مَا دَامَ بِذَا فِئْتِكُمْ رَوَاهُ الْحَفَظُ مِنْ حَدِيثِ
ابنِ فَرَّ وَ حذیفہ و عبد اللہ بن سلام و من طرق
حدیث حذیفہ ما وجد فی الصمیمین ان بینک و بین
الْفِتْنَةِ بَابٌ مُنْفَلِقًا اِلَى غَيْرِ ذَلِكُمْ مِنْ فُضَائِلِ
لَا تَحْصِي وَ هِيَ مِنْ مُتَوَاتِرَاتِ الدِّينِ بِالتَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِيِّ
الفصل الاول العلم الغزالی قال
عمر ايها الناس عليكم بالعلم فان الله سبحانه
رواه فمن طلب بابا من العلم رزاه الله تعالى
بر دانه فان اذنب ذنباً استغفبه فان اذنب
ذنباً استغفبه فان اذنب ذنباً استغفبه لئلا
يغلبه رداؤه الغزالی قال عمر موت الف مابده
قائم اقل صائم النهار اوتون من موت عالم بصير
بحلال الله و حرامہ الغزالی قال عمر من حدث بحديث
فعل به فله اجر ذلک العل ابو الیثم عن عمر انه
قال ان الرجل ليخرج من منزله و عليه من الذنوب

بمنزله كوكب درسی (چمکتے ہوئے ستارے) کے ہے اہل زمین کے مقابلہ پر یا جیسا کچھ آجپے
فرمایا۔ اس کو روایت کیا ابو داؤد و غیرہ نے ابوسعید کی حدیث سے اور بھڑے کے
کلام دالی حدیث میں فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر اور وہ دونوں
اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ اور جنت میں ان کے گھر کو دیکھا اور خواب میں بصورت
دودھ اور قمیص کے ان کی فضیلت تمام مسلمانوں پر مشتمل ہوتی اس وقت آپ نے
فرمایا کہ اقتدا کرو ان دونوں یعنی ابو بکر و عمر کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے
اس کو ترمذی نے روایت کیا ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث سے اور حدیث
کہ ہرگز تم پر کوئی فتنہ نہ پڑے گا جب تک کہ تم میں رہے گا۔ اُس کو
حقاً حدیث نے روایت کیا ہے ابو ذر اور حذیفہ اور عبد اللہ بن سلام
کی حدیث سے اور حدیث حذیفہ کی ایک روایت کے الفاظ جو صحیحین یعنی
(بخاری و مسلم) میں ملتے ہیں یہ ہیں کہ بیشک تیرے اور فتنہ کے درمیان
ایک بند دروازہ ہے ان کے علاوہ اتنے فضائل ہیں جن کا احصا دشوار ہے اور
یہ سب دین کے متواترات میں سے ہیں تواتر معنوی کے ساتھ (یعنی باعتبار معنی متواتر
ہیں)۔ فصل اول ”علم“ غزالی۔ عمر نے فرمایا ہے لوگو تم کو علم حاصل کرنا
مزدوری ہے کیونکہ اللہ سجاد و تعالیٰ کے پاس چادر ہے جو علم (یعنی معرفت) کے کسی پائے
کو طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی چادر اڑھا دے گا۔ (کنایہ ہے نور توفیق سے)
پھر اگر وہ کوئی گناہ کرے گا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا۔ پھر اگر وہ کوئی
گناہ کرے گا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا۔ پھر اگر کوئی گناہ کرے گا
تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا تا کہ وہ اس سے وہ اپنی چادر نہ چھین لے و اگر
جاہل ہو گا تو اس کو اس خطہ کا اندیشہ نہ ہو گا اور نعمت سلب ہو جائیگی غزالی، عمر نے
فرمایا کہ ایسے ہزار عابدوں کی موت جو قائم اقل اور صائم النهار ہوں بلکی ہے ایسے عالم کی
موت سے جو اللہ کے حلال اور اس کے حرام میں بصیرت رکھنے والا ہو غزالی، عمر نے فرمایا کہ

عہ یہ حدیثیں جلد ثالث میں اور اس سے پہلے بھی جاچکی ہیں ۱۲ مرقوم عہ یہ کنایہ الا بولوا رکے لغو فائیں بہت مستعمل ہے جب حق تعالیٰ فضل فرماتا ہے تو رسالک کی ذات پر
الوار نازل ہوتے ہیں جو اس کو پوسے طور پر پیش چادر کے لئے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور ان سے منفعیت ہو کر روح کے حکم میں آجاتا ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد غفر اللہ عنہ

مثل جبال تہامتہ فاذا سمع العلم خاف واسترجع علی ذنوبہ فانصرف الی منزلہ ولیس علیہ ذنبٌ فلا تقارقوا مجلس العلماء فان اللہ تعالیٰ لم یخلق علی وجہ الارض بقعۃً اکرم من مجالس العلماء۔ الغفرۃ قال عمران اخوف ما اناث علی هذه الامتہ المتافق للعلیم قالوا کیف یكون منافقاً علماً قال علیم اللسان جاہل القلب۔ الغفرۃ قال عمر اذا رايتم العالم مجاً لدنیا فاتہمؤہ صلی دیکم فان کل محبت یخوض فیما احب۔ الغفرۃ قال عمر لا تتعلم العلم لثلاث ولا تترک لثلاث لا تتعلم العلم لثمارہ بہ ولا ثباتہی بہ ولا ثراءہی بہ ولا تترکہ حیاء من طلبہ ولا زادۃ فیہ ولا رضی باجہل منہ۔ الغفرۃ قال عمر تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار والعلم۔ الغفرۃ قال عمر لا یكونوا من جبابرۃ العلماء فلا یلقے علمکم بجهلکم۔ الغفرۃ الی عن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کتب الرجل مثل فضل عقل ینہدی صاحبہ الی ہدی دیرۃ عن رومی و ما تمم ایمان عبدہ استقام

جس نے کسی حدیث کو بیان کیا اور اس پر عمل کیا (یعنی حدیث سننے والے نے) تو اس حدیث بیان کرنے والے کو اس عمل کا اجر ملے گا۔ ابواللیث مروی ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہام کے پہاڑوں کی مانند گناہوں کا بار ہے پھر جب وہ علم سنتا ہے تو ڈرتے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، پھر وہ اپنے گھر کی طرف اس حال میں واپس جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اسلئے تم علماء کی مجلس کو نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روح زمین پر کوئی مقام علماء میں مقرر نہیں کیا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے متعلق سب سے زیادہ اس شخص سے ڈرتا ہوں جو منافق ذی علم ہو۔ لوگوں نے کہا کہ منافق ذی علم کیسا ہوتا ہے تو کہا کہ علیم اللسان (زبان پر علم ہو) جاہل القلب (دل علم کے اثر سے خالی) غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دنیا سے محبت کرنے والا دیکھو تو اس کو تم اپنے دین پر ہونے میں متہم قرار دو کیونکہ ہر ایک محبت کرنے والا اپنی محبوب چیز میں ہی غور و فکر کرتا ہے (اسلئے محبت دنیا محبت خدا ہوگا) غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو حاصل کر دین (باتوں) کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑ دین (باتوں) کی وجہ سے علم کو نہ حاصل کر دین غرض سے کہ تم اس کے ذریعے سے جھگڑے کرو اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعے سے اپنی فوقیت جتاؤ اور نہ اسلئے کہ اس کے ذریعے سے دکھلاؤ اور اس کو نہ چھوڑو اسکی طلب شرط ہے ہونے اور نہ اس میں بے رغبتی (یعنی حقارت) کی بناء پر اور نہ اس سے جہل پر راضی ہوتے ہوئے غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور علم کیلئے سکینت اور وقار اور حلم کو سیکھو۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ تعدی کرنے والے علماء میں سے نہ بنو کیونکہ تمہارا علم تمہارے جہل کی مکافات نہ کرے گا۔ غزالی، عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص نے (کسی فضیلت کا) کتساب نہیں کیا جو ایسی فضیلت عقل کی مانند ہو جو صاحب عقل کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور اس کو ہلاکت سے لوٹا دے اور کسی بندے کا ایمان پورا نہ ہوگا اور نہ دین میں استقامت ہوگی جب تک اس کی

دینہ حتی یکمل عقلہ الغزالی
عن عمران قال لتیم الداری ما السود
فیکم قال العقل قال صدقت سالت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما سالتک
فقال لی کما قلت ثم قال سالت جبریل

ما السود فقال العقل . البخاری فی ترجمہ
باب قال عمر تعلموا قبل ان تسودوا معناه
یعنی للانسان ان یتبادر بطلب العلم
المشورۃ والسود فان النفس آثارہ
بالشوء والدنیات فلیجلا لادفات
البغوی والغزالی قال عمر تعلموا
من النجوم ما تہتدوا بہ فی البر والبحر ثم
امسکوا السہرورد عن عمران قرأ قوله
لعلی فانبئتنا فیہا حباً الی قوله
واباً ثم قال ما الاث ثم قال هذا لعمری
ہو التکلف فخذوا ایہا الناس ما بین
لکم فما عرفتم فاعلموا و ما لم تعرفوا فیکلوا
علمہ الی اللہ . ابو طالب قال ابن مسعود
لما مات عمر بن الخطاب انی لا حسیب
ان ذہب بمتعة اعشار العلم فقیل
تقول هذا وینا ارجلہ الصحابۃ فقال
لست اعنی العلم الذی تریدون انما
اعنی العلم باللہ ابو طالب عن عمر من

عقل کامل نہ ہوگی۔ غزالی، عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا تمیم داری
سے کہ تم میں سرداری (کا معیار) کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ
عقل۔ عمرؓ نے کہا تم نے سچ کہا، میں نے جیسا تم سے سوال کیا دیا
ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے
مجھے وہی جواب دیا تھا جو تم نے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے

جبریلؑ سے سوال کیا تھا کہ سرداری کیا ہے تو انھوں نے کہا
تھا کہ عقل۔ بخاریؒ اس باب کے ترجمہ میں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ علم
حاصل کرو پہلے اس سے کہ تم مزار بنو، اس کے معنی یہ ہیں کہ مرثیہ الحالی اور
سرداری پر پہنچنے سے پہلے طلب علم میں سبقت کی جائے کیونکہ نفس برائی
کا حکم دینے والا ہے اور دنیا اوقات کو (امور دنیاوی میں) مشغول کرنے
والی ہے، بغوی اور غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا سیکھ لو
جس سے تم جنگی اور دریا میں راستہ حاصل کر لو پھر رک جاؤ (یعنی
احکام نجوم نہ سیکھو)۔ شہروردی، روایت ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے یہ
ارشاد حق تعالیٰ پڑھا فَأَنْبِئْنَا فِيهَا حَبًّا سے وَأَبًّا تک پھر کہا کہ
ابت کیا ہے؟ پھر کہا کہ میں قسم کہتا ہوں کہ یہ (معنی جو تم کہتے ہو) تکلف
(یعنی اپنی طرف سے تعین) مراد حق ہے اس لئے (اے لوگو) جو تم سے
بیان کر دیا گیا پھر تم نے اس کو بخوبی سمجھ لیا تو اس پر عمل کرو اور جس
کو تم نہ پہچانو تو اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرو۔ ابو طالب، جب عمرؓ
ابن الخطاب کا انتقال ہوا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں
کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے جاتے ہیں تو ان سے) کہا
گیا کہ تم یہ کہتے ہو حالانکہ ہم میں بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں تو ابن
مسعودؓ نے کہا کہ میری مراد وہ علم نہیں ہے جو تم مراد لے رہے ہو
میں علم باللہ (معرفت الہی) کا علم مراد لے رہا ہوں۔ ابو طالب،

عالم فاجر و عابد جاہل فالقوا الفاجر من العلماء والجاہل من المتعبدين۔ ابو طالب عن عمر قال القوا کل منافع عليم اللسان يقول ما تعرفون و لیعل ما تعرفون المتعبدين۔ مالک کتب عمر الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظها وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فهو لما سواہا اضعف۔ مالک دخل رجل علی عمر من اللیلۃ التي طعن فیہا فایقظ عمر لصلوٰۃ الصبح فقال عمر نعم ولا حفظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ فصلتہ عمر وجرحتہ یشعب دما۔ مالک قال عمر لان اشہد صلوٰۃ الصبح فی الجماعۃ احب الی من ان اقوم لیسل۔ ابو طالب والستہ ورد، وقال عمر علی المنبر ان الرجل یشیب عارضاہ فی الاسلام وما اکلن شد صلوٰۃ قبل وکیف ذکرت قال لا یمن یشوعہا وتواضعہا و اقبالہ علی اللہ فینا سلم وخیرہ عن عقبہ بن عامر عن عمر رفعہ من توقفا دأصبغ الوضوء ثم قال اشہد ان لا ایلہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وان محمدا عبده ورسوله ففتح لہ البواب الجنۃ الثمانیۃ الغزالی، قال عمر فقدوا

مردی ہے عمر سے کہ کتنے ہی بدکار عالم اور عبادت گذار جاہل ہیں تو تمہیں بدکار عالموں اور جاہل عبادت گذاروں سے بچنا چاہیے۔ ابو طالب، مردی ہے عمر سے کہ فرمایا کہ بچو ہر ایسے منافق سے جس کی زبان خوب علم والی ہو کہ وہ ایسی باتیں کہے جن کو تم پہچانتے ہو (یعنی پسند کر دے)، اور عمل ایسے کرے جس کا برا ہونا تم سمجھتے ہو۔ عبادات، مالک، عمر نے اپنے غاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے تو جس نے اسکی حفاظت کی اور اسکی ہمیشہ نگہداشت رکھی تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا تو وہ اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو زیادہ ضائع کر نہ سکا ہو گا۔ مالک، ایک شخص عمر کے پاس اُس رات میں پہنچا جس میں ان کو زخمی کیا گیا تھا پھر عمر کو صبح کی نماز کے لئے جگایا تو عمر نے کہا کہ ہاں اور اسلام میں کوئی حقہ نہیں اس شخص کا جو نماز کو ترک کرے پھر عمر نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ مالک، عمر نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ میں صبح کی نماز کے لئے جماعت میں حاضر ہوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر (نوافل) میں گھڑا رہوں۔ ابو طالب اور سہروردی، عمر نے فرمایا منبر پر کہ ایک شخص اسلام کی حالت میں اپنے دونوں رخصتے بوڑھے کر لیتا ہے اس حال میں کہ اس نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی کامل نہیں کی۔ کہا گیا کہ یہ کیسے فرمایا کہ وہ نماز کے مشغول اور تواضع کو پورا نہیں کرتا حالانکہ نماز میں اس کا رخ اللہ کی طرف ہوتا ہے مسلم و غیرہ، روایت ہے عقبہ بن عامر سے وہ مرفوعاً عمر سے کہ جس نے وضو کیا اور عمدہ طور پر وضو کیا پھر کہا اشہد ان لا ایلہ الا اللہ الخ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اُس کے لئے آسمانوں دروازے جنت

وَاَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ فَاِنْ كَانُوا مَرْضَى مُؤَدِّمٍ
وَاِنْ كَانُوا اَمْسَاءً فَعَاثُوهُمْ الْغَزَالِي
كَانَ عُمَرُ يَقُولُ لَا بِي مُوسَى ذَكْرًا رَبَّنَا فَيَقْرَأُ
عِنْدَهُ حَتَّى يَكَادَ وَقْتُ الصَّلَاةِ اِنْ يَوْسُطُ
فَقَالَ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ فَيَقُولُ اَوْ لَنُفَانِي
وَالصَّلَاةُ الْغَزَالِي كَانَ عُمَرُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ
اِنِّي اَسْتَغْفِرُكَ بِعَلْمِي وَكَفَرِي فَقِيلَ لَهُ
هَذَا الظُّلْمُ فَاَبَالَ الْكُفْرَ فَلَا اِنَّ الْاِنْسَانَ
الظُّلْمُ كَفَّارٌ الْحَبَّ الطَّبْرِي عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ الْمَيْسَبِ كَانَ عُمَرُ يَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي كَبَدِ اللَّيْلِ
يَعْنِي وَسْطَ اللَّيْلِ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اسْلَمَ عَنْ
اُمِّهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَصِلُ مِنَ اللَّيْلِ
مَا شَاءَ اَللّٰهُ حَتَّى اِذَا كَانَ مِنْ اَخْرِ اللَّيْلِ يَلْقُ
اَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ يَقُولُ لَهُمُ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ تَمَّ تِلْكَ
هَذِهِ الْآيَةُ وَامْرُؤٌ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ
وَاَصْطَبِرُ عَلَيْهَا لَا تَسْتَلَاكَ رِزْقًا هُوَ يَنْحَنُ
مِنْ رِزْقِكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى الْحَبَّ الطَّبْرِي
عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ رَجَبَةَ صَلِيَتْ خَلْفَ عُمَرَ
الْفَرَفَرُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْحَجِّ وَبِسُورَةِ يُوسُفَ قِرَاءَةً
بَطِيئَةً الْحَبَّ الطَّبْرِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَا تَ
عَمَّرَ حَتَّى سَرَدَ الصُّومَ الْحَبَّ الطَّبْرِي عَنْ جَعْفَرِ
الْعَادِقِ كَانَ اَكْثَرَ كَلَامِ عُمَرَ اَكْبَرُ الْغَزَالِي
فَالْاَعْمَالُ تَبَاهَتْ فَعَالَتِ الصَّدَقَةُ

کے کھول دیئے جائیں گے، غزالی، عمرؓ نے فرمایا نماز میں اپنے بھائیوں کے
حال کا پتہ لگاؤ پھر اگر وہ بیمار ہوں تو انہی عبادت کرو اور اگر وہ تندرست
ہوں تو ان پر اظہار عقاب کرو۔ غزالی، عمرؓ ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا
کرتے کہ ہم سے رب کا ذکر کرو وہ ان کے سامنے قرأت کرتے یہاں تک
کہ نماز کا وقت درمیان کے قریب پہنچ جاتا تو کہا جاتا "الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ"
تو فرماتے کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں؟ غزالی، عمرؓ کہا کرتے کہ اے اللہ میں
آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اپنے ظلم کی اور کفر کی تو ان سے کہا گیا کہ یہ ظلم
وکی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر کفر کی کیا بات ہے تو آپ نے یہ آیت
تلاوت کی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظُلُومٌ كَفَّارٌ (۳۲: ۱۴) پس یہ ہے کہ
کہ آدمی بڑا بے انصاف بڑا ہی ناشکر ہے۔ محبت طبری، روایت ہے سعید
ابن المسیب سے کہ عمرؓ پسند کرتے تھے رات کے جگ میں نماز پڑھنا یعنی
درمیان شب میں۔ مالک، روایت ہے زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے
کہ عمر بن الخطاب جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ
حب رات کا آخر آجاتا تو اپنے گھروالوں کو نماز کے لئے جگاتے، ان سے کہتے
الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے وَامْرُؤٌ اَهْلَكَ الْخ
(۱۳۲: ۲۰) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہتے اور خود بھی اُس
کے پابند رہتے۔ ہم آپؓ معاش کو مانا، نہیں چاہتے۔ معاش تو آپؓ کو ہم دیں گے
اور بہتر انجام تو پر ہر نگاہی ہی کا ہے۔ محبت طبری، روایت ہے عبد اللہ بن ربیع
کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو انہوں نے قرأت کی سورۃ حج
اور سورۃ یوسف کی سنبھال سنبھال کر۔ محبت طبری، ابن عمرؓ سے کہ نہیں
اشتغال کیا عمرؓ نے یہاں تک کہ پہلے درپے رونے رکھے (دو سال)۔ محبت طبری
جعفر صادقؓ رض سے کہ اکثر کلام عمرؓ کا اللہ اکبر ہوتا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ
اھل (خیر) نے ایک دوسرے پر فضیلت جتاتی تو صدقہ نے کہا کہ میں تم سب سے

انا افضلکم۔ ابو طالب کان عمر بن الخطاب
 يعطى اهل البيت القطيعة من الغنم
 العشرة فما فوقها يعنى اغناء الحاج افضل
 الغزالي قال عمر الحاج مغفور له ولکن استغفر
 له في شهر ذي الحجة والحرم وصفر وعشر من
 ربيع الاقل۔ ابو الليث قال عمر من اتى هذا
 البيت لا يريد الا اياه فطاف به طوافاً
 خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔ ابو طالب
 روى عن عمر انه قال لان اذنب سبعين
 ذنباً بركبته احب اليّ من اذنب ذنباً
 واحداً بمكة۔ ابو طالب والغزالي کان عمر

يقول للحاج اذا تجوّا يا اهل اليمن بئسکم
 ديا اهل الشام شامکم ديا اهل العراق عراقکم۔
 ابو طالب ان عمر اهدى ثمنه ثوباً فلبس
 بثمنه وینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ان یبعثا ویشترى ثمنها بدينار
 کثیرة فنهاه عن ذلك وقال بل اهدا۔
 ابو الليث قال عمر الساجد بیوت اللہ عزوجل
 فی الارض وحی علی الزور ان یحرم زائره۔
 ابو الليث کان عمر یقول اذا دخل شہر رمضان
 مرحباً بمطہر مرحباً بمطہر خیر کلہ صیام نہارہ
 وقيام لیلة النفقة فیہ کالنفقة فی سبیل
 اللہ ابو جحر عن ابی عثمان قال عمر ان شاء

افضل ہوں۔ ابو طالب۔ عمر بن الخطاب اہل بیت کو بکری کے دس دس
 اور کبھی اس سے زیادہ گوشت کے پارچے دیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے
 کہ محتاج کو غنی کر دینا افضل ہے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت
 کر دی جاتی ہے اور اسکی بھی جس کے لئے وہ دے مائے مغفرت کرے ماہ ذی الحجہ
 اور محرم اور صفر اور دس ربیع الاول تک۔ ابو الليث، فرمایا عمرؓ نے جو
 اس بیت (خدا کے لیے) میں آیا اور اس کا ارادہ صرف اسی کا تھا پھر اس نے
 اس کا طواف کیا تو وہ اپنے گناہوں سے نکل کر مثل اس دن کے ہو جائے
 گا جس دن اسکی ماں نے اس کو جنا تھا۔ ابو طالب، روایت کیا گیا ہے
 عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں شتر گناہ کروں رکبہ میں دیر حجاز میں ایک
 مقام کا نام ہے یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ایک گناہ کروں
 مکہ میں۔ ابو طالب اور غزالی، عمرؓ حجاجوں سے فرمایا کرتے تھے
 جب وہ حج کر لیا کرتے تھے لے اہل یمن اپنے یمن کو اور لے اہل شام
 اپنے شام کو اور لے اہل عراق اپنے عراق کو (دعا میں یاد رکھو) ابو طالب
 یہ کہ عمرؓ نے ہدی تجویز کر لی ایک ٹھنکی اونٹنی کی تو اس کے یمن سودینار
 لگا دیتے گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
 کیا کہ وہ اس کو فروخت کر دیں اور اسکی قیمت سے بیت سے
 بدنے (قربانی کے اونٹ) خرید لیں تو ان کو اس سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا نہیں بلکہ اسی کو لے جاؤ۔ ابو الليث
 عمرؓ نے فرمایا کہ مسجدیں زمین پر اللہ عزوجل کے گھر ہیں اور زیارت
 کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔
 ابو الليث، جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ
 پاکیزہ کر نیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، پاکیزہ کر نیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، وہ سب
 کا سب خیر ہے، اس کے دن میں روزے ہیں اور رات میں قیام (یعنی نوافل)

اس میں اہل و عیال پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مانند ہے۔ ابو بکر
عثمان سے کہ عمر رضی نے فرمایا کہ سردی کا موسم عابد کی لوٹ (کا زمانہ) ہے ابو بکر
مروی ہے ایک شخص سے جس کو میکائیل کہا جاتا تھا جو خراسان والوں میں سے تھا
اس نے بیان کیا کہ عرم جب رات کو کھڑے ہوتے تو بکتے، بیشک آپ میرے
مقام کو دیکھتے ہیں اور میری حاجت کو جانتے ہیں تو آپ مجھے اپنے پاس سے ایسا
لوٹا دیتے کہ میں اپنی حاجت میں فلاح پانے والا ہوں کامیاب ہوں آپ دعا قبول
کر نیوالے ہوں میں مستجاب ہوں کہ آپ نے میری مغفرت کردی اور مجھ پر رحمت فرمائی
پھر جب نماز پڑھی کر لیتے تو بکتے کہ اے اللہ میں دنیا کی کسی چیز کو ہمیشہ رہنے والی نہیں
دیکھتا اور میں کسی ایسے حال کو نہیں دیکھتا جو پائیدار رہتا ہو، اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے
کہ دنیا میں علم سے بولوں اور علم سے خاموش رہوں۔ اے اللہ مجھے دنیا کے مال و دولت
میں سے اتنا زیادہ نہ دیجئے کہ میں گمراہ ہو جاؤں اور ناسا کم دیجئے کہ میں آپ کو بھول
جاؤں (اور کلمہ کی فکر میں لگوں) کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو
اور غفلت میں ڈال دے۔ ابو بکر، عمرؓ سے کہ وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا
ہوں اس حالت سے کہ آپ مجھ کو غفلت میں پکڑ لیں یا مجھے غفلت میں چھوڑ دیں یا مجھے غافلین
میں سے بنادیں۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دعا رکھنا آسمان اور زمین
کے درمیان معلق رہتی ہے اس کا کوئی حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تمہاری دعا
درود نہ پڑھا جائے۔ محمدؐ، کہا کہ خبر دی ہم کو ابو حنیفہ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو جعفر
محمد بن علی نے کہا کہ علی بن ابی طالب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آتے
جب کہ وہ مجروح کئے گئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت کرے، خدا کی قسم زمین پر کوئی
ایسا نہیں جو مجھے تم سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اس کے جیسا اعمال مارے کہ اللہ سے
ملوں۔ زبان کی آفتیں، غزالی، کہا عمرؓ نے کہ جوش و خروش سخن
شیطان کے جوش میں سے ہے۔ غزالی، کہا عمرؓ نے کہ یاد رکھو کنایات میں سے
ایسے بھی ہوتے ہیں جو آدمی کو جھوٹ سے بچا لیتے ہیں۔ غزالی، معاذ عمرؓ

قیمۃ العابد۔ ابو بکر من رجل یقال لہ میکائیل
من اہل خراسان قال کان عمر اذا قام
من اللیل قال قد ترے مقامی و تعلم
حاجتی فاربعین من عندک لاجتی مُفْلِماً
مُحْتَجّاً مُتَعَبّاً یُستَجابُ لی قد غفرت لی و
رحمتی فاذا قضی صلوٰۃ قال اللہم لا اری
شیئاً من الدنیا یُردُّم ولا اری حالاً فیہا
یستقیم اللہم اجعلنی اُتْلِقُ فیہا بعلم و اُصَمِّتُ
فیہا بعلم اللہم لا تُخیرْ لے من الدنیا فاطْعی
ولا یَقِلْ لی منہا فالتَّسْیُ فانما قتل و
اکفی خیر ما کثر و الہی۔ ابو بکر من عمر انہ
کان یقول اللہم انی اعوذ بک ان تأخذنی
علی غزوة او تدرنی فی غفلة او تجعلنی
من الغافلین۔ ابو اللیث قال عمر بلغنی ان الدعا
بین السماء والارض معلق لا یصعد منہ شیء
حتی یصل علی انبیکم محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ
قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علی قال جاء علی بن
لبن طالب الی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
عین طبعن فقال رحمت اللہ فواللہ ما فی
الارض احد کنت الی اللہ بصیفة احب الی
منک۔ آفات اللسان۔ الغزالی قال
من ان شقا شق الکلام من شقا شق الشیطان
الفساد قال عمر انما فی المعارض ما یکنی

کے عامل تھے، جب اپنے کام سے لوٹ کر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ کیا ہدیہ لیکر آئے۔ کہا کہ میرے ساتھ ایک سخت نگرانی کرنے والا تھا (یعنی اللہ) اس وجہ سے ترے لئے کچھ فراہم کرنے کا موقع نہ مل سکا اس نے (یہ مطلب سمجھ کر) عمر بنے ان پر کوئی نگران مقرر کر دیا تھا، کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین ہے اور ابو بکر کے نزدیک امین ہے لیکن عمرؓ نے تمہارے ساتھ ایک نگران روانہ کر دیا۔ پھر عمرؓ کے پاس جا کر اس نے یہ شکایت کی جب عمرؓ نے سنا تو معاذ سے اس کے ہاتھ میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس سے انہار معذرت کیلئے اس کے سوا اور کوئی بات میری سمجھ میں نہ آتی تو عمرؓ ہنسے اور ان کو کچھ یاد اور کہا کہ یہ دیکر اسکو راضی کر لو۔ غزالی، ابو خزہ عورتوں سے اکثر خلع کرتا رہتا تھا یعنی معاذؓ سے بیکر طلاق دیتا تھا یہاں تک کہ اس کی بدنامی کے ساتھ شہرت ہو گئی تو اس نے (یہ دھبہ مٹانے کیلئے) عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر میں داخل کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ سے ناراض ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے قسم نہ دے۔ ابو خزہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں (کہ تیج بیچ بتا) اس نے کہا کہ ہاں (ناراض ہوں)، تو اس کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ وہ تو ہی ہے جو اپنے شوہر سے یہ گفتگو کرتی ہے کہ تو اس سے ناراض ہے تو اس نے کہا کہ اس نے مجھے قسم دی تو میں نے اس کو گناہ سمجھا کہ جھوٹ بولوں۔ تو کیا لے امیر المؤمنین میں جھوٹ بول دوں فرمایا کہ ہاں جھوٹ بول دے، اگر تم میں سے کوئی عورت ایسی ہو کہ ہم میں سے کسی سے محبت نہ کرتی ہو تو اس کو بیان نہ کرے کیونکہ ایسے گھر بہت کم ہیں جن میں معاشرت کی بنا رنجیت پر ہو لیکن لوگ اسلام (کے ضوابط) اور احسان کی بنا پر باہم میل جول رکھتے ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مدح (یعنی کسی کے منہ پر اسکی تعریف کرنا) ذبح کرنا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمرؓ کی مدح کی تو فرمایا کہ کیا تو مجھے ہلاک کرنا ہے اور اپنے نفس کو ہلاک کرنا ہے۔ ابواللیث، روایت کی مالک بن دینار نے احنف بن قیس سے کہا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ لے احنف

الرجل عن الكذب. الغزالي كان معاذ عاصداً لعمر فلما رجع من عيلة قالت امرأته ما جئت به من الهدية قل كان معي ضابطاً قالت كنت أيتنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند ابني بكرة فبعث عمر معك ضابطاً وشكك عمر فلما سمع عمر سأل معاذاً عن ذلك فقال لم أجد ما اعتذر به إليها إلا ذلك فضحك عمر وأعطاه شيئاً وقال ارضها به. النسائي كان ابن أبي خزة يخلع من النساء كثيراً حتى طارت له أحدى دثني فادخل عبد الله بن ارقم بيتها وقال لامرأته انشدك بالله بل تخفينني قالت لا تشدني قال فاني انشدك بالله قالت نعم فدعاها عمر فقال انت التي تخفينين لزوجهك ان تخفينين قالت اننا شددني فخرجهت ان اكذب افاكذب يا امير المؤمنين قال نعم فاكذب ان كانت احدكن لا تحب احدنا فلا تحدثر بذلك فان اقل البيوت الذي يئس على الحبيب ولكن الناس يتعشرون بالاسلام والاحسان الغزالي قال عمر المدح هو الذبح الغزالي اشنى رجل على عمر فقال انشكركم ونبلكم نفسك ابوالليث روى مالك بن دینار عن احنف بن قیس قال لی عمر یا احنف من کثر محکم قلت هیئت ومن فرح استخف به الناس ومن

اکثر من شیء معروف بہ ومن کثر کلامہ کثر سقطہ ومن کثر سقطہ
قل حیاء ومن قل حیاء قل درجۃ مات قلبہ ^{مات} البوالیث
قال عمر کنفی بالمومن من الغی ثلاث یعیب علی
الناس بما یأتی بہ ویبصر من عیوب الناس
ما لا یبصر من عیوب نفسہ ویؤذی جلیئہ فیما
لا یغنیہ آفات القلب الغزالی کان
عمر اذا خطب قال فی خطبہ اطلع منکم
من حفظ من الہوی والطبع والغضب الغزالی
غضب عمر طے رجل دامر بعزہ فقال مالک
بن اوس یا امیر المومنین خذ العفو وأمر بالعرف
وأنزل من الجاہلین فأتى الآیہ وكان وقافاً
عند کتاب اللہ تمہائی علیہ دنئی الرجل
الغزالی روی ان عمر غضب یوماً قدما بما
فاستنشق فقال ان الغضب من الشیطان
یہذأ بہ حب الغضب ابوبکر والغزالی
قال عمر ان العبد اذا تواضع للہ رفع
الملك حکمہ وقال انتعش رفعک اللہ
واذا جبر دعاً طوره وہمہ الملك
الی الارض وقال اخشاً خشک اللہ
فہو فی نفسہ کبر و فی عین الناس
حقیر ان لا تحقر عندہم من الخنزیر
الغزالی استاذن رجل عمر بن

جس کا ضحک (یعنی ہنسی مذاق) بڑھ گیا اسکی ہدیت (یعنی وقار) گھٹ گیا
اور جو مزاح کرتا ہے گادہ لوگوں میں ہلکا ہو جائے گا اور جو بکثرت کوئی کام کرتا ہے
گادہ اسی کے ساتھ مشہور ہو جائے گا اور جس کا کلام بڑھے گا (یعنی یادہ گوئی) اسکی گلاڑ
بڑھ گی اور جب گلاڑ بڑھتی ہے تو حیا کم ہو جاتی ہے اور حیا کم ہو جاتی ہے تو اسکا
تقویٰ گھٹ جاتا ہے اور جس کا تقویٰ گھٹ گیا اس کا دل مر گیا۔ البوالیث، عمرؓ نے فرمایا
کہ مومن کی گراہی کیلئے تین باتیں کافی ہیں لوگوں پر ایسے عیب لگاتے جن میں خود مبتلا ہو
اور لوگوں کے اتنے زیادہ عیوب دیکھے جتنے اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے اور یہودہ باتوں
سے اپنے ہمتیں کو دکھ پہنچاتے۔ قلب کی آفتیں۔ غزالی، عمرؓ غضب خطبہ
دیا کرتے تو کہا کرتے تھے میں فلاح کو پہنچا جس نے اپنی حفاظت کی خواہش نفس سے ادا
پالچ سے اور غضب۔ غزالی، عمرؓ ایک شخص پر غضب کیا کہ ہوتے اور اس کو مارنے
کا حکم دیا تو مالک بن اوس نے کہا اے امیر المومنین خذ العفو الخ (۱۱۹: ۷) عادت
کرد گذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے، تو انھوں نے اس آیت
پر غور کیا اور کتاب اللہ جب بھی آپ کے سامنے پڑھی جاتی تھی آپ اس پر بہت
غور کرتے تھے چنانچہ اس شخص کو چھوڑ دیا۔ غزالی، مروی ہے عمرؓ کو ایک دن غصہ
آگیا تو انھوں نے پانی منگایا اور اسکو ناک میں دیا پھر فرمایا کہ غضب شیطان کی طرف
سے ہے اور یہ کام غضب کو دور کر دیتا ہے۔ ابوبکر اور غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ بندہ
جب اللہ کے لئے تواضع کرتا (یعنی جھکا) ہے تو فرشتہ اسکی حکمت (یعنی مرتبہ) کو بلند
کر تا ہے اور کہتا ہے کہ بلند ہو اللہ نے تجھے بلند کیا اور جب جبر کرتا اور اپنے طریقے
سے تجاوز کرتا ہے تو فرشتہ اس کو زمین کی طرف گرا دیتا ہے اور کہتا ہے دور ہو خدا
تجھے ذلیل کرے تو وہ اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے (یہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا معزز ہوں)
اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا حقیر کہ وہ یقیناً ان کے نزدیک سوار سے بدتر ہو جاتا
ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمرؓ بن الخطاب سے جب کہ وہ صبح کی نماز سے فارغ

ہو یعنی غضب کے دوامی اور اسباب کہ کسی شخص سے ایسی حرکت سرزد کرادی جس سے عمرؓ غضب لگ ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ شیطان نے آپ کی ذات پر تصرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ سے
ذکر اس کا جگہ ثابت ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

ہوتے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کو وعظ کرے تو انہوں نے اُس کو منع کر دیا تو اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں تو فرمایا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تو پھول جاتے یہاں تک کہ تو ثریا تک پہنچ جاتے، ابو طالب، عمر رضی نے ایک شخص سے کہا کہ تیری قوم کا سردار کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں! تو انہوں نے کہا کہ اگر تو ایسا ہوتا تو یہ جواب نہ دیتا۔ غزالی، کہا اصبح بن ثباتہ نے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں عمر رضی کی طرف جو بائیں ہاتھ میں گوشت شکلاتے ہوتے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں درہ تھا بازاروں میں گھوم رہے تھے جس وقت داخل ہوتی انکی سواری غزالی عمر رضی نے اپنی گردن میں ایک مشکیزہ لٹکایا تو ان کے اصحاب نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کس بات نے آپ کو اس پر اُجھارا تو فرمایا کہ میرے نفس نے مجھے خود بینی میں ڈالا تو میں نے چاہا کہ اس کو ذلیل کر دوں غزالی، زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی کو دیکھا کہ وہ بازار کی طرف نکلے اور ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور ان کے بدن پر ایک لنگی تھی جس میں چودہ بیوند تھے جن میں سے بعض چڑھے کے تھے۔ غزالی، عمر رضی نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جان لو کہ کوئی حلم اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند اور لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا نہیں امام کے حلم اور اسکی نرمی سے اور کوئی جہل اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند اور لوگوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا نہیں امام کے جہل اور اسکی حماقت سے اور جان لو لوگو! کہ جو اپنے سامنے کے لوگوں کے لئے عافیت کی راہ اختیار کرتا ہے اس کو عافیت دی جاتی ہے ان لوگوں میں جو اس سے درجہ ہوتے ہیں۔ غزالی، عمر رضی نے ایک شخص سے کہا کہ تم کو لازم ہے علانیہ کا عمل۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ علانیہ کا عمل کیا ہے

الخطاب ان يعظ الناس اذا هو فرغ من صلاة الصبح فمعه فقال اتهمني من نصح المسلمين فقال اخشى ان يتبين حتى تبلغ الشرا۔ ابو طالب قال عمر لرجل من سيد قومك قال انا قال لو كنت كذلك لم تقص۔ الغزالي قال اصبح ابن ثباته كاني انظر الى عمر معصفاً لحماً في يده اليسرى وفي يده اليمنى الدرّة يدور في الأسواق حين دخل رحله الغزالي حمل عمر قربة على عنقه فقال اصحابه يا امير المؤمنين ما حملك على هذا فقال ان نفسي قد اعجبتني فاردت ان اذلتها۔ الغزالي قال زيد بن وهب رايت عمر خرج الى السوق دبده الدرّة وعليه ازار فيها اربعة عشر رقعة بعضها من اديم۔ الغزالي قال عمر في خطبة له اعلموا ان لا حلم احب الى الله تعالى ولا اعظم نفعاً من حلم الامم ورفقه وليس جہل بعض الے الله ولا اعظم ضرراً من جہل امام ومقره واعلموا ان من ياخذ بالعافية فيمن بن ظهرائيه يرزق العافية فيمن هو دونه الغزالي قال عمر لرجل عليك

بجمل العلانیۃ قال یا امیر المؤمنین و
ما عمل العلانیۃ قال اذا اطلع علیک
میرک لم تشک منہ۔ ابو اللیث روی عن
عمر انه قال رأس التوامع ان تبدأ
بسلام علی من لقیته من المسلمین و
ان ترمنی بالردن من المجلس وان تحو
ان تذکر بالبیر والتقوی۔ ابو اللیث عن
قیس بن ابی حازم قال لما قدم عمر الشام
تلقاه عطاء وکبراء فقیل لہ اربک
ہذا البرذون یراک الناس فقال انکم
ترون ہذا الامر من ہہنا واما الامر
من ہہنا واما بیدہ الی السماء
غلوا سبیلہ۔ ابو اللیث روی ان عمر
جعل بیسۃ وبن غلامہ مشکوۃ فکان
عمر یرکب الناقۃ ویاخذ الغلام بزمامہا
فیسیر مقدار فرسخ ثم ینزل ویرکب
الغلام ویاخذ عمر بزمام الناقۃ ثم یری
مقدار فرسخ فلما قرب من الشام
کانت نوبۃ رکوب الغلام فربکب الغلام
واخذ عمر بزمام الناقۃ فاستقبلہ الماء
فی الطريق فجعل عمر یخوض الماء وہو
أخذ بزمام الناقۃ فخرج ابو عبیدہ بن الجراح
وکان امیراً علی الشام فقال یا امیر المؤمنین
ان عطاء الشام یخرون الیک فلا یحس

فرمایا کہ جب تمہارے حال پر دوسرا شخص مطلع ہو جائے تو تم
اس سے نہ شرمائو گے (جس سے وہ عمل خیر بند کرنے کی نوبت نہ
آئے گی)۔ ابو اللیث، روایت کیا گیا عمر رض سے کہ آپ نے فرمایا
کہ تواضع کا سرا (یعنی پہلا کام) یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جس
سے تم اس سے خود سلام کی ابتداء کرو اور تم مجلس میں کے کم رتبہ
شخص سے بھی خوشنودی ظاہر کرو اور یہ کہ تم اس بات کو برا سمجھو
کہ تمہارا ذکر نیکی اور تقویٰ کے ساتھ کیا جائے۔ ابو اللیث،
قیس بن ابی حازم سے کہا کہ جب عمر رض شام میں تشریف لاتے
تو ان سے وہاں کے بڑے مرتبہ کے لوگ اور معززین نے ملاقات کی
اور کہا کہ اس دسواہی کے پتھر پر سوار ہو جائیے لوگ آپ کو دیکھیں
گے تو فرمایا کہ تم اس امر کو دیکھتے ہو یہاں کے اعتبار سے اور حقیقت
یہ ہے کہ معاملہ کا تعلق وہاں سے ہے، اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف
اشارہ کیا، تم میرا راستہ چھوڑو (مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو)۔ ابو اللیث
روایت کیا گیا ہے کہ عمر رض نے (شام کے سفر میں) اپنے اور اپنے غلام
کے درمیان نوبت وار سوار ہونا مقرر کیا تھا کہ عمر رض سوار ہوتے ناقد پر
اور غلام اسکی نیکل پکڑتا اس طرح ایک کوس کی مقدار چلتے پھر اتر جاتے
اور غلام سوار ہوتا اور عمر رض ناقد کی نیکل پکڑتے پھر ایک کوس کی مقدار
چلتے۔ پھر جب شام قریب آگیا تو غلام کے سوار ہونے کی نوبت تھی
اس بناء پر غلام سوار ہو گیا اور عمر رض نے ناقد کی نیکل پکڑی پھر ان کے
سامنے راستہ میں پانی آگیا تو عمر رض ناقد کی نیکل پکڑے ہوئے پانی میں
گھس گئے۔ پھر نیکل ابو عبیدہ بن الجراح اور وہ امیر تھے شام
پر اور انھوں نے کہا کہ لے امیر المؤمنین شام کے سردار آپ کے
راستقبل کے لئے آپ کے پاس آئیں گے اور یہ اچھا نہ ہو گا کہ وہ
آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو عمر رض نے کہا کہ اللہ نے ہم کو صرف اسلام

ان یروک علیٰ هذه الحارۃ فقال عمر انما اعزنا اللہ بالاسلام فلانباہی من مقالۃ الناس ابو اللیث قال عمران من صلاح ریک ان تعرف ذنبک وان من صلاح حکمک ان ترفض مجبک وان من صلاح شکوک ان تعرف تقصیرک۔ الفسک قال عمران الطبع فقر والیاس غنی وان من یئس ما فی آئیدی الناس و قنع استغنی عنہم۔ الفسک قال عمرو بن الاسود العنسی لا لبس مشہور ابدًا ولا اناثم بلیل علی ذناب ابدًا ولا اربک ماثورًا ابدًا ولا اسلمہ جوفی من طعام ابدًا فقال عمر من سترہ ان ینظر الی ہذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی عمرو بن الاسود الوطاب عن عمر لو ان رجلاً صام النہار لا یفطر وقام اللیل و تصدق وجاہدو لم یحب فی اللہ عزوجل ولم یبعض فیہ ما نفعہ ذلک شیئاً۔ الوطاب کان عمر بن الخطاب یقول رحم اللہ امرأً ابدی الی اخیرہ عوبہ۔ ابو بکر عن ابن شہاب قال عمر لا تعترض لنا لا یغنیک واعتزل عدوک و احذر صدیقک الا الامین من الاقوام ولا امین الا من خشی اللہ لا تعیب الفاجہ فتعلم من فحورہ

کی وجہ سے عزت دی ہے تو ہم کوئی پر واہ نہ کریں گے لوگوں کی باتوں کی۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے دین کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے گناہ کو پہچانے اور تیرے عمل کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو عجب سے (یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے)، بچا ہے اور تیرے شکر کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے قصور عمل کو پہچانے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ طبع فقر ہے اور (مخلوق سے) ناامیدی غنا ہے اور درحقیقت جو شخص ناامید بن گیا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس نے قناعت کر لی وہ ان سے مستغنی ہو گیا۔ غزالی، عمرو بن الاسود العنسی نے کہا کہ میں مشہور (عمدہ لباس)، کبھی نہیں پہنتا ہوں اور نہ کبھی رات کو گدوں پر سوتا ہوں اور نہ ٹم کاٹے ہوئے (گھوڑے) پر کبھی سوار ہوتا ہوں اور نہ کبھی میں اپنا پیٹ کھانے سے بھرتا ہوں تو یہ شکر، عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کو دیکھے اس کو چاہیے کہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔ ابو طالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور افطار نہ کرے اور رات بھر نماز کیلئے کھڑا رہے اور صدقے اور جہاد کرے اور وہ اللہ عزوجل کے لئے محبت نہ کرے اور نہ اللہ کے واسطے (کسی سے) بغض کرے وہ اعمال اس کو کچھ نفع نہ پہنچائیں گے۔ ابو طالب، عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے گا جو اپنے بھائی پر اس کے عیوب ظاہر کرے۔ ابو بکر، ابن شہاب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے کام کے پیچھے نہ پڑو جس کی تم کو ضرورت نہ ہو اور اپنے دشمن سے الگ رہو اور اپنے دوست سے بھی محتاط رہو بجز اس کے جو اقوام میں امین ہو اور امین صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر (بدکردار)

کے ہم صحبت نہ ہو کہ تم بھی بدکرداری کے طریقے سیکھو اور اس کو اپنے راز پر آگاہ نہ کرو اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔ توبہ۔ غزالی روایت ہے عمر بن مسعودؓ کہ مہر کرنا والا (فرشتہ) لگا ہوا ہے عورت کے پایہ سے توجہ اللہ کے حرام کے احکام کو ٹٹنے لگیں اور حرام چیزوں کو حلال کیا جانے لگے تو اللہ تعالیٰ اس مہر لگانے والے کو بھیجتا ہے اور وہ قلوب پر ان برائیوں کے ساتھ جو ان میں ہیں مہر لگاتا ہے (اب وہ دلوں سے باہر نہیں نکل سکتیں اس لئے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ البکر اور ابو طالب اور تہروردی اور ایک جماعت، عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے اور (اپنے اعمال کا خود) وزن کرو پہلے اس سے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ **لَوْ مَشَيْدَ لَعَزَّضُونَ** الخ (۱۸:۶۹) جس روز خدا کے حضور محاسبہ کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی ابو طالب نے اس پر یہ زیادہ کیا اور آخرت میں حساب ہلکا ہو جاتے گا ان لوگوں پر جنہوں نے دنیا میں اپنے نفس سے محاسبہ کیا ہوگا اور آخرت میں اس قوم کے وزن بھاری ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے نفسوں کو تو لاہوگا اور میزان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا وہ بھاری ہو جائے گی۔ ابو طالب ہم سے روایت کیا گیا کہ عمر بن الخطاب نے ایک مرتبہ نماز مغرب کو رات تک مؤخر کر دیا یہاں تک کہ تارہ نکل آیا تو انہوں نے ایک غلام آزاد کیا۔ ابو بکر، مروی ہے عون بن عبد اللہ ابن عتبہ سے کہ عمر بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تو ابن کی صحبت اختیار کر دو کہ یہ دلوں میں سب سے زیادہ رقت رکھنے والے ہیں۔ ابو بکر، نعمان بن بشیر سے کہ عمر بن

ولا تطلب على سرك واستشر في امرك الذين يخشون الله۔ التوبة۔ الخذالي عن عمر الطابع متعلق بقائمة العرش فاذا انتهكت الحرمات واستحلت الحرام ارسلكم الله تعالى الطابع فطبع على القلوب بما فيها۔ ابو بکر و ابو طالب و التہروردی و جماعتہ قال عمر بن الخطاب حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا و وزنوا قبل ان توزنوا و تزيتوا للعرض الاكبر على الله عزوجل يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية زاد ابو طالب و انما خفت الحساب في الآخرة على قوم حاسبوا انفسهم في الدنيا و لعلت موازين قوم في الآخرة و وزنوا انفسهم في الدنيا حتى ليزان لا يوضع فيه الا الحق ان يكون ثقيلاً۔ ابو طالب روينا ان عمر بن الخطاب آخر صلوٰۃ المغرب ليلاً حتى طلع نجم فاعتق رقبة۔ ابو بکر عن عون بن عبد الله بن عتبة قال عمر بالسوا التوا بين فاتهم ارق شيع افشدة ابو بکر عن النعمان بن بشير سئل عمر عن التوبة النور فقال التوبة النور ان توب العبد من العمل

عہ میزان عمل کی یہ صورت نہ ہوگی کہ ایک پڑھے میں نیک اور دوسرے میں بد اعمال ہوں بلکہ یہ صورت ہوگی کہ ایک پڑھ میں وہ وزن ہوگا جو معیار نجات ہوگا اور دوسرے میں اعمال جیسا کہ اس پڑ میں عمل خیرانی مثالی صورت میں داخل ہوگا تو میزان میں ثقل پیدا ہوگا اور جب باطل یعنی شر داخل ہوگا تو وہ ہلکی ہو جائے گی پھر ان موازن یعنی باتوں کے اعتبار سے جو بھی نتیجہ نکلے پڑ میزان میں یہ غایت بھی ہے کہ وہ حسب اعمال پھیلنا اور سکڑنا ہے گا۔ جلد ثانی میں حضرت ابو بکرؓ کی حدیث ہے جس میں مضمون اخذ کیا گیا ۱۲ مترجم

الخطاب توبہ نصوص کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توبہ نصوص یہ ہے کہ بندہ کسی بڑے کام سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے۔ ابو الکیث، عمرؓ نے احف بن قیس سے پوچھا کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ احف نے کہا کہ جس نے اپنی آخرت کو بیچ دیا اپنی دنیا کے بدلے میں، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے بھی بڑے جاہل کا حال نہ بتا دوں یعنی جو شخص اپنی آخرت کو بیچ ڈالے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں۔

ابو الکیث، عمرؓ سے روایت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو ان کو روتے ہوئے پایا تو عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رلایا تو آپؐ نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جو اسلام میں بوڑھا ہو جاتے عذاب دینے سے چاہ فرماتا ہے تو کیا وہ بوڑھا اسلام میں بوڑھا ہو جانے کے بعد گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے نہ شرماتے۔ ابو بکر، نعمان بن بشیر سے کہا کہ عمرؓ سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ کے بارے میں فرمایا کہ نیک مرد کو نیک مرد کا ساتھی بنا دیا جائے گا جنت میں اور بُرے شخص کو بُرے شخص کا ساتھی بنا دیا جائے گا دوزخ میں۔

دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا چھوٹا پنہنے کی تعریف ابو بکر، شقیق سے، کہا کہ عمرؓ نے کھا کہ دنیا سبز (دیدہ زیب) میٹھی ہے جس نے اس کو پچڑا اس کے حق کے ساتھ (یعنی اللہ کے مقرر کئے ہوئے احکام کی پابندی کے ساتھ) تو سزاوار ہے کہ اللہ اس کے لئے اس میں برکت کرے اور جس نے اس کو لیا بغیر اس کے تو وہ اس کھانے والے کی مانند ہے جس کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ ابو بکر، ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ جب آل کسری کے خزانے لائے گئے تو اس میں اتنی زردی اور سفیدی تھی (یعنی سونا چاندی) ایسی کہ قریب تھا

الستی ثم لا يعود الیہ۔ ابو الکیث قال عمر لا حفت بن قیس من اجهل الناس قال احف من باع آخرته بدنيا قال عمر الا اُبَيْتُك باجهل من هذا من باع آخرته بدنيا غيره۔ ابو الکیث ردی عن عمر ان دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فوجدہ يبكي فقال يا رسول الله ما يبكيك فقال اخبرني جبرئيل ان الله تعالى ليستحي من عبد يشيب في الاسلام ان يُعَذِّبَ اقله يستحي الشيخ من الله ان يُذنب بعد ما شاب في الاسلام ابو بکر عن النعمان بن بشير قال سئل عمر عن قول الله واذا النفوس زُوِّجَتْ قال يُقَرَّن بين الرجل الصالح مع الرجل الصالح في الجنة ويُقَرَّن بين الرجل السوء مع الرجل السوء في النار فقام الدنيا واستجاب الثقل والشمس ابو بکر عن شقيق قال كتب عمر ان الدنيا خضرة حلوة فمن اخذها بحقها كان ثمنًا ان يمارك له فيه ومن اخذها بغير ذلك كان كالاكل الذي لا يشبع۔ ابو بکر عن ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف قال لما اتى عمر بكنوز آل كسرى فاذا من الصفراء و

الْبَيْضَاءُ مَا يَكُونُ انْ يَحَارَمُ الْبَصَرُ قَالَ
فَبَكَى عَمْرٍو عِنْدَ ذَلِكَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا
يَبْكِيكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ هَذَا الْيَوْمَ
لَيَوْمٌ مُشْكِرٌ وَسُرُورٌ وَفَرَجٌ فَقَالَ عَمْرٍو كَثُرَ
هَذَا عِنْدَ قَوْمٍ اَلَا اَلْفَى اَللّٰهُ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَاءُ الْبُؤْسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ ابْنِ بَرْدَةَ
قَالَ كَتَبَ عَمْرٍو اِلَى مُوسَى اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ اسْعَدَ الرِّعَاةِ مَنْ شَبِعَتْ بِهِ رَعِيَّتُهُ
وَإِنْ اشْقَى الرِّعَاةِ عِنْدَ اَللّٰهِ مِنْ شَقِيئَةٍ
بِهِ رَعِيَّتُهُ وَاَيُّكَ اِنْ تَرْتَعَ عَمَّا لَكَ فَيَكُونُ
شُكٌّ عِنْدَ اَللّٰهِ شَلَّ الْبَيِّتَةِ نَظَرْتَ اِلَى
خَضِرَةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَرْتَعَتْ فِيهَا تَبْتَغِي
بُنْدُكَ الْبِسْمَ وَانَّمَا حَقَّقَهَا فِي سَمِيئِهَا وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ الْبُؤْسُ عَنْ يَسَارِ بْنِ نَمِيرٍ قَالَ وَابْنُ
مُتَخَلِّثٍ لَعَمْرُ الدَّقِيقِ قَطُّ اَلَا وَانْكَدَا عَايَسَ
الْبُؤْسُ عَنْ اَحْسَنٍ قَالَ مَا اَدَّاهُنَّ عَمْرٍو
قَالَ الْاَبْسَمُ اَوْ اِهْلًا اَوْ زَيْتَ مُقَتَّتٍ
الْبُؤْسُ عَنْ يُونُسَ قَالَ كَانَ اَحْسَنُ رُبَّمَا
ذَكَرَ عَمْرٍو يَقُولُ وَابْنُ مَا كَانَ اَبَدْلَهُمْ اَسْلَامًا
وَلَا بِأَفْضَلِهِمْ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اَللّٰهِ وَلَكِنَّهُ
غَلَبَ النَّاسُ بِالزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالصَّرَامَةِ
فِي اَمْرِ اَللّٰهِ وَلَا يَخَافُ فِي اَللّٰهِ كَوْمَةً وَتَمَّ
الْبُؤْسُ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ قَالَ احْبَسْ

کہ نگاہ خیرہ ہو جاتے۔ کہا کہ ایسے وقت عمر رونے لگے۔ تو عبد الرحمن
نے کہا کہ کیا بات رُلا رہی ہے آپ کو اے امیر المؤمنین؟ حقیقت
تو یہ ہے کہ آج کا دن یومِ شکر ہے اور یومِ سرور و فرحت تو
عمرؓ نے فرمایا کہ یہ چیز کسی قوم کے پاس زیادہ نہیں ہوتی مگر اللہ
نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا۔ ابوبکرؓ، سعید بن
ابی بردہ سے کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو یہ لکھا اَمَّا بَعْدُ
امراء میں سے سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسکی وجہ سے اسکی رعایا
سبھی اہل سعادت بن جاتے اور امراء میں سے سب سے زیادہ بد بخت
وہ ہے اللہ کے نزدیک جس کی وجہ سے اسکی رعایا بد بخت ہو جاتے۔
ایسا نہ ہو کہ تم چرنے میں (یعنی لذاتِ نفسانی میں) لگ جاؤ تو تمھارے کارندے بھی
چرنے میں لگ جائیں گے پھر تمھاری مثال اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مانند
ہو جائے گی جس نے زمین کی سبزی کی طرف دیکھا تو اس میں خوب چرنے لگا
وہ اس طرح موٹا ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کے موٹے ہونے میں ہی اسکی
ہلاکت ہے والسلام علیک۔ ابوبکر یسار بن نمیر سے کہا کہ خدا کی قسم میں
نے عمرؓ کے لئے کبھی آٹے کو نہیں چھانا مگر اس حال میں کہ میں ان کا
مجرم بنا۔ ابوبکر، حسنؓ سے کہا کہ عمرؓ نے شہید کئے جانے تک کبھی
(اچھے) تیل کا استعمال نہیں کیا بجز گھی یا حبی ہوتی چربی اور ایسے
زیت کے جس میں کچھ خوشبو ملائی گئی ہو۔ ابوبکر، یونس سے کہا کہ بسا اوقات
حسن عمرؓ کا ذکر کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اللہ عمرؓ صحابہ میں سے پہلے
اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ان سے افضل تھے فی سبیل اللہ
خبر کرنے کی وجہ سے لیکن وہ لوگوں پر غالب آئے دنیا سے کنارہ کشی اور
اللہ کے معاملہ میں تیزی کی وجہ سے اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی لامت
کرنے والے کی لامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ابوبکر، عطاء خراسانی سے کہا

عمر بن الخطاب علی جلساء فخرج الیہم
امن العشی فقالوا ما جئت فقال غلثت
شیابی فلما جفت خرجت الیکم۔ ابو بکر عن
سفيان قال كتب عمر لے ابی موسیٰ انک
لن تنال الاخرة لیشئ افضل من الزهد فی
الدنیا۔ ابو بکر عن عبدالرحمن بن ابی لیسے
قال قدم علی عمر ناس من العراق فرأی
کا نہم یا کون تعذیرا فقال ما هذا
یا اهل العراق لو شئت ان یمیتن لے کا
یمیتن کم لفعلت وکنت نسیبے من دنیانا
لما نجدہ فی آخرتنا اما سمعتم اللہ قال
اَوْحَیْتُمْ طَیْبًا لَّکُمْ فِی حَیَاتِکُمْ الدُّنْیَا وَ
اسْتَمْتَعْتُمْ بِہَا۔ ابو بکر عن عروۃ قال لما قدم
عمر الشام وکان قیص بن قیس قد تجوَّب عن مقعدہ
قیص بن سبلہ فی غلیظ فارسل بہ الی صاحب
اُذرعات الایمۃ قال فضلہ ورقعہ وخیط
لہ قمیص قطرے فجاوہ بہما جمیعاً فآلے
الیہ القطری فاخذہ عمر فمسہ فقال هذا
اللبن فرمٰی بہ الیہ وقال البق الی قیص
فانہ اشفقما للعرق۔ ابو بکر عن ابن عمر قال
کان عمر بن الخطاب یؤتے بحجرہ ولحمہ
وزیتہ ولبنہ وبقیلہ وخبہ فی کل ثم یمش

کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل مجلس کے پاس آنے سے (دیر تک) رُکے رہے پھر ان
کے پاس شام کو آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا تو
فرمایا کہ میں نے اپنے کپڑے دھوتے تھے جب وہ سوک گئے تو دل کر سٹھارے
پاس آیا۔ ابو بکر، سفیان سے کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ تم ہرگز آخرت
میں کامیاب نہیں ہو سکتے کسی چیز کے ذریعہ سے جو افضل ہو دنیا میں نہ کرنے سے
ابو بکر عبدالرحمن بن ابی لیسے سے کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے تو آپ نے دیکھا
کہ وہ لوگ کراہت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اہل عراق
یہ کیا بات ہے اگر میں چاہتا کہ اپنے لئے نرم خوشگوار کھانے تیار کرادیں
جیسے تمہارے لئے بناتے جاتے ہیں تو کر سکتا تھا لیکن ہم اپنی دنیا میں سے باقی
رکھنا چاہتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں ہم آخرت میں پائیں گے کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے
نہیں سنا جو اس نے فرمایا: اَوْحَیْتُمْ طَیْبًا لَّکُمْ فِی حَیَاتِکُمْ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِہَا
چیزوں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے ہو اور ان سے مستغ ہو چکے ہو۔ ابو بکر
عروہ سے، کہا کہ جب عمرؓ شام میں آئے اور ان کا گرتہ بیٹھنے کی جگہ سے پھٹ گیا تھا
جو لمبا اور گاڑھے کپڑے کا تھا تو انہوں نے اس کو اذرعات یا ایلہ کے عامل کے
پاس بھیجا (مرمت کے لئے) کہا کہ اس نے اس کو دھویا اور اس پر پوند لگایا
اور ان کے لئے ایک قطری کر دے (جو اچھا نرم ہوتا تھا) سیا گیا اس کے بعد
وہ دونوں کو ایک ساتھ لیکر آیا اور قطری کر دے آپ کے سامنے ڈال دیا
تو اس کو عمرؓ نے لیکر لا اور فرمایا کہ یہ بہت ملائم ہے اور اسی کی طرت ڈال دیا
اور فرمایا کہ میرا کرتہ میرے حوالے کر دو وہ پسینہ کو خوب جذب کرنے والا ہے۔ ابو بکر
ابن عمرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ان کی روٹی لائی جاتی اور اس کے
ساتھ گوشت اور تیل اور دودھ اور سبزی اور سرکہ (ان میں سے جو چیز بھی ہوتی
تو کھاتے پھر اپنی انگلیوں کو جو کھستے اور ایسے کرتے پلنے دونوں ہاتھوں کو

ہا ہم ملتے اور کہتے کہ یہ رومال ہیں آل عمر کے۔ البو بخر، حبیب کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آتے اور ان میں جریر بن عبداللہ بھی تھے تو ان کے پاس ایک بڑا کوٹڑا لاتے (جس میں ایسا کھانا تھا جو) بنا گیا تھا روٹی اور میت سے۔ کہا کہ پھر ان سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کھانے کی طرف تمہارا اقدام کیسا ہے۔ تم کس چیز کو پیٹھ کو اور کھٹے کو اور گرم یا ٹھنڈے کو پیٹ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ البو بخر، حبیب سے اور وہ اپنے بعض اصحاب وہ ٹھہرے کہ وہ ایک دعوت میں بٹے گئے حبیب لوگ کوئی خاص قسم کا کھانا لاتے وہ اس کو اس کے ساتھ کے کھانے کے ساتھ مخلوط کر دیتے۔ البو بخر، انس سے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں بھاد گراں ہو گیا یا (دیکھا کہ) کھانا گراں ہو گیا مرینہ میں تو عمرؓ نے جو کھانے شروع کر دیے تو اس سے ان کے پیٹ میں بے چینی ہوتی تو اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیر کر کہنے لگے کہ وا اللہ اب تو یہی ملے گا جو تو دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر وسعت کر دے۔ البو بخر، یحییٰ بن سعید سے وہ عبداللہ بن عامر سے کہا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ سفر کیا ہے۔ میں نے ان کو واپسی تک نہیں دیکھا کہ انھوں نے خیمہ نصب کیا ہو۔ میں نے ان سے کہا کہ پھر کس چیز سے سایہ لیتے تھے۔ کہا کہ دسترخوان پوری درخت پر ڈال دیتے اور اسی سے سایہ لے لیتے۔ البو بخر، بشر بن عمر سے، کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب شام میں آتے تو ان کے پاس ایک چمروا گیا تو اس پر سوار ہو گئے تو جب اسکو ایڑ لگاتی تو اس سے اتر گئے اور بولے کہ اللہ تیرا رکھ لے اور اس کا برا کرے جس نے تجھے یہ سکھایا (کہ گردن اٹھا کر شان کے ساتھ چلے)۔ ابو طالب، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ پرانا کپڑا پہنو (یعنی اگر نیا ہو تو دوھو کر پہنو) اور گھبراہٹ استعمال کرو۔ ابو طالب، کہا عمر بن الخطابؓ نے کہ ہم رسول

اصالہ و لقول ہذا فی مسج یدیر بیدہ و لقول ہذا منادیل آل عمر البو بخر عن حبیب قال قدم اناس من العراق علی عمر و فیہم جریر بن عبد اللہ قال فانا ہم بھنہ قد صنعت بنجر و زیت قال فقال لہم قد اری ما تقدمون الیہ فاشی شیء تریدون حلوا و حامضا و حارا و باردا و قد فانی البطون۔ البو بخر عن حبیب من بعض اصحابہ عن عمر انہ دعی الی طعام فکانوا اذا جاءوا یطون خلط بصاحبہ۔ البو بخر عن انس قال فلا السعرا و فلا الطعام بالمدینہ علی عہد عمر ففعل یاکل الشیر فاستنکرہ بلنہ فاشی بیدہ الی بلنہ فقال واللہ ما ہوا الا ماری حتی یوتبع اللہ علی المسلمین۔ البو بخر عن یحییٰ بن سعید عن عبد اللہ بن عامر قال خرجت مع عمر فمارا اثر مضاہا فسطا حتی رجع قلت قبای شیء کان یستظل قال یطرح النخل علی الشجرہ یستظل بہ۔ البو بخر عن بشر بن عمر قال لما اتی عمر بن الخطاب الشام اُتی ہرزدین فرکب علیہ فلما ہزہ نزل عنہ و ضرب وجہہ و قال تبھک اللہ و قبح من ملک ہذا ابو طالب کتب عمر الی امراء الانجاد اخلو لواءا و اشترکوا ابو طالب قال

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسٹائن کو نہیں پہچانتے تھے اس زمانہ میں ہمارے ردِ مال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تھے تو ان سے ہاتھ مل لیا کرتے تھے۔ غزالیؒ نے فرمایا کہ پیٹ کو خوب بھر لینے سے بچو کہ وہ زندگی میں ایک بوجھ ہے اور موت کے بعد بدبو۔ غزالیؒ، عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ یزید ابن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے اپنے فلام سے کہا کہ جب تجھے معلوم ہو جاتے کہ اس کے پاس رات کا کھانا پہنچ گیا ہے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ تو اس نے ان کو اطلاع دی اور وہ ان کے پاس پہنچ گئے تو یزید نے ان کو کھانے میں شریک کیا ان کے پاس گوشت میں پکا ہوا شریڈ آیا تھا تو ان کے ساتھ مل کر عمرؓ نے کھایا، پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت لا گیا تو یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا اللہ اللہ یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام یاد رکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم نے انکی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل آپ کے اصحاب کی سنت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ ضرور تم کو ان کی راہ سے ہٹا دیگا۔ غزالیؒ، کہا عمرؓ نے سلمان سے اور وہ ان کے پاس آتے تھے وہ کون سی باتیں ہیں جو میرے متعلق تھیں؟ پاس پہنچیں جو کہ تم کو ناگوار ہو تو انھوں نے معافی چاہی اور اور بہت خوشامد کی پھر کہا کبھی یزیدؓ بھی تھی کہ آپ دو جوڑے پہنتے ہیں ایک رات میں اور دوسرا دن میں اور مجھے یزیدؓ بھی تھی کہ آپ نے ایک سترخان پر دو سالن جمع کے تو عمرؓ نے کہا کہ ان دونوں کی طرف سے تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہی، کیا تمھارے پاس ان دونوں کے سوا اور بھی کوئی بات پہنچی ہو تو سلطان نے کہا کہ نہیں۔ البوالیث شخصہ کے انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملی فراوانی عطا فرمائی اور رزق میں وسعت کر دی ہے تو اگر آپ ایسا کھانا تناول کریں جو آپ کے اس کھانے سے عمدہ ہو اور اچھے کپڑے پہن لیں جو آپ کے ان کپڑوں سے نرم ہوں تو کیا مضائقہ ہو گا فرمایا کہ میں ابھی خود تجھ سے ہی اس کا فیصلہ کر اؤں گا۔ اس کے بعد حضرت کو یاد دلاتے ہوئے اس حال کو جس میں رسول اللہ

عمر بن الخطابؓ کا کنا عرف الاثنان علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انہا کانت منا و لیتا بواطن ارجلنا کنا اذا اکلنا الفرم سکننا بہما الغزالی قال عمر ایاکم و البسطۃ فابہا ثقل فی الحیوۃ و فتن فی المات الغزالی بلغ عمر ان یزید بن ابی سفیان یا کل اوان الطعام فقال عمر لولاء اذا علمت انہ صرنا ثوہ فاعلمنی فاعلمہ فذل علیہ فقرت مشاؤہ فجاہء ثریدہ لم فاکل مع عمر ثم قرب الشواء و بسط یزید یدہ و کت عمر یدہ و قال اللہ اللہ یزید بن ابی سفیان اطعمکم بعد طعام اما الذی نفس عمر یدہ ان خالفتم من منہتم لیل الفتن اللہ بکم عن طریقہم الغزالی قال عمر لسلطان و قد قدم علیہ الذی بلنک عتی مما تکرہ

فاستغنی قال علی علیہ فقال بلنک ایک تلبس حلتین تلبس احدیہما باطیل والاخری سے بلنہار و بلنک ایک جمعت بین ادین علی مائتہ واحدۃ فقال عمر اما ہذا ان فقد کفیتہا قبل بلنک غیر ما فقال لا۔ البوالیث عن حضرت انہا قالت لعمر ان اللہ تعالیٰ قد اکثر لک من الخیر و شبع فی الرزق فلو اکلک طعاما طیب من طعامک و لبست ثوبا الدین من ثوبک قال ساغایمک الی نفسک فلم یزل یدکرہا ما کان فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانت فیہ معہ

عہ ایک کھاس ہے جس کو مل کر دھونے سے ہاتھ صاف ہو جاتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ اس میں ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ان کو کور لایا۔
پھر فرمایا کہ میرے دو رفیق تھے جو ایک راہ پر چلے تو اگر میں ایسے طریق پر چلوں گا
جو ان کے طریق کے مغائر ہو گا تو میرے ساتھ بھی ایسا بناؤ اختیار کیا جائے گا۔
اس بناؤ کے مغائر ہو گا (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ رہا ہے ہاں میں اللہ
ان کے سخت طریق معیشت پر جبار ہوں گا شاید میں بھی ان دونوں کی عمدہ
معیشت کو (آخرت میں) پاؤں۔

مالک رحمہ اللہ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ گوشت سے
بچو کہ اس کی لت شراب کی لت جیسی ہے۔ مالک رحمہ اللہ بن سعید سے کہ عمر بن
الخطاب کو جابر بن عبد اللہ نے جبکہ اپنے پاس گوشت کی ایک گٹھڑی تھی تو
فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے
ایک درہم میں یہ گوشت خرید لیا۔ تو عمر نے کہا کہ تم میں سے کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا
کہ اپنے پیٹ کو تہہ کر رکھے اپنے پڑوسی کی پانے کی عمر میں سے کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا
تم نے یہ آیت اذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا
ابن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے انہوں نے
کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ ان کے لئے ایک صاع
بکھوریں ڈالی جاتی تھیں جن کو وہ کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے
خواب بھی کھالیتے تھے۔ مالک رحمہ اللہ بن سعید سے کہ وہ
انس سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا جب کہ وہ
امیر المؤمنین تھے انہوں نے اپنے مؤذنوں کے درمیان تین پیوند لگا
رکھے تھے جن میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔

حتیٰ انجا با ثم قال انه كان لي صاحبان سدا
طريقاً فان سكنت طريقاً غير طريقهما سكنت
بني طريقاً غير طريقهما والي والله صابر
علي عيشهما الشديد لعلي ادرى منهما عيشهما
للرختي مالک عن يحيى بن سعيد ان عمر
ابن الخطاب قال اياكم والهم فان له فزادة
كفراة النحر مالک عن يحيى بن سعيد
ان عمر بن الخطاب ادرى جابر بن عبد اللہ
ومعه حمل لحم فقال ما هذا فقال يا امير المؤمنين
قرنا اے اللحم فاشتریت بدرهم لحم فقال
عمر ما يريد احدكم ان يخلو بطنه عن جاره
او ابن عمر اين تذهب عنك هذه الآية
اذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا
وَأَسْمَعْتُمْ بِهِمَا مالک عن اسحق بن
عبد اللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک
قال رأيت عمر بن الخطاب يطرح له صاع
من تمر ياكله حتى ياكل خشفه مالک عن
اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن انس
قال رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ
امير المؤمنين قد رقع بين كتفيه رقع
ثلاث تسد بعقبها فوق بعض

الفصل الثانی

في جنس من مقامات اليقين أشير إليه
 في قوله تعالى أَيْدِيَهُمْ عَلَى الْكُفَّارِ
 رُجْمًا يُدْخِلُهُمْ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ أَحَبَّ بَشَرًا وَابْتَضَّ بَشَرًا فَقَدْ اسْتَكْمَلَ
 إِيْمَانَهُ وَقَوْلُ عَمْرِو بْنِ لَوَاتٍ رَجُلًا صَامَ النَّهَارَ
 لَا يَفْطُرُ وَقَامَ اللَّيْلَ وَتَصَدَّقَ وَجَاهَدَ
 لَمْ يُحِبَّ فِي اللَّهِ عِزًّا وَجَلَّ وَيَبْغِضُ فِيهِ
 مَنَفَعَهُ ذَلِكَ شَيْئًا وَحَقِيقَةُ هَذَا الْجَنَسِ
 أَنْ يَتَوَلَّى نَوْرَ الْيَقِينِ عَلَى الْقُوَّةِ الْعَامِلَةِ
 فَيَأْتِي عَلَى الْبَهِيمِيَّةِ وَالسَّبْعِيَّةِ فَيَسْتَرْجِعُهَا
 وَيَأْخُذُ بِتِلْكَ بَيْنَهُمَا - مِنْ ذَلِكَ الشَّدَّةُ
 لِامْرِئٍ وَمِنْ ذَلِكَ الشَّفَقَةُ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ
 وَمِنْ ذَلِكَ الْوُقُوفُ عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ وَ
 الْوَرَعَ فِي الشَّبَهَاتِ وَالتَّزَهُدِ فِي اللَّذَاتِ
 وَغَيْرِ ذَلِكَ - وَتَدَاخُلُ النَّبِيَّةُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِثُبُوتِ هَذَا الْجَنَسِ لَهُ حَيْثُ قَالَ
 رَحِمَ اللَّهُ عَمْرًا يَقُولُ الْحَقُّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا
 تَرَكَ الْحَقَّ وَمَاكَ مِنْ صِدِّيقٍ يَعْنِي صَدِيقًا
 مِنْ أَصْدِقَاءِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَطَالِبُو الْحَقِّ أَجْوَدُ
 حُبًّا شَدِيدًا وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْأَخْبَارُ بِثُبُوتِ
 ذَلِكَ لِعَمْرٍو مِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ فِي حَدِيثٍ آيِلًا

فصل ثانی

مقامات یقین میں کی ایک جنس جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ دُکھتار پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے محبت کی اللہ کے لئے اور بغض رکھا اللہ کے لئے اس نے اپنا ایمان کامل کرنا چاہا اور عمر فرما کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں روزہ رکھے اور افطار بھی نہ کرے اور رات بھر نفل پڑھتا ہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے اور اللہ عزوجل کے لئے اس نے کسی سے نہ محبت کی اور نہ بغض رکھا تو وہ اعمال اسکو کچھ نفع نہ دیں گے۔ اور حقیقت اس جنس کی یہ ہے کہ نور یقین قوتِ عالمہ پر غالب آجاتا ہے تو بہیمیت اور سبعیت پر پہنچتا ہے اور دونوں کو مستحکم کر لیتا ہے اور ان کو مع انکی فروع کے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔

تو اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کے کام کی بناء پر شدت اور اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کی مخلوق پر شفقت اور اسی بناء پر ہے کتاب کے سامنے ٹھہر جانا یعنی گردن جھکا دینا، اور احتیاط کو اختیار کرنا شبہات کے موقع میں اور زہد اختیار کرنا (یعنی ترک) لذات وغیر ذلک میں اور ہم کو عمر میں اس جنس کے ثبوت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جہاں ارشاد فرمایا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمر پر کہ حق کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہو اس کو حق نے ایسا کہ چھوڑا کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا یعنی دنیا کے دوستوں میں سے کوئی دوست نہیں رہا ورنہ جو حق کے طالبین تھے وہ ان کے ساتھ شدید محبت رکھتے تھے اور اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ موجود ہیں اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی سیپیوں

سے الگ ہو جانے کی حدیث میں ہے کہ اے رباح میرا لگان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال فرماتے ہیں کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں خدا کی قسم اگر وہ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں تو میں ضرور اس کی گردن مار دوں گا کہنا کہ پھر میں نے اپنی آواز کو آدھا کر دیا، آخر حدیث تک روایت مسلم وغیرہ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اسلام ابو سفیان کے قصہ میں اور عباس کا جواب کے لئے انکی طرف رجوع ہونا اور عباس کا یہ کہنا کہ رہنے دے لے عمر اگر یہ (ابو سفیان) بنی عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو ایسا نہ کہتا لیکن تو جانتا ہے کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے تو عمر نے کہا رہنے دو لے عباس خدا کی قسم تمہارا اسلام جس دن تم اسلام لاتے تھے میرے لئے زیادہ پسندیدہ تھا خطاب کے اسلام سے اگر وہ اسلام لاتا اور میرے لئے اس کا کوئی سبب نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے پہچان لیا تھا کہ تمہارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ ہے خطاب کے اسلام سے، آخر حدیث تک بروایت محمد بن اسحق اور اسی کے آثار میں ہے ان کا قول اس قصہ کے موقع پر جب مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں سے ایک شخص کے ساتھ مار دیا تھا اور عبد اللہ بن ابی منافق نے ایک سخت بات کہی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن مار دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا چھوڑ دو اس کو، لوگ آپس میں یہ باتیں نہ کریں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے، آخر حدیث تک بروایت مسلم اور اسی کے آثار میں سے ہے ابن صیاد کی حدیث میں ان کا یہ قول کہ مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ کہ میں اس کو قتل کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہے جو تم سمجھ رہے ہو تو تم اس کے قتل پر ہرگز قدرت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نساء یارباج انی اظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یظن انی جئت من اجل حفصہ والله ان امرنی ان اضرب عنقہا للضر بن عنقہا قال فرغت صوتی الحدیث من رواۃ مسلم وغیرہ ومن ذلک قولہ فی قصۃ اسلام ابی سفیان و مراجعۃ العباس فی امرہ و قول العباس مہلاً یا عمر والله لو کان من رجال بنی عدی بن کعب ما فعلت ہذا والکک قد عرفت ان من رجال بنی عبد مناف فقال مہلاً یا عباس فوالله لاسلامک یوم اسلمت کان احب الی من اسلام الخطاب لو اسلمت و مالی الا انی قد عرفت ان اسلامک کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلام الخطاب الحدیث من رواۃ محمد بن اسحق ومن ذلک قولہ فی قصۃ کستہ رجل من المہاجرین رجلاً من الانصار و قتالہ النافق فی ذلک قولاً شدیداً، یا رسول اللہ و عنی اضرب عنق هذا النافق فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعہ لا یحدث الناس ان محمداً یقتل اصحابہ الحدیث من رواۃ مسلم ومن ذلک قولہ فی حدیث ابن صیاد قد فی یا رسول اللہ

نہ پاس کو گئے، آخر حدیث تک بروایت شیخین۔ اور
 اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول حاطب کے قصہ میں یعنی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی خبر لکھ کر
 قریش کے پاس بھیجے ہیں کہ یا رسول اللہ کہ مجھے حاطب تمہارا
 دے دیجئے کہ یہ کافر ہو گیا میں اسکی گردن مار دوں اور رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لے ابن الخطاب تمہیں کیا خبر امید
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما ہو کر یہ کہہ دیا کہ تم جو چاہو کرو
 میں نے تمہاری مغفرت کر دی تو عمر رضی کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا
 گئیں، آخر حدیث تک بروایت شیخین علی رضی وغیرہ سے
 اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول ذی النخيلة والی
 حدیث میں جب کہ اس نے کہا تھا یا رسول اللہ انصاف کرو
 تو عمر رضی نے کہا تھا کہ مجھے اس کے بائے میں اجازت دیجئے
 کہ میں اسکی گردن مار دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا تھا کہ چھوڑو اس کو کہ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ ان
 کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، آخر حدیث
 تک بروایت شیخین۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول
 غزوہ بدر میں جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
 کہ میں بنی ہاشم وغیرہ کے ایسے لگوں کو پہچانتا ہوں جو زبردستی
 نکلے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں رکھتے تو تم میں
 سے جس کا مقابلہ بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ہو تو وہ
 اس کو قتل نہ کرے اور جو شخص عباس بن عبد المطلب کا مقابل
 ہو وہ ان کو قتل نہ کرے تو ابوذر لیفہ نے کہا تھا کہ کیا ہم اپنے باپوں
 اور بیٹوں اور بھائیوں اور کنبہ والوں کو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ

اقتل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكن الذي
 تری فلن تطيع قتله الحديث من رواية الشيخين ومن ذلك
 قوله في قصة حاطب بن ابي بلتعبة وكتابه
 الى قریش بنجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یا رسول اللہ امکنی من حاطب فانہ قد کفر
 فاضرب عنقه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 یا ابن الخطاب ما یدریک لعل
 الله قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما اتم
 فقد غفرت لكم فذرفت عینا عمر الحديث
 من رواية الشيخين عن علي وغيره ومن ذلك
 قوله في حديث ذی النخيلة وقوله یا رسول
 الله اعدل قال عمر یا رسول الله ائذن لی
 فيه اضرب عنقه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 الله علیه وسلم دعه فان له اصحابا یحفظونک
 صلوة مع صلواتهم الحديث من رواية الشيخين
 ومن ذلك قوله في غزوة بدر حين قال
 النبي صلی اللہ علیہ وسلم انی قد عرفت
 رجلاً من بنی ہاشم و غیرہم قد اخرجوا
 کرہاً لا حاجة لهم بقائنا فمن لقی محکم احداً
 من بنی ہاشم فلا یقتله ومن لقی العباس
 ابن عبد المطلب فلا یقتله فقال ابوذر لیفہ
 انقل آباءنا وابنائنا واخواننا و غیرہم تنا و
 نترك العباس والله لئن لقیته لا لخصته

دیں، خدا کی قسم اگر میرا اس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اس کا گوشت اپنی تلوار کو ضرور کھلاؤں گا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے عمرؓ سے فرمایا کہ لے ابو حفص (عمرؓ نے کہا کہ) واللہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو حفص کی کنیت دی) کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائیگی۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے چھوڑیے میں ضرور تلوار سے اس کی گردن مار دوں گا واللہ وہ تو منافق ہو گیا ہے، آخر حدیث تکابن اسحاق کی روایت سے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اپنے بیٹے ابو شحمہ پر حد کا قائم کرنا اور اس کا نام عبدالرحمن تھا۔ اور اللہ کے قانون کے احسار میں اس وقت ان کو جوش محبت نہ روک سکا اور یہ عجیب ترین واقعات میں سے ہے اور اس کی کیا صورت ہوتی تھی اس میں مختلف روایات ہیں اور ہم یہاں دور وایتوں کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ ذکر کیا محب طبری نے کہ مجاہد نے روایت کیا کہ ابی بن عباس کی مجلس میں لوگوں کا ذکر کرنے لگے تو لوگوں نے ابو بکرؓ کی فضیلت شروع کر دی پھر عمرؓ کی فضیلت کا ذکر کرنے لگے۔ جب ابن عباسؓ نے عمرؓ کا ذکر سنا تو بہت شدت کے ساتھ روئے یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر کہا خدا رحمت کرے اس شخص جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اور اللہ کی حدود کو جیسا حکم دیا گیا تھا قائم کیں اس شخص کو کسی ملامت کرینو لے کی ملامت اللہ کے ہائے میں نہ روک سکی واللہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ کہ انھوں نے اپنے بیٹے پر حد قائم کی اور اس کو اس میں قتل کر دیا گیا تو ان سے کہا گیا کہ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہم سے بیان کیجئے کہ عمرؓ نے اپنے بیٹے پر کیسے حد قائم کی تھی تو انھوں نے کہا کہ میں ایک دن

السيف فبلغت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لعبدى يا حفص فقال عمر والله انه لا قول يوم كئنا في رسول الله صلى الله عليه وسلم باني حفص، انقرب وجهي ثم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسيف قال عمر يا رسول الله دعني فاضربن عنقه بالسيف فوالله لقد نافع الحديث من رواية ابن اسحاق ومن ذلك اقامة الحد على ابنه ابى شحمه واسم عبد الرحمن لم يأخذہ عند ذلك رافعة في دين الله وهذا من اعجب الوقائع واغلت الروايات في صورتها ونحن نذكر هنا روايتين كما ذكر الحب الطبري من مجاهد قال تذاكرنا الناس في مجلس ابن عباس فاخذوا في فضل ابى بكر ثم في فضل عمر فلما سمع ابن عباس ذكر عمر بكى بكاء شديدا حتى اغمى عليه فقال رحم الله رجلا قرأ القرآن وعمل بما فيه و اقام حدود الله كما امر لا تأخذہ في الله لومة لائم لقد رايت عمر وقد اقام الحد على ولده فقتله فيه فيقول له يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا كيف اقام عمر الحد على ولده فقال كنت ذات يوم في المسجد وعمر جالس والناس

حولہ اذا قبلت جاریجہ فقالت السلام علیک
یا امیر المؤمنین فقال عمر وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ اذکک حاجۃ قالت نعم غزوہ لک ہذا
منی فقال عمر انی لا اعرفک فبکبت الباریہ وقالت
یا امیر المؤمنین ان لم یکن ولدک من خبک فہو
ولدک ولدک فقال ائی اولادی قالت ابوشحمة
فقال اجدال ام بحرام فقالت من قبلی بحلال
ومن جہنہ بحرام قال عمر وکیف ذاک افعی اللہ
ولا تقولی الا حقاً قالت یا امیر المؤمنین کنث
بارۃ فی بعض الايام اذ مررت بحائط لبنی
النجار اذا فی ولدک ابوشحمة یتمایل مسکراً
وکان شرب عند نسیکۃ الیہودی قالت ثم راودنی
عن نفسی وحبسہ فی الی الحائط ونال منی
ما ینال الربل من المرأة وقد اظہی علی فکمت
امری عن عتی وجیرانی حتی اخصست بالولادة
فخرجت الی موضع کذا وکذا ووضعت هذا
الغلام وہمت بقتلہ ثم ندمت علی ذاک
فا حکم بحکم اللہ بنی وبنہ فامر عمر منادیاً فنادی
فا قبل الناس یہرعون الی المسجد ثم قام عمر
فقال لا تقرقوا حتی اتمیم ثم خرج ثم قال
یا ابن عباس اسرع معی فلم یزل حتی ائے
منزل فقرع الباب وقال ہہنا ولدی ابوشحمة
قیل لہ انہ علی الطعام فدخل علیہ وقال کل یا بنی

مسجد میں تھا اور عمر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے کہ ایک نے کی
آئی اور اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر نے کہا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں! مجھ سے یہ اپنا
بیٹا لے لیجئے۔ تو عمر نے کہا کہ میں تجھے پہچانتا بھی نہیں تو وہ لڑکی رونے لگی
اور بولی کہ لے امیر المؤمنین اگر آپ کا بیٹا آپ کی پشت سے نہیں تو یہ آپ
کے بیٹے کا بیٹا تو ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں میں سے کس کا؟ اس نے کہا
ابوشحمة کا۔ تو آپ نے کہا کہ حلال سے یا حرام سے؟ تو اس نے کہا کہ میری طرف
سے تو حلال سے ہے اور اس کی طرف سے حرام سے عمر نے کہا یہ اسکی کیا موت
ہے اللہ سے ڈر اور صرف سچی بات بیان کر۔ تو اس نے کہا کہ لے امیر المؤمنین
ایک دن میں علی جا رہی تھی کہ میرا گدڑ بنی النجار کے ایک بچہ باغ پر ہوا
اتنے میں آپ کا بیٹا ابوشحمة آپہنچا جو نشہ سے جھوم رہا تھا اور اس نے نیکر
یہودی کے پاس شراب پی تھی پھر اس نے طلبگاری کی میری ذات سے
اور مجھے کینچ کر باغ کے اندر لے گیا اور مجھ سے وہ کام کیا جو مرد عورتوں
سے کرتے ہیں اور مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ تو میں نے اپنی سرگزشت
کو پہنچا اور پڑوسیوں سے چھپایا یہاں تک کہ مجھے ولادت کا احساس
ہوا تو میں فلاں فلاں مقامات کی طرف نکل گئی اور میں نے یہ لڑکا جانا اور میں
نے اس کے قتل کا قصد کیا پھر اس پر نادم ہوئی (اور باز رہی) تو آپ میرے
اور اس کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیجئے۔ تو عمر نے
منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں کو پکارا تو لوگ مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے
آگئے پھر عمر رضہ کھڑے ہوتے اور کہا کہ میرے واپس آنے تک آپ تفرق
نہ ہوں۔ پھر نکلے اور فرمایا کہ لے ابن عباس جلد میرے ساتھ چل۔ تو چلتے
چلتے اپنے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا میرا بیٹا ابوشحمة
یہاں موجود ہے؟ کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر اس کے پاس پہنچے اور

فرمایا کہ بٹیا کھالے ممکن ہے کہ دنیا میں یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ ابن عباس رضی نے کہا اس کے بعد میں نے لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ پھر عمر رضی نے کہا کہ بٹیا میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین ہیں۔ عمر رضی نے کہا تو اپنے نبی کے اور اپنے باپ کے حق کے پیش نظر بیچ تاکہ کیا تو نیکہ یہودی کا مہمان بنا اور تو نے اس کے ساتھ شراب پی پھر تجھ پر نشہ طاری ہوا؟ اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا اور میں تو بہ کر چکا ہوں تو آپ نے کہا کہ مؤمنین کا راس المال تو ہے۔ پھر فرمایا کہ بٹیا میں تجھے خدا کی قسم نے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو بنی نجر کے باغ میں داخل ہوا اور تو نے ایک عورت کو دیکھا اور تو اس پر جا پڑا تو وہ چپ ہو گیا اور روئے لگا۔ عمر رضی نے کہا کہ کوئی ڈر نہیں میرے بیٹے سچ بول کیونکہ اللہ سچوں کو پسند کرتا ہے تو اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے اور میں تائب اور نادوم ہوں۔ جب عمر رضی نے اس سے یہ سُن لیا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سینہ پر کے کپڑے مٹھی میں لے لے اور اس کو مسجد کی طرف کھینچ کر لے چلے اور اس نے کہا کہ اے ابابجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں لیکر آئے اور کہا کہ عورت نے بیچ کہا تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا ابو شحمہ نے اس کا اقرار کر لیا ہے اور عمر رضی کا ایک مملوک (غلام) تھا جس کو افلح کہا جاتا تھا اس سے کہا کہ اے افلح اس میرے بیٹے کو کھینچ کر لے جا اور اس کے ایک سو

فیوشک ان یكون آخره زادک من الدین
قال ابن عباس فلقد رأیت العلام
وقد تغير لونه وارتعد وسقطت اللقمة
من یده فقال عمر یا بنی من أنا فقال انت
ابی و امیر المؤمنین قال اقلی حق طامعہ ام لا
قال لک طامعان مفروضان لانی والبرئ
وامیر المؤمنین قال عمر یحیی بنیک و یحیی ابیک
هل کنت ضیفاً لنیة الیهودی فشربت الخمر
عنده فسكرت قال قد کان ذاک وقد ثبتت
قال راس المال المؤمنین التوبۃ قال یا بنی
انشدک اللہ هل دخلت حائط بنی النجار
فرایت امرأة فواقعها فکنت و یحیی
قال ممس لا بأس یا بنی اصدق فان اللہ
یحب الصادقین قال قد کان ذاک وانا
نائب نادوم فلما سمع ذاک عمر منہ قبض
على یده ولبسہ وجزہ الی المسجد وقال
یا ابت لا تفضی وخذ السیف و قیلعنی
اربا اربا قال ما سمعت قولہ تعالیٰ :
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ غم جرہ و آخر جہ الے بن یر
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد
وقال صدقت المرأة واقتر ابو شحمہ بما قالت
وکان لہ مملوک یقال لہ افلح فقال یا افلح خذ

کوڑے مار اور اس کو مارنے میں کمی نہ کرنا (یعنی پورے زور سے مارنا) تو اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اور رونے لگا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے غلام میری فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا ہے اسکی تعمیل کر۔ کہا کہ پھر اس نے اس کے کپڑے اتارے اور لوگوں نے شور مچا دیا گریہ و بکلا سے اور لڑکے نے اپنے باپ کو اٹائے کرنے شروع کر دیئے کہ اے باپ مجھ پر رحم کر تو عمرؓ نے اس کا ہاتھ اور وہ رو رہے تھے کہ تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور میں ایسا اسی لئے کر رہا ہوں تاکہ وہ تجھ پر رحم کرے اور مجھ پر رحم کرے۔ پھر کہا اے غلام تو اس نے مارا اور وہ فریاد کر رہا تھا اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ مار۔ یہاں تک کہ ستر تک نوبت پہنچی تو اس نے کہا کہ اے اباجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا دیجئے تو فرمایا کہ میرے بیٹے اگر تیرا رب تجھے پاک کر دیکھا تو مغرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے ایسا پانی پلا تیں گے جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اے غلام مار اس کے بعد پھر اس نے ملا شروع کیا یہاں تک کہ شمار انسی تک پہنچ گئی تو اس نے کہا اے میرے اباجھے السلام علیک تو عمرؓ نے کہا دیکھ السلام اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو میری طرف سے سلام عرض کر دینا اور ان سے کہنا کہ میں نے عمرؓ کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ قرآن پڑھتا ہے اور حد قائم کرتا ہے۔ اے غلام مار اس کو۔ جب شمار نوے ہو گئی تو اس کا کلام منقطع ہو گیا اور وہ نڈھال ہو گیا تو میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھوں نے کہا کہ اے عمرؓ دیکھو کتنے باقی رہے اس تعداد کو دوسرے وقت پر مؤخر کر دو تو فرمایا کہ جس طرح معصیت مؤخر نہیں ہوتی منزا بھی مؤخر نہ ہوگی اور ایک شخص نے چلا کہ اسکی ماں کو بھی اطلاع کر دی، وہ روتی پیتی ہوئی آئی اور اس نے کہا کہ اے عمرؓ کوڑے کے بدلے میں ایک حج پیدل چل کر کروں گی اور اتنے اتنے درہم صدقہ کروں گی تو فرمایا کہ حج اور صدقہ حد کے قائم

ہے ہذا ایک واضر بہ ماۃ سوط ولا تقصر فی ضربہ فقال لا افعل ویکجہ فقال یا غلام ان طاعتی طاعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فافعل ما امرک بہ قال فنزع ثیابہ وضحج الناس بالبکاء والغیب وجعل الغلام یثیر الے ابیہ یا ابیہ ارحمنی فقال لہ عمرؓ ہو ینک ربک یرحمک وانما افعل ہذا کے یرحمک ویرحمنی ثم قال یا افعل اضرب فضربہ وھو یستغیث وعمر یقول اضربہ حتی یبلغ سبعین فقال یا ابیہ استغنی شرہ من ماہ فقال یا بئی ان کان ربک یطہرک فیسقیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرہ لا تقظا بعدا ابدًا یا غلام اضربہ فضربہ حتی یبلغ ثمانین فقال یا ابیہ السلام ملیک فقال دلیک السلام ان رأیت محمداً فاقرأہ منی السلام وقل لہ خلفت عمر یقرأ القرآن ولیقیم الحمد ویا غلام اضربہ فلما بلغ تسعین انقطع کلامہ وضعفت فرأیت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا عمر انظر کم بقی فاجتہد الے وقت آخر فقال کما لم یؤخر المعصیۃ لا یؤخر العقوبۃ وجاء الصریح الی امۃ فجاہت بکیۃ صارتہ وقالت یا عمر اھج بکل سوط حجۃ ماشیۃ وانتدقی کذا وکذا درہما فقال ان الحج والصدقۃ لانیوب عن الحد یا غلام تمم الحد فضربہ فلما کان آخر

مقام نہیں ہوتے اے غلام حد پوری کر۔ پھر اس نے بازائش شروع کیا جب آخری کوڑا لگا تو لڑکا مر گیا۔ پھر آپ چہچہے اور کہا کہ بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے خطائیں زائل کر دیں پھر اس کا سر باہنی گود میں رکھا اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ میرا آپ اس قربان یہ وہ ہے جس کو راست گوتی نے قتل کیا۔ میرا باپ اس پر قربان یہ وہ ہے جو حد کے ادا ہونے کے وقت مرا۔ میرا باپ اس پر قربان یہ وہ ہے جس پر اس کے باپ اور اقارب نے رحم نہ کیا۔ پھر لوگوں نے اس پر نظر کی تو واضح ہو گیا کہ وہ دنیا سے مفارقت کر چکا ہے تو اس سے بڑا (ہنگامہ فزع) کئی دن دیکھنے میں نہیں آیا لوگوں نے گریٹ و بکاء سے شور مچا رکھا

تھا۔ اس حادثہ پر چالیس دن گزرے تھے کہ ہمارے پاس یوم جمعہ کی صبح کو حذیفہ بن الیمان آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہ فوجان (بو ششم) آپ کے ساتھ تھا اور اس کے بدن پر دو سبز جوتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ کو میرا سلام پہنچا اور اس سے یہ کہنا کہ اسی طرح تجھے اللہ نے حکم دیا تھا کہ تو قرآن کو پڑھے اور حدود کو قائم کرے اور لڑکے نے کہا کہ اے ابو حذیفہ میرے باپ کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے یہ کہہ دو کہ اللہ تم کو پاکیزہ کرے جیسا کہ تم نے مجھے پاکیزہ کر دیا اس کو روایت کیا ابن ابی شریبہ دہلی نے اپنی کتاب التلخیص میں۔ اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج مختصر کی ہے الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور اس میں یہ کہا ہے کہ عمرہ کے ایک بیٹا تھا جس کو ابو شحمہ کہاجاتا تھا وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کر دیجئے۔ آپ نے کہا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہاں اس سوال کا آپ نے چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ اور کیا کہ تو نے اس کے حرام ہونے کو نہ پہچانا۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔ تو ابو شحمہ نے کہا کہ اسے

سوط سقط الغلام ميتاً ففاح وقال يا مَعْشَرَ قَوْمِ اللَّهِ عَنكَ الْخَطَايَا ثُمَّ جَعَلَ رَأْسَهُ فِي جَمْرَةٍ وَجَعَلَ يَبْكُ وَيَقُولُ يَا بَنِي مَنْ قَتَلَهُ الْحَقُّ يَا بَنِي مَنْ مَاتَ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْحَدِّ يَا بَنِي مَنْ لَمْ يَرْتُدَّ إِلَيْهِ وَاقَارِبُهُ فَنَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَارِقٌ الدُّنْيَا ظَلَمَ يَوْمَهُ اعْظَمَ مِنْهُ وَفُتِحَ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِبِ فَلَمَّا كَانَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَقْبَلَ عَلَيْنَا حَذِيفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ صَبِيحَةَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّامِ وَإِذَا الْفَتْحُ مَعَهُ وَعَلَيْهِ خُلَّتَانِ خَضِرَا وَإِنْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأْ عَمْرِي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ بِهَذَا أَمَرَكَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَتَقِيمَ الْحُدُودَ وَقَالَ الْغُلَامُ يَا حَذِيفَةُ أَقْرَأْ أَبَايَ بِسْمِ اللَّهِ وَقُلْ لَهُ طَهَّرَكَ اللَّهُ كَمَا طَهَّرْتَنِي أَخْبَرَ جَابِلُ بْنُ أَبِي شَرِيبَةَ الدِّيلَمِيُّ فِي كِتَابِهِ التَّلْخِيسِ وَخَرَّجَهُ غَيْرُهُ مَخْتَصَرًا بِتَغْيِيرِ اللَّفْظِ وَقَالَ فِيهِ كَانَ لِعَمْرٍاءُ بْنُ يُعْقَلٍ لَهُ ابْنُ شَحْمَةَ فَأَتَاهُ يَوْمًا فَقَالَ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ الْحَدَّ قَالَ زَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ حَتَّى كَرَّرَ عَلَيْهِ ذَٰلِكَ أَرْبَعًا فَقَالَ وَمَا عَرَفْتُ الْعَرَبِيَّ قَالَ بَلَى قَالَ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ حَدِّدُوا فَقَالَ ابْنُ شَحْمَةَ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ فَعَلٍ فَعَلِي فِي جَابِلِيَّةٍ أَدَا سَلَامٌ فَلَا يُجِدُنِي فَقَامَ

جماعت مسلمانان جس نے میرے جیسا کام کیا ہو زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں وہ مجھ پر حد نہ لگاتے۔ تو کھڑے ہوتے علی بن ابی طالب اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسین سے کہا تو انہوں نے اس کا بائیں ہاتھ پکڑا پھر اس کے سوا کوڑے مارے تو وہ بیہوش ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جب تو اپنے رب سے ملے تو کہنا کہ اس شخص نے میرے ہمراہی ہے جس کے پہلوؤں پر آپ کا حد کا حق نہیں ہے۔ پھر عمرؓ (مارنے کے لئے) کھڑے ہوتے یہاں تک کہ انہوں نے سو کوڑے حد کی شمار پوری کر دی تو اس سے وہ مر گیا۔ پھر فرمایا کہ میں عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر ترجیح دیتا ہوں اس کے بعد کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین اس کو بغیر غسل اور بغیر کفن کے دفن کیجئے کہ یہ اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اس کو غسل دیں گے اور کفن دیں گے اور مقابر مسلمین میں اس کو دفن کر دیں گے کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر نہیں مرا یہ تو صرف حد کے صدمہ سے مر رہا ہے۔ اور مروی ہے عمرو بن العاص سے کہ اس دوران میں کہ میں مصر میں اپنے مکان میں موجود تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ یہ عبدالرحمن ابن عمر اور ابوسرورؓ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آجائیں تو وہ دونوں آگئے اور دونوں شکستہ حال تھے اور دونوں نے کہا کہ ہمارے اوپر اللہ کی حد جاری کر دیجئے کہ ہم گزشتہ رات شراب میں مبتلا ہوتے اور مدہوش ہوتے کہا کہ میں نے دونوں کو جھڑکا اور (اس کہنے سے) روکا۔ تو عبدالرحمن نے کہا کہ اگر تم حد جاری نہ کر دے گے تو میں اپنے والد کو جب ان سے ملوں گا اسکی اطلاع دوں گا تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ان دونوں پر حد قائم نہ کی تو عمرؓ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ کہا کہ پھر میں نے دونوں کو مکان کے صحن میں لایا اور دونوں پر حد کے کوڑے لگوائے اور عبدالرحمن ابن عمر مکان کے کمرے کے ایک گوشہ میں گیا پھر اپنا سر منڈوا یا اور اجزاء حدود کے ساتھ لوگ سر منڈایا کرتے تھے۔ واللہ عمرؓ کو میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا

علی بن ابی طالب وقال لولہ الحسن فاخذ بيمينه وقال لولہ الحسين فاخذ بيساره ثم ضرب ستين وعشرين سوطاً فأعنى عليه ثم قال اذا وافت ربك فقل ضربت الحد من لئس لك في جبينه حد ثم قام عمر حتى اقام عليه تمام المائة سوطاً فمات من ذلك فقال انا اوثر عذاب الدنيا على عذاب الآخرة فقبل يا امير المؤمنين تدفنه من غير غسل ولا كفن قتل في سبيل الله قال بل تدفنه وتكفنه وتدفنه في مقابر المسلمين فانه لم يميت قللاً في سبيل الله وانما مات محدثاً وعن عمرو بن العاص قال بينا انا بمنزلة بمصر اذ قيل هلذا عبدالرحمن بن عمر وابوسرور عت يساذنان عليك فقلت يدخلان فدخلوا هما منكسرين فقالا اقم علينا حد الله فانا احببنا البارحة شراباً وشربنا قال فزبرتهما وطرقتهما فقال عبدالرحمن ان لم تفعل نجرت والسردي اذا قدمت عليه قال فعلت اني ان لم اقم عليها الحد غضب علي عمر وعز لني قال فاخرجتهما الى صحن الدار فضربتهما الحد ودخل عبدالرحمن بن عمر الى ناحية بيت في الدار فعلق راسه وكانوا يخلقون مع الحد ووالله ما كتبت لعمر بحرف مما كان حث اذا كتب

جاوے فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من
عبد اللہ عمر الی عمرو بن العاص عجبت لک یا
ابن العاص وجرأتک علی و خلافک
عہدی فما رأی الا انی عازک تقرب
عبد الرحمن فی بیتک و سجدت فی البیت
و قد عرفت ان هذا ینافی انما عبد الرحمن
رجل من رعیتک تصنع بہ ما تصنع بغيره
من السلین و لكن قلت ہو ولد امیر المؤمنین
و عرفت انہ لا ہوادۃ لاعد من الناس عندی
فی حق فاذا جاوہ کتابی هذا فالبحث بہ
فی عباۃ علی قتیب حنی یعرف سوء ما صنع
فبعث بہ کما قال ابوہ و کتب الی عمرہ
یعتذر علیہ انی ضربتہ فی صحن داری و بالشر
الذی لا یختلف بأعظم منہ انی لا یتیم الحد
فی صحن داری علی المسلم والذمی و بعث
بالکتاب مع عبد اللہ بن عمر فقدم بعبد الرحمن
علی ابیہ فدخل و علیہ عباۃ لا یتطیع المشی
من سوء مکرک فقل یا عبد الرحمن فعلت و
افعلت فکلہ عبد الرحمن بن عوف و قال
یا امیر المؤمنین قد اقيم علیہ الحد فلم یفتت
الیہ فیعل عبد الرحمن کیسج و یقول انی مریض
وانت قاتلی و قال فضر بہ الحد ثانیۃ و حبسہ
فمرض ثم مات قلت قال ابو عمر فی الاستیعاب

تھا اس واقعہ کے بارے میں جو پیش آیا تھا یہاں تک کہ میرے پاس ان کا
مکتوب آیا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے عمر کی طرف
سے عمرو بن العاص کے نام مجھے تم پر تعجب ہے اے ابن العاص اور اس جرات
پر جو مجھ پر تم نے کی اور مجھ سے عہد کے خلاف یہ تو اب میری راستے یہ پڑی
ہے کہ میں تم کو معزول کر دوں۔ تم عبد الرحمن کو اپنے گھر میں مارتے ہو اور
اس کا سر گھر میں منڈواتے ہو حالانکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ (ترجیح) میرے طریقہ
کے خلاف ہے۔ عبد الرحمن صرف ایک شخص تھا تمہاری رعیت میں کا تم کو
اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا تھا جو مسلمانوں میں کے کسی دوسرے شخص کے
ساتھ کرتے ہو لیکن تم نے خیال کیا کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے حالانکہ تم خوب
جانتے ہو کہ حق کے بارے میں لوگوں میں سے کسی کے لئے میرے یہاں
کوئی نرمی نہیں ہے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو اس کو میرے
پاس صرف ایک عبا میں بھیجوا کٹھی پر بٹھا کر تاکہ وہ اپنے فعل کی برائی کو پہچان لے تو عمر
ابن العاص نے اسکو اسی طرح جیسا اس کے باپ نے لکھا تھا اور عمر کو معذرت کرتے ہوئے
یہ لکھا کہ میں نے اس کو اپنے مکان کے صحن میں مارا اور اس خدا کی قسم جس
سے بڑا کوئی حلف نہیں کیا جاتا کہ میں ہر مسلمان پر اور ذمی پر اپنے مکان کے
صحن میں ہی حد قائم کیا کرتا ہوں اور اس خط کو عبد اللہ بن عمر کے ساتھ
بھیجا۔ پھر عبد الرحمن اپنے باپ کے پاس پہنچا اور اس طرح پہنچا کہ اس کے بدن
پر صرف ایک عباتھی اور ساری کی خرابی کی وجہ سے (کہ کٹھی پر سفر کیا تھا)
چلنے پر قادر نہیں تھا۔ تو فرمایا کہ لے عبد الرحمن تو نے ایسا اور ایسا کیا (اور مارنا شروع
کر دیا، تو ان سے کلام کیا عبد الرحمن بن عوف نے اور کہا اے امیر المؤمنین حد
تو قائم ہو چکی ہے تو ان کی طرف التفات نہ کیا پھر عبد الرحمن نے چیخا اور یہ
کہنا شروع کیا کہ میں بیمار ہوں اور تم مجھے قتل کر رہے ہو کہا کہ پھر دوبارہ اس پر
حد لگائی اور اس کو بند کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور مر گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عمر

عبدالرحمن بن عمر الاوسط ہو ابو شمیمہ و ہو
الذی ضربہ عمرو بن العاص بمصر فی الخمر ثم
حملہ الی المدینۃ فصر بہ ابوہ ادب الوالد
ثم مرض و مات بعد شہر ہکذا یروہ معمر
عن الزہری عن سالم عن ابيہ و اما اہل
العراق فینقولون انہ مات تحت سیاط عمرو
ذلک غلط و قال الزہری اقام علیہ عمرو
حد الشراب فمرض و مات و من ذلک
اقامہ احمد علی قدامہ بن منطعون خال ابن
عمرو حفصہ لم یأخذہ عند ذلک رائۃ فی
دین اللہ ولم یخف لومۃ لائم مذکرہ کما
ذکرہ المحب الطبری و ابو عمر عن عبد اللہ
ابن ربیعۃ و کان من اکبر بنی عدی و کان
ابوہ شہید بدرًا مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال استعمل عمر قدامہ بن منطعون علی
البحرین و کان شہید بدرًا مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم و ہو خال ابن عمرو حفصہ
زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فقہم
الجارود من البحرین فقال یا امیر المؤمنین
ان قدامہ بن منطعون قد شرب مسکرا وانی
اذا رأیت حدًا من حدود اللہ حتی علی
ان ارفعہ الیک فقال لا عمر من لیشہد
علی بالتقول فقال ابو ہریرۃ فدعا عمر ابا

نے استیعاب میں کہا عبد الرحمن بن عمر الاوسط وہ ابو شمیمہ ہے اور یہ وہی ہے
جس کو ابوالعاص نے مصر میں شراب (کی حد) میں مارا تھا پھر اس کو مدینہ
روانہ کیا پھر اس کو اس کے باپ نے مارا بغرض تا دیب باپ کی غیبت
سے پھرتا ہوا اور ایک مہینہ کے بعد انتقال کر گیا۔ اس واقعہ کی اسی طرح
روایت کرتے ہیں معمر زہری سے وہ سالم سے وہ پلنے باپ سے۔ اور ہے
اہل عراق وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا انتقال عمر کے کوزلوں کے نیچے ہوا مگر یہ
غلط ہے، اور زہری نے کہا کہ عمر نے اس پر شراب کی حد قائم کی تھی پھر
وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے حد کا قائم کرنا قدامہ بن
منطعون پر جو بن عمر اور حفصہ کے ماموں تھے۔ اس موقع پر اللہ کے بارے
میں جذبہ محبت ان کو مانع نہ ہوا اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت
سے خائف نہ ہوئے۔ ہم اس کو ذکر کرتے ہیں جس طرح محبت طبری نے
ذکر کیا اور ابو عمر نے عبد اللہ بن ربیعہ کی روایت سے اور یہ بنی عدی
میں کے بڑے شخص تھے اور ان کے باپ بدر میں حاضر تھے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کہا کہ عمر نے قدامہ بن منطعون کو بحرین پر عامل بنایا
تھا اور یہ بدر میں حاضر ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اور وہ ماموں تھے ابن عمر اور حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا کہ بحرین سے جا رو آئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین بیشک
قدامہ بن منطعون نے شراب پی نشہ لانے والی اور میں نے جب دیکھا
اللہ کی حدود میں سے ایک حد کو تو مجھ پر ضروری ہو گیا کہ میں اس
واقعہ کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تو اس سے عمر نے کہا کہ
جو کچھ تم کہتے ہو اس پر تمہارا گواہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ
ابو ہریرہ۔ تو عمر نے ابو ہریرہ کو بلایا تو ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے
ان کو شراب پینے کے وقت نہیں دیکھا البتہ نشہ کی حالت میں تھے

ہریرۃ فقال لم ارہ حین شرب و قد رأیہ
سکران یقئ فغال عمر لقد تنطعت البہرۃ
فی الشہادۃ ثم کتب عمر الی قدامہ وہو
بالبحرین یا مرمہ بالتقدم علیہ فلما قدم قدامہ
والجارود بالمسینۃ کلم الحب ارود عمر فقال
اقم علی ہذا کتاب اللہ فقال عمر اسہید
انت ام یھینم فقال الجارود انا شہید فقال
قد كنت اذیت شہادک فسکت الجارود
ثم قال تلعنن انی انشدک اللہ تعالیٰ
فقال عمر انا واللہ لتلکنن لسانک اولا سوکت
فقال الجارود انا واللہ ما ذاک بالحق ان یشرب
ابن حنک و تسوء فی فادعہ عمر فقال ابو ہریرۃ
وہو جالس یا امیر المؤمنین ان كنت تشک
فی شہادتنا فسل بنت الولید امراة ابن
منظون فارسل عمر الی ہند ینشد باللہ
فاقامت ہند علی زوجہا قدامہ الشہادۃ
فقال عمر یا قدامہ انی جالک فقال قدامہ واللہ
لو شربت کما یقولون ما کان کلم ان تجلیدی
یا عمر فقال ولما یا قدامہ قال ان اللہ عز وجل
قال لئن ملى الذین امنوا و عملوا الصالحات
جنح فیما طعموا اذ اما اتقوا و امنوا و عملوا
الصالحات ثم اتقوا و امنوا ثم اتقوا و
احسنوا واللہ یحب المتحین ہ فقال عمر

کرتے ہوئے دیکھا ہے تو عمر نے کہا کہ اے ابو ہریرہ تو شہادت
میں بدل گیا ہے۔ پھر عمر نے قدامہ کو لکھا اور وہ بحرین میں تھے خط
میں ان کو اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ تو جب قدامہ آئے اور
جارود مدینہ میں موجود تھے تو جارود نے عمر سے گفتگو کی اور کہا کہ اس
پرائد کے حکم کو جاری کرو تو عمر نے کہا کہ تو گواہ ہے یا مدعی؟
تو جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں۔ عمر نے کہا کہ تو اپنی شہادت
دے چکا تو جارود خاموش ہوئے پھر بولے کہ تم ضرور جانے ہو
میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تو عمر نے کہا کہ خبردار تو اپنی زبان
قالب میں رکھ درنہ میں تیرے ساتھ سختی کروں گا تو جارود نے کہا
خبردار خدا کی قسم یہ حق بات نہیں ہے کہ شراب تو پست تمہارا چچا
کا بیٹا اور سختی کرو میرے ساتھ تو عمر نے ان کو دھمکایا تو
ابو ہریرہ نے کہا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المؤمنین اگر
تم کو ہماری شہادت میں شک ہے تو ابن مظعون کی بیوی بنت الولید
سے پوچھئے تو عمر نے ہند کو بلوایا اس کو خدا کی قسم دے کر پوچھا
تو ہند نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی۔ تو عمر نے
کہا کہ اے قدامہ میں تیرے ضرور کوڑے ماروں گا۔ اس پر قدامہ نے
کہا کہ واللہ اگر میں پی بھی لیتا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو اے عمر
عمر پھر بھی تم کو یہ حق نہیں ہے کہ میرے کوڑے مارو۔ تو عمر نے
کہا کہ اے قدامہ یہ کیسے؟ کہا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا لئن علی
الذین امنوا الخ (۹۳:۵) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور
نیک کام کرتے ہوں اُس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں
جب کہ وہ صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں
پھر صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر صاحب تقویٰ ہوں اور خوب

ایک عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاروں سے محبت رکھتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اے قدامہ تادیل میں خطا کی جب تو متقی ہو گا تو جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس سے مجتنب بھی ہو گا۔ پھر عمرؓ قوم کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھا کہ قدامہ کے کوڑے لگانے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے نہیں ہے کہ کوڑے لگاتے جائیں اس حال میں کہ وہ بیمار ہے تو عمرؓ کوڑے لگانے سے چند دن کے لئے رک گئے پھر ایک دن صبح کے وقت عمرؓ نے ان کے کوڑے لگانے کا ارادہ کیا پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ قدامہ پر کوڑے لگاتے جانے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تک وہ بیمار ہے ہماری رائے نہیں کہ کوڑے لگاتے جائیں، تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ کوڑوں کے نیچے اللہ سے جا ملے (یعنی مر جاتے) یہ میرے نزدیک پسند ہے اس سے کہ میں اللہ سے جا ملوں اور وہ (حق) میری گردن میں ٹکا ہو، جو میں تو واللہ اس کے جزو کوڑے ماروں گا۔ میرے پاس کوڑا لڑو تو ان کا غلام اسلم ایک باریک اور چھوٹا کوڑا لیکر آیا۔ تو اس کو عمرؓ نے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اسلم سے فرمایا کہ تجھے تیرے اہل کی بری عادت نے بچڑایا۔ میرے پاس دوسرا کوڑا لیکر آؤ جو اس جیسا نہ ہو تو اسلم پورا کوڑا لیکر آیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کا حکم دیا اور کوڑے مارے گئے۔ اس پر قدامہ عمرؓ سے ناراض ہوا اور ان سے ملنا چھوڑ دیا اس کے بعد دونوں نے حج کیا اور قدامہ عمرؓ کو چھوڑے ہوئے تھا یہاں تک کہ سب حج سے واپس ہوتے اور عمرؓ سقیان میں اتر کر سوتے جب بیدار ہوتے تو فرمایا کہ قدامہ کے پاس جلد جاؤ اور اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔ ابھی اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا کہ قدامہ سے صلح کر دو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کیلئے کہا تو ان کو کھینچ کر لایا گیا تو عمرؓ نے ان

ایک اخطات التادیل یا قدامہ اذا تقيت اجتنبت ما حرم الله ثم اقبل عمر على القوم فقال ماترون في جلد قدامه قالوا لا نرے ان تجلده وهو مريض فكت عمر عن جلده اياما ثم اصبح عمر يوما وقد عزم على جلده فقال لا صحابه ماذا ترون في جلد قدامه فقالوا لا نرے ان تجلده مادام وجعا فقال عمر والله لان يلقى الله تحت السياط احب الي ان ألقى الله وهو في عنقي اني والله لا جلده ايتونه بسوط فباء مولاه اسلم بسوط دقيق صغير فاخذوه عمر فسم بیده ثم قال لا نسلم قدامه نيك وقرارة ايلك ايتونه بسوط غيبه هذا فجاءه اسلم بسوط تام فامر عمر بقدامه فجلده فقامت قدامه عمرو وجره فحجا قدامه مهاجرة لعمر حتى قتلوا من جهنم و نزل عمر بالسقيان ونام بها فلما استيقظ قال يخلوا بقدامه انطلقوا فأتوا به والله اني لا اري في النوم انه جاءني آيت فقال لي سلم قدامه انه انوك فلما جاء واقدامه ابني ان ياتيه فامر عمر بقدامه فخر اليه جرا حتى كتمه عمر واستغفر له فكان اول صلحها خرج البخاري من الى قول وهو قال ابن عمرو حفصة دتمامه

سے گھٹو کی اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تو یہ ان دونوں کی صلح کا پہلا موقع تھا۔ بخاری نے اس کی تخریج کی ہے "دہوخال ابن عمر و حفصہ، ہنگ ابو ہریرہ حدیث کی تخریج حمیدی نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دفاریر کے معنی میں بری عادتیں یہ جمع و قرار ہے کہ ہے الدر النثیر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اسی کے آثار میں ہے عطیات میں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کو اور مہاجرین و انصار میں سے جماعہ سواقی تھے ان کو اپنے اقارب پر مقدم رکھنا۔ ابو عمر نے الاستیعاب میں روایت کیا کہ عمر نے شفاعت عبد اللہ عدویہ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ صبح کو میرے پاس آئے وہ کہتی ہیں کہ میں اُن کے پاس آتی تو میں نے ان کے دروازے پر عاتکہ بنت اُسید بن ابی الیفیض کو پایا تو ہم دونوں اندر پہنچیں ہم نے ایک ساعت باتیں کیں پھر انہوں نے ایک سوزنی منگائی اور وہ عاتکہ کو دی اور ایک دوسری سوزنی منگائی جو اس سے گھٹیا تھی تو وہ مجھے دی تو میں نے کہا خاک پر سے تیرے ہاتھوں پر لے عمر! میں اس سے پہلے اسلام لاتی اور میں اس کے علاوہ تیرے چچا کی بیٹی ہوں اور تو نے مجھے بُلا یا اور وہ خود آتی تو کہا کہ میں نے تو وہ صرف تیرے ہی لئے اٹھا کر رکھی تھی پھر جب تم دونوں آگئیں تو مجھے یاد آیا کہ وہ بہ نسبت تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور اسی کے آثار میں ہے ان کی رحمت اور شفقت مسلمانوں پر ابو حنیفہ، علی بن الاقر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوتے ان میں گھوم رہے تھے تو ایک شخص سے گزرے جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ اُس سے آپ نے کہا کہ لے اللہ کے بندے پائے داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ لے اللہ کے بندے وہ کام میں (اچکا) ہے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کہا آخر وہ کس کام میں لگا تو اس نے کہا کہ جنگ مؤثرے میں اس پر حملہ ہوا۔ کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ سواقی سے مراد صالحہ نذات ہیں جو ہر عزت اسلام کے ابتلائی دور میں جو کج فاعالت سے پر تھا انجام دیتے رہے ۱۲ مرتبہ

قَوْلُهُ هُمُ الْمَيْسَرَةُ قُلْتُ الدَّقَائِرُ الْعَادَاتُ السُّوءُ جَمْعُ دَقَارَةٍ كَذَا مِثْلُ فِي الدَّرَالِشِيرِ وَمِنْ ذَلِكَ إِثَارُهُ فِي الْعَطَاءِ أَقَارِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاهِلُ السَّوَابِقِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ عَلَى أَقَارِبِهِ أَخْرَجَ أَبُو عُمَرَ فِي الْأَسْتِعَابِ رَأْسَ عَمْرِاءِ الشَّافِعِ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّ أُعْدَى إِلَى قَالَتْ فَعَدَوْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ عَاتِكَةَ بِنْتَ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي الْيَفِضِ بَابَهُ فَدْخَلْنَا فَعَدَوْنَا سَاعَةً فَمَدَّ بَنِيهَا فَأَعطَانِيهِ فَقُلْتُ رَبَّتْ يَدَاكَ يَا عَمْرَانَا قَبْلَهَا إِسْلَامًا وَأَنَا بِنْتُ عَمِكَ دُونَهَا وَأَرْسَلْتُ إِلَيْكَ دَجَاءً تَمَكُّ بِنَفْسِهَا قَالَ مَا كُنْتُ رَفَعْتُ ذَلِكَ إِلَّا لَكَ فَلَمَّا اجْتَمَعْنَا ذَكَرْتُ إِلَيْهَا أَقْرَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ وَمِنْ ذَلِكَ رَحْمَةُ وَشَفَقَتُهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْرَمِ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَطْعُمُ النَّاسَ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَلُوفُ عَلَيْهِمْ بِيَدِهِ عَصًا فَمَرَّ بِرَجُلٍ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَنَا مَشْغُولٌ قَالَ فَمَعْنَى ثَمَّ مَرْبٍ وَهُوَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَنَا مَشْغُولٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَمَا شَغَلَهَا

قَالَ أُصِيبْتُ يَوْمَ مَوْتِهِ قَالَ فَبَلَغَ عَمَدَهُ
عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِيَكِي فَعَمَلُ يَقُولُ لِمَنْ
يُؤْتِيكَ مِنْ يَخْلُ رَأْسَكَ وَثِيَابَكَ
مَنْ يَصْنَعُ كَذَا وَكَذَا فَدَعَا لَهُ بِخَادِمٍ وَأَمَرَهُ
بِرَاحِلَةٍ وَطَعَامٍ مَالِصْلَحَةٍ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ حَتَّى رَفَعَ
أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَوَاتَهُمْ
يَدْعُونَ اللَّهَ لِعَمْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَأْرَاوَا
مِنْ رَأْفَةِ الرَّجُلِ وَاهْتِمَامِهِ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ -
الْبُخَارِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
خَرَجْتُ مَعَ عَمْرِئِ السُّوقِ فَلَقَنِي امْرَأَةٌ شَابَةٌ
فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْكَ زَوْجِي وَتَرَكَ
صَبِيَّةً صَغِيرًا وَاللَّهِ مَا يَنْضَجُونَ كَرَامًا وَلَا هَلُم
مَرْكَعٌ وَلَا ذَرَعَ وَخَشِيتُ عَلَيْكَ الْفِتْنَةَ وَانَا
ابْنَةُ خُفَّاتِ بْنِ إِيمَاءِ الْغَفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ
إِلَى الْحَدِّ بَيْتِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَقَفَتْ مَعَهَا وَلَمْ يَمْضُ وَقَالَ مَرْجَبًا بِنَسَبٍ
قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ بَعِيرٌ ظَهِيرٌ كَانَ مَرْوُطًا
فِي الدَّارِ فَمَلَ عَلَيْهِ غَرَارَتَيْنِ كَلَاهُمَا طَعَامًا وَجَعَلَ
بَيْنَهُمَا نَفْقَةً وَثِيَابًا ثُمَّ نَادَاهَا بِخَطِّ امِّهِ
فَقَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ تَفْنِيَ هَذَا حَتَّى يَأْتِيَكُمُ
اللَّهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرَتْ
لَهَا فَعَالَ تَكَلُّكَ أَتَمَّ وَاللَّهِ أَنِّي لَا أَرَى
أَبَاهُذِهِ وَآخَاهَا قَدْ حَاصِرًا حَصْنًا زَمَانًا فَانْفَتَحَ

اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور اس سے پوچھا شروع کیا کہ کون
تجھے وضو کراتا ہے کون تیرا سر اور تیرے کپڑے دھوتا ہے کون ایسا
اور ایسا کرتا ہے پھر اس کے لئے ایک خادم کو بلایا اور اس کے لئے ایک
سواری کا حکم دیا اور کھانے کا جو اس کے لئے بہتر اور مناسب تھا
یہیں تک کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں بلند ہو گئیں
جو اس شخص کے ساتھ ان کی محبت اور مسلمانوں کے امور میں ان کا
اہتمام دیکھ کر ان کے لئے دعا کر رہے تھے۔ بخاری زید بن اسلم
سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمر بن کے ساتھ بازار میں نکلا تو ان
سے ایک جوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے
شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں واللہ
ان کے پاس بکری کا ایک پایہ بھی پکا نے کو نہیں، ماہ دودھ واپس
جانور ہیں اور نہ کھیتی اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے
اور میں خفّات بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرا باپ حدیبیہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا تو عمر بن اس
کے پاس کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے اور کہا کہ مرجبا
قریب کے نسب کو پھر (اس کو ساتھ لیکر) ایک بار کشی کے اونٹ
کی طرف آئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بوریان لادیں
جن کو کھانے کی چیزوں سے بھر دیا اور ان کے درمیان نقدی
اور کپڑے رکھے۔ پھر اسکی نکیل عورت کو دی اور فرمایا کہ اسے کھینچ
لیجا اور فرمایا کہ ضرور اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تیرے پاس
اور مال بھیج دے گا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
آپ نے اسکو بہت دیدیا تو فرمایا کہ تیری ماں تجھے روئے واللہ
میں گویا دیکھتا ہوں اس کے باپ اور سبائی کو کہ انھوں نے ایک زاد

تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا پھر اس کو فتح کیا اور پھر صبح کو ہم ان دونوں کے
 حصے لٹا دیے تھے۔ محب طبری، زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہہ کر
 ابن الخطاب نے ایک رات گشت کیا۔ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے
 گھر میں ہے اور اس کے گرد بچے رو رہے ہیں اور ایک ہنڈیا ہے آگ پر
 جس میں اس نے پانی بھر رکھا ہے تو عمر بن الخطاب نے دروازے کے
 قریب پہنچ کر کہا کہ اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں تو اس نے
 کہا کہ ان کا رونا بھوک کی وجہ سے ہے۔ عمر بن نے کہا کہ یہ ہنڈیا کیسی ہے
 جو آگ پر رکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اس میں پانی ڈال رکھا ہے
 جس سے ان کو بھلا رہی ہوں تاکہ یہ سو جائیں اور میں ان کو اس وہم میں
 ڈال رہی ہوں کہ اس میں کوئی چیز (پک رہی) ہے تو عمر بیٹھ کر رونے
 لگے۔ کہا کہ پھر دارالقدر کی طرف آئے اور ایک بڑا تھیلہ لیا اور اس پر
 کچھ آٹا اور گھی اور چربی اور کھجوریں اور کچھ لڑوا کر رکھے یہاں تک کہ اس
 تھیلے کو بھر دیا۔ پھر کہا اے اسلم اس تھیلے کو میرے اوپر رکھ دے۔ میں
 نے کہا اے امیر المؤمنین اس کو آپ کی طرف سے میں اٹھا کر لے جاؤں
 گا۔ تو مجھ سے کہا کہ تیری ماں نہ ہو اے اسلم میں ہی اس کو اٹھا کر چلوں
 گا۔ کیونکہ آخرت میں جس سے اس کی باز پرس ہوگی وہ میں ہوں۔ کہا کہ
 پھر عمر بن نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اس کو لئے ہوئے اس
 عورت کے گھر پہنچے اور ہنڈیا لے کر اس میں آٹا اور کچھ چربی ڈالی اور
 کھجوریں اور (چولہے پر چڑھا کر) اپنے ہاتھ سے حرکت دیتے رہے اور
 ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارتے رہے اور عمر بن کی ڈاڑھی بہت بڑی تھی
 تو میں نے اُن کی ڈاڑھی کے درمیان سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا،
 یہاں تک کہ ان کے لئے کھانا پکا دیا پھر اپنے ہاتھ سے ان کے لئے چمچ
 سے باہر نکالا اور ان کو کھلاتے رہے یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا

ثم اصبحنا فنسبوا سہما فہلما لمحت الطبري
 عن زيد بن اسلم عن ابيه ان عمر بن الخطاب
 لما ليلة فاذا بامرأة في جوف دار لها
 حولها صبيان يبكون واذا قد رطل على النار
 قد ملأتها ماء فدخلني عمر من الباب فقال
 يا امته انشدك ائيش بكاؤ هؤلاء الصبيان
 فقالت بكاؤ ہم من الجوع قال فما هذه
 القدر التي على النار فقالت قد جعلت
 فيها ماء اطلبهم بها حتى ينامون واودهمهم
 ان فيها شيئا فجلس عمر يكي قال ثم جاء
 الى دار الصدقة واخذ غزارة وجعل فيها
 شيئا من دقيق وسمن وشحم وتمر وثياب و
 دراهم حتى ملأ الغزارة ثم قال يا اسلم
 اعمل علي قلت يا امير المؤمنين انا اعمل
 عنك قال لا اتم لك يا اسلم انا اعمل لاني
 المسؤل عنه في الاخرة قال فحملته على
 عاتقه حتى اتي بمنزل المرأة واخذ
 القدر وجعل فيها دقيقا وشيئا من شحم
 وتمر وجعل يحرك بیده وينفخ تحت القدر
 وكانت لمحيته عظيمة فرأيت الدخان
 يخرج من خلل لمحيته حتى ملأ بهم ثم جعل
 يعرف بهم بیده ويطعمهم حتى شبعوا ثم
 فرج المحب الطبري ان عمر كان يصوم الدهر

پھر نکلتے۔ محب طبری، عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور قحط
رمادہ کے زمانہ میں جب شام ہوتی تو ان کے پاس ایک روٹی لائی جاتی
جس کو زیت کے ساتھ چور کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ان ہی دنوں میں سے ایک
دن چند اونٹ ذبح کئے گئے پھر انہیں لوگوں کو کھلایا اور کام کرنے والے ان کے لئے
اس میں سے اچھی قسم کا ایک دو تہہ دستھی بھر، گوشت لے کر آئے اور وہ کو مان اور
اور کبھی کے پاس سے تھے۔ آپ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ لے امیر المؤمنینؑ
یہ ان اونٹوں میں کا ہے جن کو ہم نے آج ذبح کیا ہے۔ فرمایا واہ واہ! میں بہت بُرا
والی ہوں گا اگر اس کا عمدہ حصہ خود کھا جاؤں اور سری پاتے ہڈیاں عوام الناس کو
کھلاؤں۔ اٹھاؤ اس کو نڈے کو اور ہمارے پاس دوسرا کھانا ملاؤ تو روٹی اور زیت لایا
گیا آپ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے کر کے اس روٹی کو ٹریڈ بنانے لگے پھر
فرمایا تیرا بڑا بھولہ ہے یہ خانا اٹھا اس کو نڈے کو اور اہل بیت کے پاس شمع میں
لے جا۔ کیونکہ میں تین دن سے اُن کی طرف نہیں گیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ
وہ بھوکے ہیں۔ اس کو ان کے آگے رکھ دینا۔ شمع: الرمادہ کے معنی
ہیں ہلاک اور اللہ بہتر جانتا ہے اس سے اشارہ کرتے ہیں زمانہ قحط
کی طرف اور قدر کے معنی ہیں ٹکڑے یہ جمع ہے قدرۃ کی اور یہ گوشت کا
ایک ٹکڑا ہے جب کہ مجتمع ہو اور شمع ایک مشہور جاذب کا نام ہے جو
عمرہ کی تھی۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ رمادہ کے سال میں جب لوگوں پر
پر بھوک کی شدت ہو گئی اور عمرہ کا عام حال یہ تھا کہ ان کو جو اور زیت
اور کھجوریں موافق مزاج نہیں پڑتی تھیں اور ان کو صرف گھی موافق آتا
تھا تو یہ حلف کر لیا کہ وہ گھی کو سالن کے طور پر استعمال نہ کریں گے جب
تک اس قحط کے بعد مسلمانوں پر کشائش نہ پیدا ہو جائے تو ان کا یہ حال ہو
گیا کہ وہ جب جو کی روٹی اور کھجور بغیر سالن کے کھاتے تو مجلس میں بیٹھے

وكان زمان الرمادة اذا امسى اتي بخبز
قد تزد بالزيت الى ان تحرقوا ما من الايام
جوزوا فاطمها الناس وعرفوا طيبها
فايت به فاذا فذ من سنام ومن
كيد فقال ائني هذا فخالوا يا امير المؤمنين
من الخبز والى التي تحرقنا اليوم فقال بخبز
بئس الوالى اما ان اكلت طيبها واطعمت
الناس كراديسها ارفع هذه الجفنة
فات لنا غير هذا الطعام فائت بخبز و
زيت فجعل يكسر بیده ويترد ذك
الخبز ثم قال ويحك يا رفا حمل هذه
الجفنة حتى تنأت بها اهل بيت شمع
فاني لم آتهم منذ ثلثة ايام واحببهم
مفقرين فضعها بين ايديهم بشرح الرمادة
البلاك يشر والله اعلم الالى زمن القحط
والقدر القطع جمع قدرۃ وهى القطعة
من اللحم اذا كانت مجمعة وشمع اسم مال
معروف لعمر وروى ان عام الرمادة لما
استند الجوع بالناس وكان عمر لا يوافقه
الشعير والزيت ولا التمر وانا يوافقه السن
فحلف لا ياؤم بالسن حتى يفتح على
السليين عامه هذا فصار اذا اكل

عہ قحط رمادہ کے زمانہ میں حضرت عمرؓ کو کھانسی کا شعلہ لگتا تھا اور آتش کے بوٹے ہمارے رکھتے تھے ۱۲ مترجم

عہ شمع دینے میں حضرت عمرؓ کی ایک زمین تھی جس میں کھجور کے باغ تھے۔ وہ آپ نے وقف کر دی تھی ۱۲

جَبْرِ الشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بَغِيرِ أَدِيمٍ يُقَرِّقِرُ بِلَسْنِهِ
فِي الْمَجْلِسِ فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ إِنَّ شَيْئًا
قَرِّقِرَ وَإِنْ شَيْئًا لَا تَقَرِّقِرُ مَا لَكَ عِنْدِي
أَدِيمٌ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى السَّلِيمِينَ وَرَوَى
أَنْ زَوْجَتَهُ اشْتَرَتْ لَهَا سَمْنًا فَغَالِ بِأَنَذَا
قَالَتْ مِنْ مَالِي لَيْسَ مِنْ نَفْسِكَ قَالَ مَا أَنَا
بِذَانِقَةٍ حَتَّى يَجِيئَ النَّاسُ الْمَبَّاطِرُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ مَامُ الرَّمَادَةِ
فَرَأَى سَخًّا مِنْ عَشْرِينَ يَتًا مِنْ تَحَارِبٍ
فَقَالَ عُمَرُ مَا أَفَدَكُمْ قَالُوا الْحَبَسُ قَالَ
وَأَخْرَجَنَا جِلْدَ مَيْدِيَّةٍ شَرِيفًا كَانُوا يَأْكُلُونَ
وَرَمَتِ الْعِظَامَ يَسْتَفْهِمُهَا وَيَسْتَفْهِمُهَا
قَالَ فَرَأَيْتَ طَرَجَ رِدَاءِهِ ثُمَّ نَزَلَ يَطْبُخُ
لَهُمْ وَيُعَلِّمُ حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ أَرْسَلَ اسْلُمَ
إِلَى الْمَدِينَةِ بَاءَهُ بِالْبَعْرِ فَمَسْلَمُ
عَلَيْهَا ثُمَّ كَسَاهُمْ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِمْ
وَالِىَ غَيْرَهُمْ حَتَّى رَفَعَ اللَّهُ ذَاكَ الْحَبَّ
الطَّبْرَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَتْ رُفْقَةٌ
مِنَ التَّجَارِ فَنَزَلُوا إِلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ
لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ هَلْ لَكَ أَنْ تَحْرُسَ
الْبَيْتَ مِنَ الشَّرْقِ فَبَاتَا يَحْرُسَانِهِمْ
يُصَلِّيانَ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهَا فَمَسْمَعُ عُمَرَ
بِكَاءٍ حَتَّى فُتِحَ نَحْوُهُ فَقَالَ لَا مَهْ أَلْقِ

ہوتے ان کے پیٹ میں قرقر ہوتا تو پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھتے اور کہتے
کہ چاہے تو قرقر کرتے چاہے نہ قرقر کرتے میرے پاس تیرے لئے
سالن نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کشائش نہ
کرے۔ اور روایت کیا گیا کہ ان کی زوجہ نے ان کے لئے گھی
خرید تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرے
مال میں سے ہے آپ کے غرض میں سے نہیں تو فرمایا کہ میں تو اسے
چمکنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بارش نازل فرماتا
عجب طبری، ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ راہ کے سال میں
اونٹ پر آٹا رکھ کر جنگل کی طرف نکلے تو انہوں نے بنی حارث کے تقریباً
بیس گھروں کو دیکھا تو عمرؓ نے کہا کہ تم کو یہاں آنے کا کیا باعث پیش
آیا۔ انہوں نے کہا کہ جہد (یعنی کشائش حیات) ابو ہریرہ نے کہا کہ انہوں
نے ہمارے سامنے نکالی مزار کی کھال بھونی ہوئی جس کو وہ لوگ کھاتے
تھے اور بوسیدہ ہڈیاں جن کو پیس کر آٹا بناتے تھے۔ ابو ہریرہ نے کہا
کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر آٹا ڈالی پھر اترے اور
اُن کے لئے کھانا پکانے لگے اور ان کو کھلانے لگے یہاں تک کہ وہ
لوگ شکم سیر ہو گئے پھر مدینہ کی طرف اسلم کو بھیجا وہ ان کے پاس بہت
سے اونٹ لیکر آیا تو ان کو ان پر سوار کیا پھر ان کو کپڑے پہنائے پھر برابر
اُن کے اور دوسرے لوگوں کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک
کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو اٹھا لیا۔ عجب طبری ابن عمرؓ سے کہا کہ تاجروں
کا ایک قافلہ آیا اور یہ لوگ (شہر سے باہر) حید گاہ پر اترے تو عمرؓ نے
عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ کیا آپ یہ ہمت کریں گے کہ آج رات
چوروں سے انکی حفاظت کریں تو دونوں تمام رات جاگ کر ان کا پہرہ
دیتے رہے اور دونوں نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے مقدر میں

اَفْعَدْ وَاخْسِنِ اِلَىٰ صَبِيْكَ ثُمَّ عَادَ
اِلَىٰ مَكَانِهِ فَمَسَعَ عَمْرُ بَكَّاهُ فَعَادَ اِلَىٰ
اُمِّهِ وَقَالَ لَهَا شِلْ ذُوْكَ ثُمَّ عَادَ اِلَىٰ
مَكَانِهِ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ سَمِعَ
بَكَّاهُ فَاتَّيَّ اُمُّهُ وَقَالَ وَيَكْبُ اِنْتِ
لَا رَاكِ اُمُّ سُوَيْدٍ مَّالِي اُرْسِيْ اَبْنَكَ لَا يَفْقَرُ
مِنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ اَبْرَثْتَنِيْ

مِنْذُ اللَّيْلَةِ اِنِّيْ اُرْبِعُهُ عَلٰى الْعِظَامِ
فَيَا بَنِيْ قَالَ وَلَمْ قَالَتْ لَانْ عَمْرُ لَا يَفْقَرُ
اِلَّا لَ الْعِظَامِ قَالَ فَمَنْ لَمْ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا
مَشْهُرًا قَالَ لَا تَعْلِيْبُهُ فَصَلَّى الْعَجَسُ
وَمَا يَسْتَبِيْنُ النَّاسُ ثُمَّ غَلَبَهُ الْبَكَاءُ
فَلَمَّا سَمِعَ قَالَ يَا بُوْسَا لَعَمْرُكَ قَتْلُ مَنْ
اَوْلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ اَمْرٌ نَادِيًا يَنْتَدِي
اِنْ لَا تَعْبَلُوْا مِصْبِيَانِيْ عَلٰى الْعِظَامِ وَاَنَا
نَفَرَضُ لِكُلِّ مَوْلُوْدٍ فِي الْاِسْلَامِ وَكُتِبَ
بِذِكْرِكَ اِلَى الْاٰتَا ق اِنْ يُفَرِّضْ لِكُلِّ مَوْلُوْدٍ
فِي الْاِسْلَامِ - شرح - ابرہمتی - اصغر تہ
اُرْبِعُهُ اَجْبَسُ وَاُمْرَتُهُ الْبُؤْسَا خِلَاف
النَّعْمَى - الْحُبُّ الْمُبْكُ عَنْ اَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ بَيْنَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمْرُ لَيْعَشَ ذَاتِ
لَيْلَةٍ اَوْ مَرَّ بِاَعْرَابِيٍّ جَالِسٍ بِفَنَاءِ خَيْمَتِهِ
فَجَلَسَ اِلَيْهِ مُجَدِّدًا وِلْيَاةً وَيَقُوْلُ لَهَا اَفْذَكَ

لکھی تھی۔ پھر اس گھوٹے پھرنے کے دوران میں، عمر نے ایک بچے کے
رہنے کی آواز سنی تو اس طرف گئے، اور اس کی ماں سے کہا کہ اشد سے ڈر اور اپنے بچے کے ساتھ اچھا
سلوک کر۔ پھر بن جگہ والیں آگئے۔ لیکن پھر اس بچے کے رہنے کی آواز سنی تو پھر اس کی ماں کی طرف لڑے
اور اس سے پہلے کی طرح فرمایا اور پھر اپنی جگہ والیں چلے گئے پھر جب آخر رات کا وقت ہوا
تو اس کے رہنے کی آواز کو سنا تو پھر اس کی ماں کے پاس پہنچے اور کہا کہ تیرا بیٹا یہیں دیکھ رہا ہوں کہ
در حقیقت تو بہت بُری ماں ہے میں تیرے لڑکے کو دیکھ رہا ہوں کج تمام رات وہ بے قرار رہا ہے اس نے
کہا اے اللہ کے بندے تو نے آج رات سے مجھے تنگ کر دیا

ہے۔ میں اس کو دودھ چھوڑنے کا عادی بنا رہی ہوں تو یہ ماننا نہیں آپ
نے کہا یہ کیوں کہ وہی ہے؟ اس نے کہا اس لئے کہ عرذلیفہ نہیں مقرر کرتا مگر دودھ
چھوڑ دینے والے بچے کا۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا تانے
اور لٹے بیٹے کی۔ آپ نے کہا اس کے ساتھ جلدی نہ کر، پھر آپ نے فجر کی نماز
پڑھی ایسے وقت کہ لوگ صاف نذر نہ آتے تھے پھر ان پر گر کر یہ طاری ہو گیا تو
جب سلام پھیرا تو فرمایا ہاتھ عمر کی بربادی، مسلمانوں کے بچوں میں سے کتنوں
کو اس نے مار ڈالا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ چلنے بچوں کا دودھ
چھڑانے میں جلدی نہ کرو اور ہم پیدا ہوتے ہی ہر ایک مسلمان بچے کا وظیفہ
مقرر کریں گے اور سب طرف یہ حکم لکھ کر بھیج دیا کہ اسلام میں پیدا
ہونے والے ہر ایک بچے کا وظیفہ مقرر کیا جاتے۔

شرح - ابرہمتی یعنی اصغر تہنی کہ تو نے مجھے تنگ کر دیا۔ اربعہ یعنی
اجسہ اُمّیرتہ کہ میں اس کو روک رہی ہوں اور مشق کر رہی ہوں۔
الْبُؤْسَا یہ خلاف ہے نعمی کا، یعنی خرابی، برائی۔ محبت طبری، مروی ہے
اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر کا گشت کرتے ہوئے
ایک اعرابی پر گذر ہوا جو کہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا تھا تو آپ اس
کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اس سے سوالات کرتے رہے

تھے کہ ان شہروں کی طرف کس وجہ سے آنا ہوا۔ ابھی ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خیمہ کے اندر سے کراہنے کی آواز سُنی تو آپ نے کہا یہ کون ہے؟ جس کی کراہ میں سُن رہا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ یہ بات آپ کے متوجہ ہونے کے قابل نہیں، پیدائش کا درد ہو رہا ہے تو عمرہ اپنے مکان پر آئے اور اپنی زوجہ سے کہا کہ اے ام کلثوم اپنے کپڑے بدن پر لپیٹ کر میرے پیچھے پیچھے چلو۔ یہاں تک کہ عمرہ پھر اس شخص کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو اجازت دیتے ہو کہ یہ اس کے پاس جا کر اس کو اطمینان دلائے۔ تو اس نے اجازت دے دی اور وہ خیمہ میں داخل ہو گئیں اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہریں کہ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی لثرت دے دیجئے تو جب اس شخص نے ان کا قول ”امیر المؤمنین“ سنا تو وہ آپ کے پہلو سے کود کر آپ کے سامنے بیٹھا اور آپ سے معذرت شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ جب صبح ہو جاتے تو ہمارے پاس آ جانا۔ تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے لڑکے کے لئے ذلیفہ مقرر کر دیا۔ بچوں کے سلسلہ میں اور اس کو دیدیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا لڑنا اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سامنے ان کا بہت ٹھہر جانے والا ہونا اور کتاب اللہ کے سامنے انسان کے بہت ٹھہرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب اُس کے نفس سے کوئی داعیہ غضب یا شہوت کا اُٹھوے پھر وہ جھڑکا جاتے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ ٹھجک جاتے اور وہ داعیہ نابود ہو جاتے اور اسی وقت مضطرب ہو جاتے گویا تھا ہی نہیں اور یہ حال بار بار پیش آتے یہاں تک کہ مگر اس سخن بن جاتے۔ بخاری، ابن عباس سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے حر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا

ابوہ البلاد فینا ہو کذا لک اذ سمع اینا
من الخیمۃ فقال من هذا الذی اسمع
اینہ فقال امرئیس من شاہک امرأۃ
تخضع فرج عمر اے منزلہ وقال یا ام
کلثوم شیدی ملک شیاہک و ائجی
قال ثم انطلق حتی انتہی الی الرجل فقال
لہ ہل لک ان تاذن لہذہ المسرۃ
ان تدخل علیہا فتونسہا فأذن لہا
فدخلت فلم تلبث ان قالت یا امیر المؤمنین
بقتیر ما جئک بسلام فلما سمع قولہا
امیر المؤمنین و شب من جنبہ فجلس بین
یمریہ وجعل یعتذر الیہ فقال لا یمک اذا
اصبحت فأیتنا فلما اصبح آتاه ففرعن لابنہ
فی الذریۃ و اعطاه۔ ومن ذلک خشیۃ
من اللہ تعالیٰ و کونہ و قافا عند کتاب
اللہ تعالیٰ و معنی وقوف الانسان عند
کتاب اللہ انہ اذا تجسس فی نفسہ داعیۃ
غضب او شہوۃ ثم زجر بحکام اللہ و سنتہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازجرو
تلاشت الداعیۃ و اضمحلت من سامتہ
کان لم یکن ویحور ذلک حتی یكون ملک
راسخ۔ البخاری عن ابن عباس قال

عہ جملہ اس قسم کا داعیہ عوام میں بھی ہو سکتا ہے جو تکلف ہو گا تو وہ معات سلوک الی اللہ میں شہد ہو گا لیکن جب یہ اس یقین سے منبع ہو جائیگا علی شریعہ ائمہ میں غریب کے ہیں تو عقائد میں داخل ہو گا اور اب یہ حکم اس سخن بن جاتے گا۔ اس فقرے سے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۱۱۲ امتیاق احمد علی ندو

عید بن حسن کے لئے ملاقات کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اسکو اجازت دیدی۔ توجہ وہ داخل ہوا تو بولا کہ اے ابن الخطاب واللہ نہ تو ہم کو زیادہ مال دیتا ہے اور نہ ہم میں عدل کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو عمر غصہ میں بھر گئے یہاں تک کہ یہ ارادہ کر لیا کہ اس سے بھڑ جاتیں تو ان سے حُر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اپنے نبی سے خذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعَدْلِ وَاعْمِدْ عَلَى الْحَقِّ اِنْجَاهِ لِحِلَّتِ عَادَتِ كِرْدِ كِرْدِ كِرْدِ اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے (۱۱۹: ۴) اور یہ جاہلین میں سے ہے تو خدا کی قسم جب عمر کے سامنے یہ آیت پڑھی تو اس سے ذرا تجاووز کیا اور وہ کتاب اللہ کے ساتھ بہت ٹھہرنے والے تھے۔ شیخ (بخاری و مسلم) عمرؓ سے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کہتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسین کھاؤ کہا عمر نے کہ پھر میں نے کبھی اس کے ساتھ قسم نہیں کھائی نہ خود اور نہ (کسی دوسرے سے بطور حکایت نقل کرتے ہوئے) محبت طبری، عبید اللہ بن عباس سے، کہا کہ عباس کا عمرؓ کے راستہ میں ایک پر نالہ گرتا تھا۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے جمعہ کے دن اپنے کپڑے بدلے اس لئے عباس کے لئے دو چوڑے ذبح کئے گئے تھے توجہ وہ دونوں (ترپتے ہوئے) پر نالے پر آتے تو دونوں چوڑوں کے خون پر پانی بہا یا گیا وہ عمرؓ پر گرا تو عمرؓ نے حکم دیا اس کو اکھاڑ دینے کا پھر لوٹے اور اپنے کپڑوں کو اتارا اور دوسرے کپڑے پہنے پھر آتے اور لوگوں کو غار پڑھائی۔ اس کے بعد ان کے پاس عباس آتے اور کہا کہ واللہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رکھا تھا تو عمرؓ نے عباس سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ آپ کسی سواری پر سوار نہ ہوں یہاں تک کہ اس کو اسی جگہ پر رکھ

استاذن الحر بن قيس بن حسن بن عيسى عيسى بن حسن بن علي عمر فاذن له فلما دخل قال يا ابن الخطاب واللہ ما تعطينا الجوز ولا تحکم بيننا بالعدل فغضب عمر حتى هم ان يوقع به فقال له الحر يا امير المؤمنين ان اللہ عزوجل قال لشيبة غفر العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلین وان هذا من الجاهلین فواللہ ما جاوزها عمر حين قرأها عليه وكان وقتاً عند كتاب اللہ۔ الشيخان عن عمر قال سمعني النبي صلی اللہ علیہ وسلم دانا اقول وابی قال ان اللہ ينہاکم ان تحلفوا آباءکم قال عمر فاحلفت بها ذاکراً ولا اثر۔ المحبت الطبعی عن عبید اللہ بن عباس قال کان للعباس میناب علی طریق عمر فلبس عمر ثياباً یوم الجمعة وقد کان ذبیح للعباس فرخان فلما دافا المیناب صبت ماء بدم الفرحین فاصاب عمر فامر عمر بقلعة ثم رجع عمر فطرح ثياباً ولبس ثياباً غيرة ثياباً ثم جاء فضلة بالناس فأتاه العباس ثم قال واللہ انہ للموضع الذی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر للعباس انا اعزرم عليك لما صعدت على ظهره

دیں جہاں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا تو عباس نے ایسا کر دیا۔ شیخین (بخاری و مسلم)، ابی وائل شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر کعبہ میں بیٹھا تھا تو انہوں نے ذکر کیا کہ اس مجلس میں عمر بیٹھے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس میں نہ زرد چھوڑوں نہ سفید (یعنی سونا اور چاندی) مگر اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، تو میں نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں گے فرمایا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آپ کے دونوں رفیقوں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا (بیشک)، وہ دونوں ایسے شخص ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ کعبہ کے مال کو فقراء مسکین پر تقسیم کر دوں میں نے کہا کہ یہ آپ نہیں کریں گے۔ کہا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی جگہ کو دیکھا اور ابو بکر نے بھی اور وہ دونوں مال کے زیادہ حاجت مند تھے اور دونوں نے اس کو نہیں نکالا، یہ قائم رہا اپنے حال پر۔ محبت طبری، روایت کیا

گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات نکلے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن مسعود تھے تو اچانک آگ کی روشنی نظر آئی تو روشنی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک گھر میں گھس گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بوڑھا بیٹھا ہے اور اس کے سامنے شراب رکھی ہے اور ایک لونڈی اسکو گانا سناتا رہی ہے تو اسکو پتہ بھی نہ چلا کہ عمر اس پر جا پہنچے اور فرمایا کہ میں نے آج رات تیرے جیسا کوئی بدترین بدھا نہیں دیکھا جو موت کا انتظار کر رہا ہو تو لوڑھے نے اپنا سر اٹھایا اور کہا بلکہ جو تو نے کیا لئے امیر المؤمنین وہ زیادہ بدتر ہے، بے شک تو نے تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع کیا ہے اور تو بغیر اجازت گھر میں داخل ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے

تَقَعَّ في الموضع الذي وضعه رسول الله صلى الله عليه وسلم ففعل ذلك العباس. الشيخان عن ابی وائل شقیق بن سلمة قال جلست مع شيبه بن الحنسي في الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر فقال لقد سمعت ان لا ادع فيها صفراء ولا بيضاء الا قمت بين المسلمين فقلت ما انت بغافل قال لما قلت لم يفعل صاحبك قال بما المرء ان يقتدأ بها وفي رواية قال عمر لا اخرج حتى اقسم مال الكعبة بين فقراء المسلمين قلت ما انت بغافل قال ولم قلت لان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى مكاء و ابو بكر و بما اوج ال مال فلم يخرجاه فقام كما هو فخرج الحب البصري روى ان عمر خرج ليلة ومعه عبد الله بن مسعود فاذا هو بصفوة نارية فاتبع الصفوة حتى دخل دارا فاذا شيخ جالس و بين يديه شراب و رقيقة تغتنيه فلم يشعر حتى بهم عمر عليه فقال ما رأيت كالليلة اقبل من شيخ ينظر اجله فرغ الشيخ رأسه و قال بل ما صنعت يا امير المؤمنين اقبلت اناك تجسست و قد نهى الله تعالى عن التجسس و انك

وَعَلَّتْ بَغْرَ اِذْنِ وَقْدِ نَبِيِّ اللّٰهِ لَعَالِي
 عَنْ ذٰلِكَ فَعَالَ عَمْرٍ مَدَقْتُ ثُمَّ خَرَجَ عَاتِقًا
 عَلَى ثَوْبٍ وَيَقُولُ تَنَكَّلْتُ عَمْرًا ثُمَّ اِنْ لَمْ يَغْفِرْ لِي
 قَالَ وَبَهْرَ اِشْيَخٍ مَجَالِسٍ عَمْرِيْنَا ثُمَّ اِنْ
 جَاوَهُ شَيْئُهُ الْمُسْتَحْيُ فَقَالَ لَهُ اُذْنُ
 مَنِيْ فَذَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا
 بِالْحَقِّ مَا اخْبَرْتُ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ بِالَّذِي
 رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مَعِيَ
 فَعَالَ اِشْيَخٍ وَاَنَا وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا
 بِالْحَقِّ مَا عُدْتُ اِلَيْهِ اَنْ جَلَسْتُ هَذَا
 الْمَجْلِسَ - الْمَحَبِّ الطَّبْرِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
 عَامِرٍ قَالَ رَأَيْتُ عَمْرًا اخَذَ ثَبْتَةً مِنَ الْاَرْضِ
 فَقَالَ يَتَنِيْ كُنْتُ هَذِهِ الثَّبْتَةَ يَتَنِيْ
 لَمْ اُطْلُقْ لَيْتَ اُمِّي لَمْ تَلِدْنِيْ يَتَنِيْ لَمْ اَكُنْ
 شَيْئًا يَتَنِيْ كُنْتُ نَسِيًا مِنْهَا الْمَحَبِّ
 الطَّبْرِي عَنْ مَجَاهِدٍ كَانَ عَمْرٌ يَقُولُ لَوَاتِ
 جَدِّي بِطَفَّتِ الْفَرَاتُ لَحِثْتُ اِنْ يَطْلُبُ اللّٰهُ
 بِعَمْرٍ شَرَحَ الطَّفُّ اسْمُ مَوْضِعٍ بِنَاجِيَةِ الْكُوفَةِ
 فَلَعَلَّ الْمَرَادَ وَاصِفُ اَلِ الْفَرَاتِ لَكُوْنُ
 قَرِيْبًا مِنْهُ الْمَحَبِّ الطَّبْرِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسَى
 قَالَ كَانَ فِيْ وَجْهِ عَمْرِ خَطَّانِ اسْوَدَانِ مِنَ
 الْبُكَاءِ - الْمَحَبِّ الطَّبْرِي عَنْ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ
 عَمْرٌ يَكُنِيْ فِيْ وَرْدِهِ حَتَّى يَخْرُجَ عَلَى وَجْهِهِ وَ

تو عمر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور اپنے کپڑے کو دانتوں میں دبائے
 ہوتے نکل گئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس
 کے رب نے اس کی مغفرت نہ کی۔ اس بڑے نے عمر کی مجالس کو ایک
 زمانہ تک چھوڑے رکھا پھر ان کے پاس شرمندہ لوگوں کی صورت
 میں آیا غماپ نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ تو وہ ان کے قریب آگیا
 تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ
 بھیجا میں نے جو کچھ تیرا حال دیکھا تھا لوگوں میں سے کسی کو بھی اس کی
 خبر نہیں کی اور نہ ابن مسعود کو حالانکہ وہ میرے ساتھ تھا تو بڑے
 نے کہا اور میں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا
 پھر اس حال کی طرف نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس مجلس میں آکر بیٹھا
 محبت طبری، عبد اللہ بن عامر سے کہا کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ انہوں
 نے زمین سے ایک ٹکڑا اٹھایا پھر کہا کہ کاش میں یہ ٹکڑا ہوتا، کاش
 میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش کہ میں کوئی
 شے نہ ہوتا کاش کہ میں ایک بھولا بے راس شخص ہوتا۔ محبت طبری
 مجاہد سے کہ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ طفت الفرات
 میں مر جائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مطالبہ
 عمر سے کرے۔ شرح طفت ایک موضع کا نام ہے جو کہ کوذ کے فواح
 میں سے ہے تو شاید وہی مراد ہو اور اس کی نسبت فرات کی
 طرف اس کے قریب ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ محبت طبری، عبد اللہ
 ابن عیسیٰ سے کہا کہ عمر کے چہرے پر کثرت گریدہ بکار سے
 دو سیاہ خطا ہو گئے تھے۔ محبت طبری، حسن سے کہا کہ عمر نے اپنے ورد
 کے وقت کبھی روتے ہوئے اوندھے منہ گر جایا کرتے تھے اور چند
 دنوں تک گھر میں ہی رہتے تھے ان کی عیادت کی جاتی تھی۔ محبت طبری

یبتے فی بیتہ ایاماً یعاد۔ المحب الطبری
عن ابی جعفر قال بینا عمر بمشی فی طریق
من طرق المدینہ اذ بقی علی ومعه
الحسن والحسین رضی اللہ عنہم فسلم
علیہ علیاً واخذ بیدہ فاکتفاہما الحسن
والحسین وعن یمینہا وشمالہا قال
فعرض لہ من البکاء ما کان یعرض لہ
فقال لہ علی ما یمیک یا امیر المؤمنین قال
عمر من احن من البکاء یا علی و
قد ولیت امر ہذہ الامۃ اھکم فیہا و
لا ادری امسئلاً انا ام عس قال
لہ علی واشہ انک تعدل فی کذا و
تعدل فی کذا قال فما منبہ ذلک من
البکاء ثم حکم الحسن بما شاء اللہ فذکر
من ولایتہ وعدلہ فلم یمنعہ ذلک فتکلم
الحسین بشئ کلام الحسن فانقطع بکاءہ
عند انقطاع کلام الحسن فقال الشہدان
بذالک یا ابئی اخی فکنا فنظرا الے
ایہما فقال علی اشہداً وانا معکما شہید۔
المحب الطبری عن عبید بن عیر قل بینا
عمر بن الخطاب یمر فی الطریق فاذا ہو
برجل یمیکم امرأۃ فعلاہ بالدرۃ فقال
یا امیر المؤمنین انما ہی امرأتی فقام عند

ابو جعفر سے کہا کہ اس دوران میں کہ عمر مدینہ کے کوچوں میں سے ایک
کوچہ میں پیدل جا رہے تھے کہ ان سے علی مل گئے اور ان کے ساتھ
حسن اور حسین تھے رضی اللہ عنہم تو ان کو علی رضی اللہ عنہ نے سلام کیا
اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے پہلو میں دایں اور بائیں حسن اور
حسین کھڑے ہو گئے۔ کہا کہ پھر ان پر گریہ طاری ہو گیا جو پیش آتا رہتا
تھا تو ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا بات آپ کو رولا
رہی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رونا مجھ سے زیادہ سزاوار کس کو ہے
اے علی جب کہ حال یہ ہے کہ میں امور است پر والی بنادیا گیا ہوں
میں ان میں حکم کرتا ہوں اور نہیں جانتا کہ میں (عند اللہ) برکدار
ہوں یا نیک کردار تو ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ آپ عدل
کرہے ہیں فلاں امر میں اور عدل کر رہے ہیں فلاں امر میں۔ کہا
کہ یہ گفتگو ان کے گریہ کو نہ روک سکی۔ پھر حسن نے کلام کیا جو کچھ
اللہ نے چاہا انہوں نے بھی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا
ذکر کیا تو ان کا کلام بھی ان کے رونے کو نہ روک سکا۔ پھر حسین
نے اسی طرح کا کلام کیا جیسا حسن نے کیا تھا تو ان کا گریہ بند ہو گیا
حسین رضی اللہ عنہ کا کلام منقطع ہونے کے بعد۔ پھر فرمایا کہ کیا تم دونوں اے
میرے بھتیجے اس بات کی شہادت دیتے ہو تو ان دونوں نے
چپ ہو کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شہادت
دو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والا ہوں۔

محب طبری، عبید بن عیر سے، کہا کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطاب
راستہ میں چلے جا رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مرد پر پڑی جو ایک
عورت سے بات کر رہا تھا تو انہوں نے اس کے دزدہ مارا۔ اس نے
کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ تو میری بیوی ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ رک گئے۔ پھر

انطلق فلق عبد الرحمن بن عوف فذكر
 ذلك له فقال له يا امير المؤمنين انما انت
 مؤدب وليس عليك شئ وان شئت
 حدثتك بحديث سمعته من رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيمة
 نادى منادى الا لا يرعن احد من هذه
 الامة كتابه قبل ابى بكر وعمر وبنى روايت
 فقال له فلم تقف مع زوجتك في الطريق
 لعرشان المسلمين الے غيبتكما فقال
 يا امير المؤمنين الان قد دخلنا المدينة
 ونحن ننادى اين نزل فذفع اليه الدرة
 وقال له اقتض متي يا عبد الله فقال هي لك
 يا امير المؤمنين فقال خذ واقتض متي فقال
 بعد ثلث هي لله قال الله لك فيها
 المحب الطبري عن عمر وقد كلمه عبد الرحمن
 بآشارة عثمان وطلحة والزبير وسعد في هيبة
 وشدة فان ذلك ربما يمنع طالب الحاجة
 من حاجته فقال والله لقد لبنت للناس
 حتى خشيت الله في اللين والشددة
 حتى خشيت الله في الشدة فابن المخرج و
 قام يجر رداءه وهو يكي وروى عنه انه قرأ
 اذا الشمس كورت حتى بلغ واذا الصحف نشرت
 فخره معنيا عليه ولقي ابا يعاد أبو عمر

چھ قطعات ہو گئی عبد الرحمن بن عوف سے تو ان سے اس قصہ
 کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ تو
 مؤدب ہیں (یعنی معلم ادب) اور آپ کے اوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور
 اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سنا دوں جس کو میں
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب قیامت کا
 دن ہوگا تو ایک منادی اعلان کرے گا کہ آگاہ ہو کہ کوئی اس امت
 میں سے اپنے نامہ اعمال کو اونچا نہ کرے ابوبکر اور عمر سے پہلے۔
 اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر عمر نے اس مرد سے کہا کہ پھر تو راستہ
 میں اپنی بیوی کے ساتھ کیوں کھڑا ہوتا ہے کہ تم دونوں مسلمانوں کو اپنی
 غیبت کا موقع دے رہے ہو۔ تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین ہم دونوں میں
 میں ابھی داخل ہوئے ہیں اور ہم یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں اتریں۔ تو عمر نے
 اس کو اپنا درہ دیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے قصاص لے لے اللہ کے بندے
 تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ آپ کا دھڑ ہے۔ پھر عمر نے کہا کہ یہ
 درہ پکڑ اور مجھ سے قصاص لے۔ پھر اس نے تین مرتبہ کے بعد کہا کہ یہ اللہ
 کے لئے (معاف) ہے تو کہا کہ اللہ تجھے اس میں (اجر دے) محب طبری
 عمر سے واجب کہ ان سے عثمان اور طلحہ و زبیر و سعد کے اشارے سے
 عبد الرحمن بن عوف نے لوگوں پر ان کا خوف طاری ہونے اور ان کی سختی کے
 متعلق گفتگو کی تھی کہ یہ بات بسا اوقات ایک حاجت مند کو اپنی حاجت کے انہار
 سے روک دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ اللہ میں نے لوگوں کے ساتھ نرمی شروع کر دی تھی
 یہاں تک کہ میں اس نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور میں نے سختی کی یہاں تک کہ
 اس سختی کے باعث میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اب بچنے کی کوئی راہ ہے اور اپنی چادر
 پکھینچتے ہوئے کھڑے ہوتے اور روہے تھے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے

رَوَيْنَا عَنْ عُمَرَ قَالَ مِمَّنْ اخْتَفِرَ دِرَاسُهُ
فِي حِجْرِ ابْنِهِ عَبْدِ اللَّهِ فَلَوْ لَمْ يَنْفَسِ خَيْرَانِي
مُسْلِمٌ بِأَمَلِي الصَّلَاةَ كُلَّهَا وَأَعْتَمَدُ بِغَضَائِي
مَرَّ عَمْرُوًا بِدَارِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ يَصِلُ وَيَقْرَأُ
سُورَةَ الطَّوْرِ فَوَقَفَ يَسْتَمِعُ فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ
إِنَّ مَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ نَزَلَ مِنْ حِمَارِهِ
وَاسْتَنَدَ إِلَى حَائِطٍ فَمَكَثَ زَمَانًا وَرَجَعَ إِلَى
مَنْزِلِهِ وَمِنْ شَبَّهِ الْيَهُودِ فِي النَّاسِ وَ
لَا يَذَرُونَ مَارِثَةً وَمِنْ ذَلِكَ مَحَابِبُهُ
مَعَ نَفْسِهِ وَانْتِصَافُهُ مِنْ نَفْسِهِ وَتَوَاضُّعُهُ
لِلْمُؤْمِنِينَ وَقَبُولُ النُّصْحِ مِنْهُمْ وَاعْتِرَافُهُ عَلَى
نَفْسِهِ بِمَا يَدُلُّ قَلْعًا عَلَى أَنَّ سُورَةَ نَفْسِهِ
مُسْكِرَةٌ بَنُو الْيَقِينِ - مَالِكٌ عَنْ أَسْحَقَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ
حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُ وَبَنِي وَبَنِيهِ جِدَارًا
وَهُوَ فِي جُوفِ الْحَائِطِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَخْ بَخْ وَاللَّهِ لَتَشْتَقِينَ اللَّهُ
يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ الْمَلَأُ الطَّبْرِي
رَوَى أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا صَنَعْتُ الْيَوْمَ
صَنَعْتُ كَذَا وَصَنَعْتُ كَذَا ثُمَّ يَضْرِبُ ظَهْرَهُ
بِالدَّرَةِ الْمَلَأُ الطَّبْرِي رَوَى أَنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا قِيلَ
لَهُ اتَّقِ اللَّهَ فَرَجَّ وَشَكَرَ قَائِلَهُ وَكَانَ يَقُولُ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ پڑھی سیل تک کہ وَإِذَا الصُّحُفُ نُفِثَتْ پڑھی پہنچے تو ہوش
ہو کر گر پڑے اور بہت روز تک اس حال میں رہے کہ انکی عبادت کی جاتی رہی ابو عمر،
ہم کو عمرؓ کے جلسے میں یہ روایت پہنچی کہ جب موت کا وقت آیا اور ان کا سر ان کے بیٹے
عبداللہؓ کی گود میں تھا تو انہوں نے کہا سہ قَلْبُومُ لِنَفْسِي الرَّاحِ یعنی میں اپنے نفس پر بہت
قلم کر رہا ہوں (اور مجھ میں کوئی غریبی نہیں) بجز اس کے کہ میں سلم ہوں سب نمازیں
پڑھتا اور روزے رکھتا ہوں۔ غرض، ایک دن عمرؓ کا ایک شخص کے مکان سے گذر رہا
وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۃ طور کی قرأت کر رہا تھا تو کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے
لگے پھر جب وہ اس قول پر پہنچا اِنَّ مَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو اپنے گدھے اتر گئے
اور دیوار کے سہلے سے دیر تک کھڑے رہے پھر اپنے مکان پر واپس ہوتے اور ایک
مہینہ بیمار رہے۔ لوگ انکی مزاج پرسی کے لئے آتے تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کو
کیا بیماری ہے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا محاسبہ اپنے نفس سے، اور
مومنین کے لئے ان کا متواضع ہونا اور ان سے نصیحت کا قبول کرنا اور ان کا اپنے
نفس پر (غرض کا) اعتراف کرنا۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو قطعی طور سے اس
بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے نفس کا جوش نور یقین سے ٹوٹ چکا تھا۔
مالکؒ، اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، وہ انس بن مالک سے، کہا کہ میں
نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا اور میں ان کے ساتھ باہر نکلا تھا یہاں تک کہ
وہ ایک پکے باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اس حال میں سنا کہ میرے
اور ان کے پیچ میں دیوار تھی اور وہ باغ کے اندر تھے (کہہ رہے تھے)
عمرؓ بن الخطاب امیر المومنین بن گیا واہ واہ، واللہ اے خطاب کے بیٹے تجھے
اللہ سے ڈرتے رہنا ہو گا ورنہ وہ تجھے عزر و عذاب دے گا۔ محب طبری،
مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے (یعنی اپنے سے) کہ میں نے آج
کیا کیا، میں نے ایسا کیا اور میں نے ایسا کیا پھر اپنی کمر میں دہ مارتے محب طبری،
مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے جب کہا جاتا کہ اللہ سے ڈر، تو خوش ہوا کرتے

رحم اللہ امرأہ اہلی الینا عیونہ۔ وعن طارق
ابن شہاب قال قدم عمر بن الخطاب
اشام فلقیہ الجند وعلیہ ازار وخصان
وعمامہ وہو آخذ برأس راحلۃ یخوض الماء
قد خلع خفیہ وجعلہا تحت ابطہ قالوا لہ
یا امیر المؤمنین الآن یفاک الجند ولبطارقہ
الشام وانت علی ہذہ الحال قال عمر انما قوم
اعزنا اللہ بالاسلام فلا تلتمس العز من
غیرہ وعن عبد اللہ بن عمر ان عمر حمل قرۃ
علی عاتقہ فقال لہ اصحابہ یا امیر المؤمنین
ما حکک علی ہذا قال ان نفسی انجبتنی
فاردت ان اذنبہا۔ وعن زید بن ثابت
قال رأیت علی عمر مرقعۃ فیہا سبعۃ عشر
رقعۃ فالفرقت بیتی باکیا ثم عدت فی
طریقۃ فاذا عمر وعلی عاتقہ قرۃ مایہ وہو
یخلل الناس فقلت یا امیر المؤمنین فقال
لی لا تتکلم واقول لک فیئت معہ حتی
صبتہا فی بیت عجزہ وعدنا الی منزلہ
فقلت لہ فی ذلک فقال انہ حضر فی بعد
مضیک رسول الروم ورسول الفارس
فقالوا بشیرہ رک یا عمر قد اجمع الناس
علی ینک وفضلک وعدک فلما خرجوا
من عندی تداخلنی ما یتداخل البشر

اور ایسا کہنے دل کے شکر گزار ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر
رحمت کرے جو ہمارے پاس ہمارے عیوب پہنچاھے۔ اور مروی ہے طارق بن شہاب سے
کہا کہ عمرؓ بن الخطاب شام میں پہنچے تو ان سے لشکروں کے امراء نے ملاقات کی اور وہ اس
حال میں تھے کہ ان کے بدن پر ایک لٹی تھی اور دو موزے اور ایک عمامہ تھا اور وہ اپنی
سوار کی نیچل لئے ہوئے پانی میں گھسے ہوئے تھے اور دونوں موزے نکال کر
بغل میں باہر رکھے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ لے امیر المؤمنین ابھی آپ سے
لشکر اور شام کے سردار ملنے والے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں تو عمرؓ نے
کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت دی ہے تو ہم
دوسری چیزوں سے عزت کی تلاش نہیں کریں گے۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن
عمرؓ سے کہ عمرؓ نے ایک مشکیزہ اپنے کندھے پر رکھا تو ان کے اصحاب نے ان سے
کہا کہ لے امیر المؤمنین کس بات نے ایسا کرنے پر آپ کو ابھارا؟ فرمایا
کہ میرے نفس نے مجھے عجب میں ڈالا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ذلیل کروں
اور مروی ہے زید بن ثابت سے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر ایک مرقعہ
(پوندوں والی عبا) دیکھا جس پر سترہ پوند تھے تو میں اپنے گھر روتا ہوا واپس
ہوا۔ پھر لوٹ کر میں اپنے راستہ پر آیا تو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ بن الخطاب ہیں
اور ان کے کندھے پر مشکیزہ ہے اور وہ لوگوں کے درمیان میں ہیں۔ تو میں نے
کہا لے امیر المؤمنین تو مجھ سے کہا کہ بولو مت میں تمہیں بتا دوں گا
تو میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ مشک انہوں نے ایک بڑھیا کے گھر
میں ڈالی اور ہم دونوں ان کے مکان پر واپس آگئے پھر میں نے اس کے باہر
میں گفتگو کی تو فرمایا کہ تنہا لے جانے کے بعد میرے پاس روم کے الچی
اور فارس کے الچی آئے تھے تو لوگوں نے کہا لے عمر اللہ نے تجھے ایسا عمرؓ
کر دیا کہ تیرے علم و فضل اور عدل پر لوگ متفق ہو گئے۔ تو جب لوگ
میرے پاس سے نکلے تو میرے دل میں وہ بات گھسنے لگی جو انسان کے دل

فَقَمْتُ فَعَلْتُ بِنَفْسِي مَا فَعَلْتُ. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَادَى عُمَرُ بِالْعُلُوَّةِ
جَامِعَةً فَلَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ وَكَثُرُوا صَعِدَ
الْمِنْبَرَ وَمَحَمَّدٌ اللَّهُ وَاشْتَرَى عَلَيْهِ مَا هُوَ أَهْلٌ وَ
صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرْعَى
عَلَى خِلَافَتِي مِنْ بَنِي عَمْرٍو فَيَقْبِضُنِي لِي
الْقَبْضَةُ مِنَ التَّمَرِّ وَالزَّبِيبِ فَأَخْلَى يَوْمِي وَ
أَتَى يَوْمٌ ثُمَّ نَزَلَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ عَلَى أَنْ قَمَمْتُ
نَفْسَكَ يَعْنِي عَيْتُ قَالَ وَيَكُ يَا ابْنَ
عَوْفٍ أَنْ خِلْتُ بِنَفْسِي فَعَدِثْتَنِي قَالَتْ
أَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَمَنْ ذَا أَفْضَلُ مِنْكَ
فَارَدْتُ أَنْ أُعَرِّفَهَا نَفْسَهَا وَرَوَيْتِي عَنْهُ
أَنْ قَالَ فِي الْمَرَاةِ مِنْ حُجَّةٍ الَّتِي لَمْ يَجْعَلْ
بَعْدَهَا أَحْمَدُ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُعْطَى مِنْ
إِشَاءَ مَا يَشَاءُ لَقَدْ كُنْتُ بِهِذَا الْوَادِي يَعْنِي
ضُجْجَانَ أُرْعَى أَبْلًا لِلْخَطَّابِ وَكَانَ فَعَلًا
غَلِيظًا يُتَبَعْنَ إِذَا عَلِمْتُ وَيَضْرِبُنِي إِذَا
فَقَرْتُ وَقَدْ أَصْبَحْتُ وَأَمْسَيْتُ وَلَيْسَ
دُونِ اللَّهِ أَحَدًا أَخْشَاهُ. وَرَوَى أَنْ قَالَ
يَوْمًا عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَاذَا تَقُولُونَ
لَوْ بُلْتُ بِرَأْسِي أَلَا الدُّنْيَا كَذَا وَمِثْلُ رَأْسِهِ

میں آگہی ہے (یعنی عجب) تو میں اُٹھا اور میں نے اپنے نفس کے ساتھ
جو کرنا تھا وہ کیا۔ اور مروی ہے محمد بن عمر غزوی سے، وہ اپنے باپ سے، کہا
کہ عمر نے مذکی کہ نماز تیار ہے۔ جب لوگ جمع ہوتے اور بہت ہو گئے تو منبر
پر چڑھے ادا شد کی حمد و ثنا بیان کی ان صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا اے لوگو میں نے اپنے کو
دیکھا ہے (یعنی مجھ پر یہ حال گذرا ہے) کہ میں اپنی خالوں کی جو بنی تسمیر
سے تھیں بگیاں چرایا کرتا تھا تو وہ ایک مٹھی گھجور اور کشمش مجھے دے
دیتی تھیں تو میں اسی میں اپنا دن بسر کرتا تھا اور وہ کیا زمانہ تھا پھر
منبر سے اترے تو عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ
نے اس سے کچھ زیادہ نہ کیا کہ اپنے نفس کی تذلیل کی یعنی اس پر عیب لگایا
فرمایا کہ تم پر تعجب ہے اے ابن عوف، میں نے اپنے نفس سے خلوت کی
تو اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ کہا کہ تو امیر المؤمنین ہے تو کون ہے جو تجھ سے
افضل ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو شناخت کر دوں اسکی اپنی ذات
کی۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے
وقت کہا جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے
اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو چاہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا
ہے واللہ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا
کرتا تھا اور وہ سخت مزاج تند خوئے تھے جب میں ان کا کام کرتا تو
مجھے تکلیف پہنچاتے تھے اور جب کام میں کمی کرتا تو مجھے مارتے
تھے اود اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا
ہنیں جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن
منبر پر کہا اے مسلمانوں کے گروہ تم کیا کرو گے اگر میں اپنا سر دنیا
کی طرف جھکاؤں اس طرح اور اپنے سر کو جھکایا۔ تو ان کے سامنے

ایک شخص گھڑا ہوا اور اپنی تلوار پینچ کر بولا کہ ہاں پھر ہم اپنی تلوار سے اس طرح کریں گے، اور اشارہ کیا گردن کاٹنے کا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تو اپنے قول سے مجھے ہی مراد لے رہا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں اپنے قول سے آپ ہی کو مراد لے رہا ہوں تو اس کو عمرہ نے تین مرتبہ جھکا اور وہ بھی عمرہ کو جھکاتا رہا۔ پھر عمرہ نے اس کا امتحان لینے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ پر رحمت کرے، اللہ کا شکر ہے کہ جس نے میری رعیت میں ایسے شخص کو رکھا کہ اگر میں بیڑا ہو جاؤں تو وہ مجھے سجدہ کر دے۔ اور محمد بن الزبیر سے مروی ہے اور وہ ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسیاں بڑھاپے سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ بغیر دے رہا تھا کہ عمر سے ایک مسئلہ میں لوگوں نے فتویٰ پوچھا تو عمر نے کہا کہ میرے پیچھے چلو یہاں تک کہ پہنچے علی بن ابی طالب کے پاس تو انہوں نے کہا مر جیسا ہے امیر المومنین، پھر مسئلہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلایا تو فرمایا کہ آپ کے پاس آنے کا حق میرا ہی ہے۔ اور مروی ہے کہ عمرہ کے پاس یمن سے ایک چادر آتی اور وہ اس سب مال سے عمدہ تھی جو ان کے پاس بھیجا گیا تھا تو یہ نہ سمجھے کہ صلب میں سے یہ کس کو دوں اگر ایک کہیں تو دوسرے کو رنج ہوگا اور وہ یہ خیال کرے گا کہ انہوں نے اس کو محمد پر فضیلت دی تو آپ نے اس موقع پر کہا کہ اے لوگو! مجھے قریش کے کسی ایسے جوان کو بتاؤ جس کا اٹھان بہت اچھا ہو تو لوگوں نے ان کے سامنے مسوز بن مخزوم کا نام لیا تو وہ چادر اس کو دے دی، پھر اس کی طرف سعد نے دیکھا اور کہا کہ یہ چادر کیسے آتی اس نے کہا کہ مجھے امیر المومنین نے اڑھائی ہے تو اس کے ساتھ عمرہ کے پاس آئے اور کہا کہ تو مجھے یہ چادر اڑھاتا ہے اور میرے بھتیجے مسوز کو اس سے عمدہ اڑھاتا ہے تو آپ نے سعد سے کہا کہ اے ابواسحاق میں نے اس کو مکروہ خیال کیا کہ میں یہ کسی بڑے آدمی کو دوں پھر اس کے ہمسر ناراض ہوں تو میں نے یہ ایک جوان کو دے دی جس کا اٹھان بہت اچھا ہے۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ میں اس کو تم پر فضیلت دے رہا ہوں تو سعد نے کہا کہ تو میں

فقام الیہ رجل فاستل سيفه وقال اجل
کنا نقول بالسيف کذا واثار لے
قطعه فقال ایائی تعنی بقویک قل نعم یا اک
اعنی بقولی فنهز عمر نشأ وهو ينهره عمر فقال عمر
رحمک اللہ الحمد للہ الذی جعل فی رعیتی
من اذا تعوجت قومی - وعن محمد بن
الزبیر عن الشیخ الثقف ترقواہ من
الکبریٰ مجزؤ عن عمر استفتی فی مسئلہ
فقال اتبونی حتی انتہ الی علی
ابن ابی طالب فقال مرجأ یا امیر المومنین
فذكر المسئلہ فقال الا ارسلت
الی فقال انا الحق یا تیاک - وروى
ان عمر جاءه برد من الیمن دکان من جید
ما حمل الیہ فلم یدبر لمن یعطیه من
الصحابۃ ان اعطاه احدا غضب الاخر
ورأی ان قد فضلہ علیہ فقال عند
ذک ذلونی علی فف من قریش
نشأ نشأۃ حسنۃ فسموا له المسور
ابن مخزوم فذبح الرءاء الیہ فنظر الیہ سعد
فقال ما هذه الرءاء قال کانیه امیر المومنین
فجاءہ مع الی عمر فقال تکونی هذا
الرءاء وکسو ابن اخی مسوزاً افضل منه
فقال له یا ابا اسحاق انی کرہت ان اعطیہ
رجلاً کبیراً فی غضب اصحابی فاعطیہ من نشأ

نے حلف کر لیا ہے کہ میں اس چادر کو جو تو نے مجھے دی ہے ضرور تیرے سر پر ماروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے سعد کے سامنے سر جھکا دیا اور ان سے کہا کہ لے جا سختی بڑھے کو بڑھے سے نرمی کرنا چاہیے۔ اور اسید بن جابر سے مروی ہے کہا کہ جب عمر بن الخطاب کے پاس یمن والوں کی کمک کی فوج آتی تو وہ ان سے پوچھتے کہ کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ بیان تک کہ اویس بن عامر ان سے ملے تو انھوں نے کہا کہ کیا اویس بن عامر تم ہی ہو؟ کہا کہ ہاں! پوچھا کہ قبیلہ مراد پھر قرن میں سے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تم کو برص ہو گیا تھا پھر تم اس سے متحیاب ہو گئے تھے مگر بعد درہم بگڑ باقی رہ گئی؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تمھاری والدہ زندہ ہیں؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تیرے پاس اویس بن عامر آئے گا اہل یمن کی کمک کی فوج کے ساتھ جو قبیلہ مراد پھر قرن میں کا ہوگا، اس کو برص ہو گیا ہوگا پھر وہ اچھا ہو گیا ہوگا۔ بحر درہم کی برابر جگہ کے، اس کی والدہ زندہ ہوگی اور وہ اس کا خدمت گزار ہوگا۔ وہ اگر اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دے۔ تو اگر تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرا سکے تو کرا لینا۔ تو تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ تو اویس نے ان کے لئے دعا مغفرت کی۔ پھر ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے کہا کہ فدا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تمھارے بارے میں وہاں کے عامل کو نہ لکھ دوں۔ کہا کہ میں لوگوں کے عقب میں دیکھوں رہوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے (راوی نے) کہا کہ جب اگلا سال آیا تو ان کے اشراف میں سے ایک شخص حج کے لئے آیا پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو انھوں نے اس سے اویس کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو خستہ ہیئت میں چھوڑا اس کے پاس سامان بہت کم تھا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور پوری حدیث بیان کی پھر فرمایا کہ اگر تم اس سے دعاء مغفرت کرا سکو تو کرا لینا۔ پھر وہ شخص اویس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میرے لئے دعاء مغفرت کیجئے تو کہا کہ تو دعا کی صلاحیت والے سفر سے نیا آیا ہوا ہے (میں تیرے لئے کیا دعا کروں) اس نے

قَالَ هَذِهِ لَأَيُّوْثُمُ اَلْاَيْضَلُّ عَلَيَّكَ قَالَ سَعْدٌ فَانِي قَدْ لَاضَرُّ بَنَ بِالْمَرْدِ الَّذِي اَعْطَيْتَنِي رَأْسَكَ فَخَضَعَ لِيْهِمْ رَأْسَهُ فَقَالَ لِيْ يَا سَهْمُ اَلْحَقْ وَلِيْزِ فَرَّقَ الشَّيْخُ بِالشَّيْخِ وَعَنِ اُسَيْدِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَتَى عَلَيْهِ اَمَادُ اَهْلِ يَمَنِ يَأْتِيْهِمْ اَنْفِكُمْ اَوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتَّى اَتِيَهُ عَلَى اَوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ اَنْتَ اَوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَنْ مَرَدْتُمْ مِنْ قُرُونٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُنْ بَكَ بَرٍّ مِّنْ قُرَآئَتِ مَنَ الْاَوْضَعِ دَرِهِمْ قُلْ نَعَمْ قَالَ اَلَاكَ وَاللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ طَيْفُكُ اَوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمَادِ اَهْلِ يَمَنِ مِنْ مَرَدْتُمْ مِنْ قُرُونٍ كَانَ بَرٍّ مِّنْ قُرَآئَتِ مَنَ الْاَوْضَعِ دَرِهِمْ لَوَالِدَةٍ هُوَ لَبَّاهُ بَرٌّ لَوَاقِمٌ عَلَى اللّٰهِ لَابَرَّةٌ فَاَنْ اَسْتَلْعَتْ اَنْ يَسْتَعْفِرَكَ فَاَفْعَلَ فَاَسْتَعْفِرَ لِيْ فَاَسْتَعْفِرَ لِيْ فَقَالَ لِيْ عَمْرَيْنِ تَرْيَدُ قُلْ اَلْكُوفَةُ قَالَ اَلَا اَكْتُبُ لَكَ عَامِلَهَا قَالَ اَكُوْنُ فِيْ عَجْرَاتِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ قَالَ فَمَا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٍ مِنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عَمْرًا ذَاكَ عَنْ اَوَيْسٍ فَقَالَ تَرَكْتَهُ رَثَّ الْبَيْسَةِ قَلِيلَ النَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ثُمَّ قَالَ فَاَنْ اَسْتَلْعَتْ اَنْ يَسْتَعْفِرَكَ فَاَفْعَلَ فَانِي اَوَيْسًا فَقَالَ اَسْتَعْفِرَ لِيْ فَقَالَ اَنْتَ اَخَذْتُ

عہد بسفر صالح قال استغفر لی
 قل انت احدث عہد بسفر صالح قال
 فاستغفر لی قال یقت عمر قال نعم فاستغفر لی
 ففیمن لم الناس فانطلق علی وجہہ ابو عمر
 خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا بامرأة
 برزقة علی الطريق فلم علیہا عمر فردت
 علیہ اسلام فالت بہیہا یا عمر عہد تک
 وانت تسمی عمر فی السوق عکاظ فلم ینب الایام
 واللیالی حتی متت عمر ثم لم تذب الایام حتی متت
 امیر المؤمنین فالت اللہ فی الرعیۃ واعلم ان من خاف
 البعد قرب علی البعد من خاف الموت خشی الموت
 فقال الجارود قد اکثرت آیتہا المرأة علی
 امیر المؤمنین فقال عمر دعبا اما تعرفہا ہذا
 خولہ بنت حکیم التی سمع اللہ قولہا من فوق
 سبع سوات فحمد اللہ تعالیٰ احنی ان یسمع لہا
 المحب الطبری عن زید الایامی قال کتب ابو عبیدہ
 ابن الجراح و ساذ بن جبل الی عمر بن الخطاب
 أما بعد فانا عہد تک و شان نفیک یک
 مہتم فاصبحت الیوم وقد ولیت امر ہذا اللہ
 احمر ہا واسود ہا یجلس بن یریک الشریف
 والوضیع والصدیق والعدو وکل جہتہ
 من العدل فانظر کیف انت عند ذالک با عمر
 وانا نحدک ما حذرت الائم بک شکرک
 یوما نعنو فیہ الوجہ وکل فیہ القلوب وتقطع

کہا کہ آپ میرے لئے دعاء مغفرت کر دیجئے تو (پھر وہی) کہا کہ تو صالح سفر سے
 قریب نہ مانہ کا آیا ہوا ہے اس نے کہا آپ مغفرت کی دعا کریں کہا کہ کیا تو عمر سے
 ملا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس کے لئے دعاء مغفرت کر دی اس کے بعد لوگ ان
 کو سمجھ گئے تو وہ رو پوش ہو گئے۔ ابو عمر، عمر، مسجد نکلی اور ان کے ساتھ
 جارود تھے تو ایک بڑی عمر کی پردہ نہ کرنے والی عورت راستہ میں اچانک سامنے
 آگئی عمر نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر لڑکی ہوں! لے
 عمر مجھے تیرا دہ زمانہ یاد ہے جب بازار عکاظ میں تجھے عمر کہا جاتا تھا۔ پھر زیادہ دن
 اور رات نہ گزرے کہ تیرا نام عمر لیا جانے لگا پھر زیادہ ایام نہیں گزرے
 کہ تجھے امیر المؤمنین کہا جانے لگا تو رعیت کے بے میں اللہ سے ڈرتا رہنا اور جان
 لے کر جس نے (خدا کی) وعید سے خوف کھایا اس پر بعید قریب ہو جائے گا (یعنی
 برسوں کا کام دنوں میں ہو جائے گا) اور جو موت سے ڈرے گا وہ (کام کے) فوت
 ہونے سے ڈرے گا تو جارود نے کہا کہ لے عورت تو امیر المؤمنین سے (خطاب میں)
 بہت آگے بڑھ گئی تو عمر نے کہا کہ اسے چھوڑو تم اس کو نہیں پہچانتے ہو یہ خولہ
 بنت حکیم ہے جس کے قول کو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنا تو عمر
 واللہ اس کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کی بات کو بغور سنے۔ محب طبری، زید الایامی نے
 کہا کہ ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل نے عمر بن الخطاب کو یہ خط لکھا :-
 أما بعد حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ سے عہد کیا ہے اور آپ کے نفس کی
 شان آپ کے لئے بڑی اہمیت رکھنے والی ہے آج آپ والی بناتے گئے ہیں
 اس امت کے سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے سب کے امور پر آپ کے
 سامنے سب ہی بیٹھیں گے شریف بھی اور کم تر بھی، دوست بھی اور دشمن بھی
 اور عدل میں ہر ایک کا حق ہے تو لے عمر اس پر نظر کھو کہ اس وقت تمہاری کیا
 کیفیت رہتی ہے اور ہم تم کو اس پیر سے ڈرتے ہیں جس سے آپ سے پہلے
 بہت اتمیں ڈرائی گئیں اور ہم تم کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن ہم سے تمہک
 جائیں گے اور جس دن قلوب خوفزدہ ہونگے اور جس دن جتنیں منقطع ہو

یہ لکھ لکھ کر قابو رہے کہ دائرہ دین
 یفسدوں قضاہ و یخسوں عقابہ وانہ کان
 یذکر لنا انہ سیاتی علی الناس زمان یخون
 اخوان العلانیۃ فیہ اعداء السریۃ وانا
 لغو بالذہ عزوجل ان ینزل کتابنا منک
 سوی المنزل الذی نزل من قلوبنا وامننا
 کتبنا بالذی کتبنا بہ ایک نصیحتہ لک
 والسلام فکتب الیہا عمر ابعد فانہ
 قد اتانی کتابکما فکتبتما الی انکما یخونتمانی و
 شان نفسی الی بہم و ما یدریکما وکتبتما الی
 انی وریث امرطہ الامۃ احمرہا واسودہا
 یہ مجلس بن یدے الشریف والوضیع و
 العدو والصدیق و لكل حصۃ من العدل فانه
 لا حول ولا قوۃ عند عمر الا باللہ عزوجل
 وکتبتما تحذرا فی ما حذرت الامم من
 قبلی وانا ہوا خلاف اللیل والنہار آجال
 الناس یبلیان کلّ جدید ولیقربان کل
 بعید ویا تیان کل موعود حتی یصیر الناس
 الی ما زلہم من الحبۃ والندۃ فیحزنی
 اللہ کل نفس ما کتبت ان اللہ سریع الحساب
 وکتبتما انہ کان یذکر لکما سیاتی
 علی الناس زمان یخون فیہ اخوان العلانیۃ
 اعداء السریۃ ولستم اولیک ولیس هذا الزمان

جاتیں گی ایسے بادشاہ کے غلبہ کی وجہ سے جو ان سب پر قہر و عجب طاری کرنے
 والا ہوگا وہ سب اس کے سامنے ذلیل ہونگے اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے
 ہونگے اور اس کے عذاب سے خائف ہونگے اور ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ غفریب
 لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جن میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے اور ہم اللہ
 عزوجل سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خط آپ کی جانب سے اس (جذبہ تحت و
 غیر خواہی) کے سوا جو ہمارے دلوں پر نازل ہو کسی دوسرے حمل پر نازل ہو جائے
 ہم نے یہ جو کچھ آپ کو لکھ کر بھیجا یہ سب آپ کی غیر خواہی کی بنا پر ہے۔ تو ان کو عذر
 نے یہ لکھ کر بھیجا: اما بعد حال یہ ہے کہ تم دونوں کا مکتوب میرے پاس پہنچا
 تم نے مجھے لکھا کہ تم دونوں نے مجھ سے عہد کیا اور میرے نفس کی شان میرے
 لئے اہمیت والی ہے، تو اسکی بھینس کیا خبر ہے۔ اور تم نے مجھے لکھا کہ میں والی
 بنایا گیا ہوں اس امت کے امر کا اس میں کے سرخ رنگ والوں کا بھی اور سیاہ
 رنگ والوں کا بھی اور میرے سامنے شریف بھی بیٹھیں گے اور کم رتبہ بھی اور
 دشمن بھی اور دوست بھی اور ہر ایک کا عدل میں حصہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ
 عذر کے نزدیک کوئی بازگشت نہیں اور نہ قوت بجز اللہ عزوجل کے اور تم نے
 لکھا اور مجھے خوف دلایا اس چیز سے جس سے ان امتوں کو خوف دلایا گیا جو مجھ سے
 پہلے گزریں اور یہ امر (مانند) رات اور دن کے آنے جانے کے اور لوگوں کی جلا
 مقررہ کے ہے جو ہر نے کو پھانا اور ہر بعید کو قریب کر دیتے ہیں اور ہر موعود
 کو (یعنی جس کا وعدہ دیا گیا) لے آتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اپنی منزل کو پہنچ جائیں
 جنت اور دوزخ میں تو اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے ہوئے کا بدلہ دے گا
 بے شبہ اللہ تعالیٰ سرعت سے حساب لینے والا ہے اور تم نے لکھا کہ تم سے
 ذکر کیا جاتا تھا کہ غفریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے
 دشمن ہونگے اور وہ تم نہیں ہو اور نہ یہ زمانہ وہ زمانہ ہے۔ وہ زمانہ وہ ہے جس میں
 رغبت اور ڈر کا ظہور ہوگا یعنی بعض لوگوں کی طرف رغبت پینے دنیاوی مصالح کے

لئے ہوگی اور بعض کو بعض کا خوف دنیاوی مصالح کی بنا پر ہوگا اور تم نے مجھے
 لکھا کہ تم مجھے اللہ کی پناہ میں دے رہے ہو اس بات سے کہ میں تمہارے خط
 کو کسی ایسے عمل پر آمادوں (یعنی سمجھوں) جو اس عمل کے خلاف ہو جو تمہارے دلوں
 سے نازل ہوا اور تم نے مجھے لکھا ہے وہ ازراہ خبر خواہی لکھا ہے اور میں نے تمہاری
 تصدیق کی ہے اور تم اپنی جانب سے تحریر کے ذریعہ سے میری نگہداشت کرتے ہو
 بلاشبہ میں تم سے مستغنی نہیں ہوں۔ ابو بکر عیسیٰ بن عیسیٰ سے وہ امش سے
 وہ ابراہیم سے وہ بہام سے وہ خذیفہ سے، کہا کہ میں عمر کے پاس پہنچا اور وہ اپنے
 مکان میں مجھ کے تن پر بیٹھے ہوتے اپنے نفس سے باتیں کر رہے تھے تو میں ان
 سے قریب ہوا پھر میں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے متفکر کیا ہے اے امیر المومنین
 تو نے ہاتھ سے ہنذا کہا اور اس سے اس راہ کیا۔ کہا کہ میں نے پھر کہا کہ آپ کو
 کیا فکر ہو رہا ہے واللہ اگر ہم نے آپ سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو ہم منکر سمجھیں گے
 تو آپ کو سیدھا کریں گے تو آپ نے کہا کہ اللہ (کی قسم) جس کے سوا کوئی معبود
 نہیں اگر تم نے میری طرف سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو تم برا سمجھتے ہو گے تو کیا مجھے
 ضرور سیدھا کر دو گے؟ تو میں نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں
 اگر ہم آپ سے کوئی ایسی بات دیکھیں گے جس کو ہم برا سمجھتے ہوں گے تو ہم
 آپ کو ضرور سیدھا کریں گے۔ کہا کہ پھر عمر اس سے نہایت خوش ہوتے
 اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تم اصحاب محمد میں ایسے شخص کو قائم رکھا کہ
 جب وہ مجھ سے کوئی ایسا امر دیکھے جس کو وہ برا سمجھے تو وہ مجھے سیدھا
 کر دے۔ ابو القاسم القشیری، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جوڑے
 تقسیم کئے صحابہ کے درمیان جو غنیمت میں آتے تھے تو معاذ کے پاس ایک
 بیش قیمت جوڑا بھیجا تھا۔ معاذ نے اس کو بیچ کر چھ غلام خریدے اور ان کو آزاد
 کر دیا تھا تو یہ خبر عمرؓ کو پہنچ گئی تھی اور وہ اس کے بعد جوڑے تقسیم کرنے لگے
 تو انہوں نے ان کے پاس گھٹیا جوڑا بھیجا تو معاذ ان پر بگڑ گئے تو عمرؓ نے کہا

ذلک انما ذلک اذا ظهرت الرغبة والرهبة
 فكان رغبة الناس بعضهم الى بعض في اصلاح
 دنياهم وكان رهبة الناس بعضهم من بعضهم في
 اصلاح دنياهم وكتبتما الى علي بن ابي طالب
 ان ينزل كتابا مني يسوي النزل الذي نزل
 من ملوككم وانما كتبتما الى نصيحة وانا
 قد صدقتمكم فعايداني منكما بكتاب فانه لا غنى
 عنكما ابو بکر عن عیسی بن عیسی عن الامش عن
 ابراهيم عن بهام عن خذيفة قل دخلت على عمرو
 هو قاعد على جذع في داره وهو يتحدث نفسه
 فذوت منه فقلت ما الذي ابكم يا امير المومنين
 فقال هكذا بيده وانشأ بها قال قلت
 ما الذي يبتكم واللہ تعالیٰ لو رأينا منك امرا
 تنكره لقومنا قال اللہ الذي لا اله الا هو
 لو آتتم من امرا تنكرونه لقومتموني قلت
 اللہ الذي لا اله الا هو لو رأينا منك امرا
 نكرهه لقومنا قال ففرح بذلك فرحا
 شديدا وقال الحمد لله الذي جعل فيكم
 اصحاب محمد من الذي اذا رأى مني امرا
 ينكره قومني۔ ابو القاسم القشیری قسم عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ الملک بین الصحابة من
 غنیمت فبعث الى معاذ قلعة ثمينه فباعها
 واشترى ستة اعبدة واعقبهم فبلغ عمر ذلک و

اس لئے (گھٹیا چوڑا بھیجا) کہ تم نے پہلے بیچ دیا تھا تو معاذ نے کہا کہ مجھے اس پر اعتراض کا کیا حق ہے تو میرا حصہ مجھے دے (میں جو چاہوں کروں) اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں اس کو تیرے سر پر مار دوں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ میرا سر تیرے سامنے ہے اور بوڑھا تو بوڑھے کے ساتھ نرمی کیا کرتا ہے۔ اور ان کی تو اضعاف میں سے ہے قرآن اور علم کا حوالہ دینا ایک جماعت پر اور ان کا قول کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا بہت سوں کے حق میں حاکم، موسیٰ بن علی بن رباح النخعی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو آئی ابن کعب کے پاس جلتے اور جو شخص حلال اور حرام کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہئے اور جو مال کا سوال کرنا چاہے اس کو میرے پاس آنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خزان بنایا ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو فرائض کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو زید بن ثابت کے پاس جانا چاہئے۔ مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک حاملہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو معاذ نے کہا کہ اگر تم کو اس عورت پر اختیار ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر تو آپ کو اختیار نہیں پہنچتا تو عمرؓ نے اپنے حکم سے رجوع کر لیا اور فرمایا اگر معاذ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوتے سنا کہ قلم دینی (یعنی اجرائی حکم) میں سے اٹھا دیا گیا ہے، مجھوں سے یہاں تک کہ ہوش میں آجاتے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جاتے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جاتے تو عمرؓ نے کہا بیشک پھر کیا بات ہے؟ علیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عورت بنی فلاں کی مجنوں ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اور روایت کیا گیا کہ عمرؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے عمدًا قتل کیا تھا تو

ماں یستم الحلال بعدہ فبعث الیہ خلةً وودھا فعاتبہ معاذ فقال عمر لانک بعثت الاول فقال معاذاً واما علیک اذ فغ الی فیسی وقد خلعت لافتریق بہا رأ سک فقال عمر ہا را سی بن یدیک وقد فترق الشیخ بالشیخ۔ و من تواضعہ اعانہ القرآن والعلم علی جماعۃ وقولہ لولا فلاں ہلک عمر بجماعۃ الحاکم من موسیٰ بن علی بن رباح النخعی من امیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب الناس فقال من اراد ان یسأل عن القرآن فلیات اباہ بن کعب و من اراد ان یسأل عن الحلال والحرام فلیات معاذ بن جبل و من اراد ان یسأل عن المال فلیاتنی فان اللہ تعالیٰ جعلنی خازناً و زاد فی روایۃ من اراد ان یسأل عن الفرائض فلیات زید بن ثابت۔ وروی ان عمر امر برجم حامل معاذ ان یکن لک علیہا سبیل فلا سبیل لک علی ما فی بطنہا فرجع عن حکمہ وقال لولا معاذ لک عمر۔ وروی ان عمر امر برجم امراة فقال علی اما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان القلم رفیع عن ثلثۃ عن المجنون حتی یفقی وعن العبدی حتی یحکم

وعن اثنائهم حتى يستيقظ قال بلى فما ذاك
قال انها مجنونة بنى فلان فقال لولا على لهلك
عمر وردى ان عمر اتے برجل قد قتل عمدا
فامر بقتله فعفا بعض اولياء المقتول فامر
بقبضه فقال عبد الله بن مسعود كانت النفس
لهم جميعا فلما عفا هذا آخى النفس
قال عمر فماتت قال ارے ان تحمل الدية
عليه في ماله وترفع عنه حصته الذي عفى
قال عمر وانا اراى ذكرك وقال لابن مسعود
في بعض القضايا كيف طاع ملأ ورجع
الى قول معاوية بن ابي سفيان و ابنه
قصاص والے قول زيد بن ثابت في قسمة
قتل عبادة بن الصامت بطنيا القتل افاك
في عوف عبدك فرجع الے غيرة ذكرك
من صور لا تحصى حتى قال يوما الا لا تغالوا
في مهور النساء فالت امرأة اناخذ
بقولك ام لبقول الله تعالى وتبارك
دائستهم احدیہن قنطاراً فلا تاخذوا
منه شيئا فنزل عمر من المنبر وقال كل
الناس اعلم من عمر حتى العجائز ومن ذكرك
ترك لذة العيش مع قدرته وعرض الناس
عليه ذكرك مما يدل قطعاً على ان نفسه
لا تتفاد للشبهات والزهة زهدة

عمر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر مقتول کے بعض اولیاء نے اس کو معاف
کر دیا۔ پھر عمر نے اس کے قتل کا حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ یہ نفس ان سب
اولیاء نے مقتول کا تھا۔ جب اس نے معاف کیا تو اس نفس کو زندگی دیدی۔ عمر
نے کہا کہ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ویت اس
(معاف کرنے والے) پر ڈالیں کہ وہ اپنے مال میں سے دے اور اس کا وہ حصہ جو اس
نے معاف کیا اس میں سے کم کر دیں۔ عمر نے کہا کہ میں بھی یہی رائے رکھتا
ہوں اور بعض فیصلوں کے پیش نظر عمر نے ابن مسعود کے حق میں کہا کہ علم ہے
بھلا ہوا ایک بھلا ہے۔ اور عمر نے معاذ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ باپ
اور بیٹے کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ اور زید بن ثابت کے قول کی طرف
رجوع کیا عبادة بن الصامت کے ایک بطنی غلام کو قتل کرنے کے قسم میں کہ
انہوں نے کہا تھا کہ کیا تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو اپنے ایک غلام
کے بدلے میں تو انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور بہت سی ایسی صورتیں پیش
آئی ہیں جن کا جمع کرنا دشوار ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن
کہا عورتوں کے مہروں کے بارے میں کہ تم مہر اتنے بڑھا چکے کہ دنیا کو رو
تو ایک عورت نے کہا کہ کیا ہم تیرے قول کو اختیار کریں یا اللہ تبارک
و تعالیٰ کے قول؟ انہی نے اجمعاً اجمعاً کو یعنی ان عورتوں میں
سے کسی کو اگر تم مال کا ایک ڈھیر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس
نہ لو؟ تو عمر منبر سے اتر آئے اور کہا کہ سب لوگ عمر سے زیادہ عالم
ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے
ان کا عیش کی لذت کو ترک کر دینا اُس پر قدرت کے باوجود اور
لوگوں کا اس کو آپ کے سامنے رکھنا جو اس بات پر قطعی دلالت کرتا
ہے کہ ان کا نفس شہوات کا مطیع نہیں تھا۔ اور سمجھ لیا جاتے کہ زہد
دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک زہد وہ ہے جو نوریقین پر مقدم ہوتا ہے

تاکہ اس کے لئے تمہید بن جائے اور اس (نور یقین) کے حصول میں میں یقین ہو۔ اور دوسرا نہ وہ ہے جو نتیجہ ہو نور یقین کا۔ بمنزلہ عاشق کے جو کھانے کا مزہ محسوس نہیں کرتا اور بمنزلہ اس سخت متفکر کے جو جو کھانوں اور ملبوسات کے لطف کا احساس نہیں کرتا۔ اور ہم نے دونوں فصلوں میں جو قدر زہد کی حکایات لکھی ہیں وہ اسی نکتہ پر مبنی ہیں۔

محب طبری، عطیہ بن فرقد سے کہ وہ عمر کے پاس پہنچے اور وہ گل شامی چبا رہے تھے اور اس پر کھٹے دودھ کا ایک ایک گھونٹ پی رہے تھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ حکم دے دیتے کہ آپ کے لئے اس سے نرم کھانا تیار کر لیا جائے (تو بہتر ہوتا) تو فرمایا کہ اے ابن فرقد کیا تو عرب میں سے کسی کو اس پر مجھ سے زیادہ صاحب قدرت دیکھتا ہے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین میں تو اس پر آپ سے زیادہ کسی کو قادر نہیں پاتا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا کہ اُس نے اقوام پر عیب لگایا ہے فرمایا اذْهَبْهُمْ طَبِيبًا تَحْمِلُ الْعِیْنِی تَمِ اِپنی پسندیدہ چیز میں اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو۔ مفسر: الکدر بمعنی العن ہے یعنی چبانا۔ اور التوق کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا پینا تا خود ہے فوق الفصیل سے (فصیل اونٹ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے جدا کر دیا جاتے) جب کہ تم نے اس کو فواقاً فواقاً پلایا ہو فواق کے معنی ہیں دو دفعہ دودھ دہنے کا درمیانی وقفہ اور آٹا زراہ مہلہ کے ساتھ کھٹے دودھ کو کہتے ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو بھنا ہوا گوشت اور رانی اور چپاتیاں اور سینہ کا گوشت اور کوہان کا گوشت اور بہت پارے عمدہ لذیذ قسم کے طلب کر لیتا لیکن میں ان کو نہیں منگاتا اور انہی طرف التفات بھی نہیں کرتا تاکہ میں

تتقدم علی نور یقین کیونکہ تمہیداً بہ
و معیناً علی حصول وزہد نتیجہ نور یقین
بمنزلہ عاشق لا یجد طعم الطعام و
التفکر جدّاً لا یجد فی کثیر من الطعام
و اللابل لذتاً و لہذہ النکتہ بسطنا
حکایات الزہد فی الفضیلین جمیعاً۔ المحب الطبری
عن عطیة بن فرقد ان دخل علی عمر
و ہو یحکم کفلاً شامیاً و یتفوق لبناً
ساذراً فقلت یا امیر المومنین لو امرت
ان یصنع کک طعام الین من ہذا
فقال یا ابن فرقد اتری احداً من العرب
اقدر علی ذلک منی فقلت ما اجد اقدر
علی ذلک منک یا امیر المومنین فقال عمر
سمعت اللہ عزیراً یقول فاما فقال اذْهَبْهُمْ
طَبِيبًا تَحْمِلُ الْعِیْنِی تَمِ اِپنی پسندیدہ چیز میں
اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور اس سے
فائدہ اٹھا چکے ہو۔ مفسر: الکدر بمعنی العن ہے
یعنی چبانا۔ اور التوق کے معنی ہیں تھوڑا
تھوڑا پینا تا خود ہے فوق الفصیل سے
(فصیل اونٹ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو اپنی
ماں سے جدا کر دیا جاتے) جب کہ تم نے اس کو
فواقاً فواقاً پلایا ہو فواق کے معنی ہیں
دو دفعہ دودھ دہنے کا درمیانی وقفہ اور آٹا
زراہ مہلہ کے ساتھ کھٹے دودھ کو کہتے
ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ وہ فرمایا
کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو بھنا ہوا
گوشت اور رانی اور چپاتیاں اور سینہ کا
گوشت اور کوہان کا گوشت اور بہت پارے
عمدہ لذیذ قسم کے طلب کر لیتا لیکن میں
ان کو نہیں منگاتا اور انہی طرف التفات بھی
نہیں کرتا تاکہ میں

من التمتعین شرح الصلوة بالسر والمدة الشوار
والصناب الخردل المعول بالزيت وهو صابغ
يؤتمم به والصلائق الرقاق واحد تبا صليقة
وقيل هي الجملان المشوية من صلقت الشاة
اذا شويتها ويؤدى بالسين المملد وهو
كل ما صلب من البقول وغيره والكر الكرك
جمع كركرة وهي الشفة التي في زور البعير
وهي إحدى الشفات الخمس والانفاذ
جمع فلهذه القطعة وكاد اراد قطع
من انواع شتى وعنه انه كان يقول والله
ما ينعا ان تأمر بصغار العز فتمط لنا و
تأمر بلباب الحظوة فنجمر لنا وتأمر بالزبيب
فيبذل لنا فأتكل هذا ونشرب هذا
الا انا نتبقى لبياتنا لا تأسمنا الله
تعالى يقول يذكر اقواما اذ هم متم
لبياتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم
بها وعنه انه اشتبه سكا طريا فاخذ
يرفاه راحلته فارليتتين مقبلتين
مذبرا واشترى بكتلا فجاء به وقام
يرفاه الراحلة فيعيلها من العرق فنظروا
عمر فقال اعدت بهيمة من البهايم في شهوة
عمر والله لا يدرك عمر ذك وردى انه كان
يؤوم على اكل التمر ولا يداوم على اكل اللحم

میں نعمتوں کا استعمال کرنے والوں میں داخل ہو جاؤں۔ مشرح، الصلوة صا
کے زیر اور دس کے ساتھ بجئے الشوار (یعنی گوشت، بریان) اور الصناب اس
راتی کو کہتے ہیں جس کو زیت کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا ہے اور وہ ایک اہل
ہے جس کو سلن بنایا جاتا ہے، اور الصلائق بجئے الرقاق (چپتیاں)،
اس کا واحد صلیقہ ہے اور کہا گیا کہ بکری کے بچہ کا ٹھننا ہوا گوشت یہ ماخوذ ہے
صلقت الشاة سے جب کہ تم نے اس کو بھون لیا ہو اور ایک روایت میں ہے سین مملد
کے ساتھ (الصلائق) اودہ سنبلوں کی ٹھنی ہوتی چیزوں کو کہتے ہیں۔ اور کرا کر
جمع ہے کر کہہ کی جو اس ثفنہ (گول اُجھار) کو کہتے ہیں جو اونٹ کے وسط سینہ
میں ہوتا ہے جو کہ پانچ ثفانات میں سے ایک ہے اور افلاذ جمع ہے فلذ کی کہنی
قطعہ یعنی پارچہ۔ گویا انہوں نے مراد لیا مختلف قسموں کے پارچوں کا۔ اور ان سے
مردی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ والله ہم کو کوئی نفع نہیں اس سے کہ ہم حکم
دیں پھر کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو ہمارے لئے بھونا جاتے (کھال)
سمیت اس طرح کہ گرم پانی سے بال اُکھڑ دیتے جاتیں، اور گھوٹوں کی گری (جنگی
روا) کے بارے میں ہم حکم دیں کہ ہمارے لئے اسکی روٹی پکائی جاتے اور
زبیب (منقہ) کے بارے میں حکم دیں کہ اس کو بھگو کر ہمارے لئے شربت بنایا جاتے۔
پھر ہم وہ کھاتیں اور یہ پیئیں مگر ہم اپنی مرغوبات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم نے
اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے جو وہ فرماتا ہے اذْهَبْتُمْ طَيِّبَتَكُمْ الْخِذْرَجْر لکھا
جا چکا ہے) اور ان سے روایت ہے کہ ان کو تازہ مچھلی کی خواہش ہوتی تو دان
کے غلام، یرفانے اپنی سواری کا اونٹ پکڑا اور دورات سفر میں بسر کر دیں
جاتے ہوتے اور دورات واپس آتے ہوتے اور ایک تھیلہ (مچھلیوں کا) خرید کر
لایا۔ پھر یرفانہ کو سواری کے پاس پہنچا اور اس کو پسینہ زیادہ بہنے کی وجہ
سے دھونے لگا۔ اس کو عمر نے دیکھ لیا تو کہا کہ کیا تو نے چوپایوں میں سے ایک
چوپایہ کو عمر کی خواہش پوری کرنے کے لئے عذاب دیا واللہ عمر اس کو چکے گا بھی

عہ ناما ملکہ کے پیش اور فار کے زب کے ساتھ وہ گول نشان جو اونٹ کے سینہ پر ہوتا ہے جس کو کہتے وقت وہ فرمیں ہر کھاتے اور نیز اسے اور پاؤں کا ہر وہ نشان اوٹ اور بکری کا

وَيَقُولُ يَا كُمْ وَاللَّحْمُ فَإِنَّ لَهُ مِزَادَةً كَمِزَادَةِ
الْخَمْرِ أَيْ إِنَّ لَهُ عَادَةً زِنَاءَهُ إِلَيْهِمْ كَعَادَةِ
الْخَمْرِ تَقُولُ فِيهِ ضَرِيٌّ بِالْكَسْرِ بِمِزْ وَضَرَادَةٌ
وَمِزْرَاءُ إِذَا عَادَهُ وَعَنْ هَفْصَةَ قَالَتْ دَخَلَ
عَلَيَّ عُمَرُ فَقَدِمْتُ إِلَيْهِ مَرَقَةً بَارِدَةً وَجَبَبْتُ
فَلَبَّيْنَا زَيْنًا فَتَالَ أَدَامَانُ فِي نَامِي وَاحِدٍ
لَا أَدْرِي أَأَبْدَأُ سَتَيْ أُلْفَى اللَّهِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ دَخَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ دَخَنَ عَلَى مَا تَدْرُ
فَادْ سَعَتْ لَهُ مِنْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فِي لَعْنَةٍ فَلَقَّبَهَا ثَمَنُ
بِأَخْصَرِي ثُمَّ قَالَ إِنِّي لِأَجِدُ طَعْمَ وَسْمِهِمْ
غَيْرَ وَثَمِ اللَّحْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
أَلَيْ غَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ أَطْلُبُ السَّمِينَ
لَا شَتْرِي فَوَجَدْتُهُ فَلَبَّيْنَا فَاشْتَرَيْتُ بِدَرْهَمٍ
مِنْ الْمَهْزُولِ وَجَعَلْتُ عَلَيْهِ بِدَرْهَمٍ سَمْنَا
فَقَالَ عُمَرُ مَا أَجْتَعَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَكَلُ أَحَدِهِمَا وَلَقَدْ قُتِلَ
بِأَخْصَرٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَلَنْ يَجْتَمِعَا
عِنْدِي أَبَدًا إِلَّا قَعَلْتُ ذِكْرًا - وَعَنْ قَتَادَةَ
قَالَ كَانَ عُمَرُ مِنَ الْخَطَابِ يَلْبَسُ وَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
جُبَّةً مِنْ صَوْفٍ مَرَقَتْهُ بَعْضُهَا مِنْ أَدَمٍ
وَيَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ عَلَى عَاتِقِهِ الدَّرَّةُ
يُؤَدِّبُ النَّاسَ بِهَا وَيَمُرُّ بِفَيْكَتٍ وَالتَّوَيُّ

ہیں۔ اور مروی ہے کہ وہ کھجور کھانے پر مداومت کرتے تھے اور گوشت کھانے
پر مداومت نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ گوشت کھانے سے بچا کر وہاں
بھی ایسی لذت پڑ جاتی ہے جیسی شراب کی۔ یعنی ایسی عادت جو طبیعت کو اسکی طرف کھینچتی
رہتی ہے مثل شراب کی عادت کے تم کہتے ہو کہ فیہ ضریٰ زیر کے ساتھ اور یہ ضریٰ
وضنوفہ و ضنیٰ عجب کہ کوئی نوکر ہو جائے۔ اور مروی ہے ہفصہ سے کہا کہ میرے پاس
عمرؓ تے میں ان کے سامنے ٹھنڈا شوربہ پیش کیا اور اس کے اُپر زیت ڈال دیا تو فرمایا کہ دو
سالن ایک برتن میں ۹ میں اسکو کبھی کھجور کا بھی نہیں یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں۔ اور
مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ امیر المؤمنین عمرؓ تشریف لاتے اور ہم دسترخوان پر تھے تو میں نے
صدر مجلس میں ان کے لئے جگہ نکالی۔ تو کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر اپنا ہاتھ ایک
لغہ پر ملا پھر اس کو نگلا پھر دوسرے لغہ کو کھا کر فرمایا کہ میں ایسی چکنائی کی خوشبو محسوس
کر رہا ہوں جو گوشت کی چکنائی سے مختلف ہے، تو عبد اللہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
میں بازار کی طرف گیا اور میں نے فریہ گوشت تلاش کیا تاکہ اس کو خریدوں تو میں نے
اس کو ہنگا پایا تو میں نے ایک درہم کا ڈبلا (دکھا) گوشت خریدا لیا اور اس
میں ایک درہم کا گھی خرید کر شامل کر دیا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ دونوں کبھی جمع
نہیں ہوتے رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم کے پاس ہنگر آپ نے
ان میں سے ایک کو کھایا ہے اور دوسرے کو صدقہ کر دیا تو عبد اللہ نے کہا
کہ اے امیر المؤمنین میرے پاس بھی وہ دونوں ہرگز جمع نہیں ہونگے
مگر یہ کہ میں بھی ان کے ساتھ ہی کروں گا۔ اور مروی ہے قتادہ سے کہ عمر بن الخطابؓ
جب کہ امیر المؤمنین تھے تو صوف کا جبہ پہنا کرتے تھے جن میں پیوند لگے ہوتے
تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے اور بازاروں میں گھومتے اور ان کے
کندھے پر درہ ہوتا جس سے لوگوں کی تادیب کرتے اور گذرتے ہوتے گرے
پڑے دھاگے (سوئی یا اونی) اور کھجور کی گٹھلیاں پھنتے جاتے اور ان کو
لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے کہ وہ اس سے نفع اٹھاتیں

شرح انکث کما ہوا سوت جو خیموں سے اور چادروں سے جدا دیا گیا
 جو تاکہ دوبارہ کات لیا جاتے اور مروی ہے اللہ سے کہا کہ میں نے عمر
 کے کرتے کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پوند دیکھے۔ اور مروی ہے
 حسن سے کہا کہ عمر نے لوگوں کو خطبہ دیا جب کہ وہ امیر تھے اور
 ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں بارہ پوند تھے۔ اور مروی ہے
 عامر بن ربیعہ سے کہا کہ عمر سفر جرج کے لئے مدینہ سے نکلی
 طرف نکلے اور پھر واپس آئے (اس آمد و رفت میں) دناہوں
 نے کوئی خیمہ کھڑا کیا اور نہ ڈیرہ بس چادر اور چڑے کا دسترخوان
 درخت پر ڈال دیتے تھے اور اسی کے نیچے سایہ لے لیتے
 تھے۔ اور مروی ہے عمر سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم
 لذات عیش کی پرواہ نہیں کرتے بس ہم تو اپنی مرغوبات کو
 اپنی آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ
 جو کی روٹی کھاتے اور زیت کو سالن بنا لیتے اور پوند لگے ہوتے
 کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود کرتے تھے۔ اور مروی ہے
 احنف بن قیس سے کہا کہ ہم کو عمرؓ نے ایک سریہ کے ساتھ
 عراق کی طرف روانہ کیا تو اللہ نے ہم کو عراق اور فارس کے شہر
 فتح کرا دیے اور ہم کو فارس اور خراسان کی دولت ہاتھ لگی
 تو ہم اس کو بار کر کے اپنے ساتھ لائے اور اس میں سے ہم
 نے لباس پہنے توجب ہم عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہم سے اپنا
 پھر لیا اور ہم سے بات نہیں کرتے تھے تو یہ بات ہم کو شاق
 گزری۔ ہم نے اس کی شکایت عبداللہ بن عمرؓ سے کی تو انہوں نے
 کہا کہ عمرؓ دنیا سے کنارہ کش ہیں اور انہوں نے تم پر ایسا لباس
 دیکھا جس کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا

فَلْيَقْبَلُوا وَيَقْبَلُوا فِي مَنَازِلِ النَّاسِ لِيَسْتَقْبَلُوا
 بِهِ شَرَحَ الْبِكْثُ الْغَزْلُ الْمَقْشُوفُ مِنَ الْأَخْبِيَةِ
 وَالْأَكْسِيَةِ لِيُغْزَلَ ثَانِيَةً وَعَنِ النَّسَسِ
 قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ بَنِي كَعْبَةَ عُمَرَ بَرِيعَ رِفَاعٍ
 فِي قِيَصٍ لَهُ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ خُطِبَ عُمَرُ
 النَّاسُ وَهُوَ غُلِيفٌ وَعَلَيْهِ أَزَارٌ فِيهِ
 اثْنَا عَشْرَةَ رَقْعَةً وَعَنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ
 قَالَ خُصِرَ عُمَرُ حَاتِبًا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى
 مَكَّةَ إِلَى أَنْ رَجَعَ فَأَضْرَبَ فُطَاطًا وَ
 لَا خَبَاءَ كَانَ مِثْلَهُ الْبِكَاءُ وَالنَّطْعُ عَلَى
 الشَّجَرِ وَيَسْتَظِلُّ تَحْتَهَا وَعَنِ عُمَرَ بْنِ كَانٍ
 يَقُولُ وَاللَّهِ مَا نَفَّأَ بَذَاتِ الْعَيْشِ وَلَكِنَّا
 نَسْتَبْتُ طَيْبَاتِنَا لِأَخْرَجَتَنَا وَكَانَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ يَأْكُلُ جُزْءَ الشَّعِيرِ وَيَأْتُرُّمُ بِالزَّيْتِ وَ
 يَلْبَسُ الْمَرْقُوعَ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ وَعَنِ الْأَحْنَفِ
 ابْنِ قَيْسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ فِي سَبْرِيَةِ إِلَى
 الْعِرَاقِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا الْعِرَاقَ وَبَلَدَ فَارَسَ
 وَاصْبَنًا فِيهَا بَنِي بِيَاعِمْ فَارَسَ وَخَرَّاسَانَ
 فَعَمَلْنَا مِنْهَا وَكَتَبْنَا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمْنَا
 عَلَى عُمَرَ أَعْرَضَ عَنَّا بَوَّاحٌ وَجَلَّ لَا يُكَلِّمُنَا
 فَاشْتَدَّ ذِكْرُ عَلَيْنَا فَتَكَلَّمْنَا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّ عُمَرَ زَاهٍ فِي الدُّنْيَا
 وَقَدْ رَأَى عَلَيْكُمْ لِبَاسًا لَمْ يَلْبَسْهُ رَسُولُ اللَّهِ

اور نہ ان کے بعد ان کے خلیفہ نے تو ہم اپنے مکانوں پر آئے اور ہم نے جو لباس ہمارے بدن پر تھا اس کو اتارا اور ان کے پاس اسی پوشش میں آتے جس میں وہ ہمیشہ ہم سے ملے رہے تھے۔ اب وہ کھڑے ہوتے اور ہم کو سلام کیا ہر ہر شخص کو اندر لگے لے ہر ہر شخص سے یہاں تک کہ گویا انہوں نے پہلے جہیں دیکھا ہی نہ تھا پھر اہم ان کے پاس مال غنیمت لیکر آتے تو اس کو ہم برابر برابر تقسیم کر دیا۔ پھر غنیمت کے اموال میں سے ایک چیز ان کے سامنے پیش کی گئی جو حلوسے (مٹائی) کی اقسام میں سے تھی بعض زرد رنگ کی اور بعض سرخ۔ تو عمرؓ نے اسکو چکھا تو بہت خوش ڈانٹا اور خوشبودار پایا تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے مہاجرین و انصار کی جماعت والو حضور ایسا ہو گا کہ تم میں سے بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو اس کھانے پر قتل کرے گا۔ پھر اس مٹائی کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اٹھا کر بھیج دی گئی مسلمانوں کے بچوں کے پاس جو ان مہاجرین و انصار کی اولاد تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل ہو چکے تھے۔ پھر عمرؓ اٹھ کر چلے گئے اور اپنے لئے کوئی چیز نہیں لی۔ اور مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے پچاس کے قریب مسجد میں جمع ہوتے اور انھوں نے (اپس میں) کہا کہ کیا تم اس شخص کے زہد کی طرف دیکھتے ہو اور اس کے جیبہ کی طرف حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر کسرے اور قیصر کے شہر اور شرق و غرب (کے ملک) فتح کر دیئے اور عرب و عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے بدن پر یہ جیبہ دیکھتے ہیں جس میں ہلکا پوند لگا رکھے ہیں تو اگر اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس جیبہ کو اپنے کپڑے سے بدل دیں جو نرم (یعنی بہترین) ہو تو ان کا منظر ہر شوکت ہو جاتے اور جمع کو ان کے سامنے کھانے کے بڑے طشت رکھے جاتیں

صلی اللہ علیہ وسلم ولا الخليفة من بعده فأتينا منازلنا فنزحنا ما كان علينا وأتينا في البرة التي يعهد بها منا فقام فسلم علينا طر رجل رجل واعتق رجلا رجلا حتى كاد لم يرنا فقد منا إليه الغنائم فقتلنا بيننا بالسوية فعرض بالغنائم شحجي من انواع الخبيص من اصفر و احمر فذاق عمر فوجده طيب الطعم طيب الریح فاقبل علينا بوجه و قال يا معشر المهاجرين والانصار ليقتلن منكم الابن اباه والاخ اخاه على هذا الطعام ثم امر به فحمل الی اولاد من قتل من المسلمين بن يدي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من المهاجرين والانصار ثم ان عمر قام والنصف ولم يأخذ لنفسه شيئا وروى ان اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا في المسجد زباد خمسين رجلا من المهاجرين فقالوا اما ترون الی زهد الرجل والی جبة وقد فتح الله علی یدیه دیار کسری و قیصر و طرفی الشرق والغرب و وفود العرب و العجم یأتونه فیرون علیہ هذه الجبة قد رقبها اثنا عشرة رقعة فلو سألتموه اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان یغیر هذه الجبة بثوب لئن قیها ب منظره ویغدی علیہ

اور شام کو بھی بڑے طشت رکھے جائیں جن میں سے مہاجرین و
انصار میں سے جو لوگ ان کے پاس حاضر ہوں کھائیں۔ پھر سب کے سب
اس پر متفق ہوئے کہ ان سے یہ گفتگو کرنے کے لئے علی بن ابی طالب
کے سوا اور کوئی موزوں نہیں کہ وہ ان کے خسر ہیں تو لوگوں نے ان
سے گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ میں یہ کام کرنے والا نہیں ہوں مگر
تمہیں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے لئے تجویز کرنا
چاہیے کہ وہ امہات المومنین ہیں وہ ان پر جرات کر جائیں گی
احنف بن قیس نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے عائشہؓ اور حفصہؓ
سے سوال کیا اور وہ دونوں جمع تھیں تو عائشہؓ نے کہا کہ میں ان سے
اس کا سوال کروں گی اور حفصہؓ نے (عائشہ سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتی
کہ وہ یہ بات مانیں گے اور تجھ پر عنقریب واضح ہو جائے گا۔ پھر یہ
دونوں ان کے پاس پہنچیں تو انکی تنظیم کی اور ان کو اپنے قریب بٹھایا
تو عائشہؓ نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے گفتگو
کروں تو فرمایا کہ کہنے لے ام المومنین تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے رب کی جنت اور رضوان کی طرف چلے گئے اور انہوں نے دنیا کا ارادہ
نہیں کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اور اسی طرح ابوبکر ان کے پیچھے چلے گئے اور
اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر کسری اور قیصر کے خزانوں کو اور ان کے شہروں کو مفتوح
کر دیا ہے اور دونوں کے اموال آپ کے پاس بھیجے اور مشرق و مغرب کے ملکوں
کو آپ کے آگے جھکا دیا اور اللہ تعالیٰ اسے ہم کو اس میں اضافہ کی امید ہے اب حال
ہے کہ آپ کے پاس عجم کے سفراء اور عرب کے وفد آتے ہیں اور آپ کے بدن پر
یہ حجبہ ہے جس میں آپ نے بارہ پونڈ لگا رکھے ہیں تو اگر آپ اس کو بدل دیں ایسے
پٹرے کے ساتھ جو زیادہ نرم (رہیگا) ہو جس سے آپ کا منظر بارعب بن جائے اور صبح
کو آپ کے سامنے کھانے کے طشت رکھے جائیں اور پھر شام کے کھانے کے لئے اور

بجفۃ من الطعام ویراج بجفۃ یا کلبا
من حضرہ من الہاجرین والانصار فقال
القوم اجمعہم لیس لہذا القول الا علی بن
ابی طالب فانہ صہرہ فکلموہ فقال لست
بفایل ذاک ولکن علیکم بازواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فانہن امہات المومنین
یکثرین علیہ قال الاحنف بن قیس فسالوا عائشہ
وحفصہ وکانتا مجتمعین فقالت عائشہ اسالہ عن ذلک
وقالت حفصہ ما راہ یفعل وسیتبین کلب
فدخلتا علیہ فقریہما وادناہما فقالت عائشہ
اتاذن لی ان اکلک قال کلمی یا ام المومنین
فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مضی
الے جنة ربہ ورضوانہ لم یرد الدنیا ولم یرودہ
وکذلک مضی ابوبکر علی اثرہ وقد فتح اللہ علیک
کنوز کسری وقیصر وديار ہما وحمل ایک اموالہما
وذلل ک طرف المشرق والمغرب وزجوا من
اللہ تعالیٰ الزید ورسل العجم یا تو نکل ووفود
العرب ویردون ایک وعلیک ہذہ الحبۃ
قدر قمتہا اثنتی عشرۃ رقتہ فلو غیرتہا بثوب
الین میاب فیہ منظرک ولغدی علیک بجفۃ
من طعام ویراج علیک بانفسک تا کل انت
ومن حضرک من الہاجرین والانصار فیکل
عمر عند ذلک بکاء شدیداً ثم قال اتے

رکھے جاتیں، آپ بھی کھاتے ہوں، اور ہاجرین و انصار میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوں وہ بھی۔ تو یہ بات سن کر عمر شدت کے ساتھ رشتے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیسوں کی روٹی شکم میرے ہو کر کھاتی ہے، دس دن یا پانچ دن یا تین دن یا شام کے کھانے اور صبح کے کھانے کے درمیان جمع کیا ہے یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے ہوا نہ رہنے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا دسترخوان پر اس طرح رکھا گیا کہ زمین سے ایک ہشت اونچا ہو گیا تو آپ کھانے کے بائے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ زمین پر رکھا جاتا تھا اور اس دسترخوان کے بائے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ اٹھایا جاتا تھا۔ کہا ہاں واللہ پھر دونوں سے کہا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہو اور مومنین کی مائیں ہو اور تمہارا تمام مومنین پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ ہے تم دونوں میرے پاس آئی ہو لیکن مجھے رغبت دلا رہی ہو دنیا کے بائے میں اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھردری) اُون کا جُعبہ پہنا جس کی کھرداہٹ سے بسا اوقات آپ کی جلد چھل گئی۔ کیا تم دونوں یہ بات جانتی ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کیا تم دونوں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک اکبری عبا میں سویا کرتے تھے اور ان کے پاس ایک کپلی تھی تیرے گھر میں لے آئے جو دن میں بیٹھنے کا فرش ہوتا تھا وہی رات میں بستر ہوتا تھا کہ اسی پر سو جاتے تھے اور بوریے کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے جاتے تھے۔ دیکھ لے حفصہ تو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ تو نے رات ان کے لئے کبیل کو دوہرا کر دیا تھا تو اس کی نرمی سے آرام محسوس کیا پھر اس پر سو گئے اور نہیں جاگے مگر بلال کی اذان پر تو مجھ سے فرمایا تھا کہ لے حفصہ یہ تو نے کیا کیا بچھوئے کو دوہرا کر دیا یہاں تک کہ مجھ پر صبح تک نیند غالب آگئی۔ مجھے دنیاوی عیش سے کیا غرض اور مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم نے غافل کر دیا فرشتے کی نرمی کے ساتھ۔ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمر باندھ کر کھانا کھا کر جمع کے ہی منہ میں ۱۲ مربع حصہ جمع بین العشاء والذکر کی نفی ہے یعنی کسی جمع نہیں کیا اس کا تعلق

سائیک بائبل تعلیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیع من خبرہ عشرۃ ایام او خمسۃ او ثلثۃ او جمع بین عشاء وغدا حتی لحنی باللہ قالت لا قال انشدک باللہ ہل تعلین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قُرب الیہ طعام علی مادۃ فی ارتعاب شبر من الارض الا کان یاثر بالطعام فیوضع علی الارض و یاثر بالمادۃ فترفع قالت نعم اللہم ثم قال ہما اتما زوجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امہات المومنین و کما علی المومنین حق و علی خاصۃ ایتما فی و لکن ترجائی فی الدنیا وانی لا علم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ من الصوف فربما حکت جلدہ من خشونتها القلمان ذلک قالتا نعم قال فہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقد علی عباۃ علی طاق واحد وکان لہ مسح فی بیکت یا عائشۃ یحون بالنہار بائنا و باللیل فراش ینام علیہ ویرے اثر الحیمیر فی جنبہ الا یا حفصۃ انت حدیثتے انک ثنیت المسح لہ لیلۃ فوجدت بئسہا فرقۃ علیہ فلم یتقظ الا باذان بلال قال لب یا حفصۃ ماذا صنعت ثنیت الہبادۃ حتی ذہب الی النوم الی الصباح مالی والدنیا مالی شغلتمونی بلین الفراش اما تعلین عہ لینی اگر آپ نے شام کو کھانا کھا یا صبح کو کھانا کھا تو پھر شام کو بھی کھانا کھا جو جمع کے ہی منہ میں ۱۲ مربع حصہ جمع بین العشاء والذکر کی نفی ہے یعنی کسی جمع نہیں کیا اس کا تعلق

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَانَ مُنْفَرَّجًا لِّہٖ
مَاقَدِمٌ مِّنْ ذَنْبِہٖ وَاِتَّخَذَ وَلَمْ یَزَلْ جَانِعًا
سَیِّئًا رَّا کُلَّ سَاجِدًا بَاکِیًا مُتَفَرِّعًا اَکْمُوْا اِلَیْلِ
وَالنَّهَارِ اِلَیْ اَنْ یَّقْبَضَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْ رَحْمَۃٍ وَرِضْوَانِہٖ
لَا اَکُلْ عَمْرًا وَلَا یَبْسُ لَیْسًا فَلَمْ اَسُوْۤءَ لِصَاحِبِیْہِ
وَلَا جَمْعَ بَیْنِ اَدْمِیْنِ اِلَّا الْمَآءُ وَالزَّیْتُ وَلَا اَکُلْ
لَحْمًا اِلَّا لَیْسَ کُلِّ شَہْرِ فَرَجًا مِّنْ عِنْدِہٖ فَاجْعَلْنَا
اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَمْ یَزَلْ
کَذٰلِکَ حَتّٰی لَحِقَ بِاَللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ **الفصل الثالث**
فِیْ جِنْسٍ اٰخَرٍ مِّنْ مَّقَامَاتِ الْیَقِیْنِ وَہُوَ الْمَشَارِیْہِ
بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَقَدْ کَانَ فِیْمَا
کَانَ قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُخْتَلِفًا فَاَنْکَانَ مِنْ اَمْتِی
اَعْدُوْا فَعَمْرُوْکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ
الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عَمْرٍو قَوْلًا عَلٰی کُنَّا نَزٰی وَنَحْنُ مُتَوَافِقُونَ
اِنَّ الْکِیْفَیَّةَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عَمْرٍو حَقِیْقَۃً ہَذَا الْجِنْسِ
اَلْعِیَادُ الْقُوَّةُ الْعَاقِلَۃُ لِنُورِ الْیَقِیْنِ وَاضْمَحْلَاہَا
تَحْتَ صَوْلَہِ الْیَقِیْنِ وَتَشْبِیْہَا بِالْمَلَأُ اَلَا عَلٰی
وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْاٰخْبَارُ بِثُبُوْتِہَا لِعَمْرٍو تَوَاتُرًا مَعْنَوِیًّا
فَمِنْ اَجْلِ ہَذِهِ الْمَقَامَاتِ مُوَافَقَۃً رَآیْمُ الْوَحٰی
مِمَّا قَدْ فُہِمَ بِاجْتِهَادِہٖ شَیْئًا فَزَلَّ الْقُرْآنُ وَ
جَاءَ الْاَحَدِیْثُ مُوَافِقًا لِّمَا فُہِمَ وَقَدْ اَشْتَبَرَ ذٰلِکَ
عَنْہٗ وَاُثْبِتَ ذٰلِکَ ہُوَ لِنَفْسِہٖ وَکَانَ یَعْتَقِدُ ذٰلِکَ
مِنْ نَفْسِہٖ وَیَشْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ وَیَجِبُ

اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے تھے اس کے باوجود آپ ہمیشہ
صبح کے پہلے بیدار رہتے اور رکوع کرنے والے سجدہ کر لیا کرتے، رونے والے اللہ کے سامنے
عاجزی کرنے والے پہلے رات اور دن کے اوقات میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وفا
کرائی رحمت اور رضوان میں داخل کر دیا۔ عمر نرم کھانے نہیں کھاتے گا
اور نرم لباس نہیں پہنتے گا۔ اس کے سامنے اس کے دونوں رفیقوں کا
اسوۂ حسنہ موجود ہے اور نہ دو سالن (ایک دسترخوان پر) جمع کرے گا۔ بجز
پانی اور زیت کے اور گوشت کھاتے گا مگر ہر مہینہ میں (ایک مرتبہ) تو ہم
ان کے پاس سے چلے آتے اور ہم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی
اطلاع کر دی تو وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جائے
فصل ثالث مقامات یقین میں سے دوسری جنس کے بیان میں اور یہ
وہی ہے جسکی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا
ہے کہ جو امتیں تم سے پہلے ہوئی ہیں ان میں محدث لوگ ہو کر رہتے تھے تو اگر
میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد
میں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر قائم کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر قائم کر دیا
تھے حالانکہ ہم بہت تھے کہ سیکھنے عمر کی زبان پر بولتا ہے (اس کی شرح پہلے
گزر چکی ہے) اور اس جنس کی حقیقت ہے قوتِ عاقلہ کا نور یقین کے زیرِ حکم
آجانا اور یقین کے غلبہ کے ماتحت اس (قوتِ عاقلہ) کا مضمل ہو جانا اور اس
کا ملا اعلیٰ کے مشابہ ہو جانا۔ اور عمر کے لئے اس کے ثبوت میں اخبار متواتر
بتواتر معنوی موجود ہیں۔ تو ان مقامات میں سے بہت بڑا مقام ہے ان کی ریت
کا وحی کے موافق پڑنا، ان امور میں سے اپنے اجتہاد سے انہوں نے ایک
چیز کو سمجھا پھر قرآن نازل ہوا اور حدیث آئی جو کچھ انہوں نے سمجھا تھا اس کے موافق
اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے خود بھی اپنے لئے اس کو ثابت
کیا اور اپنے نفس کے بارے میں وہ اس کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس پر اللہ تعالیٰ

کاشکرتے تھے۔ اور یہاں ایک نکتہ پر متنبہ کر دینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ موافقت کے بارے میں یہ لازم نہیں کہ قرآن نازل ہو اور حدیث وارد ہو ان کی راستے کے موافق لفظ بلفظ اور خوف بحرف لیکن جو بات لازم ہے وہ یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز کو سمجھ لیں جس کی اصل کو قرآن و سنت ثابت کرے تو اگر قرآن و سنت کسی ایسے فائدہ زائدہ کا افادہ کریں جس کا ادراک عمر رضی اللہ عنہ نے نہ کیا تو یہ بات ان کی موافقت کو مجرد کرنے والی نہ ہو گی۔ تو صبیح اسکی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتے رہتے تھے کہ وہ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں اور آپ ان کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں تو پردے کا حکم نازل ہو گیا اور ان کو قضائے حاجت کے لئے نکلنے سے آپ نے منع نہیں کیا اور بتا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کے ساتھ یا ولالت سے کہ اصل پسندیدہ ان کا پردہ کرنا ہے اس کے مطابق جو انہوں نے کہا۔ لیکن دفع حرج بھی شریعت میں اصل ہے اور ان کو مطلقاً روک دینے میں حرج واقع ہوتا (جو اس اصل کے خلاف ہے) تو یہ اصل جس کا افادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو عمر رضی اللہ عنہ سمجھے۔ اور یہ بات مسئلہ حجاب کو ان کی موافقت میں سے ہونے میں حارج نہیں ہے۔ بخاری، عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ازدواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف نکلا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرا لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سودہ بنت زمعہ راتوں میں سے ایک رات میں عشاء کے وقت نکلیں اور وہ ایک دراز قد عورت تھیں تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ ہم نے تجھے پہچان لیا اب سودہ۔ اس بات کی حرص کرتے ہوئے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جاتے

التنبیہ بہناطی نکتہ اند لا یلزم فی الموافقة ان یزال القرآن ویرد الحدیث علی وفق رأیہ لفظاً بلفظ و حرفاً بحرف و لکن اللزوم ان یفہم عمر اجتہادہ شیئاً و میثبت القرآن و السنۃ اصل ذلک فان افادوا فائدۃ زائدۃ لم یکن اذکر کما عمر لم یقدح ذلک فی موافقتہ بیان ذلک ان عمر کان یطلب من البنی صلی اللہ علیہ وسلم ان یجیب نساءہ فلا یأذن لہن ان ینخرجن الی البراز و نحوہ فنزل الحجاب و لم یمنعن من الخروج الی البراز و اعلم البنی صلی اللہ علیہ وسلم لفظاً و دلالتاً ان الاصل المرئی جمیعہ علی ما قال و لکن دفع الحرج اصل فی الشرع و فی منہن حرج فہذا الاصل الذی افادہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفہمہ عمر و لا یقدح ذلک فی کون مسئلۃ الحجاب من الموافقات البخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان ازدواج الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن ینخرجن بالیل اذا تبرزن الی المناجع وہی صیغۃ اُفج فکان عمر یقول للبنی صلی اللہ علیہ وسلم اُحجب نساءک فلم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل فخر جت سودہ بنت زمعہ زوج الیہ صلی اللہ علیہ وسلم یلے من یلے عشاء و کانت

تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل کر دیا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ تم حاجت کے لئے نکلو یعنی پاخانے کے لئے۔ مسلم ابن عمرؓ نے فرمایا میری رائے موافق نکلی میرے رب کے منشا سے تین امور میں مقام ابراہیم کو مصلے بنانے کے بارے میں اور پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ بخاری اور مسلم انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ میں موافق رہا اپنے رب کے تین باتوں میں یا فقت کی مجھ سے (میرے رب نے) تین باتوں میں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیتے تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَٰهِيمَ مُصَلًّی** میں نے کہا کہ آپ کے پاس اچھے بھی آتے ہیں اور بُرے بھی کیا اچھا ہو کہ آپ اپنی بیبیوں کو مردہ کراہیں تو آیت حجاب نازل کی گئی اور امہات المؤمنین کی خفگی کی کچھ خبر پہنچی تو میں نے کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ساتھ ایسی حرکات) سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایسی ازواج بدلے میں دیدے گا جو تم سے اچھی ہوں گی یہاں تک کہ میں بعض امہات المؤمنین کے پاس پہنچا (اور ان سے مذکورہ بالا کلمات کہے) تو اس نے کہا کہ اے عمر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو نصیحت کریں یہاں تک کہ نصیحت کرنے آئے ہیں آپ۔ تو میں رُک گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی **عَسَىٰ رَبُّهُ الْخ (۵: ۶۶)** اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پردہ گرا بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا، مسلم ابن عباس سے کہ عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی

امراة طویلۃ فنادا ہا عمر انا قد عرفناک یا سودۃ
حضرت علی ان یزول الحجاب فانزل
اللہ الحجاب وکنے روایت یہ عن عائشہ رضی اللہ
عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد اُذِنَ
اَنْ تَخْرُجْنَ فِی حَاجَتِکُنَّ یَعْنِی الْبِرَازَ مُسَلَّمٍ عَنْ
ابن عمر قال عمر وافتت ربی فی ثَلَاثٍ مَقَامِ اِبْرَٰهیمَ
وَفِی الْحِجَابِ وَفِی اَسَارِیْ بِدَرِّ الْبَخَّارِیِّ وَمُسَلَّمٍ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ عَمْرُو اَفْتَتْ رَبِّیْ فِی
ثَلَاثٍ اَوْ دَافَقَتْ فِی ثَلَاثٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
لَوْ اَتَّخَذْتُ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَٰهیمَ مِصْلَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ
وَاَتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَٰهیمَ مِصْلَ قُلْتُ یَدْخُلُ
عَلِیْکَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ تَحَبَّبْتَ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَاَنْزَلْتُ آیۃ الْحِجَابِ وَیَلْغِیْ شَیْءٌ مِنْ مُّعَاتِبَۃِ
اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُلْتُ لَتُفْلَقَنَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ لَیْسَبَدَلَنَّ اللّٰہُ اَزْوَاجًا
خَیْرًا مِنْکُنَّ حَتّٰی اَنْتَہِیْتُ اِلٰی بَعْضِ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَقَالَتْ یَا عَمْرُو اَنَا فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَا یُعْظِیْ نِسَآءٌ حَتّٰی تَعْطِیْنَ اَنْتَ تَكْفِفُ فَاَنْزَلَ
اللّٰہُ عَلٰی رَبِّہٖ اِنْ طَلَقْتِیْ اِنْ یُبَدِّلَنَّ اَزْوَاجًا خَیْرًا
مِّنْکُنَّ مُسَلَّمٌ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنْ عَمْرُو حَدَّثَہُ
قَالَ لَمَّا اَعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نِسَآءً وَكَانَ قَدْ وَجَدَ عَلَیْہُنَّ فِی مِثْرَبِیۃٍ مِنْ خِزَانَتِہِ
قَالَ عَمْرُو فَنَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَازَا النَّاسُ یَتَحَوَّنَ بِالْحِجَابِ

وبقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم
 نسائه فقلت لا أفعلن هذا اليوم وذلك قبل
 ان يؤمر نبي الله صلى الله عليه وسلم بالحباب فدخلت
 على عائشة بنت ابي بكر يا بنته ابى بكر بلغ من امرك ان تؤذى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت مالى وملك
 يا ابن الخطاب عليك بعيتك فاتيته حفصة بنت
 عمر فقلت يا حفصة والله لقد علمت ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم لا يحب ولولانا لطلقك
 قال فبكيت الله بكاء قال فقلت ها اين
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هو في
 خزانة قال فذهبت فاذا انا برباح غلام رسول
 الله صلى الله عليه وسلم قاعدًا على اسكتة الفرفة
 مدلياً رجليه على نقيبه يعني جذعاً منقوراً
 قلت يا براح استاذن لي على رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فنظر براح الى الفرفة ثم نظر
 الى فكت فقال فرغت صوتي فقلت
 استاذن يا براح على رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فاني اظن ان رسول الله صلى الله عليه
 وسلم يظن اني انا جئت من اجل حفصة
 والله لئن امرني رسول الله صلى الله عليه
 وسلم ان اضرب عنقها لعزيت عنقها قال فنظر
 براح الى الفرفة ونظر الى فكت ثم قال هكذا
 يعني اشار بيده ان اذعن فدخلت فاذا هو

مضطجع علی حصیر وعلیہ ازار مجلس و اذا الحصیر
فداثر فی جنبہ و قلبت عینی فی الخزانۃ فاذا
لیس فیہ شیء من الدنیا عینہ قبضتین من
شعیر و قبضۃ من قرط الخ الصاعین و اذا افیق
معلق او ایقان فابتدرت عینائی فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بیک یا ابن الخطاب
فلت یا رسول اللہ مالی لا ابکی و انت صفوۃ اللہ
و رسولہ و خیرۃ من خلقہ و ہذہ الاعمہ کسرے
و قیصر فی الثمار و لا نہار و انت ہکذا فقال
یا ابن الخطاب اما ترضے ان تكون لنا الآخرۃ
و لہم الدنیا قلت بلی یا رسول اللہ فاحمدا اللہ
قل ما تملکت فی شیء الا انزل اللہ تصدیق
قولی من السماء قال قلت یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان كنت طلق نساءک فان اللہ
عز و جل معک و جبریل وانا ابو بکر و صاحب المومنین
فانزل اللہ عز و جل و ان تطاہرا علیہ فان اللہ
ہو مؤئلہ و جبریل و صاحب المومنین الا یہ قال
فما اخرجت ذلک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا وانا افرقت الغضب فی وجہہ حتی رأیت
وجہہ یتہلل و کبر فرایت ثغره و کان من احسن
الناس ثغرا فقال اتے لم اطلقہن قلت یا نبی
اللہ قد اشعوا انک قد طلق نساءک
فما جبرہم انک لم تطلقہن قال ان شئت فعلت

اور میری نظر بڑی تھوڑی دیکھا کہ آپ کے پہلو پر بورے کے نشان پڑے ہوئے
ہیں اور میں نے اپنی آنکھ خستہ اند کی طرف گھمائی تو دیکھا کہ اس میں دینا
کی کوئی چیز نہیں ہے بجز دو مٹھی جو کے اور ایک گڈی قرط کی تھی دو صاع
کے قریب اور دیکھتا ہوں کہ بغیر دباغت دی ہوئی ایک کھال لٹکی ہوئی
ہے یا دو کھالیں تو میرے آنسو بہنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ لے ابن الخطاب کیا بات تم کو رلا رہی ہے
تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیسے نہ روؤں حالانکہ آپ اللہ کے
خاص بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے پسندیدہ اسکی
تمام مخلوق میں سے اور یہ عجبی کسری اور قیصر پھلوں اور نہروں
میں اور آپ اس طرح پر تو فرمایا کہ لے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی
نہیں ہو تا ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔ میں نے کہا
بیشک یا رسول اللہ، تو میں اللہ کا شکر کرتا ہوں ایسا کہ ہوا ہے کہ میں نے
کسی چیز میں کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے قول کی تصدیق آسمان سے
نازل نہ کر دی ہو کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ نے اپنی عورتوں
کو طلاق دیدی ہے تو اللہ عز و جل آپ کے ساتھ ہے اور جبریل اور میں
اور ابو بکر اور مومنین کے نیک لوگ۔ تو اللہ عز و جل نے نازل کی و ان
تطاہرا علیہ (۳: ۶۶) اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں کارروائیاں کرو
گی تو یاد رکھو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے اور نیک مسلمان
ہیں الخ کہا کہ میں نے اس بات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی
مگر حال یہ تھا کہ پیچھے میں آپ کے چہرے میں غصہ کو پہچان رہا تھا یہاں تک
کہ (اس کلام کے بعد) میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا (خوش ہوتے
ہوئے) کہ چمک رہا ہے اور آپ مجھ پر کہہ رہے ہیں پھر میں نے دیکھا آپ کے
سامنے کے داغوں کو اور آپ کے سامنے کے دانت سب لوگوں سے زیادہ چین

عہ قرط ایک درخت ہے جس کے پتوں سے چروے کی دباغت کرتے ہیں ۱۲ قرط

فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اَلَا اِنَّ رَسُولَ
 اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُطْلَقْ نِسَاءَهُ فَاَنْزَلَ
 اللّٰهُ فِي الَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي وَشَأْنِهِ وَاِذَا
 جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِنَ الْاَمْنِ اَوْ الْخَوْفِ اَدَّعَوْا بِهِ
 وَكَوَرُّوْهُ اِلَيْ الرَّسُوْلِ وَاِلَيْ اَوَّلِي الْاَمْرِ
 مِنْهُمْ لَعَلَّهُ الَّذِي يَسْتَنْبِطُوْنَ مِنْهُمْ قَالِ عُمَرُوْا
 الَّذِي اسْتَنْبَطْتُمْ مِنْهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ ابْنِ مَسُوْدٍ
 قَدْ فَضَلَ النَّاسَ عُمَرُ بَارِعَ بَذَكَرَهُ الْاَسَاسِي
 يَوْمَ بَدَرَ اَمْرَ بَقِيَّتِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْلَا كِتَابُ
 مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لِمُسْلِمٍ فَمَا اخَذْتُمْ مَذَاجَ عَظِيْمٍ و
 بَذَكَرَهُ الْحَبَابُ اَمْرَ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اِنْ يَخْتَلِفْنَ فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ وَ اَنْتِ
 لَتَعَارُ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ
 فِي بَيْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ
 مَتَا مَا قَسَاوُوهُنَّ مِنْ ذَرَاهِ حِجَابٍ وَ بَدْعُوْةِ
 النَّبِيِّ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ
 الْاِسْلَامَ بِعَمْرِوْ دِرْاَيَةٍ فِي الْوَبْرِكِ كَانَ اَوَّلُ النَّاسِ
 بَايَعَهُ الْحَبِيبُ الطَّبْرِيُّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مَصْرُوفٍ
 قَالَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْسِسْ هَذَا مَقَامَ
 اِبْرَاهِيْمَ اَبْنِيَّ قَالَ بَلَى قَالَ عُمَرُ فَلَوْ اتَّخَذْتَهُ
 مَقَامَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَتَّخَذُوْا مِنْ مَقَامِ
 اِبْرَاهِيْمَ مَقَامَ مُسْلِمٍ دَا عَمْدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ ابْنِ
 عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدَرَ قَالَ رَسُوْلُ

تھے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے انکو طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا اسے نبی اللہ
 لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں ان کو
 خبر دیتے دیتا ہوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی فرمایا اگر تم چاہو تو ایسا کرو پھر میں
 مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی تو اللہ تعالیٰ نے میرے وصف اور ان کے وصف میں
 جو واقعہ برپا تھا یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا اَجَاءَهُمْ اَمْرٌ اَوْ خَوْفٌ (۸۲: ۸۳) اور
 جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے
 ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جوان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ
 پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو یہ بیان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے
 ہیں کہا عمرؓ نے تو جس نے ان میں سے اسکی تحقیق کی تھی وہ میں ہوں احمد بن حنبل ابن
 مسعود سے اللہ تعالیٰ نے عمر کو سب لوگوں پر فضیلت دی چار مواقع میں ان کے ذکر سے
 جنگ بدر کے قیدیوں کے باسے میں کہ انہوں نے رائے دی تھی ان کو قتل کرنے کی تو اللہ
 تعالیٰ نے نازل فرمایا لَوْلَا كِتَابُ مِنَ اللّٰهِ (۸۲: ۸۳) اگر خدا کا ایک نوشتہ مقدر نہ
 ہو چکا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے باسے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی
 اور ان کے ذکر کرنے سے پردے کے باسے میں کہ انہوں نے تجویز کی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے کہ وہ پردہ کریں تو ان سے زینبؓ نے کہا تھا اور تو اے ابن
 الخطاب ہم پر بغیرت کر رہے حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ
 نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ (۸۳: ۸۴) اور جب تم ان سے کوئی
 چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ
 اسلام کو مدد پہنچا دیتے عمر کے ذریعہ سے اور انکی رلنے سے ابوبکر کے باسے میں
 کہ انکی خلافت کے محرک عمرؓ ہوتے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جس نے ان سے بیعت
 کی تھی۔ محب طبری طلحہ بن مصروف سے کہا کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مقام
 ہمارے باپ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں عمرؓ نے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَاتَرُونُ فِي هَؤُلَاءِ الْأَسَارِ
فَقَالَ ابُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَنُو الْعِمْرَةِ وَبَنُو الْعِشْرَةِ
وَالْأَخْوَانُ غَيْرُهُمْ تَأْخُذُ مِنْهُمْ الْفِدَاءَ فَيَكُونُ
لَنَا قُوَّةٌ عَلَى الْمُشْرِكِينَ وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَبْدِيَهُمْ
إِلَى الْإِسْلَامِ وَيَكُونُوا لَنَا عَضُدًا قَالَ
فَمَاتَرَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا أَرَى الذِّمَّةَ رَأَى ابُو بَكْرٍ وَالْكَفَّ وَالْأَيْمَةَ
الْكُفْرَ وَصَنَادِيْدَهُمْ فَفَقَّرْتَهُمْ فَيَضْرِبُ أَعْنَاقَهُمْ
قَالَ فَهَوَّلَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا قَالَ ابُو بَكْرٍ وَلَمْ يَهُوَ مَا قُلْتُ وَآخِذُ مِنْهُمْ الْفِدَاءَ
فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآذَاهُ وَابُو بَكْرٍ قَاعِدَانِ
يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَبْجُرْنِي مِنْ أَيْتِي شَيْءٌ
تَبْكِي أَنْتَ وَمَا جَبَّكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بَكَاءَ
بَكِيَّةٍ وَاللَّهِ تَبَاكَيْتُ بِمَا لَكُمْ فَتَالَ
قَدِ عَرَضَ عَلَيَّ مَذَابِكُمْ أَوَّلُنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
لَشَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ حِينَئِذٍ فَانْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يَشْجُنَ
فِي الْأَرْضِ تَرِيدُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يَرِي
الْأَخْسَرَةَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ قَالَ اسْتَشَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ فِي الْأَسَارِ يَوْمَ بَدْرٍ
فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَكَّنَكُمْ مِنْهُمْ فَعَامَ عَمْرٍ

کہا کہ اس کو تو آپ نماز پڑھنے کی جگہ بتا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وَاصْبِرْ وَاصْبِرْ
(۲۵:۲) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو، مسلم اور احمد بن حنبل،
ابن عباس سے وہ عطر سے، کہا کہ جب غزوہ بدر ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مخاطب سے)
سے فرمایا کہ ان اسیروں کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے تو ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ
چچا کے بیٹے اور رشتہ دار اور بھائی ہیں (میری رائے کچھ نہیں)، بجز اس کے کہ ہم ان سے فدیہ
لے لیں وہ ہمارے لئے مشرکین کے مقابلہ میں قوت کا باعث ہو گا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
ان کو اسلام کی طرف ہدایت فرما دے گا اور یہ لوگ ہمارے بازوئیں کے آپ نے فرمایا کہ لے ابن
خطاب تمھاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر
کی ہے۔ یہ لوگ ائمہ کفر اور مشرکین کے سرغنہ ہیں آپ ان کے حق میں یہ تجویز کریں کہ ان کی
گردنیں مار دی جائیں کہ ان کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائل ہو گئے اس رائے کی طرف
جو کہ ابوبکر نے عرض کی تھی اور جو کچھ میں نے عرض کیا اس کو پسند نہیں فرمایا اور ان سے فدیہ
لے لیا۔ جب جمع ہو گئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھا ہوں
کہ آپ اور ابوبکر دونوں بیٹھے ہوئے روہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے بتائیے
کہ کیوں روہے ہیں آپ اور آپ کے رفیق تلو اگر مجھے رذائے تو میں بھی رذوں ورنہ
آپ دونوں کے رونے کے ساتھ رونے کی کوشش کروں تو فرمایا کہ مجھ پر تمھارا غنا
پیش کیا گیا اس درخت سے بھی زیادہ قریب سے اس وقت ایک قریب کے درخت
کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ
نَبِيٌّ كَالشَّانِ كَالشَّانِ كَالشَّانِ كَالشَّانِ (بلکہ قتل کر دیتے جاتیں)
جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار) کی غور زری نہ کر لیں تم دنیا کا مال اسباب
چاہتے ہو؟ احمد بن حنبل، انس بن مالک سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا بدر کے قیدیوں کے بارے میں، فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے تو عمر بن الخطاب کھڑے
ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے تو ان سے نبی صلی اللہ

الخطاب فقال يا رسول الله اضرب أعناقهم
فأعرض عنه النبي صلى الله عليه وسلم ثم
عاد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
يا أيها الناس إن الله قد أمكنكم منهن
أنما هم إخوانكم بالأسن فقام عمر فقال يا رسول
الله اضرب أعناقهم فأعرض عنه النبي صلى
الله عليه وسلم ثم عاد النبي صلى الله عليه
وسلم فقال للناس مثل ذلك فقام أبو بكر
الصديق فقال يا رسول الله زلني إن تعفو
عنهم وإن تقبل الفداء منهم قال قد هب
عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما كان من الغم ففعلوا عنهم وقبل منهم
الفداء فأنزل الله تعالى كُلا كِتَابٍ مِّنْ
اللَّهِ سَبَقَ آيَاتِهِ الْبَغَارَى وَمَسْلَمٌ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ
قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْصَةَ
جَاءَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَبْرَهُ
يَكْفَنَهُ فِيهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ
فَقَامَ عُمَرُ فَاخْتَذَ ثَوْبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ لِقَبْرِهِ عَلَيْهِ وَقَدْ نَبَأَكَ اللَّهُ
أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّمَا خَيْرٌ لِّي أَنْ
أَسْتَغْفِرَ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

علیہ وسلم نے اعراض کیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور
فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے اور یہ وہی ہیں
جو کل تمھارے بھائی تھے۔ پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان
کی گردنیں مار دیجئے پھر ان سے اعراض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
سلم نے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور لوگوں سے
اسی طرح فرمایا تو ابو بکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ
ہماری رات یہ ہے کہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ
قبول کر لیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر
بورج کے آثار تھے وہ جاتے ہے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا اور
ان سے فدیہ قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کُلا کِتَابٍ
مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ الْآيَاتِهِ الْبَغَارَى (۶۸:۱۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو
چکا ہوتا۔ بخاری اور مسلم، ابن عمرؓ سے، کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی
بن سلولؓ مرا تو اس کا بیٹا عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا اور اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کو اپنا کرتے
عطا فرمادیں جس میں وہ اس کو کفنادیں اور سوال کیا کہ آپ اس پر نماز
پڑھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے
کھڑے ہوئے تو عمرؓ اٹھے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا کپڑا پکڑا اور کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے تو مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَغْفِرْ لَهُمْ
(۸:۹) آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں اگر
آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ
ان کو نہ بخشے گا اور میں استغفار کو ستر سے بڑھادوں گا۔

سبعین مَرَّةً فَلَنْ يُغْفَرَ اللَّهُ لَهُمْ وَسَأُزِيدُهُ لِي
 السبعين قال ان منافق فصلے علیہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عز وجل ولا تُصَلِّ
 علی اَعدائِهِمْ مات ابدًا ولا تُنْقِمُ علی قَبْرِهِ البخاری
 عن ابن عباس عن عمر انه قال لما مات عبد اللہ
 بن ابی بن سلول دُعی لہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یُصَلِّ عَلَیْهِ فلما قام رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم وَثَبْتُ عَلَیْهِ نَقَلْتُ یا رسول اللہ
 اقصِ علی ابن اُبی وقد قال یوم کذا کذا و
 کذا اُعدّو علیہ قولہ فقبس رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم وقال اُخْرِجْنِی یا عمر فلما اُکثِرْتُ
 علیہ قال انا اے خیرت لو اُعلم انی اذا زدت
 علی السبعین یُغْفَرُ لہ لَزُدْتُ عَلَیْہَا قال فصلی علیہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یُکَلِّمْ
 اِلَّا یسیرًا حتّٰی زلت الایاتان من براءۃ من قولہ
 ولا تُصَلِّ علی اَعدائِهِمْ مات ابدًا ولا تُنْقِمُ علی قَبْرِهِ
 اے وہم فاسقون قال فعبث بعد من جرأتی
 علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ

الحبيب الطبري عن انس بن مالك قال قال عمر وافتت
ربتي في اربع قلت يا رسول الله لو اتخذت علما
نساك خيأاً فانه يدخل عليك البر والفاجر

عہ نوریقین کے تسلط نے عمرہ کو مغلوب کر کے وہ جرات پیدا کر دی تھی جس پر آپ نے اظہار تعجب کیا ۱۲ مرتبہ۔

فانزل اللہ تعالیٰ واذا سالتوہن متاعا فاسالوہن
من وراء حجاب وتلفت لادراج النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لتستہین اولیہد لکن اللہ
انزاجا غیرا سکن ونزل ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین اسلے قولہ ثم انشاناہ خلقا
آخر فقلت فبارک اللہ احسن الخالقین فی روایۃ
فقال صلی اللہ علیہ وسلم تزیڈ فی القرآن
یا عمر فنزل جبریل بہا وقال انتہا تمام الآیۃ
المحب الطبری عن رجل من الانصار ان انسبہ
صلی اللہ علیہ وسلم استشار عمر فی امر عائشۃ حین
قال لها اہل الانکب ما قالوا فقال یا رسول اللہ
من زوَّجکھا فقال اللہ تعالیٰ قال انطلق ان
ربک دس ملک فیہا مجاہد ہذا بہتان عظیم
فانزل اللہ صلی وفتح ما قال عمر المحب الطبری
عن علی النطق عمر اے الیہود فقال انی انشدکم
باللہ الذی انزل التورۃ علی موسیٰ ہل تجدون
وصف محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی کتابکم قالوا
نعم قال فما ینحکم من اتباعہ قالوا ان اللہ
لم یبعث رسولا الا کان لہ من الملائکۃ کفیل
وان جبریل ہو الذی تکفل محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وہو الذی یتیمہ وہو عدو لنا من الملائکۃ
ومیکائیل سلمنا فلو کان ہو الذی یتیمہ
اتبعناہ قال فانی اشہد انہ ما کان میکائیل
لہ تورۃ کما نزل ہوئی واتخذوا من مقام ابراہیم مضطربا

کہا یا رسول اللہ آپ تو مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں گے۔ اور میں نے کہا
یا رسول اللہ آپ تو اپنی بیبیوں کا پردہ کرا میں کیونکہ آپ کے پاس اچھے بُرے سبھی
آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا واذا سالتوہن الخ (۵۲: ۲۸) اور جب تم ان سے کوئی
چیز مانگو تو پڑھنے کے باہر سے مانگا کرو اور میں نے انواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو باز
آجنا چاہتے رہے اللہ تعالیٰ ایسی بیبیاں بدل دے گا جو تم سے اچھی ہوں گی اور یہ آیت نازل
ہوتی ولقد خلقنا الانسان من خلتا اخر تک (۱۲: ۲۳) اور ہم نے انسان کو
مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو لطف سے بنایا جو کہ دایک مدت معینہ تک
ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا پھر ہم نے اس لطف کو خون کا لوتھر بنایا پھر ہم نے اس
خون کے لوتھر کے دو گوشت کی پوٹی بنایا پھر ہم نے اس پوٹی کے بعض اجزاء کو ہڈیاں
بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر اس کو ایک
دوسری ہی طرح کی مخلوق بنادیا تو میں نے کہا خلتک اللہ احسن الخالقین
تو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعات سے بڑھ کر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تو قرآن میں اضافہ کر رہے ہو پھر جبریل اس کو لیکر نازل
ہوئے اور کہا کہ آیت کا آخر حصہ یہ ہے۔ محب طبری، انصار میں کے ایک شخص سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے باسے میں عمر سے مشورہ طلب کیا جب کہ ان کے حق میں تہمت
لگانے والوں نے جو اس کی جتنی جگہ تھی تو عمر نے کہا یا رسول اللہ اس کو آپ کی زوجہ کس نے بنایا
تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تو پھر کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آپ کے باسے میں دھوکے کی
بات کی۔ یا اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ایسا کلام
جو قول عمر کے موافق تھا۔ محب طبری، علی رض سے کہ عمر نہ ہو دس کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں تم کو اس
خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت کو نازل کیا کہ کیا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف
اپنی کتاب میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! عمر نے کہا کہ پھر ان کے اتباع سے کیا چیز تم کو
روک رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر فرشتوں میں سے
کسی کو اس کا کفیل (مددگار) بنایا ہے اور جبریل وہ فرشتہ ہے جو کفیل بنا ہے محمد صلی اللہ علیہ
لہ تورۃ کما نزل ہوئی واتخذوا من مقام ابراہیم مضطربا

۱۲ علیہ تورۃ کما نزل ہوئی واتخذوا من مقام ابراہیم مضطربا

يَعَادِي سَلَمَ جَبْرِئِيلَ وَمَا كَانَ جَبْرِئِيلُ يَسْأَلُ
عَدُوَّ مِيكَائِيلَ قَالَ فَمَرَّ نَجِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَالُوا هَذَا صَاحِبُكَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ
فَقَامَ إِلَيْهِ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ قُلٌّ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِمُجْرِبٍ
أَلَيْ قَوْلُهُ عَدُوًّا لِلْكَافِرِينَ الْمَحَبِّ الطَّبْرِي وَهُوَ
فِي جَا مَعَ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ حَسَدِيصًا
عَلَى تَحْرِيمِ الْخَمْرِ فَكَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ بَيْنَ لَنَا فِي
الْخَمْرِ وَابْتِهَاتِ تَهَبِ الْمَالُ وَالْعَقْلُ فَنَزَلَ قَوْلُهُ
تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى إِلَّا يَدْعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّرَ فَلَمَّا
عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَفِ فِيهَا بَيَانًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ بَيْنَ لَنَا فِي
الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًّا فَنَزَلَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
إِذَا خُمِرْتُمُ وَالْيُسْرُ الْآيَةُ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّرَ فَلَمَّا عَلَيْهِ
فَقَالَ عُمَرُ عِنْدَ ذَلِكَ انْتَهَيْنَا يَا رَبِّ اتَّهَيْنَا
الْمَحَبِّ الطَّبْرِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ غُلَامًا
مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى عُمَرَ مِنَ الْخُطَابِ وَقَدْ
الظَّهْرَ لِيَدْعُوهُ فَدَخَلَ فَرَأَى عُمَرَ عَلَى حَالِهِ

و سلم کا اور یہی ہے وہ جو کہ ان کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ فرشتوں میں سے تھا اور دشمن ہے اور میکائیل ہمارا خیر خواہ ہے تو اگر ہم ان کے پاس گئے مالا جوتا تو ہم ان کا اتباع کر لیتے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل ایسا نہیں ہے کہ دشمنی کرے جس پر تل کے پسندیدہ لوگوں سے اور جس پر تل ایسا نہیں کہ سلامتی چاہے میکائیل کے دشمنوں کی کیا کبھی صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہیں تمہارے صاحب لے ابن الخطاب تو عمرؓ آپ کے پاس پہنچے اور آپ کا پر یہ آیت نازل ہو چکی تھی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِتَجْبُرِئِيلَ مِنْ عَدُوِّ الْمَكِّيْنِ ؕ هٰذَا عَلَيْنَا الْكِتَابُ (۹۸:۹۷) محب طبری، اندریہ جامع ترمذی وغیرہ میں بھی ہے کہ عمرؓ بہت خواہشمند تھے شراب کے حرام کئے جانے کو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ شراب کے بارے میں ہم پر واضح حکم کر دیجئے اور یہ مل کو بھی برباد کرتی ہے اور عقل کو بھی تو نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ فَقُلْ هُمَا فَاسَقَانٌ مُّسْتَعْسِلٌ میں نگاہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے فائدے سے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھتی ہیں الخ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں مراحت نہ رکھی تو کہا کہ یا اللہ عمرؓ کے متعلق ہمارے لئے شافی مرتج حکم بیان کر دیجئے پھر یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا الصَّلَاةَ إِنَّهُمْ كَانُوا مُّسْرِفِينَ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں جاؤ کہ تم نشے میں ہو الخ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے آیت کی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں مرتج حکم نہ دیکھ کر پھر دعا کی کہ یا اللہ ہمارے لئے عمرؓ کے متعلق شافی مرتج حکم بیان کر دیجئے پھر نازل ہوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمَرُ وَالْأَخْمَرُ وَآلُوهٖ أَبْغَضٌ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَلِأَهْلِ الْبَيْتِ الْعَالِمِينَ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوار اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیرہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو عمرؓ نے اس موقع پر کہا کہ ہم (شراب، بازائے لے پروردگار ہم باز آئے۔

مکہ عمر مروتیہ علیہا فقال یا رسول اللہ
وَوَدِدْتُ لَوْ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَنَا وَنَهَانَا فِي حَالِ
الْأَسْتِئْذَانِ فَزَلْتُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَيْسَتْ تَأْخِذُكُمْ الَّذِينَ كَلَّمْتُ أَبْنَاءَكُمْ أَلَا يَهْدِي
الْمَلَأُ الطَّبْرِي لِمَا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى ثَلَاثَةً
مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْآخِرِينَ بَعَثَ
عمر وقال يا رسول الله وقيل من الآخرين
أَمَّا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم و
صَدَقْنَا وَمَنْ يَنْتَوِي قِيلَ فَنَزَلَ اللَّهُ
تَعَالَى ثَلَاثَةً مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْآخِرِينَ
فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ
فَقَالَ لَقَدْ نَزَلَ اللَّهُ فِي مَا قُلْتَ فَجَعَلَ ثَلَاثَةً مِنَ
الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْآخِرِينَ الْمَلَأُ الطَّبْرِي
عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ
يَهُودِي أَمْرَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ
قَوْلَهُ تَعَالَى سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ
مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ
وَالْأَرْضُ فَالْيَنَارِ فَقَالَ لِاصْحَابِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوهُ فَلَمْ يَكُنْ
عِنْدَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ عُمَرُ أَرَأَيْتَ النَّبَارَ
إِذَا جَاءَ النَّيْسُ مِيلًا السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ قَالَ بَلَى

محبت طبری ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک غلام
کو ظہر کے وقت بھیجا عمر بن الخطاب کے پاس تاکہ ان کو بلا لے تو وہ اندر پہنچ گیا اور
اس نے عمر کو ایسی حالت میں دیکھا کہ عمر کو اس کا اس حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا تو آپ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آنے کی اجازت طلب کر سکے
کچھ امر اور نہی فرمائے تو نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَتْ تَأْخِذُكُمْ أَلَمْ (۵۸:۲۴)
لے ایمان والو! تمہارے پاس آنے کے لئے، مملوکوں کی اور تم میں جو عبدِ بدیع کو نہیں پہنچے
انکو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہئے۔ الم۔ المحب طبری، جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا
ثَلَاثَةً مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْآخِرِينَ (۵۶:۱۳:۵۸) ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے
لوگوں میں سے ہو گا اور متھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے! تو عمر مذکور سے اور کہا یا رسول
اللہ اور آخرین میں سے متھوڑے سے؟ ہم اللہ کے رسول پر ایمان لاتے (صلی اللہ علیہ وسلم)
اور انکی ہم نے تصدیق کی اور جو ہم میں سے نجات پائیں وہ قلیل ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:
ثَلَاثَةً مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْآخِرِينَ (۵۶:۱۳:۵۸) لا صاحب الیمین کا ایک بڑا گروہ
اگلے لوگوں میں سے ہو گا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہو گا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عمر کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس بات کے بارے میں جو تم نے کئی تھی نازل فرمادیا ہے
تو اس نے ایک بڑا گروہ اولین میں سے اور ایک بڑا گروہ آخرین میں سے مقرر کر دیا۔ محمد طبری
طارق بن شہاب سے کہہا کہ ایک یہودی شخص عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور بول لکھا آپ نے
دیکھا اللہ تعالیٰ کا قول وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ (الحج: ۳۲:۳۳) اور دوڑ دوڑ کر مغلط
کے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہے جیسے
آسمان وزمین! تو نار کہاں ہے (جب کہ تمام آسمان وزمین جنت کے عرض میں آگئے) تو عمر
نے اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کو جواب دو تو ان کے پاس اس کے بارے میں
کچھ نہ تھا۔ تو عمر نے کہا کہ کیا تو نے دن کو دیکھا ہے کہ جب وہ آجاتا ہے تو کیا آسمانوں اور زمین

عہ یعنی کوئی روایت موجود تھی اور صحابہ کی عادت تھی کہ اپنے قیاسات عقیدہ بیان کرنے سے ایسے امور میں بچتے تھے اور صحابہ کو مخاطب کرنے سے حضرت عمر کا منشا
بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہو تو بیان کرے ۱۲ مترجم

قال فابن اللیل قال حیث شاء اللہ عزوجل
قال عمر فانما حیث شاء اللہ عزوجل قال
قال الیہودی والذی نفسک بیدہ یا امیر المؤمنین
ابنابی کتاب اللہ المنزل کما قلت رومی
ان کعب الاحبار قال یومنا عند عمر دلیل ملک
الارض من ملک السماء فقال عمر الا من حاسب
نفسه فقال کعب والذی نفسی بیدہ انہ
لن یعتبہا فی کتاب اللہ عزوجل التورۃ فخر
عمر ساجدا للہ تعالیٰ المحب الطبری عن
ابن عمر انہ قال ما اختلف اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی شیئہ وقالوا وقال
عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن علی ان
عمر لیسئل القول فینزل القرآن بتصدیقہ وعنه
کنا نری ان فی القرآن کلاما من کلامہ ورا یا
من رایہ ومن ذلک قوله فی الاذان اولاً
تبعثون رجلاً ینادی بالاذان فاستقر الامر
علی ذلک بعد رویا عبد اللہ بن زید داہل
العقۃ فی الصمیمین وغیرہما وخرج محمد بن اسحق
واحمد والبودادۃ والترمذی والدارمی فی
حدیث عبد اللہ بن زید فنیع عمر ذلک یعنی

کو نہیں بھرتا اس نے کہا کہ بیشک۔ کہا کہ پھر رات کہاں ہوتی ہے۔ اس نے کہا جہاں اللہ
عزوجل چاہتا ہے۔ عمر نے کہا کہ پھر نار بھی دیں ہے جہاں اللہ عزوجل نے چاہا۔ کہا کہ
اس پر یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں آپ کا نفس ہے
کہ یہ بات اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت) میں اسی طرح ہے جیسے آپ نے
کہا۔ مروی ہے کہ ایک دن کعب احبار نے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ زمین کے بادشاہ
کے لئے خرابی ہوگی آسمان کے بادشاہ کی طرف سے۔ تو عمر نے کہا بجز اس کے جو
پانے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے کہ اسکی تائید کرنیوالی آیات اللہ عزوجل کی کتاب توریت میں موجود
ہیں تو عمر اللہ کے لئے سجدے میں گر گئے۔ محب طبری ابن عمر نے کہا انہوں
نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں مختلف الراعی
نہیں ہوتے کہ انہوں نے ایک بات کہی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ اور کہا مگر قرآن نازل
ہوا اس بات کے موافق جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہی۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ
کہتے قرآن اسکی تصدیق میں نازل ہو جاتا۔ اور ان ہی سے مروی ہے کہ ہم دیکھا
کرتے تھے کہ قرآن میں موجود ہے ان کے کلام کے مطابق کلام اور ان کی رائے
کے مطابق رستے۔ اور اسی قسم میں سے ہے ان کا قول اذان کے بارے میں
کہ کیوں نہیں بھیج دیتے کسی شخص کو جو اذان کو بلند آواز سے کہہ دے تو اسی
پر بات قرار پڑ گئی عبد اللہ بن زید کے خواب کے بعد اور اصل قصہ
صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہے اور اخذ کیا محمد بن اسحق اور البودادۃ
اور ترمذی اور دارمی نے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے
اس کو یعنی اذان کو سنا اور وہ پانے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچتے

عہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ یہ محاورے کا کلام ہے کہ دن کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ سب آسمان وزمین روشنی سے بھر گئے حالانکہ جب کمرۃ ارض کے
ایک حصہ میں دن ہوتا ہے تو دوسرے میں رات ہوتی ہے اسی طرح جنت کے عرض کو سموات وارض کے عرض سے تشبیہ ایک محاورے کا کلام ہے
رقبہ اور پیمائش مقصود نہیں ہے۔ یہودی نے بھی تصدیق کر دی کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب یعنی توریت میں بھی اسی تشبیہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم

الاذان دہو فی بیتہ فخرج یجرحہ ردائوہ وہو
 یقول الذی بئسک باحق لقد رأیت مثل
 الذی رای قال صلی اللہ علیہ وسلم فلیت
 احمد المحب الطبری عن عبد الرحمن بن ابی
 عمرۃ الانصاری قال حدثنی ابی قال کنا مع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ غزایا
 فاصاب الناس غمۃ فاستاذن الناس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یخرج بعض
 ظہورہم فہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان یا ذن لہم فقال عمر بن الخطاب ارأیت
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخرجنا
 ظہرنا ثم یقینا عدونا فدا و نحن جیاع
 رجال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فأتانی یا عمر قال اری ان تدعو الناس
 ببقایا اذدادہم ثم تدعو فیہا بالبرکۃ فان
 اللہ عز وجل سیطعننا بدعوتک ان شاء اللہ
 تعالی قال نکاشا کان علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم غطاء فکشف قال فدعا بنو
 فامرہ فبسط ثم دعی بالناس ببقایا اذادہم
 قال فجاءوا بما کان عندہم قال فمن الناس
 من جاء بالجمۃ من الطعام او الخبثۃ
 ومنہم من جاء بمثل البیضۃ قال فامرہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع

ہوتے نکلے اور وہ یہ کہ بے تھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ
 بھیجا ہے میں نے اسی کی مانند خواب دیکھا جو اس نے (یعنی عبداللہ بن زید نے)
 دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فلیت احمد (اللہ کا شکر
 ہے) محب طبری، عبد الرحمن بن ابی عمرۃ الانصاری سے کہا کہ مجھ سے بیان
 کیا میرے باپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ
 میں تھے جس میں آپ تشریف لے گئے تھے تو لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے اس
 پر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اپنے بعض
 اونٹوں کے ذبح کرنے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کہ ان
 کو اجازت دے دیں تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ
 نے اس کا بھی خیال فرمایا کہ اگر ہم نے اپنی سواروں کو ذبح کر لیا پھر ہم اپنے
 دشمنوں سے کل اس حال میں مقابلہ کریں گے کہ ہم بھوکے اور پیدل ہوں گے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ————— پھر تمہاری
 کیا راستے ہے اسے عمر کہا کہ میری راستے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے
 بچے ہوتے زاد راہ سمیت طلب کیجئے پھر اس میں آپ دعائے برکت
 کیجئے تو یقیناً اللہ عز وجل آپ کی دعائے ہم کو طعام عطا کرے
 گا انشاء اللہ تعالیٰ کہا کہ ایسا ہو گیا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے سامنے ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو اٹھا دیا گیا۔ کہا کہ پھر آپ نے
 ایک کپڑا منگایا جو آپ کے حکم سے بچھا دیا گیا۔ پھر لوگوں کو ان کے بچے
 ہوتے زاد راہ کے ساتھ بلوایا کہ آپ جو کچھ لوگوں کے پاس موجود
 تھا لے کر آئے۔ کہا کہ لوگوں میں بعض ایسے تھے جو کھانے کا بڑا پیالہ
 لے کر آئے یا ایک دو ہتھ لائے اور ان میں سے بعض انڈے کے برابر
 لے کر آئے۔ کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حکم دیا تو وہ اس کپڑے پر رکھ دیئے گئے۔ پھر آپ نے

اس میں برکت کی دعا کی اور تکلم فرمایا اس کلام سے جو اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر لشکر میں اعلان کر دیا سب لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے کھایا اور کھلایا اور اپنے برتنوں کو اور اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا۔ پھر آپ نے ایک رکوعہ دھڑے کا چھوٹا ڈول منگایا جو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ پھر آپ نے تھوڑا سا پانی منگایا۔ وہ اس میں ڈال دیا گیا پھر آپ نے اس میں کلی کی اور جن کلمات کے ساتھ اللہ نے چاہا آپ نے تکلم کیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اس میں داخل کر دیا تو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھا کہ ان سے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پیا اور اپنی مشکیں اور برتن بھرتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے پھر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ الْخَدِیْجِیْنَ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ بچتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ نہیں ملے گا ان دونوں (شہادتوں) کو کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص مگر وہ جنت میں داخل ہو گا۔ حب جبری ابوموسیٰ سے کہا کہ میں آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ میری قوم کے بھی تھے تو فرمایا کہ تم کو شارت ہو اور ان کو بشارت دے دو جو تمہارے پیچھے ہیں کہ جس نے یہ شہادت دی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اس حال میں کہ آپس میں صادق ہو (یعنی صدق دل سے شہادت دینے والا ہو) تو وہ جنت میں داخل ہو گا تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے لوگوں کو یہ بشارت دے رہے تھے تو ہمارے آڑے آگئے عمر بن الخطاب پھر لوٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اس صورت میں لوگ اتنے ہی پر اعتماد کر بیٹھیں گے (اور اعمال خیر چھوڑ دیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

على ذلك الثوب ثم دعا فيه بالبركة ثم تكلم بما شاء الله عز وجل ثم نادى في الجيوش ثم امرهم فاكلوا واطعموا وطلاوا انقيتهم ومزادهم ثم دعا بركوة فوضعت بين يديه ثم دعا بشئ من ماء فصب فيها ثم فج فيها وتكلم بما شاء الله ان يتكلم به وادخل كفيه فيها فاقسم بالله لقد رايت اصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم يتفجر منها ينباع الماء ثم امر الناس فشربوا وطلاوا قمر بهم واذ اداؤهم قال ثم ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت لواجذه ثم قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله لايلقى الله بهما احد الا دخل الجنة المحب الطبري عن ابى موسى قال ايتت النبى صلى الله عليه وسلم ومعى نفر من قومي فقال البشروا وبشروا من وراءكم انه من اشهد ان لا اله الا الله صادقا بها دخل الجنة فخرجنا من عند النبى صلى الله عليه وسلم ببشر الناس فاستقبلنا عمر بن الخطاب فرجع الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر یا رسول اللہ اذا يتكلم الناس فسلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہو گئے۔ مسلم، ابو ہریرہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے باغ میں پہنچا تو مجھے آپ نے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا کہ میری یہ دونوں جوتیاں لے جا اور باغ سے باہر جس سے تو ملے جو کہ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ اس شہادت پر اس کا قلب یقین رکھنے والا ہو اس کو جنت کی بشارت دیدے۔ تو پہلا شخص جو مجھ سے ملا وہ عمر بن الخطاب تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ جوتیاں کب لے رکھی ہیں لے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ یہ دونوں جوتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یہ مجھے دے کر آپ نے بھیجا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایسا ملے جو یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا قلب اس پر یقین رکھتا ہو تو میں اس کو جنت کی بشارت دیدوں گا تو انہوں نے میری چھاتی کے درمیان مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ واپس ہو لے ابو ہریرہ۔ تو میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے رونے کا قصد کیا اور عمر مجھ پر سوار ہوئے (یعنی تعاقب کیا) دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے آئے ہیں تو میں نے کہا کہ میں عمر سے ملا اور جس پیغام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کو خبر کر دی تو اس نے میری چھاتی پر مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ لوٹ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے عمر کس بات نے تم کو اس حرکت پر ابھارا جو تم نے کی؟ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہی ابو ہریرہ کو اپنی نعین دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر اس کا قلب یقین رکھتا ہو تو اس کو جنت کی بشارت دے دے فرمایا کہ ہاں تو عمر نے کہا کہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تنقید کریں گے تو ان کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کرتے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اسی حال پر رہنے دو۔ ابو داؤد ابو ہریرہ سے، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز

مسلم عن ابی ہریرۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حالتہ فاعطانی نعلیہ فقال اذهب بنعلی ہاتین فمن نعیشہ من وراء الحائل یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرتہ بالجنة نکان اول من لقی عمر بن الخطاب فقال ہاتان النعلان یا ہریرۃ فقلت ہاتان نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی بہما من لقی یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرتہ بالجنة فضر بن ثدیٰ فخررت لاسی فقال ارجع یا ہریرۃ فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجہشت بالبکاء و رکبنی عمر و اذا ہو علی اثرے فقلت لقی عمر و اخبرتہ بالذہ بعثتہ بہ فضر بن ثدیٰ فخررت لاسی و قال ارجع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر احکم علی ما منعک فقال یا رسول اللہ ابعث ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرتہ بالجنة قال نعم قال فلا تفعل فانی اعط ان یتکل الناس علیہا فخلیم یعلون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلیم ابو داؤد عن ابی رثۃ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قد کان معہ

عہ عمر کا یہ فعل بنابر غلبہ حال تھا جو مذکورہ بالا دو روایتوں کے استیلاء سے پیش آیا تھا یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخذہ نہ فرمایا ممکن ہے کہ

پڑھی اور آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیر اولیٰ میں موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا جس نے آپ کے ساتھ تکبیر اولیٰ کو پایا تھا اور دو گانہ شروع کر دیا تو عمرؓ کو ذکر اس پر جا پہنچے اور اس کے کندھے پر ہاتھ پکڑ کر اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ۔

در حقیقت اہل کتاب نہیں ہلاک ہوتے مگر اس وجہ سے کہ ان کی نمازوں کے بیچ میں فصل نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور فرمایا اللہ نے تم کو حق پر پہنچا دیا ہے اے ابن خطاب **فصل رابع**

امیر المومنین عمر بن الخطاب کے مکاشفات اور ان کی ایمانی بصیرتوں کے بیان میں اور ان اچھے خوابوں کے بیان میں جو مسلمانوں نے ان کے بارے میں دیکھے اور اس فصل کا بڑا حصہ قوتِ مائدہ کے نور یقین کی مطیع ہونے کی جنس میں داخل ہے لیکن ہم نے ان کو مستقلاً الگ رکھا ہے اس کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے، اور اس کے ساتھ دوسری نوع کے حالات کو نہیں طایا۔ محب طبری، عمرو بن الحارث سے، کہا اس درمیان میں کہ عمرؓ یوم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ کو ترک کر دیا اور پکارا ”یا ساریۃ الجبل“، (اے ساریہ پہاڑ، دو مرتبہ یا تین مرتبہ پھر اپنے خطبہ کی طرف متوجہ ہو گئے تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ مجنون ہیں کہ اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل پھر عبد الرحمن بن عوف ان کے پاس پہنچے اور وہ ان سے بے تکلفی کی باتیں کرتے تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کے لئے اپنے اوپر نکتہ چینیوں کا موقع نکالتے ہیں۔ اپنے خطبہ میں جو آپ نے ندا کی

رجل قد شہد التکبیر الاولیٰ من الصلوٰۃ فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم سلم فقام الرجل الذی ادرک معہ التکبیر الاولیٰ یشفع فوثب عمر الیہ فاخذ منکبہ فہزہ ثم قال اجلس فانہ لم یشک اہل الکتاب الا انہ لم یکن بن صلوٰۃ فصل فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ وقال اصاب اللہ بک یا ابن الخطاب **الفصل الرابع** فی مکاشفات امیر المومنین عمر بن الخطاب وفراساتہ واما رأی المسلمون فیہ من المرایا الصاکحہ ومعظم ہذا الفصل داخل فی جنس التقیاد القوۃ العاقلۃ لنور الیقین لکن افرزناہ بعظم خطرہ دما الحفظا بغيرہ المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعہ اذا ترک الخطبۃ وناذی یا ساریۃ الجبل مرتین اولئک ثم اقبل علی خطبۃ

فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ المجنون ترک خطبۃ وناذی یا ساریۃ الجبل فدغل علیہ عبد الرحمن بن عوف وکان یشیط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس ملک مقالا بینا انت فی خلیتک اذا نادیت

عہ فصل نہ کرنے کی وجہ ریا کاری تھی اور عبادتِ ریا موجبِ ہلاکت ہے اسی مادہ ریا کو قطع کرنے کے لئے عمرؓ نے اس کو بٹھا دیا ۱۲

یا ساریہ الجبل ائی شئی هذا قال واللہ
ما قلت ذلک حین رأیت ساریہ واصحابہ
یقالتون عند جبل دیوثون منہ من بین
ایدیم ومن خلفہم فلم اُتک ان قلت
یا ساریہ الجبل لیس الحقوا بالجبل فلم تمض
الا یام مئی جاء رسول ساریہ بکتابہ ان القوم
لقد نالوم اجمعہ فقاتلناہم من حین صلینا
الصبح الی ان حضرت المبعث وذر حاجب
الشس فسمنا صوت مناد ینادی الجبل مرتین
فلیقنا بالجبل فلم نزل قاہرین لعدونا
مئی ہزمہم اللہ تعالیٰ ویروی ان مصر
لما فختت الی اہلبا عمرو بن العاص وقالوا
ہ ان هذا النیل یتماج فی کل سنۃ
الی جاریہ یجر من احسن الجاری فلیقنا فیہ
والا فلا تجری وتخرب البلاد وتقطعت فبعث
عمرو الی امیر المومنین عمر بن الخطاب بالجبر فبعث
الیہ عمر الاسلام یجبت ما قبلہ ثم بعث الیہ
بطاقۃ فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم الی
نیل مصر من عبد اللہ عمر بن الخطاب امالہ
فان کنت تجری بنفیک فلا حاجۃ بنا الیک
وان کنت تجری باللہ فاجر علی اسم اللہ وامرہ

یا ساریہ الجبل یہ کیا چیز تھی؟ عمر نے کہا کہ واللہ میں قابو سے باہر ہو گیا
جب میں نے دیکھا ساریہ اور اس کے ساتھیوں کو کہ وہ قتال کر رہے ہیں
پہاڑ کے قریب اور وہ گھیر لئے جائیں گے اس دشمن کی طرف سے آگے
سے بھی اور پیچھے سے بھی تو میں بے قابو ہو گیا اس بات کے کہنے پر کہ
یا ساریہ الجبل تاکہ وہ پہاڑ سے ملحق ہو جائیں تاکہ دشمن چاروں طرف سے
نگھیر سکے تو کچھ دن نگذرے تھے کہ ساریہ کا بھیجا ہوا قاصد ان کا خط
لے کر آیا کہ قوم نے ہم پر جمعہ کے دن حملہ کیا تو ہم نے ان سے صبح کے
وقت سے قتال شروع کیا یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آگیا اور سورج ڈھلنے
لگا تو ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جس نے دوسرے الجبل پکارا
تو ہم پہاڑ سے ملحق ہو گئے پھر ہم برابر اپنے دشمن پر غالب ہوتے چلے گئے
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہنگامہ دیا۔ اور مروی ہے کہ جب مصر
فتح ہو گیا تو اہل مصر عمرو بن العاص کے پاس آئے ان سے کہا کہ یہ دریا
نیل ہر سال ایک ایسی کنواری لڑکی کا طلب گار ہوتا ہے جو سب سے
خوبصورت ہو پھر وہ اس میں ڈال دی جاتی ہے۔ ورنہ وہ جاری نہیں ہوتا
اور ملک برباد ہو جاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے تو عمرو نے امیر المومنین
عمر کو قاصد بھیجا جو ان کو اس واقعہ سے مطلع کرے۔ تو عمرو نے
ان کو یہ جواب بھیجا کہ اسلام لانے سے پہلے رسوم کو قطع کرتا ہے اور ان
کے پاس ایک پرچہ بھیجا جس میں یہ لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم نیل مصر کی
طرف اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کی جانب سے آمنا بَعْدُ
اگر تو جاری ہوتا تھا اپنے اختیار سے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور
اگر تو جاری ہوتا ہے اللہ کی قدرت سے تو جاری ہو اللہ کے نام سے"

عمر اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں ایک تو قتال کا مشاہدہ دوسری مدینہ سے ہزاروں بچہ دینا تیسری ایسی مناسب تدبیر کی رہنمائی
کرنا جس سے یہ عمارتیں نخریاب ہو گئے ۱۲ مترجم نے یعنی اس میں طغیانی نہیں آتی جس پر یہاں کی زراعت کا دار و مدار ہے۔

ان یلقیہا فی النیل فجری فی تلک اسبۃ شتہ
عشر ذی قعداء فزاد علی کل سنۃ سبتہ اذرع و
فی روایۃ فلما اقبلت کتابہ فی النیل جری و
لم یعد یقف و عن خوات بن جبر قال اصاب
الناس قحط شدید علی مہد عمر فارہ ہم
بالخروج الی الاستقار فصلت بہم رکتین
وخالفت ین طرفی ردائہ فبعل الیمین علی الیسار
والیسار علی الیمین ثم بسط یدیمہ وقال اللہم
انا نستغفرک و نستغفیک فایدح حتی مضطربا
فیما ہم کذلک اذ قدم الاعراب فاقوا عمر
فقالوا یا امیر المومنین بیما نحن فی بوادینا
فی یوم کذا فی ساعۃ کذا اذ ظلمت غمامۃ
فمنعنا فیہا صوتا و ہو یقول اناک الغوث باحضر
اناک الغوث باحضر ویروی انہ عس لیلۃ
من اللیالی فانے علی امرأۃ وہی تقول لابنتہا قومی
وامذتی اللبن بالماء فقلت لا تفعلی فان
امیر المومنین نہی عن ذلک قالت ومن این
یرمی قالت فان لم یعلم ہو فان رب امیر
المومنین یرای ذلک فلما اصبح عمر قال لابنہ
اذہب الے مکان کذا وکذا فان ہناک
صبیۃ فان لم یکن مشغولۃ فترؤج بہا
لعل اللہ یرزقک منہا فسمتہ مبارکۃ فترؤج
عاصم بئک البنت فولدت لہ ام مامیم

اور عمر کو حکم دیا کہ اس کو نیل میں ڈال دو (چنانچہ تبعل حکم ڈالا گیا) تو اس
سال وہ سولہ گز اوپر چڑھ گیا پھر ہر سال میں بڑھتے بڑھتے چھ گز اور بڑھ گیا۔
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مکتوب نیل میں ڈالا گیا تو نیل جاری ہو
گیا اور پھر اعادہ نہیں کیا (سابق حال کی طرف) کہ ٹھہر جائے۔ اور مروی
ہے خوات بن جبر سے کہ لوگ عمر بن کے زمانہ میں شدید قحط میں مبتلا ہو
تو آپ نے ان کو حکم دیا استقار کے لئے نکلنے کا پھر انہوں نے ان کو
دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنی چادر کی دونوں جانبوں کو مختلف کیا یعنی دائیں
کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف کیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے اور دعا
کی کہ یا اللہ ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ سے مدد مانگتے ہیں تو دیر
نہیں لگی کہ لوگوں پر مینہ برسنے لگا۔ ابھی لوگ اسی میں تھے یعنی بارش ہو رہی
تھی کہ دیہاتی لوگ اگر عمر سے ملے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب کہ
فلاں دن اور فلاں ساعت میں ہم اپنے جنگل میں تھے کہ ہم پر ایک بدلی چھا گئی
پھر اس میں سے ہم کو ایک آواز سموع ہوئی کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ اگیا ہے
تیرے پاس فریاد رس (یعنی برسے والا بادل) اے ابو حنیفہ اگیا ہے تیرے پاس
فریاد رس اے ابو حنیفہ۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات میں گشت کیا تو ایک
عورت پران کا گدڑ ہوا جو کہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں پانی ملائے
تو لڑکی نے کہا کہ ایسا نہ کر کیونکہ امیر المومنین نے اس بات سے منع کیا ہے تو اس
نے کہا کہ یہاں کون ہے جو اس کو بتائیگا۔ لڑکی نے کہا کہ اگر وہ نہیں جانتا تو امیر المومنین
کا رب تو اس کو جانے گا۔ پھر جب صبح ہو گئی تو عمر نے اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا
کہ فلاں مکان پر جو ایسا اور ایسا ہے جا، وہاں ایک لڑکی ہے (اس کا حال
معلوم کر) اگر وہ منکوحہ نہ ہو تو تو اس سے نکاح کر لے امید ہے کہ اس سے تجھ
کو اللہ تعالیٰ مبارک اولاد عطا فرمادے تو عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا
تو اس سے ام مامیم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئی، پھر اس سے نکاح

بنی عاصم بن عمر فتروہا عبد العزیز
 ابن مروان فولدت له عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
 علیہ ولما دخل المسلم الخولانی المدینۃ من
 الیمین وكان الاسود بن قیس الذی ادعی
 النبوة بالیمین عرض علیہ ان یشہد انہ
 رسول اللہ فابے فقال انتہبہ ان محمدا
 رسول اللہ قال نعم فامر بتایجج نار عظیمہ
 فاقبلی فیہا ابوسلم فلم تقرہ فامرہ بنفیبہ
 من بلادہ فقدم المدینۃ فلما دخل من
 باب المسجد قال عمر ہذا صاحبکم الذی زعم
 الاسود الکذاب انہ یحرقہ فنجاه اللہ منہا
 ولم یکن القوم ولا عمر سبغوا قیضتہ و
 لارادہ ثم قام الیہ واعتنق وقال
 است عبد اللہ بن ثوب قال یلی فبکی عمر
 ثم قال الحمد للہ الذی لم یقتلہ حتی
 ارانہ فی امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 شبیبہا بابراہیم الخلیل علیہ السلام و
 رومی عن عمر انہ البصر اربابا نازلا من جبل
 فقال هذا رجل مصاب بولہ و قد نظم
 فیہ شعرا لوشاء لاسمکم ثم قال
 یا اعرابی من این اقبلت فقال من
 اعلیٰ هذا الجبل قال وما صنعت فیہ
 قال اودعتہ ودیعتہ قال وما ودیعتک

کیا عبد العزیز بن مروان نے جس سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور جب ابوسلم خولانی یمین سے مدینہ میں داخل ہوتے اور (ان کو یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ اسود بن قیس نے جس نے کہ یمین میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! تو اس نے بہت بڑی آگ دہکانے کا حکم دیا پھر ابوسلم کو اس میں ڈال دیا گیا تو آگ نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ پھر اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر (چند سال کے بعد) یہ مدینہ آئے جب مسجد کے دروازے میں آئے تو عمر نے (اصحاب سے) کہا کہ یہ ہیں وہ تمہارے صاحب جن کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ ان کو جھونک دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی اور قوم نے اور عمر نے کسی سے نہ ان کی سرگذشت کو سنا تھا اور نہ ان کو دیکھا تھا۔ پھر عمر ان کے پاس پہنچے اور ان سے معاف کیا اور ان سے کہا کہ کیا تو عبد اللہ بن ثوب نہیں ہے ابوسلم نے کہا بیشک۔ پھر عمر روتے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ مجھے دکھا دیا اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا شخص جو مشابہ ہے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے۔ اور مروی ہے عمر کے بارے میں کہ انہوں نے نظر ڈالی ایک اعرابی پر جو پہاڑ سے اتر رہا تھا تو (ساتھ والوں سے) فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جو مصیبت میں پڑا ہے اپنے بچے کی وجہ سے اور اس کے بارے میں کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں اگر اس نے چاہا تو میں تم کو سنواؤں گا۔ پھر (جب وہ قریب آگیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے اعرابی کہاں سے آئے ہو تو اس نے کہا اس پہاڑ کی چوٹی سے۔ آپ نے کہا کہ وہاں تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ ایک امانت اس کو پیڑ دکی ہے۔ فرمایا کہ آخر وہ تمہاری

امانت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بچہ تھا جو ہلاک ہو گیا تو میں نے اس کو اس میں دفن کیا۔ فرمایا کہ اس کے بارے میں اپنا مرثیہ ہم کو سناؤ اس نے کہا کہ آپ کو کیسے خبر ہو گئی اے امیر المومنین۔ واللہ ابھی تک میں اس کو زبان پر بھی نہیں لایا اور صرف دل ہی سے باتیں کی ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے : نظم
لے آئیے غائب ہونے والے جو اپنے سفر سے واپس نہیں لوٹے گا، اس پر
موت جلدی کر گئی اس کے بچپن ہی میں۔

اے میری آنکھ کی ٹھنڈک تو میری دل بستگی تھا، میری لمبی رات میں
ہاں اور چھوٹی رات میں بھی۔

نہیں نگاہ پرستی کسی چیز پر اپنے قبیلہ میں جس جگہ بھی پڑتی ہے بحر تیری
نشانوں کے۔

تو نے ایسا پیالہ پیا ہے جس کو تیرا باپ بھی پینے والا ہے اس کے بغیر اس کے
لے کوئی چارہ کان نہیں بڑھا پلے کی حالت میں۔

وہ اس کو پیش گا اور سب ہی لوگ پیش گے خواہ کوئی اپنے میدان میں
میں ہو یا اپنے شہر میں۔

اور شکر ہے اللہ کا جس کے حکم میں کوئی شریک نہیں اس کی قدر میں
ہی تھا۔

اسی نے موت کو بندوں پر مقتدر کیا تو مخلوق میں سے کوئی اس پر قادر
نہیں کہ اپنی عمر میں اضافہ کرے۔

کہا کہ پھر عمر مر رہے گے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ فرمایا کہ تو نے
سچ کہا اے اعرابی۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن عمر مر رہے
اتنے زور سے سانس لیا کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی تو میں
نے کہا و اللہ آپ کے اندر سے یہ سانس کسی بڑے غم نے نکالا ہے فرمایا
کہ غم؟ واللہ شدید غم! حقیقت یہ ہے کہ اس امر کے لئے کوئی رکھنے کی

قال فنبی علی ہلک قد فتنہ فیہ قال فامضنا
مرثیتک فیہ قال دما یریک یا امیر المومنین
فواللہ ما تقوہت بذلک وانما حدثت بہ
نفسی ثم اشد ہذہ منظم

یا غائباً ما یؤوب من سفرہ

عاجلہ موثر علی صغیرہ

یا قرۃ العین کنت لی انسا

فی طول لیلی نعم و فی قصرہ

ما تقع العین حیثما وقعت

فی الحی منی الا علی اقرہ

شربت کما ابوک شاربہ

لا بد منہ کہ علی کبیرہ

یشربہا والاناہم کلہم

من کان فی بدوہ و فی حضرہ

و کمیشد لا شریک لہ

فی حکمہ کان ذاک فی قدرہ

قد موتا علی العباد فنا

یقدر خلق یزید فی عمرہ

قال فبکا عمر حتم بن یحیثم ثم قال

صدق یا اعرابی وعن ابن عباس

قال تنفس عمر ذات یوم تنفعا ظننت

ان نفسہ خرجت قفلت واللہ ما خرج

ہذا منک الا ہم قال ہم واللہ ہم

جگہ میں نہیں پاتا۔ وہ اس امر سے، خلافت مراد لے رہے تھے تو میں نے ان سے علی اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور سعد اور عبد الرحمن بن عوف کا ذکر کیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے ہر ایک کے بارے میں خلافت کے معارض باتوں کا ذکر کیا اور عثمان کے بارے میں جن باتوں کا مجھ سے ذکر کیا تھا ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اپنے اقارب سے بہت محبت رکھنے والا ہے۔ کہا کہ اگر میں نے اس کو خلیفہ بنایا تو وہ تمام بنو اُمیہ کو عہد بیدار بنادے گا اور ابو معیط کے بیٹوں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کرے گا۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا پھر بخدا جب وہ ایسا کرے گا تو عرب کے لوگ اس کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہ ضرور کرے گا اور خدا کی قسم جب وہ یہ کرے گا تو اہل عرب ضرور ہی کریں گے۔ اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جب کہ وہ قادیسیہ میں تھے لکھا کہ فضل بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کرو تاکہ وہ اس کے نواحی یعنی اطراف کے شہروں پر چھاپے مارے تو سعد نے فضل کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ لوگ نکل کر حلوان عراق میں پہنچ گئے اور انہوں نے نواحی علاقوں پر چھاپے مارے اور اموال غنیمت اور بہت سے قیدی قبضہ میں آئے پھر ان کو ہنکاتے ہوتے یہ لوگ آ رہے تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہو گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو فضل نے قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو پہاڑ کے ایک کنارے پر محفوظ کیا۔ پھر کھڑے ہو کر اذان دی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو چانک ایک جواب دینے والا پہاڑ میں سے ان کو جواب دینے لگا تو نے بہت بڑے کی بڑائی بیان کی اے فضل۔ پھر انہوں نے کہا اے شہیدان لا الہ الا اللہ تو کہا کہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے فضل

شہید ان هذا الامر لم اجد له موضعاً یعنی الجداۃ فذكرت له علياً وطلحاً وزبيراً و عثمان وسعداً وعبد الرحمن بن عوف فذكر في كل واحد منهم معارضا وكان من ذكر في عثمان انه كلف باقاربہ قال لو استعملته استعمل بنو اُمیة اجمعين وعمل بنی ابی معیط على ارقاب الناس واللہ لو فعلت لفعل فالفعل ذلک نارت الیہ العرب حتی نفسک واللہ لو فعلت لفعل واللہ لو فعلت لفعلوا وروی ان عمر رضی اللہ عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص وهو بالقادیسیۃ یقول لا وجره نفسک ابن معاویۃ الانصاری الی حلوان العراق لیغیر ذلک منا حیثا فبعث سعد فضل فی ثلث مائۃ فارس فخرجوا حتی اتوا حلوان العراق فاغاروا علی منا حیثا واصابوا غنیمۃ دسبیاً فاقبلوا لیسوقوہا حتی ارمہم العصر وکادت الشمس والغرب فاقبلاً فضلہ السبی والغنیمۃ الی صنع جبل ثم قام فاذا فقال اللہ اکبر اللہ اکبر فاذا جمیع من الجبل یحییٰ کبرت کبر کبر یا فضل ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ قال کلمۃ الاخلاص یا فضل ثم قال

اشہد ان محمدًا رسول اللہ قال ہو الذی
بشرنا بہ عیسیٰ بن مریم علی راس اُمّہ
لقوم الساعة فقال حتی علی الصلوٰۃ فقال
لو بے لمن مشی الیہا وَاُطْبَ عَلَیہَا قال
حتی علی الصلّٰح قال اُفْلِحْ من اَجَابَ قال
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ قال اُخْلِصَتْ
کلمۃ الاخلاص کَلَّہ یا نفعہ حَرَّم اللہ بہا
جَبَدَک علی النار فلما فرغ من اذانه قاموا
فقالوا من انت یر حکمک اللہ اَکَلْتُ انت
ام من اِجْبَتْ او طاعَتْ من عباد اللہ قد
اسمعنا صوتک فَاِذَا صَوْرُک فان
الوَقْدَ وَفَدَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال
فانطلقوا اِجْبَلْ عن ہامۃ کالتر حابض الراس
والحمیۃ علیہ طمران من صوب قال السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک
السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت
یر حکمک اللہ قال زُریت بن برثلا وصی
العبد الصالح عیسیٰ بن مریم اُنْکِنْنِی
ہذا اِجْبَلْ وِدَعَالِی بطول البقاء الی حین
نزول من السماء فاقرؤا عمر متی السلام
وقولوا یا عمر سِدِّد وقارب فقد ذنا الامر

پھر انہوں نے کہا اشہد ان محمدًا رسول اللہ تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کی
بشارت مجھے عیسیٰ بن مریم نے دی تھی، اسی کی اُمت کے سرور قیامت
قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے کہا حتی علی الصلوٰۃ تو کہا کہ خوشخبری ہے اس کے
لئے جو اس کی طرف چلا اور اس پر مداومت کی۔ پھر نفعہ نے کہا حتی علی
الصلّٰح تو کہا کہ جس نے قبول کیا وہ فلاح یاب ہوا۔ پھر انہوں نے کہا
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ تو کہا کہ تو نے پورے اخلاص کے کلمے کو غلام
کر دیا اسے نفعہ اس کی برکت سے اللہ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر
دیا۔ پھر جب اذان سے فراغت ہوگئی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو
کون ہے اللہ تجھ پر رحم کرے کیا تو فرشتہ ہے یا کوئی جن ہے یا اللہ کے
گھوٹنے پھرنے والے بندوں میں سے ہے تو نے ہمیں اپنی آواز سنائی تو
ہمیں اپنی صورت بھی دکھادے کہ یہ جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت
ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے کہا کہ پھر پہاڑ پھٹا اور
اس میں سے ایک کھوپڑی نمودار ہوئی جو چمکی کی مانند تھی سر اور ڈاڑھی کے
بال سفید تھے اس کے بدن پر صوف کی دو پرانی چادریں تھیں انہوں نے کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لوگوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہا زُریت بن برثلا عبد
صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور
میرے لئے پہاڑ سے نازل ہونے تک درازائی عمر کی دعا کی تو عمر
کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہو کہ اے عمر میانہ روی اختیار
کر اور اللہ کا قرب طلب کرتا رہ کیونکہ امر (قیامت) قریب ہے
اور ان کو خبر دے دو ان نشانیوں کی جن کی میں تم کو خبر دیتا ہوں
اے عمر جب یہ خصلتیں اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی امت دعوت، امت اجابت مراد نہیں کیونکہ جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی مسلمان زندہ نہ ہوگا ۱۷ مترجم

وَأَجْرُهُ بِهَذِهِ الْخِصَالِ أَلَمْ أَجْعَلْكُمْ بَشَرًا مِّمَّنْ
أَفْأَنْزَلْتُ بِهَذِهِ الْخِصَالِ فِي أُمَّةٍ مِّمَّنْ صَلَّيْ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْهَبْتُ الْبُحْبُوحَ إِذَا اسْتَعْفَى
الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَاسْتَبْرَأَ
أَلَمْ يَخْلُفْ نَسَبَهُمْ وَاسْتَبْرَأَ أَلَمْ يَخْلُفْ نَسَبَهُمْ
لَمْ يَرْجِعْ كَيْدَهُمْ مِغْيَرَهُمْ وَلَمْ يُؤَقِّرْ مِغْيَرَهُمْ كَيْدَهُمْ
وَتَرَكَ الْمَعْرُوفَ فَلَمْ يُؤْمَرْ بِهِ وَتَرَكَ الْمُنْكَرَ
فَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَتَعَلَّمَ عَالِمُهُمُ الْعِلْمَ لِيَجْلِبَ بِهِ
الدِّينَارُ وَالْدِرْهَامُ وَكَانَ الْمَطْرَقُ قَيْطًا وَالْوَالِدُ
قَيْطًا وَطَلَّوْا الْمَنَارَاتِ وَفَتَشَوْا الْمَصَاحِفَ
وَزَخَرُوا الْمَسَاجِدَ وَأَطْبَعُوا الرِّشَّ وَشَتَّوْا
أَيْنَا وَاتَّبَعُوا الْبُحْبُوحَ وَابْتَغَوْا الدِّينَ بِالْدِينِ
وَقَطَّعَتِ الْأَرْحَامُ وَبَيْعَ الْحَكْمَ وَأَكَلُوا الرِّبَا
فَصَارَ الْفِتْنَةُ عِزًّا وَخَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ
فَقَامَ إِلَيْهِ مِنْ بَعْضِ مَنْهُ فَكَلَّمُوهُ عَلَيْهِ وَرَكِبَ
النِّسَاءَ التَّشْرِيجَ ثُمَّ غَابَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَرَوْهُ
فَكَلَّمَتِ نَفْسُهُ بَذْلِكَ أَلَمْ يَسْعِدْهُ وَكَلَّمَتِ سَعْدُ
بَذْلِكَ أَلَمْ يَسْعِدْهُ فَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ أَلَمْ يَسْعِدْهُ
مَعَكُ مِنَ الْبَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ حَتَّى تَبْتَزُّوا
بِهَذَا الْبَجْلِ فَإِنْ لَقِيتُمْ فَاقْرَأُوا مَنِ السَّلَامِ
فَخَرَجَ سَعْدُ فِي أَرْبَعَةِ آيَاتٍ مِنَ الْبَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ حَتَّى نَزَلُوا ذَلِكَ الْبَجْلَ وَكَلَّمَتِ
أَرْبَعِينَ لَوْحًا يَبَادِي بِالصَّلَاةِ فَلَا يَجِدُونَ جَوَابًا

میں ظاہر ہو جاتیں تو بھاگو اور دور ہو جاؤ (یعنی نزال شروع ہو جائے گا اصلاح
کی امید نہ کرو) جب مستغنی ہو جائیں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے
اور اپنے نسب کو منسوب کریں ان اسلاف کی طرف جو ان سے غیر ہوں اور
(غلام) اپنے مالکوں کے سوا دوسروں کو اپنا مالک بتائیں اور ان میں کا بڑا چھوٹا
پر مہربانی نہ کرے اور ان کے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں اور نیک
کام چھوڑ دیتے جاتیں یعنی ان کا حکم نہ کیا جائے اور بُرے کام کو چھوڑ دیا
جائے یعنی اس سے منع نہ کیا جائے، اور امت کے عالم علم کو اس لئے
سیکھیں کہ ان کے ذریعہ سے درہم اور دینار کمائیں۔ اور بارش شدید
حرارت (کی طرح)، بن جائے (یعنی پیداوار میں بجائے منفعت کے نقصان پہنچنے
لگے، اور بیٹا) باپ کے لئے راحت کے بجائے) غم و غصہ (کا سبب) بن جائے اور
اور منافقوں کو لیے (نمائشی)، بنائے لگیں اور مصاحف پر چاندی کے کام کرنے لگیں
اور مساجد پر سونے سے لٹکاریں کرنے لگیں اور کلمہ کھلا رشوتیں لینے لگیں اور مکانوں
کو مضبوط بنانے لگیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کرنے لگیں اور دین کو دنیا کے
بدلے میں بیچنے لگیں اور تعلقاتِ قرابت توڑے جانے لگیں اور فیصلے بیچے جانے
لگیں اور سود کھانے لگیں۔ اور دولت مندی عزت (کا معیار) بن جائے اور ایک
شخص اپنے گھر سے نکلے پھر جو اس سے قوی ہو وہ اس پر قبضہ کر لے اور لوگ (یعنی
با اختیار حکام بھی) اسی کے سپرد رکھیں اور عورتیں دگھڑوں کے، زین پر سوار ہونے لگیں
پھر وہ غائب ہو گئے اور لوگوں کو نظر نہ آئے تو نفل نے سعد کو یہ قصہ لکھا اور سعدؓ
نے عمرہ کو لکھا۔ تو عمرہؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اور جو تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں
تم سب اس کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کرو۔ پھر اگر تم ان سے طوقان کو میرا سلام
پہنچا دینا۔ تو سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک
کہ اس پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈال دیا اور چالیس دن ٹھہرے، نماز کے وقت اذان
دیا کرتے تھے مگر نہ ان صاحبوں نے جواب پایا اور نہ خطاب سنا۔ اور

مردی ہے عمر نے ایک لشکر بھیجا مائن کسرے کی طرف اور ان پر امیر بنایا سعد بن ابی وقاص کو اور لشکر کا جو نسل بنایا خالد بن ولید کہ جب یہ لوگ دجلہ کے کنارے پہنچے اور کوئی کشتی ان کو دستیاب نہ ہوتی تو سعد اور خالد آگے بڑھے اور انہوں نے کہا اے دریا تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفۃ اللہ عمر کے مدد کے طفیل سے تو ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بننا تو تمام لشکر اپنے گھوڑوں اور اونٹوں اور پورے سامان سمیت مائن کی طرف عبور کر گیا اور سوار یوں کے کھر بھی تر نہ ہوئے۔ اور مردی ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا جب کہ وہ بیدار ہو کر اپنی آنکھیں مل رہے تھے کیا تو اسکو دیکھ رہا ہے جو عمر کی اولاد میں سے ہو گا جو عمر کی سیرت پر چلے گا (یہ خطاب خود اپنے نفس سے تھا) اس کلام کو بار بار دہرا رہے تھے۔ اور اس سے آپ نے اشارہ کیا عمر بن عبد العزیز کی طرف اور وہ عاصم کی بیٹی کے بیٹے تھے (یعنی آپ کے بیٹے کے نواسے) اور مردی ہے کہ انہوں نے عرب کے ایک شخص سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا حمزہ۔ (جس کے معنی ہیں چنگاری) آپ نے کہا کس کا بیٹا؟ تو اس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا (شہاب کے معنی ہیں انگارہ) پوچھا کہ اور کس خاندان سے؟ اس نے کہا کہ حرقہ سے (اُس کے معنی ہیں گرمی) فرمایا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا حرقہ میں (یہ مدینہ کی ایک بیرونی بسی کا نام تھا۔ مادہ حرارت یہاں بھی موجود تھا) پھر فرمایا حرقہ کے کس مقام میں؟ اس نے کہا نظی (اس کے معنی ہیں شعلہ والی آگ) تو عمر نے فرمایا کہ اپنے گھروالوں کے پاس پہنچ جا کہ وہ جل چکے ہیں۔ یہ مشکوہ شخص دوڑا تو ان کو اسی حال میں پایا جیسا کہ عمر نے کہا۔ (اور مردی ہے) علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا انہوں نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ

و لا یسمعون خطاباً و ردی ان عمر بعث جنڈاً الی مائن کسرے و اُمر علیہم سعد بن ابی وقاص و جعل قائداً للجیش خالد بن الولید فلما بلغوا شط الدجلۃ و لم یجدوا سفینۃ تقدّم سعد و خالد فقالا یا بحر انک تجزئ بامر اللہ فخرتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بعدل عمر خلیفۃ اللہ الا خلینا و العبور فغیر الجیش بجلیکم و جعلہم و رجالہ الی الدائن و لم یقل حوافرہا و ردی انہ قال یوما و قد انتسبہ من نومہ و ہو یسبح عینیہ من ترنی الذی یحون من و لد عمر یسیر بسیرۃ عمر یرودہا سراراً و اشار بذلک الی عمر بن عبد العزیز و ہوا بن ابنتہ عاصم و ردی انہ قال لرجل من العرب ما اسمک قال حمزہ قال ابن من قال ابن شہاب قال و من قال من الحرقۃ قال ابن مسکنک قال الحرقۃ قال فباہیا قال نظی قال عمر اذربک اہلک فقد احرقوا فسارع الرجل فوجدہم کما قال عمر و عن علی رضی اللہ عنہ انہ رأی فی منامہ کانہ صلی البصیح خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و استند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المحراب

علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور فرمایا کہ اسے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو میرے منہ میں رکھ دیا۔ پھر دوسری کھجور لی اور اسی طرح پوچھا تو میں نے ہاں کہا تو آپ نے اس کو بھی میرے منہ میں رکھ دیا اس کے بعد میں جاگ گیا اور میرے دل میں اشیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور میرے منہ میں کھجور کی مٹھاس تھیں تو میں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور عمرہ کے پیچھے نماز پڑھی اور عمرہ محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان سے وہ خواب بیان کروں تو پہلے اس سے کہ میں کچھ کلام کروں ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر ٹھہر گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا ایک طباق تھا جو کہ عمرہ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ تو انہوں نے ایک کھجور اٹھائی اور کہا کہ اے علی یہ کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس کو میرے منہ میں ڈال دیا۔ پھر دوسری کھجور ہاتھ میں لے کر پہلے کی طرح مجھ سے پوچھا میں نے ہاں کہا (وہ بھی کھلا دی) پھر ان کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو داییں اور بائیں موجود تھے تقسیم کر دیا لیکن میں ان سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اور دیں تو فرمایا کہ میرے بھائی اگر آپ کی اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (اس سے) زیادہ دیا ہوتا تو ہم بھی زیادہ دیدیتے تو میں نے تعجب کیا اور خیال کیا کہ جو کچھ میں نے گذشتہ رات دیکھا تھا اللہ نے ان کو اس پر مطلع کر دیا تو میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے علی مومن دین کے نوے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے سچ کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اور ایسا ہی طعام اور اس کی لذت میں نے آپ کے ہاتھ سے پائی جیسی کہ میں نے رسول اللہ

نبأوت جاریہ ببطنی من رطب فوضع بن یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ منها رطبہ وقال یا علی تأکل ہذہ الرطبۃ فقلت نعم یا رسول اللہ فمد یدہ فجعلہا فی فمی ثم اخذ اُخری وقال لی مثل ذلک فقلت نعم فجعلہا فی فمی فاتیہت و فی قلبی شوق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حلاۃ الرطب فی فمی فتومات و ذہبت الی المسجد فقلبت خلف عمر و استند الی المحراب فاروت ان اتکلم بالرویا فمن قبل ان اتکلم جاءت امرأہ و وقفت علی باب المسجد و معها طبق رطب فوضع بن یدی عمر فاخذ رطبہ وقال تأکل ہذہ یا علی قلت نعم فجعلہا فی فمی ثم اخذ اُخری وقال لی مثل ذلک فقلت نعم ثم فرق علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنۃ و یسرة و کنت اشدھی منہ زیادۃ فقال یا اخی لوزادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیک لزدناک فعیبت و قلت قد اطلع اللہ علی ما رایت البارحۃ فنظر الی و قال یا علی المومن ینظر بنور الدین فقلت صدقت یا امیر المومنین کذا رایتہ و کذا جدتہ طعمہ و لذتہ من یدک کما

وحدث طعمه ولذته من يد رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعن علي قال كنت نقول
ان ملكاً ينطق على لسان عمر وعن ابن عمر
انه كان اذا ذكر عمر قال بشير تلاءم عقل
مارأيت شجر كشتية بشي قط الا كان
وعنه قال سمعت عمر يقول شتي قط
اني لا طمئنة كذا الا كان كذا لظن
بينما عمر جالس اذ مر به رجل جليل فقال
لقد اخطأ ظني لو ان هذا طمئنة دينة في
الجاهلية او لقد كان كاهنهم علي بالرجل
فدعني له فقال عمر لقد اخطأ ظني لو انك
علي دينك في الجاهلية او لقد كنت كاهنهم
فقال ما رأيت كاليوم يستقبل به رجل
مسلم فقال اعزم عليك الا ما أخبرني
قال كنت كاهنهم في الجاهلية قال فما
اعجب ما جاءك به جنتيك قال بينما
انا يوماني السوق اذ جاءني اعرف فيها
الفرع فقلت له ألم تر الحزن والبلا سبها
وبأسها من بعد ايناسها وكنفها
بالقلل من اهل اسبها
قال عمر صدق بينا انا نائم عند آل بيتهم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پاتی تھی، اور مروی ہے علی سے فرمایا
کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ عمر کی زبان پر لولا کرتا ہے۔ اور
ابن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ عمر کا ذکر کرتے تو کہا کرتے کہ اللہ کی طرف سے تھی
ترتیب عمر کی میں نے جب کبھی کسی بات کے بارے میں ان کو لب ہلاتے
دیکھا تو اسی طرح واقع ہوتی۔ اور ابن عمر سے ایک روایت یوں ہے کہ
میں نے جب کبھی عمر کو یہ کہتے سنا کہ میں لگان کرتا ہوں کہ اس طرح ہو گا
تو ہمیشہ وہی ہوا جو انہوں نے لگان کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیٹھے
ہوتے تھے کہ آپ کے سامنے ایک صاحب جمال شخص کا گذر ہوا تو
آپ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً ناقابل اعتماد ہے (اگر
دو باتوں میں سے ایک بات نہ ثابت ہو) یا تو یہ اپنے اسی دین پر ہے
جس پر بزمانہ جاہلیت تھا، یا یہ ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس
شخص کو لایا جائے تو اس کو بلا گیا اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی
وجدان) یقیناً غلط (یعنی ناقابل اعتماد) ہو گا اگر یہ بات نہ ہو کہ یا تو اپنے
جاہلیت والے مذہب پر قائم ہے اور یا بزمانہ جاہلیت ان کا کاہن تھا
تو اس شخص نے کہا کہ میں نے (آج تک) نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان شخص کا
ایسے (دل آزار) کلام سے استقبال کیا جاتے تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں تجھے حکم
دیتا ہوں تجھے مجھ پر حال ظاہر کرنا ہی ہو گا تو اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں
ان کا کاہن تھا عمرؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ عجیب بات کیا تھی جو تیرا (مغر) جن
تیرے پاس لایا ہو اس نے کہا کہ میں ایک دن بازار میں تھا، کہ وہ میرے پاس آیا
میں اس میں گہرا ہٹ محسوس کر رہا تھا اور اس نے کہا ہاں اُسے تر الحزن الخ
ترجمہ کیا تجھے حزن کی اور اس کے ناامید ہونے کی خبر نہیں، اور اس کے گھرانے

عہ حق سے مراد ایسے ہے جسکو ناامیدی ہو گئی عالم انسانی کو شرک و گمراہی میں مبتلا رکھنے سے اور اس میں گہرا ہٹ پیدا ہو گئی تجات کو آسمان سے روک دینے جانے اور شہاب ثاقب کے
حملوں سے اور وحی الہی کے اللہ کے رسول پر نازل ہونے کو دیکھ لینے کے بعد اونٹوں پر پالان باندھنا گناہ ہے بھانگے کے لئے کما دہ ہونے سے۔ یہ مراد نہیں کہ جنات اور مخلوق

اذا اتى رجل بعجل فذبحه فصرخ به صارخ
لم اسمع صارفاً قط اشد موتاً منه يقول
يا جليح امرئ بنحج رجل فصيح يقول لا اكره
الا ان الله فوشب القوم قلت لا ابرح حتى
اعلم ما وراء هذا ثم نادى يا جليح امر بنحج
رجل فصيح يقول لا اكره الا ان الله فعمت
فانثبنا ان قيل هذا نبى و عن
عبد الله بن مسلمة قال دخلنا على عمر
معشر وفد مدح وكنث من اقربهم منه
مجلساً فجلس عمر بنظر الے الا شتر
ويصوب فيه نظره ثم قال لے امكم هذا
فقلت نعم قال قائله الله وكفى الله امية
محمد كسى الله عليه وسلم شتره
والله انى لاحب منه للمسلمين يؤا
عصينا قال فكان ذلك منه بعد عشرين
سنة وفى رواية عند غيره ان عمر
كان فى المسجد ومعهم ناس اذ مر
رجل فقيل له التعرف هذا فقال قد بلغنى
ان رجلاً آتاه الله عز وجل ينظر الغيب
بظهور انبى صلى الله عليه وسلم
اسم سواد بن قارب والى لم اره
وان كان حياً فهو هذا ولم فى قوله شرف
وموضع قدما الرجل فقال له عمر انت سواد

اس کے دیکھنے کے بعد اور سواری کے اونٹوں پر ان کے بالان کھٹنے
کی رخصت نہیں) عمر نے فرمایا ٹھیک ہے (مجھے بھی یہ پیش آیا تھا) اس دوران
میں کہ میں ان کے تلوں کے قریب سو رہا تھا کہ ایک شخص (چڑھاوے کا) ایک
بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اس کو ذبح کیا تو ایک چیخنے والا سانس زور سے
چیخا کہ میں نے اتنی سخت آواز کے ساتھ کسی چیخنے والے کو نہیں سنا وہ یہ
کہہ رہا تھا لے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے (اس کو سن) ایک صاف
صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے لا اله الا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں) لوگ اچھل پڑے۔ میں نے سوچا کہ میں اس کا پس منظر معلوم کئے بغیر نہ
رہوں گا۔ پھر اس نے آواز لگائی اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے ایک
صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں
اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ کہا گیا کہ یہ نبی ہے اور عبد اللہ بن
مسلمہ سے مروی ہے کہ ایک قبیلہ مدح کے وفد کی جماعت میں ہم عمر بن کے پاس پہنچے
اور میں دوسرے لوگوں کی رستہ ان سے قریب رہتا تھا تو عمر بیٹھے ہوئے دیکھنے
لگے اشتر کی طرف اور اپنی نظر کو اس پر جمایا تھے پھر مجھ سے کہا کہ کیا یہ شخص تم
میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں؟ فرمایا کہ خدا اس کو ہلاک کرے اور خدا امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے بچائے۔ خدا کی قسم کہ میں سمجھ رہا ہوں
اس مصیبت ناک دن کو جو اس کی طرف سے مسلمانوں پر آئے گا۔ کہا (عبد اللہ نے)
کہ اس کی طرف سے یہ دن مسلمانوں پر بیس سال بعد آیا (عثمان کو قتل کرنے کے سلسلے میں)
اور ایک روایت میں جو ابن عمر کے سوا دوسروں سے مروی ہے اس طرح ہے کہ عمر مسجد
میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے کہ ایک شخص آنکلا تو ان سے کہا گیا کہ کیا
آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص ایسا
ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اللہ عز وجل نے غیب سے خبر پہنچائی
اس کا نام سواد بن قارب ہے اور میں نے اس کی نہیں دیکھا۔ اگر وہ زندہ ہے

ابن قارب الذی آماک اللہ تنظر الغیب
 بظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وک
 فی قومک شرف و منزلۃ فقال نعم
 یا امیر المومنین فقال فانت علی ما کنت علیہ
 من کہا تک فغضب الرجل غضباً شديداً
 وقال یا امیر المومنین واللہ ما استقبلنی
 بئذہ احد منذ اسلمت قال عمر سبحان اللہ
 ما کنا علیہ من الشکر اعظم ما کنت علیہ
 من کہا شک اخرجہ عما کان یا تیک بہ
 رئیسک بظہور النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم فقال نعم یا امیر المومنین بیا انا ذات
 لیلۃ بین النائم واليقظان اذا تانی یخبر
 فخری بے برجلہ وقال قم یا سواد بن قارب
 واهنم ان کنت تعینم واعتزل ان کنت
 تعقل قد بعث رسول من لوی بن غالب
 یدعو الی اللہ والی عبادۃ ثم انشا یقول
 مع عجبۃ للبحر ورجسایہا وشدہا
 العیس باخلاہا ینہوی الی مکۃ تبغی
 البہی ینامیر البحر کما نجاسہا فارعل
 الی الصفوۃ من ہاشم ینامیر البحر
 الی راسہا ینامیر البحر کما نجاسہا فارعل
 ثانیۃ وثالثۃ یقول لی مثل قولہ الاول و
 وینشد فی ابیاتا فوق فی نفسی حب الاسلام

تو وہ یہی ہے اور وہ اپنی قوم میں بزرگ مرتبہ اور مقام پر ہے۔ پھر کسی نے اس کو
 بلایا تو اس سے عمر نے کہا کہ کیا سواد بن قارب تو ہی ہے تجھ ہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ
 بات عطا فرمائی تھی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق غیب
 کی خبر کو ظاہر کر رہا تھا اور اپنی قوم میں تو بزرگ مرتبہ اور خاص مقام رکھتا ہے؟ اس
 نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو جس کہانت پر پہلے خطاب
 بھی ہے؟ تو وہ شخص سخت غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے امیر المومنین واللہ
 میرے مقابل اگر جب سے اسلام لایا ہوں کسی نے ایسی بات نہیں کی۔ عمر
 نے فرمایا سبحان اللہ جس حالت یعنی شرک پر ہم تھے وہ تو اس سے کہیں زیادہ
 بڑی تھی جس پر کہ تو تھا یعنی کہانت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے
 میں تیرا سفر جن جو خبر لاتا تھا اس کو مجھ سے بیان کر۔ تو اس نے کہا بہت
 اچھا اے امیر المومنین۔ ایک رات جب کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی
 حالت میں تھا اچانک میرے پاس میرا جانی آیا اور اس نے میرے ایک
 شکر ماری اور کہا اے سواد بن قارب اٹھ اور سمجھ اگر تو سمجھ رکھتا ہے
 اور عقل سے غور کر اگر تو عقل رکھتا ہے۔ لوی بن غالب کی اولاد میں رسول
 مبعوث ہو چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف دعوت
 دے رہا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے معجبۃ للبحر ورجسایہا
 معجبۃ للبحر ہوا جتن پر اور اس کے کھوج لگانے پر۔ اور اونٹوں پر اُس
 کے پالان باندھ لینے یعنی بھاگنے کی تیاری کرنے پر۔ (قوم جن) مگر کی
 طرف ہدایت کی جستجو کرتی ہوتی تھک پڑی ہے۔ جنوں کے اچھے افراد
 ان کے گندے افراد کی طرح نہیں ہیں۔ تو بھی بنی ہاشم میں کے اس
 برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر اور اپنی دونوں آنکھوں کو اس کے سر
 کی طرف اٹھا (یعنی اس کی زیارت کا شرف حاصل کر) پھر وہ میرے
 پاس دوسری اور تیسری رات میں آیا اور پہلے کی طرح ان راتوں میں کلام

و غِبْتُ فِيهِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ شَدَدْتُ عَلَى رَا حُلِيِّ
فَرَكْبَتُهَا وَ انْطَلَقْتُ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَكَّةَ
فَأَخْبَرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ
فَسَأَلْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيلَ لِي فِي الْمَسْجِدِ فَاتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَعَلَقْتُ
بِأَقْتَعِي فَقَالَ لِي أَدُنْ قَلَمَ يَزِلُ يَمِينِي حَتَّى
تَمُتَ بَيْنَ يَدَيِهِ فَقَالَ هَاتِ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ
فَاسْلَمْتُ فَفَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَقَالَتِي وَ اصْحَابِهِ حَتَّى رَأَى الْفَرْحَ فِي
وَجْهِهِمْ قَالَ فَوُثِّبَ إِلَيْهِ عُمَرُ وَ التَّرْمَذِيُّ قَالَ
لَقَدْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ هَذَا الْحَدِيثَ
مِنْكَ فَأَخْبَرْتَنِي عَنْ رَجُلٍ هَلْ يَأْتِيكَ الْيَوْمَ
قَالَ أَمَّا مَذْقَرَاتُ الْقُرْآنِ فَلَمْ تَأْتَنِي وَ
نَعْمَ الْيَوْمُ كِتَابُ اللَّهِ الْيَوْمَ عَرَفْتُ جَالِسَ
ابْنِ سَعْدٍ الطَّائِي رَوَاهُ عَلِيُّ عُمَرُ فَاسَى كَأَنَّ
الْأَشْمُسَ وَالْقَمَرَ يَقْتَتِلَانِ وَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا كَوَاكِبٌ فَقَالَ عُمَرُ مَعَ أَيُّهَا كُنْتُ قَالَ
مَعَ الْقَمَرِ قَالَ لَا تَبْلِي لِي عَمَلًا أَبَدًا أَذْكَتُ
مَعَ الْآيَةِ الْمُخَوِّفَةِ فَقَبِلَ وَ هُوَ مَعَ مُعَاوِيَةَ
بَصِيفَتَيْنِ الْيَوْمَ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ
زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ تَوَفَّى زَيْنَ عُمَانَ بْنِ
عِفْانَ فَسَجَّ بِتَوْبٍ ثُمَّ أَتَاهُمْ سَمْعُوًّا جُلُجَلَةً

نکرتا اور اشعار سناتا رہا تو میرے نفس میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی اور
میں اس کی طرف راغب ہو گیا۔ پھر جب صبح ہو گئی تو میں نے اپنی سواری پر سامان
سفر باندھا اور سوار ہو گیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر مجھے خبر دی گئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے ہیں تو میں مدینہ پہنچ گیا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو مجھ سے
کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں تو میں مسجد پہنچا۔ اور اپنی اونٹنی کو باندھا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، تو مجھ سے آپ نے
فرمایا کہ قریب آ جاؤ۔ اور برابر آپ مجھے اپنے قریب بلا تے بے بہا شک
کہ میں آپ کے سامنے قریب آ کھڑا ہوا، پھر فرمایا کہ اب کہو تو میں نے
اپنا پورا قصہ آپ کو سنایا پھر اسلام لے آیا تو میرے کلام سے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کے اصحاب بھی یہاں تک کہ فرحت ان
کے چہروں پر دیکھی گئی (راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ دوڑ کر اس کو لپیٹ گئے فرمایا
کہ میں درحقیقت یہ چاہتا تھا کہ اس قصہ کو تیری زبان سے سنوں اچھا اب
اپنے اس جن کا حال بتاؤ کیا وہ تمھارے پاس آج بھی آتا ہے کہا کہ جب سے
میں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا وہ میرے پاس نہیں آتا اور سب سے
بہتر بدلہ اللہ کی کتاب ہے۔ ابو عمر جالس بن سعد الطائی نے عمرؓ سے اپنے
خواب کا قصہ بیان کیا اس نے دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں
قتال کر رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بہت سے ستارے
ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو ان دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ
چاند کے ساتھ تو عمرؓ نے کہا کہ اب تو کبھی میری طرف سے عامل نہ بنے گا
کیونکہ تو مٹاؤ توئی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا چنانچہ یہ شخص جنگ صفین میں
معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوا۔ ابو عمر سعید بن المسیب سے کہ زید بن
خارجہ (انصاری) کا عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں انتقال ہوا اور ان کو

کفن پہنایا گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کے سینہ سے اول ایک جھنجھٹا
سُنی پھروہ بولنے لگے تو انہوں نے کہا کہ احمد، احمد ہے پہلی کتاب (یعنی انجیل)
میں سچا ہے، سچا ہے ابو بکر صدیق جو اپنے نفس میں ضعیف ہے اور قوی ہے
اللہ کے کام میں (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں سچا ہے
سچا ہے عمر بن الخطاب جو کہ قوی امین ہے (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب
(انجیل) میں سچا ہے عثمان بن عفان جو ان ہی کے طریقہ پر ہے چار سال
گزر گئے اور دوباتی رہ گئے کہ فتنہ اُسے گا اور طاقتور کمزور دکھا جائے گا
اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمھارے پاس ہیرا ریس لاریس کے
کنوئیں کی خبر پہنچے گی اور ہیرا ریس کیا ہے پھر نبی خاتم میں سے ایک شخص
کا انتقال ہوا اور کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے اس کے سینہ سے جھنجھٹا ہٹ
محسوس کی پھر اس نے کلام کیا اور کہا کہ بنی الحارث بن الخزرج کا بھائی چچا
ہے سچا ہے ابو عمر، عمر رضی سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو بیدار میں (مکتہ اور مدینہ
کے درمیان ایک مقام مراد ہے) مر گئی تھی لوگ اس پر سے گزر رہے تھے او
دفن نہیں کر رہے تھے یہاں تک کہ اس پر گھیب کا گذر ہوا اور انہوں نے
اس کو دفن کیا یہ قصہ سن کر عمر رضی فرمایا کہ اس (نیک عمل) کی وجہ سے بیشک
میں گھیب کے لئے خیر کی امید کرتا ہوں یہی حق ہے اس پر یہ اضافہ کیا کہ پھر

فے صدرہ ثم تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب
الاول صدق صدق ابو بکر الصديق الضيف
فی نفسہ القوی فی امر اللہ فی الکتاب
الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی
الایمن فی الکتاب الاول صدق صدق
عثمان بن عفان علی منہا جہم مفضت
الربع و بقیة سنتان اتت الفتنہ
واکل الشدید الضیف وقامت الساعۃ و
سیاتیکم خبر ہیرا ریس ثم ہلک رجل من
بنی خطم فنبی بثوب فنبی فنبی فنبی فنبی فنبی
ثم تکلم فقال ان انا بنی الحارث بن
الخزرج صدق صدق ابو عمر ذکرہ بعمر
امرأة تو قیت بالبیداء ففعل الناس
یمرون علیہا ولا یدفونہا تھے مڑ علیہا
گھیب فدفنہا فقال عمر انے لارجو
للکلب بہذا خیر زاد ابیہتے فاصیب

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ قرأت محمۃ (مثنیٰ ہوتی نشانی اس) بنا پر فرمایا کہ سورۃ اسراء میں یہ ارشاد ہے وجعلنا الیل والنہار آیتین لعلکم
آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النہار بصیرۃ الخ (۱۷: ۱۱) اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیوں بنایا سورۃ کی نشانی کو (مثنیٰ یعنی) دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے
روشن بنایا الخ چاند چو نکات آیت الیل یعنی رات کی نشانی میں سے ہے جو مثنیٰ جاتی ہے اس لئے اس کو آیت محمۃ فرمایا۔ اور اس کو معزول اس لئے کر دیا کہ خواجہ بیہقت
آئینہ دار بتو ہے خواب دیکھنے والے کی جلی صفات کا، ایک صاحب بعیت معبر خواب کو ٹکڑا خواب دیکھنے والے کا مزاج اور اس کی افتاد طبع کا اندازہ کر سکتا
ہے۔ عمر رضی نے خواب شکر جالس کی افتاد طبع کا اندازہ کر لیا کہ یہ شخص عقل کی روشنی نہیں رکھتا، حق کا ساتھ دینے والا نہیں اور حق پرست اور فہم لوگوں کو بھیج
عالت پر رکھتے تھے اس لئے اس کو معزول کر دیا ۱۲ اشتیاق احمد رضا اللہ عنہ عہ اس کنوئیں میں حضرت عثمان رضی کی انگلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
انگوٹھی نکال کر گھسی تھی جو نہ مل سکی اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد رضا اللہ عنہ۔

حین اُصیب عمر ابو عمر النعمان بن مقرن قدم
المدینۃ من عند سعد بن ففتح القادسیۃ و ورد
على عمر اجتماع اہل اصہبان و ہمدان
والری و آذربایجان و ہند و نند فقلقہ و
شاوہ اصحاب النسبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال لہ علی بن ابی طالب ابی العتہ الی اہل
الکوفۃ قیسۃ ثلثہم و یقی ثلثہم علی
ذاریہم و ابعت الی اہل البصرۃ قال فمن
استعمل علیہم اشر علی فقال انت افضلنا
را یا و اعلنا فقال لا استعملن علیہم رجلاً یكون
لہا فرج الی المسجد فوجد النعمان بن مقرن
یصلی فسرّہ و اخرہ و کتب الی اہل الکوفۃ
بذلک و قد روی انہ قال ان قتل نعمان
فخزیفۃ و ان قتل حذیفۃ فخریر ففتح اللہ
علیہ اصہبان فلما اتی نہاد و نہاد کان اول
صریح و اخذ الراۃ حذیفۃ ففتح اللہ علیہم
فلما جاء نعیہ خرج عمر بنعناہ الی الناس
علی المنبر و وضع یدہ علی راسہ بکی ابو عمر
کان ربیعۃ بن خلف قد رای رویا ففتھا
علی عمر قال رأیت کان فی واد معشب

کلیب کو بھی اسی وقت مجروح کیا گیا جب عمر مجروح کئے گئے تھے۔ ابو عمر
سعد کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر نعمان بن مقرن مدینہ پہنچے اور
اسی وقت عمر کے پاس اہل اصہبان اور ہمدان اور رے اور آذربایجان
اور نہاد کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو پریشان کر
دیا آپ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو علی بن
ابی طالب نے کہا کہ اہل کوفہ کے پاس حکم بھیجئے کہ ان میں سے دو تہائی
روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بچوں کی حفاظت کے لئے ٹھہریں۔ اور ایسا
ہی حکم، اہل بصرہ کے پاس بھیجئے۔ عمر نے کہا کہ مجھے یہ مشورہ بھی دو کہ ان
پر کس کو امیر بنادوں؟ تو علی رضی نے کہا کہ راستے کے اعتبار سے آپ ہم سے بڑھے
ہوتے اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے
شخص کو جو اس امارت کا اہل ہو امیر بنانے کی پوری کوشش کروں گا تو آپ
نکل کر مسجد کی طرف گئے اور نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پھر اپنے
ان ہی کو روانہ کیا اور امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی حکم (جس کی راستے علی نے دی
تھی) بھیج دیا اور مروی ہے کہ انہوں نے یہ فرمادیا تھا کہ اگر نعمان بن مقرن قتل ہو جائے
تو حذیفہ امیر بنیں اور اگر حذیفہ قتل ہو جائیں تو جریر امیر بنیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
نعمان کے ہاتھ پر اصہبان فتح کرا دیا، جب وہ نہاد و نہاد پہنچے (اور جنگ شروع ہوئی)
تو سب سے پہلے وہی مارے گئے اور جھنڈا حذیفہ نے سنبھال لیا اور اللہ نے مسلمانوں کو
فتح دی پھر جب نعمان بن مقرن کو موت کی خبر پہنچی تو عمر کل کر مسجد پہنچے اور منبر پر
بیٹھ کر لوگوں کو اسکی موت کی خبر اس طرح دے رہے تھے کہ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر
روتے جاتے تھے۔ ابو عمر، ربیعہ بن امیہ بن خلف نے ایک خواب دیکھا اور

عہ اس زمانہ میں سعد بن ابی وقاص کو عساکر کی امارت سے معزول کر کے آپ مدینہ بلا چکے تھے، اسی کو سن کر یزید و ہمدان و رے
وغیرہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کر کے اہل اسلام پر حملہ کی تیاری کر لی تھی۔ اس لئے اب بجائے سعد کے نعمان بن
مقرن کو امیر لشکر بنایا ۱۲ اشتیاقی احمد

ثم خرجت منه الی واد مجذوب ثم انتبهت
وانا فی الوادی المجذوب فقال عمر تو من ثم تخفر
ثم توت دانت کافر فقال ما رایت شیئا
فقال عمر قتی لک کما قتی لصاحبی یوسف
قالا ما رایتنا شیئا فقال یوسف قتی الامر
الذی فیہ تستفتیان ثم انه شرب خمر فخر به
عمر الخمر ونفاه الی خیبر فلعق بارض الروم
فشنفر ابو عمر عن عوف بن مالک الاشجعی
انه راى فی الشام کانت الناس جمعوا فاذا
فیهم رجل فزعمهم فزعمهم ثلث اذرع
قال قلت من هذا قالوا عمر قلت لم قالوا
لان فیہ ثلث خصال لانه لا ینفک فی الله
لومه لایم وانه خلیفہ مستخلف وشہید
مستشهد قال فانی ابا بحر فقصها علیہ
فارس الی عمر فدعاہ لیبشرہ قال مجاء
عمر فقال لی ابو بحر اقص روایک قال فلما
بلغت خلیفہ مستخلف زبرنی عمر وکفرنی
وقال اکت تقول هذا ابو بحر حی فلما
کان بعد وولت عمر مررت بالشام وروی علی
المبر قال فدعانی وقال اقص روایک
فقصصتها فلما قلت انه لا ینفک فی الله
لومه لایم قال لے لارجو ان یجعلنی الله

اور اس کو عمر نے سے بیان کیا، کہا کہ میں ایک ایسی وادی میں ہوں، جو سرسبز
ہے۔ پھر میں اس سے نکل کر ایسی وادی میں پہنچ گیا جو قحط زدہ (خشک) ہے
پھر میں بیدار ہو گیا اس حال میں کہ اس خشک وادی میں تھا۔ تو عمر نے کہا
کہ تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاتے گا اور تیری موت کفر کی حالت میں ہی
آئے گی تو اس نے کہا کہ میں نے تو (فرضی خیال کا ذکر کیا تھا) کچھ بھی خواب نہ
دیکھا تھا۔ تو عمر نے کہا کہ تیرے لئے مقدر ہو چکا جیسا کہ یوسف کے دو ساتھی
قیدیوں کے بارے میں مقدر ہو چکا تھا۔ انہوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے کچھ نہیں
دیکھا تھا تو یوسف نے فرمایا تھا قتی الامر (آؤ مگر ۱۲: ۲۱) جس بارے میں
تم پوچھتے تھے اور اسی طرح مقدر ہو چکا۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ اس نے شراب
پی تو اس پر عمر نے حد لگائی اور اس کو خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا۔ یہ سرزمین روم
میں پہنچ کر عیسائی ہو گیا۔ ابو عمر، عوف بن مالک الاشجعی سے اس نے خواب میں دیکھا
کہ گویا لوگ جمع ہوتے اچانک ان میں ایک شخص ان سب سے اوجھا ہوا تو وہ ان سے تین
ہاتھ بند ہو گیا کہا کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عمر بن
المختاب ہے۔ میں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تین ہاتھ اوجھا ہو گیا (لوگوں نے کہا کہ
اس نے کہ اس میں تین خوبیاں ہیں کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کر نیوالے کی
ملامت نہیں ڈرتا اور یہ کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے اور شہید ہے شہادت طلب
کر نیوالا ہے کہا کہ پھر انہوں نے ابو بکر کے پاس جا کر ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے
عمر کو بلایا اور عوف بن مالک کو بلایا تاکہ وہ ان کو یہ بشارت سنائیں۔ کہا کہ پھر عمر آگئے
اور مجھ سے ابو بکر نے کہا کہ اپنا خواب بیان کر کہا کہ جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہے
خلیفہ بنایا جانیوالا ہے تو عمر نے مجھے جھڑکا اور روکا اور کہا کہ چپ ہو، تو یہ کہتا ہے حالانکہ
ابو بکر زندہ ہیں پھر جب بعد کا زمانہ آیا اور عمر خلیفہ بناتے جا چکے اور میرا گذر شام میں ہوا
اور عمر منہ پر تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنا وہ خواب بیان کر تو میں نے سنا

عمر اس سے واضح ہو رہا ہے کہ بہت سے واردات بھی بیداری کے خواب ہوتے ہیں اور انکی تفسیر بھی روایتے خواب کی طرح دی جاسکتی ہے ۱۲
اشتیاق احمد علی عذہ

منہم فلما قلت خلیفۃ متخلف قال
قد استخلفنی اللہ فلما ان یعیثنی علی ما
ولانی فلما ان ذکرۃ شہید مستہد
قال ائت لی بالشہادۃ وانا بین اظہر کم
تخزون ولا اعزو ثم قال بی یأتی اللہ بہا
ان شاء یأتی اللہ بہا ان شاء ابوہ
عن عرفۃ الاشجعی قال صلی اللہ علیہ وسلم
انفجر ثم جلس فقال ورن اصحابی اللیلۃ ورن
ابو بکر فوڑن ثم ورن عمر فوڑن ثم ورن
عثمان فنفث و ہورسل صلیح مالک عن
یحییٰ بن سعید بن المسیب انہ سمعہ یقول
ما صدر عمر بن الخطاب من مٹی اناخ
بالا بلع ثم کوڑم کوڑم ثم طرح علیہا رداءہ
داستلقی ثم مد یدہ الی السماء فقال
اللہم کبرئ سنی وضعفت قوتی وامتشرت
رعیتی فاقضنی ایک غیر مفیج ولا مفرط
ثم قدم المدینۃ فی عقب ذی الحجۃ
فخطب الناس ثم قال ایہا الناس قد
سنتکم السنۃ وقرضتکم الفرض
وکرکم علی الواضئۃ الا ان تفضلوا بالناس
یمینا وشملا و ضرب باحدی یدیہ علی
الاخری ثم قال ایاکم ان تہلکوا عن آیتہ

شروع کیا جب میں نے کہا کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی لامت کرنیوالے سے نہیں ڈرتا
تو کہا کہ بیشک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ منجھ کو ان لوگوں میں سے بنادے گا پھر
جب میں نے کہا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانے والا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیفہ
بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اس کام میں میری مدد کرے جس کو میری ذمہ داری
میں دیا ہے پھر جب میں نے شہید اور شہادت کرنیوالا بیان کیا تو فرمایا کہ میرے بے
شہادت کا موقع کہاں ہے میں تمہارے پیچھے رہتا ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور
میں جہاد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے، اللہ چاہے
تو شہادت کا موقع لے آئے۔ ابو عمر، عرفۃ اشجعی سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات میرے اصحاب کو تولا گیا۔
ابو بکر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے، پھر عمر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے۔ پھر عثمان کو تولا
گیا تو وہ ہلکے نکلے اور وہ نیک مرد ہے۔ مالک، یحییٰ بن سعید المسیب سے کہ انہوں نے
اُن سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر بن الخطاب منی سے واپس ہوتے تو انہوں
نے اپنے اونٹ کو البطح میں بٹھایا پھر ریگ کا ایک تودہ جمع کیا اور اس کے اوپر اپنی
چادر بچھائی اور لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر وعاد
کی یا اللہ میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری قوت ضعیف ہو گئی اور میری رعیت پھیل
گئی تو آپ مجھے اس حال میں موت دیجئے کہ میں ضائع شدہ ہوں اور نہ نقصان دہ
پھر ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا
اے لوگو تم پر سنتیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے، واضح کئے جا
چکے اور تم پر فرائض مقرر کئے جا چکے ہیں اور تم کو صاف سیدھے راستہ پر چھوڑ گیا
ہے الایہ کہ تم خود لوگوں کو بھٹکانے لگو (سیدھی راہ چھوڑ کر) دایں اور بائیں
طرف اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا۔ پھر فرمایا کہ خبردار
تم ہلاک نہ ہو جانا آیت رجم (کے انکار) سے کوئی کہنے والا یہ کہنے

عہ یعنی میں ضعیف قوت سے اس حد تک نہ پہنچ سکوں کہ فرائض خلاف کو کھانے کر بیٹھوں یا ان میں کوتاہی کرنے لگوں۔ اس حال کے آنے سے پہلے
ہی مجھے دنیا سے اٹھالیتے۔ ۱۲

الرحم ان يقول قائل انا لا نجد حدین
 فی کتاب اللہ فقد رحم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ورحمنا والذی نفسی بیدہ
 لولا ان يقول الناس زاد عمر بن الخطاب
 فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ والشیخہ
 اذ اذنیاً فارجموها اکتبتہ فانا
 قد قرأنا ما قال یحییٰ بن سعید فقال
 سعید بن السیب فلما اسلخ ذوالحجۃ
 شققت قتل عمر بن الخطاب رحمہ اللہ لعل
 مسلم من معدان بن ابی طلحہ ان عمر بن
 الخطاب یوم الجمعۃ ف ذکر نبی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر ابا بکر قال
 انی رأیت کأن ویکما لقرن ثلاث
 فقرات وانی لا اراه الا حضوراً جلی
 وان اقواماً یأمروننی ان استخلف و
 ان اللہ عز وجل لم یکن لیضیع دینہ و
 لا خلافتہ ولا الذی بعث بہ نبیہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فان عجل لی امر فاخلفہ
 شوریٰ بن ہولاء الستہ الذین
 توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وہو عنہم راض قانی قد علمت ان اقواماً

لگے کہ ہم کتاب اللہ میں دو حد نہیں پاتے۔ تو سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے
 ہاتھ میں میرا نفس ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ عمر نے کتاب
 میں اضافہ کر دیا تو میں ضرور لکھ دیتا اس آیت کو اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زُنِيَ
 فَلْاِزْنِيْهَا وَاِذَا زُنِيَ وَلَوْ بِرُوحِيْ عَوْرَتِ جَبْ زَنَا كَرِيْمْ تَوَانِ دَوْلُوْكُمْ سَلَسَا
 کر دو، کیونکہ ہم نے اس کی قراءت کی ہے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ پھر سعید بن
 السید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہونے پایا کہ عمر بن الخطاب قتل کر دیتے گئے۔
 اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتے۔ مسلم، معدان بن ابی طلحہ سے کہ
 عمر بن الخطاب نے یوم جمعہ کا خطبہ دیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ذکر کیا اور ابو بکرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا
 ایک مُرخ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں اور میں اس کی تعبیر اپنی موت
 کے قریب ہونے کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا اور بہت قوموں کے لوگ مجھ
 سے کہتے ہیں کہ میں کسی کو خلیفہ متعین کر دوں اور اللہ عز وجل ایسا نہیں
 ہے کہ اپنے دین کو اور اپنی خلافت کو ضائع کر دے اور نہ اس چیز کو
 (ضائع ہونے دے گا) جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو مبعوث کیا ہے تو اگر مجھ پر حکم الہی جلدی نافذ کر دیا جاتے یعنی
 موت جلد آجاتے تو خلافت ان چھ حضرات کے مشورے سے طے کی جاتے
 جو ایسے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وفات کے وقت
 تک خوش رہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں
 جو اس امر (نصب خلافت) میں فتنہ انگیزی کرنے لگیں گے (یعنی
 منافقین) میں نے اسلام پر اُن کو اپنے اس ہاتھ سے پٹا ہے (میں)

سے یعنی جلد لاوجود ہے آیت الزانیہ والانی فاجلہ ۱۔ کل حدیثہا ۲۱۲۴ میں اور رجم کہیں نہیں ہے ۱۲۔ سے عام لوگوں کی بجائے صرف
 چھ اصحاب کو متعین کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طاعت کا میلان فساد کی طرف زیادہ ہے ۱۲

يُطْعَمُونَ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَنَا مُرَبِّهُم بَيْدَى
 هَذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَأَوْفَيْتُكَ
 أَهْلًا اللَّهُ الْكَفْرَةَ الْقِتْلَ الْاِحْدِيثُ الْوَعْدُ
 أَصَابَ النَّاسَ قَطْعٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَأَجَاءَ رَجُلٌ
 إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَبِقْ لَأَمْنِكَ فَأَنَّهُمْ
 قَدْ بَلَغُوا قَالُ فَاثَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّامِ فَقَالَ إِنِّي عَمْرُؤُهُ
 أَنْ يَسْتَقِ لِنَاسٍ فَأَنَّهُمْ سَيُتَقُونَ
 وَقُلْ لَمْ عَلَيْكَ بِالْكَتِيسِ الْكَتِيسِ فَإِنَّ الرُّجُلَ
 عَمْرُؤُهُ فَبَكَى عَمْرُؤُ قَالَ يَا رَبِّ مَا أَتُوا إِلَّا
 بِمَجْرُئٍ عَنْهُمُ الْوَعْدُ مَسُودُ بْنُ أَسَدٍ الْبَلَوِي
 اسْتَأْذَنَ عَمْرُؤُ فِي الْغَزْوِ إِلَى أِفْرِيقِيَّةِ
 فَقَالَ عَمْرُؤُ أِفْرِيقِيَّةُ غَادِرَةٌ وَمَعْدُودٌ وَبِهَا
 الْوَعْدُ عَمْرُؤُ فِي قِصَّةِ مَرْبِ عَمْرُؤُ قَدَامَةُ بْنُ مَطْعُونٍ
 مَرَّ الشَّرْبُ نَفَاضُ عَمْرُؤُ قَدَامَةُ وَبِهِمْ فَجَّ
 عَمْرُؤُ قَدَامَةُ مَعَهُ مَضَابِلُهُ فَلَمَّا قَفَلَا مِنْ
 جَبْهَتِهِمَا وَنَزَلَ عَمْرُؤُ بِالسَّقِيَا نَامَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ
 مِنْ نَوْمِهِ فَقَالَ جَلُّوا عَلَيَّ بِقَدَامَةِ فَوَاسِدِ
 لَقَدْ آتَانِي آيَاتُ فِي مَنَامِي فَقَالَ سَلِمَ
 قَدَامَةُ فَأَمَّا أَخُوكَ فَيَقْتُلُوا عَلَيَّ بِهِ فَلَمَّا أَتَوْهُ
 أَبْنَى أَنْ يَأْتِيَ فَاثَمَ بِهِ عَمْرُؤُ ابْنُ أَبِي الْيَمْرِؤُهُ
 لَمْ يَسْقِ أَيْكُ مَقَامُ كَانَامَ هِيَ -

ان کو پہچانتا ہوں، پھر بھی اگر انہوں نے وہی (فستہ انگریزی) کی تو رقم
 ہوشیار رہنا، یہ لوگ اللہ کے دشمن اور کافر و گمراہ ہیں (اگرچہ بظاہر
 مسلمان بنے ہوئے ہیں) آخر حدیث تک۔ ابو عمر، عمر بن الخطاب کے
 زمانہ میں لوگوں پر قحط پڑا تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے
 پاس گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش کی
 دعا کیجئے کہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اس سے خواب میں آکر یہ فرمایا کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ اور اس
 کو یہ امر کہہ دو کہ وہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کرے تو ان پر بارش
 نازل کی جاتے گی اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ تجھ کو لازم ہے عاقل
 (کو منتخب کرنا) پھر وہ شخص عمر بن الخطاب کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع
 دی تو عمر بن خطاب نے اسے اور بولے کہ اسے پروردگار میں کوئی کوتاہی نہیں
 کرتا مگر جس بات سے عاجز ہو جاؤں ابو عمر، مسعود بن اسود
 البلیوی سے کہ افریقی ملکوں کی طرف جہاد کرنے کے لئے عمر بن خطاب
 طلب کی تو عمر بن خطاب نے فرمایا کہ (یہ یاد رکھو کہ) افریقی ملک دھوکہ دینے والے
 اور دھوکہ کھانے والے ہیں، ابو عمر، شراب پینے کی حد کے سلسلہ میں
 قدام بن مَطْعُون کو عمر کے مارنے اور ان کا عمر بن خطاب سے قطع تعلیق
 کرنے کا قصہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب نے حج کیا اور قدامہ
 بھی ان کے ہمراہ ہی تھے ان سے ناراضگی کے ساتھ جب کہ دونوں حج کر کے
 واپس ہوئے اور عمر بن خطاب میں اترے تو سو گئے پھر جب غنڈہ سے بیدار
 ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلد لاؤ، کیونکہ بخدا میرے پاس خواب میں ایک
 آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ قدامہ سے صلح کرو ورنہ تمہارا بھائی ہے
 تو جلد اس کو میرے پاس لاؤ تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں

نے اُن سے انکار کر دیا۔ پھر ان کے بارے میں عمرؓ نے حکم دیا کہ اگر اس نے انکار کر دیا ہے تو کھینچ کر لاؤ (جب وہ آئے تو عمرؓ نے ان سے گفتگو کی اور ان کے لئے دعتِ مغفرت کی۔ یہ پہلا موقع تھا دونوں کی صلح کا ابو عمرؓ، سماک بن خرمہ اور سماک بن عبد العیسیٰ اور سماک بن خرمہ انصاری یہ تینوں اہل کوفہ کی چھاتنی کے وفود میں شامل ہو کر عمرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کا نسب دریافت کیا تو لوگوں نے آپ کو اُن کا نسب بتایا کہ یہ سماک بن فلان ہے اور یہ سماک بن فلان ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں برکت کرے۔ اُسے اللہ ان کے ذریعہ سے اسلام کو اُپکار اور ان کی مدد کرنا۔ تو یہ تینوں سماک وہ پہلے شخص ہیں جو سرزمین ہمدان و سرزمین دلم میں سرحدی مورچوں کے گھبیاں مقرر کئے گئے تھے۔ ابو عمرؓ، سہیل بن عمروؓ و یوم بد میں کافر ہونے کی حالت میں قید ہوا اور یہ شخص قریش کا خطیب تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سامنے کے دانت کھینچ لیجئے تاکہ یہ آپ کے مقابلہ پر خطیب بن کر کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ تو فرمایا کہ اس کو چھوڑا مسید ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا کہ تو اس کی تعریف کرے گا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ میں لوگ مضطرب ہوئے اور عرب میں سے جن لوگوں کو مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے تو سہیل بن عمروؓ خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور اس نے بیان کیا کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ دینِ عنقریب پھیلے گا سورج کی روشنی کی طرح طلوع سے غروب تک تو تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے یہ شخص جو تمہارے آپس میں سے ہے وہ البوسفیان کو مراد لے رہا تھا۔ اور اس امر کے بارے میں یہ علم وہ بھی رکھتا ہے جو میں رکھتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ اس کے سینہ پر بنی ہاشم کا حدم جم گیا ہے اور وہ اپنے خطیب میں وہ معنائیں لایا جو ابو بکر صدیقؓ

الہیہ فکلمہ عمرؓ واستغفر لہ فکان ذلک اول صلحہما ابو عمرؓ سماک بن خرمہ و سماک بن عبد العیسیٰ و سماک بن خرمہ الانصاری قدّم ہؤلاء الثلثہ علی عمرؓ فی وفد اہل الکوفۃ بالاخصاس فاستنصبہم فانتبوا الہ سماک و سماک و سماک فقال بارک اللہ فیکم اللہم شک بہم الاسلام و اید بہم فہؤلاء الثلثہ اول من ولی مساح من ارض ہمدان و ارض الدلم ابو عمرؓ اسیر سہیل بن عمروؓ و یوم بد کافر اذ کان خطیب قریش فقال عمرؓ یا رسول اللہ انتزع تنصبتہ فلا یقوم علیک خطیباً ابداً فقال دعوہ فعی ان یقوم مقاماً تحمّہ فلما ناج الناس بکیم عند وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ارتد من ارتد من العرب قام سہیل بن عمروؓ و خطیباً فقال و انتہانی اعلم ان ہذا الدین سیمتد امتدادہم فی طلوعہا الی غروبہا فلا یغترکم ہذا من انفسکم یعنی ابوسفیانؓ فانہ لیعلم من ہذا الامر ما اعلم و لکن قد جئتم علی صدرہ حسد بنی ہاشم و انا فی خطبۃ بمثل ما جاء بہ ابو بکر الصدیقؓ

عہ مساح جمع ہے مسلمہ کی یعنی وہ لوگ جو مورچہ یا نا کے پر رہ کر دشمن کی خبر دیتے ہیں اور دشمن کے آگے ہی اپنے لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تاکہ وہ فوراً مسلح ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں ۱۲ لغات الحدیث۔

مدینہ میں لائے تھے۔ تو یہ تھے ان حضرت علیؓ علیہ وسلم کے ارشاد کے معنی ابو عمر، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھے اور وہ ان دونوں کے درمیان تھے پھر مہاجرین اہل نے عمرؓ کے پاس آنا شروع کیا تو عمرؓ کہتے ہیں کہ یہاں بیٹھے اے سہیل اور یہاں بیٹھے اے حارث، ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں کو اپنے سے دور ہٹایا اسی طرح سے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے نکلے تو حارث نے سہیل سے کہا کہ کیا تو نے دیکھا کہ عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا کیا تو اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی مناسب یہ ہے کہ ہم خود اپنے نفسوں کو ملامت کریں۔ قوم کو دعوت دی گئی تو انہوں نے (قبول کرنے میں) سرعت کی اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کر دی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے بٹھ گئے تو یہ دونوں ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المومنین جو کچھ آپ نے آج ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس پر غور کیا اور سمجھ لیا کہ یہ (ذلت) ہم خود ہی اپنے اوپر لاتے ہیں تو کیا کوئی ایسی چیز (یعنی تدبیر) ہے کہ جس سے ہم پھر اپنی فضیلت میں سے وہ حصہ پاسکیں جس کو ہم کھو چکے ہیں تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز اس صورت کے اور ان کے سامنے روم کی صورت کی طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا تو سہیل کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا بجز اس کی ایک لڑکی فاختہ بنت عقبہ بن سہیل کے، اس کو عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے اسکا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ شریہ کو شریہ کے ساتھ

بلمدینۃ مکان ذلک معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ابو عمر جاء الحارث بن ہشام و سہیل بن عمرو الی عمر قبلما وہو بینہما فجعل الہاجرۃ الیہما یأتون عمر فقول الہنا یا سہیل الہنا یا حارث فیجہما فجعل الہنا یأتون فیجہما عنہ کذلک حتی صار فی آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث لہ سہیل الہنا ما صنع بنا فقال لہ سہیل الہ الرجل لا قوم علیہ یعنی ان ترجع باللوم علی انفسنا دے القوم فاسرعوا و دہینا فابعدنا فلما قام الناس من عند عمر اتیانہ فقال لہ یا امیر المومنین قد رأینا ما فعلت بنا الیوم و علمت انا انینا من قبل انفسنا فہل من شئی تشدک بہ ما فانتا من الفضل فقال لا أعلم الا ہذا الوجه و اشار الیہما الی نفر الروم فخرجنا الی الشام فلما بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنہ لہ ترکہا بالمدینۃ فاختہ بنت عقبہ بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام و قال زوجوا الشریہ الشریہ ففعلوا ففسر اللہ

عہ شریہ اس کہانے کو کہتے ہیں جو روٹی کو شریہ میں چور کر دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا احب الی من الشریہ و بارک اللہ لامتی فی الشریہ و الشریہ یعنی شریہ سے زیادہ پسند مجھے کوئی کھانا نہیں ہے اللہ میری امت کو اس میں برکت دے حضرت عمرؓ کا ان کو شریہ اور شریہ کہنا برکت کے لئے تھا، چنانچہ اس کا ظہور ہو گیا۔ ۱۲ شتیا فی احمد رضا اللہ عنہ

منہ عددًا کثیراً فی الصواعق اخرج ابن
عساکر عن طارق بن شہاب قال ان کان
الرجل یحدث عمر بالحدیث فیکذبہ الذبیر
فیقول اجس ہذہ ثم یحدث بالحدیث
فیقول لہ اجس ہذہ فیقول لہ کلما حدثتک
حقاً الا ما مرثیۃ ان اجس و اخرج
ابن اسحق عن اسحق بن اسحاق قال ان کان احد یعرف
الکذب اذا حدث بہ انہ کذب فہو عمر
ابن الخطاب و اخرج ابی یوسف فی الدلائل
عن ابی ہریرۃ النخعی قال اخرج عمر ان اہل
العراق قد حبسوا امیرہم فخرج عصفان
فصلی فیہ فی صلوتہ فلما سلم قال
اللہم انہم قد لبسوا علی قالین علیہم
و عجل علیہم بالسلام اشفی بکم فیہم
بحکم اجمالیۃ لا یقبل من محسنہم و
لا تجاوز عن سببہم قال ابن ہشیم
و ما دللہ الخجاج یوم سبذ و انکشف فخذوہ
فرآی بہ اہل بخران علامۃ سوداء فقالوا
ہذا الذی نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من
ارضنا و قال لہ کعب الاحبار انا لنجدک
فی کتاب اللہ علی باب من البواب جہنم
تشیع الناس ان یقعوا فیہا فاذا مات
لم یزلوا یقتمون فیہا الی یوم القیامۃ

بیاض دو۔ ان کا نکاح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت اولاد پیدا
صواعق میں ہے کہ ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے کہ
ایک شخص عمرؓ سے کوئی حدیث بیان کرتا اور اس میں کوئی جھوٹ شامل
کر دیتا تو آپؓ فرماتے کہ اس کو بند کر (یعنی یہ ذبیر، پھر وہ کوئی حدیث
بیان کرتا اور کوئی غلط بات بڑھا دیتا، تو آپؓ اس سے فرماتے کہ اس کو
بند کر۔ پھر وہ شخص آپؓ سے کہتا کہ جو کچھ میں نے آپؓ سے حدیث بیان
کی تھی وہ سب سچ تھی سوائے اس حدیث کے جس پر آپؓ نے مجھے حکم
دیا کہ اس کو بند کر اور ایسی روایت حسینؓ سے اخذ کی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر کوئی ایسا تھا کہ جھوٹ کو پہچان جاتے جب بھی اس کے سامنے
بیان کیا جاتے تو وہ عمر بن الخطابؓ تھے۔ اور یہی تھے نے دلائل میں روایت
کیا ابو ہریرہؓ سے کہا کہ عمرؓ کو خبر پہنچی کہ اہل عراق نے ان کے امیر
پر ڈھیلے پھینکے ہیں تو آپؓ غصہ میں نکلے پھر نماز پڑھی مگر نماز میں آپؓ
سے سہو ہو گیا پھر آپؓ نے سلام پھیرا تو دعا رکھی کہ یا اللہ ان لوگوں
(اہل عراق) نے مجھے شہید میں ڈالا آپؓ ان کو پریشان کیجئے اور جلد
ان پر تقفی غلام کو مسلماً کیجئے جو ان پر جاہلیت کی حکومت کی طرح حکومت
کرے اچھا کام کرنے والوں کا کام قبول نہ کرے اور برا کام کر نیوالے
کو معاف نہ کرے۔ ابن ہشیم نے کہا کہ اس دن تک خجاج پیدا نہیں
ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ آپؓ کی ران کھل گئی تو اس پر بخران والوں نے ایک
سیاہ نشان دیکھا تو کہا کہ یہ وہ علامت ہے جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے
ہیں کہ وہ ہم کو ہماری سرزمین سے نکالے گا۔ اور ان سے کعب احبار نے کہا
کہ ہم آپؓ (کے ذکر) کو کتاب اللہ (توریت) میں پاتے ہیں کہ جہنم کے دروازوں
میں سے آپؓ ایک دروازے پر لوگوں کو روک رہے ہونگے اس میں گرنے
سے۔ پھر جب وہ مر جاتے گا (یعنی آپؓ) تو قیامت کے دن تک لوگ

اس میں گھسے رہیں گے۔ کتاب طبقات الشافعیہ مصنفہ شیخ عبد الوہاب
سبکی میں امام الحرمین کی کتاب الشامل سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے
کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ کی
حمدا و ثنایا کی اور زمین ہل رہی تھی پھر اس پر درہ مارا اور فرمایا کہ قرار پکڑا
کیا میں تجھ پر عدل نہیں کر رہا ہوں تو وہ اُسی وقت ٹھہر گئی۔ اور اسی
میں یہ بھی ہے کہ پہاڑ کے ایک غار سے ایک آگ نکلتی تھی جو کہ جس شے
پر پڑتی تھی اُس کو پھونک دیتی تھی۔ یہ آگ نکلی عمرؓ کے زمانہ میں تو انہوں
نے حکم دیا ابو موسیٰ یا یتیم داری کو کہ وہ اس کو اس غار میں داخل کریں
تو انہوں نے اپنی چادر سے اس کو ہٹا کر شروع کیا یہاں تک کہ اس کو غار میں
داخل کر دیا پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں نکلی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ ان
کے سامنے ایک لشکر پیش کیا گیا جس کو شام بھیج دیے تھے۔ اس میں سے
ایک جماعت آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر
لیا۔ پھر پیش کی گئی تو پھر منہ پھیر لیا۔ پھر تیسری مرتبہ پیش کیا گیا تو پھر منہ
پھیر لیا۔ آخر میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان میں عثمانؓ کا قاتل تھا کشت المحبوب
میں مذکور ہے کہ ایک عجمی مدینہ میں آیا اور اس نے حضرت عمرؓ کا قصد کیا لوگوں
نے کہا کہ امیر المومنین کسی دیرانہ میں سو رہے ہوں گے۔ وہ گیا اور اس نے آپ
کو اس حال میں پایا کہ آپ درہ سر کے نیچے رکھے ہوئے خاک پر سو رہے
ہیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ دنیا میں یہ تمام فتنہ اسی شخص سے ہے
اس کو مار ڈالنا میرے نزدیک بہت آسان ہے۔ اس نے تلاوت کھینچی۔ فوراً
دو شیر ظاہر ہو گئے اور اس کی طرف بڑھے۔ اس نے شور مچانا شروع کیا عمرؓ
جاگ گئے۔ تو اس نے ان سے قصہ بیان کیا اور اسلام لے آیا۔ اور
شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بہت دور کے شہروں
میں سے ایک شہر پر لشکر بھیجا۔ ایک دن مدینہ میں بلند آواز سے

فی کتاب طبقات الشافعیہ للشیخ عبد الوہاب
السبکی نقل عن امام الحرمین فی کتابہ الشامل
ان الارض زلزلت فی زمن عمر رضی اللہ عنہ
فحمد اللہ واثنت علیہ والارض ترجع ثم
من بہا بالدرہ وقال اقرتے الم اعدل
علیک فاستقرت من وقہا وفیہ ایضا
ان ناراً کانت تخرج من کبف فی جبل
فتحرق ما مابث فخرجت فی زمن عمر فامر
ابا موسیٰ او تیما الداری ان یدخلہا الکبف
فجعل ید ثبہا برداتہ حتی اودخلہا فی الکبف
فلم تخرج بعد و فیہ ایضا ان عمن حیثا یبعث
الی الشام فمر منہا ما تفت فاعرض عنہم
ثم مر منہا فاعرض عنہم ثم عرضت ثانیاً
فاعرض عنہم فلیکن بالاعرة ان کان فیہم
قاتل عثمان او قاتل علی در کشت المحبوب
مذکور است کہ عجمی بمدینہ آمد وقصد عمر
مرد گفتند امیر المومنین در خرابی خفته باشد
دفعت وادریافت بر خاک خفته و درہ دیر
سربادہ با خود گفت اینہم فتنہ اندر جہان
ازین است کشتن این بنزدیک من سخت
آسان است شمشیر بکشید و شیر پدید
آمدند وقصد دی کردند و فریاد برآورد
عمر بیدار شد قصہ با وی گفت و اسلام

یالبشیکہ یا البشیکہ کہنے لگے۔ اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا ہے۔ بیان تک کہ وہ لشکر لوٹ کر مدینہ میں آیا اور امیر لشکر جس قدر فتوحات کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی شمار کر رہا تھا۔ امیر المومنین عمرؓ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑ۔ یہ بتا اس شخص کا حال کیا ہوا جس کو تو نے جھڑک کر پانی میں بھیجا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے اس شخص کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم ایسے پانی میں پہنچے جس کی گہرائی نہیں جانتے تھے کہ اس پر سے عبور کریں۔ ہم نے اس کو برہنہ کر کے پانی میں بھیجا۔ ہوا ٹھنڈی تھی جس نے اس میں اثر کیا تو اس نے فریاد بلند کی کہ ”وا عمرہ وا عمرہ“ اور اس کے بعد سردی کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ جب لوگوں نے یہ قصہ سنا تو سمجھے کہ وہ آپ کی بیک اس مظلوم کی ندا کے جواب میں تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس امیشک سے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ ایک ضابطہ بن جائے گا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اب تو اس کی دیت (یعنی خونہا) اس کے وارثوں کو پہنچا اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا کہ پھر میں ایسی چیز دیکھوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مسلمان کا مار ڈالنا میرے نزدیک بہت بڑا ہے بہت سے دشمنوں کی ہلاکت سے اور شواہد النبوت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان پر مصیبت کے دن لوگوں نے یہ ابیات سنے اور کہنے والے کو نہیں دیکھا کہ لبیک علی السلام (اللہ تعالیٰ علیہ السلام) جو شخص روئے والا ہو اس کو چاہئے کہ اسلام پر روتے کیونکہ درحقیقت اہل اسلام ہلاکت میں جا گرے حالانکہ ابھی زمانہ پُرانا بھی نہ ہوا تھا۔ اور دنیا نے پشت پھیر لی اور اسکی خیر نے پشت پھیر لی اور اس سے رنج اور تکلیف اٹھائی اس شخص نے جو اللہ کے وعدوں پر ایمان لانے والا تھا۔

آورد و در شواہد النبوة مذکور است کہ عمر ابن الخطاب حبشی بیکي از بلاد بعیدہ فرستادہ بود روزی در مدینہ آواز برداشت کہ یالبشیکہ و بیکس ندانست کہ آن چیست تا با نوقت کہ آن حبش بمدینہ مراجعت نمود و صاحب حبش فتحہ کہ خدا تعالیٰ توفیق آتش دادہ بود تعداد میکرد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اینہارا بخزار حال آن مرد کہ دی را بجز در آب فرستادی چر شد گفت دانستہ یا امیر المومنین کہ من بوی شتری خواستم بآبی رسیدیم کہ غور آن را نمیدانستیم تا آنکہ آنجا بگذریم دی را برہنہ ساختیم و در آب فرستادیم ہوا خشک بود در دے سرایت کرد فریاد برداشت کہ وا عمرہ وا عمرہ و بعد ازان از شدت مرہا ہلاک شد چوں مردمان آزار شنیدند دانستند کہ لبیک دی در جواب ندای آن مظلوم بودہ است بعد ازان صاحب حبش را گفت کہ اگر ذآن بودی کہ بعد از من دستورے بماندی ہر آئینہ گہ دن ترا بزدمی برد و دیت دیدار باہل دی برسان و چنان کن کہ دیگر ترا یہ منہ پس گفت گشتن مسلمانے پیش من بزرگتر است

پانچویں فصل

مقامات سلوک کے دقائق (ہیکیاں) جن کو اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین عمرؓ کی زبان سے بیان کر لیا اور صوفیہ کا آپس کے اس کلام کی شرح اپنی کتابوں میں کرنا۔

اخلاص عمل میں۔ حفاظت حدیث میں سے یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم التیمی سے وہ علقمہ بن وقاص لیشی سے کہا کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر فرما رہے تھے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ اعمال نیتوں ہی سے ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی اجر ہو گا جس کی اس نے نیت کی تو وہ شخص جس کی (نیت) ہجرت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت ہوئی دنیا کی طرف کہ وہ اس کو مل جائے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کر لے تو اسکی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث دین کا چوتھا حصہ ہے۔ مالک رحمہ اللہ یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ مومن کا کرم (بزرگی) اس کا تقویٰ ہے اور اس کا دین اس کا حسب ہے اور اس کی مروت اس کا خلق ہے۔ اور جوأت و نامردی طبعی و اصلی صفات ہیں جن کو اللہ چاہتا ہے رکھ دیتا ہے تو نامرد اپنے باپ اور ماں کو چھوڑ بھاگتا ہے اور جبری شخص ایسے شخص کی طرف متال کرتا ہے جو اس کے ساتھ اس کے گھر بھی واپس نہیں آتا وہیں سے نصحت بجاتا ہے اور اس کی

از ہلاک بسیاری و نیز در شواہد البتہ مذکور است کہ در روز مصیبت وی این ابیات شنیدند و گویندہ را ندیدند مشعر لیلک علی الاسلام من کان باکیا فقد اوشکوا لکلی و ما قدم العہد بہ و ادبرت الدنیا و اکبر خیر ہا و قد قلبا من کان یؤمن بالوعدہ الفصل الخامس فیما اطلق اللہ بہ امیر المومنین عمرؓ من دقائق مقامات السلوک و شرح الصوفیہ کلامہ ذلک فی کتبہم الاخلاص فی العمل الحفاظ من حدیث یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم التیمی عن علقمہ بن وقاص الیسئ قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوى فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا و امرأۃ یتزوہہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ قال بعض العلماء ہذا الحیث ربع العلم مالک عن یحییٰ بن سعید الی عمر بن الخطاب کان یقول کرم المومن تقواه و دینہ حسبہ و مروتہ خلقہ و الجراۃ و الجبن غراۃ یضعہا اللہ حیث یشاء فالجبان یفر عن اہلہ و امہ و الجسری یقاتل عمن لا یریبہ الی رخلہ و الجراۃ

عہ یعنی جملہ دنیا میں موت کے لئے کوئی سبب بولای وغیرہ پیش آتا ہے ایسا ہی ایک سبب قتل بھی ہے تو اس سے جھگانا عیب ہے ۱۲

وَأَقْتُلْ وَحُفَّتْ مِنْ الْخَوْفِ وَالشَّهِيدِ مَنْ
 احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ
 أَبِي الْعَجْفَاءِ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ أَلَّا لَا تُفْعَلُوا
 صَدَاقُ النَّسَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ لَعَلَّ
 أَنْ قَالَ وَآخِرُهُ تَقُولُونَ مَنْ قُتِلَ فِي
 مَغَازِيكُمْ أَوْ مَاتَ قُتِلَ فَلَانٌ شَهِيدٌ أَدْعَبُ
 أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْقَرَ عَجْزٌ وَابْتَسَبَ أَوْ وَفَّ رَاحِلَتُهُ
 ذَهَبًا أَوْ دِرْهَمًا يَتَمَسَّ التِّجَارَةَ لَا تَقُولُوا ذَلِكُمْ
 وَلَكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ أَوْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِي فَرَّاسٍ
 قَالَ خُطِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ أَلَا إِنَّا كُنَّا نَعْرِفُكُمْ أَذِينَ
 نَهَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَآذَيْنَا نَزَلَ الْوَحْيُ وَآذَيْنَا نَبِيَّ اللَّهِ مِنْ أَنْبَاءِكُمْ
 أَلَا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اذْهَبَ
 وَقَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَإِنَّمَا نَعْرِفُكُمْ بِمَا نَقُولُ لَكُمْ
 مِنْ أَنْظَرُكُمْ خَيْرًا لَنَا بِخَيْرٍ وَأَجْبَنَاهُ عَلَيْهِ
 وَمِنْ أَنْظَرُكُمْ شَرًّا لَنَا بِشَرٍّ وَأَبْغَضَاهُ
 عَلَيْهِ سَرَّارُكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ أَلَا إِنَّ قَدَائِي
 عَلَى حِينٍ وَأَنَا أَحْسَبُ أَنَّ مِنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ
 يَرِيدُ اللَّهَ وَمَا عِنْدَهُ فَقَدْ خِيلَ إِلَيْهِ بِآخِرَةِ
 أَنْ رَجُلًا قَدْ قَرَأَهُ يَرِيدُونَ بِهِ مَا عِنْدَ النَّاسِ

موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ کے کام پر
 ثواب کی طلب کے لئے لگایا ہو۔ احمد بن حنبل، ابو العجفاء سے، خبردار عورتوں
 کے مہر بیش قیمت نہ بناؤ اس حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے
 ہوتے فرمایا اور دوسری بات جس کو تم کہتے ہو ہر اس شخص کے حق
 میں جو تمہارے جہادوں میں قتل ہوا یا مرا کہ فلاں قتل ہوا شہید ہو کہ
 حالانکہ احتمال ہے کہ اس نے اپنے سواری کے جانور کی پیٹھ یا اس کی ایک
 جانب کو سونے یا چاندی سے لادا ہو کہ مال تجارت تلاش کرے تو تم
 یہ نہ کہو (کہ فلاں شہید ہوا)، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے
 مطابق کہو جو آپ نے فرمایا کہ جو شخص قتل ہو جاتے یا مر جاتے اللہ کی
 راہ میں وہ جنت میں داخل ہو گا۔ احمد بن حنبل ابو فراس سے، کہا
 کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو! سن لو حقیقت
 یہ ہے کہ ہم تم کو اسی وقت پہچانتے تھے جب کہ ہمارے درمیان نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جب کہ وحی نازل ہو رہی تھی اور
 جب کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے احوال سے خبردار کر رہا تھا، سمجھ
 لو اب حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے
 اور وحی منقطع ہو گئی اب تو ہم تم کو صرف اسی ذریعہ سے
 پہچانتے ہیں جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ جس نے تم میں سے خیر کو ظاہر
 کیا ہم نے اس کے اچھا ہونے کا گمان کر لیا اور اس بنا پر اس
 سے محبت کرنے لگے اور جس نے ہمارے لئے شر کا اظہار کیا
 ہم نے اس کے بُرا ہونے کا گمان کر لیا اور اس کو بُرا سمجھنے لگے دونوں
 میں چھپی ہوئی باتیں تمہارے اور تمہارے پردہ و گار کے درمیان ہیں۔
 سمجھ لو کہ مجھ پر الباقی وقت آیا ہے کہ میں یہ گمان رکھتا تھا کہ جو قرآن پڑھتا ہے
 وہ صرف اللہ (ہی کی عبادت) کا ارادہ رکھتا ہے اور ان نعمتوں کا جو اُس کے

فَارِيدُ طَاعَتِهِ بِقَرَاءَتِهِمْ وَارِيدُوهُ بِأَعْمَالِهِمْ- ابو طالب قال عمر بن الخطاب افضل الاعمال اداؤا ما افتر من الله عز وجل والورع عما نهى الله تعالى عنه وصدقني النية فيما عند الله عز وجل- ابو طالب عن سعد بن ابى بردة عن كتاب عمر بن الخطاب الى ابى موسى الاشعري انه من خلصت نيته كفاه الله تعالى ما بينه وبين الناس ومن تزين للناس بما يعلم الله تعالى فيه غير ذلك نساه الله عز وجل فانك ابو طالب عن عمر انه قال لقد خشيت ان يذنبنا خوف الرياء في تسعة اعشار الربا فستره ابو طالب قال يعني بذلك انه ترك كثير من الاعمال خشية دخول الرياء وذلك دخول في الرياء بترك الاعمال من اجل الرياء- المراقبة مسلم في حديث جبريل عن عمر ان اسات قال ما الاحسان فقال النبي صلى الله عليه وسلم الاحسان ان تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فأنه يراك- الاستمقا مشر ابو طالب كان عمر اذا تكلم قوله تعالى ان الذين قالوا ربنا الله ثم استغماؤا يقول قد قابها ناس ثم رجوا فمن استقام على امر الله في السر والعلانية والعسر واليسر ولم يخف في الله

پاس ہیں۔ اب مجھے آخر میں یہ متحمل (یعنی کمشوف) ہوا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ اس سے ارادہ رکھتے ہیں اس (شائع دنیا) کا جو لوگوں کے پاس ہے۔ سو تم لوگ اپنی قرأت قرآن سے اللہ کی رضا کا ارادہ (یعنی نیت) کرو اور یہی نیت اپنے اعمال میں رکھو۔ ابو طالب فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ سب اعمال سے افضل ہے اس عمل کا ادا کرنا جو کہ اللہ نے فرض کیا ہے اور پرہیز رکھنا ہر اس چیز سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اور صدق نیت اس چیز کے بارے میں جو اللہ عز وجل کے پاس ہے۔ ابو طالب سعد بن ابی بردہ سے اور عمر بن الخطاب کے ایک خط سے جو انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا کہ درحقیقت جس نے اپنی نیت خالص کر لی تو اللہ ہر اس امر کے لئے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا کافی ہو جاتے گا اور جس نے اپنے کو مزین کیا لوگوں کے لئے ایسے عمل کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے اس میں اس (اخلاص) کے خلاف کو تو اللہ عز وجل اس کو مٹھلانے کا اب تیرا گمان کیا ہے۔ ابو طالب عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ڈرتے ہیں اس سے کہ ریا کا خوف ہم کو ریا کے دس حصوں میں سے نو میں نہ داخل کر دے ابو طالب نے اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ بندے نے ترک کیا بہت سے اعمال کو ریا میں داخل ہونے کے خوف سے اور یہ بھی ریا میں داخل ہونا ہے اس راہ سے کہ لوگ دیکھ لیں اس شخص نے ریا کی وجہ سے اعمال کا ترک کیا۔ مراقبہ مسلم، جبریل والی حدیث میں عمر سے کہ اسات نے کہا کہ احسان کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے استمقا مت: ابو طالب، عمر و مجب اس آیت کی تلاوت کیا کرتے ان الذين قالوا (۳۰:۴۱) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم ہے الخ تو فرماتے کہ بیشک لوگوں نے کہا پھر پلٹ گئے، تو جو شخص اللہ کے حکم پر جمار یا پوشیدہ اور علانیہ اور تنگی میں اور

خوشحالی میں اور اللہ کے بارے میں کسی غلامت کرنے والے کی غلامت سے نہ ڈرا اور ایک مرتبہ فرمایا "جسے ہے واللہ اپنے رب کے ساتھ اور انہوں نے لوٹریوں جیسی جلد بازی نہ کی" صبر غزالی، عمر رضی کے ایک مراسلہ میں جو ابو موسیٰ اشعری کے نام تھا یہ پایا گیا۔ اور جان لو کہ دو قسم کے صبر ہوتے ہیں۔ ان میں کا ایک دوسرے سے افضل ہے۔ صبر مصائب میں عمدہ ہے اور اس سے افضل وہ صبر ہے جو اس چیز پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ صبر ایمان کا بڑا اجزہ ہے اور یہ اس لئے کہ تقویٰ سب سے بڑھ کر بھلاتی ہے اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے صبر سے۔ غزالی، عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صابرین کے لئے دونوں گھڑیاں (جو سواری کے دونوں طرف ہوتی ہیں) اور بیچ والی گھڑی بہت اچھی ہیں۔ آپ "علین" سے صلوٰۃ اور رحمت کو مراد لیتے تھے اور "علاوہ" سے ہڈی کو دہننے وصول بمقصود اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۱۵۴: ۲) ایسے ہی لوگوں پر خاص خاص عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر "شکر، البوہر، مروی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے ہوئے جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ جس کو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔ میں اس وادی یعنی ضحان میں خطاب کے اونٹ چرا کر آتا تھا اور خطاب بہت چمند خوشنوع مزاج شخص تھے مجھے تھکا ڈالتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور جب میں کمی کرتا تھا تو مارا کرتے تھے اور اب صبح و شام ایسی گزرتی رہی ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں، پھر یہ اشعار تمثیل پڑھے یہ لاشیٰ مصماتری تبتی الہ

لومۃ لا تم و قال مرة استقاموا و انشد لربهم ولم یروا و روغان الثعالب۔ الصبر الغزالی و جعفری رسالۃ عمر رضی اللہ عنہ الی ابی موسیٰ الاشعری علیک بالصبر و اعلم ان الصبر صبران احدہما افضل من الآخر الصبر فی المصائب حسن و افضل منه الصبر عما حرّم اللہ تعالیٰ و اعلم ان الصبر ملاک الایمان و ذلک لان التقویٰ افضل البر و التقویٰ بالصبر الغزالی کان عمر رضی اللہ عنہ یقول نعم العبد لان و نعمت العلوۃ للصابرین یعنی بالعبدین الصلوۃ و الرحمة و بالعلوۃ البندی اشار الی قولہ تعالیٰ اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ و اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔ الشکر البوہر رومی عن عمرؓ قال فی انصرافہ من حجتہ الہی لم یحج بعد ما احسہ لہ و لا اکر الا اللہ یعطی من یشاء ما یشاء لقد کنت بہذا الوادی یعنی ضحان اربعی ابل للخطاب و کان فظاً غلیظاً یتعجب اذا عملت و لیفر بنی اذا قسرت و قد اصبحت و امیت و لیس بنی و بن اللہ احد اخشاہ ثم تمثیل

عہ جانور کے دونوں طرف جو گھڑیاں لگوئیں لگائی جاتی ہیں ان کو عدلین کہتے ہیں اس مناسبت سے کہ ہم وزن ہوتی ہیں۔ اور جو گھڑی بیچ میں رکھ دی جاتی ہے اس کو علاوہ، کہا جاتا ہے۔ ہماری زبان میں جو لفظ علاوہ مستعمل ہے وہ یہیں سے آیا ہے۔ کہتے ہیں علاوہ برس یہ بات ہے "۱۱۴" شتباقی احمدی عز

۱ (ترجمہ) جتنی چیزیں تو دیکھتا ہے اُن میں کوئی ایسی نہیں جسکی کھلاوٹ باقی رہنے والی ہو، وہی معبود باقی رہتا ہے اور مال و اولاد سب ہلاک ہونے والے ہیں موت کے دن ہر مزرے کے خزانے اس کے کام نہ آسکے۔ اور خلد کا عادی نے قصہ کیا تھا تو یہ لوگ نہ رہ سکے۔

۲ اور نہ سلیمان باقی ہے جب کہ ان کے زیر فرمان ہوائیں چلتی تھیں اور تمام انسان اور جنات اس ہوا کے درمیان حاضر ہوتے تھے۔

۳ کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے ہر جانب سے ان کے پاس آنے والے آتے رہتے تھے۔

۴ موت، کا ایک حوض ہے وہاں ہر ایک بلا تخلف آتا رہا گیا، کسی دن اُس پر ہر ایک کو اُترنا پڑے گا جس طرح وہ لوگ اُترے۔

عمرہ نے فرمایا کہ میں کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا گیا مگر یہ کہ اس میں مجھے اللہ کی چار نعمتیں ملیں، یہ کہ وہ بلا میرے دین میں واقع نہیں ہوتی اور جنت کہ اس سے بڑی کوئی بلا نہیں آتی اور جنت کہ میں اس میں رمضان سے محروم نہیں کیا گیا۔ اور جنت کہ اس پر ثواب کی امید کرتا ہوں۔ **خوف عذاب آخرت** کا۔ **الوعمر**، عمرہ کے متعلق ہم سے روایت کیا گیا کہ جب قبضہ روح ہو رہا تھا اور ان کا سر ان کے بیٹے عبد اللہ کی گود میں تھا تو فرمایا **شعرو ظلوکم لنفسی الخ** اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں پھر اس کے کہ مسلمان ہوں سب نمازیں پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا رہا۔ بخاری

مشور بن مخزوم رضی اللہ عنہما سے، کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مجروح کیا گیا تو انہوں نے رنج کرنا شروع کیا تو اُن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور وہ گویا ان کو قتل دے ہے تھے کہ اے امیر المؤمنین یہ سب (حسب واقعہ) نہیں بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا۔ پھر آپ اُن

۱ لاشئ مما تری بقی بشارتہ
یعنی الاله و یؤدی المال و الولد
۲ لم یلین من ہر مزرے کو ماخزانتہ
والخلد قد حاولت عاد فاخلدوا
۳ ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ
والانس و الجن فیما بینہا یرد
۴ ابن الملوک التی کانت بعزتها
من کل اوط الیہا و افند یفند
۵ حوض ہنناک مؤرد و بلا کذب
لا بد من وردہ یوما کما درودا

الغزالی قال عمر ما ابتلیت بلاء الا کان
بئس علی فیہا اربع نعم اذ لم تکن فی دینی و
اذ لم تکن اعظم منہا و اذ لم اکن احرم الرضی
فیہا و اذ ارجو الثواب علیہا۔ **الخوف من عذاب الآخرة** ابو عمر روينا عن عمر انه
قال حين احضر و رآه فی حجر ابنه عبد اللہ
مشعر ظلوکم لنفسی غیر انی تسلم ب ا صلی
الصلوة کلہا و اصوم ب البخاری عن السور
ابن مخزومہ رضی اللہ عنہما قال لما طعن عمر
رضی اللہ عنہ جعل یألم فقال لہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما و کاذہ یحجزہ یا امیر المؤمنین
ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاحذت صحبتہ ثم فارقتہ و

ہو عنک راہن ثم صحبت ابابکر رضی اللہ عنہ
 فاحسنت صحبتہ ثم فارقت و ہو عنک راہن
 ثم صحبت صحبتہم فاحسنت صحبتہم ولین
 فارقتہم لبثا رقتہم دہم عنک راحنون فقال
 انا ذکرک من صحبت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و رضاه فان ذکرک من
 من اللہ من بہ علی و اما ما ذکرک من صحبت
 ابی بکر و رضاه فانما ذکرک من من اللہ من
 بہ علی و اما ما ترئی من جزعی فهو من اجلک
 و من اجل اصحابک و اللہ لوان لے طلاع
 الارض ذہبا لافندیث بر من عذاب اللہ
 عز وجل قبل ان اراه الغزالی لا قرأ
 عمر اذا الشمس کورت فانتہی الی قولہ
 و اذا الصحف نشرت خرمغیا علیہ الغزالی
 مر عمر یوما بدار انسان و ہو یصلہ و یقرأ
 سورۃ الطور فوقہ یستمع فلما بلغ قولہ
 ان عذاب ربک لواقع نزل عن حمارہ
 و استند الے حائط فمکث زمانا و رجع
 الی منزله و مر من شہر الیود و دنا من
 ولا یدرون ما مر فیہ الخوف من العقوبۃ
 فی الدنیا احمد بن حنبل عن فروخ
 مولی عثمان ان عمر و ہو یومئذ امیر المؤمنین
 خرج الے المسجد فرأی طعانا منشورا

سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ صحبت میں
 ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور آپ نے ان کی صحبت کا حق خوب ادا کیا
 پھر آپ ان سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ہم
 صحبت ہے دیگر اصحاب کے اور آپ نے ہی صحبت خوب ادا کیا اور اگر آپ
 ان سے جدا ہوتے تو یقیناً ایسی حالت میں جدا ہونگے کہ سب آپ سے خوش
 ہونگے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو تم نے ذکر کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 صحبت اور آپ کی خوشنودی کی تو اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اس
 نے مجھ پر کئے ہیں اور یہی ابو بکر کی صحبت اور ان کی رضا کی بات تو وہ بھی اللہ
 تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اس نے مجھ پر کئے ہیں۔ اور یہی وہ گھڑا ہٹ
 جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے اصحاب کی وجہ سے ہے۔ واللہ اگر میرے
 پاس اتنا سونا ہوتا جس سے زمین بھر جاتے تو میں اللہ عز وجل کے عذاب سے
 بچنے کے لئے پہلے اس سے کہ وہ مجھے دکھایا جاتے فدیہ دے دیتا۔ غزالی
 جب حمزہ نے اذا الشمس کورت کی قرأت شروع کی اور اذا الصحف نشرت
 پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔ غزالی، ایک مرتبہ عمر کا گذر ایک شخص کے
 مکان پر ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس میں سورۃ طور کی قرأت کر رہا تھا تو
 آپ ٹھہر کر کان لگا کر سننے لگے۔ جب وہ شخص اس آیت پر پہنچا ان
 عذاب ربک لواقع تو آپ اپنے گدھے سے نیچے اتر آئے اور دیوار
 کے سہارے بہت دیر تک کھڑے رہے اور مکان پر اس حالت
 میں واپس آئے کہ بیمار ہو گئے ایک ماہ تک لوگ عیادت کے لئے آتے
 رہے اور یہ سمجھے کہ آپ کو کیا مرض ہے۔ خوف دنیا میں سزا
 دی جانے سے۔ احمد بن حنبل، فروخ مولے عثمان سے مروی ہے کہ عمر
 مسجد کی طرف نکلے اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے تو انہوں نے
 بکھرا ہوا غلہ دیکھا، پوچھا کہ یہ غلہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ غلہ ہمارے پاس

فَقَالَ مَا هَذَا الطَّعَامُ قَالُوا لَطْعَامٌ مَجْلِبٌ
 إِلَيْنَا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ فِيهِ وَفِي مَنْ جَلَبَهُ
 قِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ قَدَّ احْتَكَرَ قَالَ وَ
 مِنْ احْتَكَرَهُ قَالُوا فَرَدَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 فَلَمَّا مَوَّلَ عُمَرَ وَفَارَسَ إِلَيْهَا فَدَعَا
 بِهَا فَقَالَ مَا حَمَلَكُمَا عَلَى احْتِكَارِ طَعَامِ الْمُسْلِمِينَ
 قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا وَنَبْنِئُ
 فَعَالَ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لَطْعَامَهُمْ
 ضَرَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْأَفْلَاسِ أَوْ بَجْدَاهُم
 فَقَالَ فَرَدَّ عَنْ ذَلِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَمَّا
 اللَّهُ وَأَمَّا هَذَا إِنْ لَا أَعُوذُ فِي الطَّعَامِ أَبَدًا
 وَأَمَّا مَوْلَى عُمَرَ فَقَالَ إِنَّمَا نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا
 وَنَبْنِئُ قَالَ الْبُيُحِيُّ فَلَقَدْ رَأَيْتُ مَوْلَى عُمَرَ وَمَجْنُونًا
 اخُوفٌ مِنَ الطَّبِيعِ الْغَزَالِي قَالَ عُمَرُ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ الطَّبِيعُ مُتَعَلِّقٌ بِقَاتِلَةِ الْعَرْشِ فَإِذَا
 انْتَهَكَتْ الْحُرْمَاتُ وَاسْتَحْلَتِ الْحِمَامُ ارْشَلَ
 اللَّهُ الطَّبِيعَ فَطَبِيعٌ عَلَى الْقُلُوبِ بِمَا فِيهَا
 الْهَيْبَةُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْغَزَالِي أَخَذَ
 عُمَرَ يَوْمًا تَبَسُّنَةً مِنَ الْأَرَمَنِ قَالَ يَا لَيْسَتْنِي
 كُنْتُ هَذِهِ التَّبَسُّنَةُ يَا لَيْسَتْنِي لَمْ تَكُنْ لِي
 أُمِّي الْكَمِجُ بَيْنَ الرِّجَاءِ وَالْخَوْفِ الْغَزَالِي
 قَالَ عُمَرُ لَوْ نَدَى رَيْدُ خَلِّ النَّارِ كُلُّ النَّاسِ

لایا گیا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اس کو بھی جو اسے
 لے جاتے۔ کہا گیا اے امیر المؤمنین یہ غلہ روکا گیا ہے، فرمایا اس کو کس
 نے مجبور کیا لوگوں نے کہا کہ فروغ مولیٰ عثمان اور فلاں مولیٰ عمر نے۔
 تو ان دونوں کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ پھر ان سے فرمایا کس چیز نے تمہیں
 مسلمانوں کے اناج کو مجبور کرنے پر ابھارا ہے۔ دونوں نے کہا اے امیر المؤمنین
 ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ تو عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو مسلمانوں پر ان کا اناج کو
 روکے گا اللہ عز و جل اس پر افلاس ڈال دے گا یا جزام (یعنی مرض کوڑھ)
 یہ سب کفر فروغ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اور آپ
 سے عہد کرتا ہوں کہ اناج کے بلے میں کبھی میں (احتکار) نہ کروں گا رہا مولیٰ
 عمر تو اس نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ البویحی
 نے کہا کہ اللہ میں نے مولے عمر کو کوڑھی دیکھا ہے۔ خوف مہر
 لگنے سے۔ غزالی، عمر نے فرمایا کہ مہر لگانے والا فرشتہ عرش
 کے پاس سے پٹا ہوا ہے تو جب اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کا ارتکاب
 کیا جائے گا اور حرام کو حلال قرار دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ
 مہر لگانے والے فرشتے کو بھیج دے گا جو قلوب پر اس (گمراہی)
 سمیت جو اس میں ہے مہر لگا دے گا۔ (کہ وہ کبھی نہ نکل سکے)۔
 اللہ عز و جل سے ہیبت۔ غزالی، عمر نے ایک دن زمین
 سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا کہ میری
 ماں مجھے نہ جنتی۔ امیر اور خوف کو جمع کرنا۔ غزالی، عمر
 نے فرمایا کہ اگر خدا کی جانتے کہ سب لوگ نار میں داخل کئے جائیں گے
 بحر ایک آدمی کے تو میں یہ امید کروں گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور
 اگر خدا کی جانتے کہ سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے بحر ایک شخص

کے قریبے اندیشہ ہو گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا۔

الْأَرْجُلُ وَاحِدًا لِرَجُلٍ أَنْ أَكُونَ أَمَّا ذَلِكَ
الرَّجُلُ وَلَوْ دِي لِيَدْخُلَ الْجَنَّةَ كُلُّ النَّاسِ إِلَّا
رَجُلًا وَاحِدًا نَحِثْتُ أَنْ أَكُونَ أَمَّا ذَلِكَ الرَّجُلُ
عَلَامَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْغَزَالِي
قَالَ عَمْرٌ مِنْ خَافَ اللَّهُ لَمْ يَشْفِ غَيْظُهُ وَمَنْ
اتَّقَى اللَّهَ لَمْ يَنْصَبْ مَائِرِيذٌ وَلَوْلَا يَوْمُ الْقِيَامَةِ
لَكَانَ غَيْرَ مَأْرُودٍ الْعِبُودَةُ مِنْ غَيْرِ
خَوْفٍ وَلَا رَجَاءٍ ابُو طَالِبٍ قَالَ عَمْرٌ رَحِمَ اللَّهُ
صَبِيحًا لَوْلَمْ يَكْفِ اللَّهُ لَمْ يَعْصِهِ قَالَ ابُو طَالِبٍ
بِعَنِي تَرْكُ الْمَعَاصِي لِلْمَعْبُوتَةِ لَا خَوْفٌ وَلَا رَجَاءٌ
فَوَائِدُ الزُّهْدِ الْغَزَالِي قَالَ عَمْرٌ الزَّادَةُ
فِي الدُّنْيَا رَاحَةُ الْقَلْبِ وَالْجَسَدِ الْأَفَاتُ
الْمَتَوَلِّدَةُ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ ابُو طَالِبٍ مَرَّ عَمْرٌ
بَبَيْتٍ قَالَ فَقَالَ ابْنُ الدَّرَاهِمِ إِلَّا أَنْ تُخْرِجَ
رُؤْسَهَا الْحَاسِبَةُ الْغَزَالِي قَالَ عَمْرٌ
حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسِبُوا وَزُتُّوْا
قَبْلَ أَنْ تُؤْزَنُوا وَتَأْتَبَرُوا لِلْعُرْضِ الْأَكْبَرِ
الْغَزَالِي كَتَبَ عَمْرٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ
حَاسِبْتُ نَفْسِي فِي الرِّجَاءِ عَلَى حَسَابِ الشَّدَّةِ
الْغَزَالِي قَالَ عَمْرٌ كَعْبُ الْأَجْبَارِ كَيْفَ تَجِدُنَا
فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ دِيلُ لَدِيَانِ الْأَرْضِ
مَنْ دَيَّانِ أَسْمَاءُ فَعَلَاهُ بِالْمَدْرَةِ وَقَالَ إِلَّا
مَنْ حَاسِبَ نَفْسَهُ فَقَالَ كَعْبُ وَاللَّهِ

اللہ عزوجل سے خوف کی پہچان غزالی، عمر نے فرمایا کہ جو اللہ
سے ڈرے گا وہ اس کے غفہ (دلا نیوالی بات) کے قریب بھی نہ آئے گا اور
جو اللہ سے تقویٰ اختیار کرے گا وہ ایسا نہ ہو گا کہ جو چاہے کر ڈالے اور
اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔
فرما بزرگاری بغیر خوف اور امید کے: ابوطالب، عمر نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ صہیب پر رحمت کرے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو پھر بھی
اسکی نافرمانی نہ کرتا۔ کہا ابوطالب نے کہ مراد یہ ہے کہ اس نے معاصی کو محبت کی وجہ
سے چھوڑا نہ خوف کی وجہ سے اور نہ امید کی وجہ سے نہ ہر کے فوائد غزالی
عمر نے فرمایا کہ دنیا میں کمی کرنا قلب اور جسم کی راحت ہے مال کے جمع
کرنے سے پیدا ہونے والی آفتیں عمر کا گدھر ایک ایسے گھروں پر
جو اونچا تھا تو فرمایا کہ دراہم باز نہیں آتے مگر وہ اپنے رؤس (یعنی انبیاء)
کو دریاست نکال کے ہی بستے ہیں محاسبہ غزالی، کہا عمر نے اپنے
نفسوں سے خود محاسبہ (جاہل پڑنا) کرو قبل اس کے تم سے محاسبہ کیا جائے
اور اُن کو خود وزن کرو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔ اور سب سے
بڑی پیشی کے لئے تیاری کرو۔ غزالی، عمر نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کو کہ
اپنے نفس کا محاسبہ کرو آسانی کے وقت میں سختی کے حساب پر پہنچنے سے
پہلے، غزالی، عمر نے کعب اجمار سے کہا کہ تم ہمارا حال اللہ کی کتاب قرین
میں کیسے پاتے ہو؟ تو کعب نے کہا کہ سختی پہنچے گی زمین کے حاکم کو آسمان
کے حاکم کی طرف سے تو انہوں نے کعب پر درہ اٹھایا اور فرمایا ہجر اس کے جو
اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا واللہ اے امیر المومنین وہ بات

یا امیر المؤمنین انہا اسلے جنبہا فی التورۃ
 وما بینہا حرف الا من حاسب نفسه روقۃ
 التقصیر فی العمل البخاری عن ابی بردۃ
 عن عامر بن ابی موسی قال قال لی عبداللہ
 بن عمر ہل تدری ما قال ابی لابیك
 قال قلت لا قال فان ابی قال لا بیک
 ابی موسی ہل یشرک ان اسلامنا
 مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہجرتنا
 معہ و شہادتنا معہ و عملنا کلمہ معہ برؤ
 علینا و ان کل عمل عملنا بعدہ نجونا منہ
 کفافاً رأساً برأس فقال ابوک لابی لا واللہ
 جاہدنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و صلینا و صمنا و عملنا خیراً کثیراً و اسلم علی
 ایدینا بشر کثیر و انا لفرجوا ذلک قال ابی
 و لکنی و الذی نفس عمر بیدہ لوددت ان
 ذلک برؤنک و ان کل شئی عملنا بعدہ
 نجونا منہ کفافاً رأساً برأس فقلت ان اباک
 و اللہ کان خیراً من ابی التوکل احمد بن
 حنبل عن ابی تیمم البیضا نی سمع عمر یقول
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول لوانکم توکلون علی اللہ حق توکلہ
 لوزکم کمایرزق الطیر تغدو ارجاماً
 و تروح بطاناً القسب بالاسباب مع

توریت کی ایک جانب میں ہے اور ان دونوں کے درمیان یہی لکھا ہے مگر
 جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے عمل میں کوتاہی پر نظر رکھنا بخاری
 ابو بردہ سے وہ عامر بن ابی موسی سے، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے
 کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے باپ نے تمھارے باپ سے کیا کہا تھا
 میں نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ میرے باپ نے (یعنی عمرؓ نے) تمھارے باپ
 ابو موسی سے کہا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ ہمارا اسلام لانا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ اور ہمارا
 (مشاہد میں) حاضر رہنا آپ کے ساتھ اور ہمارے پورے عمل جو آپ کے
 ساتھ کئے وہ ہم پر ثابت و قائم رہیں جن پر حق تعالیٰ آخرت میں اپنے
 فضل سے ہم کو اجر دے، اور جن قدر بھی اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے
 (ان کے اچھے اور بُرے اعمال کا توازن ایسا ہو جائے کہ ہم اس سے
 نجات پا جائیں) ہمارے اچھے اعمال، بقدر ضرورت (بُورے اعمال کے مقابلہ
 پر) برابر برابر ہو جائیں۔ تو میرے باپ نے میرے باپ سے کہا کہ نہیں
 واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بُرے جہاد کئے اور غازیں
 پڑھیں اور روزے رکھے اور ہم نے بیت سے نیک عمل کئے اور بیت سے
 انسان ہمارے ہاتھوں پر ایمان لاتے اور ہم اس پر یقیناً اللہ کے اجر کے
 امیدوار ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا، لیکن میں تو قسم ہے اس ذات کی جس
 کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ اعمال جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے تھے، ہمارے لئے ثابت و
 قائم رہیں اور جو کچھ عمل ہم نے بعد میں کئے ہم اس میں برابر برابر چھوٹ
 جائیں میں نے کہا خدا کی قسم تمھارا باپ میرے باپ سے بہتر تھا۔ تو کل احمد
 بن حنبل ابو تیمم حیشانی سے کہ انہوں نے عمرؓ سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جو اس پر

اثبات التوکل مالک فی قصۃ سرع مین استقرائی

عمر علی الرجوع من الشام من اهل الباء قال ابو عبیدہ افرا من قدر اللہ فقال عمر بن الخطاب قالہا یا ابا عبیدہ نعم لفر من قدر اللہ الے قدر اللہ رأیت لو کانت لک اہل فہبطت وادی لہ مدوتان احدیہما محضۃ والاخری جدۃ الیس ان رعیت الحبیۃ رعیتہا بقدر اللہ وان رعیت الجذۃ رعیتہا بقدر اللہ لا ردو ولا لک احمد بن حنبل عن ابن عمر قال سمعت عمر بن الخطاب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی العطاء فقول اعطہ اقل الیہ منی حتی اعطانی مرۃ ما لا نقلت اعطہ اقل الیہ منی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خذہ فتمولہ و تصدق بہ فما جاءک من ہذا المال وانت غیر مشرب ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسك لفی الارادۃ ابو طالب رونا عن عمر بن الخطاب انہ قال لا بالے علی آتی حال اصحبت من شدۃ درخاء فضل الاخوة فی اللہ عز وجل ابو طالب عن عمرو ابنہ دخل لفظ احدہما فی الآخر لو ان عبد اصفت بن قدیہ عند الرکن والقمام یعبد اللہ عز وجل عمر یصوم نہارہ ویقوم لیلہ ثم لقی اللہ عز وجل ویس فی قلبہ موالاۃ لاویاء

توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق عطا کرے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے تھکتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں اسباب کی جستجو توکل کے باوجود مالک، سرع کے قصہ میں جب کہ عمر کی رائے بوجہ وباء کے ٹھہر گئی کہ شام سے واپس ہو جانا چاہئے تو ابو عبیدہ نے کہا کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کر کے واپس ہوتے ہو تو عمر نے کہا لے ابو عبیدہ اچھا ہوتا کہ یہ بات تمہارے سوا کوئی اور کہتا۔ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں آئے ہو جو درہ کوہ سے دو حصوں میں منقسم ہے ان میں سے ایک سرسبز ہے اور دوسرا بے آب دیکھا۔ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم نے اپنے اونٹوں کو سرسبز وادی میں چرایا تو اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا اور اگر بے آب دیکھا وادی میں چرایا تو بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا بغیر رد و کد نہ لوٹا اور نہ پیچھے پڑنا، احمد بن حنبل، ابن عمر سے۔ کہا کہ میں نے عمر سے سنا کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیفہ عطا فرماتے تھے، میں کہتا تھا کہ جو شخص اس کا حاجت مند مجھ سے زیادہ ہو اس کو دیدیکھے۔ یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) آپ نے مجھے مال دیا تو میں نے (حسرت سے) کہا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اس کو دیدیکھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے لو اور اپنا مال بنا کر اس کو صدقہ کر دو۔ (یہ ہونا چاہئے) کہ جو ایسا مال تمہارے پاس آئے جس کے نہ تم منتظر تھے اور نہ سائل تو اس کو لے لو اور جو نہ ملے اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔ ارادے کی نفی۔ ابو طالب ہم کو روایت پہنچی عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس حال میں مجھ پر صبح آئی تکلیف میں یا راحت میں فضیلت اللہ عز وجل کے لئے بھائی بننے کی۔ ابو طالب، عمر اور ابن عمر سے دونوں میں سے ہر ایک کے لفظ ملتے جلتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے رکن اور مقام کے درمیان قدم جادیئے اور تمام عمر اللہ عز وجل کی عبادت گزارا دن میں روزے رکھا رہا اور رات میں اللہ کی عبادت کرتا رہا اور اس کے قلب میں اللہ

اللہ عز وجل لا معاذاة ولا عداة لما نفعه ذلک
شیئاً ابو طالب عن عمر ان احدہم لیشیب فی
الاسلام ولم یوال فی اللہ ولیاً ولم یعاد فیہ عدواً
و ذلک نقص کبیر۔ ابو طالب قال عمر بن الخطاب
ما اعطی عبدٌ بعد الاسلام خیراً من ارج صالح
ابو طالب قال عمر اذا رای احدکم قد اخیبہ
فلیتبتک بہ فقل ما یتصیب بذلک ترک التفوق
على الاخوان ابو طالب اثبت برداً من الیمن
الی عمر بن الخطاب فقتلہا بن اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداً برداً ثم معد المنبر
یوم جمعة فخطب الناس فی حلة منها والحلة
عند العرب ثوبان من جنس واحد وکان ذلک
من احسن زیہم فقال الا اسمعوا ثم وعظ
الناس فقام سلمان فقال واللہ لا نسع
واللہ لا نسع قال وما ذلک قال انک
اعطیت ثوباً ثوباً ورحلت فی حلة فقد
تفضلت علینا بالدنیا فبئس ثم قال جعلت
یا ابا عبد اللہ رحمک اللہ انی کنت غلٹ
ثوبی الخلق فاستعرت برد عبد اللہ بن عمر
قلبتہ مع بردی فقال سلمان الآن نسع
استکشاف عیوبہ من اخوانہ
ابو طالب روی ان عمر خطب الناس فقال اللہ
اللہ عبداً علم فہ عیباً الا اجرنی بہ فقام

عز وجل کے اولیاء سے محبت نہیں اور نہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت تو وہ عبادت اس
کو کچھ نفع نہ دے گی۔ ابو طالب، عمر سے کہ ان میں ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہو جائے اور
اللہ کی محبت کی بناء پر کسی کو اپنا دوست نہ بنائے اور نہ (اللہ کے) دشمنوں سے دشمنی
کا سا برتاؤ کرے تو یہ بڑا نقص ہو گا۔ ابو طالب، کہا عمر بن الخطاب نے کہ کسی بندے
کو اسلام کے بعد صالح بھائی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ ابو طالب، عمر بن
نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی محبت کو دیکھے (یعنی اظہار محبت کو) تو
چاہئے کہ اس کو سنبھالے رکھے کبھی وہ اس (سنبھالنے رکھنے سے) مصیبت ہو ہی جائے
گا (کہ یہ تیر نشانہ پر بیٹھ کر واقعی محبت پیدا کر دے گا) بھائیوں پر بڑائی
جتانے کا ترک۔ ابو طالب، یمن سے عمر بن الخطاب کے پاس چادریں آئیں
تو انھوں نے اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم کر دیا ایک ایک
چادر۔ پھر آپ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے ان میں کا ایک جوڑا پسینہ کر لوگوں کو خطبہ دیا اور
جوڑا عرب کے نزدیک ایک جنس کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں ادھر یہ ان کے بہت
اچھے لباس میں سے تھا۔ تو آپ نے (خطبہ شروع کرتے ہوئے) فرمایا: خبردار! سنو،
پھر لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے تیار ہوئے تو سلمان اُٹھے اور بولے واللہ نہیں سنیں
گے، واللہ نہیں سنیں گے۔ عمر نے فرمایا آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہا کہ تم نے ہم کو
ایک ایک کپڑا دیا اور خود ایک جوڑا پسینے ہوئے ہو تو دنیا میں تم ہم سے بڑھے
ہوئے ہو دنیا داری میں ہو خود ایک جوڑا پسینے ہوئے ہو تو دنیا میں تم ہم سے بڑھے
کیا حق ہے، تو عمر مسکرائے اور فرمایا کہ تم جلدی کر گئے ہو اے ابو عبد اللہ! اللہ
تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے تھے تو عبد اللہ بن
عمر سے اس کی چادر مانگ کر اپنی چادر کے ساتھ شامل کر لی۔ تو سلمان نے کہا کہ اب
سنیں گے۔ اپنے بھائیوں سے اپنے عیب کھلوانا۔ ابو طالب،
مردی ہے کہ عمر نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اس اللہ کے بندے
کو جو مجھ میں کسی عیب کو جانتا ہو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ اس سے باخبر کر دے

تو ایک جوان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ میں دو عیب ہیں۔ آپ نے کہا اللہ
 تجھ پر رحمت کرے وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ دونوں چادروں (یعنی تنگی
 اور چادر) کے پلوں کو سامنے کی جانب لٹکاتے ہیں اور دو سالن (ایک سترخان
 پر ایک ساتھ) جمع کرتے ہیں۔ (راوی نے کہا کہ پھر آپ نے کبھی چادروں کے
 پلے نہیں لٹکائے اور دو سالن جمع کئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔
ناصح کا قول مان لینا اگرچہ سختی کرے۔ ابو عمر، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما
 بھیجا تھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کیا اور وہ دس لاکھ درہم تھے اور اس میں سے تھوڑا
 سا بچ گیا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کے سامنے (اہل مشورہ) مختلف رائے
 ہوئے کہ اس کو کس مد میں خرچ کیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع
 کی اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو کچھ مال لوگوں کے حقوق ادا کرنے
 کے بعد بچ گیا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو مصعب بن
 صوحان اٹھا اور وہ اس وقت ایک نئے جوان لڑکا تھا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
 لوگوں سے مشورہ اُسی بات میں کیا جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ
 نے کوئی آیت نازل نہ فرمائی ہو لیکن وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو
 نازل کر دیا اور اس کے مواضع متعین کر دیئے تو بس آپ اس کو اُن مواضع
 میں رکھ دیجئے جن پر اللہ تعالیٰ نے اُس کو رکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے سب
 کہا تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔ مہروردی، عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس
 میں کہا جس میں مہاجرین و انصار موجود تھے بتاؤ اگر میں بعض امور دین میں
 ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کر دے گے تو ہم خاموش رہے۔ پھر آپ نے ایسا ہی دُویا
 تین مرتبہ فرمایا کہ اگر میں بعض امور میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کر دے گے تو بشر بن
 سعد نے کہا کہ ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جس طرح تیر کو سیدھا کرتے ہیں۔
 تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس وقت تم ہو گے (یعنی لا یخافون فی اللہ الخ) کی شان
 کے مطابق بھائیوں کے ساتھ مہربانی۔ غزالی، ابو عبیدہ نے عمر رضی اللہ عنہ

شائبہ فقال فیک عیبان اثنان فقال واما هما
 رحمت اللہ قال تذیل بین یزدین وجمع
 بین الامیین قال فما ذیل بین بردین واما
 جمع بین ادائین حتی لقی اللہ عزوجل قبول
قول الناصح وان شدد ابو عمر قسم
 عمر المال الذی بعث الیہ ابو موسیٰ وکان
 الف الف درہم وفضلت منه فضیلتہ فاختار
 علیہ حیث یضعها فقام خطیباً فحمد اللہ و
 آثنی علیہ فقال یا ایہا الناس قد بقیث
 لکم فضلہ بعد حقوق الناس فما تقولون فیہا
 فقام مصعب بن صوحان و ہو غلام شائبہ
 فقال یا امیر المؤمنین انما یثاؤر الناس فیما
 لم یزل اللہ فیہ قرآناً واما ما انزل اللہ بہ
 القرآن ووضعه مواضع فضعه فی مواضع
 التی وضع اللہ فیہا فقال صدقت انت متی
 وانا منک۔ السہروردی قال عمر فی مجلس فیہ
 المہاجرین والانصار ارأیتم لو ترخصت فی
 بعض الامور ماذا کنتم فاعلمین فسلکنا فقال
 ذلک مرتین اولئک لو ترخصت لکم فی بعض
 الامور ماذا کنتم فاعلمین قال بشر بن سعد
 لو فعلت ذلک لقولت مناک تقویم القدر فقال
عمر انتم اذا انتم۔ الملائطہ مع الاخوان
 الغزالی لقی ابو عبیدہ عمر بن الخطاب فصافحہ

عنه صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو

احوال میں صدق اور کذب کا بیان۔ ابو بکر، حیر بن ربیعہ سے، انہوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ غور (یعنی بدرکداری ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنے سر کو دونوں بھڑوں تک ڈھک دیا۔ یاد رکھو کہ بر (یعنی نیکی) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنا سر کھول دیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ حال صادقہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آثار ہر وقت بڑھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جو حال کاذب ہوتا ہے اُس کے آثار ہر وقت کمی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ **مراتب اعمال کا تفاوت**، تفاوتِ احوال کے مطابق ہوتا ہے۔ احمد بن حنبل، فضالہ بن عبید سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ شہداء تین ہیں۔ ایک مرد مومن مضبوط ایمان والا ہے جو دشمن کے مقابل ہو اور اُس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ ایسا شخص ہو گا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی گردنیں اُپر اٹھا کر اس کو دیکھیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اتنا اُپر اٹھایا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی یا عمرؓ کی ٹوپی گری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے کی کیفیت دکھانے کے وقت) اور ایک

مشرک فتم اللہ بعد وفاتہ کما استنع منہم فی حیوۃ۔ **الصدق فی الاحوال و الکذب فیہا** ابو بکر عن حیر بن ربیعۃ قال قال عمران الغزور کذا و غطی رأسہ الے حایحیۃ الا ان البر کذا و کشف رأسہ معناه ان الحال الصادقۃ لایزال کلّ مین یتزاید آثارہا و الحال الکاذبۃ کل مین یتناقص آثارہا **تفاوت مراتب الاعمال بحسب تفاوت الاحوال** احمد بن حنبل عن فضالہ بن عبید یقول سمعت عمر بن الخطاب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشہداء ثلثۃ رجل مؤمنٌ حیۃ الایمان لقی العدو فصَدَّقَ اللہ عزوجل سے قتل فذلک الذی یرفع الیہ الناس اعناقہم یوم القیامۃ و رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ حتی وقعت قلنسوتہ او قلنسوتہ عمر و رجل مؤمن

و گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو، عہ یہ عاصم بن ثابت انصاری نا اہیں عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے۔ بدرین میں سے تھے۔ مشرکین غزوہٴ رجب میں ان کا سر کاٹ کرے جانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کی حفاظت کے لئے شہد کی کھیں کو متعین فرمادیا تھا جنہوں نے ان کو قریب بھی نہ آنے دیا۔ عہ بظاہر اس سے اشارہ ہے کہ بدری کا کام حسب ارشاد "ما حک فی صدرک" سینہ میں غلش پیدا کرتا ہے اس لئے انسان اس کو چھپ چھپا کر کرتا ہے۔ سر کھولنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ نیک کام میں ضمیر آزاد ہوتا ہے اس کو چھپانے کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ صدقِ حال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حال کا منشا صاحبِ حال کے نفس میں ایک ملکہ راسخہ ہے جس سے بغیر نفس کو مجبور کرنے کے اس حال کا ظہور ہوتا ہے۔ جو معنی ابو بکر کے قول میں مذکور ہیں وہ اسی پر مستفہر ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

وہ مرد مومن ہے جس کا ایمان بھی مضبوط ہے وہ دشمن کے مقابل اس حال میں ہوا کہ گویا پیری کے کانٹوں پر کمر گر رہا ہے (یعنی بکراہت مقابلہ پر آیا) اچانک ایک تیر کسی کا پھینکا ہوا اس کے آگے۔ یہ دوسرے درجہ میں ہے۔ اور ایک مومن شخص ایسا ہے کہ جس نے نیک اعمال کے ساتھ کچھ بُرے اعمال بھی مخلوط کر رکھے ہیں وہ دشمن کے مقابل ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی (یعنی اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ کہتا رہا) یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ تیسرے درجہ میں ہے۔ مرقع دیونندوں لگا پڑا، پہننا۔ مالک، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں، وہ انس سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو جب کہ وہ امیر المؤمنین تھے اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین دیونند لگا رکھے تھے ان میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ بہترین کپڑا وہ ہے جس کا بارب سے زیادہ ہلکا ہو (یعنی کم سے کم قیمت کا) **خلق اللہ پر شفقت**۔ ابو الیث، شعبی نے عمرؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اور ایسے شخص کو نہیں بخشا جو دوسروں کو نہیں بخشا اور اس شخص کی توبہ نہیں قبول کرتا جو دوسروں کی توبہ نہیں قبول کرتا۔ **وجد**۔ گذر چکا ہے کہ عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۃ طور کی قرات کر رہا تھا تو آپؐ ٹھہر گئے اور اس کی قرات سننے لگے غلبہ اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وجدانِ معنی کا غلبہ اور دوسرا دواعیہ الہیہ کا غلبہ البوعمر، جنگ اُحد کے وقت عمرؓ نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ یہ میری زرہ پہن لو۔ زید نے کہا کہ میں بھی شہادت کا ارادہ رکھتا ہوں جیسا تم ارادہ رکھتے ہو تو اس کو دونوں ہی نے چھوڑ دیا۔ کلاباذی۔ عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت اسلام

جید اویمان لقی العدو فکانما یضرب ظہرہ بشوک الطلح اتاہ سہم غزب فقتلہ ہونے الدرجۃ الثانیۃ ورجل مؤمن غلط عملاً صالحاً و آخر سنیاً لقی العدو فصدق اللہ عزوجل حتی قتل فذلک فی الدرجۃ الثالثۃ لبس المرقع مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن انس رأیت عمر دہو یومئذ امیر المؤمنین وقد رقع بین کتفیه برقع ثلث لبتہ بعضہا فوق بعض و رکشف المحجوب مذکور است از عمر می آرند کہ گفت بہترین جامہا آن بود کہ مؤتہ او سبک تر باشد **الشفقة علی خلق اللہ** ابو الیث روی الشبی عن عمران قال ان اللہ تعالیٰ لا یرحم علی من لا یرحم ولا یغفر لمن لا یغفر ولا یتوب علی من لا یتوب۔ **الوجد** تقدم ان عمر مَرَّ بِدارِ النّاسِ و هو یصلی و یقرأ سورة الطور فوق ف یستمع المحدث الغلبۃ وہی قسمان غلبۃ وجدان معنی و غلبۃ دواعیہ الہیۃ۔ البوعمر قال عمر لاخیر زید یوم اُحد حُذِرَ دِرعی قال انی ارید من الشہادۃ ماتریدہ فترکا ہا جمیعاً الکلاباذی غلب علی عمر رضی اللہ عنہ حیثۃ الاسلام حین اعترض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ان اراد ان یصلح المشرکین عام الحدیبیتۃ فوثب

حتیٰ اثنیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ قال الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بکے قال اکتنا بالسلین قال بکے قال الیسوا بالمشرکین قال بکے قال فعلی ما نفعنی الدنئیۃ فی دیننا فقال ابو بکر الزم غزوة فانی اشہد انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انا اشہد انہ رسول اللہ ثم غلب علیہ ما یجوز حتیٰ اثنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ مثل ما قال لابی بکر و اجابہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما اجابہ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ حتیٰ قال انا عبد اللہ و رسولہ لمن اخالفت امرہ و لن یصیبہ قال و کان عمر یقول فما زلت اصوم و اتصدق و اعتق و اصلیٰ من الذی صنعت یدمید مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ حتیٰ رجوت ان یكون خیرا و کاختر اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم جین صلی علی عبد اللہ بن ابی قال عمر فتحو لث حتیٰ قمت فی صدرہ و قلت یا رسول اللہ اتصلی علیہ بذا و قد قال یوم کذا کذا و کذا یعد ایامہ حتیٰ قال تاخر عنی یا عمرانی خیرت فاخترت و صلے علیہ فجئت لی و جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماع ابو عمر عن غوات بن جبیر خرجنا مجابا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی ركب فیہم ابو عبیدۃ بن الجراح و عبد الرحمن

غالب آگئی تھی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کیا تھا جب کہ آنحضرتؐ نے مدینہ کے سال میں مشرکین کے ساتھ مصاحبت کا ارادہ کیا تھا تو یہ دوڑ پڑے تھے یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا وہ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ابو بکر نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ پھر ہم اپنے دین پر کیوں دھبہ آنے دیں تو ابو بکر نے کہا کہ اے عمرؓ ان کی رکاب پکڑے رکھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر ان پر وجدان کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے اور آپ سے بھی وہی گفتگو کی جو ابو بکر سے کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ویسے ہی جواب دیئے جیسے ابو بکر نے دیئے تھے ان پر اللہ کی رحمت، یہاں تک آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کہا اور عمرؓ فرمایا کرتے کہ میں پھر برابر روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا رہا اور غلام آزاد کرتا اور نوافل پڑھتا رہا اس حرکت کی وجہ سے جو میں اس دن کر گذرا تھا اور اس گفتگو کے خوف سے جو میں نے آپ سے کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے اللہ سے خیر کی امید بندھ گئی۔ اور جیسا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا تھا جب کہ آپؐ نے عبد اللہ بن ابی کے جنازے کی نماز پڑھی تھی عمرؓ کہا کہ میں گھوم کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپؐ اس نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا کہا تھا اور ایسا کہا تھا۔ آپؐ کو اس کے ایام گنوار ہا تھا، یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جا مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے اس پر نماز

پڑھی۔ مجھے اپنے اُپر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی جرأت پر تعجب ہے۔ **سماع**۔ ابو نعیم، حوات بن مجیر سے۔ کہا کہ ہم لوگ جہاد کے لئے عمر بن الخطاب کے ساتھ نکلے، ایک قافلہ میں ہم نے سفر کیا جس میں ابو سعید بن ابیراح اور عبد الرحمن بن عوف بھی تھے۔ تو قوم نے مجھ سے کہا کچھ اشعار ضرر کے گا کر سنا۔ تو عمر نے کہا کہ ابو سعید اللہ کو آزاد چھوڑ دے تاکہ وہ جو کچھ کہیں اپنے دل کی پیس اُن کو گائے یعنی اپنے ہی اشعار سنائے۔ کہا کہ پھر میں برابر اُن کے سامنے گا تا رہا۔ یہاں تک کہ سحر ہو گئی تو عمر نے کہا کہ اپنی زبان کو روک لے۔ اب ہم پر صبح آگئی۔ روضۃ الاحباب میں جابر بن عبد اللہ کی روایت سے مذکور ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر کا گزرا ایک خیمہ پر ہوا۔ اس میں سے ایک غلیں آواز کر رہی تھی۔ علی احمد الخ (ترجمہ) محمد بنیک لوگوں کی طرف سے رحمتیں نازل ہوں۔ سب برگزیدہ صاحبین نے ان پر درود بھیجا۔ میں (نوافل کے لئے) صبح سویرے کے اوقات میں بہت کھڑا ہونے والا رہا ہوں۔ کاش میں جان لیتا کہ وہ عبادت مقبول ہوئی، حالانکہ نیکیتیں مختلف طریقوں کی ہوتی ہیں۔ کیا دار (آخرت) میں مجھے اپنے محبوب سے ملنا نصیب ہو گا؟ یہ سن کر امیر المؤمنین پر گریہ غالب آگیا آپ بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے والے سے دوبارہ کہنے کی خواہش کی اور پھر رونے پھر فرمایا کہ عمر کا نام بھی ان ابیات میں شامل کر۔ تو اُس نے کہا وَاَمَّا عَلِيٌّ فَاِنَّهُ لَمِنْ اَمَّةٍ مَّرْكُومَةٍ۔ تو اس کی مغفرت کر دیجئے اے غفار۔ **چھٹی فصل**۔ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اپنی رعیت کو اسی طریقہ کے ساتھ صحیح راہ پر چلنے کی تربیت دینے کے بیان میں جس طریقہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی تربیت فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَمَّا عَلِيٌّ فَاِنَّهُ لَمِنْ اَمَّةٍ مَّرْكُومَةٍ اور یہ وہ رسول ان کا تذکرہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور یہ تشقیف (یعنی ٹھیک راہ پر چلانا) کبھی ہوتا ہے واجب یا مستحب کا حکم کرنے اور حرام اور مکروہ سے منع کرنے کے ذریعہ سے اور کبھی ہوتا ہے باطن کو بُری صفات

ابن عوف فقال القوم غننا من شعر ضرار فقال عمر دعوا اباعد الله فليغن من هنيات فؤاده يعني من شعره قال فازلث اغنيهم حتى كان السحر فقال عمر ارفع لسانك فقد اسحرنا۔ در روضۃ الاحباب مذکور است کہ ز جابر بن عبد اللہ کہ امیر المؤمنین عمر شبی گذر کرد، خیمہ از انجا صدای حزین می آمد، علی محمد صلوة اللہ علیہ صلی علیہ المصطفون الاختیار: قد كنت قواما ابکار الاشجار: یا لیث شعری والنیا الطوار: ہل تجعنی دسجۃ الدار۔ گریہ بر امیر المؤمنین غلبہ کرد، آواز بلند بگریست و مکرر از گویندہ آواز طلب کرد و مکرر رقت نمود باز گفت عمر را در این ابیات درج نمانگفت "دعوا فاعفوا" یا غفار: **الفصل السادس** فی تشقیف امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رعبۃ علی منوال تربیتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمۃ قال اللہ تبارک وتعالیٰ دیر کتبہم وعلیہم الکتاب والْحَمْدُ وَهَذَا التَّحْقِيفُ لِيَكُونَ تَارَةً اَمْرًا بِالْاَوْجِبِ او الْمُنْهَوِّ وَنَهْيًا عَنِ الْحَرَامِ او الْمَكْرُوهِ وَتَارَةً ارشادًا اِلَى تَهْذِيبِ الْبَاطِنِ مِنَ الرَّذَائِلِ وَتَحْلِيلِهِ بِالْفَضَائِلِ تَادَةً بِتَاثِيرِ مَجَرِّهِ لِيَكُونَ تَارَةً خَطَابًا لِلْحَاظِرِينَ وَ تَارَةً كِتَابًا لِلْغَائِبِينَ وَقَدْ اَقْنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

علیہ وسلم بہت ہی عظیم الخطاب کثیراً
فمن ذلک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 میں راجع العباس بن عبد المطلب نے
 اخذ الصدقات مراجعہ شدیدۃ اما شعرت
 یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ایہ ومن
ذلک ماروی الدارمی عن جابر ان عمر
 ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم بنسخۃ من التورۃ فقال یا رسول اللہ
 ہذہ نسخۃ من التورۃ فسکت فجعل یقرأ
 یتغیر فقال ابو بکر شکک الشواکل ما تری بالوجہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضنا
 باللہ ربنا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیہ فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بداکم مونی
 فاتبعتموہ وترکتونی لکلتکم عن سواء السبیل ولو کان
 موسیٰ حیاً وادراک نبوتی لاتبعنی البخاری عن ابی الدرداء
 رضی اللہ عنہ قال کنت جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر رضی اللہ عنہ اخذ
 بطرف ثوبہ حتی اجدی عن رکتیہ فقال
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم
 فقد غامر فلکم وقال انی کان بینہ و بین
 ابن الخطاب شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت
 فسألتہ ان لیغفر لی فابی علی فاقبلت ایک

سے بچانے اور فضائل سے مرصع کرنے کی طرف رہنمائی کرنے سے اور کبھی صرف
 صحبت کی تاثیر سے اور کبھی حاضرین کے خطاب کے ذریعہ سے اور کبھی
 غائبین کو کہنے کے ذریعہ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب
 کی تہذیب نفس کے لئے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ تو اسی بنا پر ہے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (مترجم) جب کہ صدقات لینے کے بارے
 میں عمر نے عباس بن عبد المطلب سے سخت کلامی کے ساتھ کہا سنی کی تھی
 کہ اے ابن الخطاب کیا تم کو اس بات کا احساس نہیں کہ کسی شخص کا چچا
 اس کے باپ کی شاخ (یعنی مرتبہ میں ہوتا ہے) اور اسی بنا پر ہے
 وہ قصہ جس کو دارمی نے روایت کیا ہے جابر سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ
 عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور کہا یا رسول
 اللہ یہ تورت کا ایک نسخہ ہے تو آپ خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے پڑھنا
 شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا۔
 تو ابو بکرؓ نے کہا کہ تجھے رونے والی عورتیں روئیں تو نہیں دیکھا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کیا کیفیت ہے۔ تو عمرؓ نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں
 اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔ ہم اللہ سے راضی
 ہیں اپنا پروردگار قرآن کریم اور اسلام سے اپنا دین قرار دے کر اور محمد سے اپنا
 نبی قرار دے کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی
 جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اگر تم پر موسیٰ ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا
 اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور
 اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ میرا اتباع کرتے۔ بخاری،
 ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 بیٹھا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پتے پکڑے ہوئے اسے یہاں تک کہ ان

فقال يغفر الله لك يا ابنا بجر عشتا غم ان عمر
 ندم فاني منزل ابى بكر فسأل اثم ابو بكر
 قالوا لا فاني النبي صلى الله عليه وسلم فسلم فقبل
 وجهه النبي صلى الله عليه وسلم ثم عتق حتى اشفق
 ابو بكر فحشي على ركبته فقال يا رسول الله
 والله انا كنت اظلم مرتين فقال النبي صلى
 الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم تعلمت كذبت
 وقال ابو بكر صدقت وداساني بنفسه وانه
 قبل انتم تاركون لي صاحبى مرتين فما اؤذنى
 بعد يا بخارى من ابن ابى مليكة قال كاذ
 انحران يهلكان ابو بكر وعمر رفعوا اصواتهما
 عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه
 ركب بنى تميم فاشار احدهما بالاقرع بن
 حابس اخى بنى جاشع و اشار الآخر برجل
 آخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر
 لعمر ما اردت الا خلافي قال ما اردت
 خلافتك فارفعت اصواتهما في ذلك
 فانزل الله يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا
 اصواتكم الاية قال ابن الزبير فما كان عمر
 يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد
 هذه الاية حتى يشبهه ولم يذكر ذلك عن
 ابىه يعني ابى بكر - السهري ردوى باسناده عن
 ابى هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم

کے دونوں گھٹنوں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم
 ہوتا ہے کہ تمہارے رفیق کا کسی سے جھگڑا ہو گیا۔ پھر (ابو بکر نے) آگے سلام کیا اور کہا
 کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی۔ تو اس جلد اس کی طرف پہنچا
 پھر عزامت کا اظہار کیا اور اس سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کر دے تو اس نے
 مجھ سے انکار کر دیا۔ پھر میں آپ کی طرف آ گیا ہوں۔ تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا
 اللہ تجھے معاف کرے لے ابو بکر۔ پھر (یہ ہوا کہ) عمر بن نادم ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مکان
 پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا ابو بکر موجود ہیں تو گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر وہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ
 تہمتا نے لگا، یہاں تک کہ ابو بکر گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے دونوں
 گھٹنوں کو ٹیٹکے ہوئے (اُبھر کر) کہا دو مرتبہ کیا اللہ زیادتی کرنے والا تو
 میں ہی تھا، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری
 طرف مبعوث کیا تو تم سب کہا کہ تو جھوٹا ہے لیکن ابو بکر نے کہا کہ تو سچا ہے اور اپنی
 جان سے اور مال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو (ستانا) نہ چھوڑ
 گے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں تائے گئے۔ بخاری، ابن ابی ملیکہ
 سے کہا کہ قریب ہو گیا تھا کہ دونوں مجسم خیر ہلاک ہو جائیں یعنی ابو بکر و عمر کہ دونوں
 نے اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اونچی کر لی تھیں جس
 وقت کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک قافلہ پہنچا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے ان
 کے ساتھ امیر بنا کر بھیجنے کے لئے اشارہ کیا بنی جاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی
 طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ نافع نے کہا کہ مجھے اس کا نام
 یاد نہیں رہا۔ تو ابو بکر نے عمر سے کہا کہ تم نے صرف میری مخالفت کرنے کا ارادہ کیا ہے
 عمر نے کہا کہ میں نے تمہارے خلاف کارادہ نہیں کیا۔ اس بارے میں دونوں کی آوازیں
 بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (۲۱: ۳۹) اسے
 ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو واللہ کہا ابن زبیر نے کہ پھر عمر

اُتٰی بطعام و ہوا بکّر النّظر ان فقال یا بے بحر
و عمر کلا فقالا انا صائمان فقال ارحسوا
لصاحبکم اعملوا لصاحبکم اذنوا فکلا
یعنی انکما ضعتما بالصوم عن الحمد فاحتجما الی
من یخدکم فکلا و اذنا انفسکم و من ذلک
تیمیز النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ بین الغلبتین و
تقریف لایہ الفرق بینما تحقّ حق فی التیمیز
و صار محمدؐ کاملاً و قد تقدّم بعض ذلک
و تشفیہ رضی اللہ عنہ رعیۃ متواضع المعنی مسلم
عن ابی ہریرۃ قال بینما عمر بن الخطاب
یخطب الناس یوم جمعۃ اذ دخل عثمان بن
عقّان فعرّض بہ عمر فقال ما بال رجال یتأخّرون
بعد النداء فقال عثمان یا امیر المومنین ما زدت
حین سمعت النداء ان توشأت ثم اقبلت
فقال عمر والوضوء ایضاً الم تسمعوا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا جاء احدکم الی
الجمعة فلیغتسل ابو بکر عن عمر بن میمون
الاددی ان عمر بن الخطاب لما حضر قال ادعوا
لی علیاً و طلحہ و الزبیر و عثمان و عبد الرحمن بن
عوف و سعداً قال فلم یکلّم احداً منهم الا علیاً
و عثمان فقال یا علیّ لعنّ البولاء القوم یخبرون

بعد اس آیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی ملکی آواز سے بات کرتے تھے
کہ ان سے آپ کو پھر ملے چھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ اور انہوں نے اس بات کا ذکر اپنے
باپ (یعنی نانا) ابو بکر کے بارے میں نہیں کیا۔ سہروردی، اپنی اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ مزار النہر ان
میں تھے کھانا لایا گیا تو آپ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ کھاؤ۔ تو دونوں نے کہا کہ ہم دوڑ
سے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے ساتھی کے خاندے کے لئے سفر کرو
اور اپنے اپنے ساتھی (کی تقویت) کے لئے کام کرو۔ قریب آؤ اور کھاؤ۔ آپ یہ مراد
لے رہے تھے کہ تم دونوں روزے کی وجہ سے خدمت سے ضعیف ہو رہے ہو اور
تم دونوں ایسے آدمی کے حاجت مند ہو گئے ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ
اور اپنے اپنے نفس کی خدمت کرو (تاکہ اس میں چپتی پیدا ہو جائے) اور اسی
بنا پر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں غلبہ حال کے وقت اُن کو (منشأ الہی کا)
متیمیز کرنا اور ان کو دونوں حال میں آپ کا فرق کی شناخت کر دینا۔ یہاں تک کہ
آپ متیمیز میں حاذق (تجربہ کار) ہو گئے اور محدث کامل بن گئے۔ اور ایسے بعض
واقعات پہلے آپ کے ہیں۔ اور عمرؓ رضی اللہ عنہ کی تشفیہ (یعنی سیدھا کرنا) اپنی حمیت
کو متواضع کرنے سے۔ مسلم، ابو ہریرہ سے، کہا اس دوران میں کہ عمرؓ جمعہ کے دن
لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ عثمان بن عفان داخل ہوئے تو عمرؓ نے ان کی جانب
تقریباً کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اذان کے بعد آنے میں دیر کرتے ہیں
تو عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے تو اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں کیا
بس وضو کیا اور آگیا۔ تو عمرؓ نے کہا اور صرف وضو ہی کیا تم نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا جو فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی طرف آئے
تو چاہئے کہ غسل کرے۔ ابو بکر، عمرو بن میمون اددی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے

عہ دونوں غلبہ حال سے مراد ایک وہ غلبہ حال ہے جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ پر طاری ہوا تھا۔ دوسرا وہ جو عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازے
کی نماز کے وقت پیش آیا تھا جن پر عمرؓ نے خود بھی اپنی جأت پر حیرت کی ہے۔ یہ واقعات مذکور ہو چکے ہیں ۱۲۔ استیاق احمد عفی عنہ

لک قرابتک و اما انک اللہ من العلم والفقہ
 فاتق اللہ وان وُلِیت ہذا الامر فلا ترفعن بنی
 فلان علی رقاب الناس وقال عثمان یا عثمان
 ان ہؤلاء القوم لعلہم یعرفون کت مہرک
 من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورسنگ و
 شرفک فان انت وُلِیت ہذا الامر فاتق اللہ
 ولا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس
 فقال ادعوا لی صبیبا فقال صلی بالناس مثا
 ویجتمع ہؤلاء الزہط فیلخلوا فان اجتمعوا علی
 رجل فاضربوا راس من خافہم احمد بن حنبل
 عن الزہری عن ربیعہ بن دراج ان علی بن
 ابی طالب سبج بعد العصر رکعتین فی طریق
 مکہ فرآہ عمر فقیظ علیہ ثم قال اما واللہ
 لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نہی عنہما ابو بکر عن السلم باسناد صحیح
 علی شرط الشیخین ان حین یؤییع لابی بکر
 بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی و
 الزبیر یرتعلبن علی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا یرتبعون فی امرہم
 فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج سحی
 دخل علی فاطمہ فقال یا بنت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم واللہ ما من اخلق احب الینا
 من ابیک واما من احب الینا بعد ابیک

بوقت وفات فرمایا کہ میرے پاس بلا کہ لاؤ علی کو اور طلحہ اور زبیر کو اور عثمان کو اور
 عبدالرحمن بن عوف اور سعد کو۔ کہا کہ پھر ان میں سے کسی نے گفتگو نہ کی بجز علی اور عثمان
 کے تو عمر نے کہا کہ اے علی غالباً یہ سب لوگ پہنچتے ہیں آپ کی قربت کو اور اس علم اور
 دین کی سمجھ کو جو اللہ نے آپ کو دی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم اس امر (خلافت)
 کے ذمہ دار بنادیے جاؤ تو بنی فلان کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور عثمان سے
 فرمایا کہ اے عثمان امید ہے کہ یہ لوگ تم کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری
 دامادی کے تعلق کو اور تمہاری عمر کو اور تمہارے شرف کو پہچانیں گے تو اگر تم اس
 امر کے (یعنی خلافت) کے ذمہ دار بنادیے گئے تو اللہ سے ڈرنا اور بنی فلان کو
 لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس صہیب کو بلا کہ لاؤ
 (جب وہ آگئے) تو فرمایا کہ تین دن تم لوگوں کو نماز پڑھانا اور چاہئے کہ یہ جماعت
 اکٹھی ہو کہ تخلیف میں فیصلہ پر غور کریں پھر اگر کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں تو جو ان
 کی مخالفت کرے اس کی گردن مار دینا۔ احمد بن حنبل، زہری سے وہ ربیعہ بن
 دراج سے کہ علی بن ابی طالب نے بعد عصر دو رکعت نوافل مکہ کے راستہ میں
 پڑھیں۔ اس کو عمر نے دیکھا تو وہ علی رض پر ناراض ہوئے پھر فرمایا خبردار اللہ
 میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے۔ ابو بکر
 اسلم سے روایت کرتے ہیں باسناد صحیح شیخین کی شرط پر کہ یہ واقعہ
 ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر سے بیعت
 کر لی گئی اور علی اور زبیر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے گھر جا کر ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اپنے امر (بیعت) کے
 بارے میں تبادلہ آراء کرتے۔ جب اس اجتماع کی اطلاع عمر بن
 الخطاب کو پہنچی تو وہ نکل کر فاطمہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی خدا کی قسم مخلوق میں سے کوئی ہم کو تمہارے
 باپ سے زیادہ پیارا نہیں تھا اور تمہارے باپ کے بعد اب ہمیں

تم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں اور خدا کی قسم اگر یہ جماعت (نبوہاشم) اگر تمہارے پاس جمع ہوئی تو یہ بات (یعنی آپ کا پیارا ہونا) مجھے اس بات سے ضرور سکے گی کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کروں کہ ان کے اوپر اس گھر کو جلا دیا جائے کہا کہ جب عمر بن الخطاب نکلتے تو یہ لوگ فاطمہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آیا اور اُس نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ اگر تم پھر جمع ہوئے تو وہ ضرور تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دے گا اور خدا کی قسم جس چیز پر وہ قسم کھا کر گیا ہے اُس کو وہ ضرور کر گذرے گا تو عافیت کے ساتھ لوٹ جاؤ اور جو رائے مشورہ کرتے ہوئے جاؤ مگر میرے پاس لوٹ کر نہ آؤ تو یہ سب اُن کے پاس سے واپس ہو گئے اور پھر لوٹ کر اُن کے پاس نہیں آئے یہاں تک کہ انہوں نے ابو بکر سے بیعت کر لی۔ مملکت، اسلام مولیٰ عمر بن الخطاب سے کہ عمر بن الخطاب نے طلحہ بن عبید اللہ کے بدن پر رنگا ہوا کپڑا دیکھا جب کہ وہ مخمّر تھے۔ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ اے طلحہ (بحالت احرام) یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا؟ تو طلحہ نے کہا اے امیر المومنین یہ تو مٹی سے رنگا ہوا ہے (اس میں کیا حرج ہے) تو عمر بن الخطاب نے کہا اے جماعت صحابہ تم ایسے ائمہ ہو کہ لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں تو اگر کسی جاہل نے اس کپڑے کو دیکھا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ طلحہ بن عبید اللہ احرام کی حالت میں (ذعفران) سے رنگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ تو یہ جماعت صحابہ ان رنگے کپڑوں کو نہ پہنو۔ احمد بن حنبل، جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سنا جو طلحہ بن عبید اللہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو اس حال میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال کبھے رہتے ہیں اور چہرہ غبار آلود رہتا ہے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ شاید تمہارے چپاکے بیٹے کی امارت تم کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میں تم سب سے زیادہ شایاں ہوں کہ ایسا نہ کروں (یعنی حسد) (پریشانی میں فکر اس بات کا ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

مَنْكَ وَأَيُّكُمْ مَا ذُكِرَ بِمَا لَيْتُ إِنْ اجْتَمَعَ
بَنُو لَاءِ النَّفَرِ عِنْدَكَ أَنْ أَمْرٌ بِهِمْ أَنْ يُخْرِقَ عَلَيْهِمْ
الْبَيْتُ قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ عَمْرُ جَاؤُا فَقَالَتْ تَعْلَمُونَ
أَنْ عَمْرٌ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللَّهِ لَنْ عُدَّ
يُخْرِقَنَّ عَلَيْكَ الْبَيْتَ وَإِيَّاكُمْ لِيُخْرِقَنَّ عَلَيْكَ
عَلَفَ عَلَيْهِ فَاغْلِبُوا رَأَيْتُمْ فَرَأَيْتُمْ
لَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا
يَا بَعِثُوا لِي بَعْرًا مَلَكٌ مِنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عَمْرٍ
عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ
ثَوْبًا مَصْبُورًا دَبُو مُخْرَمٌ فَقَالَ عَمْرُ مَا هَذَا الثَّوْبُ
الْمَصْبُورُ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا هُوَ
مَدْرٌ فَقَالَ عَمْرُ أَنْتُمْ أَيُّهَا الرِّهْطُ أُمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمْ
النَّاسُ فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَأَى هَذَا الثَّوْبَ لَقَالَ
أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عَبِيدِ اللَّهِ قَدْ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ
الْمَصْبُورَةَ فِي الْأَحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوا أَيُّهَا الرِّهْطُ
شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الثِّيَابِ الْمَصْبُورَةِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ
يَقُولُ لَطْفَةُ بْنُ عَبِيدِ اللَّهِ مَالِي أَرَاكَ قَدْ شَعِثْتَ
وَأَخْبَرْتُ مِنْذُ تَوَقَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعَلَّكَ سَاءَ كَيْدُكَ يَا طَلْحَةُ أَمَّا ابْنُ عَمْرٍ
قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنِّي لَا جِدُّ لَكُمْ إِنِّي لَا أَفْعَلُ ذَلِكَ
إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا رَجُلٌ عِنْدَ حَضْرَةِ

الموت، الا وجد روحہ بہا روثا عین یخرج من
جسدہ وکانت لہ نوراً یوم القیامۃ فلم اَسْأَلْ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا ولم یجری
بہا فذلک الذی دَخَلَنی قال عمر فانما اعلمہا
قال فلنہ الحمد فما ہی قال ہی الکلمۃ الّتی
قالہا لعمہ لا الہ الا اللہ قلل طلوعہ صدقۃ مالک
من عبد اللہ بن عباس فی قصۃ سُرْع فنادی
عمر بن الخطاب انی مُضِیجٌ علی نَہرٍ فاجتمعوا
علیہ فقال ابو عبیدۃ افراراً من قدر اللہ
فقال لو غیرک قالہا یا با عبیدۃ نعم نفر من قدر اللہ
الی قدر اللہ ارایت لو کانت لک اہل فہبطت
وادیا لہ عذوان احدہما مُحْصَبٌ والاخری
جَدْبۃ اَلَیْسَ ان رعیث الخصبۃ رعیثہا بقدر
اللہ وان رعیث بالجدْبۃ رعیثہا بقدر اللہ
مالک کتب ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر
یذکر لہ جموعاً من الروم وما یتخوَّف من
امرہم فکتب الیہ عمر ابعد فاند مہانزل
من عبد مومن من منزل شدۃ یجعل اللہ
بعده قرْباً واند لن یغلب عثرۃ یسرین
ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یَاٰیہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا

کہیں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو کوئی شخص بھی اگر موت کے آجانے کے
وقت کہے لے گا تو اس کی وجہ سے اُس کی روح راحت پائے گی جبکہ اس
کے جسم سے نکلے گی اور وہ اس کے لئے ایک نور ہوگا قیامت کے دن پھر میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی
خود مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ تو یہ وہ غم ہے جو مجھ میں داخل ہو گیا۔ عمرؓ نے
کہا تو آپ غم ذکر کریں، میں اس کو جانتا ہوں۔ طلوع نے کہا اللہ کا شکر ہے تو بتائیے
وہ کیا ہے؟ عمرؓ نے کہا وہ وہی کلمہ ہے جس کو آپؐ اپنے چچا ابو طالب سے
کہہ رہے تھے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ طلوع نے کہا کہ آپؐ نے سچ کہا۔ مالکؓ
عبد اللہ بن عباس سے عسریٰ کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ پھر اعلان
کر دیا عمر بن الخطاب نے کہ میں صبح کو مدینہ واپس ہونے کے لئے سو رہا ہوں
گام سب اپنی سواری پر صبح ہی سو رہا ہوں تو ابو عبیدہ نے کہا کہ اللہ کی تقدیر
سے ذرا کو آپؐ نے اختیار کر لیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا ہو تاکہ یہ بات کوئی دوسرا
کہتا اسے ابو عبیدہ ہاں ہم بھاگ رہے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر
کی طرف کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں
اُترو جس کی دو جانبیں ہیں اُن میں سے ایک تو سرسبز ہو اور دوسری خشک کم
آب و گیاہ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپؐ نے اُن کو سرسبز زمین میں چرایا تو اُن
کو اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا اور اگر خشک زمین میں چرایا تو (پھر بھی) اللہ
کی تقدیر کے ساتھ چرایا۔ مالکؓ ابو عبیدہ بن الجراح نے عمرؓ کو خط لکھا جس
میں رومی افواج کی یلغار کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں جو خطرات سامنے
تھے تو عمرؓ نے اُن کو لکھا اما بعد یہ یقینی بات ہے کہ جب بھی بندہ کسی
سمت منزل میں چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد کشادگی کی راہ پیدا فرماتا

عہ سُرْع ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں آپ کو الملاح ملتی تھی کشام میں طاعون پھیل رہا ہے تو آپؐ نے وہاں جانے کا ارادہ فرما دیا اس پر حضرت ابو عبیدہ
سورن ہوئے ۱۲ اشتیاق احد عفی عنہ۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ الْحَبِطُ
عن عروة بن رويم اللخمي قال كتب عمر بن
الخطاب الى ابي عبيدة بن الجراح
كتبا يقرأه على الناس بالجابية اما بعد
فانه لا يقيم امر الله في الناس الا خفيف
العقبة بعيد الغزوة ولا يطيع الناس منه
على عورة ولا يثبت في الحق على جرة و
لا يخاف في الله لومة لائم والسلام وفي
رواية ولا يجابى في الحق على قرابة مكان
ولا يثبت في الحق على جرة شرح حفيف
العقبة اى مستحكما واستصف الشيء
استحكم واحصيف الرجل المستحكم العقل
وكثي بذلك عمر عن الاشتداد في دين الله
وقوة الايمان والغزوة الاعتماد الحبطى
كتب عمر بن الخطاب الى ابي عبيدة بن
الجراح اما بعد فاني كتبت اليك كتابا
لم آلتك ونفسى فيه خيرا الزم خمس خصال
يكنم لك دينك وتخط بافضل خطك
اذا حضرك الخصمان فليكن بابسينات
العدول والايمان القاطعة ثم اذن الضعيف
حتى يسط سانه ويحترى قلبه وتعايد الغريب
فانه اذا طال حبسه ترك حاجته والنصر
الى ابله وانما الذى اقبل حق من لم يرتفع

ہے اور یہ یقینی ہے کہ ہرگز ایک عمر دستگی، دوئیر راستی، پر غالب نہیں آسکتی۔
(فاق مع التبریر لئلا الحوی طرف اشارہ ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔
یا ایہا الذین آمنوا اصبروا والحوذ: ۲۰۔ ایمان والوں کو صبر کرو اور مقابلہ
میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے متعذر ہو اور اللہ تعالیٰ سے فائدے پہنچاؤ تم پورے کامیاب
ہو، محبت جبری، عروہ بن روم لخمی سے، کہا کہ عمر بن الخطاب نے ابو عبیدہ
کو خط لکھا کہ اس کو جابیہ میں لوگوں کو بڑھاکر سنائیں اما بعد اللہ کے امر کو لوگوں
میں قائم کرنے والا صرف ایسا ہی شخص ہوگا جو کہ پختہ عقل اور پختہ تدبیر والا ہو جو
اعتماد سے دور رہنے والا ہو (یعنی غافل نہ ہو) اور لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع
نہ ہوں اور جو رعیت پر غصہ نہ کرے اظہار حق پر اور اللہ کے بارے میں کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے والسلام اور ایک حدیث روایت میں
ولا یثبت فی الحق علی جرۃ کے بجائے ولا یجابی فی الحق علی قرابۃ
ہے (یعنی بنا بر قرابت حق کے فیصلہ یا اظہار) میں کوتاہی نہ کرے
شرح "حیف العقدة" یعنی مستحکم گرہ۔ استصف الشيء یعنی استحكم۔
اور حیف ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پختہ عقل والا ہو۔ اور عمر نے اس سے
اللہ کے دین میں سخت ہونا اور اہلمان کی قوت کی طرف کشا یہ کیا ہے اور
غزوة کے معنی ہیں اعتماد۔ محبت جبری، عمر بن الخطاب نے ابو عبیدہ
بن الجراح کو لکھا اما بعد میں نے تمہارے پاس بھیجنے کے لئے ایک خط
لکھا ہے جس میں تمہارے اور اپنے نفس کے لئے خیر میں سے کوتاہی
نہیں کی۔ پانچ خصلتیں اختیار کرو تو تمہارا دین سلامت رہے گا اور تمہارے
حقت میں افضل اجر قائم کیا جائے گا جب تمہارے سامنے مدعی اور مدعا علیہ
حاضر ہوں تو تمہارے لئے ضروری ہے گواہیاں سننا عدول لوگوں کی اور قطعی
دلیلیں کھلے ہوئے معنی والی، قسمیں پھر کڑور کو اپنے قریب کر یہاں تک کہ اس کی زبان
پھیل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب کی جلد

حاجت روائی، کا خیال رکھو (دیر تک کھڑا نہ رکھو) کہ جب اس کا جس طویل ہو جائے گا تو وہ اپنی حاجت کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے پاس چلا جائے گا۔ اور اس صورت میں، یقیناً اس کے حق کو باطل کرنے والا معرفت وہی شخص (یعنی حاکم) قرار دیا جائے گا جس نے اس کی طرف سر پور نہ کیا۔ اور جب ایک تھکے اور فیصلہ بالکل عیاں نہ ہو جائے (فریقین میں) صلح تک جریں جو پس اسلام علیک، ابو بکر، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے کہ عبدالرحمن بن عوف نے ایک کینہ کو جس سے جماع کرتے رہے تھے فروخت کر دیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کریں (یعنی یہ معلوم کریں کہ حمل تو نہیں ہے) پھر خریدار کے پاس پہنچ کر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو انہوں نے عمر کے سامنے دعویٰ پیش کیا۔ تو عمر نے (عبدالرحمن بن عوف) سے کہا کہ کیا تم اس سے جماع کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ تم نے اس کو استبراء سے پہلے ہی فروخت کر دیا کہہ کہ ہاں! عمر نے کہا کہ تم ایسے خلق کے لئے سزاوار نہیں تھے۔ پھر بچا سننے والے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے اُس بچے کو عبدالرحمن کو دلویا۔ احمد بن حنبل، حباب بن رفاعہ سے کہا کہ عمر کو یہ خبر پہنچی کہ سعد نے جب محل نبویا تو یہ کہا کہ اب حقیر آوازیں بند ہو گئیں تو عمر نے ان کی طرف محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ جب وہ پہنچے تو انہوں نے حتمی نکلایا اور اس سے آگ کو جھاڑا اور ایک درہم کا ایندھن خریدا (اور اس کو روشن کر کے اس سے محل کا دروازہ پھونکنے لگے) اور سعد سے کہا گیا کہ ایک شخص نے ایسا اور ایسا کیا، تو انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن مسلمہ ہے اور نکل کر ان کے پاس آئے دبات چیت کے بعد انہوں نے حلف کیا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تمہاری یہ بات جو تم کہتے ہو ہم پہنچا دیں گے اور جس کام کا ہمیں حکم دیا گیا اس کو ہم انجام دیں گے تو انہوں نے دروازہ پھونک دیا۔ پھر محمد بن مسلمہ سعد کے پاس اس لئے آئے کہ وہ ان کو سزاوارہ دیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ نکلے اور عمر کے پاس

برأساً و آخرش علی الصلح ما لم یبتین مک
القضاء والسلام علیک ابو بکر عن عبداللہ بن عبداللہ
بن عمر باع عبدالرحمن بن عوف جاریۃ لہ کلان یقع
علیہا قبل ان یتقربا فظہر بہا حمل عند
الذی اشتراہا فقام الی عمر فقال عمر کنت
تقع علیہا قال نعم قال فبعثنا قبل ان یتقربا
قال نعم قال ما کنت لذلک بتخلیق فذما القاتۃ
فظہر دالہ فاحتوہ بہ احمد بن حنبل عن عباتہ
بن رفاعہ قال بلغ عمر ان سعدا لما بی القصر
قال انقطع الصویث فبعث الیہ محمد بن مسلمہ
فلما قدما اخرج زندۃ و اوری نارہ و اثناع
حطباً بدرہم و قیل لسعد ان رجلاً فعل کذا و کذا
فقال ذاک محمد بن مسلمہ و خرج الیہ فحلف
باللہ ما قالہ فقال نوؤدی عنک الذی تقول
و نفعل ما امرنا بہ فاحرق الباب ثم اقبل
فیفرش علیہ ان یرودہ فابی فخرج فقدم
علی عمر فبخر الیہ فصار ذاباً و رجوعہ تسع عشرۃ
فقال لولا حسن الفطن لک لراینا انک لم تود
عنا قال بل ارسل یتقرأ السلام و یعتذر
و یحلف باللہ ما قالہ قال فہل زؤوک شیئاً
قال لا قال فما متک ان تزودنی انت
قال انی کرہت ان امرک فیکون مک
الباء و یدعون لی السائر دعو الی المدینۃ

قد قتلہم بجمع و قد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یشیع الرجل دون جاره الحب الطبری عن سفیان بن عیینہ ان سعد بن ابی وقاص کتب الی عمر دہو علی الکوفۃ یتاذن فی بناء منزل لیکن ککتب الیہ ابن مالیشک من الشمس و یکنک من الغیث الدارمی عن سلیمان بن حنظلہ قال اتینا ابی بن کعب لنتحدث الیہ فلما قام قننا و نحن نشی خلفہ فرمقنا عمر فسیعہ فضرہ عمر بالدرۃ قال فالتقاہ فبراعیہ فقال یا امیر المومنین ماتضع قال او ماثری فسننہ للتبوع ذلہ لما تبع الدارمی عن محمد بن سیرین قال قال عمر لابن مسعود اکم انبا او انبت انک ثقتہ دلت با میر دل حارہا من تولی قارہا الدارمی عن تميم الدارمی قال قداول الناس فی الیناء فی زمن عمر فقال عمر یا معشر العرب الارض الارض ان لا اسلام الا بجماعۃ و لا جماعۃ الا بامارة و لا امارۃ الا بطاعۃ فمن سؤدہ قومہ علی الفقه کان حیوۃ لہ ولہم ومن سؤدہ قومہ علی غیر فقہ کان ہلاک لہ و لہم اتاکم عن عبد اللہ بن مسعود قال لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستخلفوا ابابکر رضی اللہ عنہا دکان رسول اللہ صلی

آپے اور ان سے جلد جاملے تو انیس دن لگے ان کے مدینہ سے کو فکو جانے اور واپس آنے میں تو عمر نے فرمایا کہ اگر تیرے ساتھ حین عن نہ ہو تا تو ہم یہ رائے قائم کرتے کہ تو نے ہمارا کام انجام نہیں دیا، انہوں نے کہا کہ بیشک سعد نے آپ کو سلام کہا اور وہ عذر کرتے اور اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی ہے پھر عمر نے ان سے پوچھا کہ کیا سعد نے تم کو زور دیا بھی دیا، انہوں نے کہا کہ نہیں محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے زور دیا دینے سے خود آپ کے لئے کیا بات مانع ہوئی۔ عمر نے کہا مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں تمہارے لئے کچھ دینے کا حکم دوں جو تمہارے لئے موجب راحت بنے اور میرے لئے موجب تکلیف جب کہ میرے گرد تمام اہل مدینہ ہیں جن کو بھوک نے مار ڈالا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کوئی اپنے پڑوسی کو (بھوکا) چھوڑ کر خود بیت بھر کر نہ کھائے۔ محب جری، سفیان بن عیینہ سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمر کی طرف خط بھیجا جس میں ان سے اجازت طلب کر رہے تھے ایک مکان بنانے کی جس میں سکونت کریں تو ان کو جواب میں لکھا کہ ایسا بنا لو جو تمہیں دھوپ سے بچالے اور بارش سے محفوظ رکھے۔ دارمی، سلیمان بن حنظلہ سے کہہا کہ ہم ابی بن کعب کے پاس آئے تاکہ ان سے باتیں کریں تو جب وہ اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے اور ہم ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ پھر ہم نے پایا عمر کو تو ابی بن کعب ان کے پیچھے چلنے لگے تو عمر نے ان کے وزہ مارا انھوں نے اس کو اپنے بازوؤں پر روکا اور کہا کہ امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ تو کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ دیکھے پیچھے چلنا، فتنہ ہے تبوع (آگے چلنے والے) کے لئے اور ذلت میں ڈالنے والا ہے پیچھے چلنے والے کے لئے۔ دارمی، محمد بن سیرین سے کہہا کہ عمر نے فرمایا ابن مسعود سے کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی یا دیوں فرمایا کہ، مجھے خبر دی گئی کہ تو فتویٰ دیتا ہے حالانکہ تو امیر نہیں ہے۔ اس کی گئی (یعنی تکلیف، کو اسی پر چھوڑ جو اس کی ٹھنڈ سے متمتع ہے۔ دارمی، تميم الدارمی سے کہہا کہ لوگ عمر کے زمانہ میں اپنے مکانات

اللہ علیہ وسلم بعث معاذاً اے الیمن فاستعمل
 ابو بکر عمرؓ نے اللہ عنہما علی الموسیٰ فلقی
 معاذاً بمکہ ومعہ رقیقؓ فقال عمر ما یؤیئہ فقال
 یؤیئہ اہدؤالی ویؤیئہ لابے بکر فقال لہ عمر
 اے اُرمی لک ان تاتی بہم ابابکر فقال فلقیہ
 من الغد فقال یا ابن الخطاب لقد رأیت فی الباریہ
 دانا اُتروا الی النار وانت اُخذت بمجرأتہ و
 ما اُرانی الا مطیعک قال فأتی بہم ابابکر فقال
 یؤیئہ اہدؤالی ویؤیئہ لک قال فأتا قد سلکنا
 لک ہدیئک فخرج معاذ اے الصلوۃ فاذا
 ہم یصلون خلفہ فقال معاذ لئن قتلون قالوا
 رنہ عز وجل قال فانتم لہ فاضتہم البوصیۃ من
 حذیفۃ بن الیمان انه تزوج یہودیۃ بالمدائن
 فکتب الیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان ینزل
 سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المؤمنین
 فکتب الیہ اُغزم علیک ان لا تفتن کتابی حتی
 تثنیٰ سبیلہا فانی امان ان یقتدی بک
 المسلمون ینتاروا نساء اہل الذمتہ بما لہن
 وکنی بذک فتنتہ نساء المسلمین ابو بکر من
 سعید بن ابی بردۃ قال کتب عمر الی ابی موسیٰ
 ابابعد فان اسعد الرعاۃ من سجدت بہ
 رعیتہ وان اُشتی الرعاۃ عند اللہ من شقیۃ
 بہ رعیتہ وایاک ان تزلزل فی ریح عمامک

بنانے لگے تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے گردہ عرب زمین کو (یاد رکھو) زمین کو جس
 میں ضرور دفن ہونا ہے، یقینی بات ہے کہ اسلام نہیں ہے مگر جماعت کے ساتھ اور
 جماعت نہیں ہے مگر امارت کے ساتھ اور امارت نہیں ہے مگر طاعت کے ساتھ تو جس
 شخص کو اس کی قوم نے خوب سمجھ کر سردار بنایا تو یہ فعل اُس کے لئے بھی زندگی ہوگا
 اور قوم کے افراد کے لئے بھی اور جس کو اس کی قوم نے بغیر سمجھے ہوئے سردار بنایا تو
 یہ فعل اس کے لئے بھی ہلاکت ہوگا اور اُن کے لئے بھی۔ (الغرض سرداری کی شرط طایرہ
 ہیں۔ اُوپنے مکانات سے سرداری نہیں ملتی، حاکم، عبداللہ بن مسعود سے۔ کہا کہ
 جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ پھر ابو بکرؓ نے عمر رضی اللہ
 عنہ کو امیر مروج بنا کر بھیجا تو مکہ میں ان کی ملاقات معاذ سے ہوئی اور ان کے ساتھ حذیفہ
 غلام تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کون ہیں تو معاذ نے کہا کہ یہ وہ ہیں جو مجھے ہدیہ دیئے گئے
 ہیں اور یہ ابو بکرؓ کے لئے ہیں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ میں تمہارے لئے یہ مناسب
 سمجھتا ہوں کہ تم ان سب کو ابو بکرؓ کے پاس لے جاؤ۔ کہا کہ پھر ان سے معاذ انگلیں
 لے اور انہوں نے کہا کہ لے ابن الخطاب میں نے رات خواب میں اپنے کو دیکھا
 کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور تم میرا نیفہ پچھے ہوئے ہو اور میں اپنے کو تمہارا
 مطیع دیکھ رہا ہوں۔ کہا کہ پھر معاذ نے سب غلاموں کو ابو بکرؓ کے پاس لاکر کہا کہ یہ
 تو وہ ہیں جو ہدیہ مجھے دیئے گئے اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ تمہارے
 ہدیہ کو ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ پھر معاذ نکلے نماز کے لئے اچانک دیکھا کہ وہ
 غلام، بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو معاذ نے کہا کہ کس کے لئے نماز پڑھ رہے
 ہو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عز وجل کے لئے۔ معاذ نے کہا تو تم اسی کے لئے ہو اور ان
 کو آزاد کر دیا۔ ابو حنیفہ، حذیفہ بن الیمان سے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودی
 عورت سے نکاح کر لیا تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس پر
 حذیفہ نے ان کو لکھا کہ لے امیر المؤمنین کیا وہ حرام ہے تو انہوں نے ان کو لکھا

فیکون شکک عند اللہ مثل البیہیۃ نظرت الے
 خُفْرَةُ مِنَ الارض فَرَعَتْ فِیْهَا تَبَتُّیْ بِذِکَ
 السَّمَنِ وَاِنَّمَا حَقُّهَا فِی سَمَنِهَا وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ
 الْوَبَرُّ عَنْ سَفِیَانٍ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی مُوسٰی
 اَمَّا لَنْ تَنَالُ الْاٰخِرَةَ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِنْ الزَّهْرِ
 فِی الدُّنْیَا اَلَّذَا رَقَطْنِیْ اَنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ کَتَبَ
 اِلٰی اَبِی مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ الْقَضَاءُ
 فَرِیضَةٌ عَمَلٌ وَسُنَّةٌ مُّتَّبَعَةٌ فَاقْتُمْ اِذَا اَوَّلٰی
 اَبِیْکَ بِحِجَّةٍ وَانْقِضَ الْحَقُّ اِذَا وَضِعَ فَارَ لَا یَنْفَعُ
 تَلَاکُمْ بِحَقِّ لَا نَفَاذَ اَسْ بَیْنَ النَّاسِ فِی وَجْهِکَ
 وَجْهِکَ وَعَدِکَ حَتّٰی لَا یَنْتَیْسُ الضَّعِیْفُ مِنْ
 عَدِکَ وَلَا یَطْعُمُ الشَّرِیْفُ فِی حَیْفِکَ اَبَسْتِیْنَةُ
 عَلَیْ مَنْ اَدْعٰی وَالْبَیْسُ عَلَی مَنْ اَنكَرَ وَالصَّلٰحُ
 جَانِزٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا مُلْغٰی اَحْلَ حَرَامًا اَوْ حَرَّمَ
 حَلَالًا لَا یَنْتَفِکُ قَضَاءٌ قَضِیْتُهُ بِالْاَسْسِ
 فَرَجَعْتُ فِیْهِ نَفْسُکَ وَهَدِیْتُ فِیْهِ لِرَشَدِکَ
 اَنْ تَرَا جَعِ الْحَقُّ فَاِنْ الْحَقُّ قَدِیْمٌ وَرَاجِعَةٌ
 الْحَقُّ خَیْرٌ مِنَ التَّوَدُّعِ فِی الْبَاطِلِ الْعَنُومُ الْعَنُومُ
 فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِی صَدْرِکَ قَمَا لَمْ یَلْغُکَ فِی الْکِتَابِ
 وَالسُّنَّةِ وَاعْرِفِ الْاَمْثَالَ وَالْاَشْبَاهَ ثُمَّ
 قَسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاجْعِدْ اِلٰی اَحْتِبَّهَا
 اِلٰی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاجْعَلْ دَاشِبَهَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰے
 وَاجْعَلْ لِرَبِّ اَدْعٰی بَیْسَتَهُ اَمَّا اِنْتَہٰی اِلَیْهِ

کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے نہ رکھو یہاں تک کہ اس کو آزاد کرو۔
 کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری پیروی کریں گے اور ذمیوں کی عورتوں
 کو ان کے جمل کی وجہ سے پسند کریں گے اور مسلمان عورتوں کے جملائے فتنہ ہونے
 کے لئے یہ کافی ہے۔ ابوبکر، سعید بن ابی بردہ سے۔ کہہ کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو خط لکھا
 اَمَّا بَعْدُ تَامَ رَاٰیوْنَ (امراء، وایان ملک) سے زیادہ صاحب سعادت راعی
 وہ ہے جس کی وجہ سے اُس کی رعیت صاحب سعادت بن جائے اور سب شقی (بدبخت)،
 راعی (حاکم) وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعیت شقی (بدبخت) ہو جائے۔ اور خردوار جو
 دہائیکم کی طرح) پرستے رہنے سے کہ پھر تمھارے عمال بھی چرنے لگیں۔ پھر تمھاری مثل
 اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مثل ہو جائے گی جس نے کسی زمین کی سبزی کو دیکھا
 تو اس میں چرنے لگا، وہ اس کے ذریعہ سے فریب ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کی موت
 اس کی فریبی میں ہی ہے۔ والسلام علیک۔ ابوبکر، سفیان سے۔ کہہ کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ
 کو لکھا کہ تم آخرت کو کسی ایسی شے کے ذریعہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے جو افضل ہو دنیا میں نہ بہ
 کرنے سے۔ دارقطنی، یہ کہ عمر بن الخطابؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا اَمَّا بَعْدُ فَرِیضَةُ الْعَمَلِ اَبَسْتِیْنَةُ
 کاخبر لیضہ ہے اور ایسی سنت ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے تو خوب سمجھ سے کام لے
 تمھارے سامنے کوئی دلیل پیش کی جائے۔ اور حق کو نافذ کرو جب وہ واضح
 ہو جائے کیونکہ ایسی حقیقات کو زبان سے بول دینا نافع نہیں ہوتا جس کا نفاذ
 نہ ہو۔ لوگوں کے درمیان اپنے سامنے اور اپنی مجلس میں اور اپنے انصاف میں
 برابری قائم رکھو یہاں تک کہ کمزور شخص تمھارے عدل سے یا لوس نہ ہو اور کوئی
 معزز شخص تم سے رعایت کی طبع نہ کرے۔ گواہ لانا مدعی پر لازم ہے اور قسم
 اُس کے اوپر ہے جو منکر ہو۔ اور مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے بجز ایسی
 صلح کے جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کر دے۔ تم کو ایسا فیصلہ حق کی
 طرف مراجعت سے مانع نہ ہونا چاہئے جو تم نے آج شام کو کیا۔ پھر تم نے اپنے
 دل میں غور کیا اور اس کے بارے میں اب تم پر حق عیاں کر دیا گیا کیوں کہ

فان اخضر بيشة اخذت له بحقة ولا وجهت
 المقصاء عليه فان ذلك اجل للعنى والبلغ في
 الغدر والمسلمون عدول بعضهم على بعض الا
 محكودا في حذر او مجزئا في شهادة زور
 او غيبتا في دلاء او وراثة ان الله تولى
 منكم السرار ودرأ عنكم بالبيئات وايك
 والخلق والعجز والاذنى بالناس والتكبر
 المضموم في موطن الحق التي يوجب الله
 تعالى بها الاجر وتحسن بها الذخر فانه
 من فصل نيته فيما بينه وبين الله تعالى
 ولو على نفسه يكتفه الله ما بينه وبين الناس
 ومن تزين للناس ما يعلم الله تعالى منه
 غير ذلك يشينه الله فاعلم انك بثواب الله
 عز وجل وما جل رزقه وخزائنه رحمة و
 السلام عليك وروحي انه كتب الي ابى موسى
 الاشعري اما بعد فان للناس نفرة عن
 سلطانهم فاحوذ بالله ان تدركني واياك
 عياء مجهولة وضغائن مملوءة واهواء
 متبعة ودنيا مؤثرة ارقم الحسد وادجلس
 للمظالم ولو ساعة من نهار واذ اعرض لك
 امران احدهما بشد والآخر للدين فابدا
 بعمل الآخرة فان الدنيا تفني والآخرة
 تبقى وكن من مال الله عز وجل على قدر

(بہر حال) حق مقدم ہے اور حق کی طرف مراجعت بہتر ہے باطل میں زمانہ گزارنے
 سے سمجھ سے کام لو سمجھ سے کام لو ایسی بات کے بارے میں جو تمہارے سینہ میں
 غش پیدا کر رہی ہو جس کے بارے میں کتاب سنت کی کوئی رہنمائی تمہارے پاس
 نہیں پہنچی اور ایسی صورت میں، اس بات کے مماثل اور مشابہ مسائل کو سمجھاؤ
 اور ایسے امور کو ان پر قیاس کر لو ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی زیادہ پسندیدہ بات
 معلوم ہو اس کو اختیار کر لو اور جو تمہاری رائے میں حق سے زیادہ قریب ہو اور
 جو شخص شہادت لانے کا دعویٰ کرے اس کے لئے ایک انتہائی مدت متعین کر
 دو، پھر اگر وہ شہادت پیش کر دے تو وہ اپنا حق (جس کا دعویٰ رہا ہے) لے گا
 ورنہ فیصلہ اس کے خلاف جائے گا۔ یہ اصول اندھیرے کو روشن کرنے والا
 اور مواخذے سے (تم کی) بہت بچانے والا ہو گا۔ اور تمام مسلمان ایک دوسرے
 کے مقابلہ میں مقبول الشہادت ہیں، بجز ایسے شخص کے جس کے (حدیں) کوڑے
 مارے گئے ہیں یا جھوٹی شہادت میں سزا یافتہ ہو یا ولایت یا وراثت کے
 بارے میں محل تہمت میں ہو۔ تم میں سے کسی کے باطن میں جو چھپی ہوئی باتیں
 ہیں وہ اللہ کے حوالے۔ (مقوبات، دیوبی، بیانات کے پیش کرنے پر اللہ نے
 تم سے ہٹا دی ہیں۔ اور خبردار لوگوں کو پریشانی اور دل تنگی اور اذیت دینے
 سے بچو اور حق کے مواقع میں جن پر حق تعالیٰ اجر واجب کر دیتا ہے اور اس
 کے ذریعہ سے ذخرۂ آخرت بہتر کر دیتا ہے جھگڑے والوں (یعنی مدعی و
 مدعا علیہ) کو مرعوب کرنے سے بچو کہ اپنے کو شاذار بنا کر بیعتی حقیقت
 یہ ہے کہ جس کی نیت اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوتی ہے چاہے
 اپنے نفس پر ذلت ڈالنی پڑے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان (کے
 معاملہ میں) خود کافی ہو جاتا ہے اور جس نے لوگوں کے (دکھاوے) کے لئے اپنے
 کو سچایا ایسے امر کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے خلاف (اصلی)
 حالت کو تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ کے اجر آخرت اور

وَاخْتِ الْفِتَاۗءُ وَاجْعَلْہُمْ یٰۤاِیُّہَا دُرِّجًا رَّجُلًا
 وَاِذَا کَانَتَ بَیْنَ الْقَبَائِلِ شَآءُۃً یَّا لَفْلَاحَ
 یَّا لَفْلَاحَ فَاِنَّمَا تَمْلُکُ نَجْوٰی الشَّیْطٰنِ
 فَامْرِئُہُمْ بِالسَّیْفِ حَتّٰی یَقِیْنُوْا اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ
 وَیَکُوْنُ دَعْوَتُہُمْ اِلٰی اللّٰہِ دَالِیَ الْاِسْلَامِ
 وَقَدْ بَلَغْتَ اَنْ صَبَبْتَ تَدْعُوْا یَا لَفْصَبْتَ
 وَاِنِیْ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ اَنْ صَبَبْتَ مَا سَاقَ اللّٰہُ
 بِہَا خَیْرًا قَطَّ وَلَا مَنَعَ بِہَا مِنْ سُوْءٍ قَطَّ فَاِذَا
 جَآءَکَ کِتَابُیْ ہٰذَا فَآتِہُمْ مَّرْبًا وَعَقُوْبًا
 حَتّٰی تَقْرَءُوْا اَنْ لَّمْ یَقْبُوْا وَ اَلْصَّقُ بَغِیْلَانِ
 اِبْنِ خَرَشْتٍ مِنْ بَنِیْمٍ وَ مَدُّ مَرْضٰی
 الْمَلِیْنِ وَ اَشْہَدُ جَاوِزُہُمْ وَ اَفْتَحِ
 لَہُمْ بَابُکَ وَ اَبَشِّرْہُمْ بِفَنَیْکَ فَاِنَّمَا
 اَنْتَ رَجُلٌ مِّنْہُمْ غَیْرَ اَنْ اللّٰہُ قَدْ جَعَلَکَ
 اَتَقْلَبُہُمْ حَمْلًا وَقَدْ بَلَغْتَ اَنْ فَنَکَکَ وَ
 لَا بِلَ بَیْنِکَ ہَیْئَتٌ فِیْ لِبَاسِکَ وَ
 مَطْبَعِکَ وَ مَرْکَبِکَ لَیْسَ لِّلْمَلِیْنِ مِثْلُہَا
 وَ اَیَّاکَ یَا عَبْدِ اللّٰہِ بَنِی قَیْسٍ اَنْ تَکُوْنَ
 بِمَنْزِلَةِ الْمَبِیْتَةِ اَلْتِی مَرَّتْ بِوَادٍ خَصِیْبٍ
 فَلَمْ یَکُنْ لَهَا ہَیْئَةٌ اِلَّا اَلِیْسَمِنْ وَ اِنَّمَا حَقَّہَا
 مِنْ اَلِیْسَمِنْ لَغَیْرُہَا وَ اَعْلَمُ اَنْ لِلْعَاوِلِ
 قَرَدًا اِلٰی اللّٰہِ فَاِذَا زَاغَ الْعَاوِلُ زَاغَتْ
 رَعِیَّتُہُ وَ اَنْ اَشْتَقِی النَّاسَ مِنْ شَقِیَّتِ

اور اس کی طرف سے جلد ملنے والے اور اس کے خزانہ رحمت کے بارے میں تھارہ
 کیا ظن ہے۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا ابا عبد
 دوگوں کو مسلط ہو جانے والے سے نفرت ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں
 کہ تم مجھے اور اپنے کو ایسی حالت میں پاؤ جس سے نکلنے کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے اور کہنے
 اُبھرے ہوئے ہوں اور انسانی خواہشوں کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہو
 حدود قائم کرتے ہو اور فریادیں سننے کے لئے بیٹھا کرو اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی کے لئے
 بیٹھا ہو اور جب تمہارے سامنے دو امر پیش کئے جائیں جن میں سے ایک اللہ کے
 لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے
 والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور اللہ عزوجل کے مال میں ہمیشہ عطا رہو
 اور فاسقوں کو مخالفت رکھو اور ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں بنا دو یعنی ٹکڑے ٹکڑے
 کر ڈالو اور جب قبائل کے درمیان کسی فتنہ انگیز کو یا لفلان یا لفلان کہتے ہوئے
 پاؤ دینی فلاں کی مدد کے لئے پہنچو تو ایسے لوگوں پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے
 حکم کے مطیع بنیں اور ان کی دعوت اللہ کی اور اسلام کی طرف ہونے لگے اور مجھے یہ
 خبر پہنچی ہے کہ متبہ قبیلہ بنیہ کو دعوت دے رہا ہے اور میں اللہ یہ بات جاننا
 ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے متبہ کو کبھی نیر کی طرف نہیں چلایا اور نہ کبھی اس کے دیوبانی سے روکا
 تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچ جائے تو اگر یہ لوگ نہ سمجھیں تو ان کو خوب مارنا اور
 سزا دینے میں مہمک ہو جانا یہاں تک کہ یہ لوگ متفرق ہو جائیں اور غیلان بن خرش
 کو ان ہی کے ساتھ شامل کرو اور مسلمانوں کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو اور ان کے جنازوں
 پر حاضر ہو کر اور ان کے لئے پلنے دروازے کو کھلا رکھو اور ان کے امور میں بذات خود
 شرکت کیا کرو کیونکہ تم بھی ان ہی میں سے ایک شخص ہو (تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں)
 بجز اس کے کہ تم کو اللہ نے زیادہ بوجھ اٹھانے والا بنایا۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہاری اور
 تمہارے گھروالوں کی لباس اور کھانے میں ایک خاص ہیئت کھلے طور
 قائم ہوگئی ہے جیسی کہ عام مسلمانوں میں کسی کی نہیں۔ لے عبد اللہ بن قیس اس سے

ہنچ کر تو اس چوہاٹے کے مانند بن جائے جو کسی سرسبز وادی میں گزرے اور اس کا
فرہیہ کے سوا کوئی مقصد نہ رہے اور اس فرہیہ سے جو اس نے حاصل کی دوسرے
مستفید ہوں اور سمجھ لو کہ عامل کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔ توجب عامل
میں کبھی پیدا ہو جائے گی تو اس کی رعیت میں بھی کبھی آجائے گی اور سب سے زیادہ
بدبخت وہ ہے جس کی وجہ سے اُس کا نفس اور اس کی رعیت سب بدبخت ہو
جائیں والسلام۔ ابو بکر، ضحاک سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا
اذا بعد عمل میں قوت اس سے آتی ہے کہ تم آج کام کل پر مؤخر نہ کرو کیوں کہ
تم نے اگر ایسا کیا تو تمہارے اوپر کاموں کا انبار لگ جائے گا پھر تم نہیں سمجھو گے کہ
ان میں سے کس کو ہاتھ میں پکڑو آخر کار چھوڑ دو گے۔ پھر دیا برکھو کہ جب تم کو
اختیار دیا جائے ایسے دو کاموں میں جن میں کا ایک دنیا کے لئے ہو اور دوسرا
آخرت کے لئے تو امر آخرت کو امر دنیا پر ترجیح دو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت
باقی رہنے والی ہے۔ اللہ سے خائف رہو اور کتاب اللہ سے علم حاصل کرو کہ وہ
علم کے سرچشمے ہیں اور دلوں کی بہار ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے ایک نصرانی
کو اپنا کاتب بنایا تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو معزول کر دو اور حنیف سے
سے کام لو تو ان کو ابو موسیٰ نے لکھا کہ اُس کی کارگزاری اور خوبی ایسی اور
ایسی ہے تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اُن کو امین بنائیں
جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خائن کہا ہے اور یہ کہ اُن کو بلند مرتبہ بنائیں
جب کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پست کیا ہے اور نہ یہ کہ ان کو دین میں اپنا
مصاحب بنائیں حالانکہ اسلام نے اُن کو جہاد کر دیا ہے اور نہ یہ کہ اُن کو مؤخر
بنائیں جب کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں
پھر ابو موسیٰ نے لکھا کہ شہری امور کی بہتری بغیر اس کے نہ ہوگی تو ان کو عمرؓ
نے لکھا کہ نصرانی مر گیا۔ والسلام۔ اور معاویہ کو لکھا کہ اس سے بچ کر لوگوں کے
انگے پر دھچھوڑو اور ضعیف کے قریب رہو اور اس کو اپنے قریب کر دو۔

ہر نفسہ و رعیتہ والسلام ابو بکر عن الضحاک
قال کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ
الاشعری اما بعد فان القوة فی العمل ان
لا تؤخر و عمل الیوم لغد فانکم اذا فعلتم
ذلک تدارککم علیکم الاعمال فلم تدر و
ایہا تأخذون فافعلتم فاذا خیرتم بین
امرین احدهما لل دنیا والآخر للاخرة
فاختاروا امر الاخرة علی امر الدنيا
فان الدنيا تغنی وان الاخرة تبغی
کونوا من الله علی دجل و تعلموا کتاب
الله فانه ینایع العلم و ربیع القلوب
استکتب ابو موسیٰ الاشعری نصرانیاً
فکتب الیہ عمر اؤزل واستعمل حنیفاً
فکتب الیہ ابو موسیٰ ان من غنا و
خیرہ کیئت و کیئت فکتب الیہ عمر لیس
لنا ان نأخذهم وقد خروهم الله ولا
ان نؤفهمهم وقد وضعهم الله ولا
ان نستغنیهم فی الدین وقد وترهم الاسلام
ولان نؤسهمهم وقد أمرنا بان یعطوا
ابخذیة عن یدهم صاغرون فکتب
ابو موسیٰ ان البلد لا تسلم الا به فکتب
الیہ عمر مات النصرانی والسلام وکتب
الی معاویة ایک والاحباب دون الناس

وَأَذِنَ لِقُصَيْفٍ وَأَذِنَ حَتَّى يَبْسُطَ لِسَانَهُ وَ
يَجْرِي قَلْبُهُ وَتَهْبَدُ الْغَرِيبُ فَإِنَّهُ إِذَا
طَالَ نَفْسُهُ وَضَاعَتْ أُذُنُهُ وَضَعَتْ قَلْبُهُ وَ
تَوَكَّاهُ وَكَتَبَ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي دَقَاصٍ
يَا سَعْدُ سَعْدُ بْنُ أَبِي سَعْدٍ إِنْ اللَّهُ إِذَا أَحَبَّ
عَبْدًا حَبَسَهُ إِلَى خَلْقِهِ فَاعْتَبِرْ مَنْزِلَتَكَ
مَنْ اللَّهُ مَنْزِلَتَكَ مِنْ النَّاسِ وَاعْلَمْ أَنَّ
مَالِكَ عِنْدَ اللَّهِ مِثْلَ مَا اللَّهُ عِنْدَكَ وَسَأَلَ
رَجُلًا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ اللَّهُ اعْلَمْ فَقَالَ
قَدْ شَقِيقًا إِنْ كُنَّا لَا نَعْلَمُ إِنْ اللَّهُ اعْلَمْ
إِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ
لَا أَدْرِي وَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللَّهِ
فَوَجَدَ عِنْدَهُ لَحْمًا عَطِيفًا مَسْلُوقًا فَقَالَ مَا هَذَا
الْعَلَمُ قَالَ اشْتَهَيْتُ فَاشْتَرَيْتُ فَقَالَ
أَوَكُلَّمَا اشْتَهَيْتُ شَيْئًا أَكَلْتَهُ كَفَى
بِالْمَرْءِ شَرًّا إِنْ يَأْكُلُ كُلَّ مَا اشْتَهَاهُ
مَنْ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَبَلَةٍ فَنَادَى
بِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ هَذِهِ دُنْيَاكُمْ الَّتِي
تُخْرِجُكُمْ مِنْ عَلَيْهَا وَمَنْ كَلَامُهُ لَا أَحْفَافُ يَأْخُذُ
مَنْ كَثُرَ ضَعْفُهُ قَلَّتْ هَيْبَتُهُ وَمَنْ مَزَّجَ
اسْتَحْفَافًا بِهِ وَمَنْ أَكْثَرَ مِنْ شَيْءٍ عَرَفَ
بِهِ وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ سَقَطُهُ وَمَنْ كَثُرَ
سَقَطُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ

یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرات پیدا ہو
جائے اور غریب کا خیال رکھ کر جب اس کو بہت دیر رکنا پڑے گا تو اس
کی سماعت تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنے حق کو ہی چھوڑ
جائے گا اور آپ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا ہے سعد! بنی امیہ کے
سعد (نیک بخت) بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا
ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب بنا دیتا ہے تو لوگوں میں اپنی منزلت سے
اللہ کے نزدیک اپنی منزلت کا اندازہ کر لو اور سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے لئے
اللہ کے پاس ہے وہ مثل اسی کے ہے جو تمہارے پاس اللہ کے واسطے
ہے۔ اور ایک شخص سے آپ نے کوئی بات پوچھی۔ اس نے کہا اللہ اعلم
تو آپ نے فرمایا کہ بڑے بد بخت ہوں گے اگر ہم یہ بات نہ جانتے
ہوں کہ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی سے ایسی
بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ میں نہیں
جانتا۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کے گھر میں پہنچے تو ان کے پاس تازہ
گوشت لٹکا ہوا پایا تو فرمایا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ
مجھے خواہش ہوئی تو خرید لایا تو فرمایا کہ کیا جب بھی کسی شے کی خواہش
ہوگی اُس کو کھائے گا؟ آدمی کے حریص بننے کے لئے یہ کافی ہے
کہ ہر اُس چیز کو کھانے لگے جس کی اس کو خواہش ہو جائے۔ عمرؓ کا
کاغذ ایک کوڑے پر ہوا تو آپ کے ساتھیوں کو اُس کی بدبو سے تکلیف
ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری دنیا جس پر تم حرص کیا کرتے
ہو۔ اور آپ کے کلام میں سے ایک یہ ہے جو احف سے فرمایا کہ اے
احف جس کی ہنسی بڑھ جائے گی اس کی ہیبت گھٹ جائے گی۔
اور جو مزاج کرتا رہے گا وہ اس کی وجہ سے بے وقعت ہو جائے
گا اور جو کسی شے میں زیادتی کرے گا اُسی کام کے ساتھ مشہور ہو جائے

گاہد جس کا کلام کثیر ہوگا اس کی گراوٹ بھی کثیر ہوگی جس کی گراوٹ کثیر ہوگی اس کی حیا کم ہو جائیگی اور جس کی حیا کم ہو جائے گی اس کی احتیاط کم ہو جائے گی اور جس کی احتیاط کم ہو جائے گی اس کا قلب مرجائے گا۔ اور آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ اے بیٹے اللہ (کی ناراضگی) سے بچاؤ کرو وہ تجھے بچاتا رہے گا اور اللہ کو قرض دے وہ تیرے لئے کافی ہوگا اور اس کا شکر کرو وہ تجھے بہت دے گا اور جان لے کہ اس کے پاس کوئی مال نہیں جس کے پاس نرمی نہیں اور نیا نہیں ہوگا اس کے لئے جس کے پاس پرانا نہ ہوگا اور اس کا کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت نہیں۔ اور عمر بن نے لکھا عمرو بن العاص کو جب کہ وہ مصر میں ان کے عامل تھے اصحاب بعد مجھے یہ خبر پہنچی کہ تمہارے پاس مال بہت سے اونٹ اور بکریاں اور خدام اور غلام عیانا موجود ہیں اور اس سے پہلے تمہارے پاس کچھ مال نہیں تھا اور نہ یہ تمہارے وظیفہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا اور میرے پاس سابقین اولین میں سے ایسے لوگ موجود تھے جو تم سے افضل تھے لیکن میں نے تم کو عامل بنایا تھا تمہارے (مال کی طرف سے) بے پرواہ ہونے کی وجہ سے۔ تو جب تمہارا عمل اپنے ذاتی نفع کے لئے اور ہم کو نقصان دینے کے لئے ہو تو ہم کیوں تم کو اپنے نفوس (یعنی سابقین اولین) پر مقدم رکھیں تو مجھے اس کا جواب لکھو کہ مال کہاں سے آیا اور جلد جواب دو والسلام۔ تو ان کو عمرو بن العاص نے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کا خط پڑھا اور درحقیقت اس میں صحیح لکھا ہے۔ میرے مال کا جو ذکر امیر المومنین نے کیا ہے وہ اس طرح جمع ہوا کہ میں ایسے شہر میں آیا ہوں جہاں بجاو حسستے ہیں اور اس میں غزوات بہت ہوئے اور اس ذریعہ سے حاصل ہوا (مصارف کے بعد) جو بچتا رہا وہ میں اس میں لگاتا رہا جس کا ذکر امیر المومنین نے کیا ہے۔ واللہ اے امیر المومنین اگر تمہارے ساتھ خیانت کرنا ہمارے لئے حلال بھی ہوتا تو پھر بھی ہم تمہارا

درعہ ومن قلّ ورعہ مات قلبہ وقال
لابنہ عبد اللہ یا بُنّی اتق اللہ یقنک
واقرب من اللہ یجربک واشکرہ یردک
واعلم انہ لا مال لمن لا یرفق لہ ولا جدید
لن لا یصلح لہ ولا عمل لمن لا ینتہ
لہ وکتب عمر رضی اللہ عنہ الی عمرو بن
العاص وہو عاملہ علی مصر اما بعد
فقد بلغنی انہ قد ظہر لک مال من اہل
وغنم وخدم وغلمان ولم یکن لک
قبلہ مال ولا ذلک من رزقک
فانّی لک ہذا ولقد کان لی من
السابقین الاولین من ہو خیر منک
والکنی استملک لغانک فاذا
کان علیک لک وعلینا ہم فوہشک
علی انفسنا فاکتب الی من این مالک
ومقل والسلام فکتب الیہ عمرو بن
العاص قرأت کتاب امیر المومنین
ولقد صدق فاما ما ذکرہ من مالی
فانّی قد مت بدۃ الاسعار فیہا
رخصۃ الغزو فیہا کثیرۃ فعملت
فصول ما حصل لی من ذلک فیما ذکرہ
امیر المومنین واللہ یا امیر المومنین
لو کانت خیانتک لنا حلالا ما تخاک

حَيْثُ اَعْتَمَسْتُنَا فَاقْصِرْ غَاثًا كَثَاوَك
فَاَنْ لَنَا اَحْبَابًا اِذَا رَجَعْنَا اِلَيْهَا اَعْنَتْنَا
عَنِ الْعَمَلِ لَكَ وَاَمَّا مَنْ كَانَ عِنْدَكَ
لَكَ مِنَ السَّالِقِينَ الْاَوَّلِينَ فَهَذَا
اَسْتَعْلَمْتُمْ فَوَاشِدٌ مَا وَقَفْتُ لَكَ يَا
فَلْتَبِ عَمْرًا تَبْعًا فَاَنْ لَسْتُ مِنْ
تَسْطِيرِكَ وَتَشْتِيقِكَ الْكَلَامَ فِي شَيْءٍ
اَنْتُمْ مَعَشَرَ الْاِمْرَاءِ اَكَلْتُمُ الْاَمْوَالَ وَ
اَخْلَدْتُمْ اِلَى الْاَعْذَارِ وَاَنَا تَاكُلُونَ النَّارَ
وَتُوْبَرُثُونَ الْعَارَ وَقَدْ وَجَّهْتُ اِيكَ
مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ لِيُشَاطِرَكَ عَلِيٌّ مَا فِي يَدِكَ
وَالسَّلَامُ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ اَتَّخَذَهُ
طَعَامًا وَقَدَّمَهُ اِلَيْهِ فَاَبَى اَنْ يَأْكُلَ
فَقَالَ مَالِكٌ لَا تَأْكُلْ طَعَامَنَا قَالَ اِنْكَ
مَمْلُوتٌ لِي طَعَامًا هُوَ تَقْدِيرُكَ لِلشَّرِّ
وَلَوْ كُنْتُ عَمِلْتُ لِي طَعَامٌ الْفَيْفُ لَأَكَلْتُهُ
فَاَبْعَدُ عَنِّي طَعَامَكَ وَانْخَضَ فِي مَالِكَ
فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ اَصْغَرَهُ مَا فَعَلَ
مُحَمَّدٌ يَأْخُذُ شَطْرًا وَيُعْطِي عَمْرًا
شَطْرًا فَلَمَّا رَأَى عَمْرٌ مَا حَازَ مُحَمَّدٌ
مِنَ الْمَالِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ بِنَ اَقُولُ قَالَ
قُلْ مَا تَشَاءُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ يَوْمًا كُنْتُ
فِيهِ وَالْيَا لَابْنَ اَلْحَطَبِ وَاللّٰهُ لَقَدْ رَأَيْتُهُ

ساتھ خیانت نہ کرتے جب کہ آپ نے ہم کو امین بنایا۔ تو آپ ہم پر اپنی
بے اعتمادی کو روکنے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ایسے حسب (آپ کی فضائل)
ہیں کہ جب ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ ہمیں آپ کے عمل سے بے پڑا
کر دیتے ہیں یعنی عزت و وجاہت کے لئے ہمارے خاندانی فضائل کافی ہیں
آپ کا عامل بننے سے ہم معزز نہیں ہوئے، رہی یہ بات کہ آپ کے پاس
سابقین اولین میں سے موجود تھے۔ تو آپ نے ان کو کیوں نہ عامل بنایا،
واشد میں تو آپ کا دروازہ پھر نہ نہیں کھڑا ہوا تھا۔ تو ان کو عمر بننے لکھا
اتنا بعد میں کلام میں تمھاری سطر بندی اور شقیں نکالنے سے مطمئن نہیں
ہوا۔ اے امراء کی جماعت تم لوگوں کے اموال کھاتے ہو اور میری طرف
عذر پیش کرنے پر جھک جاتے ہو اور درحقیقت تم آگ کھا رہے ہو اور
اپنے پیچھے عار چھوڑ رہے ہو اور میں تمھارے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں
تاکہ وہ جو کچھ تمھارے قبضہ میں ہے اُس کا ادھاتم سے لے لے۔ تو جب ان
کے پاس محمد بن مسلمہ پہنچے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کر لیا اور ان
کے سامنے پیش کیا تو محمد بن مسلمہ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عمر بن العاص
نے کہا کیا ہوا تم کو کہ تم ہمارا کھانا نہیں کھاتے؟ محمد نے کہا کہ تم نے میرے
لئے (خاص) کھانا تیار کر لیا جو مقدمہ ہے شر کا اور اگر تم میرے لئے (عمومی)
مہان کا کھانا تیار کرتے تو میں اس کو کھا لیتا تو اپنا یہ کھانا میرے سامنے
سے ہٹاؤ اور میرے سامنے اپنا مال حاضر کرو تو جب اگلا دن آیا تو عمر نے
ان کے سامنے اپنا مال حاضر کر دیا تو محمد بن مسلمہ نے ادھالپنے قبضہ میں
لینا اور ادھال کو دینا شروع کیا۔ تو جب عمرو نے اس کو دیکھا جو
محمد بن مسلمہ نے چن لیا تھا تو کہا کہ اے محمد میں کچھ کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا
کہ کچھ جو کچھ آپ چاہیں۔ تو عمر نے کہا کہ لعنت کرے اللہ اس دن پر جس
دن میں ابن الخطاب کا والی بنا تھا خدا اللہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے

ورأيت أباه واق علي وكل واحد منها
عباءة قطرانية مؤذرا بهب
ماتبع ما لبس مكبتيه و علي عنيق
كل واحد منها حرمة من حطب و
وان العاص بن وائل لفي مزرزات
الديباج فقال محمد إيه يا عمرو
فعمرو والله خير منك واما البوك و
الوده ففی النار والله لولا ما دخلت
فيه من الاسلام لألقيت معطلا
شاة يسرك غرما وليموك بكؤما
قال صدقت فاكثروا علي قال أقفل
احمد بن حنبل عن ابن عباس ذكر
لعمر بن الخطاب ان سمرة باع غمرا
قال قال الله سمرة ان رسول الله
صلي الله عليه وسلم قال لعن الله
اليهود حرست عليهم الشحوم فمكؤما
فباؤما احمد بن حنبل عن عياض
الاشعري قال شهدت اليرموك
وعلينا خمسة امراء ابو عبدة بن
الجراح ويزيد بن ابی سفیان وابن
وخالد بن الوليد وعياض وليس
عياض هذا بالذی حدث سماكا قال و
قال عمر اذا كان قتال فوليكم ابو عبدة

باپ کو دیکھا اس حال میں کہ دونوں میں سے ہر ایک قطرانی چومنے پہنچے ہوئے
تھا اسی کو تہ بند بنائے ہوئے تھے جو صرف گھٹنوں تک نیچا تھا اور دونوں
میں سے ہر ایک کی گردن پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا اور عاص بن
وائل ریشمی سنہری گھنڈیوں کے لباس میں تھا۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ بس
کر لے عمرو۔ واللہ عمر تجھ سے افضل ہے۔ رہا تمہارا باپ اور ان کا باپ
سودو نوں جہنم میں ہیں۔ واللہ اگر یہ بات نہ ہوتی جس میں تو داخل ہو گیا ہے
یعنی اسلام میں تو تیرے قبضہ میں ایک بکری باندھنے کی جگہ بھی نہ ہوتی کہ
اس کے خوب دودھ دینے سے تو خوش ہو اور کم دینے سے ناخوش
عمرؓ نے کہا کہ سچ کہہ رہے ہو۔ اچھا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ محمدؓ نے
کہا کہ یہ کہ لوں گا۔ احمد بن حنبل، ابن عباسؓ سے۔ عمرؓ بن الخطاب
سے ذکر کیا گیا کہ سمرةؓ نے شراب کو فروخت کیا تو فرمایا کہ خدا ہلاک
کرے سمرةؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
کہ اللہ نے لعنت کی یہود پر ان کے اوپر چربی کو حرام کیا گیا تو انہوں
نے اس کو پگھلایا پھر اس کو فروخت کیا۔ احمد بن حنبل عیاض اشعری
سے۔ کہا کہ میں معرکہ یرموک میں حاضر تھا اور ہمارے اوپر پانچ امیر
تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان اور ابن حسنہ
اور خالد بن الولید اور عیاض اور یہ عیاض وہ نہیں جس نے سماکا
سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ عمرؓ نے یہ فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے
تو تمہارا سب کا امیر ابو عبیدہ ہو گا۔ کہا کہ ہم نے عمرؓ کو یہ لکھا کہ
بھیجا کہ درحقیقت ہم پر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے ان سے
لکھ طلب کی تو انہوں نے ہم کو لکھا کہ میرے پاس تمہارا خط پہنچا
تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تمہاری رہنمائی کرتا ہوں
اس کی طرف جو بڑا غالب ہے نصرت کے اعتبار سے اور بڑی

قال فكتبنا اليه ان قد جاش الينا الموت
واستمدناه فكتب الينا ان قد جاء في
كتابكم تستدوني داني ادلكم علي من
هو اعز نصرًا واحضروا جندًا الله عز وجل
فاستنصروه فان محمدًا صلى الله عليه
وسلم قد نصر يوم بدر في اقل من بعدكم
فاذا اتمكم كتابي هذا فقاتلوهم ولا تراجعوني
قال فقاتلناهم فنهزمتا بهم وقتلناهم اربع
فراسخ الغزالي بلغ عمر ان يزيد بن
ابي سفیان یا کل اوان الطعام فقال عمر
لمولاه اذا علمت انه حضر عشاءه فاعطني
فاغله فدخل فحرب عشاءه فجاءه ثريد
بلحم فاكل معه عمر ثم قرب الشواء و
بسط يزيد يده وكف عمر يده وقال
الله الله يا يزيد بن ابي سفیان اطعام
بعد طعام اما والذي نفس عمر بيده ان
خالفتهم عن سنتهم ليخالفن الله يحكم
عن طريقهم ابو عمر قال عمر اذا دخل الشام
ورأى معاوية هذا كسرى العرب وكان
قد تلقاه معاوية في موكب عظيم فلما
دنى منه قال له انت صاحب الموكب
الاعظم قال نعم يا امير المؤمنين قال مع
ما بلغني عنك من وقوف ذوي الحاجات

مد دینے والا ہے لشکروں کو وہ اللہ عز وجل سے تو اس نے مدد
طلب کرو چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی یوم بدر
میں جب کہ وہ شمار میں تم سے کم تھے۔ توجب میرا یہ خط تمہارے
پاس پہنچے تو ان سے قتال شروع کر دو اور مجھ سے اب مخاطب
نہ ہونا۔ کہا کہ پھر ہم نے ان سے قتال کیا اور ان کو بھگادیا۔ اور چار
کو س تک قتل کرتے چلے گئے۔ غزالی، عمر مد کو اطلاع پہنچی کہ
یزید بن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمر نے
ان کے غلام سے کہا کہ جب تجھے یہ معلوم ہو کہ رات کا کھانا ان
کے سامنے آرہا ہے تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ اس نے ان کو
خبر دی اور وہ پہنچ گئے اب رات کا کھانا سامنے لایا گیا پہچان
کے سامنے ثرید (حلیم) آیا گوشت کے ساتھ تو ان کے ساتھ عمر نے
کھایا۔ پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت رکھا گیا۔ یزید نے اپنا
ہاتھ بڑھایا مگر عمر نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا اللہ اللہ
اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام۔ یا درکو قسم ہے
اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے اگر تم ان کی دینی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی سنت
کے خلاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ضرور خلاف کرے گا اُس
معاہدہ کے جو ان سے تھا۔ ابو عمر، عمر نے جب شام میں داخل
ہوئے اور معاویہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسر ہے۔ اور وہ
عمر سے شاندار جلوس کے ساتھ آکر ملے تھے توجب معاویہ
ان سے قریب ہوئے تو فرمایا کہ تم بڑے شاندار جلوس کو ساتھ
رکھتے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین۔ فرمایا کہ اس
کے ساتھ ساتھ تمہارے بارے میں حاجت مندوں کے تمہارے

دروازے پر کھڑے رہنے کی خبریں بھی مجھے ملتی ہیں۔ تو کہا کہ اس کے ساتھ جو اطلاع آپ کو میرے متعلق ملی وہ بھی درست ہے۔

عمر بن نے کہا آخر تم ایسا کیوں کر رہے ہو تو معاویہ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمن کے بہت جاسوس ہیں اس لئے ہم یہ بات پسند کرتے ہیں کہ سلطنت کی شوکت کا اس طرح اظہار کیا جائے جس سے ہم دشمنوں کو مرعوب رکھ سکیں۔ تو اگر آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیں تو کرتا ہوں اور اگر روکتے ہیں تو ترک جاؤں گا۔ تو عمر بن نے کہا کہ اسے معاویہ میں تجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسی حالت میں ڈال دیتا ہے جیسے دائروں کی گھاٹیوں میں الجھا ہوا ریشہ۔ جو کچھ تو نے کہا اگر سچ ہے تو ایک ذی عقل کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو فیصیح الکلام شخص کا دھوکہ ہے۔ پھر معاویہ نے کہا تو مجھے حکم دیجئے لے امیر المومنین۔

عمر بن نے کہا کہ نہ میں حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ پھر عمر بن العاص نے کہا کہ لے امیر المومنین یہ جو ان کس خوبی سے پہنچ نکلا اس (اعتراض) سے جس میں آپ نے اس کو زیر کر لیا تھا۔ عمر بن نے کہا کہ اس کے اسی ضمن سلیقہ اور بر محل جواب دینے کی وجہ سے ہم نے اس کو جس (ذمہ داری کا) مکلف بنانا تھا بنا دیا۔ محبت طبری۔ ابو حوانہ سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے عبد اللہ بن عمر کو کھٹا اکتا بعد جو اللہ سے ڈر کر اس کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ اُس کو (آفات سے) بچاتا ہے اور جن نے اُس پر توکل کیا اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور جس نے اس کو قرض دیا وہ ضرور اس کو جزا دے گا اور جس نے اُس کا شکر کیا اُس نے نعمت بڑھادی اور چاہئے کہ تقویٰ تمھارے عمل کا ستون بنے اور تمھارے قلب کی جلائے بنا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کے پاس نیت نہیں اس کا کوئی عمل (خیر) نہیں اور جس کے پاس نری نہیں اُس کے پاس مال نہیں (کر نری خود بڑی دولت اور مال ہے) اور جس کے

یابک قال مع ما یبکک منی ذلک قال ولم تفعل ہذا قال نعم بار من جواسیس العدو بہا کثیر فنجب ان یظہر من عہد السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتہ فعلت دان نہیتہ انتہیت فقال عمر یا معاویہ ما نسأک عن شئ الا ترکتنی فی مثل ردواجب الضرس ان کان حقاً ما قلت ان لرأے اریب دان کان بالملأ اثبا لخدمۃ اودیپ فقال فمرنی یا امیر المومنین قال لا آمرک ولا أنہاک فقال عمرؤ یا امیر المومنین ما احسن ما أصدر الفقی عما اوروتہ فیہ قال الرحمن مصاوردہ ومواردہ بحشمتناہ ما بحشمتناہ المحب الطبری من ابی حوانہ قال کتب عمر بن الخطاب الی عرابشہ بن عمر ابابعد فانه من اتقی اللہ وقاہ ومن توکل علیہ کفاه ومن اقرضہ جزاه ومن شکره زادہ ولیکن التقویٰ عبادہ علیک وجلاؤ قلبک فانه لا عمل لمن لا نیتہ له ولا مال لمن لا رفق له ولا جدید لمن لا خلق له وروی انہ قال فی خطبۃ یا معشر المہاجرین لا تکثروا الدخول علی اہل الدنیا وارباب الاسرة

والولایۃ فانہ مسخطة للرب و ایاکم و
 البطنۃ فانہا مکسلة عن الصلوة
 مفسدة للبسد مورثة للسقم ان اللہ یغض
 الخیر السمین و لکن علیکم بالقصد فی
 قوتکم فانہ اؤدنی من الاصلاح و
 البعد من السرف و اقوی علی عبادۃ
 اللہ و لن ینک عبداً حتی یؤثر شہوتہ
 علی دینہ و قال تعلموا ان الطبع فقر
 و ان الیاس غنی و من یئس من شئ
 استغنی عنہ و التوعدۃ فی کل شئ خیر
 الا ما کان من امر الآخرة و قال من اتقی
 اللہ لم یسف غیظہ و من خاف اللہ
 لم یفعل ما یرید و لولا یوم البقیۃ لکان
 غیر مؤثرون و روی ان عمر خطب فقال
 اتابع فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی
 یتبع و یفنی ما سواہ و الذی بطاعۃ
 ینفع اولیاءہ و بمعصیۃ یضمر
 اعداءہ ان لیس لہا کب ہلک عذر
 فی تعدد ضلالتہ و حبہا ہدی و
 لا ترک حق حبہ ضلالتہ قد ثبتت
 الحجۃ و دضحت الطریقۃ و انقطع
 العذر و لا حجة علی اللہ عز و جل الا
 ان الحق ما تعاہد بہ الراعی رعیتہ

پاس پرانا نہ ہوگا نیا بھی نہ ہوگا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے خطبہ میں
 فرمایا اے مہاجرین کی جماعت اہل دنیا و اصحاب حکومت و ولایت کے
 پاس زیادہ نہ جایا کر دیکر یہ بات اللہ کو ناراض کرنے والی ہے اور خبردار پیٹ
 بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے کستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد
 کرنے والی ہے امراض پیدا کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے (کھا
 کھا کر ہوتا ہو جانے والے عالم کو لیکن تمہیں اپنی خوراک میں میانہ روی
 اختیار کرنی چاہئے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی
 سے دور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے اور
 کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم
 کر دے۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ طبع محتاجی ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید
 ہو جانا غنا ہے اور جو کسی سے ناامید ہو جاتا ہے اُس سے بے پرواہ ہو جاتا
 ہے اور تانیر ہر شے میں بہتر ہے بجز ایسے کام کے جو آخرت کا ہو۔ اور
 فرمایا جو اللہ سے تقوی اختیار کرے گا وہ اس کے عفتہ سے بے فکر
 نہ ہوگا اور جو اللہ سے خائف ہو گا وہ اپنے ہر ارادے کو عمل میں نہ لائے
 گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا
 حال ہوتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اما بعد میں
 تم کو اللہ کے ساتھ تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے
 اور اس کے سوا سب فنا ہونے والے ہیں اور جو کہ اپنی فرمانبرداری سے اپنے
 اولیاء کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی سے اپنے دشمنوں کو نقصان
 پہنچاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ہلاک ہونے والے کے لئے جو ہلاک
 ہوا ایسی گمراہی کے عذر امر تکب ہونے میں جس کو ہدایت گمان کر رہا ہو
 کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور نہ کسی واجب کے ترک کرنے میں جس کو اس
 نے گمراہی خیال کر لیا ہو۔ حجت ثابت ہو چکی ہے اور طریقہ (راہ عمل)

واضح ہو چکا ہے اور غرر منقطع ہو چکا ہے اور اللہ عز وجل پر کوئی حجت دہائی، نہیں (رہی)، یاد رکھو ہر ایک راعی کو اپنی رعیت کے بارے میں سب سے زیادہ جس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اُن وظائف دین کی ادائیگی پر نظر رکھے جو اُن پر اللہ کا حق ہے جس کی جانب اللہ نے اُن کو ہدایت کی اور ہمارے اوپر یہ بات ضروری ہے کہ ہم تم کو اس بات کا حکم دیں جس کا حکم اپنی طاعت کے بارے میں تم کو اللہ نے دیا ہے اور ان کاموں سے تم کو منع کریں جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے یعنی اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ ہم اللہ کے حکم کو قائم کریں قریب کے لوگوں میں بھی اور دور رہنے والوں میں بھی اور کوئی رعایت نہ کریں ایسے شخص کی جو حق سے ہٹنے لگے تاکہ جو نہیں جانتا وہ جان جائے اور کوتاہیاں کرنے والا نصیحت پکڑے اور اتباع کرنے والا اتباع کرے اور میں جانتا ہوں سب سے زیادہ قوت کے ساتھ جو بات لوگوں کے دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے اور جس کو کہتے بھی ہیں کہ ہم نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں (نجات کے لئے یہ کافی ہے)، یاد رکھو کہ ایمان تمنا قائم کر لینے سے (مشرک نہیں بنتا، اُس کا مدار تو حقائق پر ہے۔ جو شخص فرائن پر قائم ہوا اور اس نے اپنی نیت کو بھی ٹھیک کر لیا اور اللہ سے تقویٰ اختیار کیا تو تم میں وہ نجات پانے والا ہے۔ اور جو کوشش میں بڑھے گا وہ اللہ کے پاس زیادہ (نعمتیں) پائے گا اور درحقیقت مجاہدین تو صرف وہی ہیں جنہوں نے اپنی خواہشوں سے جہاد یعنی ان سے مقابلہ کیا۔ اور جہاد ہے حرام چیزوں سے پرہیز کرنا یا دیکھو یہ بڑا کام ہے (جس کا اہتمام رکھنا چاہیے)، اور ایسی قومیں بھی جہاد کرنے والی ہیں جو اگر کے سوا کسی اور چیز کی نیت نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تمکوئے

ان يتعاهدہم بالذی رشہ تعالیٰ علیہم فی وظائف دینہم الذی ہدائہم بہ وانما علینا ان نامرکم بالذی امرکم اللہ بہ من طاعتہ ونہاکم عما نہیکم اللہ عنہ من معصیۃ وان یقیم امر اللہ فی قریب الناس وبعیدہم ولا نبالی علی من مال الحق لیتعلم الجاہل و یتعظ المفراط ولیتہدی المقدری وقد علمت ان اقوی ما یتصور فی انفسہم ویقولون نحن نصلي مع المسلمين ونجاهد مع المجاہدين الا ان الايمان ليس بالتمني ولكنہ بالحقائق من قام علی الفرائض و سدد نيته واتقى الله فذلکم الناجی ومن زاد اجتهاداً وجد عند الله مزيداً وانما المجاہدون الذین جاهدوا اہواءہم واجہادوا اجتناب المحارم الا ان المرجة وقد یقاتلوا قوم لا یریدون الا الاجر وان الله یرضی منکم بالیسیر واثابکم علی الیسیر اکثر الوظائف الوظائف اددوا تودکم الی الجنة السنة السنة الزموا بالجملة من البدعة تعلموا و

ولا تخرجوا خانہ من عجز تکلف و
ان شرار الامور محدثا تھا و ان
الاقتصاد فی السنۃ خیر من الاجتهاد
فی الضلالتۃ فانہوا ما تؤعطون بہ
فان الجریب من جرب دینہ و
ان السعد من وعظ بغیرہ وعلیکم
بالسمع والطاعۃ فان اللہ قضی لہما
بالعزۃ وایاکم والتفرق والمعصیۃ
فان اللہ قضی لہما بالذلۃ اقول قولی
ہذا واستغفر اللہ العظیم لے و
نکم۔ المحب الطبری عن سالم بن عبد اللہ
ابن عمر قال کان عمر اذا نہی الناس
عن امر دعا اہلہ فقال انی نہیت
الناس عن کذا وکذا وانا ینظر
الناس ایکم نظر الطیر اللحم فان
وقعت وقع الناس وان ہبتم باب
الناس وانه والله لایقع احد منکم
فی شیء نہیت الناس عنہ الا
اضعفت لہ العقوبۃ لکان منہ۔
المحب الطبری عن السور بن عصفہ
قال کنا نلزم عمر نشتعل من الورع
الغزالی سأل عمر ان ینح کان آخاہ
فخرج الی الشام فسأل عنہ بعض

کام پر راضی ہو جاتے ہیں اور تھوڑے کام پر بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ وظائف
یعنی عبادت کو اس کے اوقات معینہ پر ادا کرنے کی پابندی رکھو وظائف کی
پابندی رکھو۔ ان کو ادا کرتے رہو وہ تم کو جنت میں پہنچائیں گے۔ سنت کی پابندی
کو سنت کی پابندی کرو اس کو لازم کرو یہ تم کو بہت سے بچائے گی (کتاب اللہ کی)
سیکھو اور عاجز نہ بنو کیونکہ جو (سیکھنے سے) عاجز رہے گا وہ (تفسیر میں) یا استخراج
مسائل میں تکلف کرے گا یعنی اپنی رائے سے تفسیر یا استخراج مسائل کریگا اور
بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں اپنی طرف سے) پیدا کر لے گئے ہوں۔ سنت
پر میانہ روی بہتر ہے گمراہی میں جدوجہد کرنے سے۔ جو نصیحت تم کو کی جا رہی
ہے اُس کو سمجھو کیونکہ پرکھنے والا وہ ہے جس نے اپنے دین کو پرکھا اور سعید وہ ہے
جو دوسرے سے نصیحت پکڑے اور تم پر لازم ہے سننا اور ماننا کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے ان دونوں (صفات) کے لئے عزت کا فیصلہ کر دیا (و قالوا سمعنا و
اطعنا الخ) کی طرف اشارہ ہے اور خبردار متفرق اور نافرمان ہونے سے بچنا کہ
ان دونوں (صفات) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذلت کا فیصلہ کر دیا (ولا تنازعوا
ففتنوا و تذهب ریحکم کی طرف اشارہ ہے) میں یہ بات کہہ رہا ہوں
اور اللہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں
محب طبری، سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی
کام سے منع کیا کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر فرماتے کہ میں نے لوگوں کو
ایسی اور ایسی باتوں سے منع کیا ہے اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں
جیسے پرندے گوشت کو دیکھتے ہیں تو اگر تم (برائی میں) گرسے تو لوگ بھی گریں
گے اور اگر تم ڈرے (برائی میں) گرنے سے، تو لوگ بھی ڈریں گے۔ اور یقینی بات
یہ ہے کہ میں نے جس چیز سے لوگوں کو روکا اور تم میں سے کوئی اس میں جاگرا تو
اس کے خاص مقام کی بنا پر وہ اللہ میں اُس کو ڈگنی سزا دوں گا۔ محب طبری
مسور بن مخرمہ سے کہا کہ ہم عمر سے لگے رہتے تھے تاکہ ان سے پرہیزگاری

سیکیں۔ غزالی، عمر نے اپنے ایک بھائی کا حال دریافت کیا جس کو بھائی بنا رکھا تھا اور وہ شام کی طرف چلا گیا تھا۔ تو بعض لوگوں سے جو ان کے پاس آتے تھے اس کا حال پوچھا کہ میرے بھائی نے کیا دشمنی اختیار کیا تو اس نے کہا کہ وہ (آپ کا بھائی) نہیں بلکہ شیطان کا بھائی ہے۔ فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا کہ وہ تو مبارک و متبرک ہو گیا یہاں تک کہ شراب میں بھی مبتلا ہے آپ نے فرمایا جب تمہارا یہاں سے جانے کا ارادہ ہو تو مجھے مطلع کر دینا تو جب وہ روانہ ہونے لگا تو اس کے نام پر یہ تحریر لکھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب الخ (۳۰: ۱۱: ۲: ۳) یہ کتاب آناری گئی اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اُسی کے پاس سب کو جانا ہے۔ پھر اس کے تحت اس پر عقاب کیا اور ملامت کی۔ تو جب اس نے وہ خط پڑھا تو رویا اور لولہ اللہ نے سچ فرمایا اور عمر نے خیر خواہی کی۔ پھر توبہ کی اور (سابق حال کی طرف) لوٹ گیا۔ ساتویں فصل اصحاب صوفیہ کے سلسلہ کے باقی رہنے کے بیان میں جو شروع ہو انہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے آج کے دن تک بواسطہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم اس سلسلہ میں اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اصحاب صوفیہ کے سلسلہ میں ان کی طرف مسلمان بکثرت رجوع کر رہے ہیں۔ اور اس موقع پر پہلے ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا وہیجان بھی رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں شاگردوں کا ارتباط اپنے مشائخ کے ساتھ بیعت کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور نہ فرقہ کے ساتھ۔ یہ ارتباط محبت سے ہوتا تھا اور اس زمانہ میں لوگ صرف ایک ہی شیخ اور ایک ہی سلسلہ پر پس نہیں کرتے تھے بلکہ ہر ایک ان میں سے بہت سے مشائخ کی محبت میں بیٹھا تھا اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ مرتبط

من قَدِمَ عَلَيهِ فَتَلَّ مَا فَعَلَ اَخِي فَتَالَ
ذَلِكَ اَخِي الشَّيْطَانُ تَالَ مَنْ تَالَ اَن
تَارَتْ الْكِبَارُ حَتَّى وَقَعَ فِي الْخَمْسَةِ فَتَالَ
اِذَا رَدَّتْ الْخُرُوجُ فَاِذْنِي فَتَلَّتْ اِلَيْهِ
عِنْدَ خُرُوجِهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنْ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ
غَاثُ الْغَلَبِ وَقَابِلُ التَّوْبِ الْاَلِيْمِ ثُمَّ عَاتَبَهُ
تَحْتَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ فَلَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ بَكَى
وَقَالَ مَسَدَقَ اللّٰهِ وَلَسَّحَ عَمْرٍ فَنَابَ
دَرْجَعُ الْفَصْلِ السَّامِعِ فِي بَقَاءِ
سِلْسِلَةِ الصِّبَةِ الصَّوْفِيَةِ الْبَتْدَاةُ مِنَ الْبَنِي
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى يَوْمِنَا هَذَا بِوَسْطَةِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ وَلَنَذْكُرَ لِهَيْئَتِهَا سِلْسِلَةَ
اَهْلِ الْعِرَاقِ فَانْهَمُ اَكْثَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَعْتَادَ
بِسِلْسِلَةِ الصِّبَةِ الصَّوْفِيَةِ وَلَنَقْدُمَ لِهَيْئَتِهَا
بِكَيْفَةٍ لَا يَدْرِي مِنْ اسْتَحْفَافٍ بِهَا وَهِيَ اَنْ
النَّاسُ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
وَاَتْبَاعِهِمْ لَمْ يَكُنْ اِرْتِبَاطُ السَّلَافَةِ
بِمَشَاطِيْعِهِمْ بِالْبَيْعَةِ وَلَا بِالْخِزْمَةِ اَمَّا
كَانَ ذٰلِكَ بِالصِّبَةِ وَالْاَوَّلَا اَيَقْرُونَ عَلٰى
شَيْخٍ وَاحِدٍ وَلَا سِلْسِلَةٍ وَاحِدَةٍ لِّكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمْ يَصْعَبُ مَشَاطِيْعَ كَثِيْرَةٍ وَيَرْتَبِطُ

بلسلسل متعددة فلا تكاد سلسلہم
ترتقی الی واحد بعینه من الصحابة
الا ان یخص سلسلہ بالاعتناء من جهة
اعترا فہم بأثر صحبة واحد منہم فی نفوسہم
اوشہرتہم بانہم اصحاب فلان بحیث
یصیر ذلک کالسنة لہم او طولی صحبتہم
مع واحد منہم اتبرنی شیخنا ابوطاہر
عن الشیخ حسن البغی المکی قال سألت
شیخی شیخ عیسیٰ المغربی قلت لہ یكون
للطالب شیخ یاخذ منہ قبل لہ ان یدخل
علی شیخ آخر قال الاب واحد والاعمام
شئ اذا تمہدت ہذہ النکتہ فاعلم
ان عبد اللہ بن مسعود من کبار الصحابة و
من بشرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ببشارت عظیمة واستخلف من امۃ بعدہ
فی قراۃ القرآن والفقہ والموعظة
وکان من اکرم الصحابة بصحبة النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وخدمۃ دکان یعرف فی
الصحابة بصاحب السواد وصاحب التواک
والمطہرۃ وشہد لہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بالجنۃ فیما رواہ ابن عبد البر من
طریق سفیان الثوری فی حدیث العشرۃ
المبشرۃ وقال غزو القرآن من اربعۃ

ہوتا تھا۔ پھر یہ ان کے سلسلے اوپر چڑھتے ہوئے صحابہ میں سے کسی معین
صحابی تک پہنچ جاتے تھے الایہ کہ ان میں سے کسی ایک صحابی کے ساتھ زیادہ
رغبت پیدا ہو جائے لوگوں کے نفوس پر اس کے اثر صحبت کے اعتراف
کی بنا پر یا اس شہرت کی بنا پر کہ یہ فلاں (بلند مرتبہ صحابی) کے اصحاب
میں سے ہیں اور یہ بات ان کی صفت میسرہ کی مانند ہو جائے، یا ان میں سے
کسی ایک کے ساتھ ان کی دراز صحبت کی بنا پر۔ مجھ کو ہمارے شیخ ابوطاہر
نے خبر دی شیخ حسن عجمی کئی سے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ شیخ
عمیسی مغربی سے سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ طالب کے لئے ایک
شیخ ہوتا ہے جس سے وہ (طریقہ وصول الی اللہ) اخذ کرتا ہے، تو کیا
اُس کو یہ اجازت ہے کہ وہ کسی دوسرے شیخ کی صحبت میں بھی جائے
تو انہوں نے فرمایا کہ باپ ایک ہوتا ہے اور چچا بہت سے ہو سکتے ہیں
اور جب یہ نکتہ واضح کیا جا چکا تو جان لو کہ عبد اللہ بن مسعود بزرگان صحابہ
میں سے ہیں اور وہ ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارت
دی ہیں اور اپنے بعد ان کو اپنی امت پر اپنا قائم مقام بنایا ہے قراۃ
قرآن اور فقہ اور وعظ کہنے میں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اور خدمت کی بنا پر بزرگترین صحابہ میں سے تھے اور صحابہ کے درمیان
صاحب السواد (تیکھے والے)، اور صاحب السواک والمطہرۃ (دوسواک اور لوٹے
والے) کے خطاب سے مشہور تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے لئے جنت کی شہادت دی اس روایت میں جس کو ابن عبد البر نے
سفیان ثوری کے واسطے سے عشرہ مبشرہ کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ اور
آپ نے فرمایا کہ قرآن کو چار سے حاصل کرو ابن ام عبد اللہ یعنی ابن مسعود
سے، ان کے نام سے آپ نے ابتدا کی پھر دوسرے حضرات کا ذکر کیا اور
آپ نے فرمایا کہ حجت قرار دو ابن ام عبد کے عہد کو (یعنی جو شریعت

من ابن أم عبد فبدأ به ثم ذكر
آخرين وقال تمسكوا بعبد ابن
أم عبد وقال ربيث لکم مارضیه ابن
أم عبد وسخط لکم ما سخط ابن أم
عبد وقال له أنت من اهل هذه الآية
لذین علی الذین امنوا وعلوا الصلحۃ
جناح یمتا کلیموا رواه الترمذی
وشہدہ له حدیثہ فیما روی ابو عمر
عن عبد الرحمن بن یزید قال قلنا
لحدیثہ آخرنا برجل قریب التمت
والہدی والدل من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی تلزمہ فقال
ما علم احدا اقرب سمتا ولا هدیا و
لا دلا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی یؤایرہ جدار بیتہ من ابن
أم عبد وشہدہ عمر فی کتابہ الی
اہل الکوفۃ حیث کتب الیہم انی
بعثت الیکم بہت امیرا وعبد اللہ
بن مسعود معلما ووزیرا وہما من النجاء
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من اہل بدر فاقتدوا بہما و
اسموا من قولہما وقد آثرتم بعبد اللہ
علی نفسی وقال عمر فیہ کیف طاع علماء

کی باتیں وہ بتائیں، اور آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے جو بات ابن أم عبد
پسند کرے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور جس بات کو تمھارے لئے
ابن أم عبد ناپسند کرے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور ان
سے آپ نے فرمایا کہ تم اس آیت کے اہل ہو لذین علی الذین امنوا
۱۴/۵:۹۳) ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے
ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو دکھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ
پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز
کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب
نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں
اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان کے حق میں حدیث نے شہادت دی
اُس حدیث میں جس کو ابو عمر نے روایت کیا عبد الرحمن بن یزید سے۔ کہا کہ
ہم نے حدیث سے سوال کیا کہ ہم کو کسی ایسے شخص کی خبر دیجئے جو وضع قطع
اور چال ڈھال و شکل و شمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب
ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی ایسے شخص کو جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے وضع قطع و چال ڈھال اور شکل و شمائل میں آپ کے گھر
کی دیواروں کے پائے اندر آپ کو چھپا لینے تک ابن أم عبد سے قریب
ہو۔ اور ان کے حق میں عمر نے اپنے اُس خط میں شہادت دی جو انہوں
نے اہل کوفہ کے نام لکھا تھا کہ میں نے تمھارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ
بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بزرگان اصحاب بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں کی اقتداء کرو
اور ان دونوں کی باتیں سنو اور میں نے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے
عبد اللہ بن مسعود کو بھیج کر۔ اور عمر نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ علم
سے بھرا ہوا تحقیق ہے۔ ان کے علاوہ ان کے اتنے مناقب ہیں

الی غیسہ ذلک من مناقب لا تھمی
 وہو مع ذلک صحب امیر المؤمنین
 عمر بن الخطاب وشہد بتأثیر
 صحبۃ فی نفسہ ابو عمر قال ابن مسعود
 لو دُئِنَ علم احواء العرب فی کفۃ
 میزان و دُئِنَ علم عمر فی کفۃ لرجح
 علم عمر و لقد کانوا یردون انہ
 ذہب بتسعۃ اعمار العلم و المجلس
 کنت اجلسہ من عمر او ثلث فی نفسی
 من عمل سنۃ وہو القائل لا سک
 الناس وادی و سک عمر شعباً
 سکنت شعب عمر ابو عمر لما مات
 عقبہ بن مسعود بکی علیہ اخوہ عبداللہ
 فقیل لہ اتبک فقال نعم اخی فی النسب
 و صاحبی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و احب الناس الی الا ما کان
 من عمر بن الخطاب و لعبہ اللہ
 ابن مسعود اصحاب یعرفون باصحاب
 عبد اللہ بن مسعود لیس لہم سنۃ
 الا ہذا صحبہ طویلاً و أجلوہ جمیلاً
 و اثنوا علیہ جزیلاً منہم علقمہ بن قیس
 و الاسود بن یزید النخعی و عمرو بن
 میمون الاودی و ربیع بن خثیم

کہ ان کا احصاء نہیں کیا جاسکتا۔ اور عبداللہ بن مسعود ان مناقب
 کے باوجود امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کی صحبت میں رہے اور اپنے نفس
 میں ان کی صحبت کی تاثیر کی شہادت دیتے رہے ابو عمر کہا ابن مسعود
 نے کہ اگر عرب کے تمام قبیلوں کا علم ترازو کے ایک پتے میں رکھا جائے
 اور عمر کا علم دوسرے پتے میں رکھا جائے تو عمر کا علم بھاری نکلے گا۔ اور
 اصحاب یہ رائے رکھتے تھے کہ عمر دس میں سے نوحۃ علم ساتھ لے گئے اور
 (ابن مسعود کا قول ہے کہ) عمر کی ایک مجلس تھی جس میں کہ میں بیٹھا رہا جو میرے
 نفس میں ایک سال کے عمل سے زیادہ وثوق (استقامت) پیدا کرنے والی
 تھی اور وہی اس قول کے قائل ہیں کہ اگر سب لوگ کسی وادی میں چلیں
 اور عمر کی اور گھاٹی میں سے جائیں تو میں عمر کی گھاٹی سے چلوں گا۔ ابو عمر جب
 عقبہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو ان پر ان کے بھائی عبداللہ بن مسعود رونے
 تو ان سے کہا گیا کہ کیا تم روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ نسب میں
 میرا بھائی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں میرا
 ساتھ تھا اور لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا بجز اس صحبت
 کے جو عمر بن الخطاب سے تھی۔ اور عبد اللہ بن مسعود کے کچھ
 اصحاب ہیں جو عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کے نام سے
 مشہور ہیں ان کے لئے بجز اس کے اور کوئی امتیاز خطاب نہیں وہ
 زمانہ دراز تک ان کے ہم صحبت رہے اور خوبی کے ساتھ ان
 کی بڑائی کا اظہار کرتے اور ان کی عظمت شان کی تعریف
 کرتے رہے۔ ان میں سے علقمہ بن قیس اور الاسود بن یزید
 النخعی اور عمرو بن میمون الاودی اور ربیع بن خثیم تھے۔ اور ان
 حضرات کے بھی اصحاب تھے جو مشہور و معروف تھے ان کا
 بھی بجز اصحاب عبد اللہ کے کوئی امتیاز خطاب نہ تھا ان

میں سے ابراہیم نخعی اور ابو اسلمیٰ شیبی اور اعش اور منصور تھے جن کی صحبت میں سفیان ثوری طویل عرصہ تک رہے اور ان سے بڑا حصہ حاصل کیا اور یہی حال فضیل بن عیاض کا تھا۔ اور سفیان ثوری کی صحبت میں ایک جماعت رہی ان میں سے داؤد بن نصر طائی تھے اور ابراہیم بن آدم البلیغی۔ داؤد طائی کی صحبت میں معروف (کرخ) اور ان کی صحبت میں رہے سری سقطی اور ان کی صحبت میں رہے جنید بغدادی اور ان کا سلسلہ اتنا مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ اور اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں عبد اللہ بن مسعود اور ان کے اصحاب کی بعض زہد کی باتیں اور ان کی سیرت اور حالات و کرامات جو ہم کو دستیاب ہوئیں۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود کے حکم و مواظبہ کی روایات نقل کی ہیں ان میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

زہد روایات عبد اللہ بن مسعود | انسان کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرنا ہے۔

اور اتنا جہل (جاہل کہلانے کے لئے) کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر اتارنے لگے اور فرمایا کہ جو آخرت کا ارادہ کرے گا وہ دنیا کو نقصان پہنچائے گا اور جو دنیا کا ارادہ کرے گا وہ آخرت کو نقصان پہنچائے گا، اے قوم تم ہمیشہ رہنے والی چیز کے لئے فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچاؤ۔ اور فرمایا کہ جو شخص تم میں یہ استطاعت رکھتا ہو کہ اپنا خزانہ آسمان میں محفوظ کر دے جہاں نہ اُس کو کھڑا کھا سکے اور نہ وہاں چوری پہنچ سکے تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ میں لگا رہتا ہے۔ اپنے بیٹے عبد الرحمن کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی

والبؤلاء اصحاب یعرفون لیس لہم سمۃ
الا اصحاب عیشہ منہم ابراہیم نخعی
و ابو اسلمیٰ الشیبی والاعش ومنصور
صحبتہم سفیان الثوری طویلاً و اخذ
عنہم جزیلاً و کذا کہ فضیل بن عیاض
وصحب سفیان الثوری جماعۃ منہم
داؤد بن نصر الطائی و ابراہیم بن
ادہم البلیغی صحب داؤد الطائی
معروف صحب السری سقطی صحب
جنید البغدادی و سلسلۃ اشہر
من ان یتحاج الی بیان و لکن ذکر
بعض ہمسرتنا من زہد روایات عبد اللہ
و اصحابہ و سیرتہ و سیر بہم ذکر ما تم
اخرج ابو بکر بن ابی شیبہ حکم
عبد اللہ و مواظبہ منہا ہذہ الی
نذکر ہا بحسب الرء من العلم
ان یناف اللہ و بحسب من الجہل
ان یتعجب بعلمہ و قال من اراد الآخرة
أَصْرًا بِالدُّنْيَا وَمَنْ ارَادَ الدُّنْيَا أَصْرًا
بِالْآخِرَةِ يَا قَوْمِ فَاصْرُوا بِالْقَانِي
لِلْبَاقِي و قال من استطاع منکم
ان یجعل کنزہ فی السماء حیث
لَا یأکلہ السوس و لا ینالہ السرقة

فلیفضل فان قلب الرجل مع كنزہ
اوصی ابنہ عبد الرحمن فقال ادبک
بتقوی اللہ ویسک بیک واکتک
علیک سبکک واکب علی خطیبتک و
قال لودت انی اعلم ان اللہ غفر لی
ذنبا من ذنوبی وانی لا ابالی انی
ولد آدم ولدنی وقال ان ابنتہ
حفت بالکاء وان النار حفت بالشوات
فمن الطبع واقع ما وراءہ وقال مثل
المحقرات من الاعمال مثل قوم
نزلوا منزلاً لیس بہ حطب و معہم
لحم فلم یزالوا یلقطون حتی یجئوا ما انضجوا
بہ لحمہم وقال لا یعموا بحمد الناس
ولا بذمہم فان الرجل یعجبک الیوم
ویسوءک غدا ویسوءک الیوم ویعجبک
غدا وان العباد یتخذون واللہ یغفر
الذنوب یوم القیامۃ واللہ ارحم
العبادہ یوم تأتہ من اہم واحد فرشت
لہ فی ارض فنی ثم قامت تلتس
فرشتہ بیدہا فانکانت کذغیر
کانت بہا وان کانت شوکۃ کانت
بہا وقال وددت انی من الدنیا فزو
کالغادی الراكب الراجی وقال کف

وصیت کرتا ہوں اور چاہے کہ اپنے گھر کے اندر ہی رہو (یعنی اہل
دنیا سے مجالست کے لئے کہیں نہ جاؤ) اور اپنی زبان پر قابو رکھو
اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں یہ
جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گناہوں میں سے ایک گناہ کو بخش
دیا اور میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں آدم کے کس بیٹے کی اولاد ہوں
اور فرمایا کہ جنت پر پردے ڈال دیئے گئے نفس پر بھاری گدے لگنے
والی چیزوں کے اور دوزخ پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں نفسانی
خواہشوں کے تو جو شخص جس پردہ میں بھانکے گا اُس کے پیچھے
کی چیز میں جا پڑے گا۔ اور فرمایا کہ اعمال میں سے چھوٹے چھوٹے
عملوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک قوم (سفر میں) کسی منزل پر اتری
جہاں ایندھن نہیں اور اُن کے پاس گوشت موجود ہے تو چھوٹے
تکے ہی جمع کرنا شروع کر دیں گے کہ اُن سے اپنا گوشت بکا لیں۔
اور فرمایا کہ لوگوں کے مدح کرنے سے اثر نہ قبول کرو اور نہ برائیاں
کرنے سے، کیونکہ ایک شخص آج تمہیں پسند کرتا ہے دراصل حالیکہ
وہی کل تمہیں برا سمجھنے لگتا ہے اور آج تمہیں برا سمجھتا ہے اور
کل وہی تمہیں پسند کرنے لگتا ہے اور بندے (اپنی رائے) بدلتے رہتے
ہیں۔ اور اللہ قیامت کے دن گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ
اپنے بندوں پر جب وہ اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں کسی شخص کی ماں
سے بھی زیادہ مہربان ہے جو اس کے لئے سایہ دار زمین پر پھونکا بچھاتی
ہے پھر کھڑی ہو کر اس پر ہاتھ پھر کر دیکھتی ہے کہ اگر کوئی کاٹنے والا جالور
ہو تو اس کے کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اس کے چبھے۔ اور فرمایا کہ
میں پسند کرتا ہوں کہ دنیا سے صرف ایسا تعلق رکھوں جیسا صبح کے
سفر کرنے والے سوار کا یا شام کو سفر کرنے والے کا دھارنی

بخشیتہ اللہ علماً و کفی بالاعتسار بہ جہلاً
 وقال الذی لا الہ غیرہ ما اصبح عند
 آل عبد اللہ شیئ یرجون ان یعطیہم
 اللہ بہ خیراً او یدفع عنہم سؤاً الا ان
 اللہ قد علم ان عبد اللہ لا یشکر بہ شیئاً
 وقال الذی لا الہ غیرہ بالیض عبد یبھیج
 علی الاسلام و یمسی علیہ ما ذا اصحابہ فی
 الدنیا فرض اصحاب ابن مسعود البرد
 فجعل الرجل یستی ان یجئ فی الثوب
 الدون او الکساء الدون فاصبح ابو
 عبد الرحمن فی عباۃ ثم اصبح فیہا ثم اصبح فی الیوم
 الثالث فیہا وقال انی لا اخاف علیکم
 فی الخطاء و لکنی اخاف علیکم فی العبد
 انی لا اخاف علیکم ان تستقلوا اعمالکم
 و لکنی اخاف علیکم ان تستکثروا و
 قال دعوا الحکاکات فانہا الاثم وقال
 المؤمن یری سوزنہ کانه صخرۃ یسف
 ان تقع علیہ و المنافق یری ذنبہ کذباب
 وقع علی اذنیہ فطار فذہب و قال قولوا
 خیراً تعرفوا بہ و اعلموا بہ تکنوا من
 اہلہ و لا تکنوا عجللاً مذاہب و بڑا و قال
 لو دفنت ین ابنتہ و النار فقیل لی
 فیہ من من ایہا تکنون احب ایک

جائے قیام سے، ہوتا ہے اور فرمایا کہ اللہ کے خوف (کا پایا جانا ثبوت)
 علم کے لئے کافی ہے اور اس سے دھوکے میں رہنا جہل کے لئے فرمایا
 قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کسی صبح کو عبد اللہ
 کی اولاد کے پاس کوئی ایسی چیز (یعنی درہم، دینار وغیرہ) نہیں ہوئی جس
 سے وہ یہ امید کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ان کو کوئی خیر (یعنی
 رزق وغیرہ) عطا کرے گا یا کسی تکلیف کو دور کرے گا (یعنی ہمیشہ اللہ
 ہی کی ذات پر توکل رہا ہے، ہجر اس کے کہ اللہ جانتا ہے کہ عبد اللہ اس کے
 ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا) (یعنی درہم دینار کو حاجت روا نہیں سمجھتا) اور
 فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ایسے بندے کو جس کی
 صبح و شام اسلام پر آئے کوئی دنیاوی مصیبت مضرت نہ پہنچائے گی۔ ابن مسعود
 کے اصحاب نے چادر اوڑھنا ضروری بنالیا تھا تو ہر شخص اس سے شرمنے لگا
 کہ صرف نیچے کے کپڑے میں آئے یا (راوی نے یہ کہا کہ) نیچے کے جوڑے میں آئے
 تو ابو عبد الرحمن (یعنی عبد اللہ بن مسعود) صبح کو صرف عبا پہن کر آئے، پھر دوسری
 صبح کو صرف عبا میں آئے پھر تیسرے دن بھی اسی میں آئے، اور فرمایا کہ مجھے تم پر
 اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم خطا میں مبتلا ہو جاؤ لیکن تمہارے حق میں قصداً
 مرتکب ہونے سے ڈرتا ہوں مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم اپنے اعمال
 میں کمی کی طرف رغبت کرنے لگو لیکن مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم اسکو بہت
 نہ سمجھنے لگو۔ فرمایا خلش پیدا کرنے والوں (یعنی وسوس) کو چھوڑ دو کہ گناہ یہں
 (ان بعض النظم) اثم، اور فرمایا کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے کہ گویا وہ
 پتھر کی چٹان ہے جس کے سر پر اڑنے کا ڈر لگ رہا ہو اور منافق اپنے گناہ
 کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر بیٹھ پھر اڑے اور چل دے اور
 فرمایا کہ تم خیر کہو، خیر سے پہچانے جاؤ گے اور خیر سے عمل کرو، اہل خیر میں سے ہو گے
 اور جلد باز برائی کی اشاعت کرنے والے جھانڈا پھوڑ نہ بنو۔ اور فرمایا کہ اگر

مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے پھر مجھ سے کہا جائے کہ ہم تجھے اختیار دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو اس میں بھیجا جائے یا راکھ بنا دیا جائے تو میں اس کو اختیار کر دوں گا کہ راکھ ہو جاؤں اور فرماتے کہ عبادت میں کوشش سے، حکومت کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ مجھ سے مصاحبت کر لی جائے نوبزائیوں اور ایک حسنہ پر اور فرمایا کہ مومن اُلفت کا ظرف ہے اُس میں کوئی خیر نہیں جو اُلفت نہ کرے اور نہ کوئی اس سے اُلفت کرے۔ اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اُس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا اور ایمان نہیں دیتا مگر اس شخص کو جس سے محبت کرتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کر لے اس کو ایمان عطا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ تین دفاتر اعمال پر پیش کئے جائیں گے۔ ایک دفتر ہوگا جس میں نیکیاں ہوں گی اور ایک دفتر دنیوی آسائش کا ہوگا اور ایک دفتر ہوگا جس میں بدیاں ہوں گی۔ پھر نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ دنیوی آسائشوں کے دفتر سے کیا جائے گا تو دنیوی آسائشیں نیکیوں کا دفتر خالی کر دیں گی اور بدیاں باقی رہ جائیں گی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف راجع ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے عذاب دے چاہے مغفرت کر دے اور فرمایا کہ علم حاصل کر وجب علم حاصل ہوگا تو عمل کرو گے اور فرمایا کہ ایک بہنیت دوسری بہنیت کے مشابہ نہیں ہوتی تو قلوب قلوب کے مشابہ کیسے ہوں۔ اور فرمایا کہ تواضع کا اول سرا ہے کہ مجلس کے صدر مقام سے نیچے کی جگہ پر راضی ہو اور جس سے بے اسلام کی ابتداء خود کرے اور فرمایا کہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ روئے رکھنے والے اور زیادہ نماز پڑھنے والے اور زیادہ جہاد کرنے والے ہو لیکن وہ تم سے افضل تھے۔ لوگوں نے کہا ہے ابو عبد الرحمن اسکی کیا وجہ تو فرمایا کہ وہ دنیا سے بہت کنارہ کش اور آخرت کی طرف بہت راغب تھے۔ اور

ادمون رماذا لا تغترت ان اکون رماذا
وقال لا تغتروا فہیکلوا وقال وددت انی
صوحت علی قس سینات وحسنہ وقال
المؤمن ما لغت ولا خیر فیہن لا یألف ولا یؤلف
وقال ان اللہ یعطی الدینا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الا یمان
الا من یحب فاذا احب اللہ عبدا
اعطاه الا یمان وقال یعرض الناس یوم
القیامۃ علی ثلاثہ دوائر دیوان فیہ
الحسنت و دیوان فیہ النعم و دیوان فیہ
السیئات فیقابل بریوان الحسنت
ودیوان النعم فیستفرغ النعم الحسنت
وتبقى السیئات مشتبہا الی اللہ تعالیٰ
ان شاء اللہ عذب و انشاء غفر وقال
تعلّموا تعلّموا فاذا علمتم تعلّموا
وقال لا یشبہ الذی الذی حتی تشبہ
القلوب القلوب وقال ان من راس
التواضع ان ترضی بالمدین من شرف
المجلس وان تبدأ بالسلام من لقیث
وقال انتم اکثر صیاء و اکثر صلوٰۃ و اکثر
جہاداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہم کانوا خیراً منکم قالوا
لم یا ابا عبد الرحمن قال کانوا اذہنی

فرمایا کہ یہ تلو بہ ظروف ہیں ان کو صرف قرآن سے بھر دو سری چیزوں میں مشغول نہ کرو۔ اور اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے زیادہ مضبوط کلمہ کلمہ تقویٰ ہے اور تمام ملتوں سے افضل ملت ابراہیم ہے اور تمام قصوں سے زیادہ حین یہ قرآن ہے اور تمام سنتوں سے حین ترسنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سب باتوں سے اشرف اللہ کا ذکر ہے اور بہترین کام عزائم کے کام ہیں (دعوتوں کے نہیں) اور بدترین کام (دین میں اپنی طرف) سے، بنائے ہوئے کام ہیں۔ اور بہترین وضع انبیاء کی وضع ہے اور سب سے زیادہ اشرف موت شہداء کا قتل ہونا ہے اور سب سے بدترین گمراہی وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور اچھی وضع وہ ہے جس کا اتباع کیا جائے اور بدتر اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اذیہ والا (سختی کا) ہاتھ نیچے والے (سائل کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور جو (مال) تھوڑا ہو اور کافی ہو بہتر ہے اس سے جو بہت ہو اور اپنے ساتھ لگائے اور ایک نفس جس کو توڑ دلاکت سے، نجات دلائے اُس امارت سے بہتر ہے جس پر تو قابو نہ پاسکتے اور جبری تنہائی موت کی موجودگی کے وقت کی ہے اور بدترین شرمندگی یوم قیامت کی شرمندگی ہے اور لوگوں میں بعض ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو نماز کے لئے نہیں آتا مگر دیر کر کے اور لوگوں میں سے بعض ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی یاد نہیں کرتا مگر (دل کو دوسرے شغل میں) چھوڑتے ہوئے۔ تمام خطاؤں سے بڑی خطا بہت جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔ اور بہترین غنی نفس کا غنی ہے۔ اور بہترین قوشہ تقویٰ ہے اور سب سے بڑی دانشوری اللہ سے ڈرنا ہے اور دل میں سب سے بہتر جو چیز ڈالی گئی وہ یقین ہے

الدنيا وارغب في الآخرة وقال
انما هذه القلوب اذعية فاشغلوا
بالقرآن ولا تشغلوا بغيره وكان
يقول في خطبة ان اصدق الحديث
كلام الله واثق الثرى كثره التقوى
وخير الملل مله ابراهيم واحسن القصص
هذا القرآن واحسن السنن سنة
محمد واشرف الحديث ذكره الله
وتخير الامور عزائمها وتشر الامور محمد ثباتها
واحسن الهدي هدى الانبياء و
اشرف الموت قتل الشهداء واعز
الضلالة الضلالة بعد الهدي وخير العلم
ما نفع وغلب الهدي ما اتبع وتشر المعنى
عمى القلب وآية العلياء خير من
ايد السغلى وما قل وكفى خير مما
كثر والهي ونفس تنجبها خير من اماره
لا تحببها وتشر العزلة عند حرة الموت
وتشر الندامة ندامه يوم القيامة ومن
الناس من لا ياتي الصلوة الا
وغيراً ومن الناس من لا يذكر الله
الا مباحراً واعظم الخطايا اللسان
الكلذب وخير الغنى غنى النفس وخير
الزاد التقوى وراس الحكمة مخافة الله

اور بے یقینی کفر کے متعلقات میں سے ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ اور خیانت جہنم کی آگ میں سے ہے اور کنز (دینہ) آگ کا دایع ہے اور شعر شیطان کے بابے گاجوں میں سے ہے اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی چیز ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شباب جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا مالِ یتیم کا کھانا ہے اور اہل سعادت وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر خود نصیحت پڑے اور اہل شقاوت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت ہو گیا اور تم میں سے ہر ایک کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کر لے۔ اور لازمی ہے کہ تم کو چار ہاتھ کی جگہ (یعنی قبر) میں پہنچنا ہے اور اصل معاملہ آخرت سے متعلق ہے۔ اور مدارِ عمل کے اچھے بُرے انجام کا خاتمہ پر ہے اور بدترین خواب سبھوٹا خواب ہے اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے، اور مومن کو گالی دینا گناہ کی بات ہے اور اس سے قتال کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (یعنی غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور اُس کے مال کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر جھوٹ کہے گا اللہ اس کی تکذیب کرے گا۔ اور جو بچنا چاہے گا (حرام سے اور سوال سے) اللہ اس کو بچالے گا۔ اور جو غصہ کو پی جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو آبرو دے گا۔ اور جو مصائب پر صبر کرے گا اُس کا بدل اللہ اس کو دے گا۔ اور جو بلاء (یعنی آزمائش) کو پہچان لے گا اُس پر صبر کرے گا اور جو اُس کو نہیں پہچانے گا اُس کو گوارا نہ کرے گا۔ اور جو تکبر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ اور جو دوسروں کے عیوب لے لوں کو سنانے کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب دوسروں کو

وَتَغِيرُ الْإِيقِي فِي الْقَلْبِ الْيَقِينُ وَالْإِيْتِ
مِنَ الْكُفْرِ وَالنَّوْحُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ
وَالْعَسَلُ مِنْ خَرَجِ جَهَنَّمَ وَالْكَسْبُ كَيْ
مِنَ النَّارِ وَالشَّعْرُ مِزَابُ الْبَلِيْسِ وَالْخَمْرُ
جَمَاعُ الْإِثْمِ وَالنِّسَاءُ جِبَالُ الشَّيْطَانِ
وَالشَّابُّ شَعْبَةٌ مِنَ الْجَنُونَ وَ
شَرُّ الْمَكْسَبِ كَسْبُ الرِّبَا وَشَرُّ الْمَأْكَلِ
أَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالسَّعِيدُ مَنْ وَعِظَ
بِفِرِّهِ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
وَأَنَا كَيْفِي أَصْدَكُمْ مَا قَنَعْتُ بِهِ نَفْسَهُ
وَأَنَا تَصِيرُ إِلَى مَوْضِعِ أَرْبَعِ ذُرْعٍ وَ
الْأَمْرُ بِخُسْرِهِ وَأَكْثُ الْعَمَلِ بِخَوَاتِمِهِ
وَشَرُّ الرُّؤْيَا الْكُذْبُ وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ
قَرِيبٌ وَسَبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ
وَقِتَالُ كُفْرٍ وَكُلُّ كَيْدٍ مِنْ مَعَاصِي اللَّهِ
وَحَرَمَةُ مَالِهِ كَحَرَمَةِ دَمِهِ وَمَنْ قَالَ
طَلَّ اللَّهُ يَكْتَبُ لَهُ دَمْنٌ لِيَسْتَغْفِرَ اللَّهُ
لَهُ وَمَنْ يُعِفَّ يُعِفَّ اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ
يُكْظِمُ الْغِيظَ يُجِبْ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ يَصْبِرْ عَلَى
الْزَّرَايَا يُعْقِبْهُ اللَّهُ وَمَنْ يَعْرِفِ الْبَلَاءَ
يَصْبِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا يَعْرِفْ يَكْرَهُ وَمَنْ لَسَّ كِبَرَ
يَقْصُرْهُ اللَّهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ السُّمَّةَ يَسْتَعِثَّ اللَّهُ
بِهِ وَمَنْ يَنْوِي الدُّنْيَا تَعْجِزْهُ وَمَنْ يُطِيعْ

الشيطان يعصى الله ومن يعصى الله يعذب به
 وقال اتقوا الله حق تقاته وحق تقاته
 ان يطاع فلا يعصى وان يترك فلا يئس
 وان يشكر فلا يكفر واتيء المال على حبه
 ان تؤتية دانت ميمح شيمح تامل العيش
 وحناف الفقر وفضل صلوة الليل على
 صلوة النهار كفضل صدقة السر على
 صدقة العلانية وقال لا تنفع الصلوة
 الا من اطاعها ثم قرأ ان الصلوة تنهني
 عن الفحشاء والمنكر وكذا ذكر الله
 اكبر فقال عابد ذكر الله العبد
 اكبر من ذكر العبد لربه وقال كفا
 بالمرء من الشقاء والنجية ان يبيت و
 قد بال الشيطان في اذنه فيصيح
 ولم يذكر الله وقال لا يصح اليوم احد
 من الناس الا وهو ضيف وماله
 عارية فالضيف مروح والعارية موداة
 وقال موسع عليه في الدنيا موسع عليه
 في الآخرة مقتور عليه في الدنيا مقتور
 عليه في الآخرة مستريح ومستراح منه
 وقال التوبة النصوح ان يتوب ثم لا يعود
 وقال اني لا معق للرجل ان اراه
 فارغ ليس فيه شيء من عمل الدنيا

سنوائے گا۔ اور جو دنیا کی نیت کرے گا دنیا اس کو عاجز کرے
 گی اور جو شیطان کی اطاعت کرے گا اللہ کی نافرمانی کرے گا اور جو اللہ کی
 نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جبکہ اس
 سے ڈرنے کا حق ہے اور اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے
 اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کو یاد کیا جائے کبھی نہ بھلایا جائے اور اس کا شکر
 کیا جائے اور کبھی ناشکری نہ کی جائے اور ایتلو المال علی حبه (یعنی اسکی محبت کے باوجود
 مال دینا، یہ ہے کہ تو اس حال میں دے کہ صحت مند ہے، مال کا لالچ بھی رکھتا
 ہے خوش گزران کی امید رکھتا ہے اور محتاجی سے خائف بھی ہے اور رات کی نماز
 کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسی چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ
 دینے پر ہے اور فرمایا کہ نماز نہیں نفع دیتی مگر اس کو جو نماز کی اطاعت کرے پھر
 پڑھا ان الصلوة تنهني (۲۹: ۴۵) بیشک نماز اپنی وضع کے اعتبار سے
 بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے لوک ٹوک کرتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے
 پھر عبد اللہ نے کہا کہ اگر اللہ کا بندے کو بہت بڑا ہے بندے کے اپنے رب کو
 یاد کرنے سے۔ اور فرمایا کہ ایک شخص کے بد بخت اور محروم بننے کے لئے یہ کافی
 ہے کہ وہ رات کو سوتا ہے اس حال میں کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب
 کر دیا ہو پھر وہ صبح کو اٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سے
 ہر شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر جب جمع آتی ہے تو وہ یہاں ہوتا ہے اور
 اس کا مال مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ پھر یہاں کو چر کرنے والا ہوگا اور مانگی
 ہوئی چیز مالک کو واپس دی ہوئی ہو جائے گی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں
 لوگوں کو وسعت دینے والا ہوگا اس پر آخرت میں توسیع کیا جائے گا اور جو
 شخص دنیا میں لوگوں پر تنگی کرنے والا ہوگا اس پر آخرت میں تنگی کی جائے
 گی۔ (دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مومن ہے جو دنیا سے گذر کر رنج
 و تعب سے راحت حاصل کر نیوالا ہے اور دوسرا وہ فاجر شخص ہے جس

کی موت سے، دوسرے اس سے راحت پائیں۔ اور فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرے پھر کبھی اس کام کی طرف نہ لوٹے اور فرمایا کہ میں اس شخص کو برا سمجھتا ہوں جس کو فارغ (مختار) دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں ہو نہ دین کے کام میں ابوجہر مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے سانسے شربت پیش کیا گیا تو فرمایا کہ یہ علقہ کو دو۔ علقہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ پھر کہا کہ اسود کو دو تو انہوں نے بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں یہاں تک کہ وہ تمام اصحاب کے پاس پہنچا۔ پھر آپ نے اس کو لے لیا اور پیا پھر یہ آیت پڑھی یَخَافُونَ یَوْمَ مَا الِیْمُ ذُنُوبُهُ اِیَّاهُ وَہُ اِیَّیْہِ دُنِیُّ دَارِ الْوَکِیْرِ سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔“

ربیع بن خثیم ابوجہر ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ ربیع بن خثیم کا جب کسی مجلس پر گذر رہتا تو کہتے کہ ایک کلمہ بولو اور نیک کام کرو اور اعمال صالحہ پر مداومت رکھو اور ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں اور تم پر زمانہ دراز بھی نہ گذرنے پائے اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنی لیا حالاکہ وہ نہیں سننے۔ ابوبکرؓ ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ جب ربیع سے کہا جاتا کہ کنیز کو بیع گزاری تو کہتے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم ضعفاء ہیں گنہگار ہیں اپنا رزق (مقدر) کھا رہے ہیں اور اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں، ابوبکرؓ ابو یعلیٰ سے وہ ربیع سے کہا کہ میں بندے کی لمبی دعا کو پلنے رب سے پسند کرتا ہوں جو کہتا ہے کہ لے پروردگار آپ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا آپ نے اپنی ذات پر فلاں بات کو لازم کر لیا اور میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ لے پروردگار جو حق مجھ پر تھا وہ میں نے ادا کر دیا اور جو حق میرا، آپ پر ہے وہ آپ ادا کریں۔ ابوبکرؓ بکر بن اعمر سے کہا کہ ربیع بن خثیم نے فرمایا کہ بکر اپنی زبان کو محفوظ رکھ مگر اس بات سے جو تیرے لئے نافع اور تجھ پر اس سے کوئی ممانعت نہ ہو کہ میں تو لوگوں کو پلنے دین کے حق میں مشہم قرار دے چکا ہوں۔ تو پلنے علم

ولا عمل الاخرة ابوجہر عن مسروق قال انی عابثہ بشراب فقال اعطہ علقۃ قال انی صائم ثم قال اعطہ الاسود فقال انی صائم حتی مر بکلہم ثم اخذہ فشر بہ ثم تلا هذه الآیۃ یخافون یومَ ما یُعَلِّبُ فِیہِ الْقُلُوبُ وَالْاَبْصَارُ ابوجہر عن ابی یعلیٰ قال کان الربیع بن خثیم اذا مر بالمجلس یقول تولوا خیرا وافتعلوا خیرا وودعوا علی صاحبۃ ولا تقس متلوکم ولا یتطاول علیکم الا تدولوا تکنولوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون۔ ابوجہر عن ابی یعلیٰ قال کان الربیع اذا قیل لہ کیف اصبحت یقول اصبنا ضعفاء مذنبین غاکل ارزاقنا ومنتظر آجائنا۔ ابوجہر عن ابی یعلیٰ عن ربیع قال احببت مناشدۃ العبد ربہ یقول رب قضیت علی نفیک الرحمۃ قضیت علی نفیک کذا ومارأیت احدًا یقول رب قد أدایت ما علی واد ما علیک۔ ابوجہر عن بکر بن ماعز قال قال الربیع بن خثیم یا بکر اخزن علیک ربک الا من مالک ولا علیک فانی اثممت الناس علی دینی اطلع اللہ فیما علمت وما استوتیر بہ علیک فیکلہ الی

عالمہ لانا علیکم فی العبد اخوف منی علیکم
فی الخطاء ما خبرکم الیوم بخبرہ ولکن خیر
من آخر شبر منہ ماتتھون الخیر
کل اتباعہ ولا تفرقون من الشریح
فرارہ ما کل ما نزل اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور کم ولا کل
ما تروون تذروون ابوبکر عن ابن سیرین
عن الربیع بن خثیم قال اقلوا الکلام
الا تبسج وتہیل وتکبر وتحمیہ
وسواک الخیر وتعودک من الشر و
امرک بالمعروف ونہیک عن المنکر
وقراءۃ القرآن ابوبکر عن الشعبی قال
ما جلس الربیع بن خثیم فی مجلس منذ تآزر
بازار قال اخاف علیکم ان یظلم رجل
فلا انصرہ او یفتری رجل علی رجل
فاکلف علی شہادۃ ولا اغض
البصر ولا اہدی السبل او یقع
اکامل فلا حل علیہ ابوبکر عن سعید
بن جبیر عن مسروق قال ما من الدنیا
شیء اسی علیہ الا السجود واللہ ابوبکر
عن الاعمش عن مسروق قال ان المرء
لحقیق ان یتکون له مجالس یمخلو فیہا
یکثر فیہا ذلوبہ فیتغفر منہا

کی حد تک اللہ کی فرماں برداری کرارہ اور جس چیز پر تجھ سے طلب اشار
کیا جائے (یعنی پوچھا جائے) تو اس کو اس کے عالم کے سپرد کر دے و تحقیقت
میں تمہارے بارے میں عداوت خطا میں مبتلا ہونے سے زیادہ خائف رہتا ہوں
جو تمہارا حال ایسا ہے کہ اس سے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں (کہ یہ نامناسب ہے)
مگر یہی بعد میں آنے والے شر سے زیادہ بہتر ہے۔ تم خیر کا کامل طور پر اتباع نہیں
کرتے اور جس طرح شر سے فرار ہونے کا حق ہے اس کے مطابق نہیں بھاگتے
ہو جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کے کل کا تم نے ادراک
نہیں کیا اور نہ جس کو تم پڑھ چکے ہو اس کا مکمل ادراک کر چکے ہو۔ ابوبکر، ابن
سیرین سے وہ ربیع بن خثیم سے فرمایا کہ کلام میں کمی کرو بجز نو کلاموں کے
یعنی تسبیح (سبحان اللہ کہنا) وتہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) وتکبیر (اللہ اکبر کہنا)
وتحمید (الحمد للہ کہنا) اور تمہارا (اللہ تعالیٰ سے) خیر کا سوال کرنا اور شر سے پناہ
مانگنا اور تمہارا نیک کام کا امر کرنا اور بُرے کام سے منع کرنا۔ اور قرآن کی
تلاوت کرنا۔ ابوبکر، شعبی سے کہا کہ جب سے ربیع بن خثیم نے ازار (تہبند)
باندھا یعنی اصلاح و تبلیغ حق پر مستعد ہوئے جب کسی مجلس میں بیٹھے تو یہ
فرمایا کہ مجھے تم سے آندیشہ رہتا ہے کہ کوئی شخص ظلم کرے پھر میں اس کی
مدد نہ کر سکوں یا ایک شخص دوسرے پر بہتان لگائے تو مجھے اس پر گواہی
دینے کے لئے مجبور کیا جائے اور میں نگاہ نیچی نہ کروں اور میں (بھٹکے ہوئے
کو) راہ نہ بتاؤں یا کوئی بوجھاٹھانے والا گر پڑے تو میں اس کو سہارا نہ دوں۔

مسروق

ابوبکر، سعید بن جبیر سے وہ مسروق سے فرمایا کہ دنیا میں
کوئی ایسی شے نہیں جس (کے ضائع ہونے) پر مجھے رنج ہو
خیر اللہ کے لئے سجدے کے۔ ابوبکر، اعمش سے وہ مسروق سے کہا کہ سب سے
زیادہ حسن ظن میں میں اس وقت ہوتا ہوں (یعنی یہ گمان کر لیتا ہوں کہ اللہ
کی خاص رحمت مجھ پر متوجہ ہے) جس وقت خادم یہ کہتا ہے کہ گھر میں گیسوں

ابوبکر عن الامشس عن مسروق قال ان احسن ماكون فلان حين يقول الخادم ليس في البيت قفيز من قمح و لا درهم ابوبکر عن ابی الضحاک عن مسروق قال اقرب ما يكون العبد الى الله وهو ساجد ابوبکر عن بلال بن رباح قال قال مسروق من سره ان يعلم علم الاولين والاخيرين و علم الدنيا والاخرة فليقرأ سورة الواقعة ابوبکر عن عامر بن رجلا كان يجلس الى مسروق يعرف وجهه ولا يسمى اسمه قال فشيئته قل فكان في آخر من ودمه فقال انك قرّيت القرآن وسيدهم وان رزيتك لهم زين وشيئتك لهم شين فلا تحس نفسك بفقر ولا طول عمر ابوبکر عن مسلم عن مسروق قال بحسب المرء من البهمل ان يعجب بعلمه وبحسب من العلم ان يخشى الله ابوبکر عن مسلم عن مسروق قال كان الرجل بالبادية له كلب وجماع وديك قال فالدك يؤقظهم للصلاة والجماع ينتقلون عليه الماء وينقعون به ويحمل لهم خباء هم

کا کوئی قفیز نہیں اور نہ درہم موجود ہے۔ ابوبکر، ابو ضحاک سے وہ مسروق سے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے اللہ سے نزدیک تر اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔ ابوبکر، بلال بن رباح سے۔ کہا کہ مسروق نے فرمایا کہ جس کو اس بات کی رغبت ہو کہ وہ علم اولین و آخرین کو جان لے اور علم دنیا و آخرت کو تو اس کو چاہئے کہ سورۃ واقفہ پڑھے۔ ابوبکر، عامر سے کہ ایک شخص مسروق کی مجلس میں آیا کرتا تھا درودی یعنی عامر، اس کی صورت کو تو پہچانتے تھے مگر نام نہیں بتا سکتے تھے۔ یہ شخص مسروق کا اتباع کرتے تھے جب وہ آخر میں ان سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ تم قراء کے رئیس اور ان کے سردار ہو اور درحقیقت تمہارا باوقار رہنا ان کے لئے وقار ہے اور تمہاری بے عزتی میں سب قراء کی بے عزتی ہے تو تم اپنے نفس کو کبھی فقر اور طول عمر کے اندیشہ میں نہ ڈالنا کہ امراء و اہل زمر کی خوشامدی میں مبتلا ہونے لگو۔ ابوبکر، مسلم سے، وہ مسروق سے کہا کہ ایک شخص پر جہل کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے عجب میں مبتلا ہو اور اس پر علم کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو یا نہ خشی اللہ من حیادہ العلماء۔ ابوبکر، مسلم سے وہ مسروق سے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس جو بیابان میں رہتا تھا ایک گنا تھا اور ایک گدھا اور ایک مرغ فرمایا کہ مرغ تو ان لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر یہ اپنا پانی لایا کرتے اور اس سے منتفع ہوتے اور وہ ان کا خیمہ پشت پر اٹھاتا اور گنا ان کی چوکسی کرتا تو ایک لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ لے گئی تو سب گھر والے مرغ کے ضائع ہونے سے رنجیدہ

ہوئے اور وہ شخص صالح تھا اس نے کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی
اس قصہ کے بعد جتنا زمانہ اٹھنے چاہا ان لوگوں نے گزارا پھر ایک
بھڑیا آیا اور اس نے گدھے کا پیٹ بھاڑ کر اُس کو مار ڈالا تو سب
لوگ گدھے کے ضائع ہونے سے غمگین ہوئے۔ پھر اس مرد صالح نے
کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ پھر اس کے بعد جتنا زمانہ
اٹھنے چاہا ان لوگوں نے گزارا۔ پھر کتے پر کوئی افتاد آپڑی تو اس
مرد صالح نے پھر یہی کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ پھر صبح ہو
گئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ جتنے دوسرے لوگ ان کے گرد رہتے تھے
وہ سب پھٹے گئے اور صرف یہی لوگ بچے رہے۔ کہا کہ وہ لوگ صرف اسی
بناء پر پھٹے گئے کہ ان میں آوازیں موجود تھیں اور کشش کے اسباب
اور ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی تھی جو ان کو کھینچتی
تھی، اُن کا گتا اور گدھا اور مرغ (جن کی آوازیں سن کر حملہ آور اُن پر حملہ
کرتے) وہ پہلے ہی جا چکے تھے۔

مَرَّة ابو بکرؓ نے کہا کہ ہم مَرَّة کے پاس پہنچے۔ ہم نے لوگوں سے
ان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے مَرَّة الطیب کہا۔ دیکھا تو وہ پانی
بالاتان میں تھے جس میں بارہ برس عبادت کرتے رہے۔

اسود ابو بکرؓ، اعمش سے وہ عمار سے اسود کے بارے میں روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ (اسود) ایک راہب تھے راہبوں میں
سے۔ ابو بکرؓ، شعبی سے۔ کہا کہ شعبی سے اسود کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں
نے کہا کہ وہ بہت روزے رکھنے والے اور بہت حج کرنے والے اور
بہت نماز پڑھنے والے تھے۔

علقمہ ابو بکرؓ، ابوالسفر سے وہ مَرَّة سے کہا کہ علقمہ رباعیتیں (اٹھ والوں)
میں سے تھے۔ ابو بکرؓ، ابو معمر سے کہا کہ ہم عمرو بن شریحیل کے یہاں

والکلب۔ بحر شہم فی ثعلب فاختہ
الذی فخرنا لذب الذی وکان الرجل
صالحاً فقال علی ان یكون خیراً قال
فلکوا ماشاء اللہ ثم جاء ذبب فشق
بطن البعیر فقتله فخرنا لذب البعیر
فقال الرجل الصالح علی ان یكون خیراً
ثم مکثوا بعد ذلک ماشاء اللہ ثم
اصیب الکلب فقال الرجل الصالح علی
ان یكون خیراً فلما اضمحوا نظروا فاذا
ہو سبی من حولہم وبقواہم قال
فانما اُخذوا اولئک بما کان عندهم
من الصوت والجلبة ولم یکن عند
اولئک شئ یجلب قد ذهب کلہم
وحارہم ودیکہم۔ ابو بکر عن حصین قال
اتینا مَرَّة نال عنہ فقالوا مَرَّة
الطیب فاذا ہونی علیہ لم قد تعبد
فیہ ثلثی عشرۃ سنۃ۔ ابو بکر عن الاعمش
عن عمارۃ بالاسود قال ما کان الاراہب
من الزہبان۔ ابو بکر عن الشعبی قال
سئل عن الاسود فقال کان صواماً
جائزاً قواماً۔ ابو بکر عن ابی السفر عن
مَرَّة قال کان علقمۃ من الرباعیین۔
ابو بکر عن ابی معمر قال دخلنا علی عمرو بن

پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو جو وضع قطع میں سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہے عبد اللہ سے تو ہم علقہ کے

پاس پہنچے
عمر بن میمون

ابو بکر۔ ابو اسحق سے وہ عمرو بن میمون سے کہا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ چار حالتوں میں عمل کرنے میں جلدی کرو زندگی میں موت سے پہلے اور تندرستی میں بیمار ہونے سے پہلے اور چوتھی بات مجھے یاد نہیں رہی ابو بکر، ابو اسحق سے کہا کہ عمرو بن میمون کے حج و عمرہ کی تعداد ساٹھ کے لگ بھگ ہے۔ ابو بکر، ابو اسحق سے کہا کہ جب عمرو بن میمون اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے مل کر بات کرتے تو یوں کہتے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی نمازیں عطا فرمائیں اور آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی خیر عطا فرمائی۔

ابراہیم نخعی

ذہبی، کہا اعمش نے کہ میں ابراہیم کے پاس تھا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ایک شخص نے آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے قرآن مجید کو چھپا دیا اور کہا کہ وہ یہ گمان نہ کرنے لگے کہ میں ہر وقت تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ ذہبی، ابراہیم نخعی کی زوجہ ہنیدہ سے کہ ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور ایک سے زیادہ لوگوں سے مروی ہے کہ ابراہیم کلام نہیں کرتے تھے بجز اس صورت کے کہ ان سے پوچھا جائے۔ ذہبی، اعمش سے کہا کہ ابراہیم شہرت سے بچا کرتے تھے اور کسی ستون سے لگے نہیں بیٹھتے تھے۔

اعمش

ذہبی، عیسیٰ بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے او اس دور کے لوگوں نے جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں اعمش کا مثل نہیں دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور بادشاہوں کو کسی کے سامنے

شرحیہ فقال انطلقوا بنا الى اشبه الناس سنّاً وهدياً بعبد الله فدخلنا على علقمة - أبو بكر عن أبي اسحق عن عمرو بن ميمون قال كان يقال بادروا بالعمل اربعا بالكلية قبل المات وبالصحة قبل السقم وبالفراغ قبل الشغل ولم احفظ الرابعة أبو بكر عن أبي اسحق قال حج عمرو بن ميمون ستين من بين حجة وعمره أبو بكر عن أبي اسحق قال كان عمرو اذا لقي الرجل من اغوانه قال رزق الله البارحة من الصلوة كذا ورزق الله البارحة من الخيرة كذا وكذا الذهبي قال اعمش كنت عند ابراهيم وهو يقرأ في المصحف فاستأذن رجلاً فغطى المصحف وقال لا يظن اني اقرأ فيه كل ساعة الذهبي عن هنييدة امرأة ابراهيم النخعي ان ابراهيم كان يصوم يوماً ويفطر يوماً وجاء من غير وجه عن ابراهيم انه كان لا يتكلم الا ان يسأل الذهبي عن اعمش كان ابراهيم يتوقى الشهرة ولا يخلص الى امطوانة الذهبي عن عيسى بن يونس لم تر نخعاً ولا القرن الذين كانوا قبلنا مثل اعمش

اور فراموشی میں مشغول ہونے سے پہلے

اتنا حیر نہیں دیکھا جتنا ان کے سامنے دیکھا باوجود اُن کے فقر اور حاجت کے۔ اور کہا یہی القطان نے کہ اعمش بڑے عبادت گزار اور اسلام کے بڑے مالوں میں سے تھے۔ اور دیکھ نے بیان کیا کہ ستر برس تک اعمش کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ میں اُن کے پاس قریب دو برس تک آتا جاتا رہا ہوں میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ (مستبوق ہو کر) کسی رکعت کی قضا پڑھ رہے ہوں۔ حریجی کا قول ہے کہ جس دن اعمش کا انتقال ہوا تو ایسا ہوا کہ انہوں نے دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو ان سے زیادہ عبادت گزار ہو اور وہ صاحب سنت تھے۔

سفیان ثوری رح عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ بسا اوقات ہم سفیان ثوریؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حساب کے لئے کھڑے ہیں تو کوئی ان سے پوچھنے کی کثمت نہیں کرتا تھا پھر حدیث کا ذکر پیش کر دیا جاتا تھا تو جب حدیث آجاتی تو وہ خشوع چلا جاتا بس پھر وہی حدیث ہوتی جس کی ہم روایت کرتے اور میں کسی شخص کے ساتھ نہیں رہا جو اُن سے زیادہ رقیق القلب ہو۔ میں ان کو رات میں دیکھا کرتا تھا کہ خوفِ زہ اٹھا کرتے اور بکا کر کرتے انار النار۔ مجھے نار کی یاد نے نیند اور شہوات سب بھلا دیئے۔ اور کہا ولید بن مسلم نے کہ مجھے خبر دی عطاء خفاف نے کہا کہ میں جب بھی سفیان سے ملا اُن کو روتا ہوا پایا تو میں نے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اُمّ الکتاب میں شقی لکھا ہوا ہوں۔ اور علی بن فضیل عیاض نے بیان کیا کہ میں نے بیت اللہ کے آگے ثوری کو سجدے میں پڑے ہوئے دیکھا تو طواف کے ساتھ پھرے اُن کے سجدے سے اٹھنے سے پہلے پورے کر لئے۔

فضیل بن عیاض رح ابن الاثیر، فضیل بن عیاض اُسپنے لطیف

و ما رأیت الا فناء والسلاطین عند احد
احترمنہم عندہ مع فقرہ و حاجتہ و قال
یجی القطان کان من التناک و کان علامۃ
الاسلام و قال و کعب کان الا عمش قریباً
من سبعین سنۃ لم تفتہ التکبیرۃ
الاولیٰ اختلفت الیہ قریباً من ستین
ما رأیہ یقضی رکعۃ و قال اکرمی مات
الاعمش یوم مات و اختلف احداً عبد
منہ و کان صاحب سنۃ الذہبی قال
عبد الرحمن بن مہدی ربما کنا نکون عند
سفیان فکانہ واقف للحساب فلا یجترئ
احد ان یسأله فیعرض بذکر الحدیث
فاذا جاء الحدیث ذہب ذلک الخشوع
فانما ہو حدیثا حدثنا و ما عاشرت رجلاً
ارتق منہ کنت ارمق فی اللیل سیہض
مرعوباً ینادی النار النار شغلنی ذکر النار
عن النوم و الشهوات و قال الولید بن
مسلم انخبرنی عطاء الخفاف قال ما لقیئت
سفیان الا باکیاً فقلت ما شائمک و قال
افان ان اکون فی ام الکتاب شقیاً
و قال علی بن فضیل العیاض رأیت
الثورمئی ساجداً حول البیت فطفت
سبعۃ اسابیح قبل ان یرفع رأیہ

اور بلند ہمت بزرگوں میں سے تھے۔ منصور اور عطاء بن السائب اور اعمش سے آپ نے روایت کی۔ شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کی پرستش بربناء محبت اس طرح کی کہ بغیر پرستش صبر نہ آیا۔

داؤد طائی ذہبی، داؤد طائی سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک لڑنے والا شخص جب جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے ہتھیار جمع کرے گا، مگر جب وہ شخص آلات جنگ کے جمع کرنے میں ہی اپنی عمر ختم کر دے گا تو وہ کب لڑے گا۔ بیشک علم آکر ہے عمل کا تو جب ایک شخص نے اپنی عمر کو اسی میں فنا کر دیا تو کس وقت عمل کرے گا۔

معروف کرخی شیخ الاسلام نے کہا کہ معروف مشائخ قدیم میں کے جلیل الشان بزرگ تھے۔ پرہیزگاری اور زہد و جوانمردی میں معروف تھے۔ داؤد طائی کی صحبت میں رہے تھے۔

ابو الحسن سقطی ابو القاسم القشیری، ابو الحسن سری سقطی، جنید کے مامول اور استاد تھے۔

اور معروف کرخی کے شاگرد تھے۔ پرہیزگاری اور بلند احوال اور علوم تو حید میں یگانہ روزگار تھے۔ ابو القاسم قشیری، سری سقطی کا ابتدائی حال یہ تھا کہ وہ تاجر تھے، بازار میں رہتے تھے اور وہ معروف کرخی کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک دن اُن کے پاس معروف پہنچے اور ان کے ساتھ ایک یتیم تھا۔ سری نے فرمایا کہ اس کو کپڑے

ابن الاثیر فضیل بن عیاض من ذوی الطبقات العالیۃ و ادلی القیم الغالیۃ رَوٰی عن منصور عطاء بن السائب والاعمش شیخ الاسلام گفت قدس سرہ کہ فضیل بن عیاض گفت من اللہ را بدوستی پرستم کہ تشکیم کہ نہ پرستم الذہبی مثل داؤد الطائی عن مثلیۃ فقال الیس المحارب اذا اراد ان یتلتی الحرب یمجم لہ آلتہ فاذا افنی عمرہ فی جمیع الآلتہ فمتی یحارب ان العلم آلتہ العمل فاذا افنی عمرہ فیہ فمتی لعل شیخ الاسلام گفت معروف از اجلہ مشائخ قدیم است بورع وزہد و فتوت معروف با داؤد طائی صحبت کردہ بود ابو القاسم قشیری ابو الحسن السقطی خال الجنید و استاذہ و کان تلمیذ معروف کرخی کان احدث زمانہ فی الورع والاحوال السیئہ و علوم التوحید ابو القاسم القشیری ان السری السقطی کان یکن فی السوق و ہو من اصحاب معروف کرخی فجاوہ معروف یوماً و معہ یتیم فقال کرخی

عہ شیخ الاسلام سے مراد ہیں شیخ ابو اسمعیل عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان اقوال کا ماخذ مولانا جامی رحمہ کی کتاب "نقعات الانس" ہے اور اس میں جہاں مطلقاً "شیخ الاسلام" لکھا ہے اُس سے اُن ہی مراد لیا ہے۔ مولانا جامی رحمہ نے ابتداء کتاب میں خود اپنی اس اصطلاح کا ذکر کر دیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد علی عوف۔

پہنا۔ سرتی کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کپڑے پہنا دیئے۔ اس سے معروف خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے متفرک کرے اور اس شغل سے تجھے جدا کرے جس میں تو لگا ہوا ہے۔ بس فوراً میں دکان سے اٹھ گیا اور دنیا سے زیادہ معوض میرے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ اب جو کچھ بھی میرا شغل ہے جس میں لگا رہتا ہوں یہ سب معروف کی دعا کی برکتوں میں سے ہے۔

ابراہیم بن ادہم شیخ الاسلامؒ نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم اہل بلخ میں سے ہیں شاہ زادوں میں سے امیر زادے تھے انوجوانی میں توبہ کی ایک مرتبہ شکار کے لئے باہر نکلے تھے ایک ہانت نے ان کو اکالادی کہا کہ اسے ابراہیم تھے اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی غفلت دور ہو کر بیداری پیدا ہو گئی۔ آپ نے طریقت میں زہد و ورع و توکل کو خوبی کے ساتھ مضبوط پکڑ لیا سو کرتے ہوئے مکہ پہنچے وہاں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض اور ابو یوسف غسولی کی صحبت میں رہے۔

حسن بصریؒ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کبار کا دور ختم ہوا تو اسی شان کے ساتھ حسن بصریؒ کھڑے ہوئے اور ان کے بھی اصحاب تھے جن کو اصحاب حسن بصریؒ کہا جاتا تھا۔ ذہبی، امام المؤمنین، ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسن کی والدہ کو کسی کام کے لئے بھیجتیں تو یہ روتے تو اپنی پستان ان کے منہ میں دے دیا کرتی تھیں اور ایک دن انہوں نے ان کو عمر کے پاس بھیجا تو انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ اس کو دین میں فقیہ کر دے اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ اور بلال بن ابی بردہ نے کہا کہ خدا کی قسم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ میں نے اس شیخ یعنی حسن سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور حمید بن بلال نے کہا کہ ہم سے ابو قتادہ نے کہا کہ اس شیخ کا اکرام کرو کہ میں نے اس سے

ہذا الیتیم قال البصریؒ فکسرتہ ففرج بہ معروف وقال بقیض اللہ ایک دنیا وار احکک فیما انت فیہ ففقت من اسکانوت و لیس شیئ البقیض الی من الدنیا و کل ما انا فیہ من برکات دعاء معروف شیخ الاسلامؒ گفت کہ ابراہیم بن ادہم از اہل بلخ است از ابناء ملوک امیر زادہ بود بنوجوانی توبہ کرد وقتی بصید برون رفتہ بود ہاتھی دے را آواز داد گفت ابراہیم نہ این کار را ترا آفریدہ اند دی را از غفلت لقطہ پدید آمد و دست در طریقت نیگوزد در زہد و ورع و توکل و سیاحت ہمکہ رفت آنجا با سفیان ثوری و فضیل بن عیاض و ابو یوسف غسولی صحبت کرد و قال الفقیر عفی عنہ و لما انقرض کبار اصحاب عبد اللہ بن مسعود قام احسن البصریؒ بہذا الشان و کان له اصحاب یقال لہم اصحاب حسن البصری الذہبی کانت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تبعث ام الحسن فی حاجۃ فیکبکی فقتلیہ ثم یبہا و اخرجہ الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدعاہ فقال اللہم فقیہ فی الدین و حسبہ الی الناس و قال بلال

بن ابی بردہ و اللہ ما رأیت احداً اشبه
 باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 من ہذا الشیخ یعنی الحسن و قال حمید بن
 ہلال قال لنا ابو قتادہ اکرموا ہذا الشیخ
 فارأیت احداً اشبه رأياً بعمرہ یعنی
 الحسن الذہبی قال مطر کان ابو اشعث
 رجلاً من اہل البصرۃ فلما ظہر الحسن جاء
 رجلاً کانما کان فی الآخرة فهو یخبر
 عماراً وکافراً و قال اصبع بن زید سمعت
 العوام بن حوشب قال ما اشبه الحسن الا
 نبی اقام فی قومہ رستین عاماً یعودہم الی اللہ
 و قال مجالد عن الشیخ قال ما رأیت الذی
 کان اسود من الحسن الذہبی قال حوشب
 سمعت الحسن یقول و اللہ یا ابن آدم
 لئن قرأت القرآن ثم امنت بہ لکیطوکن
 فی الدنیا حزناً و لیشتتن فی الدنیا
 غمک و لیکثرن فی الدنیا بکاؤک و قال
 جعفر بن سلیمان حدثنا ابراہیم بن عیسی
 الشکری قال ما رأیت احداً اطول حزناً
 من الحسن ما رأیت قط الا حزنہ حدیث
 عہد بمصیبہ الذہبی قال حفص بن غیاث
 سمعت الاعمش یقول ما زال الحسن
 یبکی حکمتہ حتی نطق بہا و کان
 اذا ذکر عند ابی جعفر محمد بن علی
 قال ذاک یشبه کلامہ کلام الانبیاء و

زیادہ عمر کی رائے سے شاہد کسی کو نہیں دیکھا یعنی حسن سے زیادہ ذہبی، مطر نے
 کہا کہ ابو اشعث اہل بصرہ میں کا ایک شخص تھا پھر جب حسن ظاہر ہوئے
 تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عالم آخرت سے ایک شخص آیا اور ان
 چیزوں کی خبر دے رہا ہے جن کو خود دیکھ چکا اور معائنہ کر چکا
 ہے۔ اور کہا اصبع بن زید نے کہ میں نے عوام بن حوشب سے
 سنا۔ کہا کہ حسن کا حال نبی کے حال سے مشابہ تھا اپنی قوم میں
 مقیم رہ کر ساٹھ برس تک لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے
 رہے۔ اور مجالد نے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایسا
 شخص نہیں دیکھا جو حسن سے بڑھا ہوا اہل سیادت ہو، ذہبی
 حوشب نے کہا کہ میں نے حسن سے سنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم
 اے ابن آدم اگر تو نے قرآن کو پڑھا پھر اس پر ایمان لایا تو ضرور
 دنیا میں تیرا غم طویل ہو جائے گا اور یقیناً دنیا میں تیرا خوف
 سخت ہو جائے گا اور ضرور دنیا میں تو بکثرت رویا کرے گا
 اور جعفر بن سلیمان نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن
 عیسیٰ الشکری نے کہا کہ میں نے کسی کو حسن سے زیادہ طویل
 حزن والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو جب بھی دیکھا تو یہی
 سمجھا کہ ان پر کوئی مصیبت حال میں ہی آپڑی ہے۔ ذہبی حفص
 بن غیاث نے کہا کہ میں نے اعمش سے سنا کہتے تھے کہ حسن
 ہمیشہ حکمت کو ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اس
 کو بیان کر دیں اور ایسے تھے کہ جب ابو جعفر محمد بن علی (یعنی
 امام محمد باقر) کے سامنے ان کا ذکر کیا جاتا تو وہ یہ کہتے
 کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے
 اور کہا جعفر بن سلیمان نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام نے کہ میں
 نے سنا حسن سے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ کسی
 نے درہم کو عزیز نہیں رکھا مگر اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے

ذہبی و مسلم، قتادہ سے۔ واللہ ہم سے حسن نے کسی بدی سے کوئی روایت مشافہہ کی بیان نہیں کی۔ ذہبی، حسن (روایت میں)، تدریس کر دیتے تھے یعنی کہتے تھے کہ عن فلان حالانکہ اس سے نہ ثنا ہوتا۔ ابو عمر، عبد اللہ بن مغفل کے ترجمہ میں کہ یہ اصحاب شجرہ میں سے تھے پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے۔ سب سے زیادہ ان سے روایت کرنے والے حسن ہیں۔ اور کہا حسن نے کہ عبد اللہ بن مغفل اُن دس میں کے ایک ہیں جن کو عمر بن نے ہمارے پاس بھیجا تھا جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عبد اللہ بن مغفل اپنے ساتھیوں میں سب سے اشرف تھے۔ ذہبی، حسن سے، وہ عبد اللہ بن مغفل سے اُنہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے سے اُٹھارہے تھے جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔

ایوب سختیانی

مرتبہ یہ فرمایا کہ ایوب جو انان اہل بصرہ کا سردار ہے اور شعبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا ایوب نے اور وہ فقہاء کے سردار تھے۔ میں اُن کا شل اور یونس اور ابن عون کا شل نہیں دیکھا۔ اور کہا سعید بن عامر نے مروی ہے سلام سے کہ ایوب سختیانی رات میں نوافل پڑھتے رہتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے تو جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا تو اپنی آواز اُوپنچی کر لیتے تھے گویا کہ وہ اسی وقت اُٹھے ہیں۔ اور کہا ابن عون نے کہ جب ابن سیرین کا انتقال ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہمارے لئے (راہ نما) کون ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ایوب۔ اور مروی ہے عبد الواحد بن زید سے کہ میں جریر پر ایوب سختیانی کے ساتھ تھا کہ مجھے سخت پیاس لگنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا اثر میرے

قال جعفر بن سلیمان حدثنا هشام سمعت الحسن بن علف باللہ اعز احد درہم الا اذلہ اللہ الذہبی و مسلم عن قتادہ واللہ ماجدنا الحسن عن بدی مشافہۃ الذہبی کان الحسن یدریس فیقول عن فلان ولم یسمع عنہ ابو عمر فی ترجمہ عبد اللہ بن مغفل کان من اصحاب الشجرۃ ثم شغل عنها الی البصرۃ اروی الناس عنہ الحسن وقال الحسن کان عبد اللہ بن مغفل احد العشرۃ الذین بعثہم عمر الینا یفقیہون الناس وکان من نقباء اصحاب الذہبی عن الحسن عن عبد اللہ بن مغفل قال انی لکن من رفیع اخصان الشجرۃ عن دہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یخطب الذہبی قال الحسن ونظر الی ایوب ہذا سید الفقیان و قال مرۃ ایوب سید شباب اہل البصرۃ وقال شعبۃ حدثنا ایوب وکان سید الفقہاء راایت شلہ وشل یونس وابن عون وقال سعید بن عامر عن سلام کان ایوب السختیانی یقوم اللیل وینحی ذلک فاذا کان عند الصبح رفع صوته کانه قام تکلم لیلۃ وقال ابن عون لما مات ابن سیرین قلنا من کنا فقال ایوب وعن عبد الواحد بن زید قال کنت مع ایوب السختیانی علی جراء فطشت عطا کثیرا حتی رأی ذلک

چہرے پر دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال پیش آگیا۔ میں نے کہا کہ میرے نفس پر بیاس مسلط ہو گئی۔ کہا کہ میرا حال معنی رکھو گے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر مجھ سے قسم کھلائی، میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے میں کبھی سے نہ کہوں گا تو پہاڑ کی طرف اپنے پاؤں سے اشارہ کیا تو اس سے پانی بہنے لگا اور میں نے سیر ہو کر پیا اور کچھ پانی اپنے ساتھ لے لیا۔ ذہبی، ایوب سختیانی سے اور وہ سفیان کے شیوخ میں سے ہیں فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کوئی نہیں ملا جس کو سفیان پر فضیلت دوں۔

حبیب بن محمد بن العجمی

یہ ایک تاجر شخص تھے جو دراہم کا تبادو لیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کا گدڑ بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے۔

تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ سود خوار آگیا تو انہوں نے اپنا سر جھکایا اور کہا کہ یا اللہ آپ نے میرا کام بچوں پر بھی فاش کر دیا پھر لوٹے اور ایک کھل کا ٹکڑا پھینکا اور اپنے ہاتھ کو زنجیر سے باندھا اور اپنے مال کو سامنے رکھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ لے پروردگار میں اپنے نفس کو اس مال کے بدلے میں آپ سے خریدنا چاہتا ہوں تو آپ مجھے آزاد کر دیجئے (جہنم سے) جب جمع ہوئی تو تمام مال صدقہ کر دیا اور عبادت کو اختیار کر لیا تو جب بھی دیکھے جاتے تو دروزے سے دیکھے جاتے یا نماز میں کھڑے ہوئے یا ذکر کرتے ہوئے۔ پھر ایک دن انھیں بچوں کی طرف آپ کا گدڑ ہوا تو ان میں سے بعض نے دوسرے بچوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ حبیب عابد آپ ہیں تو آپ رد پڑے اور کہا کہ۔ (یا اللہ) یہ سب آپ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر ان کی فضیلت یہاں تک بڑھی کہ آپ کو مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا اور جن ان کے پاس پہنچے حجاج بن یوسف سے جھاگ کر اور کہا کہ اے ابو محمد میری حفاظت کیجئے سپاہی میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ لے ابوسعید آپ کے حال سے مجھے شرم آتی ہے۔ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایسا مضبوط تعلق نہیں ہے کہ تم اس کو پکارو تو وہ تم کو چھپالے۔ جاؤ گھر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور سپاہی بھی ان کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے مگر

فی وجہی فقال ما بک قلت العطش قد حقت علی نفسی قال تشر علی قلت نعم فاستخلفنی فلففت من لائخر عنہ مادام حیاً فغمر برجلہ علی جراء فینزع الماء وشربت حتی رویت وعلمت معی من الماء الذہبی عن ایوب السعیتیانی وہو من شیوخ سفیان قال ما لیت کوفیاً افضل علی سفیان الذہبی حبیب بن محمد بن العجمی کان رجلاً تاجراً یغیر الدراہم فمر ذات یوم بصبیان یلعبون فقال بعضهم قد جاء اکل الربوا فکس رأسہ و قال یارب قد افشیت امری الی الصبیان فرجع فلبس درعہ من شعر وغل یدہ و وضع ماہ بین یدہ وجعل یقول یا رب انی اشتری نفسی منک بهذا المال فاعقبتی فلما اصبح تصدق بالمال کلمہ واخذ فی العبادۃ فلم یر إلا صائماً او قائماً او ذا کرا فمر ذات یوم باولسک الصبیان فقال بعضهم لبعض استکوافقد جاء حبیب العابد فبکی وقال کل من عندک فبلغ من فضلہ انہ کان یقال مستجاب الدعاء واما الحسن ہارثا من الکجاج فقال یا ابامحمد احفظنی الشرط علی اثری فقال استخیت ک یا اباسعد لیس بیک وین ربک من الشفۃ ماتدعو فیکشترک ادخل البیت فدخل وادخل الشرط علی اثرہ فلم یدوہ فذکروا

ذَکَکَ الْحَاجَّ فَقَالَ بَلَى قَدْ كَانَ فِي بَيْتِهِ وَ
وَلَكِنْ اللَّهُ تَمَسَّ طَ أَمِينُكُمْ وَقَالَ الْمُعْتَمِرُ
مَنْ أَمِيَهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطَّ عَبْدًا
مِنْ الْحَسَنِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطَّ عَبْدًا
جَبِيبَ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ ضَمْرَةُ بْنُ الْمَيْمُونِ
بَنَ يَحْيَى كَانُ جَبِيبٌ يُرَى بِالْبَصْرَةِ يَوْمَ التَّوَدُّعِ
وَبَعْدَ عَرَفَةَ عَرَفَةُ دِرْزُيْ انْ جَبِيبًا
وَعَالِي رَجُلًا فَسَقَطَ مَيِّتًا قَالَ الْفَقِيرُ عَفَى عَنهُ
كَانَ النَّاسُ بَعْدَ الْحَسَنِ وَاصْحَابِهِ يَصْبَحُونَ
أَصْحَابَ عَبْدِ اللَّهِ وَلَيَّعُونَ أَصْحَابَ الْحَسَنِ
يَأْخُذُونَ عَنِ الْفَرِيقَيْنِ كَلِمَةً إِلَى أَنْ قَامَ الْجَنَدِيُّ
وَأَقْرَأَهُمْ فَاحْكُمُوا السَّبِيلَةَ الصَّوْفِيَّةَ بِالصَّحْبَةِ
وَالْخُرْقَةِ وَكَانَ فِيهِمُ الْمَرْقَعَاتُ وَالسَّمَاعُ
وَالْكَلَامُ عَلَى النَّاسِ وَالْإِشَارَاتُ وَالْإِشْرَاقَاتُ
وَمَذَاهِبُهُمْ مَبْسُوطَةٌ فِي قُوَّةِ الْقُلُوبِ وَغَيْرِهَا
وَكُنَّا مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَمْرٍاءَ بِنِ الْخَطَابِ
سَلَالِ الْغُرَى الْفَرَضَتْ بَعْدَ زَمَانٍ مِنْهَا
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو مَحَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَحَبِّ بَعْدَهُ أَبَاهُ وَانْتَفَعَ بِهِ
وَقَفَّ الْبَوَّاهُ كَمَا أَحَبَّ مَحَبَّةَ سَالِمٍ ابْنِهِ
وَنَافِعٍ مَوْلَاهُ مَحَبَّةَ سَالِمِ الْزَهْرِيِّ وَخُظَلَّةٍ
وَمَحَبَّةَ نَافِعِ مَالِكٍ وَعَبِيدِ اللَّهِ وَجَمَاعَةٍ
وَمِنْهَا اسْلَمُ مَوْلَى عَمْرِو مَحَبِّ عَمْرِو بْنِ الْخَطَابِ
طَوِيلًا مَجْهَدًا ابْنُ زَيْدِ بْنِ اسْلَمٍ وَبَدَاهُ أَقْوَالُ
ابْنِ عَمْرِو نَقْلًا بِأَنَّ مِنْ مَصْنُفِ ابْنِ بَكْرِ أَبُو بَكْرٍ

انہوں نے ان کو نہ دیکھا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر حجاج سے کیا تو اس نے
کہا کہ وہ یقیناً اپنے گھر میں تھا لیکن اللہ نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا
اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی حسن سے
زیادہ عبادت کرنے والا اور ابو محمد حبیب سے زیادہ صادق یقین
والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ضمیرہ بن یسر بن یحییٰ نے کہا کہ حبیب یوم التودع
یعنی آٹھ ذی الحجہ میں بصرہ میں دیکھے جاتے تھے اور عرفہ کی شام کو کوہ
عرفات پر۔ اور مروی ہے کہ حبیب نے ایک شخص کو بد دعا دی تو وہ اسی
وقت مر کر گر پڑا۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حسن اور ان کے اصحاب کے بعد
لوگوں نے اصحاب عبد اللہ کی صحبت اختیار کی اور اصحاب حسن کے ہم صحبت
سبھی رہنے والوں فریقوں سے طریقت کو اخذ کرتے رہے یہاں تک کہ
جنید اور ان کے ہم عصر اٹھے اور انہوں نے سلسلہ صوفیہ کو استوار
کیا صحبت اور خرقہ کے ساتھ اور ان میں مرقات (یعنی پیوندوں سے
سلے ہوئے جتنے مروج ہوئے اور سماع اور لوگوں کے مقامات) پر
کلام اور اشارات و اشراقات (انوار باطن کے حصول کے طریقے) کا
رواج ہوا۔ اور ان کے مذاہب قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور
ہیں۔ اور امیر المؤمنین عمر بن الخطاب سے دوسرے سلسلے بھی چلے
تھے جو کچھ زمانہ کے بعد منقطع ہو گئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ عبد اللہ
بن عمر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے بعد
اپنے باپ کی صحبت میں رہے اور ان سے منتفع ہوئے اور ان
کے باپ نے اپنی پسند کے مطابق ان کی تربیت ظاہر و باطن کی۔ ان
کے ہم صحبت رہے ان کے بیٹے سالم اور ان کے آئندہ نافع۔ اور
سالم کے ہم صحبت رہے زہری اور خظلة۔ اور نافع کی صحبت میں رہے
مالک اور عبید اللہ اور ایک جماعت اور ان (سلسلوں) میں سے ایک یہ ہے
اسلم مولیٰ عمر، حضرت عمر بن الخطاب کی صحبت میں عرصہ دراز تک
رہے اور ان کی صحبت میں رہے ان کے بیٹے زید بن اسلم۔

اقوال ابن عمرؓ

اور یہ ابن عمرؓ کے اقوال ہیں جن کو ہم نے مصنفؒ

ابن بکر سے نقل کیا۔ ابو بکرؓ ابن عمرؓ سے فرمایا کہ

کوئی دنیا کی کوئی شے حاصل نہیں کرتا مگر کمی پیدا ہو جاتی ہے اس کے درجات

میں جو اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں اگرچہ وہ شخص اللہ کے یہاں بزرگتر ہو۔

اور فرمایا کہ کوئی شخص اہل علم میں سے نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہوگا

کہ اپنے سے بلند مرتبہ والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کو حیرت

نہ سمجھے اور اپنے علم کی قیمت لینے کی جستجو نہ کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی ایمان کی حقیقت

سمجھ نہیں پہنچے گا جب تک کہ وہ لوگوں کو اپنے دین (کو عالی مرتبہ سمجھنے کے بارے

میں بے وقوف نہ سمجھ لے۔ اور فرمایا کہ مومن کے قبر سے نکلنے کے وقت اُن

تمام صورتوں سے جو اس نے کبھی نہ دیکھیں زیادہ حسین صورت اس کا۔

استقبال کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ اُس سے کہے گی

کہ میں وہ ہوں جو تیرے ساتھ دنیا میں رہا کرتی اب میں تجھ سے جدا نہ ہونگی

یہاں تک کہ تجھے جنت میں داخل کر دوں۔ اور فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے نہ انیت پر انیت رکھی اور نہ کوئی درخت

بویا (یعنی نہ مکان بنایا نہ باغ لگایا) اور حرمٰن سے فرمایا کہ اللہ سے ایسی ذمہ داری

کو لیکر مگر نہ ملنا جس کو پورا نہ کیا ہو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن دنیا

ہوئے گئے اور نہ درہم اپنے اعمال سے لوگ دوسروں کے حقوق کا جھگڑا کریں گے۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کو ایک امر پر (یعنی حال پر) پایا اور میں نے

اگر ان کے خلاف کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ان سے نہ مل سکوں۔

سیر ابن عمرؓ

اور یہ ابن عمرؓ کے خصائل ہیں جن کو ہم نے مصنفؒ ابن بکر

سے نقل کیا ہے۔ ابو بکرؓ جابر سے کہا کہ ہم میں کوئی ایسا

نہیں جس نے دنیا کو پایا مگر وہ اس کی طرف جھک گیا اور دنیا اس کی طرف جھک گئی

بجز عبد اللہ بن عمرؓ کے۔ ابن عمرؓ کا یہ حال تھا کہ جب اُن کو کوئی دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی جستجو کرنے کی ایک گمن ہے۔ ابن عمرؓ ان پتھر کے نشانہاں

راہ کی جانب نماز پڑھنے سے کراہت کرتے تھے جن کو مردان نے بنایا تھا۔ مردی ہے

عن ابن عمر قال لا يصيب احد من الدنيا الا

نقص من درجاته عند الله وان كان

عليه كرميا وقال لا يكون رجلا من اهل العلم

حتى لا يحسد من فوقه ولا يحقر من دونه

ولا يمتني بعلمه ثمنا وقال لا يبلغ عبدا

حقيقة الايمان حتى يعذر الناس محقا

في دينه وقال يستقبل المؤمن عند خروجه

من قبره احسن صورة رابا قط فيقول لها

من انت فتقول له انا التي كنت معك

في الدنيا لا افارقك حتى ادخلك الجنة

وقال ما صنعت لبنة على لبنة ولا عزت

نحلة منذ قبض رسول الله صلى الله عليه

وسلم وقال لسمان لا تثقين الله بزمته

لا ولاء بها فانه ليس يوم القيامة دينارا

ولا درهم انما يجازي الناس باعمالهم

وكان يقول اني الفتيت اصحابي على امر

واني ان خالفتهم خشت ان لا احدث

بهم بئره سير ابن عمر نقلنا من مصنف

ابن بکر۔ ابو بکر عن جابر قال ما بنا احد ادرک

الدنيا الا مال بها دالت به غیر عبد اللہ

ابن عمر کان ابن عمر اذا راہ احد فہن ان بہ شیئا

من یقتبہ آثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کان ابن عمر یکرہ ان یصلی الے امیال

صنعہا مردان من حجارة عن نافع قال

کان ابن عمر یعمل فی غاصۃ نفسہ بالشیئ

نافع سے کہا کہ ابن عمر اپنے نفس کے ساتھ جو خام معاملہ کرتے تھے وہ عام لوگوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے اور مکہ کے راستے میں اپنے سواری کے اونٹ کے سر کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے کہ غالباً قدم قدم کے اوپر واقع ہو رہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے اونٹ کے قدم کے اوپر ابن عمر اپنے اصحاب کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کرزیز کے پاس پہنچے جب کہ وہ بیمار تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو مطمئن رہنا چاہئے آپ نے عرفات میں کئی حوض کھودے ہیں جن پر پانی کے لئے بیت اللہ کا حج کرنے والے آتے ہیں اور آپ نے بیابانوں میں کنوئیں کھودے ہیں کہا اور (اسی طرح کی) چند نیک خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمہارے حق میں انشاء اللہ تعالیٰ خیر (یعنی مغفرت) کی امید کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے وہ گفتگو نہیں کر رہے تھے جب ان کے بارے میں بات دیر تک چوچکی تو (عبداللہ بن عامر نے) کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تم کیا کہتے ہو تو فرمایا کہ جب مواقع کسب عمدہ ہوتے ہیں تو نفقہ بڑھ جاتا ہے اور تم مغفرت پہنچنے والے ہو تو جان لو گے۔ اور ابن عمر کا گزرا ایک میدان میں ہوا اور ان کے ساتھ ایک شخص تھا تو اس سے فرمایا کہ پکار (ان اہل قبور کو) تو اس نے پکارا (اُس پکار پر) ابن عمر نے اُس کو جواب نہ دید۔ پھر اس سے کہا کہ پکار (اس نے پکارا) پھر اس کو ابن عمر نے جواب دیا کہ سب چلے گئے مگر اُن کے اعمال باقی رہ گئے۔

ذہبی۔ ابن السیّد نے کہا کہ عبداللہ

سالم بن عبداللہ بن عمر

عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن

سے مشابہ تھے اور سالم بن عبداللہ تمام اولاد سے زیادہ عبداللہ سے مشابہ تھے۔ ذہبی، میمون بن مہران سے۔ کہا کہ میں عبداللہ بن عمر کے گھر پہنچا اور جس قدر چیزیں اُن کے گھر میں موجود تھیں اُن کی قیمت کا میں نے اندازہ کیا تو میں اتنا نہ پایا جو ایک سو درہم کے برابر ہو جاتا اور اُن کے بعد میں سالم کے گھر پہنچا تو میں نے اُن کو عبداللہ کے حال پر پایا۔ ذہبی، سالم پہنچے سلیمان ابن عبدالملک کے پاس اور ان کے بدن پر موسے پرانے کپڑے تھے تو سلیمان نے اُن کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر ایک شخص نے عمر بن

لا یُعَلِّیْہ فی الناس دکان فی طروق مکة یقول برأس راحلته یشیئہا ویقول لعل ثغاً یقع علی یعنی خف راحلہ لقی صلی اللہ علیہ وسلم ونقل ابن مسفرہ اناس من اصحاب علی عبداللہ بن عامر بن کرزیز وہو مرین فقاوا لہ ائیشہ فانک قد حضرت البیاض بعرفات یشرع فیہا حاجۃ بیت اللہ و حضرت اباہ بالفلوات قال و ذکر و اخصلاً من خصال الخیر قال فقاوا انا لکرزیز لک خیرا ان شاء اللہ تعالیٰ و ابن عمر جالس لا یتکلم فلما ابھا علیہ بالکلام قال یا ابا عبدالرحمن ما تقول فقال اذا کانت المکبۃ زکرت النفعۃ فوسیرتو فسلم و سرائن عمر فی حوزۃ دمعہ رجل فقال اہتفت فہتفت فلم یجہہ ابن عمر ثم قال لہ اہتفت فاجابہ ابن عمر ذہبتوا و بقیۃ اعمالہم الذہبی قال ابن السیّد کان عبداللہ اشبہ ولید عمر بہ دکان سالم بن عبداللہ اشبہ ولید عبداللہ بہ الذہبی عن میمون بن مہران قال دخلت علی ابن عمر فومت کل شیء فی بیتہ فا وجدته یسوی ماتہ درہم و دخلت بعدہ علی سالم فوجدته علی مثل حالہ الذہبی دخل سالم علی سلیمان بن عبدالملک علیہ ثیاب غلیظۃ رثۃ فاقعدہ معہ علی سریرہ فقال رجل لعمر بن عبدالعزیز ما استطاع خالک ان یلبس

شیاً فاخرة يدخل فيها على امير المؤمنين
قال وعلى التكم ثياب لها قيمة فقال له عمر
ما رأيت ثياباً وضعت ومارأيت ثياباً بهذه
رفعتك الى مكان قال احمد واسحق امح
الاسانيد الزهري عن سالم عن ابيه الزهري
قال ابو حازم لعبد الرحمن بن زيد بن اسلم
لقد رأيتنا في مجلس ابيك اربعين خيراً
فقيهاً ادنى خصلية منا الثوري بما في ايدينا
وكان ابو حازم يقول اللهم اني انظر الى زيد
فاذكر بالنظر اليه القوة على عبادتك كان
زيد يقول ابن آدم اتق الله فيجبك الناس
والا كرهوا قال ابو حازم انظر كل عمل كرهت
الموت من اجله فاتركه ثم لا يفرح متى تمت
وقال يسير الدنيا فيشغل عن كثيرة الآخرة
وقال شيطان اذا عملت بها اصبحت
خير الدنيا والآخرة فعمل ما كرهه اذا احبه
الله وتترك ما تحب اذا كرهه الله وهذا
آخر ما اردنا ايراده في هذا الفصل وبتمامه تمت
مقامات امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله
تعالى عنه واحمد الله اولاً وآخراً وذاً ههنا
وبالمناء بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله
رب العالمين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد
وآله وصحبه اجمعين اما بعد فهذه كلمات
امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى
عنه في سيرة الملك وتدبير المنازل ومعرفة

عبد العزيز سے کہا کہ تمہارے ماموں سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ لباس فاخرہ پہن کر۔
امیر المؤمنین سے ملنے آئے اور اس کہنے والے کے بدن پر قیمتی کپڑے تھے تو اس سے
عمر نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ ان کے کپڑوں نے ان کو دان کے مقام سے اگرایا
ہو اور میں نے تیرے کپڑوں کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے تجھے ان کے مقام پر پہنچایا
ہو۔ کہا احمد اور اسحق نے کہ تمام سندوں سے زیادہ صحیح سند ہے "الزہری عن
سالم عن ابيه"

ترجمہ ابن اسلم ذہبی، کہا ابو حازم نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے کہ ہم
نے تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس برس علماء فقہاء کو دیکھا۔ ہماری ادنیٰ خصلت
یہ تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں جرمال آجاتا ہر ایک دوسرے کی اس سے خبر گیری کرتا
تھا۔ اور ابو حازم کہا کرتے تھے کہ یا اللہ حیب میں زید کی طرف دیکھتا ہوں تو ان
کی طرف نظر کرنے سے تیری عبادت پر قوت کو یاد کرتا ہوں (یعنی اپنے نفس
میں عبادت کی ہمت پاتا ہوں، اور زید فرمایا کرتے کہ اسے ابن آدم اللہ سے ڈرتا
رہ تو تجھ سے لوگ محبت کریں گے ورنہ نفرت کریں گے۔

ابو حازم ابو حازم کا قول ہے کہ غور کر وہ کو سامع ہے کہ جس کی وجہ سے موت
سے ڈرتا ہے پھر اس کو ترک کر دے اس کے بعد تجھے وہ نقصان نہ پہنچائے گا کسی
وقت بھی تو مر جائے (مطلب یہ ہے کہ کبھی تو بے بعد بد اعمال سابقہ کی مصیبت ختم ہو جاتی
ہے) اور فرمایا کہ دنیا کا تھوڑا سا حصہ تم کو آخرت کے بڑے حصہ سے غافل کر دیتا ہے۔
اور فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جب قوان پر عمل پیرا ہو جائے گا تو دنیا و آخرت کی بھلائی
پر پہنچ جائے گا، ثوابت کو برداشت کرے جو کچھ پر گراں گذرے جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو
پسند کرتا ہے اور قواس بات کو چھوڑ دے جو کچھ کو پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند
کرتا ہے۔ اور یہ اس مضمون کا آخر حصہ ہے جس کو ہم نے اس فصل میں لانے کا ارادہ کیا تھا
اور اس کے پورا ہونے پر امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه کی مقامات
پورے ہو گئے۔ اور پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور باطن سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور رحمت خاصہ نازل فرمائی

الْأَخْلَاقُ أَجْبَنًا أَنْ لَا يَخْلُو كِتَابًا مِنْهَا وَ
 أَنْ كَانَتْ يَسِيرَةً بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يُقْبَلُ عَنْهُ
 فِي هَذِهِ الْأَبْوَابِ الْبَحَارِي وَالْبُحْرِ وَاللِّقْطِ
 لِابْنِ بَرِّ قَالَ عَمْرٍو مِّنْ مَُّلُوحٍ أَوْ مِصْرِي الْخَلِيفَةُ
 مِنْ بَعْدِي بِتَقْوَى اللَّهِ وَالْمَهَابَةِ جَرِينِ الْأَوَّلِينَ
 أَنْ كَيْفَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 بِالْأَهْلِ الْأَمْعَارِ خَيْرًا فَانْهَمَ رَدُّ الْإِسْلَامِ
 وَطَيْظُ الْعَدُوِّ وَجَاءَ الْأَمْوَالُ أَنْ لَا يُؤْخَذَ
 مِنْهُمْ فَيُكْتَبُ عَلَيْهِمْ إِلَّا مَن رَضَا مِنْهُمْ وَأَوْصِيَهُ بِالْأَنْصَارِ
 خَيْرَ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْأَيْمَانَ أَنْ يَقْبَلَ
 مِنْ مَحْسَنِهِمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ مَسِيئَتِهِمْ وَأَوْصِيَهُ
 بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَانْهَمَ أَصْلُ الْعَرَبِ وَأَمَّا
 الْإِسْلَامُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ فَرَدُّ
 عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ
 أَنْ يُؤْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا إِلَّا
 طَائِفَتُهُمْ أَبُو بَكْرٍ حِينَ جَارِيَةِ بْنِ قَدَامَةَ السَّعْدِيِّ
 قَالَ جَعَلْتُ الْعَامَ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ عَمْرُقًا
 أَنِّي رَأَيْتُ أَنْ وَكَيْلًا نَفَرْتَنِي نَفَرَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا
 ثُمَّ لَمْ تَكُنْ إِلَّا جَمْعَةً أَوْ خَمْسًا حَتَّى أُصِيبَ
 قَالَ فَأَذِنَ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ثُمَّ أَذِنَ لِأَهْلِ الشَّامِ ثُمَّ أَذِنَ لِأَهْلِ
 الْعِرَاقِ فَكُنَّا آخِرَ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ وَبَلَّغْنَاهُ مَعْصُومًا
 وَشَرَّ وَاسُودَّ وَالدَّمُ قَسْلٌ كَمَا دَخَلَ قَوْمٌ
 بَكْرًا وَهُنَا عَلَيْهِ قَتْلًا أَوْعَيْنَا وَاسْأَلَهُ
 أَوْصِيَهُ أَمَّا خَيْرُنَا فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ اپنی سب سے بہتر مخلوق پر حضرت محمد اور ان کی اولاد اور ان کے تمام اصحاب پر
 اَمَّا بَعْدُ ملک کے نظم حکومت اور گھر بیرون زندگی کی اصلاح اور معرفت اخلاق کے
 بارے میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ملفوظات ہیں۔ ہم نے یہ بہتر خیال کیا کہ یہاں
 کتابان سے خالی نہ رہے اگرچہ بہ نسبت اُس کے جو اس باب میں اُن سے منقول ہیں
 کم ہوں۔ بخاری و ابویکبر اور روایت کے الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ
 گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے
 بارے میں کہ اس سے ڈرتا رہے اور مہاجرین اولین کے بارے میں کہ جو ان کا حق ہے
 اس کو پہچانے اور ان کی حرمت کا لحاظ رکھے اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ دوسرے
 شہر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار اور دشمنوں کو غصہ
 دلانے (یعنی اُن کی مروجہیت کا سبب کیونکہ ان کی شرکت سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ
 معلوم ہوتی ہے) اور آمدنی کا ذریعہ ہیں (اچھا برتاؤ) یہ کہ اُن سے جو حاصل لئے جائیں
 وہ اُن کی رضامندی کے بغیر نہ لئے جائیں۔ اور میں اُس کو وصیت کرتا ہوں انصار کے
 ساتھ ایک برتاؤ کی جو اس دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ایمان کے ساتھ مہاجرین کے
 آنے سے قبل سے) رہتے رہتے ہیں (نیک برتاؤ) کہ اُن کے اچھے کردار والوں کی عزت
 افزائی کی جائے اور بڑے کردار والوں سے چشم پوشی کی جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا
 ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کیونکہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام
 کا مادہ ہیں کہ اُن کے دُور ریات معیشت سے زوائد اموال میں سے اُن سے لیا جائے
 پھر اُن ہی میں سے حاجت مندوں پر نوٹا دیا جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں
 اللہ کی ذمہ داری اور اُس کے رسول کی ذمہ داری کو (ذمی لوگوں کے حق میں) پورا کرنے
 کے لئے کہ جو جہد اُن سے کیا گیا اس کو پورا کریں اور اُن کو اُن کی برداشت سے زیادہ
 کا سکھت نہ بنایا جائے۔ (ابوبکر جاریہ بن قدامہ السعدی سے) بیان کیا کہ میں نے
 اس سال حج کیا تھا جس میں عمرؓ مرزومہ پڑھا تھا۔ بیان کیا کہ پھر عمرؓ نے تقریر کی کہ میں
 نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک مرغ نے میرے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ پھر ایک
 جمعہ یا اس کے قریب نہیں گذرا تھا کہ مجھ پر یہ چوٹ پڑی، بیان کیا کہ پھر اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اجابت دی، پھر اہل مدینہ کو اجازت دی

فَانْكُمْ لَنْ تَقْلُوا مَا تَتَّبِعُوهُ و
 اَوْصِيكُمْ بِالسَّاجِدِينَ فَاِنَّ النَّاسَ لَا يَخْشَوْنَ
 وَيَقْتُلُونَ و اَوْصِيكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاَنْهُمْ
 شَعْبُ الْاِيْمَانِ الَّذِي لَجَّأَ اِلَيْهِ و اَوْصِيكُمْ
 بِالْاَعْرَابِ فَاَنْهَا اَصْلُكُمْ و اَمَّا تَنْكُمْ و
 اَوْصِيكُمْ بِذِمَّتِكُمْ فَاَنْهَا ذِمَّةٌ نَبِيْكُمْ و رَزَقُ
 عِيَالِكُمْ قَوْمَا غَنِيٍّ فَاَزَادَنَا عَلٰى هٰؤُلَاءِ
 الْكَلِمَاتِ اَبُو بَكْرٍ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ
 قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ وَاَنَّ اَحَدَ اَصْحَابِهِ
 فِي جَرَحٍ نَزْدَهُ اَوْ نَزْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ
 الْقُرَيْشِ اِنِّي لَا اَخَافُ النَّاسَ عَلَيْكُمْ
 اِنَّمَا اَخَافُكُمْ طَلْعَ النَّاسِ اِنِّي قَدْ تَرَكْتُ
 فَيْكُمُ ثَنَيْنِ لَنْ تَبْرَحُوْا بَخِيْرًا مَّا لَمْ تَمُوتْ
 الْعَدْلُ فِي الْحُكْمِ وَالْعَدْلُ فِي الْقِسْمِ
 وَاِنِّي قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مَثَلِ مَخْرَمَةَ النُّعْمِ
 اَلَّا اِنْ يَتَّبِعُوْكُمْ قَوْمٌ فَيَتَّبِعُوْكُمْ بِهِمْ
 اَبُو بَكْرٍ عَنِ حَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ عُمَرُ
 لِعُمَانَ اَتَقِ اللّٰهَ وَاَنْ وَلِيْتُ شَيْئًا
 مِنْ اُمُوْر النَّاسِ فَلَا تَحْمِلْ بَنِي اَبِي
 مَعْصُطٍ عَلٰى رِقَابِ النَّاسِ وَقَالَ لِعَلِيٍّ
 اَتَقِ اللّٰهَ وَاَنْ وَلِيْتُ شَيْئًا مِنْ
 اُمُوْر النَّاسِ فَلَا تَحْمِلْ بَنِي هَاشِمٍ عَلٰى
 رِقَابِ النَّاسِ وَقَدْ رَدِيْ فِيْ وَصِيَّتِهِ
 مَخْلِفَةً مِنْ بَعْدِهِ رَوَايَاتُ شَيْئٍ
 اَشْبَحَ بِهَا فَيَا اُرَاى مَا وَجَدْتَ فِيْ

پھر اہل عراق کو اجازت دی، تو ہم ان لوگوں میں جو آپ کے پاس آئے سب سے
 بعد کے تھے اور آپ کا بیٹ سیاہ چادر سے بندھا ہوا تھا اور خون جاری تھا جب قوم
 کے لوگ آتے تو روتے اور ان کی مدح کرتے۔ پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم کو وصیت
 کیجئے، اور کسی نے ہمارے سوا ان سے وصیت کا سوال نہیں کیا تھا، تو فرمایا کہ تم پر کتاب
 اللہ کو پکڑنا ضروری ہے جب تک تم اس کا اتباع کرتے رہو گے ہرگز نہیں جھگڑو گے اور
 میں تم کو مہاجرین کے ساتھ حسن معاملہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ لوگ زیادتی اور کمی کرتے
 رہتے ہیں۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ ایمان
 کی پناہ گاہ تھے جس نے اس کی پناہ لی تھی اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں
 کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ تمہاری اصل اور تمہارا ماؤہ ہیں اور میں تم کو وصیت کرتا
 ہوں ذمیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کیونکہ وہ تمہارے نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے
 کنبہ کا رزق ہیں (کہ ان سے حاصل شدہ جزیہ تم پر تقسیم ہوتا ہے) میرے پاس سے
 اٹھ جاؤ۔ پس ان کلمات سے زیادہ نہ فرمایا۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے کہا
 کہ میں نے عمرؓ سے اس حال میں سنا کہ وہ اپنی انگلیوں میں سے ایک کو اپنے منہ
 پر رکھے ہوئے تھے، یہ یا یہ (انگلی) راوی نے اشارہ کیا، اور وہ یہ کہہ رہے تھے
 کہ اے گردہ قریش مجھے لوگوں سے تمہارے بارے میں خوف نہیں (کہ وہ
 تمہیں ستائیں) مجھے تو تم سے خوف ہے لوگ کہہ رہے ہیں (کہ تم عوام کو جھٹانے لگو)
 میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں تم خیر سے ہرگز نہیں تھو گے جب تک ان
 دونوں پر چرے رہو گے، عدل حکم میں اور عدل تقسیم (اموال) میں۔ اور میں نے تم
 کو ایسی راہ چھوڑا ہے جو مثل اس گوبر کے ہے جو اونٹوں کے قدموں کے نشان سے
 بن جاتی ہے گریہ کہ قوم وہ راہ چھوڑ کر چلے تو ان کو جھٹکنے دیا جائے گا۔ ابوبکر
 حسن بن محمد سے عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور
 میں سے کسی شے کے والی بنا دینے جاؤ تو ابوبکرؓ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کی گردنوں پر
 سوار نہ کر دینا اور علیؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور
 میں سے کسی شے کے والی بنا دینے جاؤ تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر
 دینا۔ اور اپنے بعد کے خلیفہ کے لئے آپ کی وصیتوں کے بارے میں مختلف روایات

بعض کتب تاریخ اوصی عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ جیسی طعنہ ابو لؤلؤة
 من استخلف علی السلین بعدہ من
 اہل الشوری فقال اوصیک بتقوی اللہ
 لا شریک لہ و اوصیک بالمہاجرین
 الاولین خیراً ان تعرف لہم سابقاتہم
 و اوصیک بالانصار خیراً اقبل من
 محسنہم و تجاوز عن مشیتہم و
 اوصیک باہل الامصار خیراً فانہم
 رد العترة و جباة الفی لا تحمل
 فیہم الی غیرہم الا عن فضل منہم
 و اوصیک باہل البادیۃ خیراً فانہم
 اصل العرب و امة الاسلام
 ان یؤخذ من حاشی اموالہم
 فیروز علی فقرائہم و اوصیک
 باہل الذمۃ خیراً ان تقابل من
 ورائہم و لا تکلفہم فوق طاقتہم
 اذا ادوا ما علیہم المسلمین طوعاً
 او عن ید و ہم صاعزون و اوصیک
 بتقوی اللہ و شدۃ الحذر منہ
 و خافۃ مقتۃ ان یطلع منک علی
 ریتہ و اوصیک ان تخشی اللہ
 فی الناس و لا تخشی الناس فی اللہ
 و اوصیک بالعدل فی الرعیۃ و
 التفرغ لسخا جہم و لا تغیر

ہیں۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ سیری پیدا کرنے والی ان میں سے وہ روایا
 ہیں جو میں نے بعض کتب تاریخ میں پائی ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شوری
 میں سے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو کچھ وصیت کی جب کہ ابو لؤلؤ نے اُن کو
 زخم پہنچایا۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے جس کا کوئی شریک
 نہیں ڈرتے رہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ
 اچھا برتاؤ کرو اور ان کی خدمات سابقہ کا حق پہچانو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا
 ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی۔ اُن میں کے اچھے کام کرنے والوں کی خدمت
 کی قدر کرو اور اُن میں کے بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کرو۔ اور
 میں تم کو وصیت کرتا ہوں دوسرے شہر والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی
 کروہ دشمنوں کو قطعہ دلانے والے اور آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اُن سے جو
 آمدنی ہو وہ اُن کے بغیر پر صرف نہ کی جائے مگر جب کہ ان سے کچھ ہوئی
 ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ
 کی کروہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادہ ہیں، اُن کے زائد اموال
 میں سے لے لیا جائے اور ان کے حاجت مندوں پر ٹوٹا دیا جائے۔ اور
 میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے کہ تم
 ان کے پیچھے یعنی ان کی حفاظت کے لئے، قتال کرو اور ان کی طاقت سے
 زیادہ اُن کو تکلیف نہ دو جب کہ وہ مسلمانوں کے اُس حق کو اپنے ہاتھ سے
 ادا کر رہے ہوں جو اُن پر مقرر ہے اطاعت کے ساتھ فرمانبردار ہو کر
 اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ کرنے اور اس کی ناراضی سے شدت
 کے ساتھ پرہیز رکھنے اور اس کی برہمی سے خائف رہنے کی۔ ایسا نہ ہو کہ
 تمہاری طرف سے بُرائی پر مطلع ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم
 لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ کے بارے میں لوگوں سے نہ ڈرو
 اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ رعیت میں عدل قائم کرو اور ان کی حاجت
 پوری کرنے کے لئے وقت نکالو اور ان کی حدود میں دھوکہ نہ کرو اور فقیر
 کے مقابلہ پر غنی کی اعانت نہ کرو۔ بیشک اس عمل میں اللہ کے حکم سے

ثَوْرِهِمْ وَلَا تَعِينُ غَنِيهِمْ عَلَى فَقْرِهِمْ
فَإِنْ فِي ذَلِكَ بَازُنَ اللَّهِ سَلَامَةً
لِقَلْبِكَ وَحِطًّا لِذُنُوبِكَ وَخَيْرًا فِي
عَاقِبَةِ أَمْرِكَ وَأُوْصِيكَ أَنْ تَشْتَدَّ فِي
أَمْرِ اللَّهِ فِي حُدُودِهِ وَالزَّجْرُ عَنْ مَعَاصِيهِ
عَلَى قَرِيبِ النَّاسِ وَبَعِيدِهِمْ وَلَا تَأْخُذَكَ
الرَّافَةُ وَالرَّحْمَةُ فِي أَحَدٍ مِنْهُمْ حَتَّى
تَنْتَهِكَ مِنْهُ شَيْئًا جَرَمًا وَاجْعَلِ النَّاسَ
عِنْدَكَ سَوَاءً لَا تَبَالِي عَلَى مَنْ دَجِبَ
أَحَقُّ وَلَا تَأْخُذَكَ فِي اللَّهِ لَوْمَةً
لَا تُؤْمِدُ دَايَكَ وَالْأَثَرَةَ وَالْمَجَابَاتِ نِيْمًا
وَلَا كُفْرًا بِمَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ
فَتَجُوزَ قَتْلُكُمْ وَتُحْجَرُ نَفْسُكَ مِنْ ذَلِكَ
مَاقِدَ وَسِعَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَانْكِ فِي مَنْزِلٍ
مِنْ مَنَازِلِ الدُّنْيَا دَانَتْ إِلَى الْآخِرَةِ
جَدِّ قَرِيبٍ فَإِنْ صَدَقْتَ فِي دُنْيَاكَ
عَقْفَةً أَوْ عَدْلًا فِيمَا بَسَطَ لَكَ إِقْتَرَفْتَ
بِرَّخِيَوَانًا وَآيْمَانًا وَإِنْ غَلَبَكَ الْهَوَى
إِقْتَرَفْتَ فِيهِ سَخَطَ اللَّهِ وَنَقْمَةً
وَأُوْصِيكَ أَنْ لَا تُرْخِصَ لِنَفْسِكَ وَ
لِلْغَيْرِ فِي قَتْلِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَاعْلَمْ أَنَّ
قَدَامَتِكَ وَخَصَمَتِكَ وَنَصِيحَتِكَ
كَأَنَّكَ ابْنُكَ وَبَرُّ اللَّهِ وَالِدُكَ
الْآخِرَةُ وَدَوْلَتُكَ إِلَى مَا كُنْتَ وَآلَا
عَلَيْهِ نَفْسِي فَإِنْ عَمِلْتَ بِالَّذِي وَعَدْتُكَ

تمہارے قلب کے لئے سلامتی اور تمہارے گناہوں کے لئے ازالہ اور
تمہارے انجام کے لئے خیر ہے اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے
امر اور اس کی حدود میں سختی کرو اور اس کی نافرمانی پر قریب کے
لوگوں اور بعید کے لوگوں کو سب کو ڈانٹ ڈپٹ کرو اور اُن میں سے کسی
پر لطف و مرحمت تم کو اس بات سے باز نہ رکھے یہاں تک کہ تم اس کے
اس کے جرم کے مناسب سزا دو اور اپنے روبرو سب لوگوں کو ایک
درجہ میں رکھو اور اس کی پرواہ مت کرو کہ جس پر حق واجب ہے وہ
کون (یعنی کس مرتبہ کا) ہے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی
لامت تم کو روک نہ سکے۔ اور تم کو لازم ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو ترجیح
دینے اور حقوق میں کمی کرنے سے بچو مسلمانوں کے ان اموالِ غنیمت میں جن
کا ذمہ دار اللہ نے تم کو بنادیا ہے کہیں تم جسے گنہگار اور ظلم کرنے لگو
اور اس کی وجہ سے تم اپنے نفس پر حرام کرو اُس (نعمتِ آخرت) کو
جس کو اللہ نے تم پر وسیع کیا تھا کیونکہ تم دنیا کے مقامات میں سے
ایک مقام میں ہو اور تم آخرت کی طرف بہت قریب ہو تو (جو دولت)
تمہارے سامنے پھیلا دی گئی ہے اگر تم اپنی دنیا میں عفت اور عدل
کے ساتھ صادق رہو گے تو اللہ کی رضا اور ایمان کے ثمرات حاصل
کر لو گے اور اگر تم پر نفسانی خواہش غالب آگئی تو تم اللہ کے غصہ اور
اس کی ناراضی کو حاصل کرو گے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اہل ذمہ
پر ظلم کے لئے نہ اپنے نفس کو اجازت دینا اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور
سمجھ لو کہ میں نے تم کو وصیت کیوں اور تم کو مغموم کیا اور تمہاری غیر خواہی
کی میری غرض اس سے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت ہے، میں نے تم
کو وہ رہنمائی کی جو اپنے نفس کو کربا رہوں تو جو نصیحتیں میں نے تم کو
کی ہیں اگر تم نے اُن پر عمل کیا اور ان سب باتوں پر ٹھہر گئے جن کا میں
نے تم کو امر کیا ہے تو تم نے بڑا حصہ اور بھرپور کامیابی حاصل کر لی
اور اگر تم نے اس کو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اور نہ چھوڑا ایسی بڑی

وانتهيت الى الذي امرتك به اخذت
من نصيبا وافرا وحظا وانياً و
ان لم تقبل ذلك ولم تعمل ولم تترك
معاظم الامور عند الذي يرصني الله به
بجاء فكيف يكن ذاك بك انتقاماً ولكن
رايتك فيه مدغلاً فالاهواء مشتركة
ورأس الخطيئة البليس الداعي الے كل
ملكه قد اضل القرون السابقة
قبلك واوردهم النار ولبس الشمن
ان يكون حظ امره من دنياه مولاة عدو
الله الداعي الے معاصيه اركب اسحق و
خض الى الغمرات وكن داعطاً لنفك
وانشدك لا ترحمتم الى جماعة المسلمين
داجلت كبرهم ورحمت صغرهم و
ترثت مالهم ولا تغربهم فيه سواء
ولا تترث عليهم نفق فتغيبهم و
لا تخبرهم عطايهم عند محلتهم فتغيبهم
ولا تخبرهم في البعوت فتقطع نسلهم و
لا تجعل الاموال دولة بين الانبياء
منهم ولا تخلق بابك دونهم فياكل
قوتهم ضعيفهم هذه وصيتي اياك و
اشهد الله عليك وقرأ عليك السلام
والله ملي كل شئ شهيد الحب الطبري
كتب عمر الى ابي عبدة بن الجراح
ابعد فاد لا يقيم امر الله في الناس

برائیوں کو جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ تم سے راضی ہوتا تو یہ امر
تمہارے لئے مرتبہ میں کمی کا سبب ہوگا اور تمہاری رائے اس میں
عیب دار ہوگی (شیطان کے دخل سے) نفسانی خواہشیں (سب کی یعنی
تمہاری اور گذشتہ زمانے کے گمراہ لوگوں کی) یکساں ہیں حال یہ
ہے کہ گناہوں کا اصل منبع ابلیس ہے جو ہر مقام ہلاکت کی طرف دعو
دیتا رہتا ہے وہ تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو گمراہ کر چکا ہے اور
ان کو جہنم میں داخل کر چکا ہے۔ اور یقیناً یہ بہت بُرا اجر ہوگا کہ دنیا
میں سے جو حصہ میں آئے وہ موالات (یعنی محبت و اطاعت) ہو اللہ
کے دشمن کی جو اس کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے حق
پر قائم رہو اور سختیوں کے مواقع میں اسی کی جستجو کرو اور اپنے نفس
کو نصیحت کرتے رہو اور میں تم کو تاکید کرتا ہوں جب تم محبت
مسلمین پر شفقت کرو اور ان کے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں
پر مہربانی کرو اور ان میں سے عالم کو مقرب بناؤ تو ان سب کو تقرب
میں برابر نہ کروینا اور تقسیم اموال میں ان کی حق تلفی نہ کرنا جس سے ان
کو ناراض کرو اور تقسیم کے موقع پر ان کو ان کے وظائف سے محروم
نہ کرنا جس سے ان کو نارادار بنادو۔ اور لوگوں کو لشکروں میں بند کر کے
نہ رکھ چھوڑنا جس سے تم ان کی نسل منقطع کر ڈالو۔ اور اموال کو انبیاء
میں دائر ساڑ نہ کر چھوڑنا اور لوگوں پر دروازہ بند کر کے نہ بیٹھ جانا
کہ طاقت ور کمزور کو کھا جائے (اور وہ اپنی فریاد نہ پیش کر سکے) یہ
تمہارے لئے میری وصیت ہے اور میں تم پر اللہ کو گواہ قرار دیتا
ہوں اور تم کو سلام کہتا ہوں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف
ہے۔ محب طبری۔ عمر بن عبد اللہ بن الجراح کو لکھا
امّا بعد اللہ کے امر کو لوگوں میں وہی شخص قائم کرے گا جو پختہ
عقل پختہ تدبیر والا ہو، غافل نہ ہو اور لوگوں کو اس کے کسی غمی عیب
کی اصلاح نہ ہو اور حق بات میں لوگوں پر برہم نہ ہو اور اللہ

إِلَّا حَصِيفَ الْعُقْدَةِ بَعِيدَ الْغُرَّةِ لَا يَطْلُعُ
النَّاسُ مِنْهُ عَلَى عَوْرَةٍ وَلَا يَخْتَفُونَ
إِلَّا حَقَّ عَلَى جِرَّةٍ وَلَا يَخْفَانِ فِي الشَّهِ
لَوْ مَتَ لَا يُمْ الْحَبَّ الْبَطْرِي كَتَبَ عَمْرٍ
إِلَى أَبِي مَعِيْدَةَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي كَتَبْتُ
إِلَيْكَ كِتَابًا لَمْ أَكُنْ وَفِيهِ خَيْرٌ
الزَّمِ خَمْسَ خِصَالٍ يَسْلُمُ لَكَ دِيْنُكَ وَ
وَتَحْتَمِلُ بِأَفْضَلِ حِظِّكَ إِذَا حَضَرَكَ الْخُفْيَانُ
فَعَلَيْكَ بِالْبَيِّنَاتِ الْعَدُولِ وَالْإِسْلَامِ
الْقَاطِعَةِ ثُمَّ أَدِنِ الضَّعِيفَ حَتَّى يَبْطِطَ
رِسَاءً وَيُخَيَّرَ قَلْبُهُ دَنَبٌ بِدِ الْغَرِيبِ فَإِنَّ
إِذَا طَالَ حَبْرُهُ تَرَكَ حَاجَتَهُ وَالْفَرْقَ إِلَى
أَهْلِهِ وَأَنَا الَّذِي أَبْطَلْتُ حَقَّكَ مِنْ لَمْ يَرْفَعْ
بِهِ رَأْسًا وَأُخْرِصَ عَلَى الْقُلُوبِ مَالِ تَبَيَّنَ
لَكَ الْقَضَاءُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَدَّتْهُ أَنْ
عَمْرٍ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ الْمُبْعَدِ
فَإِنَّ لِلنَّاسِ نَفْرَةً مِنْ سُلْطَانِهِمْ فَاعُوذْ
بِأَنَّكَ أَنْ تَمْرُكُنِي وَإِيَّاكَ عِبَاءَ مَحْمُولَةٍ وَ
ضَغَائِنَ مَحْمُولَةٍ وَأَهْوَاءَ مُتَّبَعَةٍ وَ دِيْنًا مَوْثُورَةً
أَقَمِ الْحَدُودَ وَاجْلِسْ لِلْمُظْلَمِ دُلُوعًا
مِنْ شَهَابٍ وَ إِذَا عَزَمْتَ لَكَ أَمْرًا أَحَدَهَا
لَهُ وَالْآخَرَ لِلدُّنْيَا فَاذْبَعْ بِالْآخِرَةِ
فَإِنَّ الدُّنْيَا تَقْنَى وَالْآخِرَةُ تَبْقَى وَكُنْ
مِنْ مَالِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى حَذَرٍ وَاجْزِ
الْمُضَاتِّ وَاجْعَلْهُمْ يَدَا يَدًا وَ رِجْلًا رِجْلًا

کے حکم کی تعمیل میں کسی طاعت کرنے واسطے کی طاعت سے مدد دے۔
حجب طہری عمر بنے ابو عبیدہ کو لکھا اَمَّا بَعْدُ میں نے تم کو خط لکھا
ہے جس میں خیر کے اعتبار سے نہ تمہارے لئے کو تاہی کی نہ اپنے لئے۔
پانچ خصلتوں کو لازم کرو تمہارا دین تمہارے پاس محفوظ رہے گا اور تم
کو افضل اجر عطا کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی مدعا علیہ حاضر
ہو جائیں تو تم کو لازم ہے کہ ایسے گواہ طلب کرو جو عدول ہوں اور ایسی
قسمیں جو قطعی ہوں۔ پھر ضعیف کو اپنے نزدیک کر دو تاکہ اس کی زبان کھل
جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور پڑوسی کی مراعات
کر دو کیونکہ تمہارے التفات کے انتظار میں، جب اُس کا پھنسا ڈھول
ہو جائے گا تو وہ اپنی حاجت کو ترک کر کے اپنے گھر چلا جائے گا اور جس
شخص نے اُس کا حق تلف کیا وہ وہ ہوگا جس نے اُس کی طرف سر نہ اٹھایا
اور جب صحیح فیصلہ تم پر عیاں نہ ہو تو فریقین میں صلح کر اپنے پر
حرص رہو۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ عمر بنے ابو موسیٰ
اشعری کو لکھا اَمَّا بَعْدُ یہ یقینی بات ہے کہ لوگوں کو اپنے اوپر مستط
ہو جانے والوں سے نفرت ہوتی ہے تو میں اس بات سے اشد کی پناہ
چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ایسی حالت پھر ملے کہ اندھا دھند فیصلے
کرنے لگیں اس حال میں کہ کینے اُٹھے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں
کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو مؤخر کیا جا رہا ہو۔ حدود کو قائم کرو اور
روزانہ مظالم (کے فیصلے کے لئے، بیٹھو اگرچہ دن کی ایک گھڑی کے لئے
بیٹھا ہو۔ اور جب تمہارے سامنے ایسے دو امر پیش ہوں جن میں
سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل
سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی
ہے۔ اور اللہ عز وجل کے مال میں محتاط رہو، اور فاسقوں سے فرتے
رہو۔ اور اُن کو (مجمع نہ ہونے دو) ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں جدا
جدا کر دو۔ اور جب کہ وہ قبائل کے درمیان فتنے اٹھاتے پھریں

کہ اسے فلاں اور اسے فلاں (ایسا اور ایسا کرو) تو یہ شیطان کی
 ہرگز نشانیاں ہوں گی تو ان پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے
 امر کے ماتحت آئیں اور ان کا رجوع اللہ کی طرف ہو جائے اور
 اسلام کی طرف۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تفسیر، اس قول کا کہ اُن کو ہاتھ
 ہاتھ اور پاؤں پاؤں کر دو، یہ مطلب ہے کہ ان کو متفرق کر دو اور
 چھوڑے مت رکھو کہ وہ تمہارے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے سے
 تعاون کرنے لگیں۔ اور آپ نے معاویہ کو لکھا کہ خبردار اپنے اور عام
 لوگوں کے درمیان پرگوسے ڈال کر نہ بیٹھو۔ اور ضعیف کے قریب بیٹھو
 اور اس کو اپنے قریب بٹھاؤ تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور قلب
 جری ہو جائے۔ اور پرویسی کا خیال رکھو کیونکہ جب اس کا چھٹا و طویل
 ہو جائے گا تو اس کا سینہ تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ
 اپنا حق چھوڑ دیگا۔ ابوبکر معاویہ بن قرہ سے اور وہ اپنے باپ
 سے۔ کہا کہ فرمایا عمرؓ نے کسی شخص نے (دایوں فرمایا کہ) کسی بندے
 نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت سے زیادہ خیر نہیں کمائی
 جس کی اچھی عادت ہو، محبت کرنے والی ہو، بچے بننے والی ہو۔
 اور کسی شخص نے اللہ سے کفر کے بعد ایسی عورت سے زیادہ شر
 نہیں کمایا جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ عورتوں میں سے بعض
 ایسی فہیمت ہوتی ہیں کہ ان سے کسی نعمت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا
 اور ان میں سے بعض گردن کا طوق ہوتی ہیں جن سے چھٹکارا حاصل
 نہیں کیا جاسکتا۔ ابوبکرؓ سمرہ بن جندب سے، کہا کہ میں نے عمرؓ بن
 الخطاب سے سنا فرماتے تھے کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ہلکی چھلکی (یعنی شوہر
 پر اخراجات کا بوجھ ڈالنے والی) نرم خو، پاکدامن مسلمہ، محبت شعار، بچے
 بننے والی، بڑا وقت آپڑنے پر شوہر کی مددگار، نہ کہ شوہر کے حق میں بڑے
 وقت کی مددگار بنے۔ اور ایسی عورتیں کم پاؤں گے۔ دوسری وہ عورت
 ہے جو پاک دامن، مسلمہ ہو اور ظرفِ اولاد ہو (خوب جنتی رہے) اس

وإذا كانت بين القابل شاعرة يا فلان
 يا فلان فانما تمك نجوى الشيطان
 فاضربهم بالسيف حتى يعيثوا الى امر الله
 ويكون دعوتهم الى الله والى الاسلام
 قوله واجلهم يدًا يدًا ورجلاً رجلاً اي
 فرقهم ولا تتركهم بحيث يتعاونون
 عليك وكتب الى معاوية اياك
 والاجتباب دون الناس وادون للضعيف
 وادون حتى يبسط لسانه ويخرج قلبه
 وتعهد الغريب فانه اذا طال حبسه
 ضاق صدره وضعت قلبه و
 ترك حق ابوبكر عن معاوية بن
 قرة عن ابيه قال قال عمر ما استفاد
 رجل اذ قال عبد بعد ايمان بالله
 خيراً من امرأة حسنة الخلق ودود
 ودود وما استفاد رجل بعد الكفر
 بالله شيئاً من امرأة سيئة الخلق
 حديدة السان ثم قال ان منهن
 غناً لا يخذلن من دان منهن غلاً
 لا يخذلن من ابوبكر عن سمره بن
 جندب قال سمعت عمر بن الخطاب
 يقول النساء ثلثة امرأة هينة لينه
 حفيضة مسلمة ودود ودود تعين
 الهيا على الدهر ولا تعين الدهر
 على الهيا وقل ما تجد ما ثانیته

امراۃ عقیقۃ مسلمہ و انما ہی وعاو
 بلولہ لیس عندہا غیر ذلک ثلثہ
 غلّ قلّ یجعلہا اللہ فی حق من یشاء
 لا ینزعہا غیرہ۔ الرجل یتلثہ
 رجل عقیقۃ مسلم مائل یا تمیز فی
 الامور اذا اقبلت فاذا وقعت
 خرج منها برأیہ و رجل عقیقۃ مسلم
 لا رأی فاذا وقع الامر ائی ذالرأی
 والمشورۃ فتاودہ واستأمرہ ثم
 نزل عنہ امرہ و رجل جائز ہائر
 لا یأتمو رشدا ولا یطیع مرشدہ
 ابواللیث عن مکحول ان عمر کتب
 الی اہل الشام ان یتکلموا اولادکم
 الساکتۃ والبرایۃ والعسر دیتہ و
 مروہم بالاختفاء بین الاعراض ابواللیث
 عن عمر قال جاءت امراۃ الی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
 یا رسول اللہ ما حق الزوج علی المرأة
 فقال لا تمسحہ نفسا وان کانت علی
 ظہر قتب ولا تقصوم یوما الا باذن
 الا رمضان فان فعلت کان الاجر
 لہ والوزر علیہا ولا تخرج الا باذن
 فان خرجت لعنتہا ملائکۃ الرحمتہ
 وملائکۃ العذاب حتی ترجع ابواللیث
 ذکر فی الخبر ان رجلا جاء الی عمر

سے زیادہ اور کچھ نہ ہو۔ تیسری عورت لگے کی رسی جوڑوں سے بھری
 ہوئی، اس کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور
 اس کے سوا اس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ مرد تین قسم کے ہیں ایک مرد وہ
 ہے جو عقیقت (حرام کاری سے بچنے والا)، ہو، مسلم صاحب عقل ہو، جب
 امور ہمہ پیش آنے والے ہوں تو اپنی رائے سے مناسب حل تجویز کرے
 اور جب وہ اچڑیں تو ان سے عہدہ برآ ہو جائے۔ اور ایک مرد وہ ہے
 جو صاحب عفت ہو، مسلم ہو، کچھ رائے بھی رکھتا ہو تو جب کوئی امر
 واقع ہو جائے تو وہ صاحب رائے دشورہ کے پاس آئے اور مشورہ
 کہے اور اس سے امر حاصل کر لے پھر اس پر کار بند ہو جائے۔ اور
 ایک مرد وہ ہے جو حد (اعتدال) سے گزرنے والا اور ظالم ہو تا ہے۔
 نہ وہ کسی سے بھلائی کے لئے مشورہ کرتا ہے اور نہ صحیح راہ نمائی کرنے
 والے کی بات مانتا ہے۔ ابواللیث مکحول سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام
 کو لکھا کہ اپنے لڑکوں کو تیرنا سکھاؤ اور تیر اندازی اور گھوڑے
 کی سواری اور حکم دو ان کو اطراف و جوانب کے درمیان بچھپنے کا
 (اس کی بھی مشق کرو)۔ ابواللیث، کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ یا رسول اللہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ آپ
 نے فرمایا کہ بیوی اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی کاٹھی پر بیٹھی
 ہوئی ہو اور کسی دن روزہ نہ رکھے بغیر اس کی اجازت کے بجز رمضان کے
 پھر اگر عورت نے ایسا کیا تو اجر شوہر کے لئے ہوگا اور گناہ عورت پر ہوگا اور
 گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نہ نکلے۔ اور اگر بغیر اجازت، نکلے گی تو
 اس پر ملائکہ عذاب لعنت کرتے رہیں گے جب تک
 وہ واپس آئے۔ ابواللیث خبر میں ذکر کیا گیا کہ ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ کی طرف
 پہنچا جو اپنی بیوی کی شکایت ان سے کرنا چاہتا تھا جب وہ عمر رضی اللہ عنہ کے
 دروازے پر پہنچا تو اس نے ان کی بیوی آتم کلثوم کی آواز سنی جو کہ ان پر
 برس رہی تھیں تو اس نے سوچا کہ میں ان سے شکایت کرنا چاہتا تھا حالانکہ

لشکو من زوجتہ فلب بلغ بابہ سمیع
 امرئہ ام کلثوم تلادکت علیہ فقال
 الرجل انی اریہ ان اشکو الیہ و
 ہ من البؤس مثل بابی فرجع فداہ
 عمر فنادی فقال انی اریہ ان اشکو ایک
 زوجتی فلما سمعت من زوجک مسمعت
 رجعت فقال انی اتجاوز عنہا لحقوق
 لها ملی ادلہا اشہا بستر بنی و
 بین النار فلیکن بہا قلبی من الحرام
 والانی اشہا غازیہ لی اذا خرجت
 من منزلی تمکن حافظہ لمالی و
 اثاث انما تقارہ لشیابی والرابع
 انہا ظہر لولدی والخاص انہا خباۃ
 ولہا خفیہ لی فقال الرجل ان لی
 مثل ذلک فأتجاوز عنہا الغزالی
 شہد عنہ عمر شاہد فقال ائمتنی
 بمن یعرفک فاتاہ برجل فاشتہ علیہ
 خیرا فقال عمر انت جابرہ الاولی
 الذی تعرف مدخلہ ومخرجہ فقال لا
 فقال کنت رفیقہ فی السفر الذی
 یستدل بہ علی مکارم الاخلاق قال
 لا قال فاعلمتہ بالذینار والدرہم الذی
 یستین بہ ورع الرجل قال لا قال
 انک رأیتہ قائما فی المسجد
 یہتمون بالقرآن یخفص رأسہ طورا

خود ان پر بھی ایسا ہی ابتلاء ہے جیسا کہ مجھ پر ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔
 تو عمرؓ نے اس کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے تو اس نے
 کہا کہ میں نے آپ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر
 جب میں نے آپ کی بیوی کی باتیں سنیں تو میں لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے
 کہا کہ میں اُس سے اُس کے چند حقوق کی وجہ سے جو مجھ پر ہیں درگزر کرتا
 ہوں۔ پہلا شی یہ ہے کہ وہ میرے اور نارِ جہنم کے درمیان ایک پردہ
 ہے اُس کی وجہ سے میرا قلب حرام سے بچا رہتا ہے (یعنی حرام کے خطر
 سے محفوظ رہتا ہے) دوسرا یہ کہ وہ میری خرابی ہے، جب میں اپنے گھر
 سے نکلتا ہوں تو وہ میرے مال کی محافظ ہوتی ہے، تیسرا یہ کہ وہ میرے
 کپڑوں کی دھو بن ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ میرے بچوں کی سواری ہے۔ پانچواں
 یہ کہ وہ میری نانوائی اور باورچہن ہے۔ یہ سن کر اُس نے کہا کہ تو مجھ پر بھی
 یہ سب حقوق ہیں اس لئے میں بھی اُس سے درگزر کرتا ہوں۔ بخاری،
 عمرؓ کے پاس ایک گواہ حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس
 کوئی ایسا شخص لا جو کہ تجھے پہچانتا ہو تو وہ ایک شخص کو لے آیا۔ اُس
 نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اس کا قریب
 کا پر دوسی ہے کہ اس کی آمد و رفت کے احوال سے باخبر ہو؟ اس نے کہا کہ
 نہیں! پھر فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ رفیقِ سفر رہا جس سے تو اس کے
 مکارمِ اخلاق پر مطلع ہوا؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر کیا اس کے ساتھ
 کبھی تو نے دینار اور درہم لینے دینے کا معاملہ کیا ہے جس سے کسی شخص کے
 تقویٰ کا اظہار ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ میرا لگان یہ ہے کہ تو
 نے اس کو مسجد میں کھڑا ہوا قرآن کو گنگنا تے دیکھا ہے کہ کبھی یہ
 اپنا سر جھکاتا اور کبھی اٹھاتا ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ جا! تو اس
 کو نہیں پہچانتا۔ پھر اُس شخص (شاہد) سے فرمایا کہ میرے پاس کسی ایسے
 شخص کو لا جو تجھے پہچانتا ہو۔ اور آپ فرمایا کرتے کہ کاش مجھے
 معلوم ہوتا کہ میرا قصہ کب فرو ہوتا ہے، اُس وقت جب میں

دشمن پر قادر ہو جاؤں پھر مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ معاف کر دیں
 (تو بہتر ہو) یا اس وقت جب میں اُس پر جلدی کرنا چاہتا ہوں
 اور مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ صبر کریں (تو بہتر ہو) اور آپ نے
 ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے ہلکی سی نماز پڑھی اور جب اس سے
 فارغ ہوا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ جو رحیم سے میرا نکاح کر دیجئے۔
 تو آپ نے اس سے فرمایا تو نے بڑا نکتہ پیش کیا اور بہت بڑا
 رشتہ بھیجا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ
 اُس پر بددعا کرتے تھے جس نے اُن پر ظلم کیا ہو تو ان کی دعاء
 فوراً قبول ہوتی تھی اور اب ہم یہ بات نہیں دیکھتے تو فرمایا اس
 لئے کہ یہی بات اُن کے اور ظلم کے درمیان روک بنی ہوئی تھی۔
 رہا اب، (یعنی نظام سیاست کے ظہور کے بعد اس معاملہ کو
 ختم کر دیا گیا، تو اب سزا کا وقت ساعت قیامت پر موقوف کر
 دیا گیا اور وہ ساعت بڑی سخت اور ناگوار ہوگی، اور آپ کے
 ارشاد میں سے ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو تہمتوں کے موقع
 پر پہنچا دیا تو وہ ہرگز اپنے پر بدگمانی کرنے والے کو طاقت نہ کرے
 اور جس نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا تو راز اس کے ہاتھ میں ہے
 گا۔ اور اپنے بھائی کی ہر چیز کو نیک گمان پر محمول کر دو یہاں تک کہ
 تمہارے پاس کوئی ایسی اصطلاح پہنچے جو تمہیں مجبور کر دے۔ اور
 کسی کلمہ کو جو تمہارے مسلمان بھائی سے صادر ہو شر کے اوپر محمول
 نہ کر دو جب کہ تم اس کو خیر پر محمول کرنے کی گنجائش پاؤ۔ سچے
 غلط احباب کی مراعات ضروری سمجھو اور ان کی جماعت بڑھاتے رہو کہ وہ
 (تمہاری مجلس کی) زینت ہوں گے فارغ البالی کے وقت اور بچاؤ
 ہوں گے مصیبت کے زمانہ میں اور خلق کو ہرگز خیر نہ سمجھو۔ اگر ایسا کرو
 گے تو خدا تم کو حیر کر دے گا۔ اور ایسے کام میں دخل نہ دو جس میں تمہیں
 کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے

ویرفعہ طوراً قال نعم قال فاذہب
 قلت تعذر قال للرجل فانتہی
 بمن یعبر وکان یقول لیت شرعی
 مشی اشفی غیظی میں اُتد فیقال
 لی لو عفوت ام میں اعجل فیقال
 لوصرت ورائی اعراباً یصلی صلاۃ
 غفیفۃ فلما قضاہ قال اللہم زدونی
 بحور العین فقال لہ لقد اسأت
 النقد واعظمت الخطیۃ وقیل لہ
 کان الناس فی الجاہلیۃ یدعون علی
 من ظلمہم فیستجاب لہم ولنا نری
 ذلک الآن قال لان ذلک کان احاجز
 بینہم و بین الظلم واما الآن فالساعۃ
 موعودہم والساعۃ ادنی و امر
 من کلامہ من عرض نفسہ لہم فلا یؤمن
 من اساء بہ النطن ومن کتم سرہ کان
 انیخو بیدہ وضع امر انیک علی احسن
 حتی یاتیک عنہ ما یغلبک و
 لاتظن کلمۃ خرجت من انیک المسلم
 شراً وانت تجدہا فی انیسر محلاً و
 علیک باخوان الصدق وکثر اکیاسہم
 فانہم زینۃ فی الرعاۃ وعدۃ عند
 البلاۃ ولا تنہاونن بالخلق فیہنیک اللہ
 ولا تعترض بالایعینک واعتزل مدوک
 وتحفظ من خلیک الا الامین فان الامین

من الناس لا يعادله شيء ولا تقبض الفاجر
 فيملك من فخره ولا تقبض اليه شرک
 واستشهر في امرک اهل التقوی وکن
 بک عیباً ان یبدولک من ائیک ما یخف
 علیک من نقیبک وان تؤذی جلیک
 کما تاتی شد وقال ثلاث یضین لک
 الموت فی قلب ائیک ان تبدأ بالسلام
 اذا لقیته وان تدعوه باحب اسماء
 الیه وان تؤدع له فی المجلس وقال
 احب ان یكون الرجل فی اهل کالصبی
 واذا أصبح له کان رجلاً بینا عمر رضی الله
 تعالی عنه ذات یوم اذ رأی شاباً
 یخطو بیدیه ویقول انا ابن بطحاء
 کما کدلتا وکدلتا فناداه عمر فجاء فقال
 ان یکن لک دین فک کرّم وان یکن لک
 عقل فک مروءة وان یکن لک مال
 فک شرف والافانث والحماء
 سواء وقال یا معشر المهاجرین لا تمشوا
 الدخول علی اهل الدنیا وارباب الامرة
 والولایة فانه سخطه للرب وایاکم والبطنة
 فانها مکسلة عن الصلوة مفسدة للجمد
 مؤثرة للسم و ان الله یبغض الخبیر
 السین ولكن ملککم بالقصد فی قوتکم
 فانه ادل من الاصلاح والبعد من
 السرف واقوامی علی عبادة الله ولن ینک

بھی بچاؤ رکھو مگر صاحب امانت (دوست) سے حقیقت یہ ہے کہ لوگوں
 میں جو صاحب امانت ہو اس کے برابر کوئی نہیں ہوتی۔ بدکردار کے
 ہم صحبت نہ بنو کہ وہ تم کو بدکرداری سکھائے گا اور اس پر اپنا راز ظاہر نہ کرو
 اپنے امر میں اہل تقویٰ سے مشورہ کرو۔ اور تیرے عیب کے لئے یہی بس ہے
 کہ تیرے بھائی کی کوئی ایسی بات تجھ پر..... ظاہر ہو جائے جس کو وہ
 تجھ سے مخفی رکھنا چاہتا ہو اور یہ کہ تو اپنے ہم نشین کو ایسے امر (یعنی طعن
 و تشنیع) سے اذیت پہنچائے کہ اس جیسے کام تو خود بھی کرتا ہو۔ اور فرمایا کہ
 تین باتیں تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری خالص محبت پیدا کر دیں گی۔
 جب تم اس سے ملو تو سلام کی ابتداء تمہاری طرف سے ہو۔ اور اس کے
 ناموں میں سے جو نام اس کو زیادہ پسند ہو اُسے اُس کو پکارنا اور مجلس میں اس
 کے لئے جگہ نکالنا۔ اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ ایک مر اپنے اہل میں مثل
 بچے کے ہو اور جب اس کو (باہر سے) پکارا جائے تو مرد بن جائے (یعنی بیوی
 پر مردانہ رعب و حلال کا اظہار نہ کرے) ایک دن عمرؓ نے ایک جوان کو دیکھا کہ وہ
 اپنے دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں بطحاء کا بیٹا ہوں اس
 کی گڑبگڑ اور کدواؤ کا (یہ مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں) اس کو عمرؓ نے پکارا جب
 وہ آیا تو اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس دین ہو گا تو بڑائی بھی ہوگی اور اگر تجھ میں
 عقل ہوگی تو فراخ و صلی بھی ہوگی اور اگر تیرے پاس مال ہو گا تو شرافت بھی ہوگی
 ورنہ تو اور گدھادونوں برابر ہیں۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین اہل دنیا
 اور صاحبان حکومت و ولایت کے پاس زیادہ آنا جانا نہ رکھو کہ یہ بات پروردگار
 کو ناپسند ہے اور خبردار زیادہ کھا جانے سے بچنا کیونکہ اس سے نمازیں کسل پیدا
 ہوتا ہے اور اس سے جسم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور
 اللہ تعالیٰ موسیٰؑ فرما کر پند نہیں کرتا، مگر تمہارے لئے لازم ہے کہ اپنی غذا
 میں اعتدال کی رعایت رکھو کہ یہ بات صحت جسم سے قریب اور فضول خرچی
 سے بعید اور اللہ کی عبادت پر قوی بنانے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک
 نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ دین پر نفس کی خواہشوں کو مقدم کرنے لگے۔ اور آپؐ

نے فرمایا کہ جان لو کہ طمع (لاپنج) محتاجی ہے اور درحقیقت ناامیدی
تو نگرہی ہے اور جو شخص کسی شے سے مایوس ہو جاتا ہے وہ اس سے
بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور ڈھیل دینا ہر شے میں بہتر ہے بجز اس امر کے
جو آخرت سے متعلق ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقویٰ رکھنے والا ہو گا اس
کا خفتہ (اللہ کی نافرمانیوں پر) کبھی فرو نہ ہوگا اور جو اللہ سے ڈرے
گاہہ ہر دل پسند کام کو نہیں کرے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا
تو تم اس کے خلاف دیکھتے جو دیکھ رہے ہو۔ اور فرمایا کہ میں بخوبی جانتا
ہوں کہ سب سے بڑا سخی کون اور سب سے بڑا بردبار کون ہے۔
سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اس کو دے جس نے اس کو محروم رکھا
ہو اور سب سے بڑا بردبار وہ ہے جس نے معاف کر دیا ہو اس
کو جس نے اس پر ظلم کیا ہو۔ اور مشہوروں کے باشندوں کو یہ
ہدایات لکھیں۔ احباً بعد تم اپنے بیٹوں کو تیرا اور گھوڑے
پر سوار ہونا سکھاؤ اور ان کو مشہور کہاوتیں اور اچھے اشعار سناؤ۔
اور فرمایا کہ عرب باعزت رہے گا جب تک کمان کھینچتا رہے گا
اور گھوڑوں کی پشت پر کودتا رہے گا۔ اور عورتوں کا ذکر کرتے
ہوئے فرمایا کہ ان سے زیادہ تر "نہیں" کہتے رہو "کیوں کہ" ہاں"
موجب فساد ہے جو ان میں فرمائشوں کی جوأت بڑھا دے گا۔ اور
فرمایا کہ بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی عورت کے قریب نیکیہ
ٹھکا دیتا ہے جو ادپری ہوتی ہے بیشک عورت کندے پر رکھا
ہو اگر گوشت ہے مگر جس کو اس سے ہٹا دیا جائے۔ اور ایک مرتبہ
فرمایا کہ مجھے اہل کوفہ نے پریشان کر دیا اگر میں ان پر کسی
نرم مزاج شخص کو عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو اس کو کمزور قرار دیتے
ہیں اور اگر کسی سخت مزاج شخص کو عامل بناتا ہوں تو اس کی

عبد حتی یؤثر شہوت علی دینہ وقال
تعلموا ان الطمع فقر وان الیاس
غنی ومن یئس من شئ استغنى
عنه والتوادة فی کل شئ خیر
الا ما کان من امر الاخرة وقال
من اتقى الله لم یغفل غیظہ و من
خاف الله لم یفعل ما یرید ولولا یوم
القیامۃ لکان غیر ماترون وقال الی
لا تعلم احوال الناس واعلم اناس
اجودهم من اعطی من حرمة واعلمهم
من عطف عن ظلمہ وکتب الی ساکنی
الامصار البعد فاعلموا اولادکم
العوام والعروسیۃ ورودهم ماسار
من النمل وحسن من الشعر وقال
لا تزال العرب اعزۃ ما زعنت
فی القوس وزنت فی ظہور الخیل و
قال وهو یدکر النساء اکثر ذوا لہن
من قول لافان نعم مفسدة یغریہن
طی المسئلہ وقال دبابا احکم
یشینہ الوساۃ عند امرأۃ مخربۃ ان
المرأۃ لحم طی وضمیم الا ماؤب عنہ
وقال مرۃ قد اعیانی اہل الکوفۃ
ان استعملت علیہم یتنا استغفوا

عسہ یہ فحاشی اور توکل کا تعلیم ہے۔ درحقیقت کسی سے امید
منقطع کر لی جائے تو طلب مستغنی ہو جائے گا اور ذریت سوال
میں مبتلا نہ ہو پڑے گا ۱۲

وان استعملت طيسم شديداً شكوه
 وكوددت اني وجدت رجلاً قوياً
 ايئنا استعمله طيسم فقال له رجل انما
 اؤمك على الرجل القوي الايني قال
 من هو قال عبيد بن عمر قال قاتلك
 الله والله ما روت الله به الا بالله الله
 لا استعمله طيسم ولا على غيبه
 وانت فقم فاخرج فمرو الان لا اتيك
 الا النافق فقام الرجل فخرج وكتب
 الى سعد بن ابى وقاص ان شاور بطليحة
 بن عويلد وعمر بن معد يكرب فان
 كل مانع اعلم لصنعة ولا توتها من
 امر المسلمين شيئاً وفضب عمر رضى
 الله تعالى عنه على بعض عماله فكلم
 امرأة من نساء عمر في ان تشر جنبة
 له فكلمت فيه ففضب وقال وفيما انت
 من ابدى اعدوة الله انما انت لعبة
 تلعب بك وتغتر بجن ومن كلامه
 اشكو الى الله جلد الخائن وعجب
 الشقة قال عمرو بن ميمون رأيت عمر
 ابن الخطاب قبل ان يصاب بايام
 واقفاً على حذيفة بن اليمان وعثمان
 ابن حنيفة وهو يقول لهما اتخافان ان تكونا
 حملتا الارضين لا لا قطع فتالا لا
 انما حملنا امرأه لى لم مطيقة فاعاد

شکایتیں کرنے آتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے
 جو قوی اور امین ہو تو اس کو ان پر عامل بنادوں، اس پر ایک شخص
 نے آپ سے کہا کہ ایک قوی و امین شخص کی طرف میں آپ کو متوجہ
 کرتا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ عبيد بن عمر۔ فرمایا کہ
 خدا تجھے ہلاک کرے تیری نیت اس مشورے میں اللہ کے واسطے
 نہیں۔ نہیں واللہ میں اس کو ہرگز عامل نہ بناؤں گا کو فہر اور نہ کسی
 دوسری جگہ۔ اٹھ اور جا اپنی راہ لے میں تجھے محض ایک منافق سمجھتا
 ہوں، تو وہ شخص اٹھ کر چلا گیا۔ اور عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا
 کہ طلیحہ بن عویلہ اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ کر لیا کرو۔ ہر
 ایک صناعت اپنی ہی صنعت سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور مسلمانوں
 کے کسی امر پر اُن کو صاحب اختیار نہ بنانا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ
 اپنے بعض عمال پر ناراض ہو گئے اُس نے عمر کی ایک بیوی سے
 بات کی کہ وہ اُن کو اُس سے راضی کرے، تو بیوی نے اُن سے گفتگو
 کی تو اُس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ اے خدا کی دشمن تجھے اس
 بات سے کیا واسطہ، تو محض ایک کھلونا ہے ہم تجھ سے کھیل لیتے
 ہیں اور تم سے دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ اور آپ کے ارشادات میں
 سے ہے میں اللہ سے شکایت کرتا ہوں خائن کی قوت اور ثقہ
 کے عجز کی۔ فرمایا عمرو بن ميمون نے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو
 اُفتاد واقع ہونے سے چند دن پہلے دیکھا کہ وہ حذیفہ بن الیمان اور
 عثمان بن حنیف کے سامنے کھڑے ہوئے ان سے یہ فرما رہے تھے
 کہ کیا تم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال
 دیا جس کو وہ برداشت نہیں کر رہی (یعنی محاصل سرکاری اتنے
 بڑھا کر لگائے ہوں جو کاشت کار پر بھاری گذرتے ہوں) تو
 اُن دونوں نے کہا نہیں! ہم نے زمین پر اتنے ہی امر (مالیہ) کا
 بوجھ ڈالا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ نے دونوں

عليها القول انظروا ان تكونا حلتما الارض
 بالانطيقه فقالا لا فقال عمر ان عشت
 لا دعني ارا اهل العراق لا تجمعن بعدى
 ابدا الى رجل فما آت عليه رابعت
 حتى اصيب كان عمر اذا استعمل فاعلا
 كتب عليه كتابا واشبهه عليه ربطا
 من المسلمين ان لا يركب برذونا و
 لا ياكل نقيئا ولا يلبس رقيقا ولا يغلق
 بابا دون حاجات المسلمين ثم يقول اللهم
 اشبهه وقال عمر ايما عامل من عالي
 ظلم احدا ثم يلفتنه من ظلمته فلم اغيرها
 فانما الذي ظلمته وقال لاحف بن قيس
 وقد قدم عليه فاجلسه عنده ولا يا احف
 اني قد خربتكم وبلوتكم فرائث ملائكتكم
 حسنة والى ارجو ان تكون سريرتكم
 مثل ملائكتكم وان كنا نكفث انما
 يهلك هذه الامة كل منافق عليم كان عمر
 رضي الله تعالى عنه جالس في المسجد
 فمر به رجل فقال ويل لك يا عمر
 من النار فقال قربه الي فدا منه
 فقال لم قلت ما قلت قال تشغل
 عما لك وتشترط عليهم ثم لا تنظر بل وفوا
 لك بالشروط ام لا قال وما ذك قال
 ما لك على مصر اشترطت عليه
 فترك كما امرت به وارتكب ما نهيت

سے کلام کا اعادہ کیا کہ تم دونوں غور کرو کہ کہیں تم نے زمین پر اپنا بوجھ
 ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو تو دونوں نے پھر کہا کہ نہیں۔
 پھر عمر نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں عراق کے غریب محتاجوں کو ایسا
 بنا دوں گا کہ میرے بعد وہ کبھی کسی کے پاس حاجت لے کر نہ جائیں اس
 کے بعد ان پر چوتھ سال نہیں آیا کہ مبتلائے حادثہ ہوئے مگر ظلم کسی کو
 عامل بناتے تھے تو اس پر ایک تحریر لکھتے تھے اور اس پر مسلمانوں کی
 ایک جماعت کو گواہ بناتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور چھٹا ہوا
 نہ کھائے اور نہ باریک کپڑا پہنے اور نہ مسلمانوں کی حاجات کو چھوڑ کر اپنے
 گھر کا دروازہ بند کرے۔ پھر کہتے یا اللہ آپ گواہ رہیے اور عمر نے
 فرمایا کہ میرے ماطلوں میں سے کسی نے اگر کسی پر ظلم کیا پھر میرے
 پاس اس کی اطلاع پہنچی اور میں نے اس ظلم کو نہ ہٹایا تو میں ہی وہ شخص
 ہوں جس نے اس پر ظلم کیا۔ اور احف بن قیس سے فرمایا اور یہ ان سے
 ملنے آئے تھے اور ان کو ایک سال تک اپنے پاس روکے رکھا تھا کہ اے
 احف میں نے تیری نگرانی کی اور تجھ کو آزمایا تو میں نے تیرے ظاہر کو سمجھ
 پایا اور میں امید کرتا ہوں کہ تیرا باطن بھی مثل تیرے ظاہر کے ہو گا اگرچہ
 ہم سے یہ کہا جاتا تھا کہ اس امت کو ہر وہ منافق ہلاک کرے گا
 جو صاحب علم ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس
 ایک شخص کا گذر ہوا اور اس نے کہا کہ خرابی ہو گی آگ کی طرف سے تیرے
 لئے اے عمر آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ آپ کے
 قریب آگیا۔ تو آپ نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا وہ کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ
 تم اپنے ماطلوں کا تقرر کرتے ہو اور ان پر کشتہ بھی عائد کرتے ہو پھر
 تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے تمہاری شرفوں کو پورا بھی کیا یا نہیں۔
 آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ مصر پر جو تمہارا عامل
 ہے اس پر تم نے مشروط عائد کی تھیں مگر اس نے ان سب باتوں کو چھوڑ
 دیا جن کا تم نے اس کو امر کیا تھا اور ان سب کاموں کو کر رہا ہے جن

سے تم نے اُس کو منع کیا تھا۔ پھر اُس نے اُس کی بہت سی باتوں کو مفصل بیان کیا۔ تو عمر رض نے انصار میں کے دو آدمیوں کو روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں جاؤ اور تحقیق کرو تو اگر اس شخص نے اس پر جھوٹ باندھا تو مجھے مطلع کر دو۔ اور اگر تم ایسی بات دیکھو جو تمہیں بُری ثابت ہو تو تم اس کو کوئی کام کرنے کا موقع نہ دو یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کے بعد یہ دونوں گئے اور اس کے حال کی تحقیق کی تو انہوں نے اس کو ایسا پایا کہ اس شخص کی تصدیق ہو گئی جس نے اس کا حال بیان کیا تھا۔ تو یہ دونوں اُس عامل کے دروازے پر پہنچے اور اس سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ تو اس کے دربان نے کہا کہ آج کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے پاس آنا پڑے گا ورنہ ہم اُس کے اس دروازے کو بھونک دیں گے اور ان میں سے ایک شخص آگ کا شعلہ بھی لے آیا۔ پھر اجازت لینے والا اندر گیا اور اس کو خبر دی۔ وہ نکل کر ان کے پاس آیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس عمر رض کے بھیجے ہوئے آئے ہیں تم کو اُن کے پاس چلنا ہو گا۔ اُس نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت ہے۔ کچھ مہلت دو تاکہ زاوڑا تیار کر لوں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم تم کو مہلت نہ دیں۔ اُس کے بعد انہوں نے اس کو سوار کیا اور عمر رض کے پاس لے آئے جب اُن کے پاس آیا تو ان کو سلام کیا تو انہوں نے اُس کو نہ پہچانا اور فرمایا کہ تو کون ہے (در اصل) یہ شخص گندمی رنگ کا تھا پھر جب مصر کے سبز زاریں پہنچا تو سفید رنگ کا مونا تازہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں آپ کا عامل ہوں مصر بہ میرا نام فلاں ہے تو فرمایا کہ تجھ سے کچھ پرکھ دو ان چیزوں کا ترکیب ہو اجن سے میں نے تجھ کو منع کیا تھا اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کا میں نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ وائند میں تجھے ایسی سزا دوں گی جو کیفر کردار کو پہنچانے والی ہو میرے پاس ایک اون کا پڑا اور ایک لاٹھی اور صدقہ کی بکریوں میں سے تین سو بکریاں لاؤ (جب یہ سب چیزیں حاضر کر دی گئیں تو عامل سے) جو عیاض بن غنم تھے فرمایا کہ یہ گرتے ہیں۔ میں نے وائند تیرے باپ کو دیکھا ہے کہ یہ گرتے اس کے گرتے سے اچھا ہے اور یہ عصا کچڑ۔ اور یہ عصا تیرے باپ کے

عند ثم شرح له كثيرا من امره فارسل عمر بن الخطاب من الانصار فقال اذهب اليه فاسأله فان كان كذب عليه فاطلبني وان رايتني ليسوعا فلا تملكاه من امره شيئا حتى آتيا به فذهبنا فلما كان فوجدها قد صدق عليه فجاؤا الي بابي فاستأذنا عليه فقال حاجبه انه ليس عليه اليوم اذن قال لا يعرفن الينا او لمعرفن عليه بآية وجاء احدهما بشعلة من ناز فدخل الاذن فاجره فخرج اليها فلما انا رسولنا عمر اليك لتأتيه قال ان لنا حاجة تمهلنا نبي لا تزود و قال انه عزم علينا ان لا تمهلنا فاحتمله فأتياه عمر فلما اتاه سلم عليه فلم يعرفه وقال من انت وكان رجلا اسمر فلما اصاب من ريف مصر ابعثت و سمن فقال مالك علي مصر انا فلا قال ويك ربك ما تمهيت عند وتركت ما امرت به وائند لا ما قبلك عقوبة ابلغ اليك فيها ايتوني بكساء من صوف وعصا و ثمنائة شاة من غنم الصدقة فقال البس هذه الدراعة فقد رأيت اباك فطعده خير من دراعته وخذ هذه العصا فهي خير من عصا ابيك و اذهب هذه الشاة فارحها في مكان كذا و ذلك في يوم سائفت و

لا تمنع الساعة من ألبانها شيئاً إلا آل عمر
فاني لأعلم أمداً من آل عمر أصاب من
ألبان غنم الصدقة وكومها شيئاً
فلما ذهب ردأ وقال أنهمت ما قلت
فضرب بنفسه الأرض وقال يا أمير المؤمنين
لا يستطيع هذا فان شئت فاضرب
عنقي قال فان رددت فاشي رجل تكون
قال والله لا يبلغك بعداً إلا ما تحب
فرده فكان نعم الرجل وقال عمر رضي الله
تعالى عنه والله لا يزعم حق فلاناً من
القضاء حتى استعمل عوضه رجلاً اذا راه
الفاخر فرقة خطب عمر رضي الله تعالى عنه
في الليلة التي دُفن فيها أبو بكر رضي الله
تعالى عنه فقال ان الله تعالى بنح سبيله
وكفانا به وله فلم يبق إلا الدعاء و
الاستدعاء الحمد لله الذي ابتلاني
بكم وابتلاكم بي وبقائي بعد صاحبتي
واعوذ بالله أن أذل وأضل فأعادي
له ولياً وأدالي له عدواً إلا داني و
صاحبتي كنفر مثلثه فقلوا من طيبة
فاخذ أحدهم مهلة الى داره وقراره
فلما رما مضية تباهت الأعلام
فلم يزل عن الطريق ولم يحرم السبل
حتى أسلمه الى أهله ثم تلاه الآخر فلما
سبيله واتبع أثره فافضه اليه سالماً

حصصے اچھا ہے اور ان بکریوں کو فلاں جگے جا کر چرا۔ اور یہ خوب گرمی کے
دن کا قصہ ہے۔ اور ان کے دودھ کو کسی مانگنے والے سے نہ رکنا سوائے
اُکل عمر کے کیونکہ میں آل عمر میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے صدقہ کی بکریوں
کا گوشت یا دودھ استعمال کیا ہو۔ پھر جب کہ وہ چل دیا تو اس کو پھر واپس بلایا
اور فرمایا کہ کچھ میں نے کہا تو نے اس کو سمجھ لیا؟ یہ سن کر اس نے اپنے کوزین پر گرا
دیا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھ میں اس کام کی طاقت نہیں تو اگر آپ چاہیں تو میری
گردن مار دیں۔ فرمایا کہ اگر میں نے تجھے واپس کیا تو کیسا آدمی ہو کر رہے گا؟ اس
نے کہا کہ واللہ اس کے بعد آپ کے پاس کوئی اطلاع نہ پہنچے گی بجز ایسی چیز کے
جس کو آپ پسند کریں گے تو اس کو پھر واپس کر دیا۔ اب وہ بہت اچھا شخص بن
گیا۔ اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں عہدہ قضا سے فلاں کو ضرور الگ کر دنگا
پھر اس کی بجائے ایسے شخص کو یہ کام سپرد کروں گا کہ جب کوئی سرکش اس کو
دیکھے تو گھبرا جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات میں خطبہ دیا جس رات ابو بکر رضی
اللہ عنہ دفن کئے گئے،

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ کو کشادہ کیا اور اس کو ہمارے لئے کافی
بنادیا۔ اب پھر دعاء اور پیروی کے کچھ باقی نہیں رہا سب تعریف اللہ کے لئے
ہے جس نے میری آزمائش تمہارے ذریعہ سے اور تمہاری آزمائش میرے ذریعہ
سے کی اور میرے دونوں رفیقوں کے بعد مجھے باقی رکھا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا
ہوں اس بات سے کہ لغزش کش کھاؤں اور گمراہ ہو جاؤں پھر اس کے دوست
کے ساتھ دشمنی کروں اور اُس کے دشمن کا دوست بن جاؤں۔ سن لو میں اور
میرے دونوں ساتھی تین رفقاء بیضر کی طرح تھے جو طیبہ (مدینہ) سے نکلے
ان میں سے ایک نے اپنے مکان اور قیام کے لئے کچھ ٹہلے لے لی اُس نے
ایسی زمین پر راہ اختیار کی جو روشن تھی اور اُس کے راہ کی نشانیاں ایک
دوسرے سے ملتی جلتی تھیں تو اُس نے صحیح راستہ سے لغزش نہیں کھائی
اور راہ گم نہ کی یہاں تک کہ اُس کو اس کے اہل کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے
پیچھے تیسرا رفیق آیا۔ تو اگر وہ ان دونوں کی راہ پر چلا اور ان کے قدموں کے

وعلق صاحبہ ثم تلاها الثالث فان سلك
سبيلها واتبع أثرها افضى اليها
ولا قاتها وان زل يميناً وشمالاً
لم يجامعها ابداً والا وان العرب
جل آفت وقد اخطيت خطامه
الا ذاتي حاتم على الحجية وشعبي
يا الله عليه الا ذاتي دارع فآتموا
اللهم اني شيعي فستحيي اللهم اني
خليلك فليكني اللهم اني ضعيف فقوني
اللهم اوجب لي بمولاك واولياك
بولائك ومعونتك وابرئ من الآفات
بمعدات اعدائك فتوفني من الابرار
ولا تحشروني في زمرة الاشقياء اللهم
واجعل لي من الدنيا فلفظاً ولا تغفل لي
فانسي فان ما قل وكفى خير مما
كثر والظي وفد على عمر رضى الله تعالى
عنه قوم من اهل العراق منهم جرير بن
عبد الله فاتا بهم بجفنة قد صبغت بخل
وزيت قال خذوا فخذوا اخذاً ضعيفاً
فقال ما بالكم تقرمون قرم الشاة
الكسيرة اظنكم تريدون خلواً وعامقاً
وجاداً وبارداً ثم قذفاً في البطن وشدت
ان اذ يحمقكم ففعلت ولكنا نستبق
من دنائنا فاجده في آخرتنا ووشنا
ان نأمر بصغار الغنائ فنسقط ولباب الخبز

نشانوں کا اتباع کرتا رہا تو ان دونوں کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے
طلاقات کر لے گا اور اگر داہنے یا بائیں کو پھل جائے گا تو ان سے کبھی نہ مل
سکے گا۔ سمجھ لو کہ عرب نازک ناک والے اونٹ کی مانند ہے جس کی نیچل مجھے دید کا
گئی ہے اب میں اس کو ٹھیک راہ پر لے چلوں گا اور اس پر اللہ سے مدد کا
خواہ سنگار ہوں۔ اسے لوگوں میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو۔ یا اللہ
میں نیچل ہوں مجھے سخی بنا دیجئے۔ یا اللہ میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج
بنا دیجئے۔ یا اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دیجئے۔ یا اللہ میرے ساتھ
لازم کر دیجئے اپنی محبت اور اپنے دوستوں کی محبت جو آپ کی محبت
اور آپ کی معونت کی وجہ سے ہوا اور مجھ کو آپ کے دشمنوں کی عداوت
کی وجہ سے آنے والی آفتوں سے بچا لیجئے۔ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ
وفات دیجئے اور میرا حشر اشیاء کے گروہ میں نہ کیجئے۔ اہی مجھے اتنی
زیادہ دنیا نہ دیجئے کہ میں سرکش ہو جاؤں اور نہ اتنی کم کر دیجئے کہ
(فکر معاش سے) نسیان میں مبتلا ہو جاؤں۔ کیونکہ جو کم ہو اور کافی
ہو جائے بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور کم و لعب میں مبتلا کر دے۔
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق میں کی ایک قوم کو وفد آیا، ان میں جریر
بن عبد اللہ بھی تھے عمر ان کے پاس ایک کوندے میں کھانا لے کر آئے
جس میں سرکہ اور روغن زیت پڑا ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ لو۔ تو انہوں نے کچھ
نیم دلی کے ساتھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا تم شوقین
ہو گئے بکری کے گوشت کے پارچوں کے۔ میرا خیال ہے کہ تم ارادہ کرتے
ہو کہ میٹھا اور گھٹا اور ٹھنڈا اور گرم آئے تو اس کو پیٹوں میں ڈالو میں اگر
چاہتا کہ خوش گوار نرم کھانا تمہارے لئے تیار کیا جائے تو ایسا کر لیتا۔ لیکن
ہم باقی رکھ چھوڑنا چاہتے ہیں اپنی دنیا میں سے ایسی چیزوں کو جن کو ہم
آخرت میں پائیں اور اگر ہم چاہتے کہ چھوٹی بھڑوں کا گوشت بھون لیا
جائے اور میدے کی چپاتیاں پکائی جائیں اور ہم حکم دیتے کہ مٹنے کا
شریت بنا کر اس کو مشیکیزوں میں بھر کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ

فَجَزَّ وَنَمَّرَ بِالزَّبِيبِ فَيُسَبِّحُ نَا فِي
الْأَسْعَانِ حَتَّى إِذَا صَادَ مَثَلُ مِيقَاتِ الْبِقُوبِ
اَكَلْنَا لَهَا وَشَرَبْنَا هَذَا لَفَعْلَتِ وَاللَّهُ اَنَّى
لَا اَجْزُ عَنْ كَرَارٍ وَاسْتَبْرَاجٍ وَ سَلَاتِ
وَصُنَابِ لَكِنْ اَللَّهُ تَعَالَى قَالَ لَقَوْمٍ
عِزَّتِهِمْ اَمْرًا فَعَلُوهُ اَذْهَبْتُمْ يَتْبَا تَكُمُ
فِي حَيَاتِكُمْ الدُّنْيَا وَاِنِّي نَظَرْتُ فِي هَذَا
الْاَمْرِ فَعَلْتُ اِنْ اَرَدْتُ الدُّنْيَا اَضْرَبْتُ
بِالْآخِرَةِ وَاِنْ اَرَدْتُ الْآخِرَةَ اَضْرَبْتُ بِالدُّنْيَا
وَإِذَا كَانَ الْاَمْرُ كَذَا فَافْضَلُوا بِالْفَانِيَةِ - و
مِنْ كَلَامِهِ الرِّجَالُ ثَلَاثَةُ الْكَامِلِ وَدُونُ الْكَامِلِ
وَلَا شَيْءٌ فَالْكَامِلُ ذُو الرَّأْيِ يَسْتَشِيرُ النَّاسَ
فَيَأْخُذُ بِآرَاءِ الرِّجَالِ اِلَى رَأْيِهِ وَ دُونَ
الْكَامِلِ ذُو الرَّأْيِ يَسْتَبْرِجُ وَلَا يَسْتَشِيرُ
الْاَشْيَاءَ مِنْ لَارَأْيٍ لَمْ وَلَا يَسْتَشِيرُ
وَالنِّسَاءَ ثَلَاثُ امْرَأَةٍ تَعْيُنُ اَهْلَ بَيْتِهَا
الدَّيْرُ وَلَا تَعْيُنُ الدَّيْرُ عَلَى اَهْلِهَا
وَقُلْ مَا يَجْعَلُهَا فِيهِ غَيْرُهُ وَالثَّلَاثَةُ غُلَّتْ
قُلْ يَجْعَلُهَا اللَّهُ فِي رَقَبَةٍ مِنْ يَشَاءُ وَ
يَعْلَمُ اِذَا يَشَاءُ مَا اخْفَا عَنْ عَمْرِىَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ الْحَقِيقَةُ مِنْ حَبِيبٍ قَالَ لَمْ
اِيَاكَ وَالشَّعْرُ قَالَ لَا اَقْدِرُ عَلَى
تَرْكِهِ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَلْكَلَّةُ عِيَالِي وَ
مَلَأَتْ بَرْتِطَاطَ بَسَانِي قَالَ فَشَبَّابُ
بَايَكُ وَ اِيَاكَ وَكُلُّ مَرَّةٍ مَحْفُوفَةٍ

جب وہ چکور کی آنکھ کی مانند مصحف ہو جائے تو ہم اس کھانے کو کھاتے اور
اس مشروب کو پیتے تو میں یہ سب کر لیتا۔ وائید میں کر کرے اور کوہان
کے گوشت سے اور سبزی اور اچار سے عاجز نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے
ایک قوم سے فرمایا جن کو ایسے امر سے جس کے وہ مرتکب رہے عار
دلاتے ہوئے کہ اَذْهَبْتُمْ طَبِيبَتَكُمْ فِیْ حَیْلُو تَكُمُ الدُّنْيَا یعنی اپنی
دنیوی زندگی میں اپنی پسند کی چیزیں تم نے لے لی ہیں، اور میں نے اس امر
پر غور کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ اگر میں نے دنیا کا ارادہ کیا تو آخرت کو نقصان پہنچاؤں گا
اور اگر آخرت کا ارادہ کیا تو دنیا کو نقصان پہنچاؤں گا اور جب صورت حال
یہ ہے تو فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور آپ کے اقوال میں سے
ایک یہ ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں، کامل اور کاتل سے کم مرتبہ اور لاشے
دہنے کا۔ کامل وہ ہے جو صاحب رائے ہو لوگوں سے مشورہ کرے پھر لوگوں
کی رائے لے کر اپنی رائے قائم کرے اور کاتل سے کم مرتبہ وہ ہے جو صاحب
رائے ہو اور اپنی رائے پر جم کر کسی سے مشورہ نہ کرے۔ اور لاشے وہ ہے
کہ نہ خود صاحب رائے ہو اور نہ لوگوں سے مشورہ کرے۔ اور عورتیں تین قسم
کی ہوتی ہیں، ایک وہ ہوتی ہیں جو حوادث زمانہ میں اپنے شوہر کی مدد گاہ ہوتی
ہیں، شوہر کے خلاف حوادث کی مددگار نہیں ہوتی اور ایسی کم ہی ہوتی ہیں، اور
ایک عورت ایسی ہوتی ہے جو صرف بچوں کا طرف ہے (یعنی بچے جنتی رہے)
اور اس میں اور کوئی وصف نہ ہو۔ اور تیسری وہ ہے جو گردن کا طوق ہو
جوڑوں بھری، اللہ تعالیٰ اس کو جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور وہی
جب چاہتا ہے اس سے نجات بخشتا ہے۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے خطیبہ
کو یہ ایک شاعر کا لقب تھا، قید سے رہا کیا تو اس سے کہا کہ خبردار شعرت
کہنا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا
میرے کنیکے رزق کا ذریعہ یہی ہے اور شعر چونی کی طرح میری زبان پر
چلنے لگتا ہے۔ فرمایا کہ اچھا تو قشیب (یعنی محبوبہ کے حسن اور پائے عشق کی
طرف کنایات) اپنی بیوی کے لئے کیا کر دو۔ اور خبردار کوئی مدح مجھے اکھال

قَالَ وَابَا مُحَمَّدٍ قَالَ يَقُولُ اِنْ بَنِي فَلَانٍ
خَيْرٌ مِنْ بَنِي فَلَانٍ اَمْرٌ وَلَا تَفْعَلْ
اَعْدَا قَالَ اَنْتَ وَاللّٰهُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
اشعرني قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قُلْتُ لِعَمْرِ
يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنِّي فِي خُطْبَةٍ فَأَشْرُ
عَلَيْ قَالَ وَمَنْ خُطِبْتُ قُلْتُ فَلَا تَنْتَ
فَلَانٍ قَالَ النَّبِيُّ كَمَا تَحِبُّ دَكَاةٌ عَلِمْتُ
وَلَكِنْ فِي اخْلَاقِ اَهْلِي دَقِيَّةٌ لَا تُعَدُّ مَكً
اَنْ تَجِدَ بَا فِي وَلَدِكَ قُلْتُ فَلَا حَاجَةَ لِي
اِذَا فِيهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ عِنْدَ
عَمْرِضِي اَللّٰهُ تَعَالَى نَفْسٌ لَفَا فَنُتْتُ
اِنْ اَمْلَاةً قَدْ اَفْرَحْتُ فَقُلْتُ لَ
مَا اُخْرِجَ هَذَا النَّفْسَ مِنْكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
اَلَا هُمْ مُشْدِدٌ قَالَ اَيُّ وَاللّٰهُ يَا ابْنَ
عَبَّاسٍ اِنِّي فَكَّرْتُ فَلَمْ اَدْرِ فِيمَنْ اَجْعَلُ
هَذَا اَلْاَمْرَ بَعْدِي ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ تَرَى
صَاحِبَكَ لَهَا اَهْلًا قُلْتُ وَمَا يَنْبَغُ مِنْ
ذَلِكَ مَعَ جَاهِدِهِ وَسَابِقَتِهِ وَ قَرَابَتِهِ
وَعِلْمِهِ قَالَ صَدَقْتَ وَلَكِنَّ اَمْرًا فِيهِ
دُعَاةٌ قُلْتُ فَاِنْ اَنْتَ عَنْ طَلْحَةَ
قَالَ ذُو الْبَأْوِ بِاصْبَعِهِ الْمَقْطُوعَةَ قُلْتُ
فَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ رَجُلٌ ضَعِيفٌ لَوْ صَارَ
الْاَمْرُ اِلَيْهِ لَوْضِعَ خَاتَمُهُ فِي يَدِ امْرَأَةٍ
قُلْتُ فَالْزُبَيْرُ قَالَ نَيْكِسُ نَفْسٌ يَلَا طَمَ
فِي الْبَيْتِ فِي صَاعٍ مِنْ مَرٍ قُلْتُ

چھٹے والی نہ کرنا۔ اُس نے کہا کہ یہ مجھفہ کیا ہے۔ فرمایا کہ شاعر یہ کہتا ہے کہ بنی
فلاں بہتر ہے بنی فلاں سے۔ مدح کر کر کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔
اُس نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین واللہ آپ مجھ سے بڑے شاعر ہیں۔ ابن عباس
نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں ایک رشتہ کے خیال
میں ہوں آپ مجھے مشورہ دیجئے۔ فرمایا کہ کس سے تجویز کیا؟ میں نے کہا کہ فلاں
لڑکی سے جو فلاں کی بیٹی ہے۔ فرمایا کہ نسب تو ایسا ہی ہے جیسا تم پسند کرتے
ہو اور جیسا کہ تم کو علم ہوا ہے، مگر اس کے گھر والوں کے اخلاق میں کمزوری
ہے تم اس سے بچ نہ سکو گے کہ اس کا اثر اپنی اولاد میں بھی پاؤ گے میں نے کہا
کہ پھر تو مجھے اسکی مزدورت نہیں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے ساتھ
تھا، کہ انہوں نے ایسی طرح ایک سانس لیا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ ان کی پسلیاں
زخمی ہو گئی ہیں۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کے اندر سے
ایسے سانس کو کوئی چیز نہیں نکال سکتی بجز بڑے اہم فکر کے۔ فرمایا کہ ہاں
واللہ اسے ابن عباس میں نے بہت سوچا کہ اس امر (خلافت) کو اپنے بعد
کس کے سپرد کروں مگر نہیں جان سکا۔ پھر کہا کہ شاید تو اپنے صاحب
(یعنی علی رضی اللہ عنہ) کو اس کا اہل خیال کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان
کے حقد میں کوئی بات مانع ہے جب کہ وہ جہاد بھی کرتے رہے اور ساری
بالاسلام بھی ہیں اور صاحب قرابت بھی اور صاحب علم بھی۔ فرمایا کہ تو نے
سچ کہا۔ لیکن وہ ایسا شخص ہے جس میں ظرافت ہے (اس سے لوگ مرعوب نہ
ہوئے) میں نے کہا کہ پھر طلحہ کے بارے میں کیا خیال ہے تو کہا کہ وہ کچھ
عزیز والا شخص ہے اپنی کٹی ہوئی انگلی کے عطا شدہ میں نے کہا کہ عبد الرحمنؓ تو کہا
کہ وہ کمزور شخص ہے اگر یہ امر اس کے پاس پہنچ گیا تو وہ تو خاتم (یعنی مہر
خلافت) اپنی بیوی کے ہاتھ میں ڈال دے گا۔ میں نے کہا کہ پھر زبیر؟
فرمایا کہ وہ سخت گیر اور بخیل ہے۔ گیہوں کے ایک صاع کے پیچھے بیعت میں
لوگوں کے پھر مارتا پھرتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر سعد بن ابی وقاص۔ کہا کہ وہ
تو بس اسلحہ اور سواری کا مرد ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمان۔ تو تین مرتبہ آہ آہ

کی اور کہا وانشہ اگر اس کو خلیفہ بنایا تو وہ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا۔ پھر یقیناً عرب اس پر حملہ کر کے قتل کر دیں گے پھر کہا اسے ابن عباس اس امر کے لئے کوئی صالح (مناسب لائق) نہیں مگر پختہ عقل و تدبیر والا، کم اعتماد کرنے والا کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اللہ کے بارے میں اُس کو باز نہ رکھ سکے، شدت کرنے والا بغیر بد خو ہونے کے نرمی کرنے والا ہو بغیر کمزوری کے، سخی ہو، فضول خرچ نہ ہو، مال روکنے والا ہو بغیر عیب (یعنی بخل) کے۔ ابن عباس نے کہا کہ وانشہ یہ سب عمر کی صفات تھیں۔ (ابن عباس نے) کہا، پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ولی اُس (صلوات) کا ہے اگر وہ لوگوں کو کتاب اللہ اور ان کے نبی کی سنت پر عمل کرنے پر آمبارے۔ اگر لوگوں نے تیرے صاحب (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنالیا تو وہ لوگوں کو روشن راہ اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے آمبارے گا۔

عقبہ بن حصین اور افسدع بن حابس ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہمارے نزدیک

فسدع بن ابی وقاص قال صاحب سلاح و
عقبہ قلت فثمان قال اودہ ثلثا وانشہ
لئن وُلّیہا یملکن بنی ابی معیط علی
رقاب الناس ثم لکنہن علی الیہ العرب فقتلہ
ثم قال یا ابن عباس انہ لا یصلح لہذا الامر
الا حیف العترة قلیل الغرة لا تأخذہ
فی اللہ وممہ لائم یكون شديدا من غیر
عنف لینا من غیر ضعف سخیّا من غیر
سرف تمکنا من غیر وکف قال ابن عباس
فکانت وانشہ ہی صفات عمر قال ثم اقبل
علی بعد ان سکت ہینہ وقال ان اللہ
تعالیٰ وُلّیہا ان یحکم علی کتاب ربہم و
سنتہ نبیہم بصاحبک انا انہم ان وودہ
امرہم حلہم علی الحجۃ البیضاء و الصراط

صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو، عہ اس میں اشارہ ہے ایک خاص عیب کی طرف جس کا ذکر اس روایت میں جو مقصد اول ج ۲ میں گذر چکی ہے وہاں حضرت علیؑ کے متعلق لفظ الکسح لایا گیا ہے یعنی جلد بازی کے ساتھ غلط کام کرنے والا اور پھر پچھتانے والا۔ یہ لفظ ناخوذ ہے کسی سے جو بنی الکسح کا ایک شخص تھا جو اس صفت میں مزب الش بن گیا تھا اس نے ایک کمان بنائی تھی جس کا امتحان رات میں گدھوں پر تیر چلا کر کیا۔ نیز گدھوں کے بدن سے گذرتے ہوئے پہاڑی پر پہنچ کر کھاتے تھے اور ان سے آگ بھڑتی تھی۔ آگ کو دیکھ کر یہ شخص یہ خیال کرتا تھا کہ نشانہ غلط رہا۔ تو اس نے جھنجھلا کر کمان توڑ دی اور اپنی انگلی بھی کاٹ دی جس سے کمان بنانے میں کام لیا تھا کٹی ہوئی انگلی سے اشارہ اسی مزب الش کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ظلم میں کچھ نجات اور خود پسندی کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ وہ جذباتی شخص ہے، غلط کام کر کے پھر پچھتاوے والا اس لفظ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی انگلی حقیقت میں کٹی ہوئی تھی۔ واضح رہے کہ یہ تفسیر اگر روایت صحیح بھی ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہیں انہوں نے اپنے بلند موقف سے ان اکابر کو دیکھا اور ان میں بہت سی کامشاہدہ کیا ہمیں اپنے موقف سے دیکھنا چاہئے۔ اور ایسی باتوں سے ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں بدگمانی سے دور رہنا چاہئے۔ ظلم اور زبرد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عوامی قرار دیا ہے اور ان کی مدح کی ہے ان کے بارے میں محسن ظن میں انیسی روایات کے بیش نظر کی نہ آنے دین

۱۷ مترجم

ایک شور زمین ہے نہ اس میں گھاس ہے اور نہ کوئی اور منفعت
 اگر آپ کی رائے ہو تو ہم کو دے دیجئے شاید ہم اس میں کھیتی
 کریں اور بوٹیں ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ
 اس سے نفع پہنچا دے۔ تو ابو بکرؓ نے اُن لوگوں سے جو آپ
 کے گرد موجود تھے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ
 اس میں کوئی حرج نہیں تو ان کو ایک دھیقہ لکھ دیا اور جو لوگ موجود
 تھے ان کی گواہی کرادی وہاں عمرؓ موجود نہیں تھے تو یہ دونوں اُن کے
 پاس پہنچے تاکہ دھیقہ پر ان کی گواہی بھی کرالیں۔ اُنہوں نے عمرؓ کو اس
 حال میں پایا کہ وہ کھڑے ہوئے اونٹ پر قطر ان (تیل جو خارش
 والے اونٹ پر ملا جاتا ہے) مل رہے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ خلیفہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دھیقہ لکھ کر دیا ہے اور ہم
 اس لئے آئے ہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر آپ گواہی کر دیں
 کیا آپ خود پڑھیں گے یا ہم آپ کو پڑھ کر سنادیں۔ عمرؓ نے کہا کہ
 کیا اس حال میں جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اگر تم چاہو تو تم پڑھ دو یا میں پڑھ لوں گا
 اگر یہ چاہتے ہو تو میرے فارغ ہونے تک کا انتظار کرو۔ اُنہوں نے کہا
 کہ ہم ہی پڑھ کر سنادیتے ہیں۔ جب عمرؓ نے جو کچھ اس میں تھا سن
 لیا تو ان سے لے لیا۔ اور اس پر تھوک کر اس کو مٹا دیا۔ تو وہ دونوں
 برا فروخت ہو گئے اور عمرؓ کو بڑے کلمات کہے۔ عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ مؤلفہ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور
 اسلام اس زمانہ میں کمزور تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو موت (وقت)
 عطا کر دی جاؤ اب تم جو چاہو کوشش کر لو۔ خدام پر مہربانی نہ کرے
 اگر تم مہربانی چاہو۔ پھر یہ دونوں ابو بکرؓ کے پاس آئے اور بہت
 برہم ہو رہے تھے اور اُن سے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھے کہ تم امیر ہو یا عمر
 تو اُنہوں نے کہا کہ اگر وہ چاہتے تو وہی ہوتے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ آئے
 اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے یہاں تک کہ ابو بکرؓ کے پاس

الستقیم جاء قتبة بن حصين والاقرب
 بن حابس الی ابی بکر فقالا یا خلیفہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عندنا ارضٌ سبغة
 لیس فیہا کلاء ولا منفعة ان رأیت ان تقطعنا
 لعلنا نحرثہا ونزرعہا ولعل اللہ ان ینفع
 بہا بعد الیوم فقال ابو بکر لمن حوٰد من الناس
 ما ترون قالوا باس مکتب لہا بہا کتابا
 واستشہد فیہ شہودا وعمر ما کان حاضرا
 فانطلقا الیہ لیتشہد فی الکتاب فوجدا
 قائما بہنا بعیرا فقالا ان خلیفہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کتب لنا ہذا الکتاب و
 جئناک لیتشہد علی مانیہ اقتضام لقراءہ
 علیک قال اعطی احوال التی تریان
 ان شئتما فاقرأہ وان شئتما فانتظرا
 حتی افرغ قال بل نقرأہ علیک فلما
 سمع مانیہ اخذہ منہما ثم نقل فیہ فجاہ
 فقتلوا وقالا لا مقاتلہ سیئہ فقال
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
 یتألفکم والاسلام یوشکذ ذیلکم و
 ان اللہ تعالیٰ اعز الاسلام فلذہبا
 فاجہدوا جہدکم ارحی اللہ علیکم
 ان ارضیتما فجاؤا الی ابی بکر و جا
 یتذمران فقالا لا واللہ ماندری
 انت امیر ام عمر فقال بل ہو لوکان
 شاء وجاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو

(یعنی جس سے غرباء کو دودھ کا خاندہ اس ناتمہ کی طرح نہ پہنچے کیونکہ اس کے پاس موت کے سوا اور کچھ نہیں) یا کوئی ایسی اونٹنی لے لیتا جو کم دودھ دینے والی ہوتی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں انبار کار بننے والا ایک نصرانی شخص ہے جس کو دفتر کے کاموں میں بہت بصیرت ہے۔ اُس کو تو آپ اپنا کاتب بنا لیتے۔ فرمایا اگر میں ایسا کرتا تو مومنین کے سوا دوسروں کو بظاہر (اندرونی دوست) بنانے والا ہوتا۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اگر کوئی اونٹ صدقہ کافرات کے کنارے پر بھی ضائع ہو کر ہلاک ہو جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آل خطاب سے باز پرس کرے۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ ”آل خطاب“ سے عمر اپنی ذات کو مراد لے رہے ہیں اپنے سوا کسی اور کو مراد نہیں لے رہے۔ اور آپ نے ابو موسیٰ کو کھٹکا کہ ہر زمانہ میں کچھ آدمی عام لوگوں میں نمایاں ہے جن کے پاس لوگ اپنی حاجتیں لے کر جاتے رہے ہیں، تو تم سے پہلے جو لوگ ایسے ممتاز رہے ہیں اُن کی عزت کرو۔ اور ایک ضعیف مسلمان میں قوم کے درمیان اتنی بات تو ہونی چاہئے کہ حکم میں اور تقسیم اموال میں انصاف کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور بولا کہ میری اونٹنی کے پاؤں میں زخم ہے اور کمر میں زخم ہے اس لئے مجھے کوئی اونٹ دے دیجئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ واللہ نہ ترے اونٹ میں زخم ہے نہ کمر میں تو اس نے کہا اے اقسد باللہ الخ (ترجمہ) ابو حصص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس (میری) اونٹنی کے نہ پاؤں میں زخم ہے نہ کمر میں تو یا اللہ اُس کو معاف کر دیجئے اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی ہو۔ تو عمر نے لے کہا کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پھر اس کو بلا کر اونٹ پر سوار کر دیا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص سوال لے کر آیا جو اُن کا رشتہ زوار تھا تو آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ تو اس کے بارے میں ان سے گفتگو کی گئی اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین وہ آپ سے سوال کرتا ہے تو آپ

دست بنادر و لوگ متحارے ساتھ غنڈا کر رہے ہیں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے (۱۱۸: ۳۳) - ۱۲

عہدہ تبلیغ ہے اس آیت کی طرف یا یہاں الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃً من دونکم لایا لونکم خیاراً و ترجمہ ہے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت

واخسرجه فكلهم فيه وقيل يا امير المؤمنين
يا بلک فزبرته واخسرجه قال
ان سألني من مال الله فما معذرتي
اذا لقيته لهما غائبا فلو سألني من
مالي ثم بعثت الف درهم من ماله
وكان يقول في عماله اللهم اني ابعثهم
ياخذوا اموال المسلمين ولا يضرولوا
ابشأرهم من ظلمه اميره فلا امره
عليه دوى. بينا عمر رضى الله تعالى عنه
ذات ليلة يمشى سمع صوت امرأة
من سطح وهى تمشى من تطاول هذا
الليل وازور جابته و دليس الے
جنبى خيل الابعه فوالله ولا
الله لاشئ غيرہ لزعزع من
هذا السرير جوانبه مخافة ربى و
الحياء يصعدنى و اكرم يعلى
ان تنال مراكبه فعال عمر لاحول و
لاقوة الا بالله ماذا صنعت يا عمر
بناء المدينة ثم جاء ففرب الباب
على حفصة ابنته فقالت ما جاء بك فى
هذه الساعة قال اخبرنى كم نصبر المرأة
المدينة عن اهلها قالت اقضاه اربعة
اشهر فلما اصبح كتب الى امراء
فى جميع النواحي ان لا تجتمع البعث
وان لا يغيث رجل عن اهل الكثر

اس کو بھڑکتے اور نکال دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے
اللہ کے مال میں سے مانگا تھا تو میرا کیا غدر ہوتا جب میں اللہ سے بادشاہ
خائن کی حالت میں ملتا۔ اس نے میرے مال میں سے کیوں نہ مانگا۔ پھر اپنے
مال میں سے اس کو ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔ اور اپنے مالوں کے متعلق کہا
کرتے تھے کہ یا اللہ میں ان کو اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے اموال
کو وصول کریں، نہ اس لئے کہ لوگوں کے جسموں کو پیشیں۔ جس پر اس کے امیر
نے ظلم کیا تو اس پر اس امیر کی امارت نہیں رہے گی سوائے میرے (یعنی اب
اس کو براہ راست مجھ سے کہنا چاہئے) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات
گشت لگانے کے دوران میں چھت کے اوپر سے ایک عورت کی آواز سنی
اور وہ یہ اشعار پڑھ رہی تھی ہ تطاوَلَّ الحی (ترجمہ) یہ رات لمبی ہوگئی
اور اندھیرا چھا گیا۔ اور میرے پہلو میں ایسا دوست نہیں ہے جس سے
دل لگی کر لوں، تو خدا کی قسم اگر خدا (موجود) نہ ہوتا اور کوئی شے اس کے
سوا (جو کہ ملاعبت سے مانع ہو موجود) نہیں ہے، نہ اس تحت کے تمام
گوشتے یقیناً لرزتے ہوئے ہوتے۔ اپنے رب کا خوف اور حیا مجھے
روک رہی ہیں۔ اور (یہ بات بھی روکنے والی ہے کہ) اپنے میاں کا احترام کرتی
ہوں، اس بات سے کہ اس کی سواری کے مقامات کسی اور کو دے دیئے
جائیں۔ تو عمرؓ نے کہا لاحول ولاقوة الا بالله ملے عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں
کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر جا کر اپنی بیٹی حفصہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو انہوں
نے کہا کہ کیا بات ایسے بے وقت آپ کو یہاں لائی۔ فرمایا کہ مجھے یہ بتاؤ
کہ کتنے زمانہ تک ایسی عورت جس کا شوہر غائب ہو اپنے شوہر سے جدائی
پر صبر کر سکتی ہے۔ حفصہ نے کہا کہ اس کی انتہا چار مہینے ہیں۔ پھر صبح
صبح ہوگئی تو عمرؓ نے تمام علاقوں کے امراء کے نام یہ حکم لکھ کر روانہ کیا
کہ لشکروں کو مجبوس نہ کیا جائے اور کوئی شخص اپنی بیوی سے چار مہینے سے
زیادہ غائب نہ رہے۔ اور اسلم نے بیان کیا کہ عمرؓ جب کہ ایک رات مدینہ
میں گشت کر رہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ اچانک انہوں نے شکار ایک

من اربعة اشهر - و تودی اسلم
 قال كنت مع عمر یصن بالمدینة
 اذا سمع امرأة تقول لبنتها قومی
 یا بنیة الی ذك اللبن فامد قیه
 فقالت او ما علمت ما کان من
 عزمة امیر المؤمنین بالأمس قالت
 و ما هو قالت انه امر نادیا فنادی
 ان لا یشاب اللبن بالماء قالت
 فامکب بموضع لایراک امیر المؤمنین
 و لا نادى امیر المؤمنین قالت ما کنت
 لأطیع فی السلاء و أعصیه فی الخلاء
 و عمر یسمع ذاک فقال یا اسلم
 اعرف الباب ثم مضی فی حبه
 فلما أصبح قال یا اسلم امض الی
 الموضع فانظر من القائمة و من
 المقول لها ہی و هل لها من بعل
 قال اسلم فانیئت الموضع فنظرت
 فاذا ابجاریة ایتم و اذا بنت لها
 و لیس لها رجل فاجرتہ فجمع عمر
 ولده فقال ہل تریدون ان تزوجوا
 امرأة فانزوجہ امرأة صالحة
 فتاة و لو کان فی ابکم حرکت الی
 النساء لم یبق احد الیہا فقال
 عاصم ابنہ انا فبعث الی ابجاریة
 فزوجهما ابنہ عاصما فولدت له

عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ بیٹی اٹھ اور جا کر دودھ میں پانی ملا دے، تو
 اُس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہوا کہ امیر المؤمنین نے کل کس حکم کی منادی
 کر لی تھی۔ اُس نے کہا کہ کیا حکم تھا۔ اُس نے کہا کہ اُن کے حکم سے منادی نے
 یہ آواز لگائی تھی کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ملانے کا کہنا تو ایسی جگہ ہے
 کہ تجھے نہ امیر المؤمنین دیکھ رہا ہے اور نہ امیر المؤمنین کا منادی۔ لڑکی
 نے کہا کہ میں تو ایسا نہ کروں گی کہ سانسے تو اُن کی اطاعت کروں اور تنہائی
 میں اُن کے حکم کے خلاف کروں۔ اور عمرؓ یہ گفتگو سن رہے تھے۔ تو فرمایا
 کہ لے اسلم دروازے کو اچھی طرح پہچان لے۔ پھر گشت میں آگے نکل
 گئے پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا اے اسلم اُس جگہ پہنچو اور پتہ لگاؤ
 کہ وہ کہنے والی کون تھی اور جس سے کہہ رہی تھی وہ کون ہے اور کیا اُس
 کے شوہر موجود ہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں اُس جگہ پہنچا اور تحقیق کی تو معلوم
 ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے اور دونوں کا کوئی مرد
 نہیں ہے۔ تو میں نے اس کی اطلاع عمرؓ کو دے دی۔ اُس کے
 بعد عمرؓ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ کیا تم کسی عورت سے نکاح
 کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، تو میں اس کا نکاح ایسی نوجوان عورت سے
 کرادوں جو صاکنہ ہے اور اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی جانب
 میلان ہوتا تو اُس پر اس کی جانب کوئی اس سے پیش قدمی نہ کر سکتا۔
 تو اُن کے بیٹے عاصم نے کہا کہ میں۔ تو آپ نے اُس لڑکی کے پاس
 پیغام بھیج دیا اور اس کا اپنے بیٹے عاصم سے نکاح کر دیا۔ تو
 اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت اُم عاصم ہے اور
 یہی ماں ہے عمر بن عبد العزیز بن مروان کی عمر رضی اللہ تعالیٰ
 نے حج کیا۔ جب وادی ضحان میں آئے تو فرمایا کوئی معبود نہیں
 سوائے اللہ کے جو بہت عظمت والا ہے، جو کچھ چاہتا ہے اور جس
 کو چاہتا ہے عطا فرما دینے والا ہے۔ مجھے یاد آ رہا ہے جب کہ
 میں خطاب کے اُذن اس وادی میں چرایا کرتا تھا، ایک اونٹ

بنّا ہى الحكّاة ام عاصم دہى ام عمر بن
عبد العزیز بن مروان حج عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فلما کان بضعین قال
لا اله الا الله العظیم المعطى ما شاء لمن
یشاء اذکروا انا ارسى ابل الخطاب
بہذا الودى فی مدرجۃ صوف وکان فظاً
شیعیاً اذا علمت ویضربنی اذا قصرت
وقد امیت الیوم دبیس بین دین
اللہ احد ثم تمثّل لہ لاشئ مما یرای
تتقی بشاشۃ ۛ تتبّی اللہ ویؤدی المال
والولد ۛ لم تغن عن ہرمز یوما خزائنہ
والخلد قد حادلت عاداً فاخلدوا ۛ و
لا شکمان اذ تجزی الراح لہ ۛ والانس
والجن فیما بینہما یرد ۛ این اللوک التی
کانت منازلہا ۛ من کل اوب الیہا راکب
یغدر ۛ حوض ہنالک مؤرد ۛ بلا کذب ۛ
لابد من وردہ یوما کما وردوا ۛ وسمع
عمر منشداً یمشد قول طرفہ لہ فلولا ثلاث
ہن من عیشۃ الفتی ۛ ذبحک لم اجفل
مشی قام مؤوی ۛ فمہن سبقی العاذلات
بشریۃ ۛ کسیت مشی مایعل بالاء یمز بد
وکرتی اذا نادى المصاف مجنناً ۛ کسید
الغصفا فی تہبتہ المتورد ۛ ولقصیر یوم
الدجن والدجن معجب ۛ ینہکتہ تحت
الطراف المدد ۛ فقال وانا لولا ثلاث

کرتیں۔ اور وہ ایک سموت مزاج آدمی تھے مجھے اذیت میں ڈالے
رکھتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور مجھے مارا کرتے تھے جب میں کام
میں کمی کرتا تھا اور آج میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور اللہ کے
مابین کوئی (حاکم) نہیں۔ پھر تمثیلیہ اشعار فرمائے لہ لاشئ مما یرای
میری (ترجمہ) کوئی دیکھی جانے والی شے ایسی نہیں کہ اُس کی خوشی اور
تازگی باقی رہنے والی ہو۔ اللہ ہی ہمیشہ رہتا ہے اور مال و داد و سبب
فنا ہو جاتے ہیں (موت کے) دن ہر مزد (سٹہ فارس) کے خزانے
اُس کو نہ بچا سکے۔ اور خلد (عادی جنت) نے اُس سے منہ موڑ لیا، یہ لوگ
باقی نہ رہے نہ اور نہ سلیمان باقی رہے جن کے حکم سے ہوائیں چلتی تھیں،
اور انسان اور جن اُن ہواؤں کے درمیان اُترتے تھے نہ وہ بادشاہ
کہاں گئے جن کے محلات ایسے تھے کہ ہر طرف سے ان کے پاس
سواروں کے وفد آتے رہتے تھے، وہاں (فنا کا) ایک حوض ہے
جس پر بلا تحلف ہر ایک کو وارد ہونا ہے جس طرح گزرے ہوئے
لوگ اس پر وارد ہو کر موت کے گھونٹ پیتے رہے نہ اور عمر رضی اللہ
عنہ نے سنا کہ ایک شخص طرفہ کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا خلو
لا ثلاث الہ (ترجمہ) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی (یعنی میری)
زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی میں ایسے وقت بھی
نہیں چوکتا جب کہ میں بیمار ہوتا ہوں اور میری عیادت کرنے والے
کھڑے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک خصلت میرا ملامت کرنے
والوں پر سبقت کر جانا ہے ایسی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے
جس میں سیاہی آمیز سرخی ہو کہ جب اس میں پانی ملایا جائے تو
اُبل (مرحی سے) نکلنے لگے نہ اور (دوسری خصلت) میرا پلٹ کر
حملہ کر دینا ہے جب الیامیدان جنگ مندا کرے جو (بہادروں کو)
نامرد بنا دینے والا ہو، غصا کے بیڑی کی طرح کمال ہوشیاری
اور شبک رفتاری کے ساتھ نہ اور تیسری خصلت (یوم اُبر کو

ہن من عیشتہ الفتی ۛ و جدک لم یفل
 متی قام عودی ۛ اُجاہ فی سبیل اللہ و
 اَنَا اُضِع و جہی فی التراب بشہ و اَنَا
 اُجاسہ قوما یلتقطون لیتب القول کما
 یلتقط طیب الثمر۔ و روی عبد اللہ بن
 بریدۃ قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 رہا یاخذ بید العصبی فیقول اُدع لی
 فانک لم تذب بعد۔ و کان عمر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کثیر المشاورۃ کان یشارو
 فی امور المسلمین حتی المرأة۔ قال عمر
 رضی اللہ تعالیٰ یوما والناس حوکہ و اشہ
 ما ادری اخلیفۃ اَنَا ام کنت فان کنت
 ملکا فلقد ورتط فی امر عظیم فقال لہ
 قائل یا امیر المؤمنین ان بینما فرقا و انک
 ان شاء اللہ لعل خیر قال کیف
 قلت قال ان اخلیفۃ لا یاخذ الا
 حقا ولا یضیع الا فی حق و انت بحمد اللہ
 کذک و الملک لعیف الناس و
 یاخذ مال ہذا فیعطیہ ہذا انکت عمرو
 قال ارجو ان اکون۔ و روی الحسن قال
 کان رجل لا یزال یاخذ من لحيۃ
 عمر شیئا فاخذ یوما من لحيۃ فقبح
 علی یدہ فاذا فیہا شیء قال ان الملک
 من الکذب۔ القلع شمس نعل عمر
 فاسترجح و قال کل ماساءک فہو

کو تاہ شمار کرنا ہے جب کہ (جنگ کا غبار بلند ہونے سے) تاریکی
 بہت اچھی معلوم ہو رہی ہو غلبہ جنگ سے بے کیچھے ہوئے خیمہ
 کے نیچے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اور میں (کہتا ہوں) اگر تین خصلتیں نہ
 ہوتیں جو کہ جوان کی زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی
 میں ان سے ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب میری عیادت کرنیوالے
 کھڑے ہوں (ایک خصلت یہ کہ) میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں
 اور (دوسری یہ کہ) میں اللہ کے لئے اپنا چہرہ مٹی پر رکھ دوں اور
 (تیسری یہ کہ) میں ایسے لوگوں کا ہم مجلس رہوں جو پاکیزہ اقوال اس
 رغبت کے ساتھ چُختے ہیں جس رغبت کے ساتھ عمدہ پھل چُختے ہیں۔
 اور عبد اللہ بن بریدؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ لبا اوقات کسی بچہ کا ہاتھ
 پکڑ لیتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کر کیونکہ تو نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔ اور
 عمر رضی اللہ عنہ بجزرت مشورے کرنے والے تھے مسلمانوں کے امور میں مشورے
 کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا جب کہ لوگ اُن کے گرد موجود تھے کہ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ میں خلیفہ
 ہوں یا بادشاہ ہوں۔ اگر میں بادشاہ ہوں تو میں بڑے خطرناک امر میں ڈال دیا
 گیا۔ تو ان سے ایک کہنے والے نے کہا کہ لے امیر المؤمنین دونوں میں فرق
 ہے اور آپ انشاء اللہ خیر رہیں۔ فرمایا کہ یہ تم نے کیسے کہا؟ اس نے کہا کہ
 خلیفہ جو کچھ رعایا سے لیتا ہے حق کے ساتھ لیتا ہے اور اس کو حق ہی کے موقع
 میں خرچ کرتا ہے اور آپ خدا کا شکر ہے اس کے مطابق ہیں۔ اور بادشاہ
 لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اس کا مال چھینتا ہے پھر اُس کو (خلافت حق) اُس کو
 دے دیتا ہے! تو عمرؓ خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ میں امیر کرتا ہوں کہ ایسا
 بن جاؤں۔ اور حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص تھا جو ہمیشہ عمرؓ کی ڈاڑھی میں
 سے کچھ لیا کرتا تھا (یعنی صاف کرتا تھا) تو اس نے ایک دن اُن کی ڈاڑھی
 میں سے کچھ (تھکایا ٹوٹا ہوا بال) لیا تو انہوں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا، دیکھا
 تو اس میں کچھ تھا تو فرمایا کہ چاہلوسی کذب (کی جنس) میں سے ہے عمرؓ

مصیبت۔ وقف اعرابی علی عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه فقال له يا ابن الخطاب مجزيت
الجنة يا ائس بنیاتی و ائمنہ ۛ ائتم بالله
لتفعلنہ ۛ فقال ان لم افعل کیون ماذا
قال ع اذا ابا حفص لا مضیئہ۔ قال
اذا مضیئ کیون ماذا قال سے تکون
عن عالی لتکنتہ ۛ یوم تکون الاعطیات
جنتہ ۛ والواقف المسؤل بیہتہ ۛ اما الی
نار دانا جنتہ ۛ فکی عمر ثم قال لعلامہ
اعط قمیصی ہذا لذلک الیوم لا اشعرہ
واللہ ما املک ثوبا غیرہ۔ سمع عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنه صوت جگاہ فی بیت
فدخل و بیدہ الدرة فقال علیہم
ضربا حتی بلغ الناحیۃ فضر بہا حتی
سقط عمار ہا ثم قال لعلامہ اضرب
الناحیۃ ویک اضربہا فانہا نارحہ
لا حرمت لہا انہا لا تکی بشئ کم انہا
شہریق و موعہا علی اخذ دراکم انہا
تؤذی امواتکم فی قبورہم و احیاءکم فی
دورہم انہا تنہی عن الصبر وقد امر اللہ
بہ و تأمر بالجزع و قد نہی اللہ عنہ و
من کلامہ من انجر فی شئ ثلاث
مرات فلم یصبت فیہ فلیتحوّل عنہ
الی غیرہ۔ قال عمر ان الحرف فی المعیشۃ
اخوف عندی علیکم من البیال انہ

کے جوتے کا قسم ٹوٹ گیا تو انہوں نے انا باللہ الخ کہا اور فرمایا کہ جو بات
بھی تم کو بُری لگے وہ مصیبت ہے۔ ایک اعرابی نے عمر رضی اللہ عنہ
کے سامنے کھڑا ہو کر کہا ہے یا ابن الخطاب الخ (ترجمہ) اے ابن خطاب
تجھے جنائیں جنت دی جائے گی۔ میری بیٹیوں اور ان کی ماں کو کپڑے
پہنا دے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کر۔ تو عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ع اذا الخ یعنی اس
صورت میں اے ابو حفص میں چلا جاؤں گا ۛ تو آپ نے کہا کہ اس صورت
میں کہ تو چلا جائے گا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ہے مجھ سے میرے حال کے
بارے میں ضرور باز پرس ہوگی، جس دن عطیات (صدقات عذاب
سے بچاؤ کے لئے) ڈھال نہیں گے۔ وہ کھڑا ہوا مسؤل (جس سے باز پرس
ہوگی) ضرور پریشان ہوگا۔ یاد دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا یا جنت کی
طرف ۛ یہ سن کر عمر زور دپڑے۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ یہ میری قمیص اس کو
دے دو اس دن کی باز پرس سے بچنے کی وجہ سے، اُس کے شعر کی وجہ سے نہیں
واللہ میں اس کے سوا اور کسی کپڑے کا مالک نہیں ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ
نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو اُس میں داخل ہو گئے اور اُن کے ہاتھ
میں وڑھ تھا اور گھر والوں پر درتے مارتے ہوئے نوحہ کرنے والی عورت
تک پہنچ گئے اور اُس کو پٹینا شروع کر دیا یہاں تک کہ اُس کی اوڑھنی
بھی گر گئی۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ نوحہ کرنے والیوں کو مار، تیرا برا ہو
مار ان کو یہ تو نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں، ان کی کوئی حرمت نہیں یہ تھامے
عزم کی وجہ سے نہیں ردتیں، ان عورتوں کے آنسو تو صرف تم سے درہم وصول
کرنے کے لئے بہتے ہیں۔ یہ عورتیں تمہارے مردوں کو اُن کی قبروں میں آتے
پہنچا رہی ہیں اور تمہارے زندوں کو اُن کے گھروں میں۔ یہ مبرے روک
رہی ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا اور گریہ دیکھا کا امر کر رہی ہیں حالانکہ اس سے
اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جو شخص
کسی چیز کی تجارت تین مرتبہ کرے اور اس میں اُس کو نفع نہ ہو تو اب

لا یبقی مع الفساد شیءٌ ولا یقل مع
الاصلاح شیءٌ وکان علی قول ابوالاحیل
و استفسلوا و اتعدوا فی الشمس و
لا یجادونکم الخنازیر ولا تقعدوا
علی مائدة یشرب علیہا الخمر و یرفع
علیہا الصلیب و ایاکم و اخلاق العجم
ولا یصل المؤمن ان یدخل الحمام
الا مؤتزرا ولا لامرأة ان یدخل الحمام
الا من سقم و اذا وضعت المرأة خمارها
فی غیر بیت زوجها فقد هتکت السر
بینہا و بین اللہ تعالیٰ - و کان یکرہ
ان یتزوی الرجال بزیدی النساء و
ان لا یزال الرجل ممکثا مدہنہا و
ان یجف لحيته و شاربه کما یجف
المرأة - سمع عمر سائلا یقول من یغشی
السائل فقال عشوا سائلکم ثم جاء
الی دار ابن الصديق یغشیہا فسمع
صوتہ مرة اخری فقال من ہذا السائل
الم امرکم ان تعشوه قالوا قد عشیناہ
فارس الی عمر و اذا مع جراب مملوء
خبزا قال فانک لست سائلا انما انت
تأجر تشتري بالبلک فخذ بطرف الجراب
فنبذہ بین یدی الابل - و نظر الی شاب
قد یحس رأسه خشنا فقال یا ہذا
ارفع رأسک فان الخشوع لا یرید

اس سے دوسری شے کی طرف رجوع کرے۔ عمر مذکور کا قول ہے کہ روزی کے
ذرائع کا تباہ ہونا میرے نزدیک تمھارے حق میں عزت و فقر
سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ فساد کے ہوتے ہوئے کوئی شے باقی نہیں رہتی اور
اصلاح کے ساتھ کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اور عمر مذکور فرمایا کرتے تھے کہ گھوڑوں کو
سداڑ اور تیراندازی کی مشق کرو اور دھوپ میں بیٹھو اور تمھارے پڑوس میں
سورہ گز نہ ہونے چاہئیں۔ اور ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھو جس پر شراب پی جا رہی ہو
صلیب بلند کی جا رہی ہو۔ اور خبردار عجم کی عادتوں سے بچو۔ اور کسی مؤمن کے لئے
حلال نہیں کہ حمام میں داخل ہو مگر جب بند باندھ کر اور نہ کسی عورت کے لئے حلال ہے
کہ حمام میں داخل ہو مگر بیماری کی وجہ سے، اور جب کسی عورت نے اپنی اوڑھنی
(سر بند) کو اتار کر رکھ دیا غیر شوہر کے گھر میں تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان
کے حجاب کو (جو اس کو اللہ کے غضب سے بچانے والا تھا) توڑ دیا۔ اور آپ اس کو
مردہ رکھتے تھے کہ مرد عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کریں اور یہ کہ مرد (زینت کے لئے)
سر نہ لگاتے اور تیل چیرتے رہیں اور یہ کہ اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو چرمھائیں
(مانگ نکالیں) جس طرح عورتیں مانگ نکالتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک
سائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون رات کا کھانا سائل کو کھلائے گا۔ تو آپ نے فرمایا
کہ سائل کو کھانا کھلا دو پھر آپ صدقہ کے اونٹوں کے بارہ کی
طرف گئے تاکہ انہیں چارہ کھلائیں، تو وہاں
آپ نے اُسی سائل کی آواز پھر سنی، تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ سائل کون ہے،
کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ اس کو کھانا کھلا دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم
نے اس کو کھلا دیا تھا، تو اس کے پاس عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا، دیکھتے ہیں
کہ اس کے پاس ایک بھیلہ ہے روٹیوں سے بھرا ہوا۔ عمرؓ نے اس سے فرمایا
کہ تو سائل نہیں ہے تو بعض ایک تاجر ہے اپنے اونٹوں کے لئے روٹی
خریدتا پھر تاجر اپنے پھر بھیلے کا ایک گوشہ پکڑ کر اونٹوں کے آگے اُلٹ دیا۔
آپ نے ایک جوان کو دیکھا اُس نے عاجزی کے طور پر اپنا سر جھکا رکھا
تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اپنا سر اٹھا۔ کیونکہ یہ (اظہار) خشوع

علی ما فی القلب من اظہر للخلق
خشوعاً فوق ما فی قلبہ فانما اظہر
لہما قال۔ ومن کلامہ احبکم الینا
ما لم نرکم احسنکم انما فاذا رأیناکم
فاحبکم الینا احسنکم اخلاقاً فاذا
بؤناکم فاحبکم الینا اعظمکم امانۃ
وامصدقکم حدیثاً۔ وکان یقول لا تنظروا
الی صلوۃ امریہ ولا صیامہ ولکن انظروا
الی عقلہ وصبرہ۔ ومن کلامہ ان العبد
اذا تواضع لربہ رفع اللہ حکمہ وقال
لہ انتعش نعتک اللہ فهو فی نفسہ
صغیرٌ وفی امین الناس عظیمٌ و
اذا تکبر و عتٰ و ہضمہ اللہ الی الارض
وقال احساً احساک اللہ فهو فی نفسہ
عظیمٌ وفی امین الناس حقیرٌ حتی یكون
عندہم احقر من الخنزیر۔ وقال الانسان
لا یتعلم العلم ثلاث ولا یرکب ثلاث
لا یتعلم لیماری بہ ولا لیبا ہی بہ ولا لیرئی
بہ ولا یرکب حیاء من طلبہ ولا زہادۃ
فیہ ولا لارضیٰ بالجہل بدلائمہ۔ وقال
تعلوا انسابکم تصلوا ارحامکم۔ وقال
انی لا اخاف علیکم احد الرجلین مؤمناً
بتین ایمانہ وکافراً قد تبین کفرہ
ولکن اخاف علیکم منافقاً یتوعد بالایمان
ویرعی لیسرہ۔ ومن کلامہ ان الرجب من

جو کچھ قلب میں ہے اس پر کچھ افشاں نہیں کرتا۔ جس شخص نے لوگوں
کے سامنے اتنا خشوع ظاہر کیا جو اس کے قلب کے خشوع سے زیادہ ہے
تو اس نے نفاق ہی کا اظہار کیا۔ اور آپ کا قول ہے تم میں سے جس کو
ہم نے نہیں دیکھا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا وہ ہوتا ہے جس کا نام
اچھا ہوتا ہے پھر جب ہم نے تم کو دیکھ لیا تو ہم کو زیادہ اچھا وہ معلوم
ہوتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم تم کو آزمایا بھی لیتے
ہیں تو ہمارے نزدیک تم میں سب سے اچھا وہ ہوتا ہے جو تم میں امانت
اور سچ بات کہنے میں سب سے بڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے
تھے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں پر نظر نہ کرو بلکہ نظر کرو اس کی عقل اور
اس کے صدق پر۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب اللہ کے لئے سرجھکاتا
ہے تو اللہ بلند کر دیتا ہے اس کی حکمت کو اور اس سے فرماتا ہے اٹھ تجھے
اللہ نے بلند کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے (یعنی وہ اپنی
ذات کو حقیر سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جب تکبر
اور سرکشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو زمین پر دے مارتا ہے اور فرماتا
ہے دور ہو تجھے خدا نے ذلیل کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں عظمت والا ہوتا
ہے (یعنی اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر
ہو جاتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے نزدیک شہر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا
کہ انسان علم کو نہ دیکھے تین باتوں کے لئے اور اُس کو ترک نہ کرے تین باتوں
کے سبب نہ دیکھے اس عرض سے کہ اس سے لوگوں سے بحث اور جھگڑے
کرے اور نہ اس عرض سے کہ لوگوں پر بڑائی جٹائے اور نہ لوگوں کو دکھانے
کے لئے اور نہ ترک کرے اُس کی طلب سے شر مارے اور نہ اس سے بے رغبتی کی
بنا۔ پر اور نہ اس کے بدلہ میں جہل پر راضی ہو کر۔ اور آپ نے فرمایا کہ اپنے
نسبوں کا علم حاصل کرو اور صلہ رحمی کرو (یعنی رشتہ داری کا حق ادا کرو) اور
فرمایا کہ مجھے تم پر دو قسم کے آدمیوں سے کوئی اندیشہ نہیں، ایسے مومن سے جس
کا ایمان عیاں ہو اور ایسے کافر سے جس کا کفر عیاں ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ

ایسے منافق سے ہے جو اڑے لیتا ہے ایمان کی اور عمل ایمان کے خلاف کرتا ہے اور آپ کا قول ہے کہ زلزلہ زنا کی کثرت سے اور بارش میں رکاوٹ جسے قاصیوں اور ظالم حکام کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور عورتوں کے باسے میں فرمایا کہ انکی اتنی مدد کرو کہ برہنگی سے بچی رہیں کیونکہ ان میں ایسی بھی ہیں کہ جب ان کے پاس زیادہ کپڑے ہو جائیں اور ان کا سنگار اچھا ہو جائے تو اب ان کو گھر سے نکلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ جبنت سے مراد ہے سحر اور طاعوت سے مراد شیطان ہے۔ اور عجیب یعنی بزدلی اور شجاعت خلقی اور طبعی صفات ہیں جو لوگوں میں ہوتی ہیں۔ بہادر مرد ایسے شخص کی طرف سے لڑ جائے گا جس کو وہ پہچانتا بھی نہ ہوگا اور بزدل اپنی ماں کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ اور آدمی کی بزرگی اس کا دین ہے اور اس کا ”حسب“ اس کا خلق اگرچہ وہ فارسی ہو یا بنیطی۔ اور فرمایا کہ عربیت کہ سمجھو اس سے عمل بڑھے گی اور مروت زیادہ ہوگی۔ اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ کونسی چیز تم کو روکتی ہے جب کہ تم کسی بیوقوف کو دیکھو کہ وہ لوگوں کی ابر و ریزی کر رہا ہے کہ تم اس سے اس کو روک دو لوگوں نے کہا کہ ہم اس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ ادنیٰ (نتیجہ) اس کا یہ ہے کہ تم کو گواہ نہ بنو۔ عمر نے ایک بڑے پیٹ والے آدمی کو دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ برکت ہے اللہ کی طرف سے۔ فرمایا نہیں بلکہ عذاب ہے اللہ کی طرف سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اپنے بھائی کی جانب سے دوستی عطا کر دی جائے تو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کو بنا ہتارہ۔ اور آپ نے کچھ لوگوں سے جو کھیتی کاٹ رہے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (بال) کو جس سے تمہارے ہاتھ خاکہ کراتے ہیں تمہارے فقراء کے لئے رحمت بنایا ہے (کہ وہ ان کو جمع کر کے روزی کاتے ہیں) تو اس کو نہ اٹھاؤ (پڑی رہنے دو) اور فرمایا کہ جب بھی کسی پر کسی نعت کا ظہور ہو تو اس پر کوئی حاسد ضرور پاؤ گے اور اگر کوئی شخص تیرے بھی زیادہ سیدھا ہو گا تو تم اس کا بھی کوئی عیب جو ضرور پاؤ گے۔ اور فرمایا کہ مدح سے بچو کہ یہ فزع

کثرة الزنا ان تقول المظلم من قضاة السوء وائمة الجور۔ وقال في النساء استعينا عليهن بالقرى فان احلن اذا كثر ثيابها وحسنت زينتها اعجبها الخروج ومن كلامه ان اجبت البحر وان الطاعوت الشيطان وان الجبن والشجاعة عزاء تكون في الرجال يقابل الشجاع عن لا يعرف ولا يعرف الجبان عن امه و ان كرم الرجل دينه وحسب الرجل خلقه وان كان فارسيا او بنطيا۔ و قال تفهوا العربية فانها تزيد في العقل وتزيد في المروءة۔ وقال ما يمنعكم اذا رايتم الشيعه يتخربق اعراس الناس ان تعزبوا عليه قالوا اخاف اننا قال ذلك ادنى ان لا تكونوا شهاداء وراى رجلا عظيم البطن فقال ما هذا فقال بركه من الله قال بل عذاب من الله۔ وقال اذ از رقت مودة من انيك فتشبت بها ما استلعت وقال لقدوم يعمدون الزرع ان الله جعل ما اخطا ايدكم رحمة لفقراكم فلا تعوذوا فيه۔ وقال ما ظهرت قط نعمة على احد الا وجدت له حاسدا ولو ان امرؤ كان اقوم من قديح لوجدت له غامرا۔ وقال اياكم والمدح فانه الذبح۔ وقال لقيمة بن ذؤيب

انت رجلٌ حديث السن فصيحٌ وانه
يكون في الرجل تسعة اخلاق حسنة
وخلق واحد سيئ فتغلب الواحدة
التسعة فتوثق عشرات السيئات - و
قال بحسب امرء من النخى ان يؤذى
جليسه اذ يتكلف مالا يعنيه او يعيب
الناس بما يأتي مثله ويظهر له منهم
ما يخفى عليه من نفسه - وقال احترسوا
من الناس بسوء الظن - وقال في خطبة
له لا يعجبكم من الرجل ظنظنته ولكن
من آدمي الامانة وكفت عن اعراض
الناس فهو الرجل - وقال الراحمه
في مباحبة غلطاء السوء - وقال
ان لوأ بالرجل ان يرفع يديه
من الطعام قبل اصحابه - واثنت رجل
على آخر عند عمر رضي الله تعالى عنه
فقال له اعاكمت قال لا قال اصحبتك
في السفر قال لا قال فانت اذا لقائل
ملا تعلم - وقال لان اموت بين شعبي
رحلي اسعي في الارض ابتغي من فضل
الله كفاف وحي احب الي من
ان اموت غازيا - وكان عمر رضي الله
تعالى عنه قاصدا والدرة معه والناس
حول اذا قبل الجارود العامري
فقال رجل هذا سييد ربيعة فسمعها

(کے برابر) ہے۔ اور آپ نے قبیسہ بن ذؤیب سے فرمایا کہ تو ایک فخر
شخص ہے، فصیح ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نو اخلاق حسنہ ہوتے
ہیں اور ایک بُرا خلق ہوتا ہے، اور وہ ایک نو پر غالب آجاتا ہے اس لئے
بدرکاری کی لغزشوں سے بچتے رہنا۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے بدر ہونے کے
لئے انتہائی کافی ہے کہ وہ اپنے ہمنشین کو تکلیف پہنچائے یا بے فائدہ تکلفات
میں مبتلا ہو یا لوگوں میں ایسے عیب نکالے کہ اس قسم کی باتوں کا خود بھی متکبر
ہو اور لوگوں کی ایسی برائیوں کو ظاہر کرے کہ جب وہ خود اس سے صاف
ہوں تو چھپائے۔ اور فرمایا کہ لوگوں پر بدگمانی کرنے سے اپنے نفس کی نگہداشت
رکھو۔ اور آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تم کو کسی آدمی کی بڑی شہرت
پر فریفتہ نہ ہو جانا چاہئے، لیکن جو شخص امانت کو ادا کر دے اور لوگوں کی
آبروریزی سے بچے، بس آدمی وہی ہے۔ اور فرمایا کہ راحت اسی میں
ہے کہ بُرے ساتھیوں سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے
حق میں یہ بات قابل ملامت ہے کہ اپنے ہاتھ کھانے سے کچینے لے اپنے
ساتھیوں سے پہلے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے
کی تعریف کی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تو نے اُس سے کوئی معاملہ
کیا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا سفر میں اس کے ساتھ رہا اُس
نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو تو ایسی بات کا قائل ہے جس کا تجھے علم نہیں
اور فرمایا کہ اگر میں اللہ کے فضل کی جستجو کے دوران میں اپنی ذات کے
معاش کے لئے زمین میں سفر کرتا ہوا اپنی سواری کے دونوں بجاؤں
کے بیچ میں مر جاؤں تو یہ مجھ سے زیادہ پسند ہے کہ چھا کر تا ہوا
مروں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس درہ
بھی تھا اور لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے کہ جارود عامری آگئے۔ تو ایک
شخص نے کہا کہ یہ ربیعہ کا سردار ہے۔ اس بات کو عمر نے سنا اور اُن لوگوں
نے بھی جو اُن کے گرد موجود تھے اور اس کلام کو جارود نے بھی سنا تو جب
جارود اُن کے قریب آئے تو آپ نے اُن کے درہ مارا۔ تو جارود نے کہا کہ

اے امیر المومنین مجھ سے آپ کی کیا خطا سرزد ہوئی؟ فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تو نے اس بات کو سنا؟ انہوں نے کہا ہاں سنا تھا تو پھر کیا ہوا فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تو قوم میں مل کر بیٹھے اس حال میں کہ تیرے قلب میں اس امر (یعنی کبر) کا کچھ اثر ہو تو میں نے پسند کیا کہ اس کو تیرے دل سے نکال دوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے باپ کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اندیشہ ناک بات جس سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی خود بینی میں مبتلا ہو۔ تو جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ جنتی ہے تو وہ دوزخی ہے۔ اور آپ سفر حج میں تھے تو ایک سوار کے گلے کی آواز سنی تو آپ سے کہا گیا کہ لے امیر المومنین آپ اس کو گانے سے نہیں روکتے؟ حالانکہ وہ مجرم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑو اس کو کیونکہ گانا سوار کا زاد راہ ہوتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ لڑکا سات سال کا ہو کر نئے دانت نکالتا ہے اور چودہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے۔ اور اکیس سال کی عمر میں اس کا قد پورا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عقل اٹھائیس سال کی عمر میں پوری ہوتی ہے اور مرد کامل چالیس سال میں ہوتا ہے۔ اور آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا جب کہ وہ بصرہ میں عامل تھے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ ایک بڑی جماعت کو (جس میں ہر قسم کے لوگ ملے جملے ہوتے ہیں) ایک مرتبہ ہی آنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ تو جب میرا یہ خط تم کو ملے اس وقت سے یہ معمول بناؤ کہ اول اجازت دو ان لوگوں کو جو صاحب شرافت اور اہل قرآن اور صاحب تقویٰ اور دیندار ہوں، جب اپنی اپنی مناسب جگہ بیٹھ جائیں تو پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت دو اور آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرو ورنہ ہو کہ تمہارے ذمہ بہت سے کام جمع ہو جائیں پھر تم ان کو ضائع کرو۔ اور خبردار لوگوں کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ لوگ اپنی اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور دنیا

عمر ومن حوله وسمعتها الجارود فلما دلت منه خفقه بالدرۃ فقال مالی وکک یا امیر المومنین قال ویک لقد سمعتها قال وسمعتها فتمہ قال غشیث ان تخاطب العقوم و فی قلبک من ہذا امر فاحصیت ان اطاقک منک۔ و قال من احب ان یصل الی المطلب فلیصل اغوان ابہ من بعدہ۔ و قال ان اخوف ما اخاف ان یقول المرء برأیہ فمن قال انی عالم فهو جاہل ومن قال انی فی الجنتی فهو فی النار۔ وخرج للجمع فسمع غناء راکیب فقیل یا امیر المومنین الا تنبی عن الغناء وهو محرم فقال وحوہ فان الغناء زاد الراکیب۔ و قال ینبذ الغلام ربیع یدیکم لا ربیع عشرۃ وینتی لولہ لاحدای و عشرین ویکمل عقدہ لثمان وعشرین و یصیر رجلاً کاملًا لا ربیعین۔ و کتب الی ابی موسیٰ و ہو بالبصرۃ بلغنی انک تاذن للناس بالجم الغفیر فاذا جاءک کتابی ہذا تاذن لاہل الشرف و اہل القدر ان و التقویٰ والدین فاذا اخذوا مجالسہم تاذن للعامة ولا توتر عمل الیوم لفسد فسادک ملک الاعمال فقیض وایک و اتباع

الہوی فان للناس ابواءً متبعتہ
و دنیا مؤثرۃ و ضغائنٌ محمولۃ و عاسب
نفسک فی الرغاء قبل حساب الشدة
فانہ من حاسب نفسه فی الرغاء
قبل حساب الشدة کان مرجعہ
الی الرماء و الغبطة و من اکتہ حیاتہ
و شغلته ابواءہ عاد امرہ الی الندامۃ
و الحسرة - انه لا یتیم امر الله فی الناس
الا یتیم العقود بعبید الغفرۃ
لا یمنق علی حرة و لا یطلع الناس
منہ علی حورۃ و لا یخاف فی الحق
لومۃ لا یم - الیم اربع خصال یسلم
کک و یتک و یخط بافضل حطک
اذا حضر الضمان فلیک بالینات
العدول و الایمان القا طعۃ ثم اذن
الضعیف حتی یبسط لسانہ و یتکرم
قلبہ و تعاہ الغریب فانہ اذا اصاب
حبسہ ترک حاجتہ و انصرف الی الہ و
احرص علی الصلح بالم یتین کما القضاء
و السلام علیک - و کان رجل من الانصار
لا یزال یتبہد لعمر فخذ جسدہ الی
ان جاء ذات یوم مع خصم لہ ففعل
فی اثناء الکلام یقول یا امیر المؤمنین
افصل القضاء بینی و بینہ کما
یفصل فخذ الجزور ذال عمر فما زال

کو مقدم رکھے ہوئے اور کینے ابھرے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کا محاسبہ
کرتے رہو اس ڈھیل کے زمانہ میں شدت کے زمانہ کے حساب سے پہلے کیونکہ
جس نے اس ڈھیل کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا شدت کے حساب
سے پہلے اس کے لوٹنے کی جگہ رضاء اور رشک کا مقام ہوگا اور جس کو اس
کی زندگی نے ہو و لعب میں مبتلا کر دیا اور اس کی خواہشوں نے مشغول
کر لیا اس کا معاملہ ندامت اور حسرت کی طرف عائد ہوگا۔ اللہ کے احکام
کو لوگوں میں ایسا ہی شخص قائم کر سکتا ہے جو پختہ کار فاضل نہ ہونے والا
ہو اور حمایت قربت وغیرہ پر کینہ نہ رکھے والا ہو اور لوگ اس کے چھپے
ہوئے عیب پر مطلع نہ ہوں اور حق کے بارے میں ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہ ڈرنے والا ہو۔ چار عادات کو اپنے اوپر لازم کر لو، تنہارا
دین سلامت رہے گا اور تم کو بہترین اجر ملے گا۔ جب کہ معی مدعا علیہ
حاضر ہوں تو تم پر ضروری ہے صاحب عدل لوگوں کی شہادت ماننا اور
قطعی قسموں کا لینا۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب کر لو تاکہ اس کی زبان کھل
جائے اور اس کا قریب جری ہو جائے اور پر لوسی حاجت مند کا خیال رکھو
کیونکہ جب (توہم کے انتظار میں) وہ دیر تک مجھوس رہے گا تو اپنی حاجت
کو ترک کر دے گا اور اپنے اہل کی طرف چلا جائے گا اور جب تک تم
پر فیصلہ عیاں نہ ہو طرفین میں مصاحبت پر حریص رہو۔ والسلام علیک
انصار میں کا ایک شخص تھا جو برابر عمرہ کے پاس بکری کی ایک ران
ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ (عمر کے پاس) اپنے ایک
مخالف کے ساتھ آیا (ایک مقدمہ کے فیصلے کے لئے) اور دوران گفتگو میں
اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اسے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان
اس قضیہ کا فیصلہ اس طرح کر دیجئے جس طرح بکری کی ران جدا کی جاتی ہے۔
عمر نہ فرماتے ہیں کہ وہ اس جملہ کو بار بار کہتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے نفس
پر (بے قابو ہونے کا) اندیشہ ہو گیا۔ پھر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا پھر
اس کے بعد میں نے اس کا ہدیہ قبول نہ کیا اور نہ کسی کا۔ اور آپ نے اپنے

يُرْوَدُ بِحَقِّ خَفِثٍ عَلَى نَفْسٍ فَقَضِيَتْ عَلَيْهِ
 ثُمَّ لَمْ يَقْبَلْ لَهُ بَرِيَّةٌ فَيَمَاجِدُ وَلَا نَفْسَهُ
 وَكَتَبَ إِلَى عَمَلِهِ الْمَلِكِ فَيَاكُمُ
 الْمَلِكُ فَاثَابَ مِنَ الرِّشَاءِ - كَانَ عَمْرُو
 يَقُولُ أَكْتُبُوا عَنِ الزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا
 مَا يَقُولُونَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَلَّ بِهِمْ
 مَا كُنْتُمْ وَاصِعَةً أَيْرِيهِمْ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ
 فَلَا يَكُونُونَ إِلَّا بِمِثْلِهِ اللَّهُ لَهُمْ وَ
 رَوَى أَبُو جَعْفَرٍ الطَّبْرِيُّ فِي تَارِيخِهِ كَانَ
 عَمْرُو يَقُولُ حَسْبُ دُرِّ الْقُرْآنِ وَلَا تَفْسِيرُهُ
 وَأَقُولُ الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا شَرِّكُمْ قُلْتُ مَعَاذَ
 لَا تَعْتَبُوا فِي الْمَصْنُوعِ غَيْرَهُ الْقُرْآنُ
 مِنْ تَفْسِيرِهِ وَشَرِّ غَيْرِهِ وَلَا تَرُدُّوا
 مِنْ الْحَدِيثِ إِلَّا مَا مَعَدَّتُمْ عَلَى صِحَّتِهِ
 وَقَدْ تَحْتَمِلُ وَقَدْ أَدَّجَ وَلَا يُوْجِدُ
 شَيْءٌ ذَلِكَ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا يُبَالَى الرَّادِي
 بِقِلَّةِ رَوَايَتِهِ وَلِيَحْذَرُ رَوَايَةَ
 مَا لَا يَعْتَمِدُ عَلَى صِحَّتِهِ - قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَكَانَ
 إِذَا ارَادَ عَمْرُو أَنْ يَنْبِي النَّاسَ عَنْ شَيْءٍ
 يَجْمَعُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي حَمِيدٌ أَنْ أَنْبِي
 النَّاسَ عَنْ كَذَا وَأَنْ النَّاسَ يَنْظُرُونَ
 إِلَيْكُمْ نَظْرَ الطَّيْرِ إِلَى اللَّحْمِ فَاقْسِمُوا بِاللَّهِ
 لَا أَجِدُ أَحَدًا مِنْكُمْ يَفْعَلُ إِلَّا أَضَعَفْتُ
 عَلَيْهِ الْعُقُوبَةَ - قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَكَانَ عَمْرُو

عالموں کو لکھا اٹھا بعد خبردار میرے لینے سے بچو، کہ یہ ایک طرح کی
 رشوت ہیں، عمر فرمایا کرتے کہ دنیا کو ترک کرنے والے زاہدوں سے جو
 کچھ سنو لکھ لیا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل نے اُن پر فرشتے مقرر کر دیئے
 ہیں جو ان کے منہ پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ کلام نہیں
 کرتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ اُن سے کہلواتا ہے۔ اور ابو جعفر طبری
 نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے کہ عمر فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کو مجرَّد
 رکھو اور اُس کی تفسیر نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ روایت
 نہ کرو اور میں (اس امر میں) تمہارا شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اس
 کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کے سوا اور اوراق پر اور کچھ اُس کی تفسیر اور
 اس کی کسی ایسی چیز کی جو عام فہم نہ ہو شرح نہ لکھو۔ اور حدیث میں سے
 صرف اُسی کی روایت کرو جس کی صحت پر تم کو بھروسہ ہو اُس کے
 حفظ کرنے کے وقت اور ادا کرنے کے وقت اور اس طرح کے
 لوگ کم ہی ہوتے ہیں تو راوی اپنی قلت روایت کی پردہ نہ کرے
 اور چاہئے کہ جس روایت کی صحت پر اعتماد نہ ہو اُس سے پرہیز
 کرے۔ ابو جعفر نے بیان کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو کسی
 بات سے روکنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھروالوں کو جمع کر کے فرماتے
 کہ میں غصیب لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں اور لوگ
 تم کو ایسی گہری نظر سے دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کی طرف
 دیکھتے ہیں۔ تو خدا کی قسم اگر میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے
 پاؤں گا تو دُکھنی سزا دوں گا۔ کہا ابو جعفر نے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ شکوک و شبہات نکالنے والوں پر سخت ناراض ہوتے تھے
 اور حق اللہ کے بارے میں سختی کرنے والے تھے اُس کے نکلوا لینے
 تک اور نرمی اور سہولت پسند تھے اُس حق کے بارے میں جو اس
 پر لازم ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کو ادا کر دے اور ضعیف
 پر بہت رحم کرنے والے تھے۔ اور زید بن اسلم نے اپنے باپ

سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگوں نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ آپ عمر بن الخطاب سے ہمارے بارے میں گفتگو کیجئے حقیقت یہ ہے کہ بخدا انہوں نے ہم کو اتنا غائف کر دیا ہے کہ ہم ان کی طرف دیر تک دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تو عبدالرحمن نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، تو فرمایا کہ کیا واقعی انہوں نے ایسا کہا۔ واللہ میں ان کے ساتھ نرمی کرتا رہا یہاں تک کہ میں ان سے اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا، اور میں نے ان پر سختی کی یہاں تک کہ میں اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا اور خدا کی قسم وہ مجھ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور راشد بن سعد نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال لایا گیا انہوں نے لوگوں کو قسیم کرنا شروع کیا تو ان پر هجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص نے اگر لوگوں کو دھکیلا یہاں تک کہ عمر بن کے پاس پہنچ گئے، تو عمر نے ان کے درہ مارا اور فرمایا کہ تو اس طرح آیا کہ تو زمین پر اللہ کے سلطان سے نہیں ڈراتا میں نے چاہا کہ تجھے بتا دوں کہ اللہ کا سلطان تجھ سے نہیں ڈرتا۔ اور عبداللہ کی بیٹی شغانہ جب کہ اس نے زاپدوں میں کے بعض جوانوں کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں کہا کہ یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ زاپد لوگ ہیں تو شغانہ نے کہا کہ سچے زاپد تو بس عمر بن الخطاب تھے اور جب وہ بولتے تھے تو منواتے تھے (یعنی بلند آواز سے بولتے تھے) اور جب چلتے تو تیز چلتے اور جب مارتے تو دردناک بنا دیتے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی کسی چیز کے اٹھانے میں مدد کی، تو اس شخص نے ان کو وعادی اور کہا کہ لے امیر المؤمنین تمہارے بیٹے تمہاری مدد کریں تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور ان کا ارشاد ہے کہ عمل کی قوت یہ ہے کہ تو آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرے۔ اور امانت یہ ہے کہ تیرا باطن تیرے ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ نگہداشت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدیداً علی اہل الریب
وفی حق اللہ صلیباً حتی یستخرجہ
وَلَیْسَ سَهْلًا فَمَا یُزَمُّہُ حَتَّى یُؤْذِیہُ
وَالضَّعِیفُ رَجِئًا۔ وروى زید بن اسلم
عن ابیہ ان نفراً من المسلمین
کلوا عبد الرحمن بن عوف فقالوا
لکلم لنا عمر بن الخطاب فقد والله
أخسأنا حتی لا نستطیع ان نبریم الیہ
ابصارنا فذكر عبد الرحمن له ذلک فقال
اوقد قالوا ذلک والله لقد لنت لہم
حتى تخوفت اللہ فی امرہم و
لقد تشددت علیہم حتی خفت اللہ
فی امرہم ولا أنا واللہ اشد فرقا
للہ منہم لی۔ وروى راشد بن سعد ان
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أتى ببال
فجعل یقیم بین الناس فازدحموا
علیہ فاقبل سعد بن ابی وقاص
یراحم الناس حتی خلص الیہ فعلاہ
بالدرة وقال انک اقبلت لاثبات
سلطان اللہ فی الارض فاحببت
ان اعلک ان سلطان اللہ لایہامک
وقالت الشفا ابنة عبد اللہ درأت
قنیاناً من النساک یقتصدون فی
المشی ویتکلمون رويداً ما ہولاء فقیل
لناک فالت کان عمر بن الخطاب

ہے (یعنی یہ کہ حدود و مقادیر معینہ بشرح کی نفس مخالفت نہ کر سکے) اور جو اللہ (کے خلاف) سے ڈرتا ہے اللہ اُس کو بچا لیتا ہے۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرص دینے کو بھل میں شمار کیا کرتے تھے۔ وہ غزواری کا زمانہ تھا۔ ایک جماعت آئی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کنبہ بڑھ گیا اور خرچ کا بوجھ بڑھ گیا اس لئے ہمارے وظائف میں اضافہ کر دیجئے۔ تو فرمایا کہ تم نے خود ہی ایسا کیا تم نے تن آسانی کے سامان جمع کئے، اور خدمت گزار بنائے اللہ کے مال میں سے سمجھ لو میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ (یہ معمول ہو) گویا میں اور تم دو کشتیوں میں گہرے دریا میں سفر کر رہے ہیں جو ہم کو مشرق اور مغرب کی طرف لے جا رہا ہے تو ہم لوگوں کو ہرگز اس بات سے نہ روکیں گے کہ وہ اپنے میں سے کسی کو (امیر البحر بننے کے لئے) تجویز کر لیں پھر اگر وہ سیدھا رہے تو سب اس کا اتباع کریں اور اگر ظلم کرے تو اُس کو قتل کر دیں۔ تو ظہر نے کہا کہ کیا خرچ تھا اگر آپ یہ کہتے کہ اگر وہ ٹیڑھا ہو جائے تو اس کو معزول کر دیں۔ تو فرمایا کہ قتل بعد میں ہونے والے امیر کو زیادہ محتاط رکھنے والا ہے۔ اور محتاط رہو قریش کے جوان سے کیونکہ قریش میں کا بزرگ مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں سوتا مگر خوش ہو کر (یعنی خلاف طبع امر پیش آجائے تو اُس کی نیند جاتی رہے) اور عقیقہ کے وقت بھی ہنستا ہے اور ایسا اقبال مند ہے کہ اُس شے کو جو کہ اس (کے اختیار) سے اوپر ہوگی اپنے نیچے سے حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی اللہ کی طرف سے اس کو مل جاتی ہے)۔ اور احنف نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ لوگوں کو قرص دیا کرتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر اور ان کے باپ جنگ جھین میں شہید ہو گئے تھے تو عمر نے فرمایا اے یہ خاں اس کو چھ سو دینار دیدے۔ تو ان کو

ہو الناسک حقاً وکان اذا تکلم اسمع
واذا شئ اسرع واذا ضرب اوجع
اعان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجلاً
على حمل شئ فذاعاله الرجل وقال
اُفانک بؤک یا امیر المؤمنین قال
بل اغتانی اللہ عنہم۔ ومن کلامہ القوۃ
فی العمل ان لا تؤخر عمل الیوم لغد۔ و
الامانة ان لا یخالفت سریرک علی ذینک
والتقویٰ بالتوقیۃ ومن یتی اللہ یقر
وقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا نقد
القرص بخلًا انما کانت المواساة
رہط الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقالوا
یا امیر المؤمنین کثرت العیال واشتدت
المؤنة فزدنا فی اعطیاتنا فقال
فعلتموا جمعتہم بین الضرائر واتخذتم
الخدم من مال اللہ اما لوددت
انی وایاکم فی سفینتین فی بحیر
تذہب بنا شرقاً وغرباً فلن نعجز
الناس ان یؤثروا رجلاً منہم فان
استقام اتبعوه وان حنف قتلوه
فقال طلحتہ وما علیک لو قلت فان
اعوج عزلوه فقال القتل اربہب
لن بعدہ احذروا افقی قریش
فان کریمہا الذی لایام الا علی الرضاء
وینکم عند الغضب یتناول ما فوقہ

اس نے چھ سو دینار دیئے مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ یہاں پر فانی اگر حضرت عمر کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اسے یہاں اس کو چھ سو اور ایک جوڑا دے تو اس نے دے دیا اور انہوں نے اس جوڑے کو پہن لیا جو عمر نے ان کو عطا کیا تھا اور جو بدن پر تھا اس کو اتار کر پھینک دیا۔ تو عمر نے ان سے کہا کہ اپنے کپڑے لے لے، چاہئے کہ یہ تیرے گھر کے خادموں کے کام آئیں اور یہ (جو پہنے ہوئے ہو) تمہاری زینت رہیں۔ اور ایسا بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، کہا کہ عمرؓ بازار سے گزرے اور ان کے ساتھ درہ بھی تھا تو ہلکے سے میرے ایک درہ مارا جو کہ میرے کپڑے کی ایک جانب پر لگا اور فرمایا کہ راستہ سے ہٹ۔ پھر جب کہ آئندہ سال آیا تو مجھ سے ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا توجہ کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے پھر چھ سو درہم دیئے اور فرمایا کہ ان کو حج کے سلسلہ میں کام میں لا۔ اور جان لے کہ یہ اس درہ مارنے کا بدلہ ہے جو میں نے تیرے مارا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے تو وہ یاد بھی نہیں، فرمایا کہ میں تو اس کو نہیں بھولا۔ اور عمرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ اے رعایا کے لوگو! ہم اہل اہم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہو اور نیک کام میں تعاون کرو۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی بُر دباری امام کی بُر دباری اور اس کی نرمی سے زیادہ اچھی اور عام نفع والی نہیں ہے۔ اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک امام کے جہل اور محقق سے زیادہ مبغوض اور عام طور سے نقصان دینے والا نہیں ہے۔ اے رعیت کے لوگو! یقیناً جو شخص اپنے آگے دلوں کو عافیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ

من تحتہ وروی الاحف قال اتی عبداللہ بن عمر الی عمر وہو یقصر من الناس فقال عمر حش واقبل علیہ فقال من انت فقال عبید بن عمر وکان ابوہ استشهد یوم حنین فقال یا یرفا اعطہ ستائہ دینار فاعطاه ستائہ فلم یقبلہا ورجع الی عمر فاجلسہ فقال یا یرفا اعطہ ستائہ وحلہ فاعطاه فلبس الحلة التي کساہ عمر وروی ما کان علیہ فقال خذ ثیابک هذه فلتکن فی مہنتہ الہک وانہذہ لذینک۔ وروی ایسا بن سلمہ عن ابیہ قال مر عمر فی السوق ومعہ الدرہ ففقتنی فحققتہ فاصاب طرف ثوبی فقال امط عن الطریق فلما کان فی العام المقبل یقیناً فقال یا سلمہ اترید الحج قلت نعم فاخذ بیدی فانطلق بے الی منزلہ فاعطانی ستائہ درہم وقال استعین بی علی حجک واعلم انہا باخفقتہ التي حققتک فقلت یا امیر المومنین ما ذکرتم قال وانا ما شیئہا وخطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ایہا الرعیۃ ان لنا علیکم حق النیعمۃ بالغب و المعاونة علی الخیر انہ لیس من علم

اوپر سے اُس کو عافیت عطا فرماتا ہے۔ اور منیرہ بن سوید نے روایت کیا کہ ہم عمرہ کے ایک حج میں جو انہوں نے کیا تھا نکلے، تو انہوں نے ہم کو فجر کی نماز الم ترکیف الخ اور لایلاف سے پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہاں کی ایک مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اُس مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، تو آپ نے آواز دلو کر لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم سے پہلے اہل کتاب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت گاہ بنالیا تھا، اس مسجد میں جس پر نماز کا وقت آجائے وہ وہاں نماز پڑھے اور جس پر کسی نماز کا وقت نہ آئے اُس کو گذر جانا چاہئے۔ اور مسلمانوں میں سے ایک شخص عمرہ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ جب ہم نے دامن فسخ کیا تو ایک کتاب ہمارے ہاتھ آئی جس میں بعض فارس کے علوم اور عجیب کلام تھا تو آپ نے درہ منگایا اور اس کو مارنا شروع کیا پھر پڑھا نحن فقص علیک احسن القصص (یعنی ہم تجھ کو سب سے زیادہ حین قصہ سناتے ہیں (سورہ یوسف) اور کہہ رہے تھے کہ تجھ پر افسوس ہے کیا ایسے قصص بھی ہیں جو کتاب اللہ سے زیادہ خوبی والے ہوں اور تم سے پہلے جو لوگ ہوئے ہیں وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کی کتابوں پر متوجہ ہوئے اور توریت و انجیل کو چھوڑ بیٹھے یہاں تک کہ وہ کہنے ہو گئیں اور ان دونوں میں جو علم تھا وہ (دیمک کی خوراک ہو کر) جاتا رہا۔ ایک شخص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم صبیخ تمیمی سے ملے تو اس نے ہم سے بعض حروف قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھا

احب الی اللہ ولا اعم نفعاً من علم
امام و درفتہ و لیس من جہل البعض
الی اللہ ولا اعم ضرراً من جہل امم
و خسرہ ایہا الرعیتہ انہ من یأخذ
بالعافیتہ بین ظہرانہ یرزقہ اللہ العافیۃ
من فوقہ۔ فردی المغیرۃ بن سوید
قال خسر جانا مع عمر فی حجتہ جتھا
فقرأنا فی الفجر الم ترکیف فعل ربکم
باصحاب البیث ولایلاف قریش فلما
فرغ رأی الناس یبادرون الی المسجد
ہناک فقال ما بالکم قالوا مسجد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم فالناس یبادرون الیہ
فناداہم فقال کمذا ملک اہل الکتاب
قبلکم اتخذوا آثار انبیاءہم بیعا
من عرضت لہ صلوۃ فی المسجد
فلیصّل و من لم یعرض لہ صلوۃ
فلیکف و آتی رجل من المسلمین الی عمر
فقال انا لما فتحنا المدائن اصبتنا کتابا
فیہ علم من علوم الفرس و کلام معجبات
فدعنا بالدرۃ فنجعل یضرب بہا ثم قرأ
نحن فقص علیک احسن القصص
و یقول ویک آقص احسن من
کتاب اللہ انما ملک من کان قبلکم
لانہم اقبلوا علی کتب ملائکم و
اسا یفترہم و ترکوا التورۃ و الانجیل

حتى قدسنا وذهب ما فيها من العلم
وجاء رجل الى عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه
فقال ان صبيغا التيمي ليقبنا يا امير
المؤمنين فنجعل يدا لنا عن تفسير حروف
من القرآن فقال اللهم اكفني منه فبينا
عمر يوما جالس يغتري الناس اذ
جاءه الصبيغ وعليه ثياب وعمامة
مقدم واكل حتى اذا فرغ قال
يا امير المؤمنين ما معنى قوله تعالى
والذريت ذروا فالجملت وقرا
قال ويحك انت هو فقام اليه فحسر
عن ذراعيه فلم يزل يحلده حتى
سقطت عمامته فاذا له صغيرتان فقال
والذي نفس عمر بيده لو جدتك مخلوقا
لضربت رأك ثم اتر به فجعلني
بيت ثم كان يخرج به كل يوم فيضرب
ماتة فاذا برأ اخرجه فضرب ماتة
اخرى ثم حمل على قتب وسيره الى
البصرة وكتب الى ابى موسى يا امره
ان يحترق على الناس مجالسته و
ان يقول في الناس خطيبا ثم يقول
ان صبيغا التيمي ابتغى العلم فاخطاه
فلم يزل وضيعا في قومهم وعند
الناس حتى قد هلك وقد كان من قبل
سيد قومهم وقال عمر على النبر الا ان

شروع کر دیا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس پر قابو عطا فرما دیجئے
پھر ایسا ہوا کہ ایک دن عمر بیٹھے ہوئے لوگوں کو کھانا کھلا رہے
تھے کہ آپ کے پاس صبیغ آگیا اور اس پر کپڑوں کے ساتھ
عامہ بھی تھا تو اس نے آگے بڑھ کر کھانا کھایا۔ پھر جب وہ فارغ
ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد
کے کیا معنی ہیں والذريت ذروا فالجملت وقرا
فرمایا تجھ پر خرابی ہو تو وہی ہے۔ پھر اس کی طرف بڑھے اور آستینیں
چرٹھائیں اور برابر اس کے کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ اس
کا عامہ گر گیا تو اس کے بالوں کی دو لٹیں ظاہر ہو گئیں تو فرمایا کہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے اگر میں تجھے
سر منڈا پاتا تو تیرا سر اڑا دیتا۔ اس کے بعد اس کو قید خانہ میں
بند کر دیا۔ پھر اس کو روزانہ نکالتے رہے اور اس کے ایک سو
کوڑے مارتے رہے۔ جب وہ اچھا ہو جاتا تو پھر اس کو نکالتے
اور ایک سو کوڑے مارتے پھر اس کو ادنٹ کی کانٹھی پر سوار
کر کے بصرہ کی طرف روانہ کیا اور ابو موسیٰ کو یہ حکم کھا کہ
لوگوں کو اس کے پاس نشست و برخاست سے ممانعت
کریں اور اس سے کہ وہ لوگوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا
ہو۔ پھر فرمایا کرتے کہ صبیغ التیمی نے علم کو تلاش کیا مگر وہ
اس کے ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد صبیغ اپنی قوم میں اور عام لوگوں
میں اسی طرح ذلیل رہا یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا اور یہ اس سے
پہلے اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے منبر پر فرمایا
کہ اپنی رائے سے فتوے دینے والے سنتوں کے دشمن ہیں
وہ احادیث کو یاد کرنے سے عاجز ہوئے تو انہوں نے
اپنی رائے سے فتوے دیئے تو گمراہ ہو گئے اور دوسروں
کو بھی گمراہ کیا۔ یاد رکھو ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اقتدا

کریں اور ابتداء نہ کریں اور اتباع کریں - ابتداء (یعنی نئی بات اپنی طرف سے پیدا کرنا) نہ کریں۔ آثار سے دلیل پکڑنے والا گمراہ نہیں ہوتا۔ لیث بن سعد نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک بے ریش جوان کی لاش لائی گئی جو ایک راستہ کے سرے پر مقتول پڑا ہوا ملا۔ عمر نے اس کے پاس سے تھیں اور پوری تفتیش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تو ان پر بہت شاق گذرا، تو دعاء کرتے رہے کہ یا اللہ مجھے اس کے قاتل پر غالب کر دے، یہاں تک کہ جب ایک سال یا اس کے قریب گزرنے کو آیا تو ایک نو مولود بچہ اسی مقتول کی جگہ پڑا ہوا ملا تو وہ عمر کے پاس لایا گیا تو فرمایا کہ اب میں مقتول کے خون (کی تفتیش) میں کامیاب ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر آپ نے وہ بچہ ایک عورت کے سپرد کیا اور اس سے فرمایا کہ تو اس کا پورا خیال رکھ اور اس کا خرچ ہم سے لیتی رہ اور اس کا دھیان رکھ کہ اس کو کون تجھ سے لیتا ہے۔ جب تو کسی ایسی عورت کو پائے جو اس کو پیار کرے اور اپنے سینہ سے چمٹائے تو مجھے اس کا مکان بتا دینا۔ پھر جب وہ لڑکا بڑا ہو گیا تو ایک باندی اس عورت کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ میری مالک نے مجھے تیرے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تو اس کے پاس اس بچے کو بھیج دے، وہ اس کو دیکھ کر تیرے پاس اس کو واپس بھیج دے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں اس کو اس کے پاس لے جا اور میں بھی تیرے ساتھ چلوں گی۔ تو وہ بچہ کو لے گئی اور ایک جوان عورت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اس بچہ کو پیار کرنا اور صدقہ واری ہونا شروع کر دیا اور اس کو اپنے سے چمٹانے لگی۔ معلوم ہوا کہ وہ انصار میں کے ایک شیخ کی بیٹی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ عورت نے جا کر عمرؓ کو اس قصہ کی اطلاع کر دی۔

اصحاب الرأى اعداء السنن اعينهم
 الا عاديث ان يحفظوها فانقوا بآرائهم
 فضلو ادا ملو ا لا ان لنا ان نقدى
 ولا بنتدى وبتج ولا بتدع انه ماضل
 متبتك باثر - دروى الليث بن سعد
 اتي عمر رضي الله تعالى عنه بفتى
 امر قد وجد قتيل ملقى على وجه
 الطريق فأن من امره واجتهد فلم يفت
 له على خبر فشق عليه فكان يدعو
 يقول اللهم اغفر لي بقائكم حتى اذا كان
 رأس الحول او قريبا من ذلك وجد
 طفل مولود ملقى في موضع ذلك القتل
 فأتى به عمر فقال لطفرت بدم القتل
 ان شاء الله فدفن الطفل الى امرأة
 وقال لها قومي بشاير وخذى مثا لفتة
 وانظري من يأخذها منك فاذا وجدت
 امرأة تقبله وتضمه الى صدرها فأعلميني
 مكانها فلما شب الصبي جاءت جارية
 فقالت للمرأة ان سيدتي بعثت
 ايك لتبعني اليها بهذا الصبي فتراه
 وترده ايك قالت نعم اذ هي به اليها
 وانا معك فذهبت بالصبي حتى دخلت
 على امرأة شابة فجعلت تقبله و
 تضمه وتضمه اليها فاذا هي بنت
 شيخ من الانصار من اصحاب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت المرأة
فأخبرت عمر فاشتمل على سيفه و
أقبل الی منزلها فوجد أباً شاكياً علی
أبواب فقال لما الذی تعلم من حال
ابنتك قال أعرفت الناس بحقی اللہ
و حق آیہا مع حسن صلوٰتہا و صیامہا
و القيام بدینہا فقال عمر انی أحببت
ان ادخل ایہا فأنزیدہا رغبتہ فی
الخبر فدخل الشیخ ثم خرج فقال ادخل
یا امیر المؤمنین فدخل و امر ان یخرج
کل من فی البار الا ایتاہا ثم سألہ
عن العصبی فلبت فقال لقصہ قتی ثم
انتفی السیف فقالت علی رسلک یا
امیر المؤمنین فواللہ لا مسہ تک ان
عجوزاً کانت تدخل علی فاتخذتها اماً
و کانت تقوم فی امری بما تقوم بہ الوالدۃ
وانا لہا بمنزلۃ البنات فمکثت کذلک
حیناً ثم قالت انه قد عرض لی سفر و لی
بنات اتخوف علیہا بعدی الضیعۃ
وانا احب ان اضمہن الیک حتی
ارجع من سفری ثم عمدت الی ابن
لہا امرؤ فہیاتہ و زینتہ کما تزین
المرأۃ و اتتہ بہ و لا اشدک انه
جاری فکان یرای منی ماتری المرأۃ
فاغفلت لی یوماً وانا نائمۃ فاشعرت

تو انہوں نے تلوار کمر سے باندھی اور اس جوان عورت کے مکان
کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اُس کے باپ کو ڈیوڑھی پر تکیہ
لگائے ہوئے پایا۔ اُس سے مل کر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کے حال میں
سے کیا جانتے ہو؟ اُس نے کہا کہ وہ اللہ کے حق اور اپنے باپ کے
حق کی سب سے زیادہ پہچانتے والی ہے۔ اچھی طرح نماز پڑھنا اور
روزے رکھنا اور دین کی پوری پابندی کرنا مزید برآں، تو عمر
نے فرمایا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ نیکی کی طرف اسکی رغبت
میں اضافہ کروں۔ تو شیخ گھر میں داخل ہوئے اور باہر آکر بولے
کہ اے امیر المؤمنین اندر تشریف لے جائیے۔ تو عمر گھر میں گئے اور
آپ نے حکم دیا کہ گھر کے سب لوگ اس لڑکی کے سوا باہر چلے جائیں۔
پھر آپ نے اس سے اُس بچے کے بارے میں سوال کیا تو وہ گھبرا گئی۔
فرمایا کہ تجھے بیس سج بتانا پڑے گا اور آپ نے تلوار کھینچی اس
نے کہا کہ لے امیر المؤمنین ٹھہریئے خدا کی قسم میں پورا حال بیس سج
آپ کو بتاتی ہوں۔ ایک بڑھیا تھی جو میرے پاس آیا کرتی تھی تو
میں نے اس کو اپنی ماں بنالیا اور وہ بھی میری خدمت میں اسی
طرح لگی رہی جس طرح ماں لگی رہتی ہے اور میں اُس کے لئے بیٹی
کے مرتبہ میں تھی۔ ایک وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ایک
دن بڑھیا نے کہا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اور میرے ایک
بیٹی ہے، مجھے اپنے بعد اُس کے ضائع ہونے کا خوف ہے، میں
یہ چاہتی ہوں کہ اپنے سفر سے واپس آنے تک اس کو میرے
پاس چھوڑ دوں۔ پھر اُس نے اپنے بیٹے کی جو آمد تھا (یعنی بغیر
ڈاڑھی کا) تیاری کی اور اس کا بناؤ سنگار کیا جیسا کہ عورتیں
سنگار کرتی ہیں اور اس کو میرے پاس لے آئی اور میں اس
کے لڑکی ہونے میں کوئی شک نہیں کر رہی تھی۔ وہ میرے جسم
کے ان اعضاء کو دیکھتا رہا جن کو عورتیں دیکھتی ہیں۔ ایک دن

بہ حق علانی و خالطنی فردث یدی
 الی شفرۃ کانت عندی فقلت
 ثم امرت بہ فأتی حیث رأیت
 فاشتملت منہ علی هذا الصبی
 فلما وضعته الیقینہ فی موضع أبیہ
 ہذا واللہ خیر علی ما اعلتک فقال
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقت
 بارک اللہ فیک ثم اوطبہا و
 وعظیہا وخرج - وروی اسماعیل
 بن خالد قال قیل لعثمان ألا تکنون
 مثل عمر قال لا استطیع ان اکون مثل
 لقمان الحکیم - ذکر ت عائشہ عمر فقات
 کان احمد ذیہا نسیج دحدہ قد أعتد لاؤیہ
 أقرأہا - جاء عبد اللہ بن سلام
 بعد ان صلی الناس علی عمر
 فقال ان کنتم سبقتونی بالصلوۃ علیہ
 فلا تسبقونی بالثناء علیہ ثم قال
 نعم اقرأ السلام کنت یا عمر جوادا
 یسکت بخیلہ بالباطل ترمضی جین الرضا و
 تسخط جین السخط لم تکن مداحا و
 لا معیابا طیب الطرف عیف الطرف
 و ذکر ابو جعفر الطبری فی تاریخہ
 بعض خطب عمر فہا خطبہ خطب بہا
 جین قرآی الخلفاء وہی بعد حمد اللہ
 والثناء علیہ و علی رسولہ ایہا الناس

اس نے مجھے غافل پایا جب کہ میں سو رہی تھی تو میں اس وقت بیدار
 ہوئی جب کہ وہ میرے اوپر آچکا تھا اور اُس نے مجھ سے جماع کیا۔
 پھر میں نے پھر اسے نکالا جو میرے قریب تھا اور اس کو قتل کر دیا۔
 میں نے اُس کو جہاں آپ نے دیکھا پھینکوا دیا۔ اب مجھے اس بچے کا
 حمل رہ چکا تھا۔ جب میں نے اس کو جنا تو میں نے اُس کو بھی اُس
 کے باپ کی جگہ ڈال دیا اور اس واقعہ پر جو میں نے آپ کو بتایا
 اللہ خبردار (گواہ) ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سچ
 کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو کچھ نصیحت اور
 وعظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ اور اسماعیل بن خالد نے روایت کیا،
 کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم عمرؓ کی مانند کیوں نہیں بنتے۔ تو انہوں
 نے فرمایا مجھ میں لقمان حکیم جیسا بننے کی طاقت نہیں ہے۔ عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے عمرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بڑے ذہین اور بے نظیر
 تھے۔ اور انہوں نے ہر کام پر ایسوں کو متعین کیا جو ان کے مناسب
 تھے۔ عبد اللہ بن سلام ایسے وقت پہنچے جب کہ لوگ حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ چکے تھے تو فرمایا کہ اگر تم ان پر نماز پڑھنے
 میں مجھ پر سبقت کر گئے ہو تو ان کی تعریف کرنے میں مجھ سے
 سبقت نہ کرو۔ پھر کہا اے عمر تم بہترین اسلام والے تھے، حق
 کے ساتھ بہت بخشش کرنے والے اور باطل کے ساتھ بخل
 کرنے والے، رضا کے موقع پر راضی ہوتے تھے اور غصہ کے
 موقع پر غصہ کرتے تھے۔ نہ آپ کسی کی بہت مدح کرتے تھے
 نہ برائیاں کرنے کے خوگر تھے۔ پاکیزہ ظرف والے اور پاک دامن
 تھے۔ اور ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعض خطبوں
 کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ خطبہ ہے جو انہوں نے اُس
 وقت دیا تھا جب وہ خلیفہ بنائے گئے تھے اور وہ یہ ہے :-
 اللہ کی حمد اور اس کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کے بعد

اے لوگو میں تم پر والی (خلیفہ) بنا دیا گیا ہوں۔ اور اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سب سے بہتر اور تم میں سب سے قوی اور تمہارے مہات امور میں دشوار خبروں کا بوجھ اٹھانے میں سب سے زیادہ قوت برداشت رکھتا ہوں تو میں تمہاری جانب سے جو ذمہ داری مجھ پر پڑی ہے اس کو قبول نہ کرتا اور عمر کے لئے عطلہ کے جاری کرنے کے سلسلہ میں تمہارے حقوق کے لینے کا مناسب حساب رکھنا کافی ہے، یعنی ان کو کیونکر وصول کروں اور اس کے خرچ کا حساب کون کون سے مواقع میں اُس کو خرچ کروں اور تم میں گشت کیسے کیا جائے، تو میرا رب ہی وہ ہے جس سے مدد مانگی جائے کیونکہ میری صحیح نہیں سمجھتا کہ کسی قوت پر اور کسی حیلہ پر وثوق کرے اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مدد سے اُس کی دستگیری نہ کرے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر پر مجھے والی بنا دیا ہے اور تم لینے سب سے زیادہ نفع دینے والے مال کو جانتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر میری مدد فرمائے اور یہ کہ میری نگہداشت کرے اپنے حضور میں جس طرح اپنے خیر کے سامنے میری نگہداشت فرما رہا ہے اور یہ کہ مجھ پر عدل کا الہام کرے تمہاری قیمتی اموال میں جو اُس کے دیئے ہوئے احکام کے مطابق ہو کیونکہ میں ایک معمولی مسلمان شخص ہوں اور بندہ ضعیف ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری اعانت فرمائے۔ اور یہ بات کہ میں تم پر خلیفہ بنا دیا گیا ہوں میرے اخلاق میں کوئی تغیر نہیں پیدا کر سکتی اگر اللہ چاہے گا۔ ہر بڑائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے بندے کا اس میں کوئی حصہ نہیں تو تم میں سے کوئی کبھی یہ خیال نہ کرے کہ عمر جب سے خلیفہ بنایا گیا بدل گیا ہے۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں اس حق کو جو میری ذات سے متعلق ہے اور میں تمہارے سامنے ہوں اور اپنے معاملہ کو صاف صاف تم پر ظاہر کر رہا ہوں اس لئے (اعلان کرتا ہوں کہ) جس شخص کی کوئی حاجت یا ظلم کا بدلہ یا (ناحق) عتاب اخلاقی ہماری گردن پر ہو وہ آگے

انی ولیت علیکم ولولا رجائی ان اکون خیرکم و اقوالکم علیکم و اشدکم استیضلا عما یما یؤب من مہم امورکم کا تولیت ذلک منکم و لکن عمر فنیب مجری العطا موافقہ الحساب باخذ حقوقکم کیف آخذ با و وضعها این اصعبا و بالیسر فیکم کیف اسیر فربے المستعان فان عمر لم یفصح ینق بقاء ولا حیلہ ان لم یتدارک اللہ برحمتہ و عونہ ایہا الناس ان اللہ قد ولانی امرکم و قد علمتم انفع مالکم و اسأل اللہ ان ینین علیہ دان یحسنى عنده كما حركني عند غير دان یلمین العدل فی قبمکم کالذی امر به فانی امرہ مسلم و عبد ضعیف الا ما اعان اللہ و لکن یغیر الذی ولیت من خلافتکم من خلقی شیئا ان لیشا اللہ انما العظمتہ لله و لیس للعباد منبأ شیئ فلا یقولن احدکم ان عمر تغیر منذ ولی وانی اعقل الحق من نفسی و اتقدم و ا بین لکم امری فاینما رجل کانت له حاجه او مظلمه او عتب علینا فی خلق فلیؤذنی فانما انا رجل منکم فعلیکم بتقوی اللہ فی سیرکم و علانیتکم و حرما تہم

بڑھے اور اس کے بدلے میں، مزدور مجھے تکلیف پہنچائے کیونکہ میں تم ہی میں
کا ایک شخص ہوں (فرشتہ نہیں ہوں) تم کو اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے
پوشیدہ حالت میں بھی اور علانیہ بھی اور ممنوعات میں بھی اور اپنی ابروؤں
کے بارے میں اور اپنی جانوں پر سے دوسروں کے حقوق ادا کرو اور تم میں
سے کوئی ایک دوسرے کو اس پر نہ بھامے کہ وہ (اپنے تباہات میں)
مجھے حکم نہ بنائیں، سمجھ لو کہ میرے اور کسی کے درمیان دوستی کا عہد نہیں رہے
تو تمہارا بھلا محبوب ہے اور تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں ہے
اور تم ایسے لوگ ہو کہ تمہارے عوام اللہ کے شہروں میں گھٹیا زندگی
گزارتے ہیں اور ایسے شہروں کے رہنے والے ہو جس میں نزاعیت ہے نہ
(دودھ کے لئے) تھن بچر اس کے جو اللہ تعالیٰ (دوسری جگہ سے) یہاں لے آئے
بیشک اللہ عزوجل نے بڑی بخشش کا تم سے وعدہ کیا ہے۔ اور میں اپنی امانت
اور اُس ذمہ داری کے بارے میں جو میرے سپرد ہے جواب دہ ہوں اور جو
امور میرے سامنے کے ہیں انشاء اللہ ان کی میں بذات خود نگرانی کرنے
والا ہوں اُن کو میں دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور جو دور کے شہروں
کے امور ہیں وہ میری استغاثت میں نہیں آتے مگر ان (عالیوں) کے
واسطے جو صاحب امانت اور فاء عامہ کا بل ہیں اور اپنی امانت کو ان کے سوا انشاء
اللہ میں اور کسی کو نہ سپرد کروں گا۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری مرتبہ ایک خطبہ
دیا فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود کے بعد۔ اسے لوگو!
باد رکھو! طمع محتاجی ہے اور بعض ناامیدی غنا ہوتی ہے، کیونکہ ملنے کی امید ہی
انسان کو سوال کی ذلت میں مبتلا کرتی ہے، اور تم لوگ جمع کرتے ہو جس شے
کو نہیں کھاتے (یعنی فالتور و پیر) اور امیدیں باندھتے ہو نہ حاصل ہونے
والی چیزوں کی اور اس دابر غرور (دنیا) میں تم کو کچھ مہلت دی گئی ہے۔ اور تم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ تم پر گرفت بذریعہ وحی
ہوتی تھی اور جس نے کوئی چیز چھپائی وہ اپنی چھپائی ہوئی شے پر ہی ماغوذ ہو گیا
اور جس نے ظاہر طور پر کچھ کیا تو وہ ظاہر پر کھڑا لیا گیا تو اب تم ہمارے پسے اچھے

وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَعْطُوا الْحَقَّ مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَ
وَلَا تَحْمِلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا عَلَىٰ أَنْ تَحْكُمُوا إِلَىٰ
فَانْهَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ هَوَادَةٌ
وَأَنَا جَبِيْتُ إِلَيْكَ صَلَاحُكَ عَزِيْزٌ عَلَىٰ
بَعَثْتُمْ وَأَنْتُمْ أَنْتُمْ مَا تَكُنْ مُحَقَّقُونَ فِي
بَلَدِ اللَّهِ وَأَهْلُ بَلَدٍ لَا زَرْعَ فِيهِ وَلَا مَرْعَ
إِلَّا مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
قَدْ وَدِدْتُ كَرَامَتَهُ كَبِيرَةً وَأَنَا مُسْتَوِلٌ
عَنْ أَمَانَتِهِ وَأَنَا فِيهِ وَمُطْلَعٌ
عَلَىٰ مَا يَحْضُرُنِي بَغْيِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ
وَأَكْبَهُ إِلَىٰ أَحَدٍ وَلَا اسْتَطِيعُ مَا بَعْدَ
مِنْهُ إِلَّا بِأَمْنَاءٍ وَأَهْلُ النَّصِاحَةِ مِنْكُمْ لِلْعَامَّةِ
وَلَسْتُ أَهْمِلُ أَمَانَتَهُ إِلَىٰ أَحَدٍ سِوَاهُمْ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَخُطِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَىٰ عَنْهُ مَرَّةً أُخْرَىٰ فَقَالَ بَعْدَ
حَمْدِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَىٰ رَسُولِهِ
إِنَّا نَسْأَلُكَ الْطَّمْعَ فَقَرَّ وَأَنْ بَعْضُ
إِلَاسِ غَنِيٍّ وَأَنْ تَكُنْ تَحْمِلُونَ مَا لَا تَأْكُلُونَ وَتَأْكُلُونَ مَا
لَا تَدْرِكُونَ وَأَنْتُمْ تَحْمِلُونَ فِي دَابِرِ غُرُوبٍ وَقَدْ كُنْتُمْ عَلَىٰ عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَخَّضُونَ بِالْوَحْيِ وَ
مِنْ أَسْرَ شَيْئًا أَفْعَدَ لِمَسْرِيَّتِهِ وَمِنْ أَعْلَىٰ شَيْئًا أَفْعَدَ
بِعِلَاسِيَّةِ حَسَنَةٍ فَظَهَرَ وَأَنَا حَقْنُ أَفْعَدَ لَكُمْ وَاللَّهُ عَالِمُ بِالْأَشْرَارِ
فَانْهَ مِنْ أَفْعَدَ لَنَا قَبِيحًا دَرَجَةً مِنْ مَسْرِيَّةِ حَسَنَةٍ لَمْ نَصْدَقْ
وَمِنْ أَفْعَدَ لَنَا عِلَاسِيَّةِ حَسَنَةٍ فَظَهَرَ وَأَنَا حَقْنُ أَفْعَدَ لَكُمْ وَاللَّهُ عَالِمُ بِالْأَشْرَارِ
شُعْبَةٌ مِنَ الرِّفَاقِ فَانْفَقُوا خَيْرًا لَأَنْفُسِكُمْ وَمِنْ يَوْزٍ شَخَّ

اخلاق ظاہر کرو اور چھپی ہوئی باتوں کو اللہ بہتر جاننے والا ہے کیونکہ جس ہمارے سامنے قلیح
 فعل کا اظہار کیا اور علوی کیا کلاس کا باطن اچھا ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جس نے اپنے
 کو ہمارے سامنے اچھا پیش کیا ہم اس کو اچھا گن کریں گے۔ اور جان لو کہ بعض
 خیس بخل نفاق کا شعبہ ہوتا ہے تو خروج کیا کر دیتے ہمارے لئے بہتر ہوگا اور جو
 شخص نفس کی حرص سے محفوظ رہا ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اے لوگو
 اپنے ٹھکانے کو صاف ستھرا رکھا کرو اور اپنے سب کاموں کی اصلاح کرو، اور اللہ
 کا جو تمہارا پروردگار ہے خوف دل میں قائم کرو۔ اور اپنی عورتوں کو قباضی (مصری
 مل) نہ پہناؤ کیونکہ وہ اگرچہ چھینی نہیں ہوتی مگر نرم ہونے کی وجہ سے بدن کو پھٹ
 کہہ بدن کی ہیئت کو حیاں کر دیتی ہے۔ اے لوگو خدا کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ
 میں برابر سرسبز نجات پا جاؤں نہ مجھے اجر ملے اور نہ مجھ پر کوئی مواخذہ ہو (یہ کافی
 ہے) اور میں تم میں کم زندہ رہوں یا دیر تک یہ مزدور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ
 تم میں حق پر عمل کرتا رہوں گا۔ اور یہ کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص باقی نہیں
 رہے گا کلاس کا حق اور اس کا حقہ اللہ کے (عطا کئے ہوئے) مال میں سے اس کے پاس
 پہنچے گا چاہے وہ اپنے گھر میں ہو اور اگرچہ اس کے نفس نے اس پر اقدام نہ کیا ہو اور
 اس کے بدن کو (اس کے حصول کے لئے) کھڑا ہونا نہ پڑا ہو۔ پھر جو اموال تم کو
 اللہ نے دیئے میاں ردی سے صاف کر دو، تھوڑا جو رزی اور خوش خلقی کے ساتھ
 ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جس میں سختی اور کج خلقی ہو۔ اور جان لو کہ موت کے اسباب
 میں سے ایک سبب قتل بھی ہے موت اچھے کو بھی آتی ہے اور بُرے کو بھی اور شہید وہ
 ہے جو اپنے نفس کا احتساب کرتا ہے۔ اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدنے کا ارادہ
 کرے تو چاہئے کہ بے اور بُرے کا قصد کرے چاہئے کہ اس کے لامٹی مار کر دیکھے
 تو اگر وہ مضبوط دل کا ثابت ہو تو اس کو خرید لے۔ اور عمر نہ لے ایک اور مرتبہ یہ
 خطبہ دیا، فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہ و بجمہ نے تم پر شکر کرنا واجب چاہئے اور
 تمہارے اوپر رحمتیں تجویز کر دی ہیں اُن چیزوں میں جو تم کو دنیا اور آخرت کی بڑی
 عطا کر دی بغیر اس کے کہ تمہاری طرف سے کوئی سوال ہو یا اس طرف اظہارِ عزت
 تو اللہ تبارک تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تم کچھ نہ تھے اپنی ذات اور اپنی عبادت کیلئے

نفسہ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اَيُّهَا النَّاسُ
 اَطِيعُوا مَثْوَاكُمْ وَاَصْلِحُوا اَمْرَكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ
 رَبَّكُمْ وَلَا تَلْبِسُوا نِسَاءَكُمْ الْقَبَاطِيَّ فَاَن
 اِنْ لَمْ يَشْفَ فَاَن يَصِفَ اَيُّهَا النَّاسُ
 اِنِّیْ وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ اَنْ اُجِزَّ كَفَّ فَا
 لَا لِيْ وَلَا عَلٰی وَاِنِّیْ لَارْجُو عَمْرَتٍ فِیْكُمْ
 یَسِیْرًا وَاَكْثَرًا اِنْ اَعْمَلْ فِیْكُمْ بِاسْحَتٍ اِنْ
 شَاءَ اللَّهُ وَاِنْ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
 وَاِنْ كَانَ فِیْ بَیْتِهِ اِلَّا اَتَاهُ حَقُّهُ
 وَنَفِیْبُهُ مِنْ مَّالِ اللَّهِ وَاِنْ لَمْ یَعْمَلْ
 اِلَیْهِ نَفْسُهُ وَلَمْ یَتَصَبَّ اِلَیْهِ بِدُنْهٍ فَاصْلَحُوا
 اَمْرَاكُمْ اَللّٰهُ رَزَقَكُمْ اَللّٰهُ قَلِیْلٌ فِی
 رَفَقٍ خِیْرٌ مِنْ كَثِیْرٍ فِیْ غَفَفٍ وَاَعْلَمُوا
 اَنْ اَقْتُلَ حَقٌّ مِنْ اَحْتَوَفٍ یُعِیْبُ
 الْبَرَّ وَالْفَاجِسَ وَالشَّهِيْدَ مِنْ اَحْتَسَبَ
 نَفْسَهُ وَاِذَا ارَادَ اَحَدُكُمْ بَعِیْرًا فَلْيَعْمِدْ
 اِلَى الطَّوِیْلِ الْعَظِیْمِ فَلْيَضْرِبْهُ بِعَصَاهُ فَاِنْ
 وَجَدَهُ حَدِیْدَ الْفَوَاوِیْدِ فَلْيَشْرِهِ - وَخَطَبَ
 عُمَرُوْةُ اُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ اللَّهَ سَجَانٌ
 وَبَجْمُهُ قَدْ اسْتَوْجِبَ عَلَیْكُمْ الشُّكْرَ
 وَاتَّخَذَ عَلَیْكُمْ الْكُحْلَ فَمَا اَتَاكُمْ مِنْ
 كَرَامَةِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ مِنْ خِیْرِ مِثْلِهِ
 مِنْكُمْ وَلَا رَغْبَةٍ مِنْكُمْ فِیْهِ اَلِیْسَ
 فَمَخْلَقُكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَلَمْ تَكُوْنُوْا شَیْئًا
 نَفْسُهُ وِعِبَادَتِهِ وَكَانَ قَادِرًا اَنْ یَّجْعَلَكُمْ

اور وہ اس بات پر قادر تھا کہ وہ تم کو (اپنی خدمت کی بجائے) اپنی اور کسی مخلوق کے کام کے لئے بنادیتا جو اس کے سامنے کمتر درجہ کی ہوتی پھر تم کو اپنی عام مخلوق کے مرتبہ میں رکھ دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے سوا اور کسی چیز کے لئے نہیں بنایا اور تمہارے کام کے لئے لگا دیا ان سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تم کو میدانوں اور دریاؤں میں سوار کیا اور تم کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو پھر اس نے تم کو سننے اور دیکھنے کی قوتیں عطا فرمائیں اور تم پر اللہ کی بعض نعمتیں تو ایسی ہیں جو تمام اولاد آدم کو عام ہیں اور بعض نعمتیں ایسی ہیں جن سے تمہارے دین والوں کو خاص کیا گیا پھر یہ خاص قسم کی نعمتیں تمہاری حکومت اور تمہارے زمانہ اور تمہارے طبقہ میں ہوئیں اور ان نعمتوں میں سے وہ نعمت نہیں ہے جو خاص طور پر ایک شخص کو پہنچی یا دیکھو اگر اس نعمت میں سے جو اس کے پاس پہنچی ہے اگر تم اس کو سب لوگوں پر تقسیم کر دو تو وہ اس کے شکر سے عاجز ہو جائیں (وہ نعمت خلافت ہے) اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا مگر اللہ کی مدد سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ تو تم زمین پر خلیفہ قرار دیئے گئے ہو اس کے باشندوں پر حکومت کرنے والے ہو اللہ نے تمہارے دین کی مدد کی اب تمہارے دین کی مخالفت کوئی امت نہیں رہی بجز دو امتوں کے ایک وہ امت ہے جو اسلام کی حکم بردار ہے اور اس امت والے تجارت کرتے ہیں تمہارے لئے، حقیقہ درجہ کے وسائل معاش اور محنت مزدوری کرتے ہیں اور شفقت ان کی پیشانیوں سے پسینہ ٹپکاتی رہتی ہے اور اس کا نفع تم کو ہوتا ہے اور ایک امت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہوئے واقعات اور غلبات و فتوحات کا رت دن انتظار کرتی ہے کہ جب ان پر غلبہ پایا جائے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جو بے سے بھر دیا تو ان کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں جس کی طرف پناہ لے لیں اور نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جس سے اپنا بچاؤ کر لیں، اللہ کے لشکر اچانک ان پر اللہ کے حکم سے جا پہنچے اور ان کے چوک پر اتر گئے اوپنے درجہ کی معیشت

لَا يَهْدِيهِمْ فَعَلِمْ عَلَيْهِمْ فَعَلِمْ لَكُمْ مَائَةِ خَلْقِهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ لَشَيْءٍ غَيْرَهُ وَسَخَّرَ لَكُمْ تَامًا فِي السَّمَوَاتِ وَدَانِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَجَعَلَ لَكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ رِزْقًا وَمِنَ الطَّيِّبَاتِ لَكُمْ تَشْكُرُونَ ثُمَّ جَعَلَ لَكُمْ سَمْعًا وَبَصَرًا وَفِيهِمْ نِعْمٌ أَنتُمْ عَلَيْكُمْ أَنْعَمَ اللَّهُ بِنَبِيِّكُمْ وَمِنْهَا لَكُمْ اخْتِصَافٌ بِنَبِيِّكُمْ وَمِنْهَا لَكُمْ مَوَارِدُ الْأَنْعَامِ وَالْخَوَاصِ فِي دَوْلَتِكُمْ وَزِمَانِكُمْ وَجَعَلْتُكُمْ وَلِيًّا مِنْ تِلْكَ الْأَنْعَامِ نِعْمَةً وَصَلْتُ إِلَى أَمْرٍ خَاصَّةٍ إِلَّا لَوْ قَسَمْتُ مَا وَصَلُ إِلَيْهِ مِنْهَا بَيْنَ النَّاسِ لَكُنَّ أَتَعْبَهُمْ شُكْرًا وَقَدْ جَعَلْتُ حَقَّهَا إِلَّا بَعْدَ اللَّهِ مَعَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّمَا تَخْلَفُونَ فِي الْأَرْضِ قَابُورُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ نَصَرَ اللَّهُ دِينَكُمْ فَلَمْ يَنْصُرْكُمْ إِلَّا مَتَى خَالَفْتُمْ لِدِينِكُمُ الْأَمَانَ أَمَةٍ مُتَعَبِدَةٍ لِلْإِسْلَامِ وَاللَّهُ يَجْعَلُونَ لَكُمْ يَتَصَفَّحُونَ مَعَاشَهُمْ وَكَذَلِكَ جَعَلَ لَكُمْ رِزْقًا جَاهِمٌ عَلَيْهِمُ الْوَيْفَةُ وَلَكُمْ الْمُنْفَعَةُ وَأَمَةٌ يَنْتَظِرُونَ وَقَالَ اللَّهُ وَسَطَوَاتِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْسَ قَدْ كَلَّمَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ رَجَاءً فَلَيْسَ لَهُمْ مَقِيلٌ يَلْجَأُونَ إِلَيْهِ وَلَا مَهْرَبَ يَتَّقُونَ قَدْ وَهَمْتُمْ جُودًا اللَّهُ وَنَزَلَتْ بِسَائِلِهِمْ مَعَ رِفَاعَةِ الْعَيْشِ وَ

استغاثۃ المال وتالیع البعث وسد
التغور بوزن اللہ فی العافیۃ الجلیلۃ
العالمۃ الی لم تکن الامۃ علی احسن
منہا منذ کان الاسلام واللہ المحمود
ومع الفتوح العظام فی کل بلد فما
عسی ان ینبع شکر الشاکرین وذکر الذاکرین
واجتہاد المجتہدین مع هذه النعم
التي لا یحصل مددہا ولا یقدر قدرہا
ولا یتطاع اداء حقہا الا بعون اللہ
ورحمۃ ولطف نفس اللہ الذی
ألمنا ہذا ان یرزقنا العمل للعلمۃ
والسعودۃ الی مرضاتہ واذکر وعباد اللہ
بلاء اللہ عندکم واستتبوا نعم اللہ
علیکم فی مجاہدکم شئنا وفرا دی
فان اللہ عز وجل قال لموسیٰ علیہ السلام
اخرج قومک من الظلمات الی النور
وذکر ہم آیام اللہ قال محمد
صلی اللہ علیہ وسلم واذکر اذا انتم
قلیل مستضعفون فی الارض فلو کنتم
اذ کنتم مستضعفین محرومین خیر الدنیا
علی شعبۃ من الحق توؤمنون بہا و
تسریحون الیہا مع المعرفۃ باللہ
وبدینہ وترجون الخیر فما بعد
الموت ذلک ولکنم کنتم اشد
الناس عیشۃ واعظم الناس باللہ

اور کثرت مال اور شکروں کے پے درپے آنے اور سرحدوں کے استحکام کے ساتھ
بڑے امن و اطمینان عامہ کے ساتھ کہ اسلام کے ظہور تک اس سے بہتر کسی
امت کو حاصل نہیں ہوا۔ اور اللہ ہی کی ذات مستوجب شکر ہے۔ اور ہر ملک میں
بڑی بڑی فتوحات کے ساتھ دہیشہ شکر کرنے والوں کا شکر اور ذکر کرنے
والوں کا ذکر اور مجتہدین کا اجتہاد ان نعمتوں سے متعلق رہے گا جو بے شمار
ہیں اور بے اندازہ۔ اور اس کا حق ادا کرنے کی قوت حاصل نہیں کی جاسکتی
مگر اللہ کی مدد اور اس کی رحمت اور اس کے لطف سے۔ تو ہم اللہ سے دعا
کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی طاعت پر عمل اور اس کی رضا کے کاموں کی طرف توجہ
کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ کے بند و عباد اللہ کے احسانات تم پر ہوئے ان
کا مجاہد میں ایک ایک دو دو کر ذکر کیا کرو اور اس سے نعمتوں میں زیادتی
کی دعا کیا کرو۔ واللہ عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اخرج
قومک الخ (۵۱:۱۲) اپنی قوم کو کفر کی تاریکیوں سے (ایمان کی روشنی
کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ معاملات (نعمت اور نعمت کے زیادہ دلاؤ
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا واذکر اذا انتم (۲۶:۸)
اور اس حالت کو یاد کرو جب تم قلیل تھے اللہ کی زمین میں کمزور شمار
کئے جاتے تھے؛ تو کیسا اچھا ہوتا جب تم کمزور تھے تم دنیاوی اموال سے
محروم رہتے ہوئے طریق حق پر رواں ہوتے، اللہ پر ایمان لا کر اور اللہ
کی اور اس کے دین کی معرفت کے ساتھ اسی پر اتکا کرتے اور خیر کی
امید موت کے بعد کے لئے کرتے۔ یہ بہتر تھا۔ لیکن تم لوگ عیش پسندی
میں سب سے زیادہ سخت تھے، اور اللہ کے ساتھ جہالت میں سب
سے بڑھے ہوئے تھے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اللہ کے ساتھ تمہاری یہ فرائز
ایسی ہوتی کہ اس کے ساتھ دنیا میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوتا۔ بجز اس
کے کہ وہ تمہارا سہارا ہوتا تمہاری آخرت میں جس کی طرف تم کو
عود کرنا اور لوٹ کر جانا ہے؛ اور تم اپنی بسر اوقات کی گوشش
میں جس حال پر تم (پہلے) تھے پھری رہتے۔ اور اگر تم اللہ

پر طبع کر دو گے (کہ تم کو مقامات عالیہ ملیں) تو اس کی طرف سے تم پر کوئی ابتلاء بھی واقع ہو گا۔ بیشک اس نے تمہارے لئے جمع کر رکھا ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی بزرگی کو، تم میں سے اس شخص کے لئے جو چاہے کہ اس کے لئے میرے جمع کی جائیں۔ تو میں تم کو یاد دلاتا ہوں اللہ کو جو تمہارے اور تمہارے قلوب کے درمیان حائل ہونے والا ہے مگر جب کہ تم پہچان لو اللہ کے حق کو پھر تم اس کے لئے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اس کی طاعت کا خوگر بنالو اور حال یہ ہے کہ تم نے سرور کے ساتھ نعمتوں کو جمع کیا اور ان کے زوال و انتقال کے اندیشہ سے اور اس کی روگردانی کے خوف سے، تو جان لو کہ حقیقت یہ ہے کہ کفرانِ نعمت سے زیادہ کوئی شے نعمت کو زیادہ سلب کرنے والی نہیں۔ اور شکرِ عزت کو محفوظ رکھا ہے اور نعمت کی بڑھوتری اور اس پر زیادتی کو کھینچ لانے والا ہوتا ہے اور شکر کی یہ صفت تمہارے امروہی کے معاملہ میں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو واجب (یعنی واقع ہو کر رہتی ہے)۔ اور ابو عبیدہ معمر بن النضلی نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو یا نعمان بن مقرن کو لکھا کہ تمہارے لشکر میں عرب کے دو آدمی ہیں عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن خویلد۔ ان دونوں کو لوگوں کے سامنے بلایا کرو اور ان کو اپنے قریب تر رکھو اور لڑائی کے امور میں ان سے مشورہ بھی کرتے رہو اور لشکر کے چلایوں میں بھی ان کو بھیجتے رہو مگر مسلمانوں کے کاموں میں سے کوئی کام (سرکاری) ان کے سپرد نہ کرنا۔ جب جنگ موقوف ہو چکے تو ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جو مشاغل چاہیں کرتے رہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گیا تھا اور طلحہ

جہالۃ فلو کان هذا الذی استبلمکم بہ لم یکن معہ حظٌ فی دنیاکم غیر انہ ثقۃ بکم فی آخرتکم الّتی الیہا العباد والمنقلب دانتم من جہد المعیشۃ علی ما کنتم علیہ اجریاء و ان تشعروا علی اللہ فبکم منہ غزیرۃ ما اذ قد جمع لکم فضیلۃ الدنیا و کرامۃ الآخرۃ اولین شاء ان یمیج لہ ذلک منکم فاذا ذکرکم اللہ اصابکم بینکم و بین قلوبکم الا ما عرفتم حق اللہ فعلتم لہ ویسرتم انفسکم علی طاعتہ و جمعت مع السرور بالنعم خوفاً لزوالبہا و انتعالہا و وجلاً من تحویلہا فان لا شئ اسلب للنعمۃ من کفرانہا و ان الشکر امنٌ للبعۃ و نماء للنعمۃ و استجلاء للزیادۃ و هذا علی ما فی امرکم و نہیکم واجب ان شاء اللہ۔ و ردی ابو عبیدہ معمر بن النضلی فی کتاب مقاتل الفرسان قال کتب عمر اے سلیمان بن ربیعۃ الباہلی او الی نعمان بن مقرن ان فی جنبدک رجلین من العرب عمرو بن معدیکرب و طلحہ بن خویلد فاخبرہما الناس و اذہما و شاورہما فی الحرب و البعثہما فی الطلائع و لا تزلہما عملاً من اعمال المسلمین

فَإِذَا وَصَلَتْ الْحَرْبُ أَوَّارًا فَضَعَبَهَا
حَيْثُ وَصَعَا انْفُسَهَا قَالَ وَكَانَ عَمْرُو
الرَّسَدَ وَطَلَّيْجَتُهُ يَبْتُتُ - وَرَدَى
ابو عبیدہ ایضاً فی ہذا الکتاب
قال قدم عمرو بن معدیکرب والاعلیج
ابن وقاص الغنمی طے عمر فاتیاه
و بین یریه بال یوزن فقال متے
قد متنا قالایوم الخمیس قال فما
جسکنا حتی قالاشغلنا المنزل
یوم قد متنا ثم کانت الجمعتہ ثم
غدونا علیک ایوم فلما فرغ من
وزن المال نحاه و اقبل علیہا فقال
ہیثمہ فقال عمرو بن معدیکرب یا امیر المومنین
ہذا الاعلیج بن وقاص الشدید المرۃ البعید
الغزۃ الوشیک المکۃ واللہ ما رأیت
یشکلہ بین الرجال صارع و مصروع
واللہ لکانت لایوت فقال عمر للاعلیج
و عرف الغضب فی غضنۃ وجہ ہیسہ
یا اعلیج فقال الاعلیج یا امیر المومنین
ترکت الناس خلفی صاحبین کثیرا نلہم
دارۃ ارزاقہم خصباً بلا وہم احبیراء
علی عدوہم ما کلا عدوہم عنہم ففتح اللہ بک
فما رأینا شک الا من سبتک فقال
ما منعک ان تقول فی صاحبک مثل
ما قال نیک قال ما رأیت فی وجہک

نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (پھر تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے
تھے) ابو عبیدہ ہی نے اس کتاب میں یہ روایت بھی کی
ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور اعلیج بن وقاص الغنمی عمر رضی
اللہ عنہ سے ملے آئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان کے
سامنے کچھ مال تھا جو تولا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں
کب آئے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ جمعرات کے دن۔ فرمایا کہ میرے
پاس آئے سے کس چیز نے تمہیں روکا؟ تو انہوں نے کہا کہ جس دن
آئے تو گھر (کے کاموں) نے روکا پھر جمعہ آگیا، اس کے بعد ہم آج
آپ کے پاس آئے۔ پھر جب عمرو بن مال کے وزن سے فارغ ہو گئے
اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں کہئے۔ تو عمرو بن معدیکرب
نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ اعلیج بن وقاص ہے جو بڑے پتہ کا شخص
ہے نا تجر بہ کاری سے بعید (یعنی بڑا تجر بہ کار) بڑا تیز حملہ کرنے والا۔
و اللہ میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا جب کہ مرد بچھاڑ رہے
ہوں اور پچھڑے پڑے ہوں (اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ)
واللہ گویا کہ یہ شخص مرے گا ہی نہیں۔ پھر عمرو نے اعلیج سے کہا کہ
ہاں اے اعلیج (تم کہیں) اور اعلیج نے عمرو کے چہرہ کی شکنوں
سے غصہ کو پہچان لیا تھا تو اعلیج نے کہا کہ اے امیر المومنین میں
نے اپنے پیچھے لوگوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ سب
صاحبین ہیں ان کی نسل بڑھ رہی ہے ان پر ان کے رزق بہ
رہے ہیں ان کے شہر سرسبز ہیں، اپنے دشمنوں پر جری ہیں،
ان کے دشمن ان سے مرعوب و عاجز ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ
سے بہت نفع پہنچا رہا ہے۔ تو ہم نے آپ جیسا (بارک) نہیں
دیکھا بجز اس کے جو آپ سے پہلے ہو چکا ہے (یعنی ابو بکر) تو
عمرو نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھی کے بارے میں
ایسی باتیں کرنے سے روکا جیسی اس نے تیرے بارے میں

کہیں۔ اچلے نے کہا کہ اُس چیز نے جس کو میں نے آپ کے چہرے میں مشاہدہ کیا (یعنی حقہ) آپ نے فرمایا کہ تو ٹھیک سمجھا۔ سمجھ لے کہ اگر تو بھی اس کے بارے میں ایسی ہی باتیں کہتا جیسی یہ تیرے بارے میں کہہ رہا تھا تو میں تم دونوں کو مارتا اور سزا دیتا۔ اب جب کہ میں نے تجھے تیرے نفس (کی ہوشمندی) کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اب اُس کو تیری وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حال بہتر ہو اور تمہارے امور ہمیشہ بہتر رہیں۔ یاد رکھو تم پر وہ دن بھی آنے والا ہے جس کو تم (دانتوں سے) کاٹو گے اور وہ تم کو کٹے گا، اور تم اس پر بھونکو گے وہ تم پر بھونکے گا اور تو اُس دن اُس کے کام نہ آئے گا اور وہ تیرے کام نہ آئے گا۔ یہ بات اگر تمہارے اس عہد میں نہیں ہے تو قریب ترین عہد میں آنے والی ہے۔ جب ہرمزان والی اہواز و نستر گرفتار کر کے عمر کے پاس لایا گیا اور اُس کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے جن میں اخف ابن قیس اور انس بن مالک بھی تھے۔ انہوں نے اس کو مدینہ میں اس کی ہیئتِ اصلی میں داخل کیا تھا۔ اس کے سر پر تاج اور اس کے لباس پر سونے کا کام تھا۔ تو ان لوگوں نے عمرؓ کو مسجد کے ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا۔ تو یہ سب ان کے قریب بیٹھ کر اُن کے جانگے کا انتظار کرنے لگے۔ ہرمزان نے لوگوں سے پوچھا کہ عمر کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ یہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ تو ان کے محافظ (بادی گارڈ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ دربان۔ بولا کہ پھر تو ان کو نبی ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کام انبیاء کے کاموں جیسے ہی کرتے ہیں۔ اور عمرؓ جاگ گئے تو فرمایا کہ یہ ہرمزان ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ میں اس سے بات نہ کروں گا یہاں تک کہ اُس کے اسبابِ زینت میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی جائے۔ تو لوگوں نے اس کا لباس اُتار دیا اور اس کو معمولی کپڑے پہنا دیئے پھر عمرؓ نے کہا کہ اے ہرمزان بد عہدی کا دبا لیا

قال لقد اصبت انا انک لو قلت
فيه مثل الذي قال نيك لا وجبت
مزيلا ومقوتة فاذا تركت نفك فسترك
كك والله لوددت لو سلطت کم حاكم
ودامت عليكم اموزكم انا انه سيأتي
عليك يوم تغف ويهتك وتهره
ويجهمك ولست له يوم مبد وليس
لك فان لا يكن بعهدكم فاقرب
مكم۔ لا اسير الهرزان صاحب الاهواز
ونستر ومجل الے عمر ومع رجال
من المسلمين فيهم الاخف بن قيس
وانس بن مالک فادخلوه المدينة في
هيئته وعليه تاج الذهب وكسوة
فوجدوا عمر نائما في جانب المسجد
فجلسوا عنده فيستظرون انتباهه فقال
الهرمزان داین عمر قالوا اهوازا قال
فاین حسرتاه ومجاہ قالوا لاعدس
له ولا حاجب قال فینبغ ان یكون نبیا
قالوا انه یعمل عمل الانبیاء واستیقل
عمر فقال الهرمزان قالوا نعم قال لا اکتبه
حتى لا یبقی من جلیه شیء فسرخوا
بالحیلة واللبوة ثوبا ضعیفا فقال
عمر یا ہرمزان کیف دبال الغدر
وقد کان صلح المسلمین مرة ثم نکث
فقال یا عمر انا وایاکم فی الحب ہلیة

ہونا چاہئے اور اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کر لی تھی پھر عہد سے
 پھر گیا تھا تو اس نے کہا کہ اسے عمر ہم اور تم جاہلیت میں ایسا ہی کرتے تھے
 ہم تم پر غالب آجاتے تھے جب خدا تمہارے ساتھ ہوتا تھا اور نہ ہمارے
 ساتھ۔ پھر جب کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم ہم پر غالب آ گئے۔ عمر نے
 کہا کہ تیرے پاس یکے بعد دیگرے عہد توڑنے کا کیا عذر ہے؟ اُس نے
 کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں نے کہا (بتایا) تو تم مجھ کو قتل کر دو اور عمر
 نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں تو مجھے بتا۔ پھر اس نے پینے
 کے لئے پانی مانگا (جو اس کے پاس لایا گیا) تو اُس نے اُس کو لے لیا اور اُس
 کا ہاتھ کانپنے لگا۔ عمر نے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے
 کہ کہیں آپ مجھے قتل نہ کر ڈالیں جب کہ میں پانی پیتا ہوا ہوں۔ عمر نے
 کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی لے۔ یہ سن کر اُس نے
 پانی کو پینے ہاتھ سے گرا دیا۔ تو عمر نے کہا کہ ارے تجھے کیا ہوا۔ اُس کو اور
 پانی دید و اور اس پر قتل اور پیاس کو جمع نہ کرو۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے کیسے
 قتل کر سکتے ہیں جب کہ مجھے امن دے چکے ہیں۔ عمر نے کہا کہ تو جھوٹ
 کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ تو اُس نے کہا کہ
 امیر المومنین اس نے پسچ کہا ہے۔ عمر نے کہا تیرا بڑا ہولے انس
 کیا میں مجھرا بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو امن دے سکتا ہوں؟
 واللہ تجھے اپنے کلام کا مخرج میرے سامنے پیش کرنا ہوگا (یعنی میری
 کس بات سے تو نے یہ نتیجہ نکالا) اور میں تجھے سزا دوں گی انس نے کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ
 نہیں یہاں تک کہ تو مجھے بتاؤ کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی
 لے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے بھی وہی کہا جو کہ انس نے کہا تھا
 پھر ہرمزان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو مجھے دھوکہ دیتا ہے۔ واللہ
 تیرا دھوکا کہیں چل سکتا۔ مجھرا اس کے کہ تو اسلام لائے تو وہ اسلام لے
 آیا پھر اس کا ولیفہ دو ہزار درہم مقرر کر دیا اور اس کو مدینہ میں مقیم کیا۔
 عمر نے عمر بن سعد النصارى کو حص پر عامل بنا کر بھیجا۔ تو ایک سال گزر گیا

لَمَّا نَجَلْتُمْ اذ لم يكن الله معكم ولا معنا
 فلما كان الله معكم غلبتمونا قال
 فما عذرک فی انتقامک مرة بعد اخرى
 قال انا فقلت ان تقتلني وقال
 لا باس عليك فاجبرني فاستسقى ماء
 فاخذہ وجعلت يده ترعد قال مالک
 قال انا فقلت ان تقتلني وانا اشرب قال
 لا باس عليك حتى تشرب فالتقاء من
 يده فقال يا هذا مالک اميدوا
 عليه الماء ولا تجمعوا عليه بين القتل
 والعطش قال كيف تقتلني وقد ائتمنت
 قال كذبت قال لم اكذب فقال انس
 صدق يا امير المؤمنين قال ويحك يا انس
 انا اذ من قاتل مجرة بن ثور والبراء
 بن مالک والله لتأتيت بالخروج
 اولاً ما تبتك قال انك قلت
 لا باس عليك حتى تخبرني ولا باس
 عليك حتى تشرب فقال له ناس
 من المسلمين مثل قول انس فاقبل
 على البرمزان وقال تخدعني والله
 لا تخدعني الا ان نسلم فانسلم
 ففر من في الفين وانزله المدينة
 بعث عمر عمر بن سعد النصارى
 مابطاً على حص فمكث حوالاً لاياتيه
 خبره ثم كتب اليه بعد الحول اذا اتاك

کتابی هذا فاقبل واحمل ما جئيت من
مال المسلمين فاخذ عير جرابه وجعل
فيه زاده وقصعة وعلق اداة واخذ
عنزته واقبل ماشيا من المحص
حتى دخل المدينة وقد شج لونه و
اغبر وجهه وطل شعره فدخل على عمر
فسلم فقال عمر ماشاك يا عيسر قال
ما اراي من شاني اناست تراني مبيع
البدن طاهر البدن معي الدنيا اجرة
بقرعها قال وما معك فظن عمر انه قد جاء
بمال قال معي جرابي اجعل فيه زادي
وقصعة اكل فيها واجعل منب
راسي وشيبي وادوتي احمل فيها
وموئعي وشرباني وعنزتي اؤكها
عليها واجاهد بها مدوا ان عرض لي
قال عمر اجئت ماشيا قال نعم
لم يكن لي دابة قال افما كان في ريعك
احد يتبرع اليك بدابة تركبها
قال مفعلا ولا سالتهم ذلك قال
عمر بنس المسلمين خرجت من عندهم
قال عيسر اتق الله ولا تقل الا خيرا
قد نهاك الله عن الغيبة وقد رايتهم
يصلون قال عمر فماذا صنعت في الماتيك
قال وما سؤلك قال عمر سبحان الله
قال اما اني لولا ان خشي ان اعمل ما

مگر ان کے پاس سے کوئی خبر نہ پہنچی۔ پھر آپ نے ان کو سال گزرنے کے بعد
لکھا جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو میرے پاس آؤ اور مسلمانوں کے مال میں
سے جو تم نے وصول کیا ہے اپنے ساتھ لاؤ۔ تو میر نے اپنا تھکلا لیا اور اس میں
میں اپنا زاد راہ رکھا اور ایک پیالہ لیا اور ایک پانی کے برتن کو لٹکایا اور نیزہ
اٹھایا اور محص سے پیدل روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے
اس حال میں کہ (شدت سفر سے) ان کا رنگ بدل گیا تھا اور چہرہ غبار
آلود تھا اور بال بڑھ گئے تھے۔ اسی حال میں عمرؓ کے پاس پہنچے اور سلام
کیا۔ عمرؓ نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے اے عیسر۔ کہا کہ جو کچھ میرا حال تم دیکھ
رہے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ صحیح البدن ہوں طاهر البدن ہوں
دنیا میرے ساتھ ہے جس کو دونوں سیگوں سے دیکھ کر کم کہیں رہا ہوں۔ عمرؓ نے
فرمایا اور تمہارے ساتھ کیا ہے۔ عمرؓ نے گمان کیا تھا کہ وہ مال لائے
ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ میرا تھکلا ہے جس میں توشہ سفر رکھتا
ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور اپنے
کپڑے دھوتا ہوں اور ایک برتن ہے جس میں وضو کا اور پینے کا پانی
رکھتا ہوں اور ایک نیزا ہے جس سے کبھی سہارا لیتا ہوں اور اگر
ضرورت پیش آجائے تو اس سے دشمن پر جہاد بھی کر لیتا ہوں۔ عمرؓ نے
کہا کہ کیا تم پیدل آئے ہو؟ کہا ہاں میرے پاس کوئی چو پایہ نہیں تھا۔ عمر
نے کہا کہ کیا تمہاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو تبرع کے طور
پر تمہیں ایک جانور دیدیتا جس پر تم سوار ہو جاتے۔ کہا انہوں نے خود
ایسا نہیں کیا، اور میں نے ان سے اس کا سوال نہیں کیا۔ عمرؓ نے کہا
کہ بڑے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ عیسر نے کہا کہ اللہ سے
ڈر دو اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ اللہ نے تم کو غیبت سے منع کیا ہے اور تم
نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ اپنی امارت میں
تم کیا کرتے رہے ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا کیا سوال ہے؟ عمرؓ نے کہا
سبحان اللہ۔ کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں (پھر) عامل بنا دیا جاؤں

اخر تک آیت البلد لم یجمع صلحاء
اہلہ فلیتیم جباۃ و وضع فی
مواضعہ ولو اصابک منہ شیء لا تاک
قال انما جمعت لشیئ قال لا فقال
جہد ووالعمر مہذا قال ان ذلک
لشیء لا اعملہ بعدک ولا لاحد
بعدک وانشد ما کدت اسلم بل لم اسلم
قلت نصرانی معاہد اخذاک اللہ فہذا
ما عرفتہ لہ یا عمر ان اللہ فی یوم
صحبک ثم استاذن فی الانصاب فاذن
لہ ومنزلہ بقبا بعدا عن المدینۃ
فاسئلہ عما یاما ثم بعث رجلا یقال لہ
اکارث فقال اطلق الے عمر بن سعد
ہذہ ماتہ دینار فان وجدت علیہ اثرا
فاقبل بہا وان رايت حالا شدیدۃ
فادفع الیہ ہذہ الماتۃ فالطلق اکارث
فوجد عمر جالسا یقطر قیما لہ الے
جانب حائط فلم علیہ فقال عمیر
انزل رجلا اللہ فزل فقال من ابن
جمت قال من المدینۃ قال کیف
ترکت امیر المؤمنین قال صرحتا قال
کیف ترکت المسلمین قال صاکیں
قال الیس عمر یتیم احد و قال بلی
مضب ابنا لہ طے فاحشۃ فمات من
ضربہ فقال عمیر اللہم اعن عمر فانی

گاتو میں نہیں نہ بتانا۔ میں شہر حصص میں پہنچا تو میں نے اہل شہر کے
صلحاء کو جمع کیا اور ان کو مل کے جمع کرنے اور ان کو مناسب مواقع میں مرتب
کرنے کا ذمہ دار بنادیا۔ اور اگر اس میں سے کچھ بچتا تو آپ کے پاس آجاتا۔ عمر
نے کہا کہ کیا تم کچھ نہیں لائے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ (خادموں سے)
کہا کہ عمیر کے لئے گہوارہ بنادو (تاکہ یہ آرام کرنے) عمیر نے کہا کہ بیشک یہ
ایسی بات ہے (فرض کوڑھ لہنے والی) کہ میں اس کے بعد آپ کا حال
نہ بنوں گا اور نہ آپ کے بعد اور کسی کا۔ وانشد ایسے احوال پیش آئے
(کہ) قریب ہو گیا کہ نہ بیچ سکوں (امر منوع سے) بلکہ نہ بیچ سکا (کیونکہ میں
نے) (ایک مرتبہ) ایک نصرانی کو جو ذمی تھا اخذاک اللہ (خدا تجھے رسوا
کرے) کہہ دیا تھا۔ تو یہ نتیجہ ہے اس (دھندہ کا) جو آپ نے مجھے پر پیش کیا
تھا۔ اسے عمر میرے ایام میں وہ میرا بد بختی کا دن تھا جب میں آپ کی
صحبت میں آیا تھا۔ پھر عمر سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت
دے دی اور ان کا مکان مدینہ سے دور قبا میں تھا۔ پھر عمر چند روز ٹھہرے بعد
ان کا ایک شخص کو بلایا جس کو حادث کہاجاتا تھا اور اس سے کہا کہ عمیر بن سعد
کے پاس جاؤ، یہ ایک سودینار لیتے جاؤ۔ اگر اس پر خشتگی میں کمی دیکھو تو ان کو
واپس لے آنا اور اگر سخت حال دیکھو تو یہ سودینار اس کو دے دینا حادث
وہاں پہنچے تو عمیر کو اس حال میں پایا کہ وہ باغ کی ایک جانب میں بیٹھے ہوئے
اپنے کرتب سے جویش نکال رہے تھے۔ حادث نے ان کو سلام کیا عمیر نے کہا
کہ یہاں آترجائیے۔ اللہ آپ پر رحمت کرے، تو حادث اتر گئے پھر پوچھا
کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ حادث نے کہا کہ مدینہ سے۔ کہا کہ امیر المؤمنین کو کیا چھوڑا حادث
نے کہا کہ بحالت صالح۔ کہا کہ مسلمانوں کو کیا چھوڑا؟ حادث نے کہا کہ صبا لیں ہیں کہا کیا عورت
بہت دو کو قائم نہیں کرتے حادث نے کہا کہ میں نہیں انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو جو بدکاری کا مرتکب
ہوا تھا مارا کہ وہ ان کے مارنے سے مر گیا۔ تو عمیر نے کہا کہ "یا اللہ عمر کی مدد کر
کیونکہ میں اس کو سخت آدمی سمجھتا ہوں، میں تیرے لئے اس سے محبت
کرتا ہوں" کہا کہ حادث کو تین دن اپنا مہمان رکھا اور (ان دونوں میں)

لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا شَدِيدًا أَوْ جَبَّارًا
قَالَ فَنَزَلَ بِهِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا
قَرْمٌ مِنْ شَعِيرٍ كَانُوا يَخْشَوْنَ كُلَّ يَوْمٍ بِهِ
وَيَطُودُونَ سَحَابًا نَالَهُمْ الْجَهْدُ فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ
إِنَّكَ قَدْ أَجَعْتَنَا إِنَّ رَأْيْتَ أَنْ تَتَحَوَّلَ
عَنَّا فَافْعَلْ فَأَخْرَجَ الْحَارِثُ الدَّانِيَةَ
فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ بَعَثْ بِهَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
فَاسْتَجَبَ بِهَا فَصَاحَ وَقَالَ رَدِّهَا لِأَحَابِدِ
لِي فِيهَا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ خُذْهَا ثُمَّ ضَعُوبًا
فِي مَوَاضِعِهَا فَقَالَ مَالِي شَيْءٌ أَجْعَلُهَا فِيهِ
فَنَشَقَّتْ اسْفَلَ وَرَعَهَا فَأَعْطَتْهُ خُرْقَةً
فَشَدَّ فِيهَا ثُمَّ خَرَجَ فَتَقَبَّلَهَا كُتَيْبُ بْنُ
أَبْنَاءِ الشَّهْدَاءِ وَالْفُقَرَاءِ فَبَاءَ الْحَارِثُ
إِلَى عَمْرِو فَخَبَّرَهُ فَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ عِمْرَانًا
ثُمَّ لَمْ يَلْبِثْ أَنْ هَلَكَ فَغَنِمَ مَهْلِكُهُ عَلَى عَمْرِو
وَخَرَجَ مَعَ رَهْبٍ مِنْ أَصْحَابِهِ مَاشِينَ
إِلَى بَقِيعِ الْغُرَقَةِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ يَسْتَحْنُ
كُلُّ دَاخِدٍ مَنَّا أُمْنِيَّةً فَكُلُّ دَاخِدٍ تَمَنَّى شَيْئًا
وَأَنْتَبَهَتِ الْأُمْنِيَّةُ إِلَى عَمْرِو فَقَالَ وَدِدْتُ
أَنْ رَجُلًا مِثْلَ عُمَيْرِ بْنِ سَعْدٍ اسْتَبِينُ بِهِ
عَلَى أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ - وَمِنْ كَلَامِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ إِذَا كُنَّا وَهَذِهِ الْجَائِزَةُ فَإِنْ لَهَا ضَرَاوَةٌ
كَفَرَاةُ الْخَمْرِ - وَقَالَ إِذَا كُنَّا فِي الرَّاحَةِ فَأَنَا
غَفْلَةٌ وَقَالَ الْمُسْنُ غَفْلَةٌ وَقَالَ لَا تَسْكُنُوا
نِسَاءً كَمَا تَعْرِفُونَ وَلَا تَعْلَمُوا هُنَّ الْكِتَابَةُ وَ

ان کے پاس جو کی صرف ایک روٹی ہوتی تھی جس کو وہ روزانہ حارث کے
لئے خاص کرتے رہے (یعنی تمام گھروں کے روزانہ ایک روٹی بانٹ کر کھا
کرتے تھے اب وہ مہمان کو دینے لگے) اور خود بھوکے رہتے رہے یہاں
تک کہ ان پر ضعف ظاہر ہونے لگا۔ پھر ان سے عیمر نے کہا کہ تمہاری
(مہمانی کی) وجہ سے ہم بھوکے رہنے لگے ہیں تو اگر تم ہمارے پاس سے جانا
چاہو تو پہلے جاؤ۔ پھر حارث نے وہ دینار نکال کر ان کو دیئے اور کہا کہ یہ
آپ کے پاس امیر المؤمنین نے بھیجے ہیں ان کو اپنے کام میں لائیے۔ یہ
سن کر انہوں نے چلا کر کہا کہ ان کو واپس کر دو مجھے ان کی حاجت نہیں۔ مگر
ان کی بی بی نے کہا کہ لے لو اور ان کو ان کے مناسب مواقع میں تقسیم کر دو۔ تو
انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس میں ان کو رکھوں تو اس
نے اپنے دوپٹے کے نیچے کا حصہ بچھاڑ کر دے دیا تو انہوں نے وہ دینار
اس میں باندھ لئے۔ پھر وہاں سے باہر آئے اور ان سب کو شہداء کے
بیٹوں اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حارث نے اگر تمام حالات حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے بیان کئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عیمر پر رحمت کرے۔ پھر
زیادہ دقت نہیں گذرا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ تو عمر بن خطاب پر اس خبر کا بڑا اثر
ہوا اور وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر پیدل بقیع النخوة
کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ہم جس سے
ہر ایک کے دل میں جو تمنا ہو چاہئے کہ اس کو بیان کرے اس پر یہ ایک
نے اپنی اپنی تمنا کو بیان کیا۔ آخر میں عمر بن خطاب نے اپنی تمنا کا اظہار کرتے
ہوئے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی شخص عیمر بن سعد جیسا مل جائے
جس سے میں مسلمانوں کے امور میں مدد حاصل کر دوں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے ارشادات میں سے ہے کہ ان مذبحوں سے بچو (یعنی گوشت کم کھاؤ)
کیونکہ اس کی بھی ایک لذت ہے جیسی شراب کی لذت ہوتی ہے اور فرمایا
کہ راحت (طلبی) سے بچو کہ یہ غفلت ہے۔ اور فرمایا کہ "موٹاپا (اکثر غفلت
سے ہوتا ہے اور فرمایا کہ "اپنی عورتوں کی رہائش بالائی منزلوں پر نہ رکھو

اور نہ ان کو لکھنا سکھاؤ۔ اور ان کی تن پوشی اتنی کرتے رہو کہ ننگی نہ رہیں۔ اور ان کو لفظ نہ نہیں۔ سننے کا عادی بناؤ، کیونکہ ہاں، کا استعمال فرمائشوں پر جاری بنادیتا ہے۔ اور فرمایا کہ میں لوگوں کی عقل کو ہر چیز سے معلوم کر لیتا ہوں یہاں تک کہ کسی کی بیماری سے بھی توجیب میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے نفس کو پورے طور پر غواہش سے روک لیتا ہے اور کھانے پینے میں پرہیز رکھتا ہے تو میں اس کی عقل کا اندازہ کر لیتا ہوں۔ اور جب بھی مجھ سے کسی شخص نے کسی چیز کا سوال کیا تو مجھے اُس سے اُس کی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ اور فرمایا کہ سب لوگوں کے لئے حدیں اور مقامات ہیں تو ہر شخص کو اس کے مقام میں اور ہر انسان کو اس کی حد میں رکھو یعنی جس مرتبہ کا کوئی شخص ہو اس کے مناسب اس سے ترازو کرو۔ اور ہر شخص کو اس کی قدرت کے مطابق کام سپرد کرو۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کی حالی جتنی کا اعتبار اس کی حیثیت سے اور عقل کا اُس کے گھر کے سامن سے کرو۔ ابو عثمان جاحظ نے کہا اس لئے کہ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ اُس کا فرش تہ برتر اور تکیہ طبریہ ہو (ایک خاص قسم کا بسترستان کا بنا ہوا) اور فرمایا کہ جو شخص کسی چیز سے ناامید ہو جائے گا تو اس سے متغی ہو جائے گا اور عمن کی عزت لگن سے استغناء سے ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کے کام میں کمر بستہ کوئی نہ ہو گا بجز ایسے شخص کے جو نہ معافیت کرے (یعنی کسی کے لئے کام اس ارادے سے نہ کرے کہ یہ میرے لئے ایسا ہی کرے گا) نہ کرے اور نہ مضارعت کرے (یعنی ایسا کام نہ کرے جو سود کے مشابہ ہو) اور طمع کے مقامات کا پیچھا نہ کرے۔ اور فرمایا کہ اپنی ہمت کو کمزور نہ کرو کیونکہ میں نے کوئی چیز کسی مرد کو بزرگی سے روکنے والی صغیر ہمت سے زیادہ نہیں دیکھی۔ اور ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ تجھے اپنے نفس سے غافل نہ کر دیں کیونکہ معاملہ (بعد موت کا) صرف تیری ذات پر پہنچے گا ان سے ہٹ کر۔ اور دن کو بیکار باتوں میں نہ گزار کہ وہ (یعنی وقت و عمر) تیری (متاع) محفوظ ہے۔ اور جب تو کسی کے ساتھ (بڑا کرے تو نیک سلوک بھی کر کیونکہ میں نے کوئی شے تیزی کے ساتھ پکڑنے والی اور سرعت کے ساتھ ادراک کرنے والی گذشتہ پُرانی بُرائی کو حال کے حسنہ (یعنی

استعینوا علیہن بالعیسای و عودوہن قول لا فان نعم یجریہن علی المسئلۃ و قال اتبین عقل الناس فی کل شئ حتی فی علقۃ فاذا رأیت یتوفی علی نفسہ الصبر علی شہوتہ و یتجشی من مطعمہ و مشربہ معرفۃ ذلک فی عقدہ و ما سألنی رجلٌ شیئاً قط الا تبین لی عقدہ فی ذلک و قال ان للناس حدوداً و منازل فایز لوا کل رجل منزلتہ و ضعوا کل انسان فی حدہ و احلوا کل امرء بفعلہ علی قدرہ و قال اعتبروا عزیزمۃ الرجل بحیثیۃ و عقدہ بمتارح بیتہ قال ابو عثمان الجاحظ لانه لیس من العقل ان یتکون فرشہ لبدا و مرفقہ طبریہ و قال من یش من شیء استغنی عنہ و عثر المؤمن استغناء عن الناس و قال لا یقوم بامر اللہ الا من لا یضارح ولا یضارح ولا یبغع المطامع و قال لا تصنعوا ہمتکم فانی لم أر شیئاً اقعد رجلاً عن کرمۃ من منفع ہمتہ و عطر رجلاً فقال لا یلہک الناس عن نفسک فان الامر الیک یصل و دہنہم ولا تقطع النہار سادراً فانہ محفوظ علیک و اذا اسأت فاحسن فانی

نیک سلوک سے زیادہ نہیں دیکھی اور فرمایا کہ جوانی کی لغزشوں سے بچو اور جب تحصیل کوئی اچھا خطاب (مثلاً شیخ، مولانا، حضرت وغیرہ) حاصل ہو جائے گا اور قلب تمہارا گلاباٹے گا (کہ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکل جائے جس سے اس خطاب کی شان کو بڑھ سکے) تو اگر اس کے بعد تمہاری شان بڑھی ہو گئی تو یہ پچھلی لغزش تم کو سخت ندامت میں مبتلا رکھے گی۔ اور فرمایا کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے موت کو بڑھا سمجھنے لگے اُس کو چھوڑ پھیرے لے متغیر نہیں کہ کسی وقت بھی مرے۔ اور فرمایا کہ دنیا میں کمی کرنا زندگی بسر کرے گا۔ گناہوں میں کمی کرنا تجھ پر موت آسان ہو جائے گی۔ اور خیال رکھ کہ کس مرتبہ میں تو اپنی اولاد کو رکھ رہا ہے (یعنی کس طبقہ کی عورت سے جماع کر رہا ہے) کیونکہ رگ کا اثر بہت کھٹنے والا ہوتا ہے (یعنی اس کے خاندانی خصائل تیری اولاد میں آئیں گے) اور فرمایا کہ خطا کاری کا ترک آسان ہے توبہ کے ساتھ اُس کا علاج کرنے سے۔ اور فرمایا کہ نعت (الذات ذیوی) سے بھی اس طرح پرہیز کرو جس طرح محبت سے پرہیز کرتے ہو اور میرے نزدیک تمہارے لئے یہ زیادہ خطرناک ہے اور فرمایا کہ پرہیز کرو بے شغلی کے انجام سے کیونکہ یہ ان سب ابوابِ مکروہ کی جامع ہے جو سُکر (نشہ) سے کھلتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے شخص پر سخاوت کرے جس سے فلاح کی امید نہ کرے اور سب سے زیادہ بُردبار وہ ہے جو قدرت پالینے کے بعد معاف کرے اور سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے۔ اور سب سے عاجز وہ ہے جو دعاء میں بھی عاجز رہے۔ اور فرمایا کہ لبِ اوقات ایک نظر شہوت کی تخم ریزی کر دیتی ہے اور لبِ اوقات شہوتِ داعی رنج و غم دے جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ نہیں ہیں اُس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ بردباری جس کے ذریعہ سے جاہل کے جہل کو توڑا دیا جائے۔ اور پرہیزگاری جو اس کو مواقعِ حرام سے روکتی رہے۔ اور اچھا خلق جس سے لوگوں کی دُکھوں کی تار ہے اور ابوعلیہ معمر بن النشئی نے اپنی کتاب مقاتلِ الفرسان میں ذکر کیا کہ سعد

لم أر شيئاً أشدَّ طلباً ولا أسدَّ عِ
دراكاً من حسنةٍ حديثٍ لذنوبٍ قديم
وقال احذر من فلتاتِ الشباب وكما
اور ذكرك التبر وأعطاك القلب فانه
ان يعلم بعد شامك يشته على ذلك
مذمك وقال كل عمل كرهت من اجله
الموت فانك ثم لا يفرجك متى ماتت
وقال اقل من الدنيا تعيش حراً و اقل
من الذنوب يهين عليك الموت وانظر
في آي نصاب تفجع ولدك فان العرق
وساكن وقال ترك الخطيئة اسهل
من معاجة التوبة وقال احذروا النعمة
حذرکم المعصية وهي اخوفها عليكم عندی
وقال احذروا عاقبة الفراغ فانه اجمع
للابواب المكروه من الشكر وقال
اجود الناس من جاد طے من لا يرجو
ثوابه واحلهم من عفا بعد العترة
واخلهم من بغل بالسلام واغضبهم
من عجز في دعاءه وقال رب نظرة زعت
شهوة. و رب شهوة اورشت
حرنا واثما. وقال ثلاث خصال من
لم يكن نس لم ينفعه الايمان علم يرد به
جهل اجاهل وورع يمحذره عن المحارم
وخلق يبرئ به الناس و ذكر ابو عبدة
معمر بن النشئی في كتاب مقاتل الفرسان

ابن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد عمرو بن معدیکرب کو عمر رضی اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے اس سے سعد کا حال دریافت کیا کہ تو نے اس کو کیسا چھوڑا اور لوگ اُس سے کس قدر خوش ہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے باپ کی مانند ہے، وہ لوگوں کے لئے چونیوں کی طرح (اموال) جمع کرتا ہے۔

اعرابی ہے اپنی چادریں، شیر ہے اپنی کچھاریں، بٹلی ہے اموال کے جمع کر کے میں، سب میں برابر تقسیم کرتا ہے، اور جھگڑے کا فیصلہ عدل سے کرتا ہے۔ اور بذاتِ خود دھڑلے میں پہنچتا ہے۔ اور سعد نے جو خط لکھا تھا اُس میں عمرو کی تعریف کی تھی۔ تو عمرو نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے ایک دوسرے کی مدح کا تبادلہ کیا ہے۔ سعد نے تیری تعریف لکھی ہے اور تو نے اگر اس کی تعریف شروع کر دی تو عمرو نے کہا کہ میں نے صرف وہی تعریف کی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے فرمایا کہ سعد کی بات چھوڑ اور مجھ سے اپنی قوم کے ہتھیار بند لوگوں کا حال بیان کر۔ عمرو نے کہا کہ ہر ایک میں فضیلت اور خیر ہے۔ فرمایا کہ عتہ بن خالد کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ عمرو نے کہا کہ وہ ہمارے نواحی کے شہسوار ہیں بڑی سرعت کے ساتھ (دشمن کو) ڈھونڈ نکالنے والے سب سے کم بھاننے والے۔ فرمایا سعد العشیرہ کا کیا حال ہے؟ عمرو نے کہا کہ وہ ہمارا سب سے بڑا لشکر ہیں۔ اور سب سے بڑے رئیس اور تیز مزاج ہیں۔ فرمایا کہ عارث بن کعب کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہا کہ وہ ایسا حکمہ ہے جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ فرمایا اور بنی مراد؟ کہا کہ بڑے متقی، نیک کام کرنے والے اور جنگ کی آگ بھڑکانے والے بڑے سرکش سب سے زیادہ فرار ہونے والے اور ایسے کہ ان کا گھوڑ بھی نہ مل سکے۔ فرمایا کہ جنگ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ عمرو نے کہا کہ اُس کا مزاکرہ ہے جبکہ خوب ظاہر ہو جاتی ہے تو جس نے صبر کیا نامور ہوا اور جس نے کمزوری دکھائی ضائع ہوا۔ اور یقیناً ایسی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے۔

ابن سعد بن ابی وقاص اوقد عمرو بن معدیکرب بعد فتح القادسیۃ الی عمر فسأله عمر عن سعد کیف ترکته وکیف رضی الناس عنه فقال یا امیر المومنین ہو لهم کالاب یجمع لهم جمیع الذرة اعرابی فی غیرته اسد فی تأمره بنیط فی جباية حیوته یقسم بالسویۃ ویعدل فی القفیتۃ ویغفر فی السریۃ وکان سعد کتب یشی طے عمرو فقال عمر لکانا نقتار ظننا انشاء کتب یشی علیک و قدمت یشی علیہ فقال انا لم اثن الا بما رأیت قال دع عنک سعداً و اخرجہ من منج قومک قال فی کل فضل و غیر قال ما قومک فی عتہ بن خالد قال اولک فارس اعرضنا احشنا طلباً و اقلنا ہرباً قال فسعد العشیرۃ قال اعلنا نجیاً و اکبرنا رئیساً و اشدنا شریاً قال فاعارث بن کعب قال حکمہ لا یرام قتل فراد قال الاتقیاء البسرۃ و المساریر العجۃ الکرمنا فراداً و ابعدهنا آثاراً قال فاجبر نے عن الحرب قال مرۃ المذاق اذا قلصت عن ساق من صبر فیہا عرف و من صنع عنہا تلف و انہا کما قال الشاعر

سہ الحرب اول ما یكون فیتۃ ۛ لشیۃ

بِزَيْتِهَا لَنْ يَجُولَ بِهِنَّ إِذَا اسْتَعْدَتْ وَ
 شَبَّ ضَرَاهَا بِعَادَتِ عَجُزًا غَيْرَ ذَاتِ
 حَلِيلٍ بِشَمَطَةِ جَوْدَتِ رَأْسِهَا وَتَكْرَرَتِ
 لَمْ وَهَتْ لَشَرِّهِ وَالتَّقْيِيلِ بِقَالَ فَاخْبُرْنِي عَنْ
 السِّلَاحِ قَالَ سَلَّ عَمَاشَتٌ مِنْهُ قَالَ
 الرَّحْمُ قَالَ أُنُوكَ مُدْبِجًا خَائِكُ قَالَ
 النَّبَلُ قَالَ مَنَاقِبًا مَخْطُوعَةً وَتَضْيَبُ قَالَ
 التَّرْسُ قَالَ ذَاكَ الرُّمَحُ وَ عَلَيْهِ مَدْرُورُ
 الدَّوَابُّ قَالَ الدَّرْعُ قَالَ مَشَقَّةٌ لِلرَّكِبِ
 مُتَعَبَةٌ لِلرَّاحِلِ وَانْهَارُ لِحْصَيْنِ حَصِينِ
 قَالَ السَّيْفُ قَالَ مِهْنًا فَارْعَبْ لَأَمَّا
 الْهَيْبَلُ قَالَ بَلْ أَمَّا قَالَ بَلْ أُمِّي وَ
 أُمِّي أَمْرٌ فَتَنَةٌ لَكَ - عَمْرُ بْنُ سَلَمَانَ بْنِ
 رَبِيعَةَ الْبَاهِلِي جَنْدَهُ بَارِمِيَّةٌ فَكَانَ لَا يُقْبَلُ
 مِنْ الْخَيْلِ إِلَّا مَتِيقًا فَمَرَّ عَمْرُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ
 بِفَرَسٍ غَلِيظٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ هَذِهِ بَحِيمِي
 قَالَ عَمْرُو أَنَا لَيْسَ بِبَحِيمِي وَلَكِنَّهُ غَلِيظٌ
 فَقَالَ بَلْ هُوَ بَحِيمِي فَقَالَ عَمْرُو أَنَا الْبَحِيمِي
 لِيَعْرِفْتُ الْبَحِيمِي فَكَلَّمَ الْيَوْمَ كَلْبًا إِلَيْهِ
 الْمَالِدُ يَا ابْنَ مَعْدِيكَرِبَ فَأَمَّا الْقَائِلُ
 لِأَمِيرِكَ مَا قُلْتَ وَأَنْدَ بَلْفَنِي أَنَّ عِنْدَكَ
 سَيْفًا تَسْمِيهِ الصَّمَامَةُ وَأَنَّ عِنْدِي سَيْفًا
 أَسْمِيهِ مَعْتَمًا وَأَقْسَمُ بِاللَّهِ لَنْ وَضَعْتَهُ
 بَيْنَ أَذْنَيْكَ لَا يُقْلَعُ حَتَّى يَبْلُغَ رَقْعًا وَ
 وَكُتِبَ إِلَى سَلَمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ يَوْمَهِ فِي

سب سے پہلے ایک جوان عورت ہوتی ہے۔ ہر جاہل کو اپنے سنگار کے
 پیچھے دوڑاتی ہے یہاں تک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس کا
 اشتعال شباب پر آ جاتا ہے، تو ایسی بڑھیا بن جاتی ہے جس کا کوئی شوخ
 نہ ہو کہ سفید بالوں والی، بال کے ٹھوٹے اور بد ہیئت، ایسی بد شکل جس
 کو سونگھنے اور بوسہ لینے سے گھن آئے۔ فرمایا کہ ہتھیاروں کے بارے
 میں کچھ کہو تو کہا کہ ان میں سے جس ہتھیار کے بارے میں چاہو سوال کرو
 فرمایا کہ نیزہ؟ تو کہا کہ وہ آپ کا بھائی ہے (یعنی بالکل سیدھا) اور بلا وقتاً
 آپ سے خیانت بھی کر جاتا ہے (جب ٹیڑھا ہو جاتا ہے) فرمایا کہ تیر؟ تو
 کہا کہ ایک موت ہے کبھی خطر کر جاتی ہے کبھی آ پھٹتی ہے۔ فرمایا ڈھال؟
 کہا کہ یہ بچاؤ کا آلہ ہے اور اس پر مصائب پڑتے رہتے ہیں۔ فرمایا کزرہ؟
 کہا کہ یہ جو بھل کر دینے والی سوار کو، تھکا دینے والی سپیدل کو اور وہ بیشک
 ایک مضبوط قلعہ ہے۔ فرمایا تلوار؟ کہا کہ یہاں تو اپنی ماں کے دل میں
 (بیٹے کی موت کا) جو درد پیدا ہوگا اس کا دھیان کر لے۔ عمر نے کہا بلکہ
 تیری ماں کے عمر و نے کہا (ٹھیک ہے) بلکہ میری ماں کے، اور بخار نے
 مجھے کمزور بھی کر دیا ہے تمہارے مقابلہ پر۔ (اب اسے تنبیہ ہو کہ روانی
 کلام میں کیا کہہ گیا ہوں) سلیمان بن ربیعہ باہلی نے اپنے لشکر کا جو
 آرمینیا میں تھا جائزہ لیا وہ گھوڑوں میں سے صرف امیل گھوڑوں ہی کو
 قبول کر رہے تھے، تو عمرو بن معدیکرب ایسے گھوڑے کو لے کر آیا جو لدھڑ
 تھا۔ انہوں نے اس کو رو کر دیا اور کہا کہ یہ عجیب یعنی دو غلا ہے۔ عمرو نے
 کہا کہ یہ، عجیب نہیں لیکن موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں یہ، عجیب ہے اس
 پر عمرو نے کہا کہ عجیب، عجیب کو ضرور پہچانتا ہے۔ انہوں نے اس کی اس بڑبائی
 کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی تو انہوں نے عمرؓ کو لکھا اُمّا بعد اسے ان معدیکرب
 تو وہ شخص ہے جو اپنے امیر سے ایسی گفتگو کرتا ہے جو تو نے کی۔ اور مجھے یہ اطلاع
 پہنچی کہ تیرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام تو نے مَصَامَہ رکھا ہے۔ اور میرے
 پاس ایک تلوار ہے جس کا نام میں نے مَصْمَرُہ رکھا ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا

جملہ عنہ و قال ابو جعفر محمد بن جریر الطبری فی تاریخہ ردی عبد الرحمن بن ابی زید عمران بن سوادۃ اللیثی قال صلیت العقیق مع عمر فقر اسجان و سورۃ معہا ثم انصرف فمئت معہ فقال احابۃ قلت عابۃ قال فاحق فلحققت فلما دخل اذن فاذا ہو علی رمال سریر یس فوقہ شئ فقلت نصیۃ قال مرجأ بالناس غدوا دعشیاً قلت کایت امتک او قال رعیتک اربع قال فوضع الدرۃ ثم ذقن علیہا کذا ردی ابن قتیبۃ و قال ابو جعفر فوضع رأس درۃ فی ذقنہ و وضع اسفلہا علی فخذہ و قال ہات قال ذکر دوا انک حرمت المتعۃ فی الشہر الحج و زاد ابو جعفر وہی حلال و لم یحرمتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابو بکر فقال اجل انکم اذا اعتمرتم فی الشہر حکم حکم راہتوہا مجزیۃ من حکم ففرغ حکم و کانت قایۃ قوب ماہبا و الحج بہاء من بہاء اللہ و قد اصبت قال و ذکر دوا انک حرمت متعۃ النساء و قد کانت رخصۃ من اللہ نستمتع بقبضۃ و نفارق عن ثلث قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکما فی زمان ضرورۃ و رجع الناس الی

ہوں کہ اگر میں نے اس کو تیرے دونوں کانوں کے درمیان رکھ دیا تو وہ تیری کھوپڑی کے اندر اترے بغیر نہ رکے گی اور ایک غلط سیلمان بن ربیعہ کو لکھا جس میں ان کو اس کی گستاخی کو برداشت کرنے پر طاعت کی اور ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن ابی زید نے عمران بن سوادۃ اللیثی سے روایت کیا کہ میں نے صبح کی نماز عمرہ کے ساتھ پڑھی انہوں نے سبحان کی قراءت کی اور اس کے ساتھ ایک اور سورت پھر جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا فرمایا کیا کوئی کام ہے میں نے کہا ہاں کام ہے فرمایا تو ساتھ چلو میں ہوا ہوا پھر جب مکان میں داخل ہوئے تو اندر آنے کی اجازت دی دیکھتا ہوں کہ وہ بالنس سے بنی ہوئی چار پائی پر بیٹھے ہیں جس پر اور کوئی چیز بھی ہوئی نہیں تھی میں نے کہا کہ ایک نصیحت (خیر خواہی کی بات) ہے فرمایا کہ صبح و شام ہر وقت نامح کو مر جا میں نے کہا کہ آپ کے لوگ معترض ہیں (اور ایک روایت یوں ہے کہ) آپ کی رعیت معترض ہے چار باتوں میں تو آپ نے درہ (کا ایک سرا) رکھا اور اس پر ٹھوڑی کر رکھا اس طرح پر ابن قتیبہ نے اس ہنیت کو کھا ہر کیا اور ابو جعفر نے کہا کہ آپ نے اپنی ٹھوڑی میں درہ کا سر لگا کر سہارا لیا اور اس کے نیچے کے حصہ کو اپنی ران پر رکھا اور کہا بیان کرو انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے حج کے مہینوں میں متعہ (یعنی متعہ) کو حرام کر دیا اور ابو جعفر نے یہ جملہ اور بڑھایا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں کیا اور نہ ابو بکر نے تو فرمایا کہ ہاں تم لوگ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کر دے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لو گے تو تمہارا حج ختم ہو گیا تو مکہ بقیہ پورے سال کے لئے اس طرح خالی رہے گا جیسے اندھے کا نخل (سفیدی اور زردی سے خالی پڑا ہوا ہو) اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں سے اور میں نے یہ ٹھیک کیا ہے کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کر دیا حالانکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت تھی کہ ہم ایک متعہ بھر سے کام چلا لیتے اور تین (طلاق) سے جدا ہو جاتے تھے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اُس کو زمانہ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ مسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہو گئے) پھر میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اُس کی طرف لوٹا اور اس پر عمل کیا ہو۔ تو اب بھی جو شخص چاہے کسی عورت سے ایک مٹھی بھر سے نکاح کر لے اور تین طلاق سے جدا ہو جائے اور میں نے ٹھیک کیا ہے۔ کہا اور لوگوں نے ذکر کیا کہ آپ نے لونڈی کو آزاد کر دیا اگر اس سے بچہ پیدا ہو بغیر اس کے آقا کے آزاد کئے۔ فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا اور میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ کہا اور لوگوں کو آپ سے شکایت ہے غصہ سے کام لینے اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے رہنے کی۔ کہا کہ اس پر انہوں نے درہ کھینچ لیا اور اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے قسم لے لے۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا غزوہ قرقرۃ الکدر اور ایسا کیوں نہ ہو میری مثال اونٹوں کے چرانے والے کی سی ہے، میں ان کو سبزی میں چراتا ہوں، ان کا پیٹ بھرتا ہوں اور ان کو پانی ملا کر پھکلاتا ہوں اور میں بیشک مارتا ہوں مگر بھی رفتار کے لوگوں کو جو اس اونٹ کی طرح ہوتے ہیں جو دائیں بائیں کو مڑتا ہے، اور جھڑکتا ہوں جلد بازوں کو اور اپنے انداز سے پران کے پیچھے چلتا ہوں اور اپنے نشانوں پر ان کو ہنکاتا ہوں، اور لوگوں سے شرہ کے شر کو رکھتا ہوں (جو اس اونٹنی کی طرح ہوتے ہیں جو دودھ دوہنے والے کے کاٹنا چاہتی ہے)، اور الگ چلنے والے کو جماعت سے ملاتا ہوں (جو قطار سے الگ ہو جانے والے اونٹ کی طرح ہوتے ہیں)، اور زیادہ جھڑکتا ہوں اور کم مارتا ہوں اور لاٹھی سے دھمکاتا ہوں اور ہاتھ سے ہٹاتا ہوں۔ اور اگر میرے ہوتو میں معذور ہو جاؤں۔ ابو جعفر نے کہا کہ معاویہ جب ان باتوں کا تذکرہ کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنی رعیت کو خوب جاننے والے تھے اُن سے حدیفہ نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو کام میں لگاتے (یعنی ترجیح دیتے) ہیں جو صاحب قوت ہو۔ اور بعضوں نے روایت کیا کہ مرد فاجر کو

السُّعْتَةُ ثُمَّ لَمْ يَعْلَمْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَادَ إِلَيْهَا وَلَا عَمِلَ بِهَا فَالْآنَ مِنْ شَاءَ شَيْءٍ بَهَا بِقَبْضَةٍ وَفَارِقَ عَنْ ثَلَاثٍ بِطَلَاقٍ وَقَدْ اصْبَحْتُ قَالِ وَذَكَرُوا أَنَّكَ اخْتَقَتِ الْأَمَةُ إِنَّ وَضَعْتَ ذَا بَطْنِهَا بِغَيْرِ عِتَاقَةٍ سَيِّدًا قَالِ اخْتَقَتِ حُرْمَةٌ بِحُرْمَةٍ مَارِدَتْ إِلَّا الْخَيْرَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ قَالِ وَشَكَوَا مِنْكَ عَنَفَ السِّيَاقِ وَشِدَّةَ النِّهْرِ لِلرَّعِيَةِ قَالِ فَنَزَعَ الدَّرَّةَ ثُمَّ مَسَحَهَا حَتَّى أَتَى عَلَى سَيُورِهَا قَالِ وَأَنَا زَيْدُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ قَرَقَرَةُ الْكَدْرِ وَلَمْ فَوَاصِدَ أَنْ لَأَرْتَجِعَ فَاشْبَعِ وَأَنْتَ قَارُوبِي وَأَنْ لَأَضْرِبَ الْعَرُوضَ وَأَرْجِبَ الْعَجُولَ وَأَدْبُثَ قَدْرِي وَأَسْوِقَ خَطْوَتِي وَأَرْتَدِ الْقَوْتُ وَأَضْمُ الْقَنُودَ وَأَكْثِرُ الزَّجْرَ وَأُقَلِّلُ الضَّرْبَ وَأَشْهَرُ بِالْعَصَا أَدْفَعُ بِالْيَدِ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَقْدَرْتُ قَالِ أَبُو جَعْفَرٍ فَكَانَ مُعَاوِيَةُ إِذَا حَدَّثَ بِهِذَا الْحَدِيثَ يَقُولُ كَانَ وَاللَّهِ عَالِمًا بِرَعِيَّتِهِ قَالِ لَهُ خَدِيفَةُ إِنَّكَ تَسْتَعِينُ بِالرَّجُلِ الَّذِي ذِي قُوَّةٍ وَبَعْضُهُمْ يَرْوِيهِ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ فَقَالَ اسْتَعْمِلْ لَأَسْتَعِينَ بِقُوَّتِهِ ثُمَّ كَوْنُ عَلَى قَفَاءٍ قَالِ فَسَرَّ قُوا مِنْ الْمُنِيَّةِ وَاجْعَلُوا الرِّاسَ رَأْسِينَ وَلَا تَلْشُوا بِرَأْسِ مُعْصِنَةٍ وَاجْعَلُوا شَأْنَكُمْ وَاجْعَلُوا الْهَوَامَّ قَبْلَ

تو فرمایا کہ میں اس کو کام میں لگاتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد ملوں۔ پھر ان کے پیچھے میں خود بھی لگا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ دشوار گزار مقامات کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرو اور اپنے ٹھکانوں کی درستگی کرو اور گزندوں کو خائف کر دو پہلے اس سے کہ وہ تمہیں خائف کر دیں اور سخت (جفاکش) بنو اور چست رہو۔ اور خالد بن الولید کو کھاکہ گچھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شام میں تم ایک تمام میں داخل ہوئے اور یہ کہ عجم کے جو لوگ اس میں تھے انہوں نے تمہارے لئے ایک خوشبودار بٹنا بنایا جو شہر سے گوندھا گیا۔ اور اسے میفر کے فرزندوں میں لگان کرتا ہوں کہ تم آگ کی ذریت ہو۔ دلوک وہ شے ہے جس کی بدن پر مالش کی جائے، جیسے سحر (بجئے مایہ سحر) اور فطور (بجئے مایہ فطر) اور اسی طرح دیگر الفاظ۔ اور ذرۃ النار یعنی خلق النار (یعنی ناری مخلوق) آپ نے عام الرما میں فرمایا (ایک مشہور قحط کے سال کا نام) دانشمیر ارجمان یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے گھر والوں کے ساتھ آتے ہی (مبتلائے قحط) لوگوں کو شامل کر دوں کیونکہ انسان آدھی خوراک کھانے سے ہلاک نہیں ہوتا۔ میں نے اس شخص نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ایسا حکم دیتے تو آپ کسی کنیز کے بیٹے ثابت نہ ہوتے (یعنی سب لوگ خوشی تعمیل حکم کرتے) میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ انسان اگر آدھی خوراک پر اکتفا کرے تو جھوک سے زمرے گا۔ اور آپ نے ایک باندی کو منہ پر نقاب ڈالے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آل فلال کی ایک جاریہ ہے۔ تو آپ نے اس کے کئی درے مارے اور فرمایا کہ اے بد ذات تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا، تو عمر رضی نے فرمایا کہ یوں کہہ اللہم انی اعوذ بک الخ یعنی یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں تنگی سے کیا تو اپنے رب سے یہ سوال کر رہا ہے کہ وہ تجھ کو نہ مل دے اور نہ اولاد۔ (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ط کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا حال ہو گیا لوگوں کا کہ ان میں کا ایک شخص تکیہ لگائے ہوئے ایسی عورت کے پاس بیٹھا رہتا ہے جس کا شہر جہاد میں گیا ہوا ہو۔

ان یخلفکم و اخشوشوا و تمعدوا۔ و کتب الی خالد بن الولید انه بلغنی انک دخلت حمأ بالشام و ان من بہا من الاعاجم اعدوا لک دلوکا یجئ یجئ یجئ و انی اظنکم آل المغیرۃ ذرۃ النار۔ آل دلوک ما تدرکک بہ کما لیسحور و الفطور و نحوہما و ذرۃ النار خلق النار۔ قال عام الرما۔ لقد ہممت ان اجعل مع کل اہل بیت من المسلمین مثلکم فان الانسان لا یصلک علی نصف شعبۃ فقال لرجل لو فعلت یا امیر المومنین ما کنت فیہا ابن ثا۔ قلت یرید ان الانسان اذا اقتصر علی نصف شعبۃ لم یصلک جو۔ و رأی جاریۃ متکلیۃ فقال عنہا فقلوا امۃ آل فلال فضر بہا بالذرۃ ضربات و قال یا لکفاء الغائبین بالخرا و سمع رجلاً یعتوذ من البغیۃ فقال عمر قل للہم انی اعوذ بک من الضغاطۃ انکما لمریکب ان لا یرزقک الا و لا ذلک۔ قال اراد قول اللہ تعالیٰ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ و قال ما بال رجال لا یرال احدہم کابراً و سادۃ عند امرأۃ مغزیرۃ یحدث الیہا و تحدث الیہ علیکم بالجنۃ فانہا عفاف انما النساء لکم علی و منہم الا ما ذب عنہ۔ قال ابن قتیبہ۔

دعوت سے باتیں کرے اور عورت اُس سے۔ تم کو پردے کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ پاک وامنی ہے۔ عورتیں (ضعف کی وجہ سے) شل اس پاؤ گوشت کے ہیں جو تختہ پر رکھا ہو (کہ جو خریدار چاہے اُس کو لے لے، مگر وہ جو تختہ سے ہٹایا جا چکا ہو اب وہ تختے پر رکھے ہوئے گوشت کے مانند نہیں رہا،) ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ عمر نے ایک خطبہ دیا۔ فرمایا کہ تمھاری نسبت جس بات کا مجھے سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی جو اللہ کے نزدیک ملے گا ہو وہ اس طرح (قتل کے لئے) دھکیلا جائے جس طرح قربانی کا جانور ذبح یا بخر کے لئے دھکیلا جاتا ہے، اس کے گوشت کے ٹکڑے کئے جائیں جس طرح قربانی کے جانور کے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور کہا جائے کہ یہ عاصی (بدکردار) ہے حالانکہ وہ عاصی نہیں ہے تو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا اور یہ کیونکر ہوگا ؟ (اس کا وقوع اس وقت ہوگا جب کہ مصیبت سخت ہو جائے گی اور حیثیت جاہلیت ظاہر ہوگی اور بچے بھی قید کئے جائیں گے اور اُن کو قتلے اس طرح بیس ڈالیں گے جس طرح چکی اپنے غلے کو پس دیتی ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں کو نہ دیکھو لیکن اُس کو (اچھا سمجھو) کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کر دے اور جب (لگانے کے) کنارے پر جائے تو بیچ نکلے۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے لوگوں میں مردوں کو عورت سے نکاح کرنا چاہئے جس سے اُنسی ہو اور عورتوں کو ایسے مرد سے نکاح کرنا چاہئے جس سے اُنسی ہو۔ اور اُن کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو سین پر عامل بنایا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس کے بدن پر ایک بڑھیا جوڑا تھا اور کتھی کئے ہوئے، بالوں کو تیل لگائے ہوئے تھا تو عمرؓ نے دیکھ کر کہا کہ کیا ہم نے تجھے ایسا ہی بھیجا تھا۔ پھر جوڑے کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اس سے اُٹا گیا اور صوف کا جبّہ اُس کو پہنایا گیا۔ پھر اُس کی ولایت کے متعلق سوال کیا تو جو کچھ سننے ذکر کیا وہ خوب تھا۔ تو اس کو اُس کے عہدے پر واپس کر دیا اُس کے بعد پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اُس کے بال بکھرے ہوئے عبا آلود، بدن پر پرانے میلے کپڑے۔ تو آپ نے فرمایا

غَطِبَ مَرُّ فَقَالَ إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ يُؤْخَذَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ الْبَرُّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَيَذَرُكُمْ كَمَا يَذَرُ الْبُحْرُودَ لِيَشَاطَ لَحْمُهُ كَمَا يَشَاطُ لَحْمُ الْبُحْرُودِ وَيُقَالُ عَاصٍ وَلَيْسَ بِعَاصٍ فَقَالَ عَلَى كَرَمِ اللَّهِ وَجْهٌ وَكَيْفَ ذَاكَ وَكَيْفَ تَشْتَدُّ الْبَلِيَّةُ وَتُظْهِرُ الْحَيْمَةَ وَتُبْسِي الذَّرِّيَّةَ وَتَدْفِقُهُمُ الْفِتْنُ دَقَّ الرِّعَاءِ ثَقَابَهَا - وَفِي حَدِيثِهِ لَا تَنْظُرُوا إِلَى صَلَوةِ الرَّجُلِ وَمَسِيَامِهِ وَالْهَنَ مِنْ إِذَا حَدَّثَ صَدَقَ وَإِذَا أَثْمِنَ أَذَى وَإِذَا أَشْفَى وَرَجَّحَ - وَغَطِبَ النَّاسُ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ بَيْنَكُمْ لَحْمٌ مِنَ النِّسَاءِ لَتَسْلُكَنَّ الْمَرْأَةُ لَتَهَابًا مِنَ الرِّجَالِ وَفِي حَدِيثِهِ أَنْ اسْتَعْلَى رَجُلًا عَلَى أَيْمَنِ فَوَضَّ عَلَيْهِ وَعَلِيهِ مِطَّةٌ مُشْبَرَةٌ وَهُوَ مَرْجُلٌ دَهِنٌ فَقَالَ أَكْثَرُ بَعْثَانِكَ ثُمَّ أَمَرَ بِالْحَلَةِ فَتَبَرَّعَتْ عَنْهُ وَابْتَسَسَ جَبَّةً صَوْفَ ثُمَّ سَأَلَ عَنْ وَلايَتِهِ فَلَمْ يَذْكُرْ إِلَّا خَيْبَةً فَرَدَّهُ عَلَى عَظْمِهِ ثُمَّ وَقَفَ إِلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَادَّاهَا - وَاشْعَثَ مُعَبَّرٌ عَلَيْهِ أَطْلَاسُ فَقَالَ - وَلَا أَكُلُ هَذَا إِنَّ عَامِلَنَا لَيْسَ بِالْشَّيْءِ وَلَا الْعَافِي كَلُوا وَاشْرَبُوا وَادَّاهُوا أَنْكُمْ تَعْلَمُونَ الَّذِي أَكْرَهُ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَالَ تَعْلَمُوا السُّنَّةَ وَالْفَرَائِضَ وَاللَّعْنَ

کَمَا تَتَكَلَّمُونَ الْقُرْآنَ وَ مَرَّ عَلَى رَاحٍ
فَقَالَ يَا رَاحِ عَلَيْكَ الْغُلْفَةُ لَا تَرْتَمِضُ
فَانْكَرَ رَاحٍ وَكَلَّ رَاحٍ مَسْئُولٌ - وَفِي
حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ النَّاسِ مَنْ يَقَاتِلُ
رِيَاءً وَشُمُوعَةً وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقَاتِلُ وَهُوَ
يُؤَيِّ الدُّنْيَا وَ مِنْهُمْ مَنْ أَلْجَأَهُ الْقِتَالُ
فَلَمْ يَجِدْ بُدًّا وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقَاتِلُ صَابِرًا مُتَحَسِّبًا
أَوَّلِيكَ هُمُ الشُّهَدَاءُ - وَفِي حَدِيثِهِ أَنْ
أَرْسَلَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ رَسُولًا فَقَالَ لَهُ
مِنْ رَجْعٍ كَيْفَ رَأَيْتَ أَبَا عُبَيْدَةَ
فَقَالَ رَأَيْتُ بَلَاءً مِنْ عَيْشٍ يَقْصُرُ
مِنْ دَوَقِهِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ
مِنْ قَدَمٍ كَيْفَ رَأَيْتَهُ فَقَالَ حَمُوفًا
فَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عُبَيْدَةَ كَبُلْنَاكَ
فَنَبَطْنَا قَبْلُنَاكَ فَقَبِضْ - وَفِي حَدِيثِهِ
أَنْ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ فَسُئِلَ عَنْ حَالِهِ فَقَالَ
كَأَدِثِلَ عَرَشِي لَوْلَا أَنِّي صَادَفْتُ رَبِّي
رَحِيمًا - وَفِي حَدِيثِهِ أَنْ قَالَ لَأَبِي مَرْيَمَ
الْحَنَفِ لَأَنَا أَشَدُّ بُغْضًا لَكَ مِنْ
الْأَرْضِ لِلدَّمِ قَالُوا كَانَ عَمْرٌ عَلَيْهِ حَفِيطًا
لَأَنَّهُ كَانَ قَاتِلَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَخِي فَفُتِلَ
أَيُنْفِقُنِي ذَكَ مِنْ حَقِّ شَيْءٍ قَالَ
لَا قَالَ فَلَا ضَيْرَ - وَفِي حَدِيثِهِ إِنَّ اللَّبْنَ
يُشَبَّهُ كُلُّهُ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ الْطُفْلُ
رَبْمَا نَزَعَ بِهِ الشَّبَّ إِلَى الْبَطْرِ مِنْ

اور نہ سب ٹیک ہے۔ ہمارا عامل نہ پرانگندہ بال ہوا اور نہ پر گوشت۔ کھاؤ اور پو اور
تیل ملو۔ تم یقیناً اس بات کو جانتے ہو جسے میں تمہارے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ اور فرمایا
کہ سنت کو سیکھو یعنی علم حدیث کی اور فرائض کو اور لغت کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے
ہو۔ اور آپ کا گذر ایک چرواہے پر ہوا تو فرمایا کہ اسے چرواہے تجھے سخت زمین کو
اختیار کرنا چاہئے ریگستانی زمین میں نہ چرواؤ کہ ریت کی گرمی سے پاؤں جلنے
لگیں تو ایک راحی ہے اور ہر راحی سے باز پرس ہوگی۔ اور اُن کی ایک حدیث
میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھاوے اور لوگوں کو کھانے کے لئے
قتال کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو قتال کرتے ہیں اور وہ دنیا کی
نیت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ قتال اُن کے گلے پر گیا کہ وہ اس پر عبور ہو گئے
اور بعض وہ ہیں جو قتال کرتے ہیں اس حال میں کہ صابر ہوتے ہیں طالب ثواب
ہوتے ہیں۔ یہی لوگ شہداء ہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہ
کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب وہ واپس ہوا تو اس سے پوچھا کہ ابو عبیدہ کو کیسا
دیکھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے خوب تری اور تازگی دیکھی جو بارش کے آخر تک
رہتی ہے۔ پھر اُن کے پاس قاصد کو بھیجا اور جب وہ واپس آیا تو قاصد سے
سوال کیا کہ کیسا دیکھا ابو عبیدہ کو۔ قاصد نے کہا کہ بہت تنگ دست۔ فرمایا کہ
اللہ ابو عبیدہ پر رحم کرے۔ جب ہم اس پر فراخی کرتے ہیں فراخ دست ہو
جاتا ہے اور جب ہم ہاتھ روکتے ہیں تنگ دست ہو جاتا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث
میں ہے کہ اُن کو خواب میں دیکھا گیا اور حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرا تخت منہدم
ہونے کے قریب تھا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔ اور اُن کی ایک حدیث
میں ہے کہ آپ نے بنو حنیفہ کے ابو مریم سے کہا کہ میں تجھ سے اس سے بھی
زیادہ بغض رکھتا ہوں جس قدر زمین خون سے رکھتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ
عمر اس سے سخت کبیدہ اس لئے تھے کہ وہ اُن کے بھائی زید بن الخطاب
کا قاتل تھا۔ تو اُس نے کہا کہ کیا یہ بغض میرے حق میں کچھ نقصان کرے گا،
تو فرمایا کہ نہیں۔ اُس نے کہا کہ پھر کچھ حرج نہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں
یہ ارشاد ہے کہ دودھ مشبہ علیہ ہوتا ہے۔ کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لڑکا

بسا اوقات دودھ پلانے والی کی شبابہت کو اس کے دودھ کے ذریعہ سے کھینچ لیتا ہے اس لئے مرضعہ نہ بناؤ مگر ایسی عورت کو جس کے اخلاق سے تم مطمئن ہو چکو۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے "جنگ کرو، جنگ خوش گوار سرسبز ہوتی ہے قبل اس کے کہ اُس کا بیج ایک نرم و نازک گھاس کی طرح سرسبز پھر وہ پودا سخت ہو جاتا ہے اور پھر آخر میں ہوسو کہ کرشکتہ ہو جاتا ہے" ان کی ایک حدیث میں ہے فرمایا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے تاجر ہجو اور راکب بحر پر لٹا حدیث میں ہے کہ عثمان بن عفان کے آزاد کردہ نائل نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آقا عثمان اور عمر کے ساتھ حج کے سلسلہ میں سفر کیا۔ تو عمر اور عثمان اور ابن عمر تو ایک فریق بن گئے اور میں اور ابن زبیر اور چنندہ جو جان ساتھی دوسرا فریق بن گئے، پھر ہم ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے اور حنظل پھینک پھینک کر مارتے تھے۔ تو عمر نے اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ہم سے کہنے لگے کہ بس ہمارے اونٹ بدکنے لگیں گے۔ پھر ہم نے بارج بن المعترف سے کہا کہ اچھا ہوتا اگر تو ہمارے لئے عرب کی حدی شروع کر دیتا تو اس نے کہا کہ عمر کی موجودگی میں ہ تو ہم نے کہا کہ تو شروع کر دے، اگر انہوں نے تجھے منع کیا تو ٹوک جانا۔ تو وہ (گاتار) اور عمر نے اُس کو کچھ نہ کہا، یہاں تک کہ جب صبح ہوئے کو اُٹھ تو اُس وقت اُس کو پکار کر کہا اور بارج ابس اب بند کر کیونکہ یہ وقت یاوالہی کا ہے۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ عمر نے اپنے بعض عاملوں کو وصول صدقہ کے بارے میں خط لکھا جس میں تھا کہ لوگوں کو روکے نہ رکھنا کہ جو پہلے (سے آیا ہوا) ہے وہ اُس کے ہمراہ ہے جو آخر میں آیا تھا اس وجہ سے کہ روک رکھنا جانوروں کا ان پر سخت اور مہلک ہوتا ہے (چرنے پھرنے میں وہ خوش رہتے ہیں) اور جب کوئی شخص تمہارے سامنے اپنی بکریاں کھڑی کرے تو عمدہ بکریوں میں سے نہ لو اور نہ اونٹنی میں سے، صدقہ درمیانی مرتبہ میں سے لو اور جب کسی شخص پر ایسا اونٹ واجب ہو جو تم اُس کے اونٹوں میں نہیں پاتے تو ان میں جو اُس کے قریب تر ہو وہ لے لیا اُس کی مناسب قیمت لے لو اور خیال رکھو کہ دودھ دینے والے جانور اور گیاہن اونٹنی دیکھو تو اُس سے منہ پھیر لو کہ وہ اس کے کنبہ کی پشت پناہ ہیں۔ اور ایک حدیث میں

أَجَلُ لَيْبِهَا فَلَا تَشْرَضُوا إِلَّا مَنْ تَرْضَوْنَ
أَخْلَقْنَا ذِي حَدِيثٍ أَعَزُّوا وَالْعَزِيزُ
حَلَوُ خَيْرٍ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ ثَمًّا ثُمَّ يَكُونُ
رَمًا ثُمَّ يَكُونُ حُمْلًا - وَفِي حَدِيثِهِ
عَبْتُ بَنَاتِ جَرْجَبٍ وَرَاكِبَ الْبَحْرِ
وَفِي حَدِيثِهِ إِنَّ نَائِلًا مَوْلَى عُمَانَ قَالَ
سَافَرْتُ بَيْنَ مَوْلَائِي وَعُمَرُ فِي حَجٍّ
أَوْ عُمَرُ فَكَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَابْنُ عُمَرَ
لِفَا وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ الزُّبَيْرِ فِي شَبَابَةٍ
مَعًا إِنَّمَا دُكْنَا نَمَارِجَ وَتَرَاثَيْنَا بِالْحَنْظَلِ
فَإِذَا بَيْنَنَا عُمَرُ طَلَى أَنْ يَقُولَ لَنَا كَذَلِكَ
لَا تَذَعُرُوا عَلَيْنَا قَطْلًا لِبَرَارِجِ بْنِ الْمُعْتَرِفِ
وَوَصَّيْتُ لَنَا نَصِبَ الْعَرَبِ فَقَالَ
مَعَ عُمَرَ قَطْلًا أَفْعَلُ وَإِنْ نَهَاكَ فَاَنْتَه
فَلَمْ يَقُلْ لَهُ عُمَرُ شَيْئًا حَتَّى إِذَا كَانَ
فِي وَجْهِ السَّحَرِ نَادَاهُ يَا رَارِجُ إِيهَذَا الْكَفْتُ
فَانْهَ سَاعَةً ذِكْرِي - وَفِي حَدِيثِهِ أَنْ كَتَبَ
فِي الْمَدِينَةِ أَلَى بَعْضِ عَمَالِهِ كِتَابًا فِيهِ
وَلَا تَحْبِسِ النَّاسَ أَوْ كُتِبَ عَلَى آخِرِهِمْ
فَإِنَّ الرَّجُلَ لِلْمَاشِيَةِ عَلَيْهَا شَدِيدٌ
وَلَهَا مُهْلِكٌ وَ إِذَا وَقَفَ الرَّجُلُ عَلَيْكَ
عَنْكَ فَلَا تَغْنَمَ مِنْ عَنْكَ وَلَا تَأْخُذْ
مِنْ أَوْتَانَا وَخُذْ الْقَدَقَةَ مِنْ أَوْسَطِهَا
وَإِذَا دَجَبَ عَلَى الرَّجُلِ سِنَّ لَمْ تَجِدْهَا
فِي أَيْدِيهِ وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا تَمْلُكَ السِّنَّ مِنْ

شددى اليه اذ قيمته عدل وانظر
 ذوات الدر والمائض فتنب عنها
 فانها ثمال حاضرهم - وفي حديثه
 يَلْمِظُ النَّوَى مِنَ الطَّرِيقِ وَالنَّكَثَ
 فاذا مرَّ بدار قوم ألقاها فيها وقال لياكل
 هذا وجنتكم واكتفوا بياقته - وفي
 حديث ثلاث من الفرائر جارية معامة
 ان رأى حسنة فنهاه ان رأى سيئة اذا عنها
 وامرأة ان دخلت عليها نكثك و
 ان غبت عنها لم تأمنها وامر ان احسنت
 لم يرض عنك وان اسأت فترك - و
 في حديثه من خط المرء لفاق ليمه
 وموضع خفة - وفي حديثه ان العباس
 ابن عبد المطلب سأل عن الشعراء فقال
 امرؤ القيس سألهم خُفَّ لهم عين الشعر
 فانفقر عن معان عور اصح بصير البغوى عن
 ابى عثمان النهدي يقول انا ما كتاب عمر
 بن الخطاب ونحن باذريجان مع عتبة
 بن فرق المبعث فارتدوا وارتدوا
 وانبعثوا والقوا الخفاف والقوا السراويل
 وعليكم لباس ابيكم اسماعيل واياكم و
 التعم وزي العجم عليكم بالشمس فانها
 حمام العرب وتمعروا واخشوشنوا
 واخشوشنوا واخولقوا واعطوا الركب
 استنبا وانزوا ونزوا وارموا

الأعراس قتی روایت و انزو علی ظہور
 انجل زوا و استقبلوا یوحنا بن سمن
 فانہا حلات العرب قوله تمعد دوا
 قيل ہو من الغلط يقال للسلام اذا
 شئت و غلط و قيل معناه تشبہوا
 بعیش معہ و قالوا اهل غلط و تشبہ
 يقول كونوا مثلہم و دعوا التعم و زنی
 العجم و اخشوشنوا اراد الخشونة فی
 الملبلب و المطعم و قوله و اخشوشنوا بالباء
 فهو من الصلابة يقال اخشوشب الرجل
 اذا كان صلباً و یرد بالجم من البشب
 و ہی الخشونة فی المطعم - ابو عمر فی قوله
 تعالی کنتم خیر امة اخرجت للناس
 من سده ان یکون من تلمک الامم
 فلیو د شرط اللہ فیہا - ابو عمر انما تشبہ
 الی معہ و ما بعد معہ لا ندری ما ہو -
 ابو عمر حمل عمر بن الخطاب اسید بن
 حضیر من بنی عبد الاشہل حتی وضعہ
 بالبیق و علی علیہ وادع الی عمر فنظر
 عمر فی وصیتہ فوجد علیہ اربعۃ آلاف
 وینا باع نخلہ اربع سنین باربعۃ
 آلاف و قطعہ دینہ - ابو عمر کان
 لامیۃ بن الاسکر الجندی ابنان ففرا
 بمنہ فکما ہما بأشعار لہ و کان شاعر
 شریفاً فی قومہ فرد ہما عمر بن الخطا

روایت میں یہ ہے کہ گھوڑوں کی پشت پر اچھل کر بیٹھا کرو اور اپنے
 چہرے سورج کی طرف رکھا کرو کیونکہ دھوپ عرب کا حاتم ہوتی ہے
 اس قول میں تمعد دوا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طاقتور
 ہونا ہے۔ لڑکے کے حق میں جب وہ جوان اور قوی ہو جائے تو تمعد دوا
 بولتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معد بن عدنان
 کی طرح زندگی گزارو۔ اور یہ لوگ طاقت اور قناعت والے تھے۔ فرماتے
 ہیں کہ ان جیسے بن جاؤ اور عیش پرستی اور عجم کا لباس چھوڑو۔ اور
 اخشوشنوا اسے لباس اور کھانے میں خشونت (موٹا کھردرا ہونا)
 مراد ہے۔ اور اخشوشنوا بے ابا کے ساتھ مراد صلابت ہے۔ کہا
 جاتا ہے اخشوشب الرجل جب کہ صلب (سخت) ہو جائے۔
 اور عجم کے ساتھ بھی روایت کیا جاتا ہے جشب سے جس کے معنی
 کھانے میں خشونت کے ہیں۔ ابو عمر، ارشاد حق تعالیٰ کنتم خیر امة اخرجت
 للناس کے بارے میں (عمر کا قول ہے کہ) جس کو پسند ہو کہ وہ اس
 امت میں سے ہو اُس کو چاہئے کہ اس میں جو اللہ کی شرط ہے (یعنی
 امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اس کو پورا کرے۔ ابو عمر، عمر نے فرمایا
 کہ ہم معد کی طرف منسوب ہیں اور معد کے بعد کو ہم بعد زمانہ کی وجہ
 سے نہیں جانتے۔ ابو عمر، عمر نے اسید بن حضیر (کے جنازے) کو
 بنی عبد الاشہل میں سے اٹھایا اور بیقیع میں لا کر رکھا اور اُن
 پر نماز پڑھی۔ انہوں نے عمر بن کو ایک وصیت لکھی تھی۔ پھر انہوں
 نے اُن کی وصیت کو دیکھا تو اس میں اُن پر چار ہزار قرض ثابت ہوا۔
 تو انہوں نے اُن کے باغ کی کھجوروں کو چار سال فروخت کیا چار ہزار
 میں اور اُن کا قرض ادا کر دیا۔ ابو عمر، امیہ بن الاسکر الجندی
 کے دو بیٹے تھے دونوں اُس کے پاس سے بھاگ گئے۔ تو اُس نے
 اپنے اشعار میں ان پر گریہ و زاری کی۔ وہ شاعر تھا اور اپنی قوم
 میں سردار تھا، تو عمر بن الخطاب نے دونوں کو اُس کے پاس لٹایا اور

ان سے اس بات پر حلف لیا کہ جب تک وہ زندہ ہے کبھی اس سے جدا نہ ہوں گے۔ ابو عمر، ایک شاعر نے جریر بن عبد اللہ بجلي کی مدح میں یہ شعر کہا ہے: لولا جریر لولا جریر لولا جریر نہ ہوتا تو بجلي ہلاک ہو جاتے۔ بہت اچھا جوان ہے اور بہت بڑا قبیلہ۔ تو عمر رضی نے کہا جس نے اُس کی قوم کی ہجو کبھی اُس کی مدح نہیں کی اور عمر فرمایا کرتے تھے کہ جریر بن عبد اللہ اس امت کا یوسف ہے۔ ابو عمر، جریر حضرت عمر رضی کے پاس سعد بن ابی وقاص کے پاس سے آئے تو آپ نے اُن سے پوچھا تم نے سعد بن ابی وقاص کو اس کی ولایت میں کیسا چھوڑا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو اس حال میں چھوڑا کہ سب زیادہ کریم ہوتا ہے قدرت پالینے پر اور سب سے زیادہ اچھا ہے معذرت قبول کرنے میں۔ وہ مسلمانوں کے حق میں تربیت کرنے والی ماں کی طرح ہے، اس کے ساتھ مبلکہ قدم ہے اُس کو فتح بخشی گئی ہے، جنگ کے وقت سب سے زیادہ سخت ہے اور قریش میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز ہے۔ عمر رضی نے فرمایا کہ اب عام لوگوں کا حال بتائیے۔ جریر نے کہا کہ وہ سب ایک ترکش کے تیروں کی مانند ہیں۔ ان میں بعض بالکل سیدھے، صحیح نشانہ پر پہنچنے والے پر داییں، اور بعض خمیدہ نشانے سے جو کئے والے ہیں اور ان ابی وقاص ان سب کو جمع کرتے ہیں اور اُن کی کچی کو دور کرتے اور بالکل سیدھا کر دیتے ہیں۔ اور لے عمر چھپے ہوئے احوال اللہ ہی بہتر جانتے والا ہے فرمایا کہ اچھا اب لوگوں کے اسلام کا حال بیان کیجئے جریر نے کہا کہ سب لوگ نمازیں اُن کے اوقات میں پڑھتے ہیں اپنے حکام کی اطاعت کرتے ہیں، تو عمر رضی نے کہا اچھا اللہ جب نماز ادا ہوتی ہے گی، زکوٰۃ دی جاتی ہے گی اور جب اطاعت بھی موجود ہوگی تو جماعت قائم رہے گی۔ ابو عمر، عمر رضی کا گذر حسان بن ثابت پر ہوا جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ

وَحَلَفَ عَلَيْهَا أَنْ لَا يُفَارِقَهَا أَبَدًا حَتَّى يَمُوتَ۔ ابو عمر قال الشاعر في جرير بن عبد الله البجلي له لولا جرير لم يكن بجليه نعم الفتى وبست القبيلة فقال عمر ممدوح من بجا قومه۔ وكان عمر يقول جرير ابن عبد الله يوسف هذه الامم ابو عمر قدم جرير على عمر بن عبد سعد بن ابی وقاص فقال كيف تركت سعدا في ولایتہ فقال تركته اكرم الناس مقدرة واحسنهم معذرة هو لهم كالايم البرة يجمع بهم كما يجمع الذرة مع انه ميمون الاثر مرزوق الظفر اشده الناس عند البأس و احب قریش الى الناس قال فاخبرني عن حال الناس قال هم كسهام الجعثة منهم القائم الراش ومثلهم الغصن الطالع وابن ابی وقاص يقاتلها يغمر عسلها ويقيم ميلها والله اعلم بالسرائر يا عمر قال فاخبرني عن اسلامهم قال يقيمون الصلوة لا دقاتهم ويؤتون الطاعة ولا يتا فقال عمر الحمد لله اذا كانت الصلوة اوتيت الزكاة واذا كانت الطاعة كانت الجماعة۔ ابو عمر مر عمر بحسان وهو ينشد الشعر في مسجد رسول الله صلي الله عليه وسلم فقال انشد الشعر

رہے تھے تو فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ رہے ہو۔ تو ان سے حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھ چکا ہوں جب کہ یہاں وہ موجود تھا جو تم سے افضل تھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ابو عمر، حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے مزینہ کے ایک شخص کا اونٹ ذبح کر لیا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو ان کو دکھ پہنچا رہا ہے اور انہوں نے حاطب پر درگنی قیمت قائم کی، بناو برتاویب و تنبیہ۔ ابو عمر، حاطب بن سعد الطائی نے اپنا خواب حضرت عمرؓ سے بیان کیا۔ اُس نے یہ دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں لڑ رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ستارے ہیں۔ تو عمرؓ نے سوال کیا کہ تو دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ کہا چاند کے ساتھ۔ فرمایا کہ اب تو میرا عامل کبھی نہیں بنے گا، کیونکہ تو مٹائی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا۔ یہ شخص جنگ صفین میں قتل ہوا معاویہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ ابو عمر، حرب بن قیس کے پاس اُس کا چچا آیا۔ اُس نے عمرؓ سے کہا کہ تو مجھے اُس شخص یعنی عمرؓ سے نہیں ملائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو ان کے سامنے نامناسب کلام کرے گا۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسا نہ کروں گا۔ تو وہ اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس کے کہا کہ اے ابن الخطاب! اللہ تو مدد کے ساتھ تقسیم نہیں کرتا اور نہ مال کثیر دیتا ہے تو عمرؓ کو اس قدر سخت غصہ آیا کہ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس پر حملہ کر دیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ (۱۱۹) عفو اختیار کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے اور یہ جاہلوں میں سے ہے، کہا (لاوی نے) کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور عمرؓ کتاب اللہ کے سامنے بہت جھکنے والے تھے۔ ابو عمر، عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا جس میں انہوں نے تین ہزار سواروں کی امداد مانگی تھی۔ تو عمرؓ نے

فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کہ حسان قد كنت أُنشدُ فيه وفيه من هو خيرُ منك۔ ابو عمر حاطب بن ابی بلتعہ نحر رقیقہ ناقۃ رجل من مزینۃ فقال عمر اراک تجعیمهم وأضعف علیہ القیمۃ علی جہۃ الأدب والردع۔ ابو عمر قص حاطب بن سعد الطائی رؤیاء علی عمر فرأی کأن الشمس والقمر یقتتلان ومع کل واحدۃ منہما کوکب فقال عمر مع ایہما کنت قال مع القمر قال لائتلی علی عملی ابدأ اذ کنت مع الایۃ الموحۃ فقتل وهو مع معاویۃ یصفین۔ ابو عمر الحمر بن قیس قدم علیہ عثمہ فقال الحمر ألا تُدخلنی علی ہذا الرجل یبغض عمر فقال لانی اخاف ان تکلم بکلام لا یبغض فقال لا افعل فادخل علی عمر فقال یا ابن الخطاب واللہ لا تقسم بالعدل ولا تلط الجذل فغضب عمر غضباً شديداً حتی ہم ان یوقع بہ فقال الحمر یا امیر المؤمنین ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ فخذ العفو وامن بالعرف واعرض عن الجاہلین وان هذا من الجاہلین قال فظن سبیلہ عمر وكان وثاقاً عند کتاب اللہ

خارجہ بن حذافہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود کو پہنچ دیا۔
 ابو عمر، عمر رضی اللہ عنہ نے خباب سے اُن مصائب کا حال پوچھا
 جو مشرکین کی طرف سے اُن کو پہنچے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے
 امیر المومنین میری کمر دیکھ لیجئے۔ تو آپ نے دیکھی اور فرمایا کہ میں نے
 آج سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ تو خباب نے کہا کہ میرے لئے آگ دہکائی
 گئی اور مجھے اس پر لٹایا گیا اور آگ کو میری پیٹھ کی چربی کے سوا کسی
 چیز نے نہیں بجھایا۔ ابو عمر، غوات بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم
 عمر بن الخطاب کے ساتھ سفر کے لئے نکلے اور ایسے قافلہ
 میں روانہ ہوئے جن میں ابو عبیدہ بن الجراح اور عبد الرحمن
 بن عوف بھی تھے۔ تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ضرار کے اشعار
 کا کرشنا تو عمر بن زید نے کہا کہ ابو عبیدہ کو چھوڑ دو یعنی ضرار کے
 اشعار کی پابندی سے، اس کو چاہئے کہ اپنے دل کے خیالات یعنی
 اپنے اشعار گائے۔ کہا کہ پھر میں برابر لوگوں کے سامنے گانا رہا ہوں
 تک کہ سحر ہو گئی تو عمر بن زید نے کہا کہ بس اب اپنی زبان بند کر
 صبح ہو گئی ہے۔ ابو عمر جنگ یمامہ میں زید بن الخطاب شہید
 ہو گئے اور اس پر عمر بن زید کو شدید غم ہوا۔ آپ نے کہا جب صبا
 چلتی ہے تو میں زید کی خوشبو سونگھتا ہوں اس پر متم بن نویرہ
 نے عمر بن زید سے کہا کہ اگر میرے بھائی پر یہ حادثہ گذرنا جو تمہارے بھائی
 پر گذر رہا ہے تو میں اس پر غمگین نہ ہوتا۔ تو عمر بن زید نے کہا کہ کسی نے
 مجھ سے اس سے اچھی تعزیت نہیں کی جیسی تم نے کی ہے۔ اور عمر بن
 زید نے جب کہ ان کے بھائی زید کی موت کی خبر پہنچی کہا کہ اللہ تعالیٰ
 میرے بھائی پر رحمت کرے وہ مجھ سے سبقت لے گیا دونیکویں
 کے ذریعہ سے، مجھ سے پہلے اسلام لایا اور مجھ سے پہلے شہید
 ہو گیا۔ ابو عمر، ایک شاعر نے زبیر قان کی، جو اس شعر سے کی ہے
 دَجَّ الْمَكَارِهُ الْخَوَافِ (ترجمہ) بڑائیوں (کے حصول کا خیال)، چھوڑ

عز وجل۔ ابو عمر مکتب عمرو بن العاص
 اے عمر لیکن بتلاش آلاٹ فارس
 فَاَدَّاهُ بِخَارِجَةِ بْنِ حَذَافَةَ وَالزَّبِيرِ
 بن العوام و المقداد بن الاسود۔ ابو عمر
 سَأَلَ عُمَرَ غِيَابًا مَا لَقِيَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ
 يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْظُرْ اِلَى ظَهْرِي فَتَنْظُرْ
 فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَقَالَ خَبَابٌ لَقَدْ
 اَوْقَدْتُ لِي نَارًا وَصَحَبْتُ فِيهَا فَمَا اَطْعَمًا
 اِلَّا وَدُكَّ ظَهْرِي۔ ابو عمر قال غوات بن جبیر
 خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَرَّانَا فِي
 رَكِبٍ فِيهِمُ ابُو عَبْسِيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
 وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ الْقَوْمُ غَنَاءُ
 مِنْ شِعْرِ ضَرَّارٍ فَقَالَ عُمَرُ دَعُوا اَبَا عَبْسِيْدَةَ
 فَلْيُحْكَمْ مِنْ هُمْنِيَّاتٍ فَوَادَّهٖ يَلْعَنُ مِنْ
 شِعْرِهِ قَالَ فَاَزَلَّتْ اُغْتَنِيَهُمْ حَتَّى كَانَ
 السَّحَرُ فَقَالَ عُمَرُ اَرْفَعْ عَنَّا لِسَانَكَ فَقَدْ
 اسْتَحْرْنَا۔ ابو عمر اس شہید زید بن الخطاب
 يَوْمَ الْيَمَامَةِ فَحَزَنَ عَلَيْهِ عُمَرُ حَزْنًا
 شَدِيدًا قَالَ عُمَرُ مَا بَشَّرْتُ النَّبِيَّ اِلَّا وَ
 اَنَا اَجِدُ مِنْهَا رِيحَ زَيْدٍ وَقَالَ مَتَمُّ بْنُ
 نُوَيْرَةَ لِعُمَرَ لَوَ اَنَّ اَخِي ذَهَبَ عَلَيَّ مَا وَهَبْتُ
 عَلَيْهِ اِخْوَكُ مَا حَزَنْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَا
 عَزَّ اِنِّي اَحَدُ اَبْسَنِ مَتَّاعٍ يَشْفِي بَرَّ
 وَقَالَ عُمَرُ لِمَا نَعَى عَلَيْهِ اَخُوهُ زَيْدٌ رَحِمَ اللّٰهُ
 اَخِي سَبَقَنِي اِلَى الْاَسْمَانِ اَسْلَمَ

اُن کی جستجو میں سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کیونکہ درحقیقت تو تو صرف کھانے والا اور پہننے والا ہے، اس کی شکایت زبقران نے عمرؓ سے کی، تو عمرؓ نے حسان بن ثابت سے اس قول کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ درحقیقت یہ اس کی ہجو اور آبروریزی ہے۔ تو عمرؓ نے اس کو تہ خانہ میں بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کی سفارش عبد الرحمن بن عوف اور زبیرؓ نے کی تو آپ نے اُس کو دھمکانے اور یہ عہد لینے کے بعد کہ وہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کہے گا، رہا کر دیا۔ ابو عمرؓ، عمرؓ نے ایک دن لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اے ابو عقیل اپنے اشعار میں سے کوئی خاص چیز ہمیں سناؤ۔ تو لبید نے کہا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ بقرہ اور آل عمران سکھادی ہیں میں شعر کہنے کے حال میں نہیں رہا۔ تو عمرؓ نے لبید کے دلفیظ میں پانچ سو کا اضافہ کر دیا، پہلے وہ دو ہزار تھا۔ ابو عمرؓ، مالک نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط آیا آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون دے گا؟ تو عبد اللہ بن الارقم نے کہا کہ میں پھر انہوں نے آپ کی طرف سے جواب لکھا اور آپ کے پاس لے کر آئے تو آپ نے اس کو پسند کیا اور اس کو روانہ کر دیا۔ اس وقت عمرؓ موجود تھے تو اُن کو عبد اللہ بن ارقم کی یہ بات بہت پسند آئی تھی۔ تو یہ بات برابر اُن کے دل میں موجود رہی اور یہ خیال کرتے رہے کہ جو ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا عبد اللہ بن ارقم اس پر پہنچ گئے پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اُن کو بیت المال پر عامل بنایا۔ اور عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو زید بن ارقم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اگر تم کو قوم

قَبْلَ دَا سْتَشْهِدَ قَبْلِي۔ ابو عمرؓ مجھے شاعر الزبقران بقولہ دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرَحِلْ لبغیتھا: وَاقْعُدْ فَاَنْتَ اَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي: فَشَكَاهُ الزَّبْرَقَانُ اِلَى عُمَرَ فَسَالَ عُمَرُ حَسَانَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ قَوْلِهِ هَذَا فَقَضَى اَنْ يَّجُوزَ لَهُ وَضْعُهُ مِنْهُ فَالْقَاءُ عُمَرَ فِي الْمَطْبُورَةِ حَتَّى شَفَعَهُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَالزَّبِيرُ فَاطْلَقَهُ بَعْدَ اَنْ اُخِذَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَادْعَاهُ اَنْ يَّجُوزَ لِهَجْوِ أَحَدٍ أَبَدًا۔ ابو عمرؓ قال عمرؓ لَوْ لَمْ يَلْبَسِ ابْنُ رَبِيعَةَ يَا أَبَاقِيلُ اَلْبَشْدُ لِي شَيْئًا مِنْ شَعْرِكَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَقُولَ شَعْرًا بَعْدَ اَنْ عَلَّمَنِي اللّٰهُ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَرَأَاهُ عُمَرُ فِي عَطَاءٍ خَمْسَ مِائَةٍ وَكَانَ الْفَتْنُ۔ ابو عمرؓ قال مَا كُنْتُ بِلَفْظِي اَنْتَ وَرَدَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا فَقَالَ مِنْ يَحْيَى عَنِّي فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْارْقَمِ اَنَا فَاجَبَ عَنْهُ وَآلِي بِهِ اِلَيْهِ فَاجَبَهُ وَالْفَتْنَةُ وَكَانَ عُمَرُ حَاضِرًا فَاجَبَهُ ذَلِكَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْارْقَمِ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ يَقُولُ اَصَابَ مَا ارَادَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَوْتَى عُمَرَ اسْتَعْلَمَ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ احَدًا اَخْبَثَ بَشَرًا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْارْقَمِ۔ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ كَانَ

لک مثل سابقہ القوم ما تقدمت عليك
احدا سار عمر في بعض حجاته فلما اتى
واوى محتر ضرب فيه راحله حتى
قلعه وهو يرتجزه اليك تعدوا فلما وضيها
مخالفا دين النصارى دينها في معتصمها
في بطنها بجينها في قد ذهب الشحم الذي
يزينها في بعث عمر بن الخطاب عبد الله
ابن مسعود الى الكوفة مع عمار بن ياسر
وكتب اليهم اني قد بعثت اليكم بعثا
ابن ياسر اميرا وعبد الله بن مسعود
معلم ووزيرا وهما من النجباء من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اهل بدر فاقبدا بهما واسمعا
من قولهما وقد آثرتم بعبد الله على
نفسى قال عمر في عبد الله بن مسعود
كثيف ملي علما ابو عمر كان عمر يفت ابن
عباس ويقترب ويدينه ويشاوره
مع حلة الصحابة وكان عمر يقول ابن عباس
في الكهول له لسان مسؤل وقلب
مقول وكان عمر يردعه للمعضلات
مع اجتهد عمر ونظره للمسلمين ابو عمر
كان معاوية خالف عبادة بن صامت
في شيء انكره عليه عبادة من الصرف
فاغفل له معاوية في القول فقال له
عبادة لا انا كنت بارض واحدة

کی سابقہ صفات میسر ہو جاتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا ایک
مرتبه عمر اپنے کسی جج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وادی محتر میں
پہنچے تو اس میں اپنی سواری کو دبگانے کے لئے مارا یہاں تک کہ
اُس کو طے کر لیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے لا انا كنت تعدوا
الفر ترجمہ اونی تیری ہی طرف دوڑتی ہے اس حال میں کہ اُس کا بدن
(صعوبت سفر سے لاغر ہونے کی وجہ سے ڈھیلا ہو کر) ہل رہا ہے اور
اس حال میں کہ اس کا دین نصاری کے دین سے مخالف ہے۔ اور اس حال
میں کہ دوڑنے میں اس کی پیٹ کا بچہ اس کے لئے رکاوٹ بن رہا ہے۔ (صعوبت سفر
سے) اُس کی چربی زائل ہو چکی ہے جس سے اس کی زینت ہوتی ہے عمر بن
الخطاب نے عبد اللہ بن مسعود کو مع عمار بن یاسر کے کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ
کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو امیر بنکر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم
اور وزیر بنکر بھیجا ہے اور وہ دونوں شرفاء میں سے ہیں اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں۔ تو تم ان دونوں کی پیروی
کر واد ان کا قول سنو۔ اور میں نے تمہارے ساتھ اپنے نفس کے مقابلہ پر
عبد اللہ کو بھیج کر ایشار کیا ہے عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں عمر کا یہ
قول ہے کہ علم سے بھرا ہوا ایک بڑا قیلا ہے۔ ابو عمر، عمر بن عباس
سے محبت کرتے تھے اور اُن کو اپنے قریب کرتے اور پاس بٹھاتے اور بڑے
بڑے صحابہ کے ساتھ ان سے بھی مشورہ کرتے۔ اور عمر فرمایا کرتے کہ ابن عباس
تو (نوجوان ہونے کے باوجود) بوڑھوں میں داخل ہے، اس کی زبان ذمہ دارانہ
اور قلب عقل والا ہے۔ اور عمر باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں پر نظر
رکھنے کے مشکلات کے حل کے لئے اُن کو بھی بلاتے تھے۔ ابو عمر، معاویہ
نے عبادة کی مخالفت ایک ایسے امر میں کی جو بیع صرف سے متعلق تھا جس
پر انہوں نے معاویہ پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے اس پر اُن سے سخت
کلامی کی تو ان سے عبادة نے کہا کہ میں ایک سرزمین میں تیرے ساتھ
کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اُن سے عمر نے کہا کہ

ابداً و رَحَلْ اِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو
مَا أَفَدَكَ فَخَبَّرَهُ فَقَالَ رَاجِعْ اِلَى
مَكَابِكَ فَفَتَحَ اللَّهُ ارْضًا لَسْتَ فِيهَا
وَلَا مِثْلَكَ وَكُتِبَ اِلَى مُعَاوِيَةَ لَا اِمْرَةَ
لَكَ عِبَادَةَ - الْوَعْرُ كَانَ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ
الْشَّقِيقَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيهِ مِثْلُهُ فِي قَوْمِهِ مِثْلُ صَاحِبِ
يُسُفَ فِي قَوْمِهِ فَقَالَ فِيهِ عَمْرُو اِثْنَيْ عَشَرَ
اَلْوَعْرُ كَانَ عَتَبَةَ بْنِ غَزْوَانَ اَوَّلَ
مَنْ نَزَلَ الْبَصْرَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ
الَّذِي اخْتَلَفَهَا وَقَالَ لِعَمْرُو لَمَّا بَعَثَ
اِلَيْهِ يَاعْتَبِرْ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُؤْتِيَنَّكَ
بِثَقَاتٍ بِلَدِ الْحِمْرَةِ لَعَلَّ اللَّهَ يَفْتَحُهَا عَلَيْكَ
فَسَرَّطَ بَرَكَةَ اللَّهِ دِيْنَهُ وَاتَّقِ اللَّهَ
مَا اسْتَطَعْتَ وَاعْلَمْ اَنْكَ تَأْتِي حَوْمَةَ
الْعَدُوِّ وَارْجُوا اَنْ يُعِيْضَكَ اللَّهُ عَلَيْهِم
وَيُكْفِيَكُمْ وَكَدَّ قَتَبْتُ اِلَى الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ
فِي اَنْ يَكْبِدَكَ بِخَرْجَةِ بْنِ خَزِيمَةَ وَهُوَ
ذُو جَاهِدَةٍ لِلْعَدُوِّ وَكَابِدَةٌ فَشَاوَرَهُ
وَادَعَ اِلَى اللَّهِ فَمِنْ اَحَابِكُ فَاَقْبَلُ
مِنْهُ دَسَنَ اَبْلَى فَالْجَزِيَّةُ عَنْ يَدِ نَذْلَةٍ
وَصَغَابٍ وَاِلَا فَالْصَيْفُ فِي غَيْبِ
هُوَ اَذَى وَاسْتَنْفَرُ مِنْ مَرَّتْ بِهِ
مِنْ الْعَرَبِ وَحُشِّنَ عَلَى الْجِهَادِ وَ
كَابِدَ الْعَدُوِّ وَاتَّقِ اللَّهَ اَنْ يَكْبِدَكَ فَاَفْتَحَ

آپ وہاں سے کیوں آئے تو انہوں نے حال بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فتح کیا۔ تم اور تم جیسے لوگ اس میں نہ رہیں؟ (یہ نہیں ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تمہارے کو عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ ابو عمر، عروہ بن مسعود ثقفی کے بارے میں جب یہ اطلاع پہنچی کہ ان کی قوم نے ان کو ہلاک کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اُس کا حال اُس کی قوم میں مشابہ ہے صاحبِ یس کی حالت کے جو اس کو اس کی قوم میں پیش آیا تھا۔ اس بارے میں عمرؓ نے مرثیہ کے شعر کہے تھے۔ ابو عمر، عتبہ بن غزوہ ان مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اترے اور یہی ہیں جنہوں نے اُس کی پتائش کی تھی اور جب اُن کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا تو اُن سے عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ اے عتبہ میں چاہتا ہوں کہ شہر حیرہ پر تم کو بھیجوں تاکہ تم قتال کرو شاید اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اپنی پوری استطاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کو سمجھ لو کہ تم دشمن کی چوٹی کے مقام پر جا رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور میں نے علاء بن الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ عوفیہ بن خزیمہ کو تمہارے پاس مدد کے لئے بھیج دیں اور وہ دشمنوں پر جہاد کرنے والا اور مشقتیں برداشت کرنے والا شخص ہے تو اس سے مشورہ کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو تو جو شخص منظور کرے تمہیں سکو قبول کر لو۔ اور جو انکار کرے تو اس کو اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا ہو گا مگر سختی کے ساتھ دہو پھر تلوار بغیر صلح کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ سے گذر و ان کو ساتھ لینے کی کوشش کرو اور ان کو جہاد کے لئے ابھارو اور دشمن کا شدت سے مقابلہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، تو عتبہ بن

عزوان نے ابلہ کو فتح کر لیا۔ پھر بصرہ کی پیالشی کی۔ ابو عمر، شعبی کا قول ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور عمر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور علی رضی اللہ عنہ میں سب سے بڑے شاعر تھے۔ ابو عمر، شعبی کی حدیث میں ہے کہ عدی بن حاتم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ عدی ان کے پاس آئے کہ میں نہیں گمان کرتا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا، حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن کر دیا تھا قبیلہ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ (طے کے لوگ) کافر تھے اور تم (بوقت ارتداد قبائل) ہماری جانب آئے جب کہ وہ پیٹھ پھریکے تھے اور تم وفادار رہے جب کہ انہوں نے غداری کی تھی۔ ابو عمر، عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر جمحی کو امیر بنایا شام کے بعض لشکروں پر پھر عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو کچھ جنوں لاحق ہوتا ہے تو ان کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔ اور یہ ایک زاہد تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کچھ دیکھا بجز توشہ دان اور ایک ڈنڈے کے جس پر بھال لگی ہوئی تھی اور ایک پیالہ کے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے ساتھ سولے اس کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ تو ان سے سعید نے کہا کہ اور اس سے زیادہ کیا ہو گا، یہ ڈنڈا ہے اور توشہ دان جس میں اپنا طعام سفر رکھتا ہوں اور پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم پر کچھ جنوں کا اثر ہے؟ کہا کہ نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بے ہوشی کیسی ہے جس کا حال مجھ تک پہنچا کہ وہ تم پر طاری ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب غیبی کو پچانسی دی گئی تو میں حاضر تھا انہوں نے قریش پر بدعالمی اور میں بھی ان ہی میں سے ہوں تو کبھی کبھی مجھے وہ یاد آجاتا ہے تو میں ایک ضعت عمو سس کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اپنے عہدے پر واپس ہو جاؤ تو انکار کیا اور ان کو اس پر قسم دی کہ معاف کر دیں تو ایک قول

عمر بن عزوان الأبلہ ثم اختطأ البصرۃ۔ ابو عمر قال الشیخ کان ابو بکر شاعرًا وکان عمر شاعرًا وکان علی اشعر الثلاثة۔ ابو عمر فی حدیث الشیبی ان عدی بن حاتم قال لعمر اذ قدم علیہ ما اظنک تعرفہ قال وکیف لا اعرفک واذل صدقۃ بنیضت دجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ طی اعرک امنت اذ کفروا واقبلت اذ اذبروا وادفیت اذ عدووا۔ ابو عمر ولی عمر سعید بن عامر الجمحی بعض اجناد الشام فبلغ عمر انه یعیبہ لم فامره بالقدوم علیہ وکان زاہدا فلم یرمہ الا مزودا وحقازا وقد حان فقال عمر لیس ممک الا ما اری فقال له سعید وما اکثر من بداعکارو مزودا حمل بہا زادی وقدح آکل فیہ فقال عمر ایک لم قال لا قال فاعشیہ بلغنی انہا فییک قال حضرت فبیبا حین صلب قدما علی قریش وانا فیہم فرما ذکرک ذلک فاجد فرۃ حتی یقتل علی فقال له عمر ارجع الی ممک فابے وناشدہ الإعفاء فقتل انہ أعفاه وقل ولآہ حمص فلم یرزل علیہا الے ان مات۔ ابو عمر جاء الحارث بن ہشام

وسہیل بن عمرو الى عمر فجعلنا و هو بيننا
 فجعل اليها جردون الاولون يا تون عمر
 فيقول لهننا باسيل لهننا يا حارث ففعل الانصار
 يا تون ففعلت لهننا عنده كذا حتى صار في
 آخر الناس فلما خرج حارث بن عبد عمر قال
 احارث لسهيل اقم ثرا ما صنع بنا
 فقال له سهيل انه الرجل لا قوم عليه ينفى
 ان نرجع بالقوم على انفسنا ورجى القوم
 فاستروا وديننا فالبطنا فلما قام الناس
 من عند عمر اتياه فقال له يا امير المؤمنين
 قد رأينا ما فعلت بنا اليوم وعلينا انه
 اتانا من قبل انفسنا فهل من شيء
 فشدرك به ما فاتنا من الفضل فقال
 لا اعلم الا هذا الوجه وانشأ لهما الى ثغر
 الروم فخرجا الى الشام فلما بها فلم يبق
 من ولد سهيل الا ابنة له تركها بالمدينة
 فاختتت بنت عتبة بن سهيل فقدم
 بها على عمر فزوجها من عبد الرحمن
 بن الحارث بن هشام وقال ربيعة الشريد
 الشريدة ففعلوا ففشا الله منها عددا
 كثيرا ابو عمر كسا عمر اصحاب رسول الله
 صلى الله عليه وسلم الحنل ففعلت حلة
 فقال دونه على فتي حاجر هو و ابو
 فقالوا عبد الله بن عمر فقال لا ولكن
 سليل بن سليل فلكاه اياه و هذا

یہ ہے کہ عمرؓ نے ان کو معاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حص
 کا والی بنا دیا اور اس پر اپنی وفات تک قائم رہے۔ ابو عمر، حارث بن ہشام
 اور سہیل بن عمرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اگر بیٹھ گئے۔ اور وہ ان
 دونوں کے درمیان میں تھے۔ پھر مہاجرین اولین نے عمرؓ کے پاس آنا شروع
 کر دیا تو آپ کہتے رہے اے سہیل تم یہاں اور اے حارث تم یہاں بیٹھو
 ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں
 کو پیچھے ہٹاتے رہے اپنے سے یہاں ہم کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں
 پہنچ گئے۔ پھر جب کہ یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے باہر نکلے تو حارث نے سہیل
 سے کہا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ساتھ عمرؓ نے کیا برتاؤ کیا۔ تو اس سے
 سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس پر کوئی ملامت نہیں، مناسب یہ
 ہے کہ ہم اپنے ہی نفس کو ملامت کریں۔ پوری قوم کو دعوت اسلام دی گئی وہ لوگ
 قبول کرنے میں جلدی کر گئے اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کی۔ پھر جب
 کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے اٹھ گئے تو یہ دونوں پھر عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان
 سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے اس معاملہ پر غور کیا جو آپ نے ہمارے ساتھ
 کیا اور ہم سمجھ گئے کہ یہ ہم پر ہمارے ہی نفوس کی طرف سے واقع ہوا ہے تو کیا
 کوئی ایسا کام ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم اس فضیلت کو حاصل کر لیں ہم سے
 فوت ہو گئی۔ تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ بجز ایک صورت کے اور دونوں کو دم
 کی حد و کی طرف اشارہ کیا تو یہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں دونوں کا
 انتقال ہوا۔ تو سہیل کی ولاد میں سے بجز ایک ان کی بیٹی کے اور کوئی باقی نہ رہا جس
 کو انہوں نے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا وہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھی جس کو عمرؓ کے
 پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کا نکاح عبد الرحمن سے کر دیا جو حارث بن ہشام کا
 کا بیٹا تھا اور فرمایا کہ خرید کے ساتھ جوڑا کر دو تو لوگوں نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ
 نے ان دونوں سے بہت (اولاد کا) پھیلا دیا۔ ابو عمر، عمرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو جوڑے دیئے۔ بعد میں ایک جوڑا بچ گیا۔ تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ
 مجھے بتاؤ کہ ایسا جو کون ہے جس نے ہجرت کی ہو اور اس کے باپ نے بھی۔ تو لوگوں

نے کہا کہ عبداللہ بن عمر تو فرمایا کہ نہیں، لیکن سلیط بن سلیط۔ تو وہ جوڑا اُس کو دے دیا اور یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو ہم نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمتوں کے بیان میں لانا چاہا تھا اور ہر تعریف اور شکر اللہ کے لئے سزاوار ہے اول بھی اور آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی۔ رہا فاروق اعظم کا قرآن عظیم کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ بننا تو یہ کام ایسی صورت سے واقع ہوا کہ اس سے زیادہ انسان کی قدرت نہیں ہے آج مسلمانوں کی جماعت میں سے جو شخص بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق اعظم کا احسان اس کی گردن پر ہے۔ اگر اس نے اس کو جان لیا تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے شکر کے لئے مستعد ہو گا اور اگر نہ جانا یا جانا مگر مقتضائے تعصب اُس کو چھپایا تو اس نے بموجب حدیث **مَنْ كَبَّرَ شِكْرَ النَّاسِ الْإِذْنِي** جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو گا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہ ہو گا، کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وارفنا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو قرآن عظیم ایک مصحف میں جمع نہیں تھا۔ سورتیں اور آیتیں اور اوراق میں لکھی ہوئی اصحاب کے درمیان متفرق پائی جاتی تھیں۔ اگر تم اس کی کوئی مثال چاہو تو فرض کر لو کہ ایک انشاء پرداز اپنے مضامین کو یا ایک شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور کچھ کتابوں کے اوراق پر متفرق چھوڑ گیا۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ چڑیوں کی طرح اڑ کر غائب ہو چاہتے اور بربادی کے کنارے پر لگے ہوئے ہوں۔ اُس انشاء پرداز یا شاعر کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد رشید اُن سب کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور جمع کرنے اور ان کی تصحیح میں پورا کام کرے تو کہا جائے گا کہ گویا ان آثار کو دوبارہ زندگی اس کے ہاتھ سے ملی ہے۔ پہلا شخص جس کے دل میں داعیہ اُکھیا کہ فیضان آیا اور اُس نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے جس کو بمنزلہ اپنے آلہ کے بنالیا، وہ مقصد **إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** کا مضمون اور

آخر **مَا أَرْوْنَا إِرَادَهُ مِنْ حَكَمِ** امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و **الْحَمْدُ أَقْلًا وَآخِرًا دَلَاهِرًا وَبَاطِنًا** اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او در تبلیغ قرآن عظیم و نشر آن پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ اذان مقدور بشر نباشد امروز ہر کہ قرآن مے خواند از طوائف مسلمین منت فاروق اعظم در گردن دوست اگر این را دانست بشکر اللہ تعالیٰ و تبارک قیام نمود و اگر ندانست یا دانست و بمقتضاء عصبیت آنرا کتمان نمود بموجب حدیث **مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ** کفرانِ نعمت در زید چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دار فنا بر رفیقِ اعلیٰ انتقال فرمود قرآن عظیم مجموع در مصحف نمود سورت و آیات در اوراق نوشتہ در میان اصحاب متفرق یافتہ میشد اگر آن را مثلے خواہی فرض کن کہ منشی منشآت خود را یا شاعری قصائد و مقطعات خود را در بیاضها و بر پشت کتابها متفرق گذارد و آن بمنزلہ عصاف بر شرف ضیاع باشند شاگردی رشید از میان شاگردان آن منشی یا آن شاعر ہمہ آن را بترتیب مناسب جمع کند

فَوَاسِئِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ط ہے وہ شخص فاروق اعظم
تھے۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مجھے اہل یمامہ سے جنگ کے زمانہ میں بلایا۔ میں نے دیکھا کہ عمر بن
الخطاب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ مجھ سے ابو بکرؓ نے کہا کہ عمر
میرے پاس آئے اور کہا یوم یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا
شدت کے ساتھ قتل واقع ہوا (کہ سات سو حفاظ شہید ہو گئے)
اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دوسرے مواقع میں اگر اسی طرح قراء
کے قتل میں شدت ہو گئی تو قرآن کا بڑا حصہ جاتا رہے گا۔ اور
میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے
عمر سے کہا کہ تم وہ کیسے کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے کہا واللہ یہ نیک کام ہے۔ تو عمر
مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس
کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور اس کے بارے میں میری
رائے وہی ہو گئی جو عمر کی رائے تھی۔ زید کہتے ہیں کہ ابو بکر
نے کہا کہ تم ایک جوان اور صاحب عقل ہو اور ہمارے نزدیک
مشہور نہیں ہو اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
وحی لکھا کرتے تھے تو قرآن کی جستجو میں لگ جاؤ اور اس
کو جمع کرو۔ (زید کہتے ہیں) خدا کی قسم اگر یہ ایک پہاڑ کو ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مجھے مکلف بناتے تو
وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جس کا انہوں
نے مجھے حکم دیا یعنی جمع قرآن کا کام۔ میں نے کہا کہ تم الیسا کام
کیسے کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ واللہ یہ نیک کام ہے۔ پھر ابو بکر
براہر مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی
اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابو بکرؓ و عمر کا سینہ

دو ہتھام بلوغ در جمع و تجميع آن بکار برو
گویا احیاء آن آثار بدست او واقع شود
اول کے کہ داعیہ الہیہ در خاطر او
ریزش نمود و اورا بمنزلہ جارحہ خود ساخت
در اتمام مراد خویش کہ مضمون و اِنَّا لَهُ
لَحَافِظُونَ ہ باشد و فوای اِن عَلَيْنَا
جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ ط فاروق اعظم بود۔
عمر زید بن ثابت قال اُرسل الی
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتل اہل الیمامہ
فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بکر
ان عمر اتانے فقال اِنَّ القتل قد استخبر
یوم الیمامہ بقراء القرآن
و اتانے اُخبر ان استخبر القتل بالقراء
بالمواطن فیدحب کثیر من القرآن
و انی اری ان تأمر بجمع القرآن قلت
بعمر کیف تفعل شیئاً لم یفعلہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر هذا
واللہ نیر فلم یزل عمر یزاجعنی حتی شرح
اللہ صدبری لذک و رأیت فی ذلک
الذی رأی عمر قال زید قال ابو بکر اِنَّ
رجل شایع عاقل لا یتبک و قد کنت
کتب الوحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتبتیع القرآن فاجمعہ فواللہ
لو کلفونی بنقل جبل من الجبال ما کان
اقل علیّ مما امرت بہ من جمع القرآن

کہول دیا تھا۔ اب میں نے قرآن کی جستجو کی اور اس کو جمع کرتا رہا کھجور کی شاخوں اور سفید پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان عثمان رضی کے پاس آئے اور وہ اہل شام سے فتح آرمینیا اور آذربایجان کے لئے اہل عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ وہاں لوگوں کے اختلاف قرأت نے حذیفہؓ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس امت کو سنبھالنے پہلے اس سے کہ یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی طرح یہ بھی کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمانؓ نے حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ صحیفوں کو ہمارے پاس بھیج دو، ہم اس کو چند مصاحف میں لکھیں گے۔ پھر اس کو تمہارے پاس واپس کر دیں گے تو اس کو حفصہؓ نے عثمان رضی کے پاس بھیج دیا۔ تو انہوں نے حکم دیا زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کو، انہوں نے اس کو مصاحف میں تحریر کیا۔ اور عثمان رضی نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب سے فرمایا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو تم اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن مجید ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب کہ (حفصہؓ کے بھیجے ہوئے) اوراق کو مصاحف میں لکھ چکے تو عثمانؓ نے ان اوراق کو حفصہ رضی کے پاس واپس بھیج دیا اور اطراف ملک میں ایک ایک قرآن جو ان صاحبان نے لکھے تھے رواد کر دیا کہ ان کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعہ اوراق موجود ہو وہ جلادیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بغوی

قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ غَيْرَ فُلَمْ يَزَلِ الْوَكْبُ يُرَايِحُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرُوتُ تَبَعَتْ الْقُرْآنَ أَجْمَعُ مِنَ الْعُسْبِ وَالْإِثْمَانِ وَمُسَدَّرُ الرِّجَالِ أَفْرَجُ الْبَخَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ حَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُفَارِزِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةٍ وَأَذَرَبَيْجَانِ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْرَزَ حَذِيفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حَذِيفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَمَةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَارْسَلْ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنَّ أَرْسَلِي إِلَيْنَا بِالصَّحِيفِ نَنْسُخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ رَدَّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنَ هِشَامٍ فَنَسَخُوا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِرَبِيعِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أْتُمُّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاتَّسَبُّوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّا نَزَّلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصَّحِيفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصَّحِيفَ إِلَى حَفْصَةَ وَارْسَلْ إِلَى كُلِّ أُمَّةٍ بِمِصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا

نے کتاب شرح السنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی شرح میں کہ یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے کہا ہے کہ "اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے بعد یہ کام اس طرح چلتا رہا کہ لوگ اس قراوت کے ساتھ پڑھتے تھے جس قراوت کے ساتھ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور اللہ عز و جل کے حکم سے اُن کو تلقین کیا تھا، یہاں تک کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں قراء کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور اس امر میں شدت پیدا ہو گئی اور کھلم کھلا بعض نے بعض کو کافر کہنا اور بیزاری کا اظہار شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں میں تقریباً کلمہ اندیشہ کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے امت کو جمع کر دیا ایک مصحف پر صحابہ کے عمدہ اختیار کے ذریعہ سے ایسے مصحف پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ملاحظہ میں آیا ہوا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایک جگہ لکھنے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ کاغذ کے ٹکڑوں میں متفرق تھا، صحابہ کے مشورہ کے ساتھ اس زمانہ میں جب کہ باجمہ کی جنگ میں قتل کا پورا زور قراء قرآن پر پڑ گیا تھا اور اُن کو قرآن کے کثیر حصہ کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو گیا۔ بوجہ اس کے حاملین کے شہید ہو جانے کے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو مصحف واحد میں (اُن متفرق ٹکڑوں سے نقل کر کے) جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ یہ مسلمانوں کے لئے اصل قرار پائے جس کی طرف وہ رجوع کریں اور اس پر اعتماد کریں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف میں اس کے لکھنے کا حکم دیا اور قوم کا اس پر اجماع ہو گیا۔ اور حکم دیا کہ جو اس سے مختلف ہیں اُن کو جلا دیا جائے تاکہ مادہ خلاف

وامر بما سواہ فی کل مصحفہ او مصحف
ان یحرقوا خیر بئہ البغاری و قال
البغوی فی شرح السنۃ فی شرح قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا القرآن
نزل علی سبعة اُحرف وکان الامر علی
ہذا حیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبعدہ کانوا یقرءون بالقراءۃ اللّٰتی اُقرأہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقنہم باذن
اللہ عز و جل علی ان وقع الاختلاف بین القراء
فی زمان عثمان بن عفان واشتد الامر فیہ
حتی اظہر بعضهم کفار بعض والبراءۃ منہ و
خافوا الفرقة فاستشار عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ الصحابۃ فی ذلک فجمع اللہ تعالیٰ الامۃ
بحسن اختیار الصحابۃ علی مصحف واحد ہو
آخر العرصات من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ امر بکتابہ جمعا بعد ما کان متفرقا فی
الرقاع بمشورۃ الصحابۃ عین استخرا نقل
بقراء القرآن یوم الیامۃ فافوا ذلک
کثیر من القرآن بذلک حکمۃ فامر بجمعه
فی مصحف واحد لیسکون اصلا للمسلمین
یرجعون الیہ ولعندون علیہ فامر عثمان بن عفان
فی المصاحف وجمع القوم علیہ و امر
بتحریق ما سواہ قلعاً لِمادۃ الخلاف
وکان ما یخالف الخط التفق علیہ فی حکم

النسوخ والمرفوع كسائر ما نسخ و رُفِع
منه باتفاق الصحابة عليه والكتوب بين
الوجنين هو المحفوظ من الله عز وجل
لعباد وهو الامام للائمة وليس لأحد
ان يغيره وفي اللفظ اية ما هو خارج من
رسم الكتابة والتواتر قائما بالقراءة بالغات
المتغيرة مما يوافق الخط والكتاب فالقصة
فيها باقية والتوسعة قائمة بعد ثبوتها
ومجئها بنقل الرسول عن الرسول صلى
الله عليه وسلم على ما قرأ به القراء
المعروفون بالنقل الصحيح عن الصحابة رضي
الله تعالى عنهم روى عن خارجة بن زيد
بن ثابت قال القراءة سنة وادوية
والله اعلم ان اتباع من قبلنا في
الحروف وفي القراءة سنة مشبعة
لا يجوز فيه مخالفة المصحف الذي هو
امام ولا مخالفة القراءة التي هي مشهورة
وان كان غير ذلك سائغا في اللغة
اجتمعت الصحابة والتابعون فمن بعدهم
على هذا ان القراءة سنة ليس
لأحد ان يقرأ حرفا الا بآثر صحيح عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم موافق
لخط المصحف اخذه لفظا وتلقينا بعد
ازان که قرآن عظیم در مصحف مجموع شد
فاروق اعظم ساهبا در فکر تصحيح او صرف

کو قطع کر دیا جائے اور جو اس متفق علیہ خط کے مخالف تھا وہ
منسوخ اور مرفوع کے حکم میں آگیا مثل اُن سب چیزوں کے جو منسوخ
کی گئیں اور اُن کا حکم اٹھا دیا گیا۔ اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور
جو کچھ دوح و لوح (یعنی دو کتوں) کے درمیان لکھا ہوا موجود ہے وہی ہے
جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے کیا گیا وہی سنت
کا امام ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی لفظ قرآن کے بارے میں اس کی
رسم کتابت اور اسلوب کے خلاف کی طرف تجاوز کرے۔ رہا قراءت لفظ
مختلفہ کے ساتھ کا معاملہ جو موافق ہو خط اور کتابت کے تو اُس میں گنجائش
باقی ہے اور توسع قائم ہے اُس کے ثبوت اور ایسی صحت کے بعد جو صحابہ
عدل لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کے ذریعہ سے
حاصل ہوئی ہو جن کی بنا پر ہمارے قراء معروف قراءتوں کے ساتھ قراءت
کرتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل صحیح کے ساتھ منقول ہیں۔
مروی ہے خارجہ بن زید بن ثابت سے کہ کہا کہ قراءۃ سنت ہے اور ان
کی مراد اس سے یہ ہے "اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے" کہ حروف
میں اور قراءت میں اُن کا اتباع جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ایسا طریقہ
ہے جس کا اتباع ہوتا چلا آ رہا ہے اس میں اُس مصحف کی مخالفت جائز
نہیں جو امام (یعنی اصل) ہے۔ اور نہ اُس قراءت کی مخالفت جائز ہے
جو مشہور ہو چکی ہے اگرچہ لغت کے اعتبار سے دوسری صورت بھی جائز ہو۔
اس امر پر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ قراءۃ
سنت ہے، کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی حرف کی قراءت کرے مگر اس اثر
کے مطابق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ ثابت
ہو، وہ اثر مطابق ہو مصحف کے خط کے جس کو لفظ اور تلقین کے ساتھ افہم
کیا ہو۔ قرآن عظیم کے مصحف میں جمع ہو جانے کے بعد بھی فاروق اعظم
نے اُس کی تصحیح کے فکر میں بہت برس گزار دیئے۔ صحابہ کے ساتھ
مناظرے کرتے رہے۔ جب حق بات لکھے ہوئے کے مطابق ظاہر

ہوتی تھی تو اس کو باقی رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کے خلاف سے روکتے تھے، اور کبھی لکھے ہوئے کے برخلاف حق ظاہر ہوتا تھا، اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا کر اس کے بجائے جو کچھ حق ثابت ہوتا تھا اس کو لکھ دیتے تھے۔ ہم ان دو شق کی مثال تحریر کرتے ہیں:- عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ان کا ایک شخص پر گز رہا جو پڑھ رہا تھا اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ اَلَا کُوْنُوْا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُنْزِلَتْ ہک تو عمرؓ اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا کہ پھر پڑھ تو پھر وہی پڑھا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ یہ آیت تجھ کو کس نے پڑھائی؟ اُس نے کہا کہ ابی بن کعب نے۔ تو فرمایا کہ میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ تو ان کے پاس پہنچے۔ ابی اس وقت اپنے تکیہ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے سر میں گتھا کر رہے تھے۔ عمرؓ نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا اے ابو المنذر۔ ابی نے کہا بلیک۔ عمرؓ نے کہا کہ اس نے مجھے خبر دی کہ آپ نے اس کو یہ آیت پڑھائی ہے۔ ابی نے کہا کہ اس نے سچ کہا۔ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے؟ ابی نے کہا ہاں میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے۔ تین مرتبہ سوال و جواب کا اعادہ ہوا ہر مرتبہ ابی رض وہی کہتے رہے تیسری مرتبہ جب کہ ابی غضبناک ہو گئے تو انہوں نے یہ کہا ہاں واللہ اس آیت کو اللہ نے جبریل پر نازل کیا اور جبریل نے اس کو محمدؐ پر نازل کیا اور اُس میں نہ خطاب سے اجازت لی اور نہ اس کے بیٹے سے۔ تو عمرؓ نکلے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہے تھے۔ اُس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ فاروق اعظم وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ کا واؤ

نمود مناظر با اصحابہ میکرد گاہی حق بر وفق مکتوب ظاہر میشد پس آنرا باقی میگذاشت و مردمان را از خلاف آن باز میداشت۔ و گاہی حق برخلاف مکتوب ظاہر میشد درین صورت مکتوب را حکت میفرمود و بجای وی انچه محقق میشد می نوشت مثال این دو شق می نگاریم عن عمر بن الخطاب انه مر برجل وهو یقول اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ اَلَا کُوْنُوْا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الی آخر الایۃ فوقت علیہ عمر فقال انصرف فلما انصرف قال له من اقرأک هذه الایۃ قال اقرأنیہا ابی ابن کعب فقال انطلقوا بنا الیہ فالتلقوا الیہ فاذا ہو یسکے علی وسادۃ یرجل رأسہ فکلم علیہ فقرأ السلام فقال یا ابا المنذر کمال لبیک قال اخبرنی ہذا انک اقرأت هذه الایۃ قال صدق تلقیہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر انت تلقیہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم اما تلقیہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرّات کل ذلک یقول قال فی اثنا لثتہ وهو غضبان نعم واللہ لقد انزلہا اللہ علی جبریل وانزلہا جبریل علی محمدؐ فلم یثامر فیہا الخطاب ولا ابنہ فخرج عمر وهو رافع

یہ یہ وہو یقولُ اللہ اکبر اللہ اکبر اخرجہ
الحاکم ومعنی ابن حدیث آنت کہ
فاروق اعظم وادور الذین اتبعوہم
نمی خواند و بعد مناظرہ ابی بن کعب ظاہر
شد کہ صحیح وجود دست پس در مصحف
ہمان صحیح را اثبات نمود۔ و عن ابی ادریس
عن ابی بن کعب انہ کان یقرأ اذ جعل
الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ
حمیۃ البجاہلیۃ ولو حیثہم کما
سجوا الفسد المسجد الحرام فانزل
اللہ سیکنتہ علی رسولہ فبلغ ذلک
عمر فاشتد علیہ فبعث الیہ وہو یتنہا باقۃ
لہ فدخل علیہ فدعا ناسا من اصحابہ فیہم
زید بن ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃ
الفتح فقرأ زید علی قرأتنا الیوم فغلظ لہ
عمر فقال لہ اے اے انکم فقال تکلم فقل
لقد علمت انی ادخل علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یقرئنی وانتم بالباب فان
اجبت ان اقرء الناس علی ما اقرؤنی
اقرؤت والاکم اقرؤ عرفا ما حیث قال
بل اقرء الناس اخرجہ الحاکم۔ و بمعنی
ابن حدیث آن است لو حیثہم کما سجوا
متواتر نیست بلکہ قراءت شاذہ است
پس آنرا در قرآن داخل نکردند۔ بعد ازان
قراء صحابہ را امر فرمود بدریں قرآن و

نہیں پڑھتے تھے۔ اور ابی بن کعب سے مناظرہ کے بعد ظاہر ہوا کہ یہاں
واو کا ہونا صحیح ہے۔ اس کے بعد آپ نے مصحف میں اس جگہ واو کو
درج کر دیا۔ اور ابو ادریس سے مروی ہے وہ ابی بن کعب سے روایت
کرتے ہیں کہ وہ پڑھا کرتے تھے اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم
الحمیۃ حمیۃ البجاہلیۃ ولو حیثہم کما سجوا الفسد
المسجد الحرام فانزل اللہ سیکنتہ علی رسولہ یہ بات
عمر کو پہنچی تو ان پر شاق گذری تو ان کے پاس آدمی کو بھیجا اور وہ اپنی
اونٹنی پر قطران مل رہے تھے۔ تو ابی عمر رض کے پاس آئے۔ پھر آپ نے
اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو بلایا ان میں زید بن ثابت بھی
تھے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون سورۃ فتح کی قراءت کرے گا تو زید بن
ثابت نے ہماری آج کی قراءت کے مطابق پڑھی۔ اس کے بعد عمر ابی
بن کعب پر ناراض ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں
عمر نے کہا کہ کہئے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آہم تھا اور وہ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور تم
دروازے پر ہوتے تھے اور اگر آپ یہ بات پسند کریں کہ جس قراءت
پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے، میں لوگوں کو پڑھاؤں
تو پڑھاتا رہوں گا ورنہ میں جب تک زندہ ہوں ایک حرف بھی نہ
پڑھاؤں گا۔ عمر رض نے کہا نہیں لوگوں کو پڑھاتے ہوئے۔ اس کو حاکم نے
روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ولو حیثہم کما سجوا
متواتر نہیں ہے بلکہ قراءت شاذہ ہے۔ تو آپ نے اس کو قرآن
میں داخل نہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے قراء صحابہ کو قرآن پڑھانے
کا حکم دیا اور حوام کو ان سے قرآن حاصل کرنے کی طرف رغبت
دلائی اور اس بارے میں آپ نے سنی بلیغ کی اور قراءت کے
درس کا وہی سلسلہ آج تک باقی ہے۔ مروی ہے عمر بن الخطاب
سے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے

عوام را تحریر نمود برانخذ از ایشان
 و درین باب مبالغہ تمام بکار برد و سلسلہ
 ہمان مردم در قراوت الے ایوم باقی است
 عن عمر بن الخطاب انه خطب الناس
 فقال من اراد ان يسأل عن القرآن
 فليأت أبي بن كعب الحديث اخرج
 الحاكم وحقن عبد الرحمن بن عبد القاري
 في تقية الترايخ فجمعهم على أبي بن كعب
 الحديث اخرج الشبان وحقن عمراء
 قال طه اقصانا و ابي اقرنا و انا
 كسدر بعض ما يقول ابي و انه يقول
 اغزيت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ولا ادعه وقد قل الله تعالى ما كنسكم من
 آية اذ نسيها اخرج الحاكم وحقن
 الحارث بن مضر قال قرأت كتاب عمر
 الى اهل الكوفة الم بعد فاني بعثت اليكم عمار
 امير عبد الله بن مسعود معلما و وزيرا
 و هما من النبلاء من اصحاب رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فاسمعا لهما و اقتدا
 بهما فانه قد اقرتكم بعبد الله ط
 نفسى اثره اخرج ابو عمر وحقن قيس
 بن مروان في تقية طويلة ان عمر رضى الله
 تعالى عنه قال قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم من سره ان يقرأ القرآن
 ربنا كما انزل فليقرأه على قراوة ابن

بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو ابی بن کعب کے پاس جانا
 چاہئے۔ آخر حدیث تک۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمن
 بن عبد القاری سے تراویح کے فقہ میں اس طرح مروی ہے
 (عمر فرماتے ہیں) پھر میں نے لوگوں کو جمع کیا ابی بن کعب پر۔ اس
 کو شیخین نے روایت کیا۔ اور عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
 کہ ہم میں علی سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے اور ابی سب
 سے زیادہ قاری ہے۔ اور ہم ابی کی سنائی ہوئی بعض چیزوں کو
 چھوڑتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے لیا ہے اور میں ان کو نہ چھوڑوں گا حالانکہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا اس کو حاکم
 نے روایت کیا۔ اور حارث بن مضر سے مروی ہے کہ میں نے
 اہل کوفہ کے نام عمرؓ کا خط پڑھا ہے امتا بعد میں تمہارے
 پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم بنا کر اور
 وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اصحاب میں سے اشرف میں سے ہیں ان دونوں کی بات
 سنو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبد اللہ کو بھیج کر دیا کیا ہے
 کیا اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔
 اور مروی ہے قیس بن مروان سے ایک طویل قصہ میں کہ عمر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی قرأت کرے تازہ بتازہ
 جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے تو جاسے کہ اس کو ٹرے ابن
 ام عبد کی قراوت کے مطابق اس کو احمد نے شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور شہر
 و معروف قراء اپنی قراوت کی سند صحابہ تک لے گئے ہیں۔ چنانچہ عبد اللہ بن
 کثیر اور نافع سند لے گئے ابی بن کعب تک، اور عبد اللہ بن عامر سند لے گئے
 عثمان بن عفان تک۔ اور عاصم سند لے گئے علی اور عبد اللہ بن مسعود اور
 زید تک، اور حمزہ سند لے گئے عثمان اور علی تک اور ان سب نے پڑھا

اُمِّ عَبْدِ - اخبره احمد في شرح السنة
 والقراء المعروفون اسندوا قراءتهم الى
 الصحابة فجد الله بن كثير ونافع اسندوا الى
 ابني بن كعب وعبد الله بن عامر اسند
 الى عثمان بن عفان واسند عاصم الى
 علي وعبد الله بن مسعود وزيد واسند حمزة
 الى عثمان وعلي وهؤلاء قراء وعلى النبي
 صلى الله عليه وسلم وتعن احمد بن المقاسم
 بن ابى بردة قال سمعت عكرمة بن سليمان
 يقول قرأت على اسمعيل بن عبد الله
 بن قسطنطين فلما بلغت والضعف كبرت
 حتى ختم وَاخبر انه قرأ على عبد الله
 بن كثير فامره بذلك واخبره عبد الله
 بن كثير انه قرأ على مجاهد فامره بذلك
 وَاخبره مجاهد ان ابن عباس امره بذلك
 وَاخبره ابن عباس ان ابي بن كعب
 امره بذلك واخبره ابني بن كعب
 ان النبي صلى الله عليه وسلم امره بذلك
 اخبره الحاكم وعن الشافعي انه قال حدثنا
 اسمعيل بن عبد الله بن قسطنطين
 قال قرأت على شبيل واخبر شبيل انه
 قرأ على عبد الله بن كثير وَاخبر عبد الله
 انه قرأ على مجاهد وَاخبر مجاهد انه قرأ على
 ابن عباس وَاخبر ابن عباس انه
 قرأ على ابي بن كعب وقال ابن عباس

اس کو روایت کیا حاکم نے اور مردی ہے اعمش سے کہا کہ میں نے قرآن پڑھا ہے بجلی بن وثاب کے آگے تیس مرتبہ اور بجلی نے پڑھا ہے علقمہ سے اور علقمہ

نے پڑھا عبد اللہ سے اور عبد اللہ نے پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَالرَّجَزُ فَالْحَجُّ راکے زیر کے ساتھ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے عوام کو بتائیکہ تمام حکم دیا کہ قرآن کو صرف ایسے ہی شخص سے حاصل کریں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسناد صحیح رکھتا ہو۔ اس کے بعد آپ نماز فجر وغیرہ میں لمبی قراءت اختیار کرتے رہے جیسا کہ ایک داستان اس باب میں گزر چکی ہے۔ گویا یہ معمول اس مصلحت سے اختیار کیا تھا کہ مسلمان ان کی قراءت کو سنیں اور اس باب میں صحیح ذوق حاصل کر لیں۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لَحْن یعنی نحو اور لغت کے سیکھنے کی طرف رغبت دلائی تاکہ محاورات عرب کو سمجھیں۔ مورتق عجمی سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ فرائض کو اور لحن یعنی نحو و لغت اور سنن (یعنی حدیث) کو سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اس کو روایت کیا دارمی نے۔ کثافت میں اس آیت إِنَّ اللَّهَ يَرْسِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو بولا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ شخص اس کا گریبان پکڑ کر عمر کے پاس لایا تو اعرابی نے اس کی قراءت کو عمر کے سامنے دوہرایا۔ تو اس وقت عمرؓ نے عربیت کی تعلیم کا حکم دیا تھا۔ فاروق اعظم کی یہ کوشش قرآن عظیم کے حفظ کے بارے میں تھی۔ رہی تفسیر قرآن تو اس کا بھی چوٹی کا کام حضرت فاروق اعظم

قرأ ابی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشافعی وقرأت علی اسمعيل بن عبد اللہ بن قسطنطین اخرجہ الحاکم وعن الاعمش قال قرأت القرآن علی یحییٰ بن وثاب ثلثین مرۃ وقرأ یحییٰ علی ملقنہ وقرأ علقمہ علی عبد اللہ وقرأ عبد اللہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالرَّجَزُ فَالْحَجُّ بِجسر الراء اخرجہ الحاکم۔ بعد ازان عوام را بتائیکہ تمام امر کرو کہ قرآن را اذخ نکنند الا از شخصے کہ اسناد صحیح باسجناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم داشته باشد۔ بعد ازان در نماز فجر وغیرہ قرأت طویلہ اختیار مسی کرد چنانکہ داستانے درین باب گذشت گویا ایں معنی بہت آن بود کہ مسلمان قرأت اور اشنوند و درین باب حذائق پیدا کنند بعد ازان تحریر فرمود مسلمین را بر تعلیم لحن یعنی نحو و لغت تا روزمرہ عرب دانند عن مورتق العجمی قال عمر بن الخطاب تعلّموا الفرائض واللحن والسنن كما تعلّمون القرآن اخرجہ الدارمی۔ فی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ يَرْسِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ مکی إِنَّ اعرابیا سمع رجلاً یقرأ فقال اِنَّ کان اللہ بریّاً من رسولہ فانا منہ بریّ فلبتہ

الرَّجُلُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَرَأَتْ
فَإِنْهَا أَمْرُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ - اَيْنَ بُوَد
سعی فاروق اعظم در حفظ نظم قرآن عظیم
اما تفسیر قرآن پس زدہ سنام آن بر
دست حضرت فاروق اعظم بظہور آمد
اِذَا نَجَلَهُ اسْتَزْدَلْ بِبَيَارِي اِذَا اَيَاتِ
قرآن موافق رای اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و فصلی درین باب سابق بیان کردیم و
اِذَا نَجَلَهُ اسْتَزْدَلْ بِبَيَارِي حضرت
فاروق در میان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم و امت او در سؤال مسئلہ کہ
میتج نزول آیات گشت۔ عن ابن عباس
قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَالَّذِينَ
يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
كَبُرَ ذِكْرُكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عَمْرُو
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَا اُفْرِجُ عَنْكُمْ
فَانْطَلِقُوا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ
عَلَى اَصْحَابِكَ هَذِهِ الْآيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ
لَمْ يَفْرِضْ الزَّكَاةَ اِلَّا لِيُطَيَّبَ مَا بَقِيَ
مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنَا فَرَضْتُ الْوَارِثَةَ وَ
ذَكَرْتُ لِيَسْتَكُونَ لِي مِنْ بَعْدِ كَمْ قُلْ
فَلَبَّسَ عَمْرُو ثَمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَلَا اَجْمُرُكُمْ بِخَيْرِ مَا يَكُنْزِي الْمَرْءُ
الْمَرْءُ الْقَالِحَةَ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّوْهُ
اِذَا اَمْرًا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا

کہ ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اُن میں سے ایک ہے قرآن شریف
کی بہت سی آیات کا نزول حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
کی رائے کے مطابق۔ اور اس کے بارے میں اس کتاب
کی ایک فصل میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک
ہے حضرت فاروق کا واسطہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اور امت کے درمیان ایک مسئلہ کے سوال
میں جو بعض آیات کے نزول سے لوگوں میں ہيجان کا
سبب بن گیا تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ اکہ جب
یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ تو یہ مضمون مسلمانوں پر جاری گزرا، تو
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس فکر کو
زائل کروں گا تم میرے ساتھ چلو۔ تو دو لوگوں کو ساتھ
لے جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اصحاب پر
یہ آیت جاری گذر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے تاکہ جو
کچھ تمہارے اموال باقی رہیں اُن کو پاک کرے اور
اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے۔ اور
اس کلمہ کا ذکر اس لئے کیا تاکہ تمہارے پس ماندوں کے
پاس مال (متروکہ) رہے۔ کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم
کو خبر نہ دوں ایک مرد کے لئے بہترین خزانہ کی؟ وہ
نیک بی بی ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ
اُس کو خوش کر دے اور جب مرد اُس کو کوئی حکم
دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ غائب
ہو تو اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کو حاکم نے روایت

کیا۔ اور اُن میں سے ہے قرآن کی بہت سی مشکلات کی تفسیر مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا "وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ الْهَوٰی (۱۴۲:۴) اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم سب اس واقعہ کے گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روزیوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے" تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، پھر اس کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس میں سے ایک ذریت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ لوگ اہل جنت کے اعمال کریں گے۔ پھر آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ایک ذریت کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان کو نار کے لئے پیدا فرمایا اور یہ لوگ اہل نار کے اعمال کریں گے۔ پھر اُس شخص نے کہا کہ پھر عمل کس چیز میں ہوگا۔ کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہل جنت کے عمل کا یہاں تک کہ اُس کی موت کسی ایسے عمل پر آئے گی جو اہل جنت کے اعمال میں سے ہو پھر اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور جب اللہ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہل نار کے عمل کا یہاں تک کہ اس کی موت اہل نار کے اعمال میں

خفقت ما خرجہ الحاکم۔ و ازان جملہ تفسیر بسیاری از مشکلات قرآن عن مسلم بن یسار ابجہ ان عمر بن الخطاب سئل عن ہذہ آیتہ وَاِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ خال عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ خَلَقَ اٰدَمَ مَسْحَ ظَہْرِهِ بيمينہ فاستخرج منه ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للجنة و یعمل اہل الجنة یعملون ثم مسح ظہرہ فاستخرج منه ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للنار و یعمل اہل النار یعملون فقال الرجل فنیفم الی عمل یا رسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اہل الجنة حتی یموت علی عمل من اعمال اہل الجنة فیدخلہ اللہ اللہ الجنة و اذا خلق العبد للنار استعمله بعمل اہل النار حتی یموت علی عمل من اعمال اہل النار فیدخلہ اللہ النار اخرجه الترمذی۔ وعن یعلیٰ

سے کسی عمل پر آئے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو نار میں داخل کرے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور مروی ہے یحییٰ بن امیہ سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ (اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا) بلکہ ضروری ہے کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر پریشان کریں گے (۴: ۱۰) اور اب لوگ مامون ہو چکے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی اس چیز سے حیران ہوا ہوں جس چیز سے تم حیران ہوئے۔ پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ ایک صدقہ (یعنی علیہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو مرحمت فرمایا تو اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور عبید بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کا اَلْیَوْمَ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ فَقَالُوا اللّٰهُ اَعْلَمُ فَقَضِبَ فَقَالَ قُولُوا نَعْلَمُ اَوْلَا نَعْلَمُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ نَفْسِ امْرِئٍ شَيْءٌ يَا امِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ قُلْ يَا ابْنَ اَخِيْ وَلَا تَحْمِرْ لِنَفْسِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّرْبُوبٌ مِّثْلًا یَعْمَلُ فَقَالَ عُمَرُ اَمْ یَعْمَلُ فَقَالَ یَعْمَلُ فَقَالَ عُمَرُ رَجُلٌ غَنَى یَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهٗ الشَّیْطٰنِیْنَ فَعَمِلَ بِالْعَاصِیِ حَتّٰی اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ كُلَّهَا اٰخِرُہِ الْحَاکِم۔ وَعَنْ عُمَرَ عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہَا قَالَ اِنَّ الشَّرَّابَ کَاثِرًا یُقَرَّبُوْنَ عَلٰی عہدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِالْاَیْدِیِ وَ النَّعَالِ وَ الْعَصَا حَتّٰی تَوْنِی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَ کَاثِرًا فِیْ خِلَافَتِہِ اِلٰی یَوْمِ

سے کسی عمل پر آئے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو نار میں داخل کرے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور مروی ہے یحییٰ بن امیہ سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ (اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا) بلکہ ضروری ہے کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر پریشان کریں گے (۴: ۱۰) اور اب لوگ مامون ہو چکے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی اس چیز سے حیران ہوا ہوں جس چیز سے تم حیران ہوئے۔ پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ ایک صدقہ (یعنی علیہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو مرحمت فرمایا تو اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور عبید بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کا اَلْیَوْمَ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ فَقَالُوا اللّٰهُ اَعْلَمُ فَقَضِبَ فَقَالَ قُولُوا نَعْلَمُ اَوْلَا نَعْلَمُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ نَفْسِ امْرِئٍ شَيْءٌ يَا امِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ قُلْ يَا ابْنَ اَخِيْ وَلَا تَحْمِرْ لِنَفْسِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّرْبُوبٌ مِّثْلًا یَعْمَلُ فَقَالَ عُمَرُ اَمْ یَعْمَلُ فَقَالَ یَعْمَلُ فَقَالَ عُمَرُ رَجُلٌ غَنَى یَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهٗ الشَّیْطٰنِیْنَ فَعَمِلَ بِالْعَاصِیِ حَتّٰی اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ كُلَّهَا اٰخِرُہِ الْحَاکِم۔ وَعَنْ عُمَرَ عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہَا قَالَ اِنَّ الشَّرَّابَ کَاثِرًا یُقَرَّبُوْنَ عَلٰی عہدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِالْاَیْدِیِ وَ النَّعَالِ وَ الْعَصَا حَتّٰی تَوْنِی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَ کَاثِرًا فِیْ خِلَافَتِہِ اِلٰی یَوْمِ

رضی اللہ عنہ اکثر منہم فی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر کوفرضنا
لہم جدًا فتوحی نوحًا ما کانوا یفرضون
فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ نجلہم اربعین
حتی توفی ثم قام من بعدہ عمر فجلدہم
کذلک اربعین حتی اتے برجل من
المہاجرین الاولین وقد کان شراب فامر بہ
ان یجلد فقال لم یجلدنی بنی وبنیک
کتاب اللہ عز وجل فقال عمر رضی اللہ
عنہ فی اہی کتاب اللہ شجرہ انی لا اجدک
فقال ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ لیس
علی الذین امنوا و عملوا الصالحات
جناح فیما طعموا الا یہ فانما من
الذین امنوا و عملوا الصالحات ثم اتقوا
وامنوا ثم اتقوا و احسنوا شہدت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرًا
والحدیبیۃ والحدق والشاحہ
فقال عمر رضی اللہ عنہ الا ترمدون علیہ
ما یقول فقال ابن عباس ان ہؤلاء
الآیات انزلت منذرًا للمؤمنین و محبتہ
علی الباقین لان اللہ عز وجل یقول
یا ایہا الذین امنوا انما الخمر
والمیسر و الانصاب و المازلام
رجس من عمل الشیطان

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ
کی خلافت کے زمانہ میں ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
سے زیادہ تھے تو ابو بکر نے کہا کہ ہم اگر ان کے لئے ایک حد مقرر کر دیں تو
مناسب ہو۔ تو انہوں نے غور کیا ان طریقوں پر جن سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو مارا جاتا تھا۔ تو ابو بکر نے کہا کہ ہم ان
کے چالیس کوڑے ماریں گے (اس عمل پر ہوتا رہا) یہاں تک کہ ابو بکر کی
وفات ہو گئی۔ پھر ان کے بعد خلافت پر عمر قائم ہوئے تو وہ بھی ان کے
اسی طرح چالیس کوڑے گواتے رہے، یہاں تک کہ مہاجرین اولین
میں کے ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اس کے بھی کوڑے
مارنے کا حکم دیا۔ تو اس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو۔ تو
میرے اور تمہارے درمیان اللہ عز وجل کی کتاب موجود ہے۔ تو
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کونسی کتاب اللہ میں یہ حکم پاتا ہے کہ میں
تیرے کوڑے نہ لگواؤں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا
ہے لیس علی الذین امنوا ۱۱ امنوا ۱۵ (۹۳: ۵) ایسے لوگوں پر جو ایمان
رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس
کو انہوں نے کھایا پی یا آخر تک۔ تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان
لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، پھر یہ سب گار بنے اور ایمان لائے پھر
یہ سب گار بنے اور خوب نیک عمل کئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں اور خندق میں اور تمام غزوات میں۔ تو
عمر رضی اللہ عنہ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم اس کا رد نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا
ہے تو ابن عباس نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں گزرے ہوئے لوگوں کے
لئے منذ بناک اور باقی لوگوں پر حجت بنا کر کہ اللہ عز وجل (اس آیت سے پہلے)
فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا ۱۱ امنوا ۱۵ انما الخمر و المیسر و المازلام و المیسر
بات یہی ہے کہ شراب اور جو اور ربت وغیرہ اور قرعہ کے تیریہ سب گندی باتیں
شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو۔ ابن عباس نے اس پوری

فَاجْتَنِبُوا ثُمَّ قَرَأَ حَتَّى انْفَضَّ
الْآيَةُ الْآخِرَى لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا
لَمْ يَتَّقُوا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ
اتَّقُوا وَاحْسِنُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
قَدْ هَيَّأَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرُ فَهَذَا عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ صَدَقَتْ فَمَاذَا تَرَوْنَ فَقَالَ عَلِيٌّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَرَاهُ إِذَا شَرِبَ سَكَّرَ
وَإِذَا سَكَّرَ هَيَّأَ وَإِذَا هَيَّأَ انْفَضَّتْ
وَعَلَى الْمُفْتَرِي شَامُونَ بَلَدَةٌ فَأَمْرٌ عَمْرٍو
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَلَدُ شَامِيْنَ أَخْرَجَهُ
الْحَاكِمُ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِي يَقُولُ مَرَّ عَمْرٍو
بِابْنِ الْأَخْبَابِ قَالَ فَتَادَاهُ
يَا رَاهِبُ قَالَ فَانْشَرَفَتْ عَلَيْهِ فَبَعَلَ
يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَبْكِي قَالَ فَقِيلَ لَهُ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ مَنْ هَذَا قَالَ ذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ
تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ
تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً تَنْشَفُ مِنْ
عَيْنِ أَنْبِيَةٍ فَذَلِكَ الَّذِي أَبْكَانِي
أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَرَأَى فِيهِ مَبْهُوتٌ كَثِيرٌ
مَنْ بَابِ دَانَسْتِ لَكُمُ مَرْضَى شَارِعٌ فِي
آيَاتِ صِفَاتٍ مِثْلَ وَجْهِهِ وَدِيمِ عَرْمِ غَوْضٍ
لَوْ فِي تَفْسِيرِ أَنْ وَرَأَى آيَاتٍ مُجْمَلَةً أَحْكَامِ
عَدَمِ تَعْيِينِ مَرَادِ عَلَى وَجْهِ الْجَزْمِ بِتَأْصِيْقِ

آیت کی قراءت کے بعد دوسری آیت پڑھی لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ثُمَّ اتَّقُوا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقُوا وَاحْسِنُوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع
کیا ہے کہ شراب پی جائے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا اب تمہاری کیا
رائے ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شراب پی تو نشہ ہوا اور جب
نشہ ہوا تو ہنریاں ہوا اور ہنریاں ہوا تو افتراء کرنے لگا اور مفتری پر حد کے
اسی کوڑے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسی کوڑے لگائے گئے
اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے
ابو عمران جوئی سے سنا وہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب کا ایک راہب
کے صومعہ پر گذر ہوا۔ کہا کہ انہوں نے اس کو پکارا کہ اے راہب!
کہا کہ پھر وہ اہر سے بھاگتا تو عمرؓ نے اس کو دیکھ کر۔ روٹنا شروع کر دیا
کہا کہ پھر ان سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین یہ کون ہے کہ اس کو
دیکھ کر آپ روٹے، کہا کہ مجھے حق تعالیٰ کا قول جو اس کی کتاب میں ہے
يَا دَاغِيَا عَامِلَةً نَاصِبَةً تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً (۱۸: ۳۰، ۵۴)
بہت سے چہرے مصیبت جھیلے والے خستہ ہوں گے اور آتش سوزن
میں داخل ہوں گے (اور کھولتے ہوئے چشمہ سے اُن کو پانی پلایا جائے
گا)۔ یہ ہے وہ بات جس نے مجھے رُلا دیا اس کو حاکم نے روایت کیا بلکہ
اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ جان لینا چاہئے کہ شارح کی مرضی یہ
صفات مثل وجہ (چہرہ) اور ید (ہاتھ) کی تفسیر کے بارے میں یہ ہے کہ
اس کی کاوش میں نہ پڑیں اور ایسی آیات کے بارے میں جو احکام
کے اعتبار سے عمل میں ان میں تعین مراد کسی خاص احتمال پر جزم و یقین
نہ کیا جائے تاکہ امت کے لئے تنگی نہ واقع ہو۔ بلکہ اس قسم کے مجتہدین
سوال کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مشکوٰۃ میں سعد بن ابی
وقاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جزم کے اعتبار سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ شخص ہے

است لازم نیاید بلکہ سوال را در مثل
این مبحث نمی پسندیدند۔ فی المشکوۃ
عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اعظمَ المسلمین
جرماً مَنْ سألَ عن شَیْءٍ لَمْ یُحَرِّمْ عَلَیْهِ
النَّاسَ فَرَّجَ مِنْ اَجْلِ مُسْئَلَتِهِ متفق علیہ
و چون قرآن راستار است بر زبان
قریش نازل شدہ در قرن اول کہ
ہنوز زبان ایشان مختلط نشدہ بود
داہل عراق و دین و شام با ایشان نہ
پیوستہ بودند چندان محتاج بشرح غریب
نبودند از اسباب نزول انچہ واجب
البحث است در تفسیر اکثر مردم میدانستند
و انچہ محتاج الیہ نبود از جهت آنکہ اشارات
قرآن بران تمکینہ ندارد و البقرۃ لعموم
النظم لا بسبب النزول بل انہی بدعتند
و اکثر از تفاسیل قصص اسرائیلیہ
نیز مرعی نبود بالجملہ ہمیں امور سبب
آن شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
این مبحث را اعتناء تمام نفرمودند حالانکہ
بیان قرآن در منصب نبوت داخل بود
قال اللہ تبارک و تعالی لِّلنَّبِیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نَزَلَ اِلَیْہِمْ و ہمیں امور بعینہا
باعث آن شد کہ فاروق اعظم اکثر در
تکلم این مباحث تمایذ واللہ اعلم

جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو لوگوں پر حرام نہیں کی گئی تھی
مگر اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔ یہ حدیث
متفق علیہ ہے۔ اور چون کہ قرآن بالکل ٹھیک ٹھیک قریش
کی زبان پر قرن اول میں نازل ہوا ہے کہ اس وقت تک
اُن کی زبان میں آمیزش نہیں ہوئی تھی اور عراق و دین اور
شام کے لوگ ان سے مختلط نہیں ہوتے تھے اس لئے کسی اوپر سے
لفظ کی شرح کی چنداں حاجت نہیں تھی۔ تفسیر کے بارے
میں اسباب نزول پر جو باتیں (بعد میں) واجب البحث ہیں اُن
کو دُاُس وقت اکثر لوگ جانتے تھے۔ اور جو بات محتاج الیہ
نہیں تھی اس لحاظ سے کہ قرآن کے اشارات صرف اسی
لئے مربوط ہوں (اور اعتبار کلام کے عموم کا ہوتا ہے سبب
نزول کا نہیں) اس میں مشنیل نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور اسرعیلی
قصص کی تفصیلات کثرت سے بیان کرنا بھی ناپسند تھا۔
الغرض یہی امور اس بات کا سبب بنے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس مبحث پر پوری توجہ نہ فرمائی ،
حالانکہ قرآن کی وضاحت منصب نبوت میں داخل تھی واللہ
تعالی نے فرمایا ہے کہ لِّلنَّبِیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ اِلَیْہِمْ (تا کہ
تو لوگوں سے جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے کھول کر بیان کرے)
اور بالکل یہی امور اس بات کا باعث ہوئے کہ فاروق اعظم
نے ان مباحث میں کلام نہیں فرمایا، اور حقائق امور کو اللہ ہی
سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ رہا حدیث کی تبلیغ میں فاروق
اعظم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے
درمیان واسطہ بننا تو وہ ایسی بہتر صورت کے ساتھ واقع ہوا
کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں
مذوری ہے کہ دونکوتوں کو مفصل بیان کیا جائے۔

بمقتل الامور۔ اما توسط فاروق اعظم در میان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او
در تبلیغ حدیث پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ
از ان متصور نباشد۔ و درین مقام لابدست
از تمہید دو نکتہ نکستہ نخستین صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم باعتبار کثرت و
قلت روایت حدیث بر چہار طبقہ اند
مکثرین کہ مرویات ایشان ہزار حدیث
باشد فصاعداً و متوسطین کہ مرویات
ایشان قریب پانصد حدیث فصاعداً
تا چہار صد در حدیث شریف
آمدہ من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً
حشر مع العلماء او کما قال و مقبلین
کہ مرویات ایشان تا چہل نمیرسد جمہور
اہل حدیث گفتہ اند کہ مکثرین از صحابہ
ہشت کس اند ابو ہریرہ و عائشہ صدیقہ
و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس
و عائشہ بن عمر و ابن العاص و انس
و جابر و ابوسعید خدری و از متوسطین
عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب
و عبداللہ بن مسعود و ابو موسیٰ اشعری
و براء بن عازب و امثال ایشان را
شمردہ اند کہ از ہر یک زیادہ از پانصد
و کمتر از ہزار در دست مردم موجود است
و این فقیر درین مقدمہ بحثی وارد

پہلا نکتہ۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے باعتبار کثرت
و قلت روایت کے چار طبقے ہیں۔ مکثرین کہ جن کی مرویات
ایک ہزار حدیث یا اس سے زیادہ ہوں۔ متوسطین کہ جن
کی مرویات تقریباً پانچ سو حدیث یا اس سے زیادہ ہوں
جیسے ابو موسیٰ اور براء بن عازب اور وہ جماعت کہ جن
کی مرویات چالیس حدیث یا اس سے زیادہ ہوں
تین سو اور چار سو تک۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے
میری امت پر چالیس حدیثیں حفظ کیں اُس کا حشر علماء کے
ساتھ ہوگا یا جیسا کہ فرمایا اور مقبلین کہ جن کی مرویات چالیس
تک نہیں پہنچتی۔ جمہور اہل حدیث نے کہا ہے کہ صحابہ
میں سے مکثرین آٹھ آدمی ہیں۔ ابو ہریرہ اور عائشہ صدیقہ
اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ
بن عمر و ابن العاص اور انس اور جابر اور ابوسعید خدری۔
متوسطین میں سے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب
اور عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری اور براء
بن عازب اور ان کے مثل حضرات کو شمار کیا ہے کہ
ہر ایک کی حدیثیں پانچ سو سے زیادہ اور ایک ہزار سے
کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر اس مقدمہ
میں بحث رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں فاروق اعظم
اور علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود بہت پائے جاتے ہیں اور
وہ جو کہ باعتبار ظاہر موقوف اور باعتبار حقیقت مرفوع ہیں
ان عزیزوں سے بہت منقول ہیں جو کہ باب فقہ میں اور
باب احسان میں اور باب حکمت میں پائی جاتی ہیں جو کہ بہت
سی وجوہ سے مرفوع ہیں، پھر ان کے الفاظ میں ایک اشارہ
خفیہ ان کے مرفوع ہونے پر دلالت کرنے والا پایا جاتا

ہے تو بموجب قاعدہ اصول حدیث کے جو کہ اس فن کے ماہرین کے نزدیک منع ہو چکا ہے احادیث موقوفہ کا اکثر حصہ درحقیقت مرفوع ہے۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ یہ اکابر مکثرین میں سے ہوں گے۔ اور اس مقدمہ کے شواہد بہت ہیں لیکن اس باب میں مفصل کلام بہت فرصت چاہتا ہے۔ اور ذہین و صاحب عقل کے لئے گنجائش ہے کہ جو کچھ فقہ اور احسان اور حکمت کے ابواب میں ہم ذکر کر آئے ہیں اُن کو اُن احادیث مرفوعہ پر جو اصول حدیث سے ثابت ہیں پیش کر کے دیکھ لے اور وہ قواعد کلیہ جن کو شیخ ابن حجر نے شرح نخبہ میں ذکر کیا ہے اُن پر عبور حاصل کر کے پہچان لے کہ کون کون سی حدیث مرفوع ہے۔

دوسرا نکتہ۔ بعض صحابہ مثل ابن عباس و ابوہریرہ حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان صیغوں سے نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اَمْر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اَمْرُنا بكذا (ہم کو ایسا حکم دیا گیا) اور نَهَيْنا عَنْ كَذَا (ہم کو فلاں بات سے روکا گیا) اور مِنَ السَّنَةِ كَذَا (یہ بات سنت میں سے ہے) اور درحقیقت وہ حدیث خود اُن کی سنی ہوئی نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، بلکہ وہ صحابہ کبار کے واسطے سے

اُن آن است کہ در حدیث فاروق اعظم و علی مرتضیٰ و عبد اللہ بن مسعود بسیار یافتہ میشود ایچہ موقوفست ظاہراً و مرفوع است حقیقتہً ازین عزیزان نقل بسیاری در باب فقہ و در باب احسان و در باب حکمت یافتہ میشود کہ بوجہ بسیاری مرفوع است باز در لفظ ایشان اشارتے خفیہ اور اک نمودہ می آید دال بر رفع آن پس بمقتضای قاعدہ اصول حدیث کہ پیش منہرہ این فن منع شدہ اکثری از احادیث موقوفہ بحقیقت مرفوع است پس این عزیزان از مکثرین باشند و شواہد این مقدمہ بسیار است لکن بسط مقال دران باب فرصت می طلبد و متفطن لبیب را گنجائش است کہ ایچہ و رفقہ و احسان و حکمت ذکر کردہ ایم بر احادیث مرفوعہ مثبتہ در اصول عرض کند و قواعد کلیہ کہ شیخ ابن حجر در شرح نخبہ مذکور ساختہ بردست گیرد و بشناسد کہ کدام کدام حدیث مرفوع است نکتہ دوم بعض صحابہ مثل ابن عباس و ابوہریرہ حدیث را از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل میکرد

روایت کرتے تھے۔ کبھی اس واسطہ کا ذکر کر دیتے تھے اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کر لیتے تھے۔ بہت سی حدیثوں میں تم نے ابن عباس پر راویوں کا اختلاف دیکھا ہوگا۔ ایک کہتا ہے: مروی ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں میمونہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک یوں روایت کرتا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور دوسرا یوں روایت کرتا ہے: مروی ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں فضل بن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک اس طرح نقل کرتا ہے: روایت ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ یہ سب نیرنگیاں ارسال اور اسناد دونوں کے جائز ہونے کی بناء پر ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود کی مرویات بحکمت و دقت حدیث میں موجود ہیں مگر ان عزیزوں کی طرف نسبت کا کھوج صرف وہی لگا سکتا ہے جو ذہین اور دانش مند ہو۔ الحاصل فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فن حدیث کی بہت سی اصولی حدیثوں کی روایت کی ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اب تک موجود ہیں۔ اس کے بعد فاروق اعظم نے علماء صحابہ کو دارالاسلام کے بڑے بڑے مشہروں میں روانہ کیا اور وہاں قیام کا اور ان میں روایت حدیث کا حکم دیا۔ حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہا کہ میں

بصیغہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و امرنا بكذا و نہینا عن كذا و من الشئ كذا و حقیقت ان حدیث مسوع خود ایشان بنودہ است از جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بواسطہ صحابہ کبار روایت میگردند گاہی ذکر آن واسطہ می نمودند و گاہ راہ اختصار می پیوندند در بسیاری از حدیث اختلاف رواة بر ابن عباس ویدہ باشی کے میگوید عن ابن عباس عن میمونہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یکی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت میکند و دیگری عن ابن عباس عن الفضل بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یکی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل میکند اینہم نیرنگ تجویز ارسال و اسناد است۔ قصہ کوتاہ حدیث بسیار از مرویات امیر المؤمنین عن عمر بن الخطاب و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود در میان دفاتر بہت کہ پی با شتاب انہا باین عزیزان غیر

نے اہل کوفہ کے نام عمر کا بھیجا ہوا خط پڑھا ہے جو یہ ہے اُمّ ابعد میں نے تمہارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ آخر حدیث تک۔ استیعاب میں ہے کہ اوزاعی نے بیان کیا کہ سب سے پہلے فلسطین کا قاضی عبادہ بن الصامت کو بنایا گیا تھا اور معاویہ ان کے خلاف ہو گئے تھے ایک ایسے بیع صرف کے معاملہ میں جس پر عبادہ نے اُس پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے ان سے سخت گفتگو کی تھی تو اُن سے عبادہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ایک زمین پر کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ تو اُن سے عمر نے کہا کہ آنے کا کیا سبب ہے تو اُن کو خبر دی۔ تو عمر نے کہا کہ اپنی جگہ واپس جاؤ۔ اللہ نے سرزمین کو فتح کیا، تم اور تم جیسے اُس میں نہ رہیں؟ (ایسا نہ ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تمہیں عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ اور حسن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مغفل اُن دس میں سے ایک تھے جن کو عمر نے ہماری طرف بھیجا تھا جو کہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے تھے۔ استیعاب میں اس کا ذکر کیا گیا۔ اور مروی ہے حسن سے وہ ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ بصرہ میں آئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے پاس عمر نے بھیجا ہے کہ میں تم کو تمہارے رب کی کتاب اور حدیث کی تعلیم دوں اور تمہارے طریقوں کو پاکیزہ کروں۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے خبر گیری کی حدیث کے

متفقین بسبب نئی توند بردہ بالجملہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسیاری از امہات فن حدیث روایت کردہ است و در دست مردم هنوز باقی است بعد از ان فاروق اعظم علماء صحابہ را باقالیم دارالاسلام روانہ ساخت و امر کرد باقامت در شہر ہمدان و بروایت حدیث در آنجا جن عارضہ بن مضرب قال قرأت کتاب عمر الی اہل الکوفۃ اما بعد فانی بعثت الیک عمراً امیراً و عبد اللہ بن مسعود معلماً و وزیراً الحدیث۔ فی الاستیعاب قال الاوزاعی اول من ولی قضاء فلسطین عبادہ بن الصامت و کان معاویۃ قد خالفہ فی شئ انکرہ علیہ عبادہ من الصرف فاغلظہ معاویۃ فی القول فقال لا عبادۃ لا انا کنت بارض واحدة ابدأ و رحل الی المدینۃ فقال لہ عمر ما قد کنت فاجبرہ فقال ارجع الی مکانک ففتح اللہ ارضاً لست فیہا و لا امثالک و کتب الی معاویۃ لا امرۃ لک علی عبادۃ۔ وعن الحسن قال کان عبداللہ بن المغفل احد العشرة الذین بعثهم عمر الی سائر بقعہم الناس ذکرہ فی الاستیعاب۔ وعن الحسن عن ابی موسیٰ انہ قال میں قدم البصرۃ بعثنی الیک عمر بن الخطاب اعلمک کتاب ربکم

راویوں کی تاکہ وہ اس اہم کام میں تساہل نہ کریں۔ مروی ہے مالک بن ربیعہ بن عبد الرحمن سے وہ اپنے یہاں کے ایک سے زیادہ علماء سے کہ ابو موسیٰ اشعری نے اگر عمر بن الخطاب سے آنے کی اجازت طلب کی۔ تین مرتبہ اجازت طلب کی پھر لوٹ گئے۔ تو ان کے پیچھے پیچھے عمر بن الخطاب نے اُن کو بلا بھیجا۔ پھر فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اندر نہیں آئے تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اجازت مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔ تو عمر بن الخطاب نے فرمایا اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو تو میرے پاس نہ لایا جو اس بات کو جانتا ہو تو میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابو موسیٰ نکل کر مسجد میں ایک مجلس میں پہنچے جس کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو خبر دی تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اجازت مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ، تو عمر نے کہا کہ اگر تو میرے پاس ایسے شخص کو نہیں لائے گا جو اس بات کو جانتا ہو تو میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو اگر تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے یہ سنا ہو تو وہ اُنھ کو میرے ساتھ چلے۔ تو لوگوں نے ابوسعید خدری سے کہا کہ تو اس کے ساتھ ہو جاؤ ان سب میں چھوٹے تھے تو وہ ان کے ساتھ ہو گئے پھر انہوں نے عمر بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ اُس کے بعد عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ سے کہا کہ سمجھ لو کہ میں نے تم کو متہم نہیں سمجھا تھا، لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ لوگ بات بنا

وَسْتَبْتُمْ وَأَلْفَقْتُ طَرَفَكُمْ اخْرِجْهُ الدَّارِ
بَعْدَ اِذْ اَنْ تَحَابِدُ نَمُوذُ رُوَاةُ حَدِيثِ
رَأْتَا دِرَانِ امْرُؤٍ خَطِيبٍ تَسَاهِلٍ نَكْنَسْدُ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِنْ غَيْرِ
وَاحِدٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْهُمْ اَنْ اَبَا مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ
جَاءَ يَسْتَاذِنُ عَلِيَّ عَمْرٍو بِنِ الْاَخْطَابِ فَاسْتَاذَنَ
ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ فَارْسَلُ عَمْرٍو بِنِ الْاَخْطَابِ
فِي اَثَرِهِ فَقَالَ مَالِكٌ لَمْ يَدْخُلْ فَقَالَ اَبَا مُوسَى
الْاَشْعَرِيُّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاَسْتِيزَانُ ثَلَاثًا فَاِنْ
اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ عَمْرٍو
بِنِ الْاَخْطَابِ وَمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لَيْتَنِي لَمْ تَأْتَنِي
بِمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ لَا فَعَلْتُ بَكْ كَذَا وَكَذَا
فَخَرَجَ اَبَا مُوسَى حَتَّى جَاءَ مَجْلِسًا فِي
الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنِّي
اَخْبَرْتُ عَمْرٍو بِنِ الْاَخْطَابِ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاَسْتِيزَانُ
ثَلَاثًا فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ
فَقَالَ لَيْتَنِي لَمْ تَأْتَنِي بِمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لَا فَعَلْتُ
بَكْ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كَانَ سَمِعَ ذَلِكَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِيَ فَقَالُوا لَا بِي سَعِيدُ الْاَخْدَرِي
قَدْ مَعَهُ وَكَانَ ابُو سَعِيدٍ اصْغَرُهُمْ فَقَامَ مَعَهُ
فَاَخْبَرَ ذَلِكَ عَمْرٍو بِنِ الْاَخْطَابِ فَقَالَ لَا بِي
مُوسَى اِنَّمَا اَنْتَ لَمْ اَتَّبِعْكَ وَلَكِنِّي تَخَشَّيْتُ
اَنْ يَسْتَقُولَ النَّاسُ عَلَيَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے لگیں۔ اس کو موطا میں روایت کیا۔ اور امام احمد نے معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اُن احادیث کو مضبوط پکڑو جو عمر بن الخطاب کے زمانہ میں تھیں کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے رہتے تھے، یا کچھ ایسا ہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے بہت سی احادیث کے بارے میں تفتیش کی تاکہ جو اس کا حامل ہو اُس سے برآمد کر لیں بغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ عمر نے لوگوں کو قسم دی کہ تم میں سے جس نے جنین (کی دیت) کے بارے میں کچھ سنا وہ بتائے۔ تو مغیرہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر عمر نے دوبارہ لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے لئے آپ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر دوبارہ آپ نے لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے غلام آپ نے وہ فیصلہ نافذ کیا تھا اور اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر فیصلہ کیا ایک غلام یا لونڈی دینے کا تو میں نے کہا کہ کیا آپ مجھ پر ایسے کے بارے میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ وہ چلایا اور نہ بولا اگر آپ اس کے خون کو باطل و رائیگاں کر دیں تو رائیگاں کی جانے والی اشیاء میں سے زیادہ رائیگاں ہونے کے لئے یہ سزاوار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کسی شے سے جو آپ کے پاس تھی (دارنے کا) اور فرمایا کیا شعر (کہتا) ہے۔ تو عمر نے فرمایا کہ اگر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں (بھی) یقیناً دو دیتوں میں سے ایک دیت اس بارے میں تجویز کرتا۔ اس کو داری نے روایت کیا۔ اس کے بعد بہت سی احادیث کی ان پر اجمالی اشارہ کرتے ہوئے تصحیح اور تائید کی۔ روایت کیا احمد نے ابن عباس سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے ایک خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم ہوگی

علیہ وسلم رَوَاهُ فِي الْمَوْطَا وَآخِرُ أَحْمَدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ أَنَّهُ قَالَتْ مُلِكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ، بِمَا كَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَإِنَّ كَانَ يُخَفِّفُ النَّاسَ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ كَمَا قَالَ بَعْدَ إِرَانِ تَفْتِيَشِ نُمُو دَرِ بِيَارِی اَزْ أَحَادِيثِ تَمَّا اِزْ حَالِ اَنْ بَرَارِو عَنْ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ نَشَدَ عُمَرَ النَّاسَ اَسْمِعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِنْكُمْ فِي الْجَنِينِ فَقَامَ الْمَغِيرَةُ فَقَالَ قَضَى فِيهِ عَبْدُ الْأَمَةِ فَنَشَدَ النَّاسُ أَيْضًا فَقَامَ الْمُقْتَضَى لَهُ فَقَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَرْعِي أَوْ أَمَةً فَنَشَدَ النَّاسُ أَيْضًا فَقَامَ الْمُقْتَضَى عَلَيْهِ فَقَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ غَزَاةً عَبْدُ الْأَمَةِ فَقُلْتُ اَلْتَقَفِي عَلَى فِيهِ فِيمَا لَا أَكُلُ وَلَا شَرِبُ وَ لَا اسْتَبَلُّ وَلَا نَطَقُ اِنْ تَطَلَّهْ فَهُوَ اَحَقُّ بِاَنْ يَطْلُ فَبُهِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيٍّ مَعَهُ فَقَالَ اَشْعَرُ فَقَالَ عُمَرُ لَوْلَا مَا بَغْنِي مِنْ قَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَعَلْتُهُ دِيَةً بَيْنَ دِيَتَيْنِ اَخْرَجَهُ الدَّارِمِيُّ بَعْدَ اِذْ اَنْ بَسَارِی رَا اَزْ أَحَادِيثِ تَصَحِيحِ وَتَاكِيدِ نُمُو بَاشَارُهُ اِجْمَالِيَةً بِرَأْسِ اَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خُطِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ كَانَ مِنْ خُطْبَةٍ وَ اَنْ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِ كُمْ قَوْمٌ يَكْبُرُونَ بِالرَّجْمِ وَ بِاللَّجَالِ وَ بِالشَّفَاعَةِ

جو رحم کا اور دجال کا اور شفاعت کا اور عذاب قبر کا اور اس قوم کا جو دوزخ سے جلتے کے بعد نکالے جائیں گے انکار کریں گے۔ اُس کے بعد اپنے احکام نبوی کو اُن پر عمل کے ذریعے سے رواج دیا۔ تم نے بہت سی احادیث میں پڑھا ہو گا کہ فعل ذلک الہ یعنی ایسا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر اور عمرؓ نے خلاصہ یہ کہ فاروق اعظم نے اس باب میں سعی بلیغ فرمائی ہے اور اس کو آخری حد تک پہنچا دیا یہاں تک کہ آپ نے اپنے آخری خطبہ میں اس کا یوں بیان فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے راستے پر پھوڑا ہے جو سیدھا اور صاف ہے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے مگر یہ کہ تم خود اس سے ہٹ کر جاؤ ادھر ادھر ہو کر۔ اور بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے اس کی شہادت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے مسائل کے بارے میں فرمایا کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے تو ہم نے اس کو نرم (صاف مستحقرا) پایا۔ اس کو ابو بکر اور دارمی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عمرو بن میمونؓ سے کہ (انہوں نے کہا کہ) عمر دو تہائی علم لے گئے۔ یہ قول ابراہیم نخعی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمر دس میں سے نو حصہ علم لے گئے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اگرچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کرامت کے اشتمال میں اندازہ کتاب کی نسبت سے تطویل ہو گئی لیکن اس کے ضمن میں چونکہ بہت سے اہم فائدے مندرج ہو گئے تو اس کو تطویل (بیکار طوالت) کے باب میں شمار نہ کرنا چاہئے۔ اب ہم اُن کے آثار کے پھوڑ کی دو نکتوں کے ضمن میں تقریر کرتے ہیں پہلا نکتہ ان اوصاف سے قطع نظر جن کو اصحاب علم لدنی نے فاروق اعظم میں پہچانا ہے مانند اس خاصیت کے جو آپ کے نفس نفیس میں حق اور باطل کو جدا جدا کرنے

وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ وَبِقَوْمٍ يُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا انْتَحَسُوا بَعْدَ اِذْ اَن بَسَّارِي رَا اَزْهَنَ رَوَاجٍ دَادَ لِعَمَلٍ بَرٍّ اَنْ دَر بَسَّارِي اَزْا جَادِيْثَ خَوَانِدَہٗ بَاشِيْ فَعَلَّ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ بِاَجْمَلِہٖ فَارُوْقِ اعْظَمِ دَرِیْنِ بَابِ سَعٰی بَلِیْغَ فَرْمُوْدَہٗ اَسْتَ دَا ن رَا تَا اَقْصٰی الْغَایَتِ رَسَانِدَہٗ تَا اَنْکَہٗ خُوْدُہٗ رِخْطَبَہٗ اَخِیْرَہٗ اَزْا ن خَبَرِ دَادَ تَر کُتْکُمُ عَلٰی طَرِیْقَہٗ وَاصْحَحَہٗ لَیْکُمْ نَهَارًا اِلَّا اَنْ تَضَلُّوْا ہٰکِذَا وَاِکْہٰذَا۔ وَاَعْظَمُ صَحَابَہٗ وَتَابِعِیْنَ بَرَّانِ شَہَادَتِ دَادَہٗ اَنْدَ۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنْہٗ قَالَ فِیْ مَسْأَلٍ کَانَ عَمْرٍ اِذَا سَلَکَ طَرِیْقًا وَجَدَ نَاحَہٗ سَهْلًا اَخْبَرَہٗ اَبُو بَكْرٍ وَالدَّارِمِ۔ وَعَنِ عَمْرِو بْنِ مِیْمُوْنَ ذٰہِبٌ عُمَرُ ثَلَاثُوْنَ الْعِلْمِ فَذَكَرَہٗ اِلَّا اَبْرَہِیْمَ فَقَالَ ذٰہِبٌ عُمَرُ ثَمَانِیۃَ اَعْشَارَ الْعِلْمِ اَخْرَجَہٗ الدَّارِمِ۔ ہر چند مباحث آثار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت اندازہ کتاب بتطویل انجامید لیکن چون فوائد جہت در ان مندرج است از باب تطویل نتوان شمر د حال ذلکہ آثار ایشان در ضمن دو نکتہ تقریر کنیم نکتہ نخستین قطع نظر از اوصافیکہ اصحاب علم لدنی آنرا در فاروق اعظم

کے بارے میں رکھی گئی تھی جس کا سبب ہر باب میں ان کا کمال ہمت تھا، اور جیسا کہ اللہ عزوجل کے اخلاق سے متصف ہونا اور ان کے سوا باتیں جن کا بیان طویل ہے وہ باتیں جن کا عام عقیدہ اچھی طرح اور اک کر لیں اور فاروق اعظم کے حق میں اُن کو ثابت سمجھنے پر مجبور ہو جائیں یہ ہیں کہ ایسے تمام اوصاف خیر کو جن پر بحسب شریعت مدح کا مدار ہے اللہ تعالیٰ نے فاروق اعظم میں رکھ دیئے ہیں یہ ہمیں علی اللہ الخ اللہ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ عالم کو ایک وجود میں جمع کر دے۔ اب ذرا اپنے خیالات کو ایسے اشخاص کی جستجو میں لگائیے جو کہ مسلمانوں کے مقتدا تھے اور ان کا ابتدائی سلسلہ ان اشخاص تک پہنچتا ہے اور مسلمانوں کی جماعتیں اُن کے ذکر خیر میں رطب اللسان ہیں اور تاریخ کے دفتر میں اُن کے حالات درج ہیں۔ تاکہ اس جستجو کے نتیجہ میں ظاہر ہو جائے کہ ایسے اشخاص ان چند اصناف سے باہر نہیں ہیں۔ بادشاہان عادل کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد برائے اعلاء کلمتہ اللہ میں اور کفار سے جزیہ اور خراج کے لینے میں انہوں نے بڑی دسترس حاصل کی اور شہروں کی فتح اور ایمان کی اشاعت ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی، یا مسلمان ان کے زیر سایہ امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور حدود کا قیام اور علوم دین کا احیاء ان سے ظاہر ہوا۔ اور محققین فقہاء جنہوں نے فتویٰ اور احکام کی مشکلات کو حل کیا اور ایک عالم نے اُن سے مستفید ہو کر اُن کی تقلید کو اختیار کر لیا۔ مانند فقہاء اربعہ

شناختہ اند مانند خاصیتی کہ در نفس نفیس او نہادہ اند از تفریق میان حق و باطل بسبب ہمت او در ہر باب و مانند کمال تخلق باخلاق اللہ عزوجل و غیر ذلک مما یطول ذکرہ انچہ عقول عامہ قطعاً اور اک آن کنند و مضطر در اثبات آن برای فاروق اعظم آنست کہ اوصاف خیر کہ مناسط مدح بحسب شریعت تواند بود ہمہ در فاروق اعظم خدای تعالیٰ نہادہ است یہ لیس علی اللہ بشتکران ان یجمع العالم فی الواحدہ اندکے خاطر را باستقرائے اشخاصی کہ مقتدا می مسلمین و سلسلہ ابتداء ایشان بآن اشخاص میرسد و طوائف مسلمین بذکر خیر ایشان رطب اللسان اند و در دفاتر تاریخ احوال ایشان ثبت مینماید مشغول باید ساخت تا ظاہر شود کہ ایشان از چند جنس بیرون نیستند بادشاہان عادل کہ در اعلاء کلمتہ اللہ بجہاد اعداء اللہ و اخذ جزیہ و خراج یطولے پیدا کردہ اند و فتح بلدان و ترویج ایمان بردست ایشان واقع شدہ یا مسلمانان از سایہ ایشان در کرمات امان آسودہ اند و اقامت حدود و احیاء علوم دین از ایشان ظاہر شدہ۔ و محققین فقہاء کہ حل معضلات فتویٰ و احکام نمودہ اند و عالمی از ایشان مستفید گشتہ تقلید ایشان پیشین گرفتہ اند مانند فقہاء اربعہ و

ثقات محدثین کہ حفظ حدیث حضرت
خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند
و صحیح را از سقیم ممتاز ساختہ اند مثل
بخاری و مسلم و امثالہما و کبار مفسرین
کہ تفسیر قرآن عظیم و شرح غریب و بیان
توجیہ و ذکر اسباب نزول نمودہ اند
درین باب گوئی مسابقت از اقران
نمودہ مانند واحدی و بقوی و
بیفادی و غیہیم و عطاء قرآء کہ
نظم قرآن را یاد گرفتہ اند و در مشق
ادای آن عمری بسر بردہ و بمرمان
تعلیم آن فرمودہ اند مانند نافع و عامر
و غیہم و مشائخ صوفیہ کہ بتائید صحبت
باویدہ بیان ضلالت را براہ نجات آوردہ
مصدر کرامات عجیبہ گشتہ اند و مکاشفات
صادقہ بر دل این عزیزان ظاہر گردیدہ
مثل سیدی عبدالقادر و خواجہ نقشبند
و غیہم و اذکیای حکما کہ حکمت عملی را
بتجیرات رائقہ آمیختہ در گوش سماعان
انداختہ اند مانند مولانا جلال الدین
رومی و مصلح الدین شیرازی و غیر اینہمہ
انچہ مورد مدح میشود امری است عرفی
کہ خوشطبعان شعراء بان ناطق میشوند نہ
حلقہ شریعت سینہ فاروق اعظم را
بمنزلہ خانہ تصور کن کہ در ہای مختلف

(امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ) اور
اور ثقات محدثین جنہوں نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کو محفوظ کیا اور صحیح کو سقیم سے ممتاز کر دیا ہے جیسے بخاری اور
مسلم اور ان کے جیسے حضرات۔ اور کبار مفسرین جنہوں نے قرآن
عظیم کی تفسیر اور اس کے لطائف و اسرار کی شرح اور توجیہ کا
بیان اور اسباب نزول کا ذکر کیا ہے اور اس باب میں اپنے ہمعصر
سے سبقت لے گئے جیسے واحدی و بقوی و بیفادی و غیرہم
اور اکابر قراء جنہوں نے نظم قرآن کو یاد کیا اور اس کی صحیح
ادائیگی کی مشق میں ایک عمر بسر کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم
فرماتے رہے مانند نافع اور عاصم و غیرہما کے۔ اور مشائخ
صوفیہ کہ اپنی صحبت کے اثر سے گمراہی کی وادیوں میں
بھٹکنے والوں کو نجات کی راہ پر لائے اور کرامات عجیبہ
ان سے صادر ہوئیں اور ان بزرگوں کے قلوب پر
مکاشفات صادقہ کا ظہور ہوا جیسے سیدی عبدالقادر
اور خواجہ نقشبند و غیہم۔ اور ذہین دانش ور
جنہوں نے حکمت عملی کو دل نشیں تعبیرات کے ساتھ
سننے والوں کے کانوں میں ڈالا ہے جیسے جلال الدین
رومی اور مصلح الدین سعدی شیرازی، ان کے علاوہ
اور قابل تعریف باتیں وہ ہیں جو مشہور ہیں کہ رنگین
طبع شعراء ان کو اپنے کلام میں لاتے ہیں نہ کہ حاملین
شریعت دشل شجاعت، سخاوت و غیرہ اب تم فاروق
اعظم کے سینہ کو ایک ایسے بڑے مکان کے مرتبہ
میں تصور کرو جس کے مختلف دروازے ہوں، ہر
دروازے پر ایک صاحب کمال بیٹھا ہوا ہے۔ ایک
دروازے پر مثلاً سکندر ذوالقرنین اپنے پورے

ملک گیری اور دنیا کا فاتح بننے اور شکروں کو جمع کرنے اور دشمنوں کے شکروں کو برباد کر دینے کے سلیقہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور دوسرے دروازے میں ایک نوشیرواں اپنی ہمدردی اور نرم خوئی اور رعیت پروری اور داد گستری کے ساتھ موجود ہے۔ اگرچہ نوشیرواں کا ذکر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بموجب میں لانا بے ادبی ہے۔ اور تیسرے دروازے میں کوئی امام ابو حنیفہ یا کوئی امام مالک اپنے تمام فتاویٰ و احکام کے ساتھ قائم ہے۔ اور چوتھے دروازے میں کوئی مرشد مثل سیدی عبدالقادر یا خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے ارشاد و ہدایت میں مشغول ہیں۔ اور پانچویں دروازے میں کوئی محدث جو ابو ہریرہ اور ابن عمر کا ہم پلہ ہو موجود ہے۔ اور چھٹے دروازے میں کوئی قاری نافع یا عاصم کے مرتبہ کا۔ اور ساتویں دروازے میں ایک دانائے حکمت مثل مولانا جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار کے موجود ہے اور بہت سے لوگ اس گھر کے گردا گرد کھڑے ہوئے ہیں اور ہر صاحب حاجت اپنی حاجت کی اپنے ماہر فن سے درخواست کر رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انبیاء و صلوات اللہ و سلامہ علیہم کے بلند مقام کو چھوڑ کر اور کونسی فضیلت ہے جو اس فضیلت سے بالاتر ہوگی۔ دو سو تیسرا باب قطع طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے اسلام نہیں تھا اور عالم سب کا سب کفر سے لبریز اور قسم قسم کے مفاہد بھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ قرآن اور احکام کو لوگ نہیں جانتے تھے۔ اب کہ ہر جانب میں اسلام کے احکام پھیل چکے ہیں اور اکثر معتدل فضا کی ولایتیں اسلام کا گھر بن چکیں، اس کوشش کے سلسلہ کا اول حقیقی تو آنحضرت

دارو در ہر درمی صاحب کمالے نشستہ
در یکدر مثلاً سکندر ذوالقرنین بان
ہمہ سلیقہ ملک گیری و جہان ستانی و جمع
جیوش و برہمزدون جود اعداء در در
دیگر نوشیروانی بان ہمہ رفیق و لین
در رعیت پروری و داد گستری اگرچہ ذکر
نوشیروان در بموجب فضائل حضرت
فاروق سوء ادبست۔ در دیگر امام ابو حنیفہ
یا امام مالکی بان ہمہ قیام بعلم فتادی
و احکام و در دیگر مرشدی سیدی
عبدالقادر یا خواجہ بہاء الدین قدس سرہ
و در دیگر محدثی بروزن ابو ہریرہ و
ابن عمر و در دیگر قاری ہمسنگ نافع
یا عاصم و در دیگر حکیم مانند مولانا جلال
الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار
و مردمان گردا گرد این خانہ ایستادہ اند
دہر محتاجی حاجت خود را از صاحب فن
خود درخواست می نمایند و کامیاب میگردد
چون از انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم
مخزشتی کدام فضیلتی خواہد بود کہ ازین
فضیلت بالاتر باشد نہکتہ دوم معلوم
بالقطع است کہ پیش از ظہور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اسلام نبود و عالم ہمہ
بکفر مملود با انواع مفاہد مغمومینمود
قرآن و شرائع اسلام را نمیدانستند

احال کہ در ہر قطر انتشار شرائع اسلام شدہ
و اکثر اقلیم معتدلہ دارالاسلام گشتہ
اول حقیقی این سلسلہ کوشش آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و واسطہ اول سلسلہ کوشش
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بامر جہاد
بامرتدین قیام نمود و مضمون سَوَفَ یَأْتِی
اللہ یَقْضِیہ بر وی صادق آمد باز عرب را
بر جہاد روم و فارس تحریر فرمود و جنود
بمجدہ آراست و آیہ سَتَدْعُونَہُ اِلَی
قَوْمٍ اُولٰی بَآئِسٍ مِّنْ دِیْدِیہ بر وی راست
آمد و در جمع قرآن شروع نمود و آن اول
ظہور وعدہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہُ و قرآنہ
بود بعد از صدیق اکبر فاروق اعظم رضی اللہ
عنہا آن نقش صدیق را درست ساخت
و ہمہ مساعی اورا تکمیل نمود انچہ در زمان
حضرت صدیق مجمل بود و در عہد حضرت
فاروق مفصل گشت۔ الحال ہر ہمہ طوائف
مسلمین بہرچہ مشغول اند از علم فقہ
و تصوف و حکمت عملی ہمہ لبعی حضرت
فاروق اعظم ترتیب یافتہ و شوکت
کسری و قیصر در ایام او برہم خورد و
قانون ملک داری بتدبیر او رونق
یافت در مرتبہ اولے منت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بر قاپ مسلمین
ثابت است و در مرتبہ ثانیہ در جمہیہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کوشش کے سلسلہ کا واسطہ اول
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ مرتدین کے ساتھ آپ نے
جہاد کیا اور سَوَفَ یَأْتِی اللہ بقوم کا مضمون آپ کے
اوپر صادق آگیا۔ اور آپ نے ہی جمع قرآن کو شروع کیا اور
وہ وعدہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہُ و قرآنہ کا پہلا
ظہور تھا۔ صدیق اکبر کے بعد فاروق اعظم نے «رضی اللہ عنہما»
صدیق کے بنائے ہوئے اس خاکے (دلائل عمل) کو درست کیا اور
اُن کی جملہ مساعی کی تکمیل کر دی۔ جو کچھ حضرت صدیق کے زمانہ میں
مجمل تھا حضرت فاروق کے عہد میں مفصل ہو گیا۔ اب جس قدر
سبھی مسلمانوں کی جماعتیں جس جس کام میں مشغول ہیں مثلاً علم فقہ
تصوف اور حکمت عملی یہ سب حضرت فاروق اعظم کی کوشش
سے مرتب ہوئے۔ اور کسری اور قیصر کی شوکت آپ ہی کے
زمانہ میں درہم برہم ہوئی اور ملک داری کے قانون نے
آپ ہی کی تدبیر سے رونق پائی۔ سب سے پہلے مرتبہ میں
تو مسلمانوں کی گردلوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا احسان ثابت ہے اور دوسرے مرتبہ میں ان تمام
امور میں شیخین کا احسان اُن پر لازم ہے۔ لیکن اس
سبب سے کہ یہ تمام امور مسلمانوں میں متوارث اور اُن
کی عادات میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ اس احسان کی
کھوج نہیں لگاتے اور اس نعمت کی قدر نہیں پہچانتے۔
یہ ایسی ہی بات ہے کہ دیہات کے لوگ زراعت کے کام
میں جو محنت مشقت اٹھاتے ہیں یا تجارت کرنے والے
اموال تجارت اور قیمتی اشیاء کے ایک جگہ سے دوسری
جگہ لے جانے میں جو جانفشانی کرتے ہیں ماں شہر کے رہنے
والے توارث کی بناء پر (کہ ایسے ہی دیکھتے آرہے ہیں)

ابن امور منت شیخین برایشان لازم
 اما بسبب آنکه اینہم امور متوارث مسلمانان
 شد و عادی ایشان گشت یہ باین منت
 نمی برند و قدر این نعمت نمی شناسند
 مانند آنکہ اہل بدو در کار زراعت ہر
 محنتی کہ میکشد یا اہل تجارت در نقل
 سلع و اقمشہ سعیہا کہ مصروف میدارند
 اہل حضر بہمت توارث و عادت مستمرہ
 آنرا اصلاً در نمی یابند اینجا مناسب افتاد
 مضمون بیتہ چند کہ مولانا ی روم قدس سرہ
 افادہ فرمود ہ سرز شکر دین ازان
 بر تافتی پد کز پدر میراث ازان یافتی پد
 مرد میراثی چہ داند قدر مال پد رستمی جان
 کند و تجان یافت زال پد گر بودی کوشش
 احمد تو ہم پد می پرستیدی چو اجدات
 صنم پد بعد التیا و اللتی قصہ وفات حضرت
 فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اتفاق
 مسلمین بر خلافت ذی النورین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ تحریر نمائیم۔ اخرج ابو بکر بن ابی
 شیبہ قال حدثنا محمد بن بشر حدثنا
 محمد بن عمرو حدثنا ابو سلمہ و
 یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب و
 اشیاخ قالوا رأی عمر بن الخطاب
 فی المنام فقال رأیت ذیبا احمر
 لقرنی ثلاث فقرات بین الشنبہ

اور عادت مستمرہ (دائمی) کی وجہ سے اس کو بالکل
 نہیں پہچانتے۔ مولانا روم قدس سرہ کے چند بیت کا
 مضمون اس موقع کے مناسب ہے۔ فرماتے ہیں ہ
 تو نے دین کا شکر ادا کرنے سے اس لئے منہ پھیر
 لیا ہے کہ باپ کی میراث میں سے تو نے آسانی سے مال
 پایا۔ میراث سے حاصل کرنے والا شخص مال کی قدر
 کیا جانے۔ ایک رستم نے اپنی جان کھپائی اور زال کو
 سب کچھ مفت مل گیا۔ اگر احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کی کوشش نہ ہوتی تو تو بھی اپنے باپ دادا کی طرح بتوں
 کی پوجا کرتا ہوا ہوتا۔ اب کچھ چھوٹی بڑی باتوں کے بعد
 ہم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات اور خلافت
 ذی النورین پر مسلمانوں کے متفق ہونے کا قصہ تحریر
 کرتے ہیں۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہا کہ
 ہم سے روایت کیا محمد بن بشیر نے ان سے محمد بن
 عمر نے، ان سے ابو سلمہ اور یحیی بن عبد الرحمن بن
 حاطب اور دوسرے بزرگوں نے، انہوں نے کہا کہ عمر
 بن الخطاب نے خواب میں دیکھا، بیان کیا کہ میں نے
 ایک سرخ رنگ کے مرغ کو دیکھا جس نے میرے تین
 ٹھونگیں پیرو اور ناف کے درمیان ماریں (یہ سنکر)
 اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بن جعفر کی ماں نے کہا
 کہ عمر سے کہو کہ وہ وصیت کر دیں اور یہ خوابوں کی
 تعبیر دیا کرتی تھیں۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ یہ بات
 عمر تک پہنچی یا نہیں۔ پھر آپ کے پاس مغیرہ بن شعبہ کا
 غلام ابو لؤلؤہ آیا جو کافر مجوسی تھا اور اس نے کہا کہ
 مغیرہ نے مجھ پر خراج کے طور پر زیادہ مال مقرر کر دیا ہے

تو آپ نے پوچھا کہ تجھ پر کیا مقرر کیا ہے تو اس نے کہا کہ اتنا اور اتنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے تو اس نے کہا کہ میں چکیاں بناتا ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ تو تجھ پر کچھ زیادہ نہیں۔ ہماری زمین پر کوئی شخص یہ کام تیرے سوا نہیں کرتا، کیا تو میرے لئے ایک چکی نہیں بنائے گا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ واللہ میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کو ساری دنیا کے لوگ شینیں گے۔ اس کے بعد عمر ج کے لئے نکلے۔ جب لوٹے تو محضت میں چت لیٹ گئے اور اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھا۔ پھر چاند کی طرف نظر پڑی تو اس کا ہموار (دورا) ہونا اور اس کا حسن بھلا معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس کی ابتداء ضعف سے ہوئی پھر بلبراش کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا رہا اور بڑھاتا رہا یہاں تک کہ پورا ہو گیا تو اس کا حسن کامل ہو گیا۔ پھر یہ کم ہونا رہتا ہے یہاں تک کہ لوٹ کر جیسا پہلے تھا دلیا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح تمام مخلوق کا حال ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی میری رعیت زیادہ ہو گئی اور پھیل گئی، مجھے ایسی حالت میں اپنے پاس بلا لیجئے کہ میں نہ عاجز ہوا ہوں اور نہ تباہ شدہ۔ پھر آپ مدینہ واپس آ گئے تو آپ سے ذکر کیا گیا کہ ایک مسلمان عورت جنگل میں مر گئی وہ زمین پر مری پڑی رہی اور لوگ اس کے پاس سے گزر گئے کسی نے نہ اس کو کفن پہنایا اور نہ کسی نے اس کو دفن کیا۔ یہاں تک کہ اس پر کلیب بن مجز لیثی کا گذر ہوا تو وہ اس کے پاس ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس کو کفن پہنایا اور دفن کیا۔ یہ پورا حال آپ سے بیان

وَالشَّرَّةُ قَالَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عَمْسِيں
اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ بِنِ جَعْفَرٍ قَوْلًا لِّهٖ
كَانَتْ تُعْبِرُ الرُّوِيَا فَلَا اُذْرٰى اَلْبَغْسُ
ذٰلِكَ اُمِّ لَا فِجَاءَ هٗ الْوَلُوْدَةُ الْكَافِرُ
الْمَجُوسِ عَبْدُ الْمَغِيْرَةِ بِنِ شَعْبَةَ فَقَالَ
اِنَّ الْمَغِيْرَةَ قَدْ جَعَلَ عَلٰى مِنْ الْخُرَاجِ
مَا لَا قَالَ لَمْ جَعَلَ عَلَيْكَ قَالَ كَذَا وَكَذَا
قَالَ دَمَا عَلَيْكَ قَالَ اَبُوْبُ الْاَرْحَاءِ
قَالَ دَمَا ذٰلِكَ عَلَيْكَ بَكْثِيْرٌ لِّسِ بَارِضًا
اَحَدٌ يَعْلَمُهَا غَيْرُكَ اَلَّا تُصْنَعُ لِي رَحْمٰى
قَالَ بَلِے وَاللّٰهُ لَا جَعْلَنَّ لَكَ رَحْمٰى لِّسِمْ
بِهٖ اَهْلُ الْاَفَاقِ فَمُخْرَجٌ عُمَرُ اِلَى الْحُجَّ فَلَمَّا
صَدَرَ اضْطَجَعَ بِالْمَحْضَبِ وَجَعَلَ رَدَاؤَهُ
تَحْتِ رَأْسِهِ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَامْجَبَ
اَسْتَوَاؤُهُ وَحُسْنُهُ فَقَالَ بَدَا ضَعِيفًا
ثُمَّ لَمْ يَزَلْ اَللّٰهُ يَزِيْدُهُ وَيُنْمِيْهِ حَتّٰى اَسْتَوٰى
فَكَانَ اَحْسَنَ مَا كَانَ ثُمَّ هُوَ يَنْقُصُ حَتّٰى يَرِجَّ
كَمَا كَانَ وَكَذٰلِكَ اَخْلَقَ كُلَّهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ
فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ رِعِيَّتِيْ قَدْ كَثُرَتْ وَانْتَشَرَتْ
فَاَقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ عَاجِزٍ وَلَا مُضِيعٍ فَصَدَرَ
اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَدْ كَرِهَ اَنَّ اَمْرًا مِّنْ مُّسْلِمِيْنَ
مَاتَتْ بِالْبَيْدَاءِ مَطْرُوْدَةً عَلٰى الْاَرْضِ
يُمَرِّئُهَا النَّاسُ لَا يَكْفِيْنَهَا اَحَدٌ وَ
لَا يُؤَارِيْهَا اَحَدٌ حَتّٰى مَرَّ بِهَا كَلِيبُ بِنِ
الْبَكْرِ اللَّيْثِيْ فَاقَامَ عَلَيْهَا حَتّٰى كَفَّنَهَا وَ

کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون لوگ اس کے پاس سے گزرے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جو اس کے پاس سے گزرے تھے تو آپ نے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک مسلمان عورت کے پاس سے جو کھلے راستے پر پڑی ہوئی تھی گزر گیا اور تو نے نہ اُس کو دفن کیا اور نہ اُس کو کفن پہنایا۔ انہوں نے کہا کہ نہ مجھے خود معلوم ہوا اور نہ مجھ سے کسی نے اس کا ذکر کیا۔ تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ تجھ میں خیر نہ رہی ہو۔ پھر پوچھا کہ اُس کو کس نے دفن کیا اور کفنا یا تو لوگوں نے بتایا کہ کلیب بن بکیر لیشی نے۔ تو فرمایا کہ واللہ یہ مناسب ہے کہ کلیب کو کوئی بڑی خیر مل جائے۔ اس کے بعد عمرؓ نکلے اور اپنا درہ لٹے ہوئے صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگانے لگے تو اُن سے کافر ابو لؤلؤہ ملا اور اُس نے آپ کے اوپر تین دار کئے پیر اور ناف کے درمیان اور کلیب بن بکیر پر وار کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ اور لوگ چیخ پکار مچانے لگے، تو ایک شخص نے ابو لؤلؤہ کے سر پر برساتی ڈالی اور اُس کی بغل کے نیچے سے نکال کر کھینچ لی۔ اور عمرؓ کو اٹھا کر اُن کے مکان پر لایا گیا اور لوگوں کو نماز عبد الرحمن بن عوف نے پڑھائی اور عمرؓ سے نماز کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اُن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں تو اسی حالت میں نماز پڑھی کہ اُن کا خون بہہ رہا تھا۔ پھر لوگ (نماز سے فارغ ہو کر) اُن کی طرف لوٹ کر آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو کوئی خطرہ نہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بڑی کرے گا اور آپ سے زیادہ عرصہ تک موت کو دور رکھے گا یا آپ کو خیر کی طرف زیادہ عرصہ تک رکھے گا پھر آپ کے پاس ابن عباس آئے اور عمرؓ ابن عباس کو پسند کرتے تھے تو اُن سے

وَارَاہَا فذکر ذلک لعمر فقال من مرّ علیہا من المسلمین فقالوا لقد مرّ علیہا عبداللہ بن عمر فبین مرّ علیہا من الناس فدعاہ وقال ویکک مررت علی امرأۃ من المسلمین مطوۃ علی ظہر الطريق فلم توارہا ولم تکفنها قال باشعرت بہا ولا ذکر ہا لی احد فقال لقد غشیث ان لا یكون فیک خیر فقال من داراہا وکفنها قال کلیب بن البکیر اللیشی قال واللہ لحرمتی ان یتیب کلیب خیرا فخرج عمر یوقظ الناس بذرئہ بصلوۃ الصبح فلیقیہ الکافر ابو لؤلؤہ فلعنہ ثلاث طعنات بین الثنتہ والسرة وطمع کلیب بن البکیر فاجتہز علیہ وتصلیح الناس فرمى رجل علی راسہ بجرس ثم اضطبع الیہ وحمل عمر الی الدار فصلی عبد الرحمن بن عوف بالناس وقیل لعمر اصلوۃ فصلی وخبث یشعب وقال لا حظ فی الاسلام لمن لا صلوۃ لہ فصلی ودمر یشعب ثم انصرف الناس علیہ فقالوا یا امیر المؤمنین انہ لیس یک باس وانا لنبو ان ینبئ اللہ فی اثرک ویؤخرک الی حین ادالی خیر فدخل علیہ ابن عباس وکان یعجب بہ فقال اخرج فانظر من صاحبی ثم خرج فجاء

کہا کہ جا کر دیکھو میرے ساتھ یہ حرکت کرنے والا کون ہے وہ
جا کر واپس آئے اور کہا کہ اسے امیر المومنین آپ خوش
ہوں کہ آپ کے ساتھ یہ حرکت کرنے والا ابو لؤلؤہ مجوسی ہے جو مغیرہ
بن شعبہ کا غلام ہے۔ تو آپ نے اللہ اکبر اتنے زور سے کہا کہ ان کی
آواز دروازے سے باہر نکلی پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں کے
کسی شخص کو اُس نے اس کا مرتکب نہیں بنایا کہ قیامت کے دن میرے
اُس کے مابین جھگڑا ہوتا اور اللہ کے لئے ایک سجدہ شکر ادا کیا پھر قوم
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ امر تم میں سے کسی کے مشورے
سے ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ، خدا کی قسم ہم تو یہ پسند کرتے ہیں
کہ ہم اپنے ماں باپ کو قربان کر دیں اور ہم اپنی عمروں میں سے آپ
کی عمر میں اضافہ کر دیں۔ درحقیقت آپ خطرے سے باہر ہیں۔ فرمایا
کہ لے کر میرا مجھے شربت پلا تو وہ ایک پیالہ لایا جس میں میٹھی نمیند تھی۔ تو
آپ نے اس کو پیا اور اپنی چادر کو پیٹ سے لگالیا۔ پھر جب شربت
پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلا تو لوگوں نے کہا کہ اللہ شہید یہ وہ
خون ہے جو آپ کے پیٹ میں رگ گیا تھا تو اللہ نے اُس کو پیٹ
سے نکال دیا۔ آپ نے فرمایا اسے یہ رفا مجھے دودھ پلا۔ تو یہ رفا دودھ لے
کر آیا اور آپ نے اُس کو پیا۔ تو جب وہ آپ کے پیٹ میں پہنچا تو
زخموں سے نکلنے لگا۔ تو جب لوگوں نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ ہلاک
ہونے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزا و خیر دے، آپ
ہم میں کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے اور اپنے رفیق کی سنت
کا اتباع کرتے رہے ذرا بھی اس سے نہیں ہٹے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو
بہترین جزا دے، تو فرمایا کہ تم امارت کے ذکر کے ساتھ مجھے اچھی امیدیں
دلا رہے ہو۔ خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات مل
جائے برابر سراسر برکت نہ مجھ پر کوئی مواخذہ رہے اور نہ میرے لئے کوئی
اجر ہو۔ اٹھو اب اپنے امر (خلافت) کے بارے میں مشورہ کرو۔ پلنے

فقال البشر يا امير المؤمنين صاحبك ابو لؤلؤة
المجوسي عبد المغيرة بن شعبه فكتب حتى خرج
صوته من الباب ثم قال الحمد لله الذي
لم يجعل رجلا من المسلمين يحاجني يوم
القيامة وسجد سجدته لله ثم اقبل على القوم
فقال اكان هذا عن ملائمتكم
فقالوا معاذ الله والله لوددنا اننا قد نيناك
بااينا وددنا في عمرك من اعمارنا انه
ليس بك باس قال يا يرفا ويحك
اسقني فجاء بقدير فيه لبن فخلو فشربه
فالتصق برداء ببطنه قال فلما وقع الشراب
في بطنه خرج من الطعنت قالوا الحمد لله
هذا دم استلكن في جوفك فاخرج به
الله من جوفك قال اي يرفا ويحك
اسقني لبنا فجاءه بلبن فشربه فلما
وقع في جوفه خرج من الطعنت فلما
راوا ذلك علموا انه هلك قالوا جزاك
الله خيرا قد كنت تعمل فينا بكتاب الله
وتبشع سنة صاحبك لاتعدل عنها
الي غير ما جزاك الله احسن الجزاء
قال بالامارة فخطبوني فوالله لوددت
اني ابخو منها كفا فالا على ولا لي قوموا
فتشاوروا في امركم امرشوا عليكم رجلا
منكم فمن خالفه فاضربوا راسه قال
فقاموا وعبد الله بن عمر مسنده الى

اوپر اپنے میں سے کسی شخص کو امیر بنالو پھر جو اس کی مخالفت کرے اس کا سر کاٹ دو۔ برادری نے بیان کیا کہ لوگ اٹھ گئے اور عبداللہ بن عمر ان کو اپنے سینہ سے سہانا دیئے ہوئے تھے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ کیا لوگ امیر بنائیں حالانکہ امیر المؤمنین زندہ ہوں عمر نے کہا نہیں اور چاہئے کہ مصیب نماز پڑھا تین مرتبہ فرمایا اور طلحہ کو دیکھو دران سے کجا اپنے امر میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنالو پھر جو شخص تمہاری مخالفت کرے اس کا سر کاٹ دو فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور یہ کہو کہ عمر کہتا ہے کہ اگر یہ بات آپ کو تکلیف نہ پہنچائے اور آپ پر بار نہ گذرے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر آپ کو تکلیف پہنچے اور کچھ بار محسوس کریں تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اس بقیع میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین میں سے ایسے دفن کئے گئے ہیں جو عمر سے بہتر تھے۔ تو پیغام لانے والا عائشہ رنکے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات مجھے تکلیف نہیں دے گی اور مجھے بار نہیں گذرے گا (یہ جواب سن کر فرمایا کہ مجھے ان دونوں کے برابر دفن کرنا عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ موت نے ان پر غشی طاری کرنا شروع کر دی اور میں ان کو اپنے سینہ سے روکے ہوئے تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ پھر ان پر غشی طاری ہو گئی میں اس حال سے غلگین ہو گیا پھر ہوش میں آئے تو فرمایا افسوس ہے تجھ پر میرا سر زمین پر رکھ دے تو میں نے ان کا سر زمین پر رکھ دیا تو اس کو مٹی سے رگڑا اور کہا خرابی ہے عمر کی اور خرابی اس کی ماں کی اگر اللہ نے اس کی مغفرت نہ کی۔ کہا محمد بن عمرو نے اور اہل شوری علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف تھے۔ اور بخاری نے یہ روایت کیا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمعیل نے ان سے ابو عوانہ نے انہوں نے روایت کیا حصین سے انہوں نے عمرو بن میمون سے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا زخمی

صدرہ فقال عبد اللہ اَیُّوَمَرُوْنَ و امیر المؤمنین حُجَّی فقال عمر لا ویصل صہیبٌ ثلثاً والظہر والطحشہ و تشاؤ روا فی امرکم فأتروا علیکم رجلاً منکم فان خالفکم احد فاضربوا راسہ قال اذہب الی عائشہ فاقرا علیہا منی السلام و قل ان عمر یقول ان کان ذلک لا یضربک ولا یضیق علیک فانی اُحِبُّ ان اُدفن مع صاحبی وان کان یضربک و یضیق علیک فلعمری لقد دُفِنَ فی ہذا البقیع من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امہات المؤمنین من ہو خیر من عمر فجاءہا الرسول فقالت ان ذلک لا یفرنی ولا یضیق علیّ قال فاو فؤنہ معہما قال عبد اللہ بن عمر فجعل الموت یغشاہ وانا اُسبک الی صدیری قال ویحک منع رأسی بالارض فاخذتہ ووضعتہ فوجدت من ذلک فافاق فقال ویحک وضع رأسی بالارض فوضعت رأسی بالارض فغفرہ بالتراپ فقال ویل عمر ویل امہ ان لم یغفر اللہ لہ قال محمد بن عمرو و اہل الشوری علی و عثمان و طلحہ و الزبیر و سعد و عبدالرحمن بن عوف و آخرج البخاری حدیثا موسیٰ بن اسماعیل حدیثا ابو عوانہ عن حصین

عنے جانے سے پہلے کہ خلیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں نے کیسا کام کیا، کیا تمہیں یہ خدشہ ہے کہ تم نے زمین (عراق) پر اتنا بوجھ (مصلوٰی) کا ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ دونوں نے کہا کہ ہم نے اس پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جو اس کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی زیادہ اضافہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ غور سے دیکھ لو کہیں اتنا بار نہ ڈال دیا جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو۔ دونوں نے کہا کہ نہیں تو عمر بنے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے سنا رکھا تو میں عراق کی غیب بیواؤں کو بھی ایسا بنا کر پھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی ان کو کسی شخص کی محنت جگہ نہ رہے۔ کہا کہ بس پھر ان پر چار ہی (دن) گزرنے پائے کہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ عمر بن میمون نے کہا کہ جس صبح کو آپ پر یہ افتاد پڑی میں کھڑا ہوا تھا اور میرے اور ان کے درمیان سوائے عبد اللہ بن عباس کے اور کوئی نہ تھا۔ اور آپ جب دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تو ان کے درمیان کھڑے ہوتے اور جب کوئی خانہ دیکھتے تو کہتے کہ ٹھیک کرو۔ یہاں تک کہ جب ان میں کوئی ناچار گزرتے دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تبکیر کہتے اور بسا اوقات سورۃ یوسف یا سورۃ نخل یا ایسی ہی کوئی سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ لوگ اچھی طرح جمع ہو جائیں۔ اب یہ ہوا کہ آپ نے تبکیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ قتل کر دیا (یا اکلنی) (مجھے کھالیا) (الکلب دیکھتے تھے) جب کہ ان پر خضر مارا۔ اس کے بعد یہ پاریسی کافر دودھارا خضر لئے ہوئے بھاگا جس کسی پر دائیں اور بائیں وہ گذرتا تھا اس کے خضر ملتا تھا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو خضر مارا جن میں سے سات آدمی مر گئے ایک مسلمان شخص نے جب یہ دیکھا تو اس کے اوپر ایک برساتی ڈال دی اور اس میں وہ لپٹ گیا، جب اُس کافر نے یہ گمان کیا کہ میں پکڑ لیا گیا تو اس نے اپنے آپ کو بھی ذبح کر دیا۔ اور عمر بن

عن عمرو بن میمون قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قبل ان یصاب بالمدينة وقف علی خدیفة بن الیمان و عثمان بن حنیف قال کیف فعلتما انما قالوا ان تکونا قد حملتما الارض ما لا تطیق قال حملتا ہا امرأ ہی لم تطیق ما فیہا کثیر فضل قال انظر ان تکونا حملتما الارض ما لا تطیق قال لا فقال عمر ان سلمنی اللہ لا دمعن اراہل اہل العراق لا یخفون الی رجل بعدی ابدًا قال فأتت علیہ الاربعۃ حتی اصیب قال انی لقائم ما بینی و بینہ الا عبد اللہ بن عباس فداۃ اصیب و کان اذا مر بن الصغین قام بینہما فاذا رأی خللاً قال استوا حتی اذا لم یرفہن سلا تقدم فکبر و رکما قرأ سورۃ یوسف او النحل او نحو ذلک فی الرکعة الاولی حتی یجتمع الناس فیا ہو الا ان کبر فسمعتہ یقول قبلنی او اکلنی الکلب حین طعنہ فطار العلی لیسکتین ذات طرفین لا یمر علی احد یمیناً و شمالاً الا طعنہ حتی طعن ثلثۃ عشر رجلاً مات منه سبعۃ فلما رأی ذلک رجلاً من المسلمین طرَحَ علیہ برنساً فلما طرَحَ العلی انہ ما خود شمر نفسه و تناول عمرید عبد الرحمن

بن عوف نقدرہ فمن كان يلى عمر
فقد رأى الذى ارى واما نوحى لمسجد
فانهم لا يدرون غير انهم قد فقدوا صوت
عمر وهم يقولون سبحان الله سبحان الله
فصلي بهم عبد الرحمن بن عوف صلوة
خفيفة فلما انصرفوا قال يا ابن عباس
انظر من قتلتني فجال ساعة ثم جاء
فقال غلام المغيرة قال القنع قال نعم
قال قاتله الله لقد امرت به معروفا
الحمد لله الذى لم يجعل مني بيدي
رجل يدعى الاسلام قد كنت انت و
ابوك تحبان ان تكثر العلوج بالدينه
وكان العباس اكثرهم رقيقا فقال
ان شئت فعلت اى ان شئت قتلنا
فقال كذبت بعد ما تكلموا بلسانكم و
صلوا الى قبلكم وخرجوا جتكم فاجعل
اى بيته فانطلقنا معه وكان الناس
لم نصيبهم مصيبة قبل يومئذ فقال
يقول لا بأس وقائل يقول اخاف عليه
فاتي بنبيذ فشر به فخرج من جوفه
ثم اتى بليلين فشر به فخرج من
جوفه فخرجوا انه ميت فدخلنا عليه
وجاء الناس فبعولوا يشنون عليه وجاء
رجل شاب فقال ابشر يا امير المؤمنين
بشري الله لك من صحبت رسول الله

عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے (امامت کے لئے) بڑھایا
تو جو شخص کہ عمر کے قریب تھا اُس نے تو اُس چیز کو دیکھا جو میں دیکھ رہا تھا۔
رہے مسجد کے اطراف والے تو وہ نہیں سمجھ رہے تھے بجز اس کے کہ اب
ان (کے کانوں) سے عمر کی آواز گم ہو گئی تھی اور وہ سبحان اللہ سبحان اللہ
کہہ رہے تھے۔ تو ان کو عبد الرحمن بن عوف نے ہلکی نماز پڑھائی پھر جب لوگ
(مسجد سے) واپس آگئے تو آپ نے کہا کہ اسے عبد اللہ بن عباس دیکھو
مجھے کس نے قتل کیا ہے تو وہ ایک ساعت گھوم کر واپس آئے اور کہا
کہ مغیرہ کے غلام نے فرمایا کہ وہ جو کارگر ہے، انہوں نے کہا ہاں! فرمایا
خدا اُسے قتل کرے میں نے اُس کے بارے میں مناسب حکم دیا تھا۔
خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو
اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ تو اور تیرا باپ دونوں پسند کرتے تھے کہ مدینہ
میں فارس کے کافر غلام زیادہ ہوں اور عباس کے پاس ایسے غلام سب
سے زیادہ تھے تو عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کروں یعنی
اگر آپ چاہیں تو ہم قتل کر دیں تو فرمایا کہ تو نے غلطی کی دینی قتل کا
خیال کر کے، بعد اس کے کہ وہ گفتگو تمھاری زبان میں کرنے لگے اور
تمھارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمھارے حج کی طرح حج
کرنے لگے تو ان کو کیسے قتل کیا جاسکتا ہے، پھر ان کو اٹھا کر ان کے
مکان پر لایا گیا تو ہم بھی ان کے ساتھ چلے اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ اس
دن سے پہلے ان پر کوئی مصیبت نہیں پڑی تھی تو کوئی کہنے والا کہہ
رہا تھا کہ ان کوئی خطرہ نہیں اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے ان پر اندیشہ
ہے۔ تو نمیز لائی گئی جس کو آپ نے پیا، تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل گئی
پھر دودھ لایا گیا، اُس کو پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے باہر نکل گیا۔ تو
لوگوں نے سچا یا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر ہم آپ کے پاس گھر میں
داخل ہوئے اور بہت لوگ آگئے اور آپ کی مدح کرنے لگے اور
ایک جوانی شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین آپ خوش ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم قدیم فی الاسلام
ما قد علمت ثم وکیلنت فقد كنت ثم
شہادۃ قال وددت ان ذلک
کفایت لا یحلی ولا یحلی فلما اذبر اذا ارارہ
یمس الارض قال رددوا علی الغلام
قال یا ابن اخی ارفع ثوبک فانہ
انفق لثوبک و اتقی لربک - یا عبد اللہ
بن عمر انظر کما علی من الدین فحسبہ
فوجدہ ستہ وثمانین الفا و نحوہ
قال ان و فی مال آل عمر فادہ
من اموالہم و الا فسل فی بنی عدی
بن کعب فان لم تفت اموالہم فسل
فی قریش و لا تعدہم الی غیبرہم
فاذ عتی ہذا المال و انطلق الی عائشہ
ام المؤمنین فقل یقرأ علیک عمر السلام
و لا تقل امیر المؤمنین فانی لست الیوم
للمؤمنین امیرا و قل یتأذن عمر بن
الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ
فلتم و استأذن ثم دخل علیہا فوجدہا
قاعدۃ تبکی فقال یقرأ علیک عمر بن
الخطاب السلام و یتأذن ان یدفن
مع صاحبیہ فقالت کنت اریدہ لنفسی
ولا ویرثہ الیوم علی نفسی فلما اقبل
قیل ہذا عبد اللہ بن عمر قد جاء قال
ارفعونی فاسندہ رجل علیہ فقال

اللہ کی نعمت سے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
حاصل ہوئی اور اسلام میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا جو آپ خوب جانتے
ہیں پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل کیا، پھر شہادت حاصل
ہوئی، فرمایا کہ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سب مل کر حساب (بدی اور نیکی کا)
برابر برابر ہو جائے، نہ مجھ پر عذاب ہو اور نہ اجر کا مستحق قرار دیا جاؤں۔
جب اس جوان نے پیٹھ پھری تو اچانک آپ نے دیکھا کہ اس کی
لنگی زمین سے لگتی ہے تو فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس واپس
لاؤ۔ اُس سے فرمایا کہ اسے بھینچے اپنا کپڑا اوپر اٹھا کہ یہ بات تیرے کپڑے
کی پاکیزگی کا سبب ہوگی اور تیرے رب سے تقویٰ کا سبب بھی۔ اسے
عبداللہ مجھ پر جو قرض ہے اس کو دیکھو تو جب اس کا حساب کیا تو وہ چھپا
ہزار نکلیا اس کے قریب۔ فرمایا کہ اگر آل عمر کا مال اس کو پورا کر دے تو اُس
کو ان کے اموال میں سے ادا کر دینا ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے
سوال کر لینا۔ پھر اگر ان کے اموال بھی پورا نہ کر سکیں تو قریش میں سوال کر لینا
لیکن ان سے دوسروں کی طرف آگے نہ بڑھنا۔ تم میری طرف سے یہ مال ادا
کر دینا۔ اور ام المؤمنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا
ہے اور امیر المؤمنین نہ کہنا کیوں کہ میں آج مومنین کا امیر نہیں ہوں اور
کہو کہ عمر بن الخطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں
کے پاس ودفن کیا جائے۔ تو عبداللہ بن عمر نے سلام پہنچایا اور اجازت مانگی
یعنی اندر آنے کی پھر داخل ہوئے تو ان کو اس حال میں پایا کہ بیٹھی ہوئی
رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں
اور اس بات کی اجازت مانگتے ہیں کہ ان کو ان کے دونوں ساتھیوں کے
ساتھ دفن کیا جائے تو عائشہؓ نے کہا کہ میں اپنی ذات کے لئے یہ ارادہ
رکھتی تھی اور میں آج اپنی ذات پر ان کو مقدم کرتی ہوں جب وہ آگئے
تو آپ سے کہا گیا کہ یہ عبد اللہ بن عمر ہیں، فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک
شخص ان کو اپنے سہارے سے لے کر بیٹھا۔ پھر فرمایا کہ کیا جواب

لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہی اے امیر المومنین جو آپ چاہتے ہیں، عائشہ نے اجازت دے دی۔ کہا کہ الحمد للہ کوئی چیز میرے لئے اس سے زیادہ اہم نہیں تھی۔ پھر جب کہ میرا انتقال ہو جائے اور مجھے اٹھا کر لے جاؤ تو پھر سلام پہنچاؤ اور کہو کہ عمر بن الخطاب اجازت مانگتا ہے۔ پھر اگر عائشہ نے اجازت دی تو مجھے اندر لے جانا اور اگر مجھے لوٹا دیا تو مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے جانا۔ اور اُمّ المومنین حفصہؓ آئیں اور عورتیں ان کا پردہ کر رہی تھیں۔ تو جب ہم نے اُن کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے پھر وہ ان کے پاس داخل ہوئیں اور اُن کے پاس ایک گھڑی ٹھہریں اور مردوں نے اجازت مانگی تو وہ گھر کے اندر چلی گئیں تو ہم نے اندر سے اُن کے رونے کی آواز سنی۔ پھر لوگوں نے کہا کہ وصیت کر دیجئے اے امیر المومنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ فرمایا کہ میں اس امر کے لئے ان لوگوں سے یا اس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت تک خوش رہے۔ پھر نام لیا علی اور عثمان اور زبیر و طلحہ اور سعد و عبد الرحمن کا اور فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر تمہارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا (یہ ارشاد) ان کی دلداری کے انداز کی مانند تھا۔ پھر اگر امارت سعد تک پہنچے تو وہ اُس کو انجام دیں گے ورنہ تم میں جو شخص بھی امیر بنایا جائے اُس کو چاہئے کہ وہ سعد سے اعانت حاصل کرے۔ میں نے اس کو کام سے عاجز ہونے یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے بعد خلیفہ بننے والے کو مہاجرین اولین کے بارے میں یہ یقین کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کے احترام کی حفاظت کرے اور میں انصار کے بارے میں حسن سلوک کے لئے وصیت کرتا ہوں جو کہ جو دارِ اسلام و ایمان

مالدیک قال الذی تحب یا امیر المومنین اذنت قال الحمد للہ ما کان شیء اہم الای من ذلک فاذا انا قبضت فاحملونی ثم سلّم فقل یستأذن عمر بن الخطاب فان اذنت لی فادخلونی وان روّی فی فردونی الی معتبر المسلمین و جاءت اُمّ المومنین حفصہ والنساء یستوہنہا فلما رأینا ما قتنا فوجت علیہ فمکثت عندہ ساعۃ واستأذن الرجال فوجت داخلا لہم فسمعا بکاء ما من الداخل فقالوا اؤص یا امیر المومنین استخف قال ما جذا حدا الحق بہذا الامر من ہؤلاء النفر او الرہط الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو عنہم راض فسمی علیا وعثمان والذبیر وطلحہ وسعد و عبد الرحمن وقال یشہدکم عبد اللہ بن عمر لیس لہ من الامر شیء کبئیتہ التغزیۃ لہ فان اصابت الامرۃ سعدا فہو ذاک والا فلیستعن بہ انکم ما اتر فانی لم اعرلہ من عجز او خیانتہ وقال اوصی الخلیفۃ من بعدی بالمہاجرین الاولین ان یعرف لہم حقہم ویحفظ لہم حرمہم وادعیہ بالانصار خیرا

الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ اِنْ يَقْبَلْ مِنْهُمْ
وَاِنْ يَعْصِي مِنْهُمْ اَوَصِيَهُ بِاَهْلِ
الْاَمْصَارِ خَيْرًا فَاَنْهَمُ رِدْءَ الْاِسْلَامِ وَجِبَاةَ
الْمَالِ وَغِيظَ الْعَدُوِّ اَنْ لَا يُؤْخَذَ
مِنْ حَوَاشِي اَمْوَالِهِمْ اِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ
رِضَايِهِمْ وَاَوَصِيَهُ بِالْاَعْرَابِ خَيْرًا فَاَنْهَمُ
اَصْلَ الْعَرَبِ وَمَادَّةَ الْاِسْلَامِ اِنْ يُؤْخَذَ
مِنْ حَوَاشِي اَمْوَالِهِمْ وَيُرَدُّ عَلَى فُقَرَانِهِمْ
وَاَوَصِيَهُ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ اِنْ يُؤْخَذَ
لَهُمْ بَعْضُهُمْ وَاِنْ يُقَاتِلْ مِنْ
وَرَاءِهِمْ وَلَا يُلَاحِظُوا اِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ
خُرَجْنَا بِهِ فَاَنْطَلَقْنَا نَمْشِي فَنَسْتَمِعُ اَعْبَادَ اللّٰهِ
بِنْ عَمْرٍو قَالَ يَسْتَأْذِنُ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ
قَالَتْ اَوْ خَلُوْهُ فَاَدْخَلَ فَوَضَعَ
رُتَابًا لِّكَ مَعَ صَاحِبِهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ
دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرِّبِطُ فَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا اَمْرَكُمْ اِلَى ثَلَاثَةِ
مَنْكُمْ قَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِي اِلَى
عَلِيٍّ وَقَالَ عَلِيٌّ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِي اِلَى
عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِي اِلَى
عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اِيَّهَا تَبَرَّأْتُ مِنْ هَذَا الْاَمْرِ
فَفَعَلَهُ اِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْاِسْلَامُ
لَيَنْتَقِرَنَّ اَفْضَلُهُمْ فِيْ نَفْسِهِ فَاَسْكَنَتْ
الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اَفْتَجْعَلُوْنَهُ

(یعنی مدینہ) میں ان مہاجرین سے پہلے سے قرار پچھتے ہوئے
ہیں، کہ ان کے نیک کام کرنے والے کو قبول کیا جائے (یعنی
اس کی عزت کی جائے اور مبرا کام کرنے والوں سے درگزر کیا جائے
اور دوسرے شہر والوں کے حق میں اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں
وہ اسلام کی نیشٹ پناہ ہیں اور مال کے جمع کرنے والے ہیں اور زمین
کو مرغوب رکھنے کا سبب ہیں کہ ان کے زائد اموال میں سے اتنا
ہی لیا جائے جو ان کی حاجات سے بچا ہوا ہو، ان کی رضا مندی سے اور
اعراب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں وہ عرب کی اصل
اور اسلام کے مددگار ہیں کہ ان کے زائد اموال میں سے لیا جائے اور
ان کے فقر پر تقسیم کیا جائے اور میں وصیت کرتا ہوں ان کے حق میں
جو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں (یعنی ذمی لوگ) کہ جو معاہدہ
ان سے ہوا اس کو پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کے لئے قتل کیا
جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے مگر ان کی طاقت کے مطابق۔ پھر جب انکی
وفات ہو گئی تو ہم ان کو باہر لائے اور لے کر چلے تو عبد اللہ بن عمر نے
(عائشہؓ کو) سلام پہنچایا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں۔
عائشہ نے کہا کہ ان کو اندر لے جاؤ تو وہ لے جائے گئے اور وہیں اپنے
دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کئے گئے۔ پھر جب ان کے دفن سے
فارغ ہو چکے تو اس جماعت کے اصحاب اکٹھے ہوئے۔ تو عبد الرحمن
نے کہا کہ اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔ زبیر نے کہا
کہ میں اپنا امر علی کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا کہ میں اپنا امر
عثمان کی طرف منتقل کرتا ہوں اور سعد نے کہا کہ میں نے اپنا امر عبد الرحمن
کے حق میں کر دیا۔ پھر عبد الرحمن نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس
امر سے الگ ہوتا ہے تاکہ پھر ہم اس امر کا فیصلہ اسکے پروردگار دیں اور اللہ اور اسلام
کا اس پر حق ہے کہ وہ اپنے دل میں سب سے افضل پر نظر کرے۔
تو دونوں شیخ یعنی عثمان و علی خاموش رہے۔ پھر عبد الرحمن

نے کہا کہ کیا تم دونوں اس امر کے فیصلہ کو میرے سپرد کر دو گے، واللہ میرے ذمہ ہو گا کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے اُن میں سے ایک (یعنی علیؑ) کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کی قربت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام میں خاص مقام ہے جس کو تم خود جانتے ہو تو اللہ کو گواہ جانتے ہوئے یہ وعدہ کر دو کہ اگر میں نے تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل کرو گے اور اگر میں نے عثمان کو امیر بنایا تو تم اُن کی سونگے اور اطاعت کرو گے پھر دوسرے کو تنہائی میں لے جا کر اُن سے اسی طرح کی گفتگو کی۔ تو جب وعدہ لے چکے تو کہا کہ عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کی اور پھر اُن سے علیؑ نے بیعت کی اور اہل مدینہ آئے اور سب نے اُن سے بیعت کی۔

اب سنئے۔ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قریش میں نسب عالی رکھتے تھے باپ دادا کی طرف سے بھی اور نانیہال کی طرف سے بھی۔ استیعاب وغیرہ میں ہے کہ اُن کا نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ اور اُن کی والدہ ہیں اردی بنت کرزہ بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اور اردی کی ماں ہے بیضاء ام حکم بنت عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچہ بھی تھیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ وہ اسلام سے پہلے قریش میں صاحب دولت اور صاحب جاہ تھے اور سخاوت و حیا کے ساتھ موصوف رہے ہیں۔ آپ کے خطاب ذی النورین کی وجہ تسمیہ میں کہا گیا ہے کہ اُن کے لئے دو سخاوت ثابت ہیں ایک سخاوت قبل از اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام۔ یہ ریاض میں مذکور ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کی فطرت سلیمہ نے اسلام سے پہلے ہی بہت سے امور جاہلیت سے اُن کو روک رکھا ہے اور یہ دلیل ہے اصل

إِلَى وَاللَّهِ كَلَّا إِنَّ لَا الْوَعْنَ أَفْضَلُكُمْ
قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَفَتَكَ
لَكَ قَرَابَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدَّ عَلِمَتْ
فَاللَّهُ عَلَيْكَ لِبْنُ أَمْزُجْجَمَ لَتَعْدَلَنَّ
وَلِبْنُ أَمْزُجْجَمَ لَتَسْمَعَنَّ وَتَطْطِيعَنَّ
ثُمَّ خَلَا بِالْأَخْصَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ
فَلَمَّا اخْتَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ
يَا عِثْمَانُ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ لَهُ طَلْعُ
دَوَلَجِ أَهْلِ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ - امَّا مَا تَرَى
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پس اذا بجملة است
آرکھ در میان قریش نبی عالی داشت
چہ از بہت آباء چہ از طرف امہات
فی الاستیعاب وغیرہ ہو عثمان بن
عفان بن ابی العاص بن امیہ بن
عبد شمس بن عبد مناف بن قصی
وأمہ اردی بنت کرزہ بن ربیعہ بن
حبیب بن عبد شمس و أم اردی
ہی البیضاء ام حکم بنت عبد المطلب
عمتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و اذا بجملة آنکہ قبل از اسلام در میان
قریش ثروتے داشت و جاہی و
متصف بسخاوت و حیا بودہ است قبل فی
وجہ التسمیۃ بذی النورین کان لہ

فطرت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُن کے مشابہ ہونے کی۔ استیعاب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے شراب کو جاہلیت کے زمانہ میں ہی حرام کر لیا تھا اور عثمان نے بھی اور ریاض میں خود عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ چوری کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے ابو بکرؓ کی رہنمائی سے اسلام کی طرف ابو عبیدہ بن الجراح اور عبد الرحمن بن عوف سے ایک دن پہلے ہجرت کی۔ اور وہ اُس جماعت میں سے ہیں کہ جس کی تعداد حضرت فاروقؓ کے مل جانے کے بعد چالیس تک پہنچی تھی۔ ریاض وغیرہ میں ایسا لکھا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی جگہ پارہ رقیبہ کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا اور اُن کو اپنی دامادی کے لئے قبول کیا اور اُن کے رقیبہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی وجہ سے ان سے خوشی اور مسرور رہتے تھے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی عداوت پر کفار کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے بعد حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی اور چونکہ اس زمانہ میں ان کی سلامتی اور صحت کی خبر دیر سے پہنچی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بہت انتظار رہتا تھا۔ ریاض میں انس سے مروی ہے کہا کہ سب سے پہلے سرزمین

سَمَاءِ اِنْ سَمَاءٌ قَبْلَ الْاِسْلَامِ وَ سَمَاءٌ بَعْدَهُ كَذَا فِي الرِّيَاضِ وَ اَزْ اَجْمَلِ اَنْكَرُ فَطَرْتُ سَلِيْمٌ اَوْ تَمِيشُ اَزْ اِسْلَامِ اَزْ بَسَارِي اَزْ اُمُوْر جَاهِلِيَّتِ اَوْ اَزْ دَاثِشْتِ بُوْدَ اِسْتِ وَاِنْ دَلِيْلُ اِسْتِ بَرْتَشْبِ اَوْ بَا نَبِيَّاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوَةُ دَرِ اَصْلِ فَطَرْتِ - فِي الْاِسْتِيعَابِ فِي تَوْحِيْدَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ كَانَ قَدْ حَرَّمَ الْخَمْرُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَ عَثْمَانُ وَ فِي الرِّيَاضِ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّهٗ قَالَ مَا زُنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا اِسْلَامٍ وَلَا سَرَقْتُ - وَ اَزْ اَجْمَلِ اِسْتِ اَنْكَرُ چُونِ اَنْخَفَرْتِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمُ مَبْعُوْثُ شَدُوْى اَزْ سُبْحٰقِ بُوْدِ دَرِ اِسْلَامِ پَمِشِ اَزْ اَبُوْ عَبِيْدَةَ بِنِ الْاَجْرَاجِ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِنِ عَوْفِ بِيْكَ رُوْزِ اِسْلَامِ اُوْرَدَ بِدَلَالَتِ صَدِّیْقِ الْاَكْبَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ دُوْى اَزْ اَنْجَمَاعَةِ اِسْتِ كَهٗ بِالْاِضْمَامِ حَضْرَتِ فَارُوْقِ عَدَدِ الْاِشْاٰنِ بِجَهْلِ رَسِيْدِ كَذَا فِي الرِّيَاضِ وَ غَيْرَ - وَ اَزْ اَجْمَلِ اِسْتِ اَنْكَرُ اَنْخَفَرْتِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمُ جُگَ پَارَہِ خُوْدِ رَقِيْبَہِ رَا بَعْدَ دُخُوْلِ اَوْ دَرِ اِسْلَامِ بَا اَوْ عَقْدِ بَسْتِ وَ بَدَا دَا دِیْیِ بَر گَزِيْدِ اَزْ حَسَنِ سَلُوْکِ بَا وَ مَبْتِجِ وَ مَسْرُوْرِیْ بُوْدِ

حبشہ کی طرف جس نے ہجرت کی عثمانؓ تھے اور اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو لے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی خبر پہنچنے میں دیر ہو گئی تو آپ حال معلوم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ پھر قریش میں کی ایک عورت ملک حبشہ سے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو کس حال میں دیکھا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے ان کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بی بی کو تو اُس نے سواری کے چو پاؤں میں سے ایک گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور وہ خود اس کو ہانک رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ درحقیقت عثمان بعد لوط علیہ السلام کے ان میں کا پہلا شخص ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی طرف ہجرت کی۔ حاکم نے عبد الرحمن بن اسحق سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد سے اس قصہ میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر لوط اور ابراہیم کے بعد یہ دونوں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تو اس کے قریب وقت ہی میں حضرت عثمان مدینہ میں پہنچ گئے بخلاف جعفر اور اصحاب سفینہ کے کہ ان کا پہنچنا بعد واقعہ خیبر کے ہوا ہے اس لئے کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ واقعہ بدر میں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی دیکھ بھال میں

و اذا انجسہ آنکھ چون کفار قریش بعد اوت مسلمین برخواستند ہجرت نمود بجانب حبشہ دوی اول کسی است کہ با اہلیہ خود ہجرت فرمود بعد حضرت ابراہیم و حضرت لوط علیہما السلام و در ان ایام چون خبر صحت و سلامت ایشان دیر تر رسید خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغایت منتظر میماند فی الریاض عن انس قال اول من ہاجر الی ارض الحبشہ عثمان و خرج معہ بابتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکبھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرہما ففعل یتوکف الخبر فقعدت امرأۃ من قریش من ارض الحبشہ فسألہا فقالت رأیتہما فقال علیؑ علی حال رأیتہما قالت رأیتہما و قد حملہا علی حمیر من ہذہ الدواب و ہو یسوقہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحبہما اللہ ان کان عثمان لا اول من ہاجر الی اللہ عزوجل بعد لوط۔ اخرج المحاکم عن عبد الرحمن ابن اسحق عن ابیہ عن سعد فی ہذہ القصۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباجر انہما لا اول

مشغول تھے اور اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔
بخاری نے روایت کیا ہے عبداللہ بن عدی بن انجیر
کی حدیث میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا امت بعد اللہ
تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ
اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو کچھ
دیکر آپ کو بھیجا گیا تھا میں اس پر ایمان لایا۔ پھر میں
نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں رہا اور آپ کے طریقہ کو دیکھا اور ایک
روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دامادی پر پہنچا اور آپ سے بیعت کی۔ سو خدا
کی قسم میں نے کبھی اُن کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اُن
کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وفات
دی۔ پھر ابو بکر پھر عمر اُن کی مثل رہے (یعنی اُن سے
بھی یہی معاملہ رہا) آخر حدیث تک۔ اور اُن میں ایک
یہ ہے کہ جب جب احکام ہو گیا اور خیر کے مواقع
وجود میں آئے تو تمام غزوات میں بجز بدر کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اُن میں سے
یہ کہ جب غزوہ بدر پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُن کو حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے
مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کو بدر کے اجر اور
غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا اس حیثیت سے ان کو بدر
میں شمار کیا گیا ہے۔ مروی ہے ابن عمر سے (انہوں
نے ایک تقریر میں فرمایا تھا) رہا اُن کا بدر سے غائب
ہونا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ اُن کے عقد میں رسول

من ہا حبس بعد لوط و ابراہیم و
ازانجلہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجانب مدینہ ہجرت فرمود
در ہمان نزدیکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بمدینہ روی آورد بخلاف جعفر و اصحاب
سفینہ کہ قدم ایشان بعد واقعہ خیبر
بودہ است زیرا کہ صحیح شدہ است
کہ در واقعہ بدر بہ تیمارداری رقیہ
بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشغول بود و ازین بہت متخلف نمود
اخرج البخاری فی حدیث عبداللہ بن
عدی بن انجیر قال عثمان ابابعد
فان اللہ تعالیٰ بعث محمدًا بالحق و
كنت من استجاب للہ و لرسولہ
و امنت بما بعث بہ ثم ہاجرنا
الہجرتین و صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و رأیت ہدیہ فی روایت
و قلت منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و باقیہ فواللہ ما عصیتہ و
لا غشیتہ حتی توفاه اللہ تعالیٰ
ثم ابو بکر ثم عمر مثلہ الحدیث۔ و ازانجلہ
آنکہ چون جہاد مشروع شد و مشاہد
خیر بوجود آمد در جمیع غزوات
ہمہای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ است الا بدر۔ و ازانجلہ آنکہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
 تم کو ایسے مرد کا اجر ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور اُس
 کا حصہ بھی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں
 سے یہ کہ جب غزوہ اُحد پیش آیا اور شیطان نے
 بعض اصحاب کو اُس مشہدِ خبیث سے فرار پر ابھار دیا
 اور وہ بھی اس جماعت میں سے تھے تو رحمتِ الہی
 نے تدارک فرمایا اور اُس گناہ کو محو کر دیا چنانچہ قرآن
 عظیم میں اس کی تصریح کی گئی تاکہ کسی طعنہ
 کرنے والے کو طعن کرنے کا موقعہ باقی نہ رہے۔
 ابن عمر سے مروی ہے کہ رہا اُن کا فرار یومِ اُحد میں
 تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف
 کر دیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور دوسروں نے
 اس پر یہ اضافہ کیا کہ اور ابن عمرؓ نے تلاوت کیا
 اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْکُمْ اِلٰہِ (۲: ۱۵۵) یقیناً تم میں سے
 جن لوگوں نے پشت پھیر لی تھی جس روز کہ دونوں
 جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات
 نہ ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی
 ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ
 اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف فرمادیا ہے۔ اور اُن میں
 سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا
 کہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے ضعیف لوگوں کی (یعنی ان
 مسلمانوں کی جو مشرکین کے جوہر دستم کا نشانہ بن رہے
 تھے) تسلی کریں اور اس کام کے لئے عثمان بن عفان کے سوا
 اور کوئی موزوں نہیں تھا تو اُن کو اس کام پر مامور

چون غزوہ بدر پیش آمد آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ابھیبت تیمار
 رقیہ در مدینہ گذاشتند و اجر و غنیمت
 بدر دادند ازین جہت در بدرین معدود
 است۔ عن ابن عمر اما تَغْتَابُ عَنْ
 بدر فانه کان تحتہ بنٹ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و کانت مرلیفۃ فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مک
 اجر رجل من شہید بدرًا و سہمہ
 اخرجه البخاری۔ و از ان جملہ آنکہ چون
 غزوہ اُحد پیش آمد و شیطان بعض
 اصحاب را بر فرار ازان مشہدِ خبیث مل
 شد و وی نیز ازان جامہ بود رحمت
 الہی تدارک فرمود و آن ذنب را محو
 نمود چنانچہ در قرآن عظیم تصریح
 بآن رفتہ تا هیچ طاعنی را مجال طعن
 نہاند عن ابن عمر اما فرارہ یومِ اُحد
 فاشہد ان اللہ عفی عنہ اخرجه البخاری
 و زاد غیرہ و تلا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْکُمْ
 یَوْمَ اَلْتَقٰی الْجَمْعِیْنِ اِنَّمَا اَسْتَرَضٰہُمْ
 الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ
 عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ۔ و ازان جملہ آنکہ چون
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند
 کہ مستضعفین کہ را در حدیبیہ تسلیہ کنند
 غیر عثمان بآن امر جری نہ بود پس اورا

کیا اور انہوں نے مکہ میں پہنچ کر ادب و محبت کا حق ادا کر دیا عمرہ کو ترک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں۔ ریاض میں ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان مسلمانوں پر جو مشرکین کے ہاتھوں میں تھے مصائب میں شدت ہو رہی تھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور کہا کہ اے عمر کیا تم میری طرف سے اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو قیدی بنے ہوئے ہیں میری طرف سے پیغام پہنچا سکو گے؟ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ مکہ میں میرا کنبہ نہیں ہے، میرے سوا کسی دوسرے کو بھیجے جس کا کنبہ مجھ سے زیادہ ہو تو آپ نے عثمان کو بلایا اور ان قیدیوں کی طرف بھیج دیا۔ اب عثمان اپنی سواری پر نکلے یہاں تک کہ مشرکین کے لشکر میں پہنچ گئے تو وہ ان پر غصہ کرنے لگے اور ان کو برے کلمات کہنے لگے، پھر ان کو ان کے چچا کے بیٹے ابان بن سعید بن العاص نے امن دیا اور ان کو کاٹھی پر بٹھایا اور ان کے پیچھے خود بیٹھ گیا۔ جب مکہ میں پہنچ گئے تو ان سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے (عمرہ کا طواف کرے) عثمان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ہمارے ایک صاحب ہیں ہم اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے وہی جب کوئی عمل کرتے ہیں تو ہم ان کے نشان قدم کا اتباع کرتے ہیں۔ ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے کیا بات ہے کہ میں تمہیں اُدینچی سمیٹتی ہوئی (یا پرانی) لنگی باندھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کو نیچے کر لو (راوی نے کہا کہ عثمان کی لنگی دونوں پنڈلیوں کے نصف تک تھی تو اس سے عثمان نے کہا کہ ہمارے صاحب کی لنگیاں ایسی ہی ہوتی ہیں تو عثمان نے سب مسلمان قیدیوں کو وہ پیغام پہنچا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ہاں مأمور فرمودند دوی آنجا شرط ادب و محبت بجا آورد در ترک عمرہ بموافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الریاض عن ایاس بن سلمہ بن الاکوع عن ابیہ قال اشتد البلاء علی من کان فی ایدی المشرکین من المسلمین قال فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فقال یا عمر بل انت مبلغ عنی اغواہک من اعداء المسلمین قال بانی انت و امی واللہ مالی بمکۃ عشیرۃ ارسلی غیری اکثر عشیرۃ منی فدعا عثمان فارسلہ الیہم فخرج عثمان علی راحلہ حتی جاء عسکر المشرکین فقتلواہ و اساءوا لہ القول ثم اجازہ ابان بن سعید بن العاص ابن عمر و حملہ علی الشرج و ردہ خلفہ فلما قدم قال یا ابن عم طف قال یا ابن عم ان لنا صاحباً لا یتدع امرأ ہو الذی یكون یعلمہ فنتبع أثرہ قال یا ابن عم مالی اراک متحشفاً اسبل قال وکان ازارہ الی النصار ساقیہ قال لہ عثمان کذا ازارۃ صاحبنا فلم یدع احداً بمکۃ من المسلمین الا ابغضہم تا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - و عن

اور ایسا بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے بیعت کی اپنے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر تو لوگوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ کو بہت مبارک رہا امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسی طرح ٹھہرا رہا تو طواف نہ کرے گا۔

حتیٰ کہ میں طواف کر لوں۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ جب حدیبیہ کا موقع پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام صلح پہنچانے اور منعاف مسلمین کو تسلی دلانے کے لئے مکہ بھیجا۔ اُس وقت ان کے قتل کی افواہ پھیل گئی اور یہ شہرت بیعت قتال کا باعث ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست مبارک کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے بدلے میں اٹھایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اور یہ حضرت عثمانؓ کے لئے بہت بڑا شرف تھا اور اسی حیثیت سے وہ بیعت رضوان والوں میں داخل ہوئے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے ”رہا ان کا غائب ہونا بیعت رضوان سے تو اگر کوئی مکہ کے خاندان کا عثمان سے زیادہ عزت والا ہوتا تو یقیناً اُس کو بھیجتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو بھیجا اور بیعت رضوان ہوئی عثمان کے مکہ اکی طرف جانے کے بعد تو اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اور مارا اُس کو بائیں ہاتھ پر اور فرمایا کہ یہ عثمان کے لئے ہے۔ اور ان میں سے یہ کہ جب رقیہ بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے غمگین ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت و اور رضی اللہ عنہ ازین واقعہ محزون گشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم را در نکاح دی آوردند و این افضلیتی است کہ غیر او را در پیش وقتی میسر نیامد - اخرج اسحاق بن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکنی عثمان و ہو مغموہ فقال ما شانک یا عثمان فقال بانی انت وامی دہل دخل علی احد من الناس ما دخل علی توفیت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقطع الصبر فیما بینی و بینک الے اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقول ذلک یا عثمان و ہذا جبریل یأمرنی عن امر اللہ عزوجل ان ازواجک اُختبہا ام کلثوم علی مثل صداقہا و علی مثل صداقہا فزوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہا - دنی روایت غیر اسحاق علی مثل صداقہا و علی مثل صحبتہا - و اذا بخلہ آنکہ چون ام کلثوم متوفی شد فرمودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تزویج کنسید عثمان را اگر مرا مسبود دختر میباید ام باودختری بعد دختری الے کذا و کذا فی الریاض

ام کلثوم کو ان کے نکاح میں لائے اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ ان کے سوا کسی کو کسی زمانہ میں میسر نہیں ہوئی - حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان سے ملے جب کہ وہ مغموہ تھے اور فرمایا کہ اسے عثمان تمنا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں میں سے کسی پر ایسا غم پڑا ہے جو مجھ پر پڑا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہو گئی اور میرے اور آپ کے درمیان ہمیشہ کے لئے تعلق دامادی ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے عثمان تم یہ کہتے ہو اور یہ جبریل مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے یہ حکم دے رہے ہیں کہ میں اس کی بہن ام کلثوم کا تھا ہے ساتھ نکاح کر دوں اسی کے مثل مہر اور اسی کے مثل سامان جہیز پر - پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر ان کا نکاح کر دیا - اور ایک دوسری روایت میں جو حاکم کی روایت کے علاوہ ہے "علی مثل صحبتہا" ہے (یعنی اس سے بھی ویسا ہی برتاؤ رکھو) - اور ان میں سے یہ کہ جب ام کلثوم کی وفات ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کا نکاح کر دو - اگر میرے پاس کوئی بیٹی ہوتی تو میں اس کو ایک بیٹی کے بعد دوسری بیٹی دیتا رہتا اتنے سے اتنے تک - ریاض میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے نکاح کرتا رہتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی

عن علی رضی اللہ عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لو کان عندی
اربعون نبیاً لَرَدَّوْجَتْ عِثْمَانُ وَاحِدَةً
بعد اُخریٰ حتی لا یبقی منہن احدٌ
وَاذا بجملة آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ترغیب فرمود بر تیجہنیر
جیش العسرة نصیب او درین باب
اوغلا واکمل بود۔ قال عثمان فی خطبۃ
یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نظر فی وجہ القوم فقال
من یجہز ہؤلاء عَفَرَہ یعنی جیش
العسرة فمخترہم حتی لم یفقدوا
عَفَلاً وَلَا فِطَانًا قالوا اللہم نعم۔ ردی
ذک من حدیث الاحنف بن قیس
والی عبد الرحمن السلی والی سلمۃ
بن عبد الرحمن وغیرہم اخرج بعضها
البخاری والترذلی وبعضہا فی مسیم
وعن عبد الرحمن بن خباب قال فی
ہذہ القصة فانا رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر
ویقول ما علی عثمان ما فعل بعد
ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ
اخبر الترمذی۔ وعن عبد الرحمن
بن سمرۃ فی ہذہ القصة قال

اور اُن میں سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جیش عسرت کے لئے سامان کی فراہمی پر ترغیب
فرمائی تو اُن کا حصہ اس باب میں پورا اور مکمل تھا۔
عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے یوم الدار کے خطبہ میں (یعنی جب کہ آپ
اپنے مکان میں محصور تھے اور اوپر اگر لوگوں سے خطاب کیا
تھا) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے
چہروں کا طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو سامان دے
گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ آپ جیش عسرت
کے لئے فرما رہے تھے تو میں نے اُن کو اتنا مکمل سامان
دیا تھا کہ رستی کے اس ٹکڑے کی کمی بھی باقی نہ چھوڑی
تھی جو اونٹ کے پاؤں میں باندھا جاتا ہے اور نہ اونٹ کی
مہار کی۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک۔ یہ مروی ہے احنف
بن قیس اور ابو عبد الرحمن السلی اور ابو سلمہ بن
عبد الرحمن وغیرہم سے۔ اُن میں سے بعض کو بخاری نے
اور ترمذی نے لیا اور بعض کو نسائی نے اور بعض کو
دوسروں نے۔ اور مروی ہے عبد الرحمن بن خباب سے
کہ انہوں نے اس قصہ میں کہا کہ پھر میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے اتر
رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ عثمان پر اب کوئی
مواخذہ نہ ہوگا جو کچھ وہ اس کے بعد کرے گا۔ عثمان رضی
اللہ عنہ اس کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اُس کو
ترمذی نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے
اس قصہ میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کو آج کے بعد جو کچھ کرے
گا اس سے ضرر نہ پہنچے گا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کو ترمذی

نے روایت کیا اور اُن میں سے ہے پیر رومہ کو عوام کے لئے وقف کر دینا۔ عثمان رضی نے اپنے یوم الدار کے خطبہ میں فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں اس کو حاضر جان کر جواب دو، کہ کیا تم جانتے ہو کہ رومہ ایسا کنواں تھا جس سے بغیر قیمت دیئے کوئی پانی نہیں پیتا تھا۔ تو میں نے اس کو خریدا اور ہر غنی اور فقیر اور مسافر کے لئے عام کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک اس کی روایت اُن سے احف بن قیس اور ابو سلمہ اور عبد الرحمن السلمی وغیرہم نے کی، اور ان میں سے بعض روایات بخاری میں ہیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کی۔ عثمان نے اپنے خطبہ یوم الدار میں فرمایا کہ میں تم پر اس خدا کو گواہ بناتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص بنی فلان کے مرنے والا ہو اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ کو خریدے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں نے اس کو بیس ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا۔ میں نے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دے اور تیرے لئے اس کا اجر ہے۔ اس کی روایت احف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمن السلمی وغیرہم نے کی۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ غزوہ تبوک میں بھوک کی تکلیف سے شدید پریشانی پیش آگئی تھی اور اُس کا ازالہ آپ ہی نے کیا تھا۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ایک طویل حدیث میں کہ پھر حبشہ عسرت کو پورا سامان دینے کے ساتھ یہ ہوا کہ رسول اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماضی عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین آخرہ الترمذی۔ واذان جملہ آنکہ تسبیل نمود پیر رومہ را۔ قال عثمان فی خطبۃ یوم الدار اذکرکم باللہ تعالیٰ بل تعلمون ان رومۃ لم یکن یشرب منها احد الا بثمان فابتعتها فجعلتها للفقراء والفقیر وابن السبیل قالوا اللہم نعم رومی ذلک عند الاحف بن قیس و ابو سلمہ و ابو عبد الرحمن السلمی وغیرہم وبعض الروایات فی البخاری واذان جملہ آنکہ توسیع نمود مسجد آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم قال عثمان فی خطبۃ یوم الدار اشہدکم باللہ الذی لا الہ الا هو ا تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ابتاع مریب بنی فلان غفرلہ فابتعہ بعشرین الفاً او بخمسة و عشرين الفاً فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجبرته فقال اجعلہ فی مسجدنا واجرہ لک۔ رومی ذلک الاحف بن قیس و ابو سلمہ و ابو عبد الرحمن السلمی وغیرہم واذان جملہ آنکہ در غزوہ تبوک مخفہ شد یہ پیش آمد دومی گشت آن نمود۔ عن سالم بن

عبداللہ بن عمر فی حدیث طویل ثم کان من جہازہ جيش البصرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزا غزوۃ تبوک فلم یلق فی غزاة من غزواتہ ما لقی فیہا من الحمۃ والطماء وقلۃ النظر فبلغ عثمان فاشتری قوتاً وطعاماً وادوا ما یصلح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا صحابہ فجز الیہ عیداً فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی سواد قد اقبل قال هذا قد جاءکم بنجر فانخفت الרכاب ووضیع ما علیہا من الطعام والادوم وما یصلح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا صحابہ فرفع یدہ الی السماء وقال انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ ثلث مرات ثم قال لا صحابہ ایہا الناس ادعوا العثمان فاعالہ الناس جمیعاً مجتہدین ونبیہم صلی اللہ علیہ وسلم واذ ان جملہ آئمکہ درباری از احیان بکتابت وحی ونامہائیکہ افشای آن نمی خواستند قیام می نمود۔ و فی الریاض عن عائشہ قالت واللہ لقد کان قاعدًا عند نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یسند ظہرہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۃ تبوک کیا تو غزوات میں سے کسی غزوۃ میں اس قدر بھوک پیاس اور سواروں کی کمی کا سامنا کرنا نہیں پڑا تھا جس قدر اس میں کرنا پڑا، تو عثمان کو اس کی خبر پہنچ گئی اور انہوں نے زاد راہ خریدا اور کھانا اور سالن اور جو مناسب سمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے پھر ایک قافلہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی کی طرف دیکھا جو آگے آرہی تھی، فرمایا کہ یہ تمہارے پاس خیر لا رہا ہے۔ (جب یہ قافلہ پہنچ گیا) تو سواری کے اونٹوں کو بٹھایا گیا اور ان کے اوپر سے کھانا اور سالن اتار لیا اور جو مناسب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ میں عثمان سے راضی ہوں تو دریا اللہ آپ بھی اس سے راضی ہو جائیے۔ تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا اے لوگو! عثمان کے لئے دُعا کرو تو ان کے لئے سب نے اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگا کر دُعا کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے اوقات میں آپ وحی کی اور ایسے خطوط کی جن کا انشاء آپ نہیں چاہتے تھے کتابت کیا کرتے تھے۔ ریاض میں عائشہ سے مروی ہے انہوں نے کہا واللہ عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کا میری طرف سہارا لئے ہوئے تھے اور جبرئیل ان کی طرف قرآن کو وحی کر رہے تھے اور آپ فرماتے تھے اے عظیم لکھ۔ اور ریاض میں آپ

کے قتل کے قصہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب لوگوں نے آپ کا ہاتھ تلوار سے کاٹا تو فرمایا یاد رکھو یہ پہلی ہتھیلی ہے جس نے مفصل کو تحریر کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے مفصل کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ وہ جو کچھ قرآن نازل ہوا اُس کا پہلا حصہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے خبیث (حلو) بنایا اور اس راہ سے اُن کے دل کو اپنے حق میں دُعا کے لئے مائل کیا۔ ریاض میں ہے کہ لیث بن ابی سالم سے مروی ہے کہا کہ اسلام میں جس نے سب سے پہلے خبیث (حلو) بنایا عثمان بن عفان ہیں اُن کے پاس ایک اونٹوں کا قافلہ آیا تھا جس پر آٹا اور شہید لدا ہوا تھا۔ انہوں نے دونوں کو مخلوط کر دیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منزل اُم سلمہ میں بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کھایا اور اس کو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا ہے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عثمان نے بھیجا ہے تو آپ نے کہا کہ یا اللہ عثمان آپ کی رضا جوئی کر رہا ہے تو آپ اُس سے راضی ہو جائیے۔ اور عبد اللہ بن سلام سے مروی ہے کہ ایک اونٹوں کا قافلہ کھانے کی چیزیں لے کر آیا جس میں ایک بوجھ عثمان بن عفان کا تھا۔ اُس میں سفید گیہوں کا آٹا تھا اور گھی اور شہید تھا تو اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے برکت کی دُعا کی پھر ایک دیگ منگائی جس کو آگ پر رکھا گیا اور اُس میں شہید اور آٹا اور گھی ڈالا پھر

إِلَىٰ وَأَن جَبْرِئِيلُ يُؤْخِجِي إِلَيْهِ الْقُرْآنَ وَأَن يَقُولَ اُكْتُبْ يَا عِثْمُ - وَفِي الرِّيَاضِ أَيْضًا فِي قِصَّةِ قَتْلِهِ أَنَّهُمْ لَمَّا قَطَعُوا يَدَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ أَمَّا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَوَّلُ كُتِبَ الْفَصْلُ - قُلْتُ أَمَّا خَصُّ الْفَصْلِ بِالذِّكْرِ لَأَنَّهُ أَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ - وَأَزَانُ جَسَدِهِ أَنَّهُ اسْتَبْرَأَ أَوَّلُ كَسَةِ اسْتَبْرَأَ كَخَبِيصٍ يَخْتَبِرُ بِرَأْيِ أَصْحَابِهِ وَأَوَّلُ بَيْنِ جِهَتِ خَاطِرِ الْإِثْنَانِ رَأْيُ بَدْعَايَ خَوْلِيشَ مَائِلٌ سَاخِتٌ - فِي الرِّيَاضِ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ خَبِصَ الْخَبِيصُ فِي الْإِسْلَامِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ عِيرٌ تَحْمِلُ الرِّقِيقَ وَالْعَصْلَ فَحَلَطَ بَيْنَهُمَا وَبَعَثَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَنْزِلِ أُمِّ سَلَمَةَ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاعْلَ فَاكْتَابَهُ فَقَالَ مَنْ بَعَثَ هَذَا فَقَالَتْ عُثْمَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعَثَ بِهِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ يُرَافِقُكَ فَاغْضُ عَنْهُ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَدِمَتْ عِيرٌ مِنْ طُعَامٍ فِيهَا حُلٌّ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ عَلَيْهِ دَقِيقٌ وَخَوَارِجٌ وَسَمْنٌ وَعَسَلٌ فَاتَى بِهِ

اُس میں چھپ چلا یا یہاں تک کہ وہ پک گیا یا پکنے کے قریب ہو گیا تو اُتار لیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ۔ یہ ایک چیز ہے جس کا نام اہل فارس کے یہاں خبیص ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ کسی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر ایسا وقت آیا کہ سخت فاقے کی نوبت آگئی تھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے دفعیہ میں بڑی کوشش کی تھی۔ ریاض النضرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد پر چار دن ایسے گزرے کہ انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بلکنا شروع کر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے تو آپ نے کہا کہ اے عائشہ میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا ہے تو میں نے کہا کہ کہاں سے پہنچے اگر اللہ عزوجل ہم کو آپ کے ہاتھوں سے نہ دلوائے تو آپ نے وضو کیا اور نکل کر مسجد تشریف لے گئے اور نفل پڑھنے لگے کبھی یہاں پڑھتے تھے اور کبھی وہاں، دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد عثمان آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے ارادہ کیا کہ اُن کو روک دوں، پھر خیال کیا کہ وہ اغنیاء صحابہ میں سے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ہی اُن کو ہماری طرف روانہ کیا ہو تاکہ ان کے ہاتھوں سے ہماری طرف کسی خیر کو جاری کرے تو میں نے اُن کو اجازت دے دی تو انہوں نے کہا اے اُمّ جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے بیٹے آل محمد نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے چہرا اُترا ہوا پیٹ کمر

النبي صلي الله عليه وسلم فدعا فيها بالبركة ثم دعا بمزومة فنصبت على النار وجعل فيها من العسل والدقيق و السمن ثم غصده حتى ينفج او كاد ينفج ثم انزل فقال رسول الله صلي الله عليه وسلم كلوا هذا شئ يستميه فارس الخبيص. واذان جملہ آنکہ در وقتی از اوقات اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را غنمہ رومی داد و سے رضی اللہ عنہ در کشف آن سعی بلیغ نمود۔ فی الریاض النضرۃ عن عائشۃ قالت کنت کما آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ایام ما طعموا شیئاً حتی تغاغوا اصبیاناً فدخل رسول الله صلي الله عليه وسلم فقال يا عائشۃ هل اصبتُم بعدی شیئاً فقلت من این ان لم یأتنا اللہ عزوجل بہ علی یدیک فتوماً وخرج مہتجاً لیصلی لہنما مہتجاً ولہنما مہتجاً فالت عثمان من آخر النار فاستأذن فہمت ان اجدہ ثم قلت ہو رجل من مکاتیر الصحابۃ لعل اللہ عزوجل انما ساقہ الینا لیجری علی یدیه خیراً فاذا ذنت لہ فقال یا اناہ این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا بئی ما طعم آل محمد

من اربعة ايام شيئاً دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم متغيراً من امر البطن فاجبرته بما قال لها وبما ردت عليه قال فبكى عثمان بن عفان و قال متعاً للدينار ثم قل يا ام المؤمنين ما كنت بحقيقة ان ينزل بك يعني هذا ثم لا تذكره لي ولعبد الرحمن بن عوف ولثابت بن قيس في نظارنا من مكاشير الناس ثم خرج فبعث اليها باحال من الدقيق واحمال من الخبطة وباحال من التمر وثلثمائة درهم في صرة ثم قال هذا ينيطي عليك ثم بعث بجوز وشواء كثير فقال كلوا انتم وضئوا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يبيح ثم اقسام علي ان لا يكون مثل هذا الا اعلت قالت ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا مالئة هل اصبتم بعدى شيئاً قلت يا رسول الله قد علمت انك انما خرجت تدعوا الله عز وجل وقد علمت ان الله عز وجل لن يرؤك من سؤالك قال فما اصبتم قلت كذا وكذا حمل بعير دقيقا وكذا وكذا حمل بعير حنطة وكذا وكذا حمل بعير تمر وثلثمائة درهم في صرة و

سے لگا ہوا۔ پھر انہوں نے ان سے وہ سب بات کہہ دی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمائی تھی اور جو اب عائشہؓ نے دیا تھا (سب بات کی یہ شرح راوی نے کی) کہا کہ یہ سن کر عثمان بن عفان رونے لگے اور کہا دنیا کتنی بڑی ہے۔ پھر کہا اسے ام المؤمنین آپ کو یہ شایانہ تھا کہ آپ کے اوپر ایک حالت آئے یعنی یہ اور نہ آپ اس کا ذکر مجھ سے کریں اور نہ عبد الرحمن بن عوف سے اور نہ ثابت بن قیس وغیرہ اصحاب سے جو مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ پھر چلے گئے اور ہمارے پاس کئی اونٹ کے بوجھ آئے کے اور کئی بوجھ گہیوں کے اور کئی بوجھ کھجوروں کے اور کھال اتاری ہوئی بکری اور تین سو درہم ایک تھیلی میں لے کر آئے۔ پھر کہا کہ اس سے تو تمہیں دیر ہو جائے گی پھر روٹیاں اور بہت سا بھنا ہوا گوشت لیکر آئے اور اور کہا کہ تم کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دو جب وہ تشریف لائیں گے تو کھالیں گے۔ پھر مجھے قسم دی کہ جب تم بھی ایسا ہو جائے تو میں ان کو خبر دے دوں۔ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ اللہ عز وجل سے دعا کرنے نکلے تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ عز وجل ہرگز آپ کے سوال کو روز کرے گا۔ فرمایا کہ پھر تمہارے پاس کیا پہنچا۔ میں نے کہا اتنا اور اتنا بارشتر آٹا اور اتنے اور اتنے بارشتر گہیوں اور اور اتنے اور اتنے بارشتر کھجوریں اور تین سو درہم ایک تھیلی میں اور کھال اتاری ہوئی بکری اور روٹیاں اور بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ یہ سن کر فرمایا کہ کس کے پاس سے آیا تو میں نے کہا عثمان بن عفان کے پاس سے۔ یہ بھی کہا کہ عثمان رو دیا اور دنیا کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اور

مجھے اُس نے قسم دی کہ جب کبھی ایسا پیش آجائے تو میں اُس سے کہہ دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر نہیں بیٹھے اور گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیں یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیے۔ اور اُن میں سے یہ کہ بہت سے اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا فرمائی اور اس باب میں آپ نے بڑی کوشش فرمائی۔ ریاض میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکتا رہا ہوں اول شب سے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی کہ آپ عثمان بن عفان کے لئے دعا کرتے رہے کہتے تھے کہ یا اللہ عثمان سے میں راضی ہوں، آپ اُس سے راضی ہو جائیے۔ اور یوسف بن سہل بن یوسف انصاری اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے خطبہ میں فرمایا یا اللہ آپ عثمان بن عفان سے راضی ہو جائیے۔ اور جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عثمان اللہ نے تیرے سب گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو تو نے پوشیدہ کئے اور جو کھلم کھلا کئے اور جن کو تو نے چھپایا اور جن کو ظاہر کر دیا اور جو بھی یوم قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اس کو بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا اور تخریج کی ابن غفرۃ العبدی

مسوفاً وخبزاً و شواء کثیراً قتال بمن فقلت من عثمان بن عفان قالت و بکاء و ذکر الدینا بمقت و أقسم علی ان لا یكون مثل هذا الا کلمتہ فلم یجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یرجع الی المسجد و رفع یدیه و قال اللهم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنه اللهم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنه۔ و اذان جملہ آنحضرت در اوقات بسیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای او دعا فرمود در این باب اجتہاد تمام نمود۔ فی ریاض عن ابی سعید الخدری قال رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَلَيْسَ أَنْ يُلَاحَظَ الْفَرَجُ يَدْعُو لِعُمَانَ بْنِ عَفَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ عُمَانُ رَضِيَتْ عَنْهُ فَارْضَ عَنْهُ وَعَنْ يَوْسُفَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ يَوْسُفَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ خُطِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ اللَّهُمَّ ارْضَ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَظِيَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لَكَ يَا عُمَانُ مَا قَدَّمْتَ وَمَا أَخَّرْتَ وَمَا اسْرَرْتَ وَمَا أَعْلَنْتَ

نے کہا واما کان واما ہو کائن یعنی جو گناہ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اور اللہ عزوجل نے حضرت ذوالنورین کو اللہ کا مقرب بنانے والے اعمال کا کامل اور پورا حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حفظ کر لیا تھا اور آپ کا حفظ بہت قوی تھا۔ اور ریاض میں ابو ثور فہمی کی حدیث سے منقول ہے کہ روایت ہے عثمانؓ سے (فرمایا) کہ میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا (یعنی حفظ کر لیا تھا) اور ابو عمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبد الرحمن تیمی وغیرہما سے روایت کیا ہے کہ وہ پوری رات ایک رکعت میں گزار دیتے جس میں پورا قرآن پڑھتے۔ اور پاکی (وضوء) کے بارے میں بڑا اہتمام رکھتے تھے اور دربار رسالت علیہ الصلوٰت سے وضو کی صفت اور اس کے فضائل بطور فیضانِ حال آپ کو حاصل ہوئے جیسا کہ حمران کی اور ایک جماعت کی حدیث دربارہ عثمان میں تم نے پڑھا ہو گا۔ اور مسلم نے اس حدیث کی بعض اسناد سے یہ نکالا ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمارے علماء یہ کہا کرتے تھے کہ یہ وضو سب سے زیادہ کامل وضو ہے جو نماز کے لئے کوئی شخص کرتا ہے۔ اور اس کی بعض روایات میں یہ ہے کہ حمران بن ابان نے کہا کہ میں عثمان کے لئے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا تو ان پر کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ بہت کم پانی نہ بہاتے ہوں۔ یعنی روزانہ تھوڑے پانی سے (اعضاء وضو کو) دھویا کرتے۔ اور روزوں اور نوافل میں بڑی قوت رکھتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز سے مروی

وَمَا أُحْيِيَتْ وَا مَا أُبْرِيَتْ وَا مَا هُوَ كَأَنَّ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - انحصار البغوي في
معجمه وخرجه ابن عرفة العبدی قال
وَمَا هُوَ كَأَنَّ - وَا عَدَايَ عَزَّ وَجَلَّ
ذِي النُّورَيْنِ رَأَى أَعْمَالَ مَقْرَبٍ لِنَعِيبِ
كَامِلٍ وَحِظٍّ وَافِرٍ عَطَا فَرَمُوهُ بُوْدُ جَمْعُ كَرْدَه
بُوْدُ قُرْآنٍ رَأَى لِعَيْنِي حِفْظُ كَرْدَه بُوْدُ أَنْ رَأَى
دُرْ زَمَانٍ آنْحَضَرَتْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلِبَاقِيَتِ قَوِيٍّ بُوْدُ حِفْظِ - وَفِي الرِّيَاضِ
مِنْ حَدِيثِ أَبِي ثَوْرٍ الْفَهْمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ وَ
لَقَدْ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ الْبُؤْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ سِيرِينَ وَعُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَتِيبِيِّ
وغيرهما أَنَّهُ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ كُلَّهَا بِرُكْعَةٍ
يَجْمَعُ فِيهَا الْقُرْآنَ - وَدَرَبَابِ طَبَارَتِ
اَعْتَنَاءِ تَمَامِ دَأَشْتِ وَازْجَنَابِ نَبُوتِ
عَلَيْهِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيَمَاتِ صِفَتِ وَضُوءِ
وَفَضَائِلِ آنِ بَشَهَادَتِ حَالِ تَلْقَئِهِ نُمُودِ
چنانکہ حدیث حمران وجامعہ عن عثمان
در صحیحین خوانده باشی - وَا خَرَجَ
مُسْلِمٌ فِي بَعْضِ طَرِيقِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ
ابْنُ شَهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاءُنَا يَقُولُونَ
هَذَا الْوَضُوءُ اِسْبَعُ مَا تَوْضَأُ بِهِ
اِحْدٌ لِلصَّلَاةِ - وَفِي بَعْضِ طَرِيقٍ قَالَ
حَمْرَانُ بْنُ اِبَانٍ كُنْتُ اَضْعُ عُثْمَانَ طَهْرَهُ

ہے کہا کہ عثمان رض روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور مروی ہے زبیر بن عبد اللہ سے وہ اپنی دادی سے، کہا کہ عثمان رض روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے اور تمام رات نوافل پڑھتے۔ بجز تھوڑی سی نیند کے اول شب میں اس گوریاض میں ذکر کیا گیا۔ اور صدقہ میں بہت بلسہ مرتبہ اُن کے عجائب احوال میں سے ہے جو اُن پر جاری ہوتے رہے جن کو ابن عباس نے نقل کیا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو بکر رض کے زمانہ میں لوگ قطع میں مبتلا ہوئے تو ابو بکر رض نے لوگوں سے کہا کہ کل شام تک اللہ تعالیٰ تم پر کشتائش فرمادے گا، تو جب اگلا دن آیا تو ایک خوشخبری دینے والا اُن کے پاس آیا اُس نے کہا کہ عثمان کے پاس ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانے کی چیزوں کے آگئے ہیں، کہا کہ پھر صبح ہی تاجر لوگ عثمان رض کے پاس آ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ اُن کی طرف نکلے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں پلوں کو ایک سے دوسری جانب دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار بورے گیہوں اور کھانے کے پیچھے ہیں وہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مدینہ کے فقراء پر کشتائش کر دے۔ تو ان سے عثمان نے کہا کہ اندر چلو، تو وہ گھر گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہزار بورے عثمان کے مکان میں پڑے ہوئے ہیں تو آپ نے اُن سے کہا کہ شام کی قیمت خرید پر تم مجھے کیا نفع دو گے۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے بارہ دیں گے، آپ نے فرمایا کہ اور لوگ مجھے زیادہ دے رہے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ دس کے چودہ لے لیجئے۔ فرمایا کہ وہ مجھ اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے پندرہ لے لیجئے۔ آپ نے کہا

فَمَا آتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يُفَيْضُ
نَفْثَةً يَعْنِي يَقْتُلُ بِمَاءٍ قَلِيلٍ كُلَّ يَوْمٍ
وَدَّرَ صِيَامَ وَ قِيَامَ يَدَّ طَوْلِي دَاشْتِ عَنْ
مَوْلَاةٍ لَعْنَانٍ قَالَتْ كَانَ عُمَانُ لِيُصِومَ
الدَّهْرَ وَعَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
جَدِّهِ قَالَ كَانَ عُمَانُ لِيُصِومَ الدَّهْرَ وَ
لِيُقِومَ اللَّيْلَ إِلَّا بِمَجْعَةٍ مِنْ أَوَّلِهِ ذَكَرَهُ
فِي الرِّيَاضِ وَدَّرَ صَدَقَةً مَرْتَبَةً عَالِيَةً
أَزْجَائِبَ مَا جَرِيَتْ حَالِ أَدَسْتِ
أَخْبَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ نَقْلَ كَرْدِهِ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ النَّاسُ فِي زَمَانِ أَبِي
بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِمُسُونٍ حَتَّى يُفَرِّجَ
اللَّهُ عَنْكُمْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدَاءِ الْبَشِيرِ
إِلَيْهِ قَالَ أَقْدَمْتُ لِعُمَانٍ الْفَرْحَةَ رَاحِلَةً
بَرًّا وَطَعْمًا قَالَ فَعَدَّ التَّجَارَ طَلَا
عُمَانُ فَقَرَعُوا إِلَيْهِ الْبَابَ فَفَرَّجَ إِلَيْهِمْ
وَعَلَيْهِ مَلَأَةٌ وَقَدْ خَالَفَتْ بَيْنَ طَرَفَيْهَا
عَلَى عَاقِبَتَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ مَا تَرِيدُونَ قَالُوا
قَدْ بَلَّغْنَا أَنْهَ قَدَمُ لَكَ الْفَرْحَةُ بَرًّا
وَطَعْمًا يَفْعَلُ حَتَّى تَوَرِّعَ بِهِ عَلَى فَقَرَاءِ
الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُمْ عُمَانُ ادْخُلُوا فَاذْخُلُوا
فَاذْخُلُوا وَقَدْ قَدْ صَبَّ فِي دَارِ عُمَانِ
فَقَالَ لَهُمْ كَمْ تُرِيدُونَ عَلَى بَشَرَاتِي مِنْ
الشَّامِ فَقَالُوا الْعَشْرَةَ اثْنِي عَشَرَ قَالَ تَدْرُدُونِي
قَالُوا الْعَشْرَةَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قَالَ زَادُونِي قَالُوا
الْعَشْرَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ

قال زادوني قالوا دمن زادك و
نحن تجار المدينة قال زادوني
بكل درهم عشرة عندكم زيادة
قالوا لا قال فاشهدكم معشر التجار
انها صدقة على فقراء المدينة قال
عبد الله فبئت ليلتي فاذا انا برسول
الله صلى الله عليه وسلم في منامي و
هو علي بن رزوق اشهب يستعمل و
عليه حلة من نور وبه قفص من
نور وعليه نعلان يشراهما من نور
فقلت له باني انت وامى يا رسول الله
لقد طال شوقي اليك فقال صلى الله
عليه وسلم اني مبادر لان عثمان
فصدق بالعت راحلة وان الله قد
قبلها منه وزوجه بها عروسا في
الجنة وانا ذاهب الى عرس عثمان
ودر اعتاق بايئ نبله داشت
في الرياض عن عثمان قال ماتت جمعة
الاولنا عتق رقبة منذ اسلمت
الا ان لا اجد ملك الجمعة فاجتمعها
في الجمعة الثانية ودر ادای حج وعمره
گوئی مسابقت برده مالک ابن بلغم
ان عثمان ربما كان يعتمر فلا يحط رحله
حتى يرجع ودر وصل ارحام اقران
در گذشته قالت عائشة ولقد قتلوه

وہ اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر وہ کون
ہے جو زیادہ دے رہا ہے حالانکہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں۔ فرمایا کہ مجھے
اتنا زیادہ دے رہے ہیں کہ ہر ایک درہم کے بدلے دس درہم۔
کیا تم اس سے زیادہ دو گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اے
گروہ تجارت میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب صدقہ ہے فقراء مدینہ
کے لئے۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں
دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ اور آپ
ایک قوی توانا خچر پر سوار ہیں یا سفید سیاہی مائل خچر پر اور بلدی
کر رہے ہیں اور آپ ایک نورانی جوڑا پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے
ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپ کے جوتوں کے تسمے بھی نور کے
ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ میرا
شوق آپ کی طرف بڑھا ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں جلد جا رہا ہوں کیونکہ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ صدقہ
کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اس کو قبول کر لیا ہے اور
اس کی وجہ سے جنت کی ایک دو لہن سے اس کی شادی کی ہے
اور میں عثمان کی شادی میں جا رہا ہوں۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے
میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ ریاض میں عثمان سے مروی ہے فرمایا
کہ کوئی جمعہ نہیں آیا جب سے میں اسلام لایا ہوں مگر اس میں ہم
نے کوئی گردن آزاد کی ہے نہ ججز اس کے کہ میں نے اس جمعہ میں کسی
کو نہ پایا تو پھر میں اس کو دوسرے جمعہ میں کر لیتا ہوں۔ اور وہ حج
دعمرہ کے ادا کرنے میں بہت آگے بڑھ گئے۔ مالک، ان کو یہ
روایت پہنچی کہ عثمان بسا اوقات عمرہ کرتے تو اپنا کجاوہ نہ اتارتے
حتیٰ کہ پھر (دوسرے عمرہ کے لئے) لوٹ جاتے۔ اور آپ قرابت
کی رعایت میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لئے ہوئے تھے۔
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ

صلہ رحمی کرنے والے اور اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے بھی اسی طرح کے کلمات کہے۔ اور اللہ عزوجل نے ان کو اونچے مرتبہ کے احوال قلبیہ بھی عطا فرمائے تھے۔ اُن کے فوت کا حال یہ تھا: مشکوٰۃ میں عثمان سے مروی ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ جنت اور نار کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے مگر اس سے روتے ہیں، تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے تو اگر اس سے نجات مل گئی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اُس سے آسان ہے اور اگر اُس سے نجات نہ ملی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے کبھی کوئی مُنظر دُبرا نہیں دیکھا مگر قبر کو اس سے زیادہ گھبراہٹ پیدا کرنے والا دیکھا۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ریاض میں ابوالفرات سے مروی ہے کہا کہ عثمان کا ایک غلام تھا اُس سے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ تیرا کان مروڑا تھا اس لئے تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے تو اُس نے اُن کا کان پکڑ لیا۔ پھر عثمان نے کہا کہ سختی کر۔ دنیا کا قصاص بہت اچھا ہوتا ہے نہ کہ آخرت کا قصاص۔ اور آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہوں اور میں یہ نہ جانتا ہوں کہ میرے لئے دونوں میں سے کس کا حکم دیا جائے گا تو میں اپنے لئے یہ پسند کروں گا کہ میں راکھ بن جاؤں قبل اس کے کہ میں یہ جانوں کہ دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔ اور خود دنیاوی خواہشوں سے یکسو ہونے کے بارے میں روایت ہے شرجیل بن مسلم سے، کہا کہ عثمان لوگوں کو امیروں کا

دائرہ لیں اور صلہ رحمی و اتقاہم للرب اخبر ابو عمر۔ وقال علی بن ابی طالب نحو من ذلک و خدای عزوجل اور ابوالحسن قلبیہ برگزیدہ بود۔ فمن غفر فی مشکوٰۃ عن عثمان انه کان اذا وقف علی قبر یحس حتی یبطل لحيته فقیل له یتذکرہ ابجنته والنار فلا یتبکی و یبکی من هذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان القبر اول منزل من منازل الآخرة فان تجا منه فابعده ایسر منه وان لم یخرج منه فابعده اشد منه قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیت منظرًا قط الا والقبر ارفع منه۔ رواه الترمذی و ابن ماجہ۔ فی الریاض عن ابی الفرات قال کان لعثمان عبد فقال له انی کنت عرکک اذ یمنک فاقصص منی فاحسذ باؤنه ثم قال عثمان اشد و یا حذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الآخرة۔ وروی عنه قال لو انی بن ابجنته والنار ولا ادری ایتها یؤمر لی لا خیرت ان اکون رماذا قبل ان اعلم الی ایتها اصیر و

من عذوفہ من شہوات الدنیا
عن شرح جیل بن مسلم قال کان
عثمان یطعم الناس طعام الإکاذ
ویأکل الخلاء والزیت وعن عبد اللہ
بن شداد قال رأیت عثمان یوم
الجمعة یخطب وهو یوم مسند امیر المؤمنین
وعلیہ ثوب قیمۃ اربعۃ دراهم او خمسۃ
دراہم وعن الحسن وقد سأل رجل
ماکان یداء عثمان قال قطری قال
کم ثمنہ قال ثمانیۃ دراهم قال ماکان
قیمۃ قال سنبلی قال کم ثمنہ قال
ثمانیۃ دراهم قال و نعلہ مقبضان
مخضرتان لہما قبالات - ذکر ہولاء الاحادیث
الثلثۃ فی الریاض - ومن ورعہ عن
حماد بن زید قال ارسم اللہ امیر المؤمنین
عثمان موصوفاً واربعین لیلۃ لم تبد
منہ کلمۃ یكون مبتدع فیہا حجبۃ
ذکرہ فی الریاض - ومن تواضع فی
الریاض عن الحسن قال رأیت عثمان
نائماً فی المسجد و یداء تحت
رأسہ فیجی الرجل فیجلس فی المجلس
فیجلس کانه احدہم و فی روایت
رأیت عثمان نائماً فی المسجد فی لمحقة
لیس حوکہ احد وہو امیر المؤمنین
و فی روایت رأیت عثمان یقیل فی

کھانا کھلایا کرتے اور خود سرکہ اور تیل کھاتے تھے۔ اور مروی ہے
عبد اللہ بن شداد سے کہا کہ میں نے جمعہ کے دن عثمان کو دیکھا
وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے
اور ان کے بدن پر جو کچھ تھا اس کی قیمت چار درہم ہوگی یا
پانچ درہم اور مروی ہے حسن سے اور ان سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ عثمان
کی چادر کیسی تھی تو انہوں نے کہا قطری۔ پوچھا کہ کتنی قیمت کی؟ تو انہوں نے
کہا آٹھ درہم کی۔ پوچھا کہ ان کی قمیص کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا سنبلی۔
پوچھا کہ کس قیمت کی۔ کہا آٹھ درہم کی۔ کہا اور ان
کے جوتے ایڑی والے تھے مختصرہ (یعنی جن کا تھلا درمیان سے
کاٹ کر چوڑائی کم کر دی جائے) ان میں دو تسمے لگے ہوئے
تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں اور ان کے محتاط
ہونے کا یہ حال تھا، حماد بن زید سے مروی ہے، کہا رحمت
کرے اللہ امیر المؤمنین عثمان پر پچالیس راتوں سے کچھ
زیادہ محاصرے میں رہے مگر ان سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ ظاہر
ہوا جو کسی مبتدع (درافضی) کے لئے حجت بن جائے۔ اس
کا ذکر ریاض میں ہے۔ اور ان کی تواضع کے بارے میں ریاض
میں ہے، مروی ہے حسن سے کہا کہ میں نے عثمان کو مسجد
میں سویا ہوا دیکھا اس حالت میں کہ ان کی چادر دتکیہ کی جگہ ان
کے سر کے نیچے تھی۔ تو ایک شخص آتا تو اس کی طرف رخ کر کے
بیٹھ جاتے پھر اور کوئی آتا تو اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔
اس طرح بیٹھتے کہ گویا وہ ان ہی میں کے ایک شخص ہیں اور ایک
روایت میں یوں ہے کہ میں نے عثمان کو مسجد میں قیلولہ کرتے
ہوئے دیکھا اور اٹھتے اس حال میں کہ کنگروں کے نشان پہلو
میں ہوتے۔ تو لوگ کہتے کہ یہ امیر المؤمنین ہیں۔ اور علقمہ بن
وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص عثمان کی طرف کھڑے
ہوئے جب کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور کہا کہ

المسجد ویقرم و اثر الحصانی جنبہ
فیقول الناس ہذا امیر المومنین۔ و
عن علقمہ بن وقاص ان عمر بن
العاص قام الی عثمان و ہو یخطب
الناس فقال یا عثمان انک قد رکبت
بالناس الہنا بیر و رکبوا ہکک فترتب
الی اللہ عزوجل و لیتوبوا خالفت
الیہ عثمان و قال وانت ہناک یا ابن
البافۃ ثم رفع یدہ و استقبل القبلة
و قال اتوب الی اللہ تعالی اللہم انی
اؤل تائب الیک۔ و من شفقت علی
رعیتہ فی الریاض عن سلیمان بن
موسیٰ ان عثمان بن عفان دعی
الی قوم کانوا علی امر قبیلہ فخرج
الیہم فوجدہم قد تفرقوا و رأی امرا
قبیلۃ فحمد اللہ اذ لم یصا د فہم و
اعتق رقبتہ۔ من حسن معاشرۃ
لأہل و خدمہ۔ فی الریاض عن جدۃ
الزبیر بن عبد اللہ مولاۃ لعثمان
قالت کان عثمان لا یوقظ احدًا من
اہلہ من اللیل الا ان یجده یقظان
فیدعوہ فیتناولوہ و ضوؤہ۔ و من
أدبہ فی الریاض عن ابی ثور الفہمی
قال قد مرمت علی عثمان فبینا انا
عندہ فخرجت فاذا وفد اہل مصر

اے عثمان تو نے لوگوں کو ہنا پیر پر سوار کر دیا اور وہ بھی تیری
وجہ سے سوار ہو گئے۔ تو اللہ عزوجل سے توبہ کر اور چاہئے کہ وہ
بھی توبہ کریں۔ تو اُن کی طرف عثمان متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے
نافعہ کے بیٹے آپ یہاں موجود ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے
اور قبلہ رخ ہو کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اے
اللہ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اور
اپنی رعیت پر آپ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ ریاض میں ہے
مروی ہے سلیمان بن موسیٰ سے کہ عثمان بن عفان کو
ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک امر قبیلہ کی مرکب
ہو رہی تھی تو آپ نکل کر اُن کی طرف گئے تو اُن کو اس حال
میں پایا کہ وہ متفرق ہو چکے تھے اور آپ اس امر قبیلہ کو
دیکھ چکے تھے تو آپ نے اللہ کا شکر کیا کہ اُن سے ٹکراؤ
نہ ہوا اور ایک غلام آزاد کیا۔ اور اپنے اہل بیت اور خدمت
گاروں کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ حال تھا، ریاض میں
ہے زبیر بن عاص کی دادی سے مروی ہے جو عثمان کی آزاد
کردہ تھیں، کہا کہ عثمان رات کو اپنے اہل میں سے کسی کو
نہیں جگا کرتے تھے (اپنے کام کے لئے) مگر یہ کہ کسی کو جاگتا
ہو پائیں تو اس کو بلا لیتے اور وہ اُن کو وضو کا پانی دے دیتا
اور آپ کے ادب کا حال یہ تھا، ریاض میں ہے، مروی ہے
ابو ثور فہمی سے کہا کہ میں عثمان کے پاس آیا تو اس دوران
میں کہ میں آپ کے پاس تھا اور پھر گھر سے نکلا ہی تھا کہ
اہل مصر کا وفد آگیا اور وہ پھر لوٹ کر گیا تو میں پھر آپ
کے پاس داخل ہوا اور میں نے آپ کو باخبر کیا۔ آپ نے
مجھ سے پوچھا کہ تو نے اُس کو کیسا دیکھا تو میں نے کہا کہ میں
اُن کے چہروں میں شر کو دیکھا اور اُن پر ابن عدس البلوی

عہ ہنا پر جمع ہے ہنبرہ کی جس کے معنی ہیں انبار یا ڈھیر۔ عمرو کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگوں کو اتنا زیادہ دیتے ہو کہ وہ دنیا دار بن جاتے ہیں چونکہ یہ بات کنایا اور بلاغت
کے انداز میں کہی گئی ہے لہذا آپ نے اُن کو ابن النفاذ قرار دیا۔ لہذا ایک قسم کا شاعر کا نام ہے (نفاذ) آئندہ ص ۳۱۰

عہ ہنا پر جمع ہے ہنبرہ کی جس کے معنی ہیں انبار یا ڈھیر۔ عمرو کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگوں کو اتنا زیادہ دیتے ہو کہ وہ دنیا دار بن جاتے ہیں چونکہ یہ بات کنایا اور بلاغت

امیر تھا۔ اس کے بعد ابن عدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھا اور اس نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی برائیاں کیں۔ پھر میں عثمان کے پاس پہنچا اور آپ کو وہ سب باتیں بتائیں جو اُس نے لوگوں کے آگے بیان کی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ ابن عدس نے جھوٹ بولا ہے اگر وہ یہ باتیں نہ کرتا تو میں کبھی یہ ذکر نہ کرتا۔ واللہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے چار میں کا چوتھا شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔ جب وہ وفات پاگئیں تو اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا۔ میں نے نہ کبھی زنا کیا نہ چوری کی نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں نہ کبھی گانا گایا اور نہ تمنا کی جب سے اسلام لایا اور نہ اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگایا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اور میں قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جمع کر چکا تھا اور کوئی جمعہ نہیں آیا مگر اس میں ہماری طرف سے ایک گردن آزاد ہوتی رہی جب سے میں اسلام لایا ہوں۔ بجز اس کے کہ کسی جمعہ کے دن مجھے کوئی غلام یا لونڈی دستیاب نہ ہوتی، تو میں نے دوسرے جمعہ کو گزشتہ جمعہ کے غلام یا لونڈی کو شامل کر لیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ممبر کا یہ حال تھا، ریاض میں عبد الرحمن بن مہدی سے مروی ہے کہ عثمان میں دو باتیں ایسی تھیں کہ ابو بکر اور عمر میں نہیں تھیں۔ اُن کا اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھنا، یہاں تک کہ مطلوبیت کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور لوگوں کو قرآن پر جمع کر دینا۔ اور اُن کے اُن مقامات میں سے جن کے اُن کی ذات پر اثبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرما

قَدْ رَجَعُوا فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَعْلَمْتُهُ قَالَ كَيْفَ رَأَيْتَهُمْ قُلْتُ رَأَيْتُ فِي وَجْهِهِمُ الشَّرَّ وَ عَلَيْهِمُ ابْنُ عَدَسٍ الْبَلَوِيُّ فَصَعِدَ ابْنُ عَدَسٍ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ الْجُمُعَةَ وَ تَقَصَّ عُثْمَانُ فِي مَجْلِسِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ كَذَبَ وَاللَّهِ ابْنُ عَدَسٍ لَوْ لَمْ أَذْكَرْ مَا ذَكَرْتُ ذَكَ ابْنِي وَاللَّهِ كَرَّابِيعُ أَرْبَعَةٍ فِي الْإِسْلَامِ وَأَنْكَحْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ ثُمَّ تَوَقَّفْتُ فَأَنْكَحْنِي ابْنَتَهُ الْأُخْرَى كَأَزْنِيَّتٍ وَلَا سَرَقْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا فِي الْإِسْلَامِ وَلَا تَغْنَيْتُ وَلَا تُنَيْتُ مِنْذُ اسْلَمْتُ وَلَا مَسْتُ فَرَجِي بَيْنِي مِنْذُ بَايَعْتُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَقَدْ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَتَتْ جُمُعَةٌ إِلَّا دَلَّنَا عَمَقُ رَقَبَةٍ مِنْذُ اسْلَمْتُ إِلَّا أَنْ لَا أَجِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ فَاجْمَعُهَا فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ وَمِنْ صَبْرِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الرِّيَاضِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِي كَانَ عُثْمَانُ شَيْئَانِ لَيْسَا لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ صَبْرُهُ لِنَفْسِهِ حَتَّى قُتِلَ مَطْلُومًا وَجُمُعَةً

دی ہے، ”جیائے، مسلم نے حدیث عائشہ سے ایک قصہ میں یہ جزو نکالا ہے ”کیا میں جیاد کروں اُس شخص سے جس سے فرشتے جیا کرتے ہیں“ یعنی عثمان سے۔ اور ایک طویل حدیث جو تمام صحابہ کے مناقب کی جامع ہے یہ مذکور ہے کہ سب سے زیادہ صادق جیاد الا عثمان ہے۔ اور یہاں جیا کے معنی ہیں طبیعت اور قلب کا نور ایمان کا مطیع بن جانا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اُن کے حق میں صاف طور پر نظر کے سامنے ہے کیونکہ جب بھی قوتِ سبعیہ اور شہویہ کو ہیجان میں لانے والے اسباب ظہور میں آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُن کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور یہ حقیقت پیدا ہوتی ہے مقتضیاتِ جوش و خروش میں غلبہ نور ایمان کی وجہ سے نفس کے کھود کرید سے باز رہنے کی صفت سے۔ اسی حقیقت کو شارعِ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ جیا سے تعبیر فرمایا۔ اور شہادت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ اپنے یوم الدار والے خطبہ میں فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر ذکر کرتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوہِ حمدا جب حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھ پر کوئی نہیں بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اس کو اُن سے روایت کیا اُن کے اس خطبہ کو نقل کرنے والوں ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور ثمامہ بن حزن قشیری وغیرہم نے۔ اور اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ اور اُن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق اور اُن کا کفو ہونا۔ حاکم نے روایت کیا زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ میں عثمان کے سامنے موجود تھا جس دن موضع الجحان

الناس علی المصحف۔ ومن مقاماتہ اللتی نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اثباتہ الحیاء، اخرج مسلم من حدیث عائشہ فی قصۃ الا استخی من یستخی منہ الملائکۃ یعنی عثمان۔ و فی حدیث طویل یمتد مناقب جمیع من الصحابۃ و اصدقہم حیاء عثمان۔ و معنی جیا اینجا القیاد طبیعت و قلب است نور ایمان را و قول حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در حق اوعیان دیدہ شد زیرا کہ ہر بار کہ اسباب ہیجان قوتِ سبعیہ و شہویہ بظہور آمد یافتہ میباشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ از امضای اُن تقاعد نمود و این معنی ناشی است از انجام نفس از غرض در مقتضیاتِ جوش و خروش خود بعلبہ نور ایمان ہمیں معنی را شارع صلوات اللہ و سلامہ علیہ بلفظ جیا تعبیر فرمود و الشہادۃ روی عن عثمان من طرق متعدده فی خطبۃ یوم الدار اذ کر کم باللہ ہل تعلمون ان حراء حین انتفض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت حراء فلیس علیک الا نبی او صدیق او شہید۔ روی عنہ ناقلوا خطبۃ

تلك ابوسلمة وابو عبد الرحمن سلمی
 دشنامہ بن حزن القشیری وغیرہم وروی
 ذلک جماعة من الصحابة - وكونہ رفيقاً
 للنبي صلى الله عليه وسلم كفواً له
 اخرج الحاكم عن زيد بن اسلم عن
 ابيه قال شهدت عثمان يوم حصر
 في موضع الجنازة فقال انشدك الله
 طلعت اذ كرم يوم كنت انا وانت
 مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 في مكان كذا وكذا وليس معي من
 اصحابه غيري وغیرك فقال يا طلحة انہ
 ليس من بني الادولہ رفيق من امته
 معي في الجنة وان عثمان رفيقي
 ومعني في الجنة فقال طلحة اللهم نعم قال
 الحاكم صحيح - و مراد از رفيق درین مقام
 شخصے است کہ متشبہ باشد بانحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم در اعمال مقربہ
 و اخلاق مرضیہ - مدار حاريت اہتمام کتے
 است در نصر و اعانت او در مشاہدہ
 و مدار رفيق موافقت است در
 اعمال و اخلاق - اخرج الحاكم عن
 محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان
 عن المطلب بن عبد الله بن ابی ہریرۃ
 قال دخلت على رقية ح و من
 طريق وهب بن منبہ عن ابی ہریرۃ

میں ان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم
 دیتا ہوں اسے طلحہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب کہ میں اور
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
 مکان میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب میں سے
 میرے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں تھا تو آپ نے فرمایا تھا
 کہ اے طلحہ کوئی نبی نہیں مگر اُس کے ساتھ اُس کی امت میں
 کا ایک رفيق جنت میں ہوگا اور عثمان میرا رفيق ہے اور وہ
 جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ تو طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک
 حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ اور رفيق سے مراد اس مقام
 میں ایسا شخص ہے کہ مقرب بنانے والے اعمال اور اعلیٰ
 اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 مشابہت رکھنے والا ہو۔ حاريت کا مدار ہے مقامات
 جنگ میں آپ کی مدد و اعانت کے بارے میں پورا
 اہتمام رکھنے پر، اور رفيق کا مدار ہے اعمال و اخلاق میں
 یکسانیت پر۔ حاکم نے روایت کیا محمد بن عبد الله بن عمرو
 بن عثمان سے انہوں نے عبد المطلب بن عبد الله سے
 وہ ابو ہریرہ سے کہا کہ میں رقیہ کے پاس گیا ہوں ح
 اور بسند وہب بن منبہ از ابو ہریرہ یہ ہے کہا میں
 داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ
 کے پاس اور ان کے ہاتھ میں لنگھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ
 ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
 سے نکلے ہیں۔ میں نے آپ کے سر میں لنگھا کیا تو آپ
 نے مجھ سے فرمایا کہ تو عثمان کو کیسا پاتی ہے (یعنی عثمان
 کا تجھ سے کیسا برتاؤ ہے) کہا کہ میں نے عرض کیا بہت
 اچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اس کی عزت کیا کر کیونکہ وہ

میرے اصحاب میں عادات کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ
 مشابہ ہے۔ اور حدیث میں ایک ظاہر اشکال ہے اور وہ
 یہ ہے کہ ابو ہریرہؓ تو خیبر کے بعد ہی آئے ہیں اور رقیۃ
 کی اُس وقت وفات ہوئی جب بشارت دینے والے
 نے اگر بدر کے فتح ہونے کی بشارت دی تھی۔ لیکن حدیث
 کے لئے کوئی اصل ہے کہ یہ متعدد طریقوں (یعنی اسناد)
 سے روایت کی گئی ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ اس میں شک
 نہیں ہے کہ ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کو کسی ایسے صحابی
 سے روایت کیا ہے جو اُن سے پہلے ہیں کہ وہ رقیۃ کے
 پاس پہنچے لیکن میں نے بڑی کوشش کے ساتھ جستجو
 کی مگر اس وقت تک نہیں پتہ لگا سکا۔ میں کہتا ہوں
 کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اُن کے پاس کھڑے ہو کر اُن سے معاملہ کیا۔ اور
 فرمایا کہ وہ میرے کفو ہیں اور کفو کے معنی یہاں پر وہی
 رفیق کے معنی ہیں۔ اور (اُن صفات منصوصہ میں سے)
 آپ کا اس صفت سے متصف ہونا ہے کہ وہ اللہ اور اس
 کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول اُن
 سے محبت کرتے ہیں۔ حاکم نے ابن عباس سے وہ اُم کلثوم
 دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
 انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرا شوہر افضل ہے یا فاطمہ
 کا شوہر؟ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ پھر
 فرمایا کہ تیرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اس کے
 رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول
 اُس سے محبت کرتے ہیں۔ جب وہ جانے لگیں تو اُن
 سے فرمایا ٹھہر میں نے کیا کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ

قال دخلت علی رقیۃ بنت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
 بیدھا مشط فقلت خرج رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من عندی آنفا
 فرجلت رأسہ فقال لی کیف
 تجدین عثمان قالت فقلت بخیر قال
 اگر میرے فائدہ من اشبه اصحابی بی خلقا
 و فی الحدیث اشکال ظاہر وہو ان
 ابہریرۃ انما جاء بعد خیبر وقد توفیت
 رقیۃ من جاء البشیر بفتح بدر لکن
 للحدیث اصل رُوی من طرق متعدده
 وقال الحاکم ولا شک ان ابہریرۃ
 رُوی هذا الحدیث عن متقدم
 من الصحابۃ انه دخل علی رقیۃ لکن
 طلبت جہدی فلم اجدہ فی الوقت
 قلت و فی حدیث آخر ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہ واعتقه
 وقال ہو کفوی معنی الکفو ہہنا ہو
 معنی الریق۔ و کونہ یحب اللہ و رسولہ
 و یحب اللہ و رسولہ۔ اخرج الحاکم
 عن ابن عباس عن ام کلثوم بنت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت یا رسول
 اللہ زوجی خیر از زوج فاطمۃ قال
 فقلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم
 قال زوجک من یحب اللہ و رسولہ

وَيَجِبُ لِلَّهِ دَرَسُوهُ ثَلَاثُ نَقَالٍ لَهَا بَلَمٌ مَاذَا قُلْتَ قَالَتْ ثَلَاثُ
لَدَوْدِي يَحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ

وَجِبَةُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ نَعَمْ وَأَرْبَعُ
دَعَلَتْ رَجُلَةً فَرَأَيْتُ مَنْزِلَهُ
لَمْ أَرَأِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي يَعْصُوهُ
فِي مَنْزِلِهِ - اِقُولُ ذَلِكَ مِنْ ثَوَابِ
صَبْرِهِ عَلَى الْبَلَاءِ - بِالْجَمَلِ أَنْ تَخْفِزَتْ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصْرِيحٌ نَمُودِ اثْبَاتِ
اَيْنِ مَقَامَاتِ اَوْرَادِ اَيْنِ تَصْرِيحٌ نَمُودِ
اَلْاَبْعَدِ اَزَانِكُمْ اَيْنِ اوصاف در
نفس نفیس اُوراسخ شدہ و سرتا
پاش را گرفت و بان متلے گشتہ
چنانکہ اطوار و احوال شبار دزی او
شاہد عدل است بران - دمن کراماتہ
فِي الرِّيَاضِ رَوَى أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى
عُثْمَانَ وَقَدْ نَظَرَ امْرَأَةً اجْنَسِيَّةً فَلَمَّا
نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ يَا أَيُّدُ خُلِّ عَلَى أَهْلِ كَوْمِ
وَدُنِي عَيْنِي أَشْرُهُ اَلْزَنَا فَقَالَ رَجُلٌ أَوْخِي
بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَا وَاللَّهِ قَوْلٌ حَقٌّ وَفَرَاغٌ

نے کہا میرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے
محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت
کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں اور اُس سے زیادہ تجھ سے یہ کہتا
ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کے مقام
کو دیکھا اور اپنے اصحاب میں سے اور کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ
اپنی منزل میں اُس سے زیادہ بلند ہو۔ میں کہتا ہوں
یہ مرتبہ آپ کے ابتلاء پر صبر کرنے کے ثواب میں سے
ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
کے بارے میں ان مقامات کے اثبات کی تصریح کر دی
اور یہ تصریح نہیں واقع ہوئی مگر آپ کے نفس نفیس
میں ان اوصاف کے راسخ ہونے کے بعد اور
جب کہ ان اوصاف نے اُن کو سر سے پاؤں تک پکڑ لیا
اور وہ اُن سے بھر گئے جیسا کہ ان کے رات دن کے اطوار
و احوال اس پر سچے گواہ ہیں۔ اور ان کی کرامتوں میں سے
ریاض میں مذکور ہے، مروی ہے کہ ایک شخص عثمان کے

(آئندہ صفحہ کا حاشیہ)

عہ اشارہ ہے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اَلْاَتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ - او کذا۔

عہ یعنی سرطان کی طرح کا ایک ناسور۔

صدق - وعن نافع أنَّ جِهاةَ الغفاري
تناولَ عصاَ عثمانَ وكسَّرَها على رُكبتِهِ
فَأَخَذَتْهُ الْأَكْلَةُ فِي رَجْلِهِ - وعن
أبي قلابة قال كنتُ في رُبعة بالشام
سمعتُ صوتَ رجلٍ يقول يا ويلاهُ
النَّارُ فمقتُ إليه وإذا رجلٌ مقطوعُ
اليدين والرجلين من الخفين
أعمى العينين منكباً لوجه فسألتُه عن
حال فقال اني كنتُ ممن دخل على
عثمان الدار فلما دنوتُ منه صرختُ
زد جثتي فلفطتها فقال مالك قطع الله
يدك ورجلك واعمى عينك و
ادخلك النارَ فأخذتني رعدة عظيمة
وخرجتُ هارباً وأصابني ما ترى و
لم يبق من دُعائِهِ إِلَّا النَّارُ قال
فقلت له بعداً لك وسحقاً وعن
مالك انه قال كان عثمان مراً بحش
لوكب فقال انه سُمِدَ فَنُهِمَنا رجلٌ
صالح فكان أول من دُفِنَ فيه
في الصواعق عن يزيد بن ابى حبيب
بلغني أنَّ عامرَ الركب الذين ساروا
إلى عثمان جثوا ودرأوا خلافتَ خود
وعظمتاء مؤثره ميفرمود و
حكمتها از باب تهذيب اخلاق و
غير آن بر حاضرین القاء می نمود

پاس آیا اور اس نے ایک اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی، تو جب
آپ نے اُس شخص کو دیکھا تو فرمایا کہ ہائیں کیا میرے پاس تم میں کا ایسا
شخص بھی آتا ہے جس کی آنکھ میں زنا کا اثر ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ
کیا یہ وحی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد؟ تو فرمایا کہ نہیں
لیکن قول حق ہے اور فرستہ صدق۔ اور مروی ہے کہ جہاۃ غفاری نے
عثمان کا عصل لیا اور اُس کو اپنے گھٹنوں پر لگا کر توڑ دیا تو اُس کو مرض
آگہ نے پکڑ لیا جو اس کی ٹانگ میں پیدا ہو گیا۔ اور ابو قلابہ سے مروی ہے
کہا کہ میں شام کی منزل رُبعة میں تھا، میں نے ایک آواز سنی جو ہائے
انسوس! آگ! کہتا تھا۔ تو میں اُس کے پاس گیا۔ دیکھا کہ ایک
شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں ٹانگیں کٹی
ہوئی ہیں قدموں کے اوپر سے، دونوں آنکھیں اندھی ہیں منہ کے بل افرد
پڑا ہوا ہے میں نے اُس سے حقیقت حال دریافت کی۔ تو اس نے کہا کہ میں
اُن لوگوں میں سے تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں
اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے بیچ ماری تو میں نے اُس کے طمانچہ مارا
تو عثمان نے کہا تجھے کیا ہوا خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں کو کاٹ دے
اور تیری آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نار جہنم میں داخل کرے۔ تو مجھے
ایک برسے لرزے نے پکڑ لیا اور میں بھاگتا ہوا نکل گیا اور مجھ پر مصیبت واقع
ہو گئی جو کہ تو دیکھ رہا ہے اور اب اُن کی بددعا میں سے صرف نار باقی رہ گئی ہے کہا
کہ میں نے اس سے کہا کہ تجھ پر لعنت اور ذلت۔ اور مالک سے مروی ہے، کہا کہ عثمانی
کا گذر خوش گوکب (بوستان گوکب) پر ہوا تو فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح
دفن کیا جائے گا تو آپ سب سے پہلے شخص ہیں جو اُس میں دفن کئے گئے صواعق
میں یزید بن ابی حبيب سے مروی ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ عام طور پر اس قافلہ کے
لوگ جو سفر کر کے عثمان کی طرف (بغرض مذوم) پہنچتے تھے مجنون ہو گئے۔ اور
اپنے ایام خلافت میں آپ مؤثر نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔ اور تہذیب
اخلاق وغیرہ کے بارے میں دانائی کی باتیں آپ حاضرین کو سمجھاتے رہتے تھے

فصل ازیں حکم نقل از روضۃ الاجاب
کنیم۔ من تلك الكلمات المباركات قوله
تأجيبه والله ترفعوا۔ ومنها قوله
العبودية محافظة الحدود والوفاء
بالعبود والرضا بالموجود والصبر عن
المفقود۔ ومنها بادروا آجا لكم بخير
التقديرون عليه۔ ومنها الا انما الدنيا
عاجية على الغرور فلا تغرركم الدنيا
ولا يغركم بالله الغرور۔ ومنها هم
الدنيا فلكم و هم الآخرة نور
ومنها الهدية من العاقل اذا عزل
كالهدية منه اذا عمل۔ ومنها
خير الناس من عظم واعظم بكتاب
الله۔ ومنها من علامات العارف
ان يكون قلبه مع الخوف والرجاء
ولسانه مع الحمد والثناء و
عيناه مع الحياء والبكاء و ارادته
مع الترك والرضا۔ ومنها من
علامات المتقي انه يرى الناس
قد نجوا ويرى نفسه قد هلك۔ و
منها قوله من اشجع الاشياء عمر
طويل لا تزود صاحب سفر الآخرة
ومنها من كانت الدنيا سجدة فالتقبر
راحتہ۔ وقوله لو طهرت قلوبكم ما شيعت
من كلام الله تعالى۔ اما انچه از باب

ان حکمتوں کی ایک فصل جو ان کے کلمات مبارکات پر مشتمل ہے ہم
روضۃ الاجاب سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ تجارت کا معاملہ
اللہ سے کرو نفع پاؤ گے۔ اور ان میں سے آپ کا قول ہے کہ عبودیت
(بندگی) حدود کی محافظت اور عہدوں کو پورا کرنا اور جو موجود ہو اس پر راضی
رہنا اور جو کم ہو جائے اس پر صبر کرنا ہے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا
کہ اپنے اپنے وقت میں (یعنی موت) کا استقبال ان بہترین اعمال کو ساتھ
لے کر کرو جن پر تم کو قدرت ہو۔ اور ان میں سے یہ ارشاد ہے یاد رکھو دنیا غرور
(فریب) پر لپٹی گئی ہے کہ اس کا ظاہر دیدہ زیب مگر باطن نجس اور
ہلاکت نیر ہے) تو دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم کو اللہ کے بارے
میں شیطان فریب میں مبتلا نہ کرے۔ اور ان میں سے یہ کہ تم دنیا ظلمت اور
غم آخرت نور ہے۔ اور ان میں سے یہ کہ عامل سے ہدیہ قبول کرنا (خلیفہ کیلئے)
جب کہ وہ معزول ہو جائے ایسا ہی ہے جیسا کہ اس سے ہدیہ اس وقت قبول
کیا جائے جب وہ اپنے عہد پر ہو۔ اور ان میں سے یہ کہ سب اچھا وہ
ہے جو پاکدامن رہا اور کتاب اللہ کو پکڑے رہا۔ اور ان میں سے یہ کہ عارف
کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کی دل خوف اور جا د امید کے ساتھ اور
اس کی زبان حمد و ثناء کے ساتھ اور اس کی آنکھیں حیاء اور بچاؤ (گشت)
کے ساتھ اور اس کا ارادہ (اپنی خواہشوں کے) ترک اور (اللہ کی) رضا
کے ساتھ ہو۔ اور ان میں سے یہ کہ متقی کی علامات میں سے ہے کہ وہ لوگوں
کو نجات پانے والے سمجھے اور اپنے نفس کو ہلاک ہونے والا سمجھے۔ اور ان میں
سے آپ کا یہ قول ہے کہ سب زیادہ ضائع ہونے والی شے وہ عمر طویل ہے جس
میں اس عمر والے نے سفر آخرت کے لئے زاد راہ نہ بنایا کیا۔ اور ان میں سے
یہ ہے کہ جس کے لئے دنیا قید خانہ بنی رہی اس کی راحت (کی جگہ) اس کی
قبر ہے۔ اور آپ کا قول ہے کہ اگر تمہارے قلوب پاک ہو جائیں تو وہ
اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہونگے۔ اب علوم دین کے احیاء کے باب
میں جو حصہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے لیا اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تو قرآن کی اشاعت کا حصہ پانچ نوع کا تھا۔ ایک یہ کہ ہر شخص کے صحیفوں اور اوراق کو جو انہوں نے اپنے تلفظ کے موافق اور اپنی طبع اور ترتیب کے مطابق لکھ رکھا تھا حاضر کیا اور اس کو محو کیا اور شیخین کے مصحف کو کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے برسوں جس کی تصحیح میں بڑی کوشش اور اہتمام کیا تھا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگایا اور اس سے کئی نسخے لکھوا کر مختلف اطراف ملک میں بھیجے اور لکھے والوں کو سخت تاکید کی کہ قرآن کو لغت قریش میں لکھیں اور اطراف ملک کو لکھا کہ انھیں نسخوں کے مطابق نقل کریں۔ اس صورت سے امت مرحومہ کا اختلاف زائل ہو گیا اور قراءت مشہورہ قراءت شاذہ سے ممتاز ہو گئی اور تمام مسلمان ایک قرآن پر متفق ہو گئے اگر آپ اس قسم کا اہتمام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں مثل ام سابقہ کے اختلاف پیدا ہو جاتا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ اہل شام کے ساتھ آرمینیا کو اور اہل عراق کے ساتھ آذربایجان کو فتح کرنے کے سلسلے میں جہاد کر رہے تھے اور مسلمانوں میں قراءت کے اختلاف نے حذیفہ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس اُمت کو سنبھالنے قبل اس کے کہ یہ لوگ کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو حفصہ کے پاس بھیجا یہ پیغام دے کر کہ ہمارے پاس قرآن کے اوراق بھیج دیں تاکہ ہم مصاحف میں اس کی نقل کرالیں اور پھر آپ کو واپس کر دیں گے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زید، سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو مامور کیا اور ان سب نے مصاحف میں اس کی نقلیں کیں اور عثمان رضی اللہ عنہ نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب (یعنی عبد اللہ بن زید اور سعید اور عبد الرحمن) کو یہ ہدایت کی کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھنا، کہ قرآن

احیاء علوم دین نصیب ذی النورین
شہد رضی اللہ عنہ پس در باب نشر
قرآن عظیم پنج نوع بود یکے آنکہ مصحف
و اوراق ہر یکے کہ موافق تلفظ خود و
مطابق ترتیب طبع زاسی خویش نوشتہ بود
حاضر ساخت و محمود و مصحف شیخین را
کہ حضرت فاروق ساہا در تصحیح آن
سعی و اہتمام تمام فرمودہ بود از
پیش ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا
طلب داشت و از وی نسخ متعددہ
نویسنیدہ بآفاق فرستاد و قدغن
بلوغ نمود کہ قرآن را بلغت قریش
نویسند و باطراف ممالک نوشتہ
تا موجب ہمان نسخ اخذ کنند ازین
جہت تفرقہ امت مرحومہ زائل گشت
و قراءت مشہورہ از قراءت شاذہ
امتیا ز پیدا کرد و جمیع مسلمین
بریک مصحف متفق شدند اگر این
قسم اہتمام نمی نمود در کتاب اللہ اختلاف
پیدا می شد مثل اختلاف ام سابقہ
اخرج البخاری عن انس بن مالک
ان حذیفۃ بن الیمان قدّم علی عثمان و
کان یُعْزِی اہل الشام فی فتح
ارمینیا و آذربایجان مع اہل العراق
فأقرع حذیفۃ اختلافہم فی القراءۃ

فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المؤمنین
ادرك ہذا الامۃ قبل ان یختلفوا
فی الکتاب اختلاف الیہود والنصارى
فارسل عثمان رضی اللہ عنہ حذیفۃ
الی حفصۃ ان ارسل الینا بالصحف
نسخها فی المصاحف ثم نرؤہا الیک
فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان فامر زید
بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر و
سعيد بن العاص وعبد الرحمن بن
الحارث بن ہشام فنسخوا فی المصاحف
وقال عثمان لربط القرشیین الشلۃ
اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی
شیء من القرآن فاکتبوہ بلسان
قریش فانما نزل بلسانہم ففعلوا
حتی اذا نسخا الصحف فی المصاحف
رؤ عثمان الصحف الی حفصۃ و
ارسل الی کل اقیق ما نسخا و امر
لبواہ من القرآن فی کل صحیفۃ
او مصحف ان یمحرقہ۔ دیکر انک جمع
از قراء تابعین را تعلیم فرمود و
سلسلہ قراءت او تا حال باقی است
فی شرح السنۃ القراء المعروفون
اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ بعد اللہ
بن کثیر و نافع اسند الی ابلہ بن
کعب وعبد اللہ بن عامر اسند

ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔
یہاں تک کہ جب اس مصحف کی نقل مصاحف میں کر چکے
تو عثمان رضی اللہ عنہ اس مصحف کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا
اور جو قرآن لکھے گئے تھے اُن کو اطراف مملکت میں بھیج دیا
اور حکم دیا کہ جو قسہ اُن کے خلاف ہیں الگ الگ اوراق
پر ہوں یا کتاب کی صورت میں اُن کو جلا دیا جائے۔ دوسری نوع
یہ ہے کہ قراء تابعین کی ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دی
اور اُن کا سلسلہ قراءت اب تک باقی ہے شرح السنۃ
میں ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند پہنچائی
ہے صحابہ تک، عبداللہ بن کثیر اور نافع دونوں نے سند
پہنچائی ابی بن کعب تک اور عبداللہ بن عامر نے سند
پہنچائی عثمان بن عفان تک اور عاصم نے سند پہنچائی علی
اور عبداللہ بن مسعود اور زید تک۔ اور حمزہ نے سند
پہنچائی عثمان اور علی تک اور ان سب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ تیسری یہ کہ نمازوں میں
لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے مانند شیعین کے تاکہ
مسلمان اپنی قراءت کو اُن کے تلفظ کے معیار کے
مطابق اعلیٰ رنگ پر لے آئیں۔ مالک سے روایت
ہے کہ قرافصہ بن عمیر الحنفی نے کہا کہ میں نے سورہ یوسف
کو یاد نہیں کیا مگر عثمان بن عفان ہی کی قراءت سے
کہ وہ صبح کی نماز میں بکثرت اس سورت کو دہراتے
رہتے تھے۔ چوتھی یہ کہ ابتدائے نزول قرآن میں
اس کی کتابت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد جو بھی آیا
اس کو اپنے سے پہلے پر اعتماد رہا ہے، اور یہ مفہوم
ہے آپ کے قول "اول ید الخ" کا یعنی یہ پہلا ہاتھ

ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن کی معرفت میں اور کب نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی، کا آپ کو کامل علم تھا۔ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان سے کہا کہ کس سبب سے آپ نے سورۃ انفال کی طرف قصد کیا حالانکہ وہ مثانی میں سے ہے اور براءۃ کی طرف جو میں میں سے ہے اور دونوں کو ایک ساتھ کر دیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور اس کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ آپ نے ایسا کس وجہ سے کیا۔ تو عثمان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض وقت لیا آتا تھا کہ آپ کے اوپر ایسی سورتیں نازل ہوتیں جو زیادہ شمار (آیات) والی ہوتی تھیں۔ پھر جب آپ کے اوپر کچھ نازل ہوتا تو جو لکھنے والا ہوتا آپ اس کو مٹاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ پھر جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ اور انفال اُن سورتوں کی اوائل میں سے ہے جو مدینہ میں نازل ہوئیں اور براءۃ قرآن کے آخر میں (نازل ہونے والی سورتوں میں) سے ہے، اور اس کا قصہ مشابہ تھا انفال کے قصہ کے تو مجھے گمان ہوا کہ یہ انفال کا جزو ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ہم سے آپ نے یہ بیان نہیں فرمایا تھا کہ یہ اس کا جزو ہے، اس وجہ سے میں نے دونوں کو ملا دیا اور اُن دونوں کے درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ پھر

الی عثمان بن عفان۔ واستند عاممہ الی علی و عبداللہ بن مسعود و زید واستند حمزۃ الی عثمان و علی و ہؤلاء قروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیوم آنکہ قراءت طویلہ در نماز باختیار می نمود مانند شیخین مسلمین قراءت خود را بمعیار تلفظ او کامل العیار سازند۔ آخر ج مالک بن ان القرافتہ بن عمیر الحنفی قال ماخذ سورة يوسف الا من قراءة عثمان بن عفان ایا ما فی الصبح من کثرة ما کان یروہ۔ چہارم آنکہ در اول نزول قرآن کلمات آن اشتغال در زید من بعد ہر کہ آمد اور اعتدادی بودہ است بر مقدم و ذلک قولہ اول یہ خطت المفصل۔ پنجم آنکہ در معرفت تفسیر قرآن دمتی اُنزلت و یفہم اُنزلت یہ طویلے داشت۔ آخر ج الترمذی عن ابن عباس قال قلت لعثمان بن عفان ما حکمک ان عندک الی الانفال وہی من المثانی و الی براءۃ وہی من البین فقرنت بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم و قطعتم فی الشبع الطول ما حکمک علی ذلک فقال عثمان کان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم مما یأتی علیہ الزمان
وهو ينزل علیہ السور ذوات العدد
فکان اذا نزل علیہ الشئ دعا بعض
من کان یکتب فیقول صنعوا ہؤلاء
الآیات فی السورة اللتی یدکر فیہا
کذا وکذا فاذا نزلت علیہ الآیۃ
فیقول صنعوا ہذہ الآیۃ فی السورۃ
اللتی یدکر فیہا کذا وکذا وکان
الانفال من ادائل ما نزلت بالمدينة
وکان براءۃ من آخر القرآن
وکان تقصیبا شبیہا لقصتها
فقطنت انہا منہا فقیض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا اتہا منہا فمن اجل ذلک
قرئت منہا ولم یکتب منہا سطریم اللہ الرحمن
الرحیم فمقتبہا فی سبج القول واخرج ابو بکر بن ابی
شیبہ عن محمد بن سیرین قال اشرف علیہ عثمان
من القصر فقال ایقونی برجل اتالیبہ کتاب اللہ
فاؤدہ بصحیفۃ بن صوحان وکان شاباً فقال
ما جدتم احداً اناؤنی یہ غیر ہذا الشاب قال فکلم
صحیفۃ بکلام فقال لہ عثمان اکل فقال صحیفۃ
اؤن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان
اللہ علی نصرہم فقدرہ فقال لیست
لک ولا اصحابک و لکھالی و
ولا صحابی ثم تلا عثمان اؤن
للذین یقاتلون
بانہم

اس (مجموعہ) کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور ابو بکر بن ابی
شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ
عثمان رضی نے (محاصرہ کے ایام میں) قصر کے اوپر سے لوگوں
کو دیکھا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جس
کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کروں۔ تو لوگ آپ
کے پاس مصحف بن صوحان کو لائے اور وہ نوجوان
تھا۔ تو فرمایا کہ تمہیں میرے پاس لانے کے لئے
کوئی نہ ملے گا۔ پھر اس نوجوان کے۔ کہا کہ پھر مصحف نے کچھ
کلام کیا۔ پھر اس سے عثمان رضی نے کہا کہ تلاوت کر تو
مصحف نے کہا اؤن للذین یقاتلون (۳۹:۲۲) ترجمہ۔ (اب)
لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں
کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان
پر دہشت، ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ
ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ تو
آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے اور میرے ساتھیوں کے لئے
نازل ہوئی ہے۔ پھر عثمان رضی نے تلاوت کی اؤن للذین
یقاتلون سے یہاں تک کہ واللہ عاقبتہم الاھورہ تک
پہنچے۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصر کے وفد کے
ساتھ آپ کے مناظرے کے قصہ میں روایت کی
ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن منگائیے۔ پھر انہوں نے
کہا کہ سابعہ کو کھولئے اور یہ لوگ سورہ یونس کا
نام سابعہ کہتے تھے۔ پھر اس کو پڑھا یہاں تک کہ
جب اس آیت پر آئے قل اراءیتم ما انزل اللہ
الہ (۵۹:۱۰) (ترجمہ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ

ظَلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِ لَقَدِيرٌ
 حتى بلغ والي الله عاقبة الأمور
 وأخرج أبو بكر بن أبي شيبة في قصته
 مناظرته مع وفد مصر قالوا ادع
 بالمصنف فدعا بالمصنف فقالوا افتح
 السابعة وكانوا يسمون سورة يونس
 السابعة فقرأها حتى إذا أتته على
 هذه الآية قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنزَلَ
 اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْنَاهُ حَرَامًا
 وَحَلَالًا قُلْ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ
 لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ قَالُوا
 أَرَأَيْتَ مَا جِئْتَ مِنَ الْحَمِيِّ أَلله
 أَذِنَ لَكَ يَا أَمُّ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرِي فَقَالَ
 إِمضْه انزلت في كذا وكذا واما الحمي
 فان عمر حمي الحمي قبل ابل الصدقة
 فلما وليت زادت ابل الصدقة
 فزادت في الحمي لما زاد من ابل الصدقة
 فجعلوا يأخذونه بالآية فيقول امضه
 انزلت في كذا وكذا ودر باب ترويض
 حديث آنكه نزدیک بصد وچهل حدیث
 در کتب معتبره با سانیہ ثابتہ بواسطہ
 کبراء صحابہ و تابعین از مسند او در
 دست مردم موجود است چون فضل
 حفظ چهل حدیث بآن درجہ باشد
 کہ روز قیامت از جملہ علماء معشور

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے کچھ رزق
 بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام
 اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا
 تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔
 انہوں نے کہا یہ بتائیے کہ جو حصہ زمین آپ نے حسی
 (سرکاری زمین) قرار دے لیا ہے کیا اللہ نے آپ کو
 حکم دیا یا آپ اللہ پر افتراء کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا
 جاد کیا کہہ رہا ہے، یہ آیت فلاں فلاں بات پر نازل
 ہوئی ہے۔ رہا حمی، تو صدقہ کے ادنوں کے لئے مجھ سے
 پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے حمی کو قائم کیا تھا۔ پھر جب میں خلیفہ
 بنایا گیا تو صدقہ کے اُونٹ زیادہ ہو گئے تو میں نے حمی
 میں اضافہ کیا اُن ادنوں کی وجہ سے جو زیادہ ہو
 گئے تھے۔ تو لوگوں نے اس آیت سے آپ کی گرفت شروع کر دی تھی
 تو آپ کہا کرتے کہ جاؤ! یہ فلاں فلاں بات میں شامل
 ہوئی ہے۔ احادیث کی ترویج کے بارے میں یہ ہے کہ
 قریب ایک سو چالیس احادیث کے کتب معتبرہ میں
 ایسی صحیح سندوں کے ساتھ جن میں واسطہ بڑے
 مرتبہ کے صحابہ اور تابعین ہیں اُن کی سند میں سے لوگوں
 کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ عجیب کہ چالیس حدیثوں کے
 حفظ کی فضیلت اس درجہ کی ہوگی کہ قیامت کے
 دن اُن کا حافظ علماء کی جماعت میں اُٹھایا جائے گا تو
 ایک سو چالیس حدیثوں کے بارے میں تمہارا گمان کیا
 ہے۔ جب وہ اپنے خطبوں میں اعمال کے فضائل بیان
 کیا کرتے تھے تو اُن کا نفس حاضرین پر بہت اثر انداز
 ہوتا تھا۔ بخاری نے روایت کیا ابو عبد الرحمن السلمي

وہ عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور اس کو سکھایا۔ کہا کہ پڑھایا ابو عبد الرحمن نے عثمان کی خلافت میں۔ یہاں تک کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ یہی (حدیث عثمان) وہ ہے جس نے مجھے اس نشست گاہ (درس و تعلیم میں بٹھایا۔ اور احادیث فضائل پر عمل کرنے میں آپ سعی بلیغ کرتے تھے اور آپ کی طبع سلیم اس کی پیروی کرتی تھی۔ احمد نے عطاء بن فروخ سے جو قریشین کے آزاد کردہ ہیں روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک شخص سے زمین خریدی اُس نے (زمین کا معاوضہ اٹھا کر لے جانے میں) دیر کر دی تو اُس سے ملے اور فرمایا کہ تجھ کو اپنے مال پر قبضہ کرنے میں کیا مانع پیش آگیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے مجھے فتنہ میں ڈال دیا۔ لوگوں میں سے جو شخص بھی مجھ سے ملتا ہے وہ مجھے ملامت کرتا ہے۔ فرمایا کہ بس یہی مانع ہے؟ اُس نے کہا ہاں! فرمایا تو اپنی زمین اور مال دونوں میں سے تم جس کو چاہو اختیار کر لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جنت میں داخل کرے جو غریب کرنے والا ہو غریب دار کے ساتھ اور بیچنے والے کے ساتھ اور دوسرے کا حق لوٹانے والے کے ساتھ اور حق لینے والے کے ساتھ۔ اور احمد نے روایت کیا محمود بن لبید سے کہ عثمان نے جب مسجد مدینہ کو بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اُس کو بُرا سمجھا اور وہ اُس کو اُس کی ہیئت پر ہی باقی رکھنا چاہتے تھے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ عز و جل کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔ اور

بشود پس چسیت گمان تو در قدر صد و چہل حدیث۔ ہر گاہ در خطب خود بیان فضائل اعمال می نمود نفس او در حاضرین گرامی شد۔ اخرج البخاری عن ابی عبد الرحمن السلی عن عثمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحرم من تعلم القرآن و علمہ قال و اقرأ ابو عبد الرحمن فی امرہ عثمان حتی کان النجاج قال و ذاک الذی اقصی مقتدی ہذا۔ و در عمل با احادیث فضائل جدی بلیغ داشت و فطرت سلیمہ او آن را مطاوعت تمام می نمود۔ و اخرج احمد عن عطاء بن فروخ مولى القریشین ان عثمان اشتری من رجل ارضاً فأبطأ علیہ فلقیہ فقال ما منعک من قبض مالک قال انک تفتننی فما اُلِّف من الناس احداً الا و هو یلومنی قال او ذلک یمنعک قال نعم قال فانشر بین ارضک و مالک ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَدْخُلُ اللہُ الْجَنَّةَ رَجُلًا کان سهلاً مشتریاً و بائعاً و قاضياً و مقضياً و اخرج احمد عن محمود

فتاویٰ اور احکام کے بارے میں یہ ہے کہ اُن کی خلافت میں لوگ اُن سے ہی فتویٰ طلب کرتے تھے اور مقدمات اُن کے سامنے پیش کرتے تھے تو وہ فتویٰ بھی دیتے تھے اور فیصلے بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ باب اس سے زیادہ ہے کہ اس کی تمام جزئیات کو ہم سراسر سالہ میں جمع کریں۔ ہاں مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔ اس باب میں کہ وضو کا ایسی اشیاء کے کھانے سے جو آگ پر تیار کی جائے کیا حکم ہے۔ اس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس باب میں صحابہ سے بھی مختلف عمل ظاہر ہوا ہے۔ حضرت ذی النورین رحمہ اللہ نے اس شبہ کو صاف کر دیا اور واضح بیان فرمایا کہ ایسی چیز کھانے کے بعد جس کو آگ نے مس کیا ہو وضو کرنا ضروری ہے۔ احمد نے ثقیف کے ایک شیخ سے اُس نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ اُس نے عثمان بن عفان کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے دروازے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور آپ نے ایک (بکرے کا بھنا ہوا) شانہ منگایا پھر اس کا گوشت دانتوں سے اُتار کر کھایا۔ پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں اور میں نے وہی چیز کھائی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائی تھی اور ولیا ہی کیا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور احمد نے روایت کیا سید بن السیب سے کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو چند نشنگاہوں میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ نے ایسا کھانا جو آگ پر پکایا ہوا تھا منگایا اور کھا کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں

بن لبید ان عثمان اراد ان یبني مسجد المدينة فكره الناس ذلك وَاَحْبُوا ان يَدْعُوهُ علي بيعة فقال عثمان سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى مسجدا لله عز وجل بنى الله له في الجنة مثله ودر باب فتاویٰ و احکام آنکہ در خلافت خود از وی استفتاء می نمودند و قضایا را پیش او رفع میکردند پس فتویٰ میداد و فیصل میفرمود و این باب ازان بشیر است کہ درین رسالہ آنرا استقصا کنیم بطریق مثال مسائل چند بر نگاریم در باب وضو مما مسَّت النار احادیث مختلفه وارد شده و عمل صحابہ نیز مختلف درین باب ظاہر گشته حضرت ذی النورین کشف آن شبہ نمود و بیان واضح فرمود کہ عمل بر وضو مما مسَّت النار متروک است۔ اخرج احمد عن شیخ من ثقیف عن عمه انه رأى عثمان بن عفان جلس على الباب الثاني من مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا بكتف فتعرقها ثم قام فصلى ولم يتوضأ ثم قال جلست مجلس النبي صلى الله

علیہ وسلم وَاكَلْتُ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْرَجَ
اَحْمَدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّيِّبِ يَقُولُ
رَأَيْتُ عُمَانَ قَاعِدًا فِي الْمَقَاعِدِ قَدِ عَا
بَطْعَامٍ مِّمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَالْكُهُ ثُمَّ قَامَ
اِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ قَعْدَتُ
مَقْعَدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وََاكَلْتُ طَعَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتُ صَلَاةَ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ
عَنْ رِبَاحٍ قَالَ رَوَّحَنِي مُوَلَّائِي جَارِيَةٌ
رُومِيَّةٌ فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ لِي
غُلَامًا اسودَ مِثْلَ فَمِيئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ
ثُمَّ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ لِي غُلَامًا
اسودَ مِثْلَ فَمِيئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ بَكَى اَبَا غُلَامٍ رُومِيٌّ قَالَ
حَسْبَتْهُ قَالَ لَا اَبِيَّ رُومِيٌّ يَقَالُ لَهُ يُوْحَنَسُ فَرَأَيْنَا بَسَانَهُ
يَعْنِي بِالرُّومِيَّةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا اَحْمَرَ كَالْمُرِّ
وَرُغْفَةً مِنْ الزَّوْجَانِ فَقُلْتُ لَهَا مَا هَذَا قَالَتْ هَذَا مِنْ
يُوْحَنَسَ فَرَأَيْنَا اَلِيَّ عُمَانَ بْنِ عَفَّانٍ وَاَقْرَبًا جَمِيعًا
فَقَالَ عُمَانُ اِنْ شِئْتُمْ قَضَيْتُ بَيْنَكُمْ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى
اَنَّ الْوَلَدَ لِلْفَرْأَسِ حَسْبَتْهُ قَالَ وَجَلَدْتُمَا وَتَحْقِيقُ اَمْرُودُ
كَهْ اسْتَلَامَ رُكْنِ شَامِي وَرُكْنِ عِرَاقِي سُنَّتُ نَبِيَّتِ .
اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ لَقِيتُ مَعَ عُمَانَ
فَاَسْتَلَمْنَا الرُّكْنَ قَالَ يَعْلى فَاَلَيْتُ فَاَلَيْتُ
مَعَا لِي الْبَيْتُ فَلَمَّا لَغْنَا الرُّكْنَ الْغُرَابِي

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کھانا کھایا ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ہمار پڑھی ہے۔ اور
احمد نے روایت کیا رباح سے کہا کہ میرے آقا نے میرا
نکاح کر دیا تھا جاریہ سے جو کہ روم کی تھی اور میں اُس سے
ہمبستر ہوا اُس سے میرا ایک لڑکا مثل میرے سیاہ رنگ
کا پیدا ہوا تو میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر میں
اس سے ہم بستر ہوا تو پھر اس نے مثل میرے ایک سیاہ
رنگ کا لڑکا جنا۔ تو میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر
اُس کو ایک رومی لڑکے نے پھسلیا (دارمی نے) کہا میرا
خیال یہ ہے کہ رباح نے یوں کہا تھا کہ پھسلیا میری بیوی
کو ایک رومی نے جس کو یوحنا کہا جاتا تھا۔ پھر اُس نے
اُس عورت سے اپنی عجمی زبان یعنی رومی میں بات چیت
کر لی۔ پھر وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ پھر اس سے ایک ایسا
لڑکا پیدا ہوا جو سرخ رنگ کا تھا گویا وہ گر گٹوں میں
کا ایک گر گٹ ہے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ یہ کیسا
معاملہ ہے؟ تو اس نے بتا دیا کہ یہ یوحنا سے ہے۔ تو میں
یہ مقدمہ عثمان بن عفان کے پاس لے گیا۔ اور دونوں نے
اقرار کر لیا۔ تو عثمان نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے
درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے
مطابق فیصلہ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فیصلہ کیا ہے کہ لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے۔ میں گمان کرتا
ہوں کہ رباح نے کہا کہ ”اور انہوں نے دونوں کے کوڑے
لگوائے۔“ اور آپ نے تحقیق کیا کہ رکن شامی اور رکن عراقی
کا استلام سنت نہیں ہے۔ احمد نے روایت کیا یعلیٰ بن
امیہ سے، کہا کہ میں نے عثمان کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے

رکن کو استلام کیا۔ یعنی نے بیان کیا میں بیت اللہ سے قریب تر تھا تو جب ہم رکن غزلی پر پہنچے جو حجر اسود کے قریب ہے تو میں نے ان کا ہاتھ کھینچا تاکہ وہ استلام کریں تو فرمایا کہ کیا ارادہ ہے تو میں نے کہا کہ کیا آپ استلام نہ کریں گے۔ کہا کہ اس پر عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ کیا تم نے اُن کو ان دونوں غزلی رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو کہا کہ کیا پھر تمہارے لئے آپ کی پیروی ضروری نہیں میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ بس تو آگے بڑھو۔ اور آپ نے بیان کیا کہ کسم میں رنگے ہوئے کپڑے کا پہننا مردوں کے لئے درست نہیں روایت کیا احمد نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ عثمانؓ مکہ کی طرف حج کرنے کیلئے چلے اور محمد بن جعفر ابن ابی طالب کے پاس اس کی دواہن داخل ہوئی اور محمد بن جعفر نے اُس کے ساتھ رات گزاری پھر صبح کو روانہ ہوئے اور ان پر زعفران کی خوشبو ملی ہوئی تھی اور کسم سے رنگی ہوئی گہرے سرخ رنگ کی چادر تھی۔ مقام مل میں انہوں نے لوگوں کو اُن کے چلنے سے پہلے آ پکڑا۔ توجیب اُن کو عثمانؓ نے (اس تخلیق میں) دیکھا تو دھکایا اور آف آف کہا اور فرمایا کیا تو کسم سے رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع کیا ہے۔ تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو منع نہیں کیا اور نہ تم کو، آپ نے مجھے منع کیا تھا۔ مالک، مروی ہے ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے وہ روایت کرتے ہیں مالک بن ابی عامر سے کہ عثمان بن عفان اپنے خطبہ میں کہا کرتے تھے جب خطبہ دیتے تو یہ کہنا بہت کم چھوڑتے تھے، کہ جب امام کھڑا ہو اور یوم جمعہ میں خطبہ دینے لگے تو اس کو کان لگا کر سنو اور چپ ہوں یقیناً اس خاموش رہنے والے کے لئے جو نہیں سنتا (امام سے دور ہونے یا بہرا ہونے کی وجہ سے) اُٹتا ہی آج رہے جتنا اس خاموش رہنے والے کے لئے جو سنتا بھی ہے۔ پھر جب نماز قائم ہو جائے

الذی یلے الاسود جرت بیدہ یستلم فقال ما شانک فقلت لا استلم قال فقال ألم تطف مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت بلى قال ارایت یستلم بنو الرکین الغریبین فقلت لا قال ا فلیس لک فیہ اسوة حسنة قلت بلى قال فالفقد عنک۔ و بیان نمود کہ پوشیدن معصمر مردان را درست نیست۔ آخر ج احمد عن ابی ہریرة قال راح عثمان الى مکة حاجا ودخلت علی محمد بن جعفر ابن ابی طالب امرأته فبات معها ثم غذا وعليه رداء الطيب و لمحة معصرة مفضمة فادرك الناس بكل قبل ان يردوها فلما راه عثمان انتهره واقف وقال اتلبس المعصرة وقد نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علی بن ابی طالب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينه ولا اياک وانما نهانی۔ مالک عن ابی النضر مولیٰ عمر بن عبد الشید عن مالک بن ابی عامر ان عثمان بن عفان کان یقول فی خطبته قل ما یدع ذلک اذا خطب اذا قام الامام یخطب یوم الجمعة فاستمعوا له و

تو صفیں برابر کرو، کندھوں کو سیدھ میں کر دو کیونکہ صفوں کی برابری سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ پھر آپ بکسیر نہ کہتے یہاں تک کہ آپ کے پاس وہ لوگ آجاتے جن کو صفوں کے برابر کرنے کا کام آپ سپرد کرتے تھے پھر وہ آپ کو خبر دیتے کہ برابر ہو گئی ہیں، پھر آپ بکسیر کہتے۔ مالک، یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن ابراہیم سے وہ عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری سے انہوں نے کہا کہ عثمان بن عفان نماز عشاء کے لئے آئے، آپ نے دیکھا کہ مسجد میں ابھی تھوڑے آدمی ہیں تو آپ مسجد کے پچھلے حصہ میں بیٹ گئے لوگوں کا انتظار کر رہے تھے کہ زیادہ ہو جائیں تو ان کے پاس ابن ابی عمرہ آئے، آپ نے ان سے سوال کیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے ان کو بتایا۔ پھر ان سے کہا کہ تم کو قرآن کتنا یاد ہے تو انہوں نے بتایا۔ پھر ان سے عثمان نے کہا کہ جو عشاء (یعنی جماعت عشاء) میں حاضر ہوا وہ گویا نصف رات تک نماز پڑھتا رہا، اور جو صبح کی نماز (یعنی جماعت) میں (بھی) حاضر ہوا تو وہ گویا تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ مالک، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں بعد ظہر ہلال دیکھا گیا تو عثمان نے کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب غائب ہو گیا۔ مالک، نافع سے وہ نبیہ بن وہب سے جو بنی عبد الدار کا بھائی تھا کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان کے پاس پیغام بھیجا اور ابان اس دن امیر الحجاج تھے اور وہ دونوں (عمر بن عبید اللہ و ابان) محرم تھے کہ میں طلحہ بن عمر کا نواسہ شیبہ بن جُبیر کی بیٹی سے کر رہا ہوں، آپ شریک مجلس ہوں تو ان پر ابان نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں نے عثمان بن عفان سے سنا ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اَلنَّصُوْا۟ فَاِنَّ لِلْمُنْصِبِ الَّذِیْ لَا یَسْمَعُ مِنْ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِبِ السَّامِعِ فَاِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاَعْدِلُوْا الصُّفُوْفَ حَاذُوا بِالْمَنَاقِبِ فَاِنَّ اَعْتَدَلَ الصُّفُوْفَ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا یُکْبِّرُ حَتّٰی یَاْتِیَہٗ رَجُلٌ قَدْ وَكَلَهُمْ اَلْمَوِیْزَةُ الصُّفُوْفَ فِیْخْرُوْنَ اِنْ قَدْ اسْتَوَتْ فِیْکُبِّرُ مَالِکَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰہِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرٍۃ الْاَنْصَارِیِّ اَنْہٗ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ اِلَیْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَرَأٰی اَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِیْلًا فَانْطَبَحَ فِیْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ النَّاسَ اِنْ کَثُرُوْا فَاتَّاهُ ابْنُ اَبِیْ عَمْرٍۃ فَجَلَسَ اِلَیْہِ فَسَآلَہُ مِنْ ہُوَ فَاخْبَرَہُ فَقَالَ لَہٗ مَا مَعَكَ مِنْ الْقُرْآنِ فَاخْبَرَہُ فَقَالَ لَہٗ عُثْمَانُ مِنْ شَہِیْدِ الْعِشَاءِ فَکَاثَمَا قَامَ نِصْفُ لَیْلَةٍ وَمِنْ شَہِیْدِ الصُّبْحِ فَکَاثَمَا قَامَ لَیْلَةٌ۔ مَالِکَ اِنْ بَلَغَ اَنْ اَبَانَ رُحْمٰی فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ بَعْثَیْ فَلَمْ یَقْطُرْ عُثْمَانُ حَتّٰی اَمْسٰی وَغَابَتِ الشَّمْسُ۔ مَالِکَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نَبِیْہِ بْنِ وَهَبٍ اَخِیْ بَنِی عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبِیْدِ اللّٰہِ اَرْسَلَ اِلَیْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَ اَبَانَ یُوْمَ مَسْئِدِ اَمِیْرِ الْحَاجِّ

وہا محرم انی قد اردت ان أنکح
طلحة بن عمر ابنة شديدة بن جبير
فاردت ان تحضر فأنكر ذلك عليه
ابن وقال سمعت عثمان بن عفان
يقول قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا ينكح المحرم ولا ينكح
لا ينكح على نفسه ولا على غيره
ماكت عن عبد الله بن ابي بكر عن عبد الله
ابن عامر بن ربيعة قال رأيت عثمان
ابن عفان بالعرج وهو محرم في
يوم صاغت قد غطى وجهه بقطيفة
ارجوان ثم أتى بلحم صيد فقال لأصحابه
كلوا فقالوا أولا تأكل أنت فقال
اني لست كهيتكم انما صيد من اجلي
ماكت عن ابن شهاب عن قبصة
ابن ذؤيب ان رجلا سأل عثمان بن
عفان عن الاثنين من بلع اليمين
هل يجتمع بينهما فقال عثمان أحلتها
آية وحسرتها آية أخرى فاما أنا
لا أحب ان أضنع ذلك قال فخرج
من عنده فلقى رجلا من أصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله
عن ذلك فقال لو كان لي من الامر
شيئ ثم وجدت احدا فعل ذلك
لجعلته نكالا قال ابن شهاب

وسلم نے فرمایا کہ محرم نہ نکاح کرے نہ اس کا نکاح کیا جائے
اور نہ اپنی ذات کے لئے پیغام نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کے
لئے۔ مالک عبد اللہ بن ابی بکر سے وہ عبد اللہ بن عامر بن
ربیعہ سے، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان کو عرج میں دیکھا اور
وہ محرم تھے۔ اپنے چہرے کو ایک چادر سے چھپائے ہوئے
تھے جو ارغوانی (تیز سرخ رنگ کی) تھی۔ پھر شکار کا گوشت لایا
گیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ۔ انہوں نے کہا
کہ کیا آپ خود نہ کھائیں گے؟ تو فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت پر
نہیں ہوں۔ میری ہی وجہ سے شکار کیا گیا ہے۔ مالک، ابن شہاب
سے وہ قبصہ بن ذؤیب سے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان
سے ایسی دو بہنوں کے بارے میں سوال کیا جو کسی کی ملک میں
ہوں کیا وہ دونوں کو جمع کرے۔ تو عثمان رضہ نے کہا کہ ان
ایک آیت تو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام کرتی ہے۔
میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ مجھے ناپسند ہے کہ ایسا کمروں
کہا کہ وہ سائل آپ کے پاس سے نکلا پھر وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے
ملا اور ان سے بھی اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے
کہا کہ میرا کچھ بس چلتا پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاتا تو میں
اُس پر سنرا تجویز کرتا۔ ابن شہاب نے کہا کہ میرا خیال
یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ مالک،
ابن شہاب سے وہ طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے کہا
کہ وہ (علی) ان میں سے اُس کا سب سے زیادہ علم رکھنے
والے تھے۔ اور مروی ہے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ عبد الرحمن
بن عوف نے اپنی بیوی کو طے طلاق دے دی جب کہ وہ بیمار تھے، تو عثمان
بن عفان نے اس کو وارث قرار دیا اس کی عدت پوری ہونے کے بعد مالک،
عبد اللہ بن الفضل سے وہ عرج سے کہ عثمان بن عفان نے ایک تکمیل (طلاق)

أُراه علي بن أبي طالب رضي الله عنه
مالك عن ابن شهاب عن طلحة
ابن عبد الله بن عوف قال وكان
عليهم بذلك وعن أبي سلمة بن
عبد الرحمن بن عوف ان عبد الرحمن
ابن عوف طلق امرأته البتة وهو
مرين فورثها عثمان بن عفان منه بعد
انقضاء عدتها مالك عن عبد الله
ابن الفضل عن الاعرج ان عثمان بن
عفان ورث نساء من مكل منه
وكان ملقهن وهو مرين مالك عن
يحيى بن سعيد عن محمد بن
يحيى بن جابر قال كانت عند جدتي
جبان امرأتان هاشميتان وانصاريات
فطلق الانصاريات وهن ترضع فمررت
بهاسنة ثم بك عنها ولم تحض
فقلت انا ارثته لم احض فاخصما
الى عثمان بن عفان فقصي لها بالميراث
فلامت الهاشميت عثمان فقال
هذا عمل ابن بك هو اشار
علينا بهذا يعني علي بن أبي طالب
مالك عن أبي الزناد عن سليمان
ابن يسار ان نقيصا مكاتب كان لام
سمة زوج النبي صلى الله عليه
وسلم او عبدا كانت تحت امرأة

کرنے والے شخص کی بیویوں کو وراثت میں حصہ دار
بنایا اور اُس نے اُن کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ
بیمار تھا (یعنی عبد الرحمن بن عوف) مالک یحیی بن سعید
سے وہ محمد بن یحیی بن جابر سے کہا کہ میرے دادا جابر کے
پاس دو عورتیں تھیں ہاشمیت اور انصاریہ۔ تو انہوں
نے انصاریہ کو طلاق دے دی اور وہ دودھ پلا رہی تھی
تو اس پر ایک سال گزر گیا پھر اُن کا انتقال ہو گیا اور
اُس کو حیض نہیں آیا تھا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اُس کی وارث
ہوں کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا تو دونوں فریق عثمان بن
عفان کے پاس یہ مقدمہ لے گئے تو آپ نے انصاریہ کے
لئے میراث کا فیصلہ کیا۔ اس پر ہاشمیت نے عثمان کو
ظلمت کی تو انہوں نے کہا کہ یہ عمل تیرے چچا کے بیٹے
کا ہے، اسی نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اُن کی مراد علی بن
ابی طالب سے تھی۔ مالک، ابوزناد سے وہ سلیمان بن
یسار سے کہ نقیص مکاتب تھا ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا یا غلام تھا۔ اُس کے نکاح میں ایک آزاد عورت
تھی پھر اُس نے اُس کو دو طلاق دے دیں پھر اس عورت
سے مراجعت کا ارادہ کیا تو اس کو ازدواج نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا کہ عثمان بن عفان کے پاس جائے اور
اُن کے اس کے بارے میں سوال کرے۔ تو نقیص اُن
سے راستہ میں ملا جبکہ وہ زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے
ہوئے جا رہے تھے تو اس نے دونوں سے سوال کیا تو
دونوں نے ایک ساتھ اُس کو جواب دیا کہ حرام ہو گئی
مجھ پر، حرام ہو گئی تجھ پر۔ مالک، عبد اللہ بن ابی بکر سے
وہ عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن

حُرَّةَ فطَلَقَهَا اِثْنَتَيْنِ ثُمَّ ارَادَ
ان يُرَاجِعَهَا فَأَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَأْتِيَ عَثْمَانَ بْنَ
عَفَّانٍ فَيَسْأَلُهُ عَنْ ذَاكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ
الدَّرَجِ اَحْمَدُ ابْنُ زَيْدٍ بَنِ ثَابِتٍ
فَسَأَلَهَا فَاَبْتَدَاهَا رَاحَ جَمِيعًا فَقَالَا
حُرَّةٌ مَثٌ عَلَيْكَ حُرْمَتُ عَلَيْكَ مَالِكُ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ
بْنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَنِ
اَحَارِثٍ بَنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ اَنْ
اَخْبَرَهُ اَنْ الْعَاصِ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَ
تَرَكَ بَنِيْنٌ لَهُ ثَلَاثَةُ اِثْنَانِ لِأُمِّ
وَرَجُلٍ لِّعَلَّتِهِ فَهَلَكَ اَحَدُ الَّذَيْنِ لَامَ
وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِي فَوَرِثَهُ اَخُوهُ
لَا بِيَّةَ وَأُمُّهُ مَالِدَةُ لَاءَ مَوَالِيَةٍ ثُمَّ
مَالِكُ الَّذِي وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي
وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ فَقَالَ
ابْنُهُ قَدْ اَحْزَنْتُكَ مَا كَانَ ابْنِي اَحْزَنَ
مِنْ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي وَقَالَ اَخُوهُ
لَيْسَ كَذَلِكَ اِنَّمَا اَحْزَنْتُكَ الْمَالَ
وَمَا وَلَاءَ الْمَوَالِي فَلَا اَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ
اَخِي الْيَوْمَ اَلَسْتُ اَرِثُهُ اِنَّمَا فَاخْتَصَمَا
اِلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَقَضَى لِأَخِيهِ بَوْلَاءَ
الْمَوَالِي - مَالِكُ اِنْ بَلَغَهُ عَنْ جَدِّهِ مَالِكُ
بْنِ ابْنِ عَامِرٍ اَنْ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ قَالَ

ہشام سے، وہ اپنے باپ سے کہ انہوں نے اس کو خبر
دی کہ عاص بن ہشام کا انتقال ہوا اور اُس نے اپنے تین
بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹے ایک ماں سے اور ایک باپ شریک
تھا۔ بعد ازاں اُن دو میں سے جو ماں شریک تھے ایک کا
انتقال ہو گیا اور اُس نے کچھ مال اور کئی غلام چھوڑے تو
اُس کے وارث بنے اُس کا باپ شریک بھائی اور اُس کی
ماں اُس کے مال کے اور غلاموں کی ولایت کے۔ پھر وہ شخص
ہلاک ہو گیا جو مال کا اور غلاموں کی ولایت کا وارث بنا تھا
اور اُس نے ایک بیٹا اور باپ شریک بھائی چھوڑے۔ تو
اس کے بیٹے نے کہا کہ میں ہر اُس چیز کا مالک بن گیا ہوں
جس کا مالک میرا باپ تھا مال کا بھی اور غلاموں کی ولایت
کا بھی اور اُس کے بھائی نے کہا کہ ایسا نہیں تو صرف تمام
مال ہی کا وارث ہے۔ رہی ولایت موالی کی تو اُس کا نہیں
تو مجھے اس کی خبر نہیں کہ اگر میرا بھائی آج مرتا تو کیا میں
اُس کا وارث نہ بنتا۔ پھر دونوں یہ مقدمہ عثمان بن عفان
کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس کے بھائی کے حق
میں موالی کی ولایت کا فیصلہ کیا۔ مَالِکُ، اُن کو یہ خبر پہنچی
اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے کہ عثمان بن عفان نے کہا کہ
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
دینار کو دو دیناروں کے بدلے نہ بیچو اور ایک درہم کو
دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔ مَالِکُ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر
بن الخطاب اور عثمان میں سے کسی ایک نے ایک ایسی عورت
کے بارے میں جس نے اپنی ذات کے متعلق ایک شخص کو
دھوکہ دیا اور ذکر کیا کہ وہ آزاد ہے اور اس سے اُس
شخص کے بچے بھی پیدا ہوئے فیصلہ کیا کہ اُس شخص کو اس

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تبیعوا الدینار بالدینارین ولا تمیعوا
الدراہم بالدراہمین۔ مالک ابن بلغہ
ان عمر بن الخطاب و عثمان بن
عفان قضیٰ احدہما فی امرأة غرت رجلاً
بنفسہا و ذکر ت ابنہا حرة فولدت
لہ اولاداً فقطعی ان یفدی ولدہ
بمثلہم۔ مالک ابن بلغہ ان عثمان بن
عفان اتے بامرأة قد ولدت فی
ستۃ اشہر فامر بہا ان یرجم
فقال لہ طے بن ابی طالب لیس ذلک
علیہا ان اللہ تبارک و تعالیٰ یقول
فی کتابہ و حملہ و فضالہ فکلثون
شکلاً و قال و الوالدات یرضعن
اولادہن حولین کا صلیٰ لکم
اراد ان یتیم الرضاعة فاحمل
کیون ستۃ اشہر فلا رجم علیہا
فبعث عثمان فی اثر ہا فوجد ہا
قد رجعت۔ مالک عن علی بن ابی
بکر عن ابیہ عن عمرۃ بنت
عبدالرحمن ان سارقاً سرق فی
زمان عثمان بن عفان امرجۃ فامر بہا
عثمان ان تقوّم فقوّمہ بشلثۃ
دراہم من صرف اثنی عشر درہم
بدینار فقطع عثمان یدہ۔ مالک عن

کی اولاد کا فدیہ دیا جائے اُن کے مثل کے برابر۔ مالک،
ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے پاس ایک عورت
لائی گئی جس نے چھ مہینے میں (یعنی نکاح سے چھ ماہ بعد) بچہ جنا
تو اُس کے لئے انہوں نے حکم دیا کہ اسکو رحم کیا جائے تو اُن سے علی رض
بن ابی طالب نے کہا کہ اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرمایا ہے و حملہ الخ یعنی اُس کا حمل اور
دودھ پلانا تیس مہینے ہیں اور فرمایا و الاولاد الخ یعنی اولاد
بچے جننے والی عورتیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ
پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل
کرنا چاہے (۲۳:۲) تو حمل چھ مہینے کی مدت کا ہوا تو اس
پر رجم نہیں ہوگا۔ تو عثمان نے اُس کے پیچھے آدمی کو بھیجا
مگر اس نے دیکھا کہ وہ سنگسار کی جا چکی ہے۔ مالک،
عبداللہ بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر بنت
عبدالرحمن سے کہ عثمان کے زمانہ میں ایک چور نے لیموں
چرائے۔ تو عثمان نے ان کی قیمت کا اندازہ کر لیا تو تین درہم
کا اندازہ کیا گیا اُس سکہ کے حساب سے جس کا ایک دینار
بارہ درہم کا ہے۔ تو عثمان نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ مالک،
اپنے چچا ابوسہل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ
انہوں نے عثمان بن عفان سے سنا اور وہ خطبہ دے رہے
تھے کہ ایسی لونڈیوں کو جن کا کوئی عضو خاص کام نہیں معینہ
مزدوری کی تکلیف نہ دو (کہ یومیہ اتنا لا کر دینا ہوگا) کیونکہ
جب تم اُن کو اُس کی تکلیف دو گے تو وہ کائناتی کا ذریعہ
اپنی فرج کو بنائیں گی۔ اور چھوٹے لڑکے کو بھی کسب کسی
تکلیف نہ دو کیونکہ وہ جب نہیں پائے گا تو چوری کرے گا۔
اور حرام سے بچو جب کہ اللہ نے تم کو غنی کر دیا ہے اور ایسا

عن امہ ابی سہیل بن مالک عن
ابیہ انہ سمع عثمان بن عفان و
ہو یخطب و ہو یقول لا یتکفوا لائمۃ
غیر ذات الصنعة الکسب فانکم متی کلفتموہا
ذلک کسبت بفرجہا ولا تکفوا الصغیر
الکسب فانہ اذا لم یکد سرق و یعفوا
اذا اعظمکم اللہ و علیکم من المطاعم بما
غاب منها۔ و بسیری از سنن بسبب
عمل او در میان مسلمین رواج یافت
فی الریاض عن عبد الرحمن بن یزید
قال اقصت مع ابن مسعود من عرفة
فلما جاء المزدلفۃ صلی المغرب والعشاء
کل واحدہما باذان واقامۃ و جعل
بینہما العشاء ثم نام قال فلما قال قائل
طلع الفجر صلی الفجر ثم قال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان یاتین الصلوٰتین اختصمتا عن
وقبتما فی هذا المكان المغرب
والعشاء فان الناس لا یأتون
بہنما حتی یعتموا واما الفجر فہذا الحین
ثم وقفت فلما اسفر قال ان اصاب
امیر المؤمنین السنۃ دفع قال فما
فرغ عبد اللہ حتی دفع۔ وعن ابی
سریح الخزاعی قال کسفت الشمس
فی ہمد عثمان و بالمدينة عبد اللہ

کھانا لازم جانو جو پاکیزہ (یعنی وجہ حلال سے) ہو۔ اور بہت سی
سنتوں نے اُن کے عمل کی بدولت مسلمانوں میں رواج پایا۔
ریاض میں عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں ابن
مسعود کے ساتھ عرفہ سے لوٹا۔ پھر جب مزدلفہ آگیا تو
مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی دونوں میں سے ہر ایک کے
لئے اذان اور تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان رات کے
کھانے کو رکھا۔ پھر سوئے۔ کہا کہ پھر جب ایک کہنے والے
نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی تو فجر کی نماز پڑھی۔ پھر کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اپنے
وقتوں سے مؤخر کر دی گئی ہیں اس مقام میں یعنی مغرب
اور عشاء، کیونکہ لوگ یہاں نہیں پہنچتے یہاں تک کہ اندھیرے
میں داخل ہو جاتے ہیں۔ رہی فجر تو وہ اس وقت ادا ہو گی۔
پھر ٹھہرے۔ جب روشنی پھیل گئی کہا کہ اگر امیر المؤمنین
(یعنی عثمان) نے سنت پر عمل کیا تو چل پڑیں گے تو عبد اللہ
بن مسعود (اپنی بات سے) فارغ نہیں ہوئے تھے کہ امیر المؤمنین
چل پڑے۔ اور ابوسریح خزاعی سے مروی ہے کہا کہ سوج
گرہن ہوا عثمان کے زمانہ میں اور مدینہ میں عبد اللہ
بن مسعود موجود تھے۔ کہا تو عثمان نکلے اور لوگوں کو یہ نماز
پڑھائی دو رکعتیں اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ کہا کہ
پھر واپس ہوئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور
عبد اللہ بن مسعود حجرۂ عائشہ کی طرف بیٹھ گئے اور ہم
اُن کی طرف بیٹھے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا
حکم دیا کرتے تھے تو جب تم کسوف کو دیکھو کہ اُن پر آپڑا ہے
تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ تو یہ کیفیت اگر وہی ہوئی جس کا

بن مسعود قال فخرج عثمان فصله
بالناس تلك الصلوة ركعتين و
سجد سجدتين في كل ركعة قال
ثم انصرف ودخل داره وجلس
عنده الى حجره عائشة وجلسا
اليه فقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم كان يأمر بالصلوة عند
كسوف الشمس والقمر فاذا رأيتوه
قد أصابهما فافزعوا الى الصلوة
فانها ان كانت الذی تحذرون كانت
وانتم على غير غفلة وان لم تكن
كنتم قد أصبتم خيرا وكتبتموه
خرجهما احمد واما فتوحك در زمان
ذی النورین واقع شد پس دو قسم
است قسمی آنکہ بعد وفات حضرت
فاروق اعظم بعض بلدان عہد خود
را نقض نمودند حضرت ذی النورین
در تجدید فتح آن بلاد سعی بلیغ
بتقدیم رسانیدند مانند قتال
مرتدین در اول زمان حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ - اذ انجملہ اہل ہمدان
نقض عہد نمودند بردست مغیرہ
بن شعبہ فتح آن مجدد شد و اہل
ری سخافت رای پیش آوردند
باہتمام ابو موسیٰ اشعری و براء بن

تمہیں اندیشہ ہوتا ہے (یعنی قیامت) تو وہ ایسی حالت میں
آئے گی کہ تم غفلت میں نہیں ہو گے اور اگر وہ نہ ہوئی تو پھر بھی
تم نے نیک کام کیا اور خیر کے اکتساب میں مشغول ہوئے۔
دونوں روایتوں کو احمد نے نقل کیا۔ اب ان فتوحات کا
حال بیان کیا جاتا ہے جو ذوالنورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں
تو وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم
کی وفات کے بعد بعض شہروں نے اپنا عہد توڑ دیا۔
حضرت ذی النورین نے ان شہروں کے دوبارہ فتح کرنے
میں کامیاب کوششیں فرمائیں جیسا کہ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ نے اول زمانہ میں مرتدین کے ساتھ
قتال میں فرمائی تھیں۔ ان میں سے یہ کہ اہل ہمدان نے اپنے
عہد کو توڑا تو وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر دوبارہ
فتح ہوا۔ اور اہل رے نے بدرائی اختیار کی (یعنی بغاوت
کی) تو ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازب کے اہتمام
سے پھر حدود اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ اور اہل اسکندیہ
نے بغاوت کا جھنڈا اٹھا کیا تو عمر بن العاص کی سعی سے
ان کا جھنڈا سرنگوں ہوا اور آذر بیجان نے بے وفائی اور
عہد کی خلاف ورزی کی تو ولید بن عقبہ نے ان کا ناطقہ
تنگ کر دیا اور صلح پر مجبور کر دیا۔ اور اسی طرح بعض شہر
آذر بیجان کے قریب مفتوح ہوئے۔ اور آپ نے
ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کو آرمینہ کی طرف
بھیجا جو کہ ان شہروں سے بشمار اموال غنیمت لائے۔
اور عثمان بن ابی العاص کو شہر گارزون اور اس کے لواحق
میں روانہ کیا اور انہوں نے ان علاقوں کو بطریق مصالحت
فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن

جہان کو دژ سفید کی جانب روانہ کیا اور یہ مقام باوجود وہاں کے لوگوں کے تند بڑ کے جو وہ لوگ رکھتے تھے تھوڑے وقت میں مفتوح ہو گیا۔ رہی دوسری قسم تو ان میں سے افریقیہ کی فتح ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر۔ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو انھیں فتوحات کے لئے مصر کی امارت عطا فرمائی تھی اور ان غنیمتوں میں سے جو اس کی سعی سے حاصل ہوں پانچویں حصے کا پانچواں حصہ اُس کو عطا فرمایا۔ اُن ایام میں قیصر روم کی طرف سے افریقیہ کا حاکم جر جسد نام کا ایک شخص تھا۔ طرابلس سے طنجہ کی حدود تک کا علاقہ اس کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اُس کے دماغ میں فرعونیت کا جوش پیدا ہوا تو اُس نے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار سوار جمع کر لئے۔ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر عظیم جس میں اشراف صحابہ مثل عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی ایک جمعیت شریک تھی مرتب کر کے عیشہ بن سعد کی کمک کے طور پر بھیجا۔ اس نے بھی غازیان مصر کو جمع کر کے ایک لشکر آراستہ کر لیا تھا۔ یہ سب ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ افریقیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ چالیس دن تک فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی۔ صبح سے آدھے دن تک جنگ میں مشغول رہتے تھے اس کے بعد ہر ایک اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ مسلمانوں کے شہروں سے میدان قتال بڑی مسافت پر تھا، اُس کو ملاحظہ فرما کر عیشہ بن زبیر کو ایک بڑی

عازب باز در حوزہ اسلام درآمدند و اہل اسکندریہ را بت خلافت نصب کردند بسعی عمرو بن العاص را بت ایشان منکوس گشت۔ و آذر بیجان پا از حد دفا بعہد بیرون نہادند و لید بن عقبہ کار بر ایشان تنگ ساخت و مضطر بصلح گردانید و دران میان بعضی مواضع قریب آذر بیجان نیز مفتوح گشت۔ و ولید بن عقبہ و سلمان بن ربیع را بطرف ارمینہ فرستاد از ان بلاد غنائم بے حساب آوردند و عثمان بن ابی العاص را بشہر کارون و نواحی آن روان فرمود دوی آن نواحی را بطریق مصالحہ فتح کرد۔ عثمان بن ابی العاص از انجا ہرم بن جہان را بجانب دژ سفید روان ساخت و باندک فرصتی بآن ہمہ رزانت کہ داشت مفتوح شد۔ اما قسم ثانی از ان جملہ است فتح افریقیہ بردست عیشہ بن سعد بن ابی سرح امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ عیشہ بن سعد را بجہت ہمیں فتوح امارت مصر تفویض فرمود و خمس الخمس غنائمی کہ بسعی او حاصل شود تنفیل نمود۔ و حاکم افریقیہ دران

ایام از قبل قیصر روم شخصی جریر
نام بود از طرابلس تا حدود طنجہ
در تحت حکومت او مندرج شدہ
دماغ قفر عن برافراشتہ نزدیک
بصد و بیت ہزار سوار جمع ساخت
امیر المومنین عثمان لشکری ابوہ کہ
حائفہ از اشرف صحابہ مثل عائشہ
بن عباس و عبداللہ بن عمر دران
جمعیت بودند مرتب نمودہ بمکہ
عائشہ بن سعد فرستاد او نیز جندی
عظیم از عزاۃ مصر بہم آراست ہمہ
بھیئت اجتماعیہ بجانب افریقیہ روان
شدند مدت چہل روز تا بین الفریقین
معاربہ واقع شد از صبح تا نصف
النہار بمقاتلہ مشغول می بودند بعد از ان
ہر یکی بمعسکہ خود مراجعت می نمود
امیر المومنین عثمان بن عفان بعد
مسافت موضع قتال از بلاد مسلمین
ملاحظہ فرمودہ عائشہ بن زبیر را
با جمعی کثیر بمکہ فرستادہ بود ایشان
بتعجیل تمام طے منازل نمودہ باندک
فرستہ بمل قتال رسیدند اتفاقاً
در وقت رسیدن ایشان چہل روز
درین مکاہدہ گذشتہ بود مسلمانان
از غایت فرح تبکیر گفتند و شادمانی

جماعت کے ساتھ مدد کے طور پر بھیجا۔ یہ لوگ بڑی
مجلت کے ساتھ منزلیں قطع کرتے ہوئے تھوڑے
عرصہ میں میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ اتفاقاً اُن
لوگوں کے پہنچنے کے وقت تک چالیس دن اس جانفشانی
میں گزر گئے تھے۔ مسلمانوں نے نہایت خوش ہو کر
تبکیر کی اور بہت مسرور ہوئے عبداللہ بن زبیر نے
لشکر اسلام کے درمیان عبداللہ بن سعد کو نہ دیکھا
تو اس کا حال لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جریر
نے اپنے لشکر میں یہ منادی کرائی ہے کہ جو شخص ابن
ابی سرح کا سر اُس کے پاس لائے گا اُس کو ایک
لاکھ دینار زرخ دے گا اور اُس سے اپنی بیٹی کی شادی
بھی کر دے گا۔ اس سبب سے اُس پر خوف غالب
آگیا ہے اور وہ مخفی ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیر نے اس
کو مشورہ دیا کہ آپ بھی اپنے لشکر میں منادی
کرا دیں کہ جو شخص تمہارے پاس جریر کا سر لائے
گا اُس کو اس لشکر کے اموال قیمت میں سے ایک لاکھ
دینار زرخ اُس کو دیں گے اور جریر کی لڑکی بھی اُس
کو عطا کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اُس کا
اثر یہ ہوا کہ جریر کے میدان میں ثابت قدم رہنے
میں تزلزل واقع ہو گیا۔ اس کے بعد سے ہنگامہ کارزار
کے وقت جریر لشکر کے پیچھے معرکہ جنگ سے دور
ٹھہرنے لگا پھر ابن الزبیر کے مشورے سے ابن ابی سرح نے ایک
جماعت کو اچھی طرح مسلح کر کے خیموں میں بٹھا دیا
اور خود قتال انتہائی جدوجہد کے ساتھ جاری رکھا
اور نصف دن گزر جانے پر بھی نہ چھوڑا کہ دشمن اپنے

خیوں کی طرف رجوع کریں یہاں تک کہ دونوں فریق
جب کہ تھک کر چور ہو گئے اور چہرہ دوں کا رنگ اُڑ
گیا شام کے وقت لوٹے۔ اب وہ جماعت جو تاک میں
لگی ہوئی تھی (اور تازہ دم تھی) خیوں سے نکلی اور اچانک
غفلت کی حالت میں اُن الملوں پر لوٹ پڑی اور اُن
پر کلمۃ شکست آ پڑی۔ جریر عبد اللہ بن زبیر
کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اُسی وقت شہر شبیلہ
پر جو افریقیہ کا مدار علیہ تھا اس لشکر اسلام نے
نزدل کیا اور اس کو بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کر لیا
اور تمام اہل افریقیہ مصاحت کے ساتھ پیش آئے
کہتے ہیں کہ اُس جنگ کے اموال غنیمت میں سوار کا
حصہ تین ہزار دینار اور پیدل کا حصہ ایک ہزار
دینار تھا۔ اور جریر کی بیٹی اور مال کی بڑی مقدار
بموجب وعدہ عبد اللہ بن زبیر کو دی گئی۔ اور اس
معرکہ کو **حَرْبُ الْعَبَادِلَہ** کہتے ہیں کیونکہ
لشکر کے قلب پر امیر عبد اللہ بن سعد بن ابی
سرح تھا اور میمنہ پر عبد اللہ بن عمر اور میسرہ
پر عبد اللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبد اللہ بن
عباس۔ افریقیہ کی فتح کے بعد ابن ابی سرح نے
عبد اللہ بن نافع بن حصین اور عبد اللہ بن نافع
ابن عبد القیس کو مغرب کی طرف بھیجا۔ وہاں جنگ
کے شعلے بھڑکنے اور قتال شدید کے بعد کفار کو
شکست ہوئی۔ امیر المومنین نے اندلس کی امارت
عبد اللہ بن نافع بن حصین کو دے دی اور اُس
کے بعد سے اسلام زمین مغرب میں داخل ہوا

بسیار نمودند عبد اللہ بن زبیر در میان
لشکر اسلام عبد اللہ بن سعد را
ندید تفحص حال او کرد گفتند جریر
در لشکر خود منادی دادہ کہ ہر کہ سر ابن
ابی سرح بنزدوی آورد صد ہزار
دینار زیر سرخ اورا بدھد و دختر
خود را در جبالہ عقد او در آرد ازین
سبب خوف بروی مستولی شدہ
و مخفی گشتہ عبد اللہ بن الزبیر بشورت
داد کہ تو نیز در لشکر خود منادی فرما کہ
ہر کس کہ سر جریر پیش تو آورد
صد ہزار دینار زیر سرخ از
غنیمت آن لشکر بادہی و دختر جریر
را بوی تنغیل نمائی ہچمان کردند تا
در بناء مصابرت جریر تزلزل
قوی افتاد بعد ازان ہنگام مقاتلہ
در عقب لشکر دوز از معرکہ می ایستاد
باز بشورہ ابن الزبیر جماعتی را مسلح
و مکمل ساختہ در خیام نشانند و
خود در قتال داد و جد بلیغ دادند و در
نصف النہار ہم نگذاشتند کہ اعدا
بخیم خود رجوع کنند تا ہر دو فریق
کا ہیدہ و رنگ رو باختہ وقت
شام باز گشتند آن جماعہ مترصدہ
از خیام بر آمدہ ناگاہ در حالت غفلت

اور اُن میں سے ہے جزیرہ قبرس اور اُس کے گرد و پیش کا علاقہ۔ معاویہ بن ابی سفیان نے امیر المؤمنین عثمان رضی کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی کہ بحرہ روم کے ساحلوں کے اوپر بہت سے قریات اور شہر ملتے چلتے گئے ہیں اُن شہروں تک پہنچنا دریا کے راستے سے ہو سکتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہاں کے لوگوں پر دریائی راستے سے ہم لشکر کشی کر دیں۔ وہ پہلے بھی چند بار اس تجویز کو حضرت فاروق کی خدمت میں پیش کر چکے تھے اور آپ نے دریا کے خطرات کے پیش نظر اور ان ساحلی مقامات کے لشکروں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اور ابھی تک قیصر روم کی شوکت بھی باقی تھی اجازت نہیں دی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت ذی النورین اس رائے سے متفق ہو گئے اور آپ نے اس سفر کی اجازت دے دی اور یہ لکھ کھینچا کہ اس سفر میں تم لوگوں کا انتخاب نہ کرنا اور نہ قرعہ اندازی کرنا، بلکہ لوگوں کو اختیار دے دینا کہ جو شخص اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جانا چاہے جائے معاویہ بن ابی سفیان نے جب اجازت حاصل کر لی تو ایک بھاری لشکر مرتب کر کے اُن شہروں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ابو ذر غفاری اور عبادہ ابن الصامت اور اُن کی زوجہ ام سلمہ اور اُن کے علاوہ دیگر اصحاب اس لشکر میں شامل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے بحری سفر میں چند کشتیاں ملیں جو اُن ہدایا اور تحفوں سے بھری ہوئی تھیں جو کہ جزیرہ قبرس کے حاکم کی طرف سے تفسطین بن

بران ملایین تھیں وہ شکست کلی برایشان افتاد و جزیرہ بروست ابن الزبیر مقتول شد آنگاہ بر شہر شبیطہ کہ قاعدہ افریقیہ بود نزول کردند و اُن را نیز باندک زمانی مفتوح ساختند و جمیع اہل افریقیہ بمصالحہ پیش آمدند گویند سہم فارس در انجا ستہ ہزار دینار و سہم راجل ہزار دینار بود و دختر جزیرہ مال غنیمت موجب وعدہ بعدا شد ابن الزبیر دادند و این معرکہ را حب العبادہ میگویند کہ صاحب قلب عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح بود و بر مینہ عبداللہ بن عمر و بر مینہ عبداللہ بن الزبیر و بر مقدمہ عبداللہ بن عباس بعد فتح افریقیہ ابن ابی سرح عبداللہ ابن نافع بن حصین و عبداللہ بن نافع ابن عبد القیس را بجانب مغرب فرستاد انجا بعد اصطلاحی ناغرہ حرب و شدت قتال ہزیمت بر کفار افتاد امیر المؤمنین ایالت اندلس بعدا شد ابن نافع ابن الحصین داد و ازان باز اسلام در مغرب زمین داخل شد و ازانجملہ فتح جزیرہ قبرس و ماحول آن۔ معاویہ ابن ابی سفیان بعرض امیر المؤمنین عثمان رسانید کہ بر سواحل بحر روم قرئی و امصار متصلہ است کہ وصول بآن بلاد از راہ دریا تواند شد اگر اجازت باشد از راہ بحر بر سر آن مردم لشکر کشیم و سابق چندین بار ہمیں مدعا را بعرض حضرت فاروق رسانیدہ بود بسلاخطہ خطر دریا و عدم اطلاع

ہر قتل کے پاس جا رہی تھیں اُن سب کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے لیا گیا۔ القصہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں دریا اور خشکی میں بچا س معرکے سرکے اور کام آگے بڑھایا اور اہل اسلام کے ہاتھوں میں بہت سے قیدی آئے۔ آخر ش ایک بڑی رقم پر مصالحت ہو گئی کہ وہ ہر سال بیت المال میں بھیجتے رہیں۔ اور جزیرہ قبرس کے فتح ہونے کے بعد جزیرہ رودس کو فتح کیا اور اس جزیرہ کے اموال غنیمت اور قیدی جزیرہ سابلر سے کم نہیں تھے۔ اس کے بعد سلامتی اور اموال غنیمت کے ساتھ شکر کے لوگ واپس ہوئے اور امیر المؤمنین کو خانم کے خمس (یعنی پانچویں حصے) روانہ کئے۔ اور اس سفر کی اجازت مرنیات الہیہ میں سے تھی جو کہ ذی النورین کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی گئی تھی۔ ایک مقررہ ضابطہ قدرت کے بموجب ع مدتے بالیست تا خون شیر شد۔ (خون کا دودھ بننے کے لئے ایک مدت چاہئے) اُس کاب ظہور ہوا۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سفر مرنیات الہیہ میں سے تھا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے اُمّ حرام نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس کے گھر میں قیلو کیا پھر ایسی حالت میں جاگے کہ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ ہنسنے فرمایا کہ اپنی امت میں سے ایک قوم مجھے اچھی لگی جو دریا میں اس طرح سوار ہوں گے جس طرح بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو فرمایا کہ تو ان ہی میں سے ہے۔ پھر سو گئے، پھر ہنسنے ہوئے جاگے پھر مثل اُس کے دُیا تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے اللہ سے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ فرماتے تھے کہ تو پہلوں میں سے ہے اُس کے بعد اُمّ حرام سے نکاح کیا عبادہ بن الصامت نے اور وہ اس غزوہ میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر جب لوٹنے

برجنود اُن سواحل و ہنوز شوکتِ قیصر
باقی بود فاروق اعظم اجازت نداده
درینولا ذی النورین را این رای
موافق افتاد و اجازت اُن داد و نوشتہ
فرستاد کہ درین سفر مردم انتخاب نکنی و
قرص نہ اندازی بلکہ ایشان را مخیر گردانے
ہر کہ بطوع ہمراہ تو برد و برو و معاویہ
بن ابی سفیان چون رخصت حاصل کرد
لشکر کی گران ترتیب دادہ متوجہ آفوب
گشت و ابوذر غفاری و عبادہ بن الصامت
و زید بن ارم حرام و غیر ایشان از صحابہ
درین لشکر بودند نخست در اشامی بحر اُردنی
چند مملو از ہدایا و تحفہ کہ از جانب
حاکم جزیرہ قبرس بطرف قسطنطین
بن ہرقل می رفت ملاقی شد اُن ہمراہ
در حوزہ تصرف در آورد القصہ مسلمانان
در ان غزوہ در میان بحر و بر پنجاہ معرکہ
محاربہ کردند و کار پیش بردند و سبایا
بسیار بدست اہل اسلام افتاد و
آخر ہا بر مبلغی خطیر کہ ہر سال بہ بیت المال
فرستند مصالحہ واقع شد و بعد فتح جزیرہ
قبرس جزیرہ رودس را فتح کردند
و غنائم و سبایائے این جزیرہ با جزیرہ سابلر
دم مساوات میزد بعد اذن سالم و غانم
رجوع کردند و اخلاص با امیر المؤمنین روان

ساختند و اجازت این سفر کے از مریات الہی بود کہ برای ذی النیرین ذخیرہ نہادہ بودند ہر چند قضیہ ع مدتی بالیست تاخول شیر شد و مقرر است دال برانکہ این سفر از مریات الہی بودہ است۔ آخر جرح البخاری عن انس بن مالک قال حدثنی أمّ حرام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یومانی بیتہا فاستیقظ وہو یضئک قلت یا رسول اللہ ما یضئک قال یجئ من قوم من امتی یرکبون البحر کالکوک علی الأسیرۃ قلت یا رسول اللہ اذع اللہ ان یجعلنی منہم فقال انت منہم ثم نام فاستیقظ وہو یضئک فقال مثل ذلک مرتین اذ ثلثا قلت یا رسول اللہ اذع اللہ ان یجعلنی منہم فیقول انت من الاولین فترجع بہا عبادۃ بن الصامت فرج بہا الی الغزو فلما رجعت قرئت دابة لیرکبہا فوقع فاندقت عقیقہا و آخر جرح البخاری ایضا عن عیمر بن الاسود العنسی عن ام حرام رضی اللہ عنہا انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیہم قال انت فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون

لیگیں تو جانور کو اپنے قریب کیا تاکہ اس پر سوار ہوں پھر گر پڑیں جس سے اُن کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور بخاری نے ہی روایت کی عیمر بن اسود عنسی سے وہ ام حرام رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت میں سے ایسا ہوگا جس کے لوگ دریا میں جہاد کریں گے انہوں نے واجب کر لیا یعنی ایسا عمل کیا جو موجب جنت ہے، ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں اُن میں سے بن جاؤں۔ کہا کہ تو ان ہی میں سے ہے۔ کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پہلا لشکر میری امت میں سے ایسا ہوگا کہ اس کے لوگ جہاد کریں گے قیصر کے شہر ہُءِ اُن کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں نے کہا کہ کیا میں بھی اُن میں ہوں گی یا رسول اللہ؟ کہا کہ نہیں۔ اور اُن میں سے فارس اور خراسان کی فتح ہے عبد اللہ بن عامر بن کریم کے ہاتھ پر۔ جب اہل بصرہ نے ابو موسیٰ اشعری کے متعلق شکایتیں کیں تو امیر المومنین عثمان نے اُن کو معذور کیا اور عبد اللہ بن عامر کو ان کی بجائے نصب کیا۔ اول امیر المومنین کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر کو جو اُن شہروں کے والی تھے مار ڈالا اور ایک بڑی تعداد نے مجتمع ہو کر اصطر کو اپنی چھاؤنی بنالیا ہے۔ تو آپ نے عبد اللہ بن عامر کو فزآن نکھا کہ بصرہ اور عمان کا لشکر ساتھ لے کر فارس روانہ ہو جائیں۔ الفقہ حدود اصطر میں طرفین کا مقابلہ ہوا۔ لشکر اسلام کے میمنہ پر البرزہ اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار گھوڑے سواروں پر عمران بن حصین مقرر ہوئے۔ یہ تینوں شخص شرف محبت حاصل کئے ہوئے تھے۔ سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام نے فتح پائی اور فارس کا لشکر بھاگ نکلا اور قلعة اصطر مفتوح ہو گیا۔ عبد اللہ بن عامر نے دہاں سے نہایت شوکت اور وقار کے ساتھ داراب جرد کی طرف کوچ کیا کیونکہ ان شہروں کے لوگوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ بہت آسانی

کے ساتھ اس ولایت کی فتح قیصر ہو گئی۔ اور وہاں سے شہر جرجہ کی طرف توجہ کی جو کہ بقول بعض عبارت ہے فیروز آباد شیراز سے اور بقول بعض مضافات کرمان میں سے تھا، اور جنگ کے بعد فتح حاصل ہوئی۔ اس کے بعد پھر اصطخر کی طرف رجوع کیا کیونکہ وہاں والوں نے اس فرصت میں پھر عہد شکنی پر اقدام کیا تھا۔ اس کو محاصرہ میں لیا اور بہت سے منجینیق نصب کئے اور شدید قتال کے بعد بزور فتح کیا اور بہت سے رؤسا فارس قتل ہوئے اور فارس کے اکثر مواضع اطاعت کے ساتھ یا مجبور ہو کر فرمانبردار ہوئے۔ مسلمانوں نے فتوحات کی خبریں اور اموال غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) دار الخلافہ میں روانہ کئے۔ ایک مدت کے بعد عبد اللہ بن عامر نے غزوہ خراسان کے لئے امیر المومنین عثمان سے اجازت طلب کی اور امیر المومنین نے اس عزم کی تعریف کی۔ وہ ایک لشکر عظیم مرتب کر کے کرمان کے راستے سے ولایت خراسان میں پہنچ گئے۔ راستہ میں ان جماعتوں پر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی مجاشع بن مسعود وغیرہ کو بھیجا تاکہ وہ ان شہروں کا محاصرہ کر لیں تاکہ فتح حاصل ہو اور خود خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس لشکر کے مقدمہ پر اسحق بن قیس تھے، انہوں نے قہستان کا رخ کیا اور اس جانب کے شہروں سے سرگرم قتال ہوئے اور ان کو اتنا عاجز کر دیا کہ وہ پہاڑوں اور قلعوں میں جا گئے۔ انجام کار مصالحت کے مقام پر آئے چھ لاکھ درہم خراج اپنے اوپر لازم کیا۔ وہاں سے خراسان کے قرب و جوار کے شہروں پر مثل جوین اور بیہق اور باخوز اور اسفرائین اور نسا اور ایوردشکر بھیجتے رہے جن میں بعض کو جنگ سے اور بعض کو صلح سے

مدینۃ قیصر مغفور لہم نقلت انا فیہم
یا رسول اللہ قال لا و آذان جملہ فتح
فارس و خراسان بر دست عبد اللہ بن
عامر بن کریم چون اہل بصرہ از ابو موسی
اشعری شکایت کردند امیر المومنین عثمان
اور معزول ساخت و عبد اللہ بن عامر را
بجای او نصب فرمود اول با امیر المومنین
خبر رسید کہ اہل فارس نقض عہد نمودند
و عبد اللہ بن عامر والی آن بلاد را کشتند
و جمعی کثیر مجتمع شدہ اصطخر را معکرا ساختند
عبد اللہ بن عامر را فرمان نوشت کہ بالشکر
بصرہ و عمان متوجہ فارس شود المقصد
حدود اصطخر تلافی فریقین واقع شد بر
میمنہ لشکر اسلام ابو بزرہ اسلمی و بر سر
مقتل بن یسار و برخیل عمران بن حصین
و این ہر سہ کس شرف صحبت دریافت نمودند
بعد قتال عظیم لشکر اسلام غلبہ یافت و جمیش
فارس منہزم شد و قلعہ اصطخر مفتوح گشت
عبد اللہ بن عامر از آنجا در غایت شوکت
و تمکین بداراب جود نہضت نمود چہ
اہالی آن دیار نیز نقض عہد نمود و بودند
باسہل وجہ فتح این ولایت بمرآہ
و از آنجا بشہر جرجہ کہ بقول بعض عبارت از
فیروز آباد شیراز است و بقول بعض از
اعمال کرمان است توجہ نمود و بعد از

فتح کیا۔ اُسی زمانہ میں حاکم طوس عبداللہ بن عامر سے اور شہر والوں کی وکالت کرتے ہوئے چھ لاکھ درہم مقرر کر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے نیشاپور پر حملہ کیا اور اس کے حصار پر ایک مدت گزر گئی۔ آخر الامر حاکم طوس نے نیشاپور کی نہر میں پانی پہنچنے کا راستہ بتا دیا جو زمین کے نیچے تھا (اور شہر کی تمام ضرورتیں اس نہر سے پوری ہوتی تھیں) انہوں نے اس کو بند کر دیا۔ اس سے نیشاپور والوں نے عاجز ہو کر بدل صلح دس لاکھ درہم تسلیم کر لیا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہر جنگ کے بعد فتح ہوا۔ اس مقام میں ایک مدت قیام کیا اور ایک لشکر سرخس بھیجا، جس نے اہل سرخس کے ساتھ جنگ کر کے اُن کو عاجز کر دیا۔ انجام کار اس شرط پر کہ تلو آدمیوں کو امن دے دیں (اور معاہدہ میں یہ تخصیص کی گئی کہ وہ کون کون لوگ ہوں گے) مصالحت واقع ہو گئی، اور حاکم سرخس نے اپنے کو تلو آدمیوں میں شمار کر لیا اس قیاس سے کہ وہ حاکم شہر ہونے کی وجہ سے اُن سوا آدمیوں میں داخل ہے اور وہ بالاولے مامون ہے۔ مسلمانوں کے لشکر والوں نے اس دلالت حالی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے اُس کو قتل کر دیا۔ اور ایک اور لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا ہرات کے سردار نے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی آکر مصالحت کے لئے کوشش کی اور ہرات اور اس کے مصافات کی طرف سے ایک بڑی رقم پر معاہدہ کر لیا۔ اس کے بعد مرو کے سردار نے بھی ایک رقم قبول کر لی۔ اس کے بعد احنف بن قیس کو جو جان و طاقان اور فوج کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان سب شہروں کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد بلخ کی طرف گئے اور مصالحت کر لی۔ اس کے بعد عبداللہ بن عامر سلمتی اور اموال غنیمت کے ساتھ واپس

مخارجہ فتح دست داد بعد ازان باز باصطخر رجوع نمود چہ درین فرصت بر نقض عہد اقدام نموده بودند آن را حصار کردہ و نصب مجانیق نموده بعد قتال شدید عنوة فتح کردند و بسیاری از رؤساء فرس مقتول شدند و اکثر مواضع فرس طوعاً یا کرہاً بتسلیم درآمد اخبار از فتوح مع اخماس الغنائم روانہ دار الخلافت نمودند بعد از مدتی عبداللہ بن عامر استجارت امیر المومنین عثمان نمود در غزوہ خراسان و امیر المومنین استخوان آن عزم فرمود لشکر گران ترتیب دادہ از راہ کرمان بولایت خراسان درآمد در راہ بر جمعی کہ عہد شکستہ بودند مجاشع بن سعید و غیر آن را فرستاد تا بمحاصرہ آن بلاد مشغول باشند تا آنکہ فتح میسر آید و خود بجانب خراسان متوجہ شد و بر مقدمہ اد احنف بن قیس بود طرف قبستان میل نمود و با اہل آن دیار مقاتلہ در پیش کرد و ایشان را بلجی ساخت تا آنکہ بجمال و قلاع خزینہ اند آخر الامر در مقام مصالحتہ درآمدہ ششصد ہزار درہم التزام نمودند از انجا بہر ناجیہ از نواحی خراسان مثل جوین و دیہق و باخرز و اسفراین و نسا و ابورد و لشکر میفرستاد بعض را عنوة و بعض را صلحاً مفتوح ساختند آنگاہ

ہوئے اور ان میں سے قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ ہے۔ جب افریقیہ پر مسلمانوں کا تسلط اور سمندر کے ساحلوں پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو اُس کی رگ غیرت جوش میں آئی اور اُس نے ایک بھاری لشکر جمع کر کے سمندر کے راستے سے عبور کرنا چاہا تو معاویہ شام سے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے اُس کی مدافعت کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ سمندر کے درمیان دونوں صفوں کی ٹڈ بھڑ ہو گئی، تلواریں اور خنجر چلنے لگے اور گریبان پکڑے اور گلے کاٹنے جانے لگے اور ایک عظیم مقابلہ میں ایک دوسرے سے گتھ گتھ اور رومی لشکر کا بڑا حصہ مارا جا چکا تو قسطنطین بھاگ گیا۔ اور اس کا خود اپنی قوم سے جھگڑا شروع ہو گیا جس

نے اُس کو اُس کے جہنم کی جائے قرار میں پہنچا دیا۔ اور قیصر کے ہلاک ہونے کا بوجہ دے ہوا تھا یعنی اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ اَلْعَرَبِ یعنی جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا، ظہور میں آ گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ رہا عثمان بن عفان کا طرز حکومت، تو جس نے سیرت کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اُن کا انتظام حکومت نہایت عمدہ طور پر چل رہا تھا، الایہ کہ آیام ابتلاء میں لکھتے چینیوں کا کلمہ کھٹلا ہونے لگی تھیں اور زبان درازی شائع ہو گئی تھی اور ہر شخص کوئی اعتراض پیش کرتا تھا چنانچہ اس پہلو پر ہم تقریر کریں گے کیونکہ اُس کی مصلحتیں مخفی رہ گئی ہیں۔ ابو عمر نے استیعاب میں مبارک بن فضالہ سے روایت کیا کہ میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا عثمان سے جو خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے لوگوں کس بات پر تم مجھ سے ناراض رہتے

مرزبان طوس نزد عبداللہ بن عامر رفت و بولکالت ابالی آن شہر ششصد ہزار درہم التزام نمود بعد ازان طرف نیشاپور نہضت کرد و حصار او مدتی کشید آخر الامر مرزبان طوس بر بحرِ نہر نیشاپور کہ از زیر زمین می رفت مطلع گردانید آنرا مسدود ساختند اہل نیشاپور عاجز آمدہ ہزار ہزار درہم بدل صلح تسلیم نمودند و بقولے عنوة مفتوح شد دران مقام مدتے اقامت کرد و لشکر بجانب سرخس فرستاد آن جامہ باہل سرخس بھنگ در پیوستہ آنہا را عاجز آوردند آخر با بران شرط کہ صدکس را اُنان دہند مصالحہ واقع شد و سرزبان سرخس خود را دران صدکس شمر د بجان آنکہ اد بلاولے نامون است اہل لشکر با بن دلالت عالی اکتفا نکردہ اورا کشتند و لشکر می دیگر بجانب ہرات روان نمود مرزبان ہرات قبل از وصول لشکر راہ مصالحہ سپردہ بمبلغی خیر از ہرات و توابع آن متعہد شد بعد ازان مرزبان مرو بمبلغ قبول کرد بعد ازان اخف بن قیس را بجانب جرجان و طالقان و فارابیہ فرستاد آنہم را فتح کرد بعد ازان طرف بلخ رفت و مصالحہ نمود۔ و بعد ازان عبداللہ بن عامر سالم و غانم مراجعت کرد و آزا بجلہ حاربرہ

در بحر قسطنطین چون بر افریقیہ مسلمین
مستولی شدند و سواحل را انتزاع نمودند
عرق غیرتش بخشش آمد فوج عظیم
بہم آورده از راه دریا عبور خواست کہ بکند
معاویہ از شام و عبداللہ بن سعد بن ابی
سرح از مصر بقصد مدافعت او متوجہ
شدند در میان دریا التقای صفین واقع
شد لہزب سیوف و خنجر و اخذ جیوب
و شق حناجر مشغول شدند مقابلہ عظمی
بہم در پیوست و اکثر لشکر روم کشتہ شد و
قسطنطین فرار نمود و سن بعد با قوم
خودش نزاع افتاد بمقتل سقرش
رسانیدند و وعدہ ہلاک قیصر کہ ہلک قیصر
فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہُ بظہور انجائید و احمد شد رب
العالمین - اما جہا نباری او پس ہر کہ تتبع
کتب سیرہ کردہ باشد بداند کہ با حسن
وجہ بودہ است الا آنکہ در ایام ابتلاء
مکتہ گیری فاش شد و زبان درازی
شائع گشت و ہر کسی اعتراضی پیش آورد
چنانکہ تقریر خواہیم کرد ازین جہت
مصارحہ اد مستقر ماند - آخر ابوعمر فی
الاستیعاب عن مبارک بن فضالہ قال
سمعت الحسن یقول سمعت عثمان
یخطب یقول یا ایہا الناس ما تفتنون
علی و ما من یوم الا و انتم تقسمون خیرا

ہو حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں تم مال کا حصہ نہیں پاتے
اور حسن نے کہا کہ میں نے عثمان کے منادی کو یہ اعلان
کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے لوگو! صبح کو اپنے وظائف
لینے کے لئے آ جاؤ۔ تو سب لوگ خوب بھر بھر کر لے جا رہے
ہیں۔ اے لوگو! اپنے حصے صبح کو آ کر لے جاؤ تو صبح کو لوگ
آتے ہیں اور پورا پورا حصہ لے جاتے ہیں۔ واللہ اس
بات کو میرے کانوں نے سنا کہ وہ منادی کہتا ہے کہ صبح آ کر
کپڑوں کے جوڑے لے جاؤ تو لوگ جوڑے لے جا رہے
ہیں، اور صبح کو گھی اور شہد لے جاؤ۔ حسن نے کہا کہ
عطیات پر منفعت ہوتے تھے اور خیر (مال) کثیر۔ باہمی
تعلقات عمدہ تھے، زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں تھا جو
دوسرے مومن سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے محبت کرتا اور
اُس کی مدد کرتا تھا اور اس کی دلداری کرتا تھا۔ تو اگر انصار
ترجیح پر صبر کر لیتے تو جو ان کو عطیات اور رزق مل رہا
تھا اس میں وسعت کر دیتے۔ لیکن انہوں نے صبر نہ کیا اور
تلوار کھینچی تھی۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ تلوار کفار کے مقابلہ
سے تو میان میں داخل ہو گئی مگر مسلمانوں پر کھینچی ہوئی ہو گئی قیامت تک۔ پہلا حادثہ
جو پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے اس گمان کی بناء
پر کہ حضرت فاروق کے قتل میں شرکت رکھتے ہیں ضعیف
الاسلام لوگوں کی ایک جماعت کو مثل ہرمزان کے
اور نصاریٰ کی ایک جماعت کو مثل جفینہ کے قتل کر دیا۔
ادائل خلافت میں ہی یہ قضیہ حضرت ذی النورین کے
سامنے پیش کیا گیا۔ ہر طرف پریشانی پھیل گئی حضرت
ذی النورین نے اپنے خالص مال میں سے مقتول کے اولیاء

قَالَ الْحَسَنُ وَشَهِدْتُ مُنَادِيَةً يَنَادِي يَا
 أَيُّهَا النَّاسُ اغْدُوا عَلَيَّ أُعْطِيَائُكُمْ
 فَيُغْدُونَ فَيَأْخُذُونَهَا وَافِرَةً يَأْخُذُونَ
 النَّاسُ اغْدُوا عَلَيَّ أَرْزَاقُكُمْ فَيُغْدُونَ
 فَيَأْخُذُونَهَا وَافِرَةً حَتَّى وَاسْتَدْرَكَ لَقَدْ سَمِعْتُهُ
 أَذْنًا يُقُولُ اغْدُوا عَلَيَّ كَسَوْتُمْ فَيَأْخُذُونَ
 الْحَمْلَ وَاغْدُوا عَلَيَّ السَّمَنَ وَالْعَصَلَ قَالَ
 الْحَسَنُ أَرْزَاقُ دَارَةٍ وَخَيْرُ كَثِيرٍ وَذَاتُ
 بَيْنٍ حَسَنٌ كَامِلٌ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ يَخَافُ
 مُؤْمِنًا إِلَّا يُوَدُّهُ وَيَنْصِرُهُ وَيَأْلَفُهُ فُلُوقُ صَبْرٍ
 الْأَنْصَارُ عَلَى الْأَثَرَةِ لَوْ سَعَوْهُمْ مَا كَانُوا فِيهِ
 مِنَ الْعَطَاءِ وَالرِّزْقِ وَلَكِنَّهُمْ لَمْ يَصْبِرُوا
 وَسَكَنُوا السِّيُوفَ مَعَ مَنْ سَلَخَ أَنْصَارُ
 عَنْ الْكُفَّارِ مُغْتَدًا دَعَا الْمُسْلِمِينَ
 مُسْتَوْلًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - اَدْلُ حَادِثَةٍ كَرِيشِ
 آمَدِ آن بُوَد كَرِيشِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ آتَمِ
 دَرِ قَتْلِ حَضْرَتِ فَارُوقِ شَرِكْتِي دَارِندِ جَمْعِي
 رَا اَزْ ضَعِيفِ الْاِسْلَامِ مِثْلِ هِرْمَزَانِ
 وَجَمْعِي اَزْ نَصَابِئِي مِثْلِ جَفِينِه بَقْلَتِ اَدْرَدِ
 دَرِ اَدْلِ خِلَافَتِ اَيْنِ قَضِيَه رَا پِيَشِ
 حَضْرَتِ ذِي النُّورَيْنِ مَرَا قَهْ نَمُودَنْدِ وَ اَزْ
 هِرْطُفِ كَشَائِشِ اَفْتَادِ حَضْرَتِ ذِي النُّورَيْنِ
 اَزْ خَالِصِ مَالِ خُودِ مِثْلِ بَاوِيَاءِ مَقْتُولِ
 دَاوِ وَخُصُومَتِ رَا اَزْ مِیَانِ مُسْلِمَانِ
 كَيْفَا اَتَقَقْ فِرْدُشَانِدِ - دَرِ قَاعِدَةِ عَقْلِ

کو ایک بڑی رقم ادا کر دی اور مسلمانوں کے درمیان جو
 خصومت پیدا ہو گئی تھی اس کو کسی نہ کسی طرح دبا دیا۔
 قاعدہ عقل میں اس سے بہتر کوئی تدبیر قابل قبول نہیں
 اور جب افریقہ کو فتح کرنے کا عزم آپ کے قلب
 مبارک میں مصمم ہو گیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو
 معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر
 کا عامل بنادیا اور اس کو خمس کا خمس اُس مال غنیمت میں
 سے جو کہ اُس کی کوشش سے حاصل ہوا عطا کیا۔ بعض نکتہ
 چینوں نے اس واقعہ کو محل بحث قرار دیا۔ درحقیقت اس
 عزل و نصب میں جو خیر اور بھلائی مضمر تھی وہ ظاہر ہے۔
 افریقہ و اندلس کے سلسلہ میں جس حرکت و سعی کا اس
 سے ظہور ہوا اُسی کے سبب سے تو یہ فتح یستراتژی اب اس
 کی بھلائی میں کیا شبہ ہو گا۔ اور اسی طرح ابو موسیٰ اشعری
 کا معزول ہونا اور ان کے بجائے بصرہ پر عبداللہ بن عامر
 کا نصب ہونا جبکہ وہ خراسان کی فتح کا باعث
 ہو گیا تو اس کے خیر اور بھلائی ہونے میں کیا شبہ ہو
 گا۔ اور عبدالرحمن بن عوف کی وفات کے بعد جمع مال
 کے مسئلہ میں اختلاف ہوا تو امیر المومنین نے جانبِ اجماع
 کو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے سامنے رکھتے ہوئے
 ابوذر غفاری کو اس کے خلاف سے منع کیا۔ جب شہر
 اور شور بلند ہوا تو اُن کو شام سے مدینہ میں طلب کر
 لیا۔ جب دیکھا کہ یہ بھی فائدہ مند نہیں ہوا تو اُن کو
 ربذہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس فعل میں کوئی نامناسب
 بات وقوع میں آئی۔ اجماعی مسئلہ وہی ہے کہ
 ذی النورین نے جس سے تم شک فرمایا اور اس قسم

میں جو کہ دین کے قواعد مقررہ میں رخنہ ڈال دے جلاوطن کرنا مستبعد بات نہیں ہے۔ اور ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان کے ہاتھ میں ان کی لاشی تھی۔ اس کے بعد عثمان نے دکعب اجبار سے کہا اے کعب عبدالرحمن کا انتقال ہوا اور انہوں نے (بہت) مال چھوڑا۔ تم اس میں کیا رائے رکھتے ہو۔ تو کعب نے کہا کہ اگر وہ اس میں سے اللہ کا حق ادا کرتے تھے تو ان پر کوئی اندیشہ نہیں۔ تو ابوذر نے اپنی لاشی اٹھا کر کعب پر ماری اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں نہیں پسند کروں گا اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اس کو خرچ نہ کروں اور وہ سب مجھ سے قبول کر لیا جائے کہ میرے پاس پچھاد تیرہ سونا بھی باقی رہ جائے۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں اے عثمانؓ بتاؤ کیا تم نے اس کو سنا ہے۔ تین مرتبہ کہا تو عثمانؓ نے کہا ہاں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور بخاری نے روایت کیا زید بن وہب سے کہا کہ ربذہ میں میرا گزر ہوا تو دیکھتا ہوں کہ ابوذر وہاں ہیں۔ میں نے کہا اس منزل میں آپ کس سبب سے آگئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا تو میرا اور معاویہ کا اختلاف ہو گیا اس آیت میں اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ الْحَرِّ یعنی جو لوگ دبا کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے... آخر تک، معاویہ نے کہا کہ یہ نازل ہوئی اہل کتاب کے بارے میں تو میں نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے دونوں کے بارے

تدبیری بہتر اذان گل نمیکند و چون عزم افریقہ در خاطر مبارکش مصمم شد عمرو بن العاص را معزول ساختہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح را عامل مصر گردانید و خمس الخمس غنیمتی کہ بسعی او حاصل شود تنفیل نمود بعضی نکتہ گیران این معنی را محل بحث قرار دادند در حقیقت وجہ رشد درین عزل و نصب ظاہر است حرکتی کہ فتح افریقہ و اندلس بسبب آن میسر آمد در رشد آن کدام شبہ خواہ بود و ہمچنین عزل ابوموسیٰ و نصب عبداللہ بن عامر بر بصرہ ہر گاہ فتح خسران باشد در رشد آن چہ شبہ خواہ بود و بعد وفات عبدالرحمن بن عوف در مسئلہ جمع مال اختلاف افتاد امیر المومنین جانب راجع را کہ مجمع علیہین است پیش گرفتہ ابوذر غفاری را از خلاف آن منع فرمود چون شر و شور بلند شد از شامش بمدینہ طلب داشت وقتی کہ آن نیز سود مند نیفتاد بطرف ربذہ روان ساختہ بین حرکت کدام خلاف مایبغی بوقوع آمدہ مسئلہ جمع علیہ یہاں است کہ ذی النورین بان تمک فرمود و اجلا در مشل این

میں نازل ہوئی، اس بارے میں میرے اور اس کے درمیان جھگڑا ہوا اور اُس نے عثمان کو میری شکایت لکھی تو مجھے عثمان نے لکھا کہ مدینہ میں آ جاؤ۔ تو میں مدینہ میں آ گیا۔ تو مجھ پر لوگ ٹوٹ پڑے گویا کہ اُنہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ تو میں نے اُس کا ذکر عثمان سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ربنذہ میں جا کر انتہائی اختیار کرو اس طرح مدینہ سے قریب بھی رہو گے۔ یہ ہے وہ واقعہ جس نے مجھے اس منزل میں پہنچایا۔ اور اگر مجھ پر ایک حبشی کو بھی امیر بنادیں تو میں سنوں گا۔ اور اطاعت کروں گا۔ اور بخاری نے روایت کیا احنف بن قیس سے کہا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص آیا جس کے سخت بال سخت کپڑے اور سخت ہیئت تھی۔ وہ اگر اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور سلام کیا اور بولا بشارت دے دے کنز والوں کو ایسے پتھر کی جو تپا لجاے گا نار جہنم میں پھر اُن میں سے ایک شخص کی پستان کی گھنڈی پر رکھا جائے گا تو کندھے کی ہڈی کے باریک سرے سے (جسم کو چھوٹتا ہوا) باہر نکل آئے گا اور اس کے کندھے کی ہڈی کے سرے پر رکھا جائے گا تو پستان کی گھنڈی سے باہر نکل آئے گا۔ وہ شخص تڑپتا ہوگا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور (مسجد کے) ستون کے پاس جا بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے چلتا ہوا اُن کے پاس جا بیٹھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہیں تو میں نے اُن سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے کہا قوم کو اُس سے ناگواری ہوئی۔ کہا کہ یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔ مجھ سے میرے خلیل نے

فتمہ کہ رخنہ در قواعد مقررہ دین اندازد غمیستجد۔ وعن ابی ذرّہ انہ استأذن علی عثمان فاذن له و بیده عصاه فقال عثمان یا کعب ان عبد الرحمن یؤتے وترک مالا فأترا فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ فلا بأس علیہ فرفع ابو ذر عصاه فضرب کعبا وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما أحب لوان لی هذا الجبل ذهباً انفقہ ویتقبل منی اذ یرغلی منہ سبت اواقی الشکر باللہ یا عثمان اسمع ثلث مرات قال نعم رواہ احمد و اخرج البخاری عن زید بن دہب قال مررت بالربذة فاذا انا بالی ذرّ فقلت له ما انزلک منزک ہذا قال کنت بالشام فاختلفت انا و معاویہ فی الذین یکفرون الذہب و الفضة و لا ینفقونہا فی سبیل اللہ قال معاویہ نزلت فی اہل الکتاب فقلت نزلت فینا و فیہم فکان بینی و بینہ فی ذلک و کتب الی عثمان یشکوہ فکتب الی عثمان ان اقدم المدینۃ فقد متہا فکثر علی الناس حتی کانہم لم یرونی قبل ذلک فذکرت ذلک لعثمان فقال لی ان شئت

کہا، میں نے کہا خلیل سے آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ بولے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسے ابوذر کیا تو اُحد کو دیکھ رہا ہے؟ کہا کہ پھر میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہا ہے اور میں یہ خیال کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کسی کام کے لئے بھیجیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اگر اس اُحد کے برابر سونا ہو، میں اس کل سونے کو خرچ کر دوں اور صرف تین دینار بچا لوں۔ اور یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ یہ لوگ دنیا کو جمع کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ کا آپ کے برادرانِ قریش سے کیا تعلق آپ تو اُن کے پاس نہیں پھٹکتے کہ اُن سے کچھ آپ کے ہاتھ آ سکے۔ بولے۔ نہیں خدا کی قسم میں اُن سے کبھی دنیا کا سوال کروں گا نہ دین میں اُن سے کوئی استفتاء کروں گا، یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں۔ اور امور ملت کے حسن انتظام میں سے یہ ہے کہ آپؐ نے روزِ جمعہ کی تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ پہلے جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے زمانہ میں۔ پھر جب خلافت عثمان کا زمانہ آیا تو لوگ بہت ہو گئے تو عثمان نے دوسری اذان کا حکم دیا تو یہ دی جانے لگی اور یہ طریقہ مستقل بن گیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسجد حرام کی تو سب کا حکم دیا اور چند گھر خرید کر

تحتیت فکنت قریباً فذلک الذی انزلنہ فی المنزل ولو اقرؤا علی حبشیاً لسمعت واطعت۔ وَاَخْرَج البخاری عن الاحنف بن قیس قال جلست الی کلّ من قریش فجاء رجلٌ خشن الشعر و الثياب و البیئة حتی قام علیہم فکلم ثم قال کبرہم الکاذبین برؤف یحیی علیہ نار جہنم ثم یوضع علی حلقة شدی احمرہم حتی یخرج من نفق کتفہ ویوضع علی نفق کتفہ حتی یخرج من حلقة شدیہ یتزکول ثم ولے فجلس الی ساریہ و تبعہ و جلست الیہ وانا لا ادری من ہو فقلت له لا اری القوم الا قد کرجوا الذی قلت قال انہم لا یعقلون شیئاً قال لی خلیل قلت و من خلیلک تعنی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا باذر اُتبرأ اُحداً قال فنظرت الی الشمس ما بقی من النہار وانا اری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرسلنی فی حاجۃ لہ قلت نعم قال ما احب ان لی مثل اُحد ذہباً انفقہ کلہ الا ثلثۃ دنانیر و ان ہؤلاء لا یعقلون انما یجھون الدنیا قلت مالک و لا خواصک من

عہ اذان کو تلامعی کے معنی میں استعمال کیا۔ تو ایک تلامعی (بلاوا) تودہ ہو گئی جس کو ہم جمعہ کی اذان کہتے ہیں، جس کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ دوسری تلامعی خطبہ کی اذان ہے اور تیسری تلامعی تخیر ہے جس سے لوگوں کو جماعت میں شرکت کے لئے پکارا جاتا ہے۔ ۱۲۔

قریش لا تعزیهہم و تعصیب منہم قال
 لا والله لا اسألہم عن الدین ولا استفتیہم
 عن دین حتی قالی اللہ والاسیاست
 امرلت بکی انبت کہ اذان ثالث روز
 جمعہ افزود۔ آخرج البیہقی من السائب
 بن یزید ان الاذان کان اذل الجمۃ
 جین یجلس الامام علی المنبر علی عہد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر
 وعمر فلما کان خلافت عثمان کثر الناس
 فامر عثمان باذان ثانی فاذن بہ فثبت
 الامر علی ذلک۔ واذ بالجمہ آتک امر فرمود
 توسیع مسجد الحرام وغاضہ چندی خریدہ
 دروی زیادت نمود جمعی فریاد برداشتند
 حضرت عثمان ایشان را محبوس ساخت
 فقیر گوید ظاہر در پیش بندہ آن است
 کہ این جامع در اذل عقد بیع کردہ بودند
 و در آخر بسبب رفعتی وافر کہ جانب
 آن بقاع دیدند برگشتند بتوقع آنکہ
 قیمت مضاعف گیرند امیر المومنین
 ازین جہت کہ عقد تمام شدہ بود
 سخن ایشان نشنود و امر بحبس فرمود
 و اصلاً گمان کردہ نمی شود کہ بجز از
 ایشان گرفتہ باشند والا مقالہ درین
 باب بالا می شد واللہ اعلم بالصواب
 باز فرمود کہ علامت حرم را مہجہ و کنند

اس میں شامل کر دیئے۔ ایک جماعت نے غل
 چھاڑہ شروع کیا تو آپ نے اُن کو محبوس کر دیا۔ فقیر
 کہتا ہے کہ بندہ کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس
 جماعت نے اول میں فروختگی مکانات پختہ طور پر
 کر لی تھی اور آخر میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ان مکانوں کی
 طرف رغبت بڑھی ہوئی ہے اس موقع پر برگشتہ
 ہونے لگے کہ کئی کئی قیمت وصول کریں۔ امیر المومنین
 نے اس بناء پر کہ عقد تمام ہو چکا تھا اُن کی بات نہ
 سنی اور قید کا حکم دیا۔ اور اصلاً یہ گمان نہیں ہو سکتا
 کہ ان سے زبردستی اُن کے مکان لے لئے ورنہ اس
 بارے میں شور و غل (بند ہونے والا نہیں تھا بلکہ) بہت
 بلند ہو جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پھر حکم دیا کہ حرم
 کی علامت کو از سر نو بنائیں اور جدہ کو سمندر کا ساحل
 قرار دیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے امت
 کو فاروقی اعظم کے قرآن پر جمع کر دیا۔ اور اس
 بارے میں اُن کو بڑی ہمت عطا ہوئی تھی۔ مروی
 ہے حماد بن سلمہ سے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جس
 دن عثمان کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا وہ سب سے
 افضل تھے اور جب اُن کو لوگوں نے قتل کیا وہ اُس
 دن سے بھی زیادہ افضل تھے جس دن اُن کو انہوں
 نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور مصحف کے بارے میں وہ
 ایسے تھے جیسے ابو بکر ردت کے بارے میں تھے
 اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع کی اور مضبوط
 عمارت کے ساتھ بنوائی۔ بخاری نے روایت کیا

عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی ڈالیاں تھیں اور اس کے ستون کھجور کی لکڑیاں (یعنی تنے) تھے۔ پھر ابو بکرؓ نے اُس میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ اور عمرؓ نے اُس میں زیادتی کی (یعنی دیواروں کو بلند کیا اور چھت اونچی کی) اور اس کو اُسی بنیاد پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اینٹوں سے اور (چھت کو) ڈالیاں سے بنایا اور ستون (حسب سابق) لکڑی کے قائم کئے۔ پھر اس کو عثمانؓ نے بدلا اور اس میں بہت اضافہ کیا اور اس کی دیواریں ایسے پتھروں سے بنوائیں جن میں نقش تھے اور سنگریزوں سے اور اس کے ستون منقش پتھر کے بنوائے اور اس کی چھت سال کی لکڑی کی بنائی۔ اور بخاری نے روایت کیا عبداللہ بن ابی بنیہؓ کہ انہوں نے عثمانؓ سے سنا جب کہ انہوں نے مسجد بنائی اور لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی ”مجھ پر گمان یہ ہے کہ انہوں نے کہا“ وہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہو تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسا ہی گھر جنت میں بنائے گا۔ اب ہم حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کا اور اُن اشکالات کے جوابات کا بیان کرتے ہیں جو اہل زمانہ نے ان پر وارد کئے ہیں اور ان کارستانیوں کی قباحت کو ظاہر کریں گے جو فاسق فاجر لوگ اُن کے

وجدہ را ساحل بحر مقرر نمایند - و ازان جملہ آنکہ امت را بر مصحف فاروق اعظم جمع نمود و درین باب او را ہمتے عظیم دادہ بودند۔ رومی عن حماد بن سلمہ انہ کان یقول کان عثمان افضلکم یوم و تلوہ و کان یوم قتلوہ افضل منہ یوم و تلوہ و کان فی المصحف کابی بکر فی الرذۃ۔ و ازان جملہ آنکہ مسجد شریف آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم توسیع نمود و بعمارت قوی مستنی ساخت اخرج البخاری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان المسجد کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبنيًا باللبن و سقفة الجريد و عمدہ خشب النخل فلم يزد فيه البكر شيئًا و زاد فيه عمر كوناؤه علي بنينا في عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللبن و الجريد و اعمد عمدہ خشبًا ثم غیرہ عثمان فزاد فيه زيادة كثيرة و بنی جدارہ بحجارة منقوشة و القفۃ و جعل عمدہ من حجارة منقوشة و سقفة بالساج۔ و اخرج البخاری عن عبداللہ بن ابی بنیہؓ انہ سمع عثمان رضی اللہ عنہ یقول عند قول الناس فیہ

پاکیزہ نفس اور اُن کی آبرو کے خلاف کام میں لائے تو اس سے پہلے ایک مقدمہ کی تمہید ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مشہورہ میں جو کہ رجال از رجال کی روایت سے ثابت ہیں بیان فرمایا ہے کہ خارج میں بمقتضائے حکمت الہی ذی النورین پر اختلاف واقع ہوگا اور لوگ اُن کو مار ڈالیں گے اور وہ اس حادثہ میں حق پرہوں گے اور اُن کے مخالف باطل پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بہت واضح صورت کے ساتھ ارشاد فرمادیا اس حد تک کہ اس معنی کے مکلف ہونے پر حجت قائم ہو گئی اور کسی مخالف کو اللہ کے حکم کے بارے میں جہالت کا عذر باقی نہیں رہا۔ اس تمام تصریح کے بعد اگر کوئی چیز واقع ہوتی تو حضرت ذی النورین کو اُس نے قطعاً ملوث نہیں کیا اور بُرائی گھونم کر اُن کے دشمنوں ہی پر ماڈھ ہو جاتی ہے۔ تو صحیحین کی حدیث ابی موسیٰ میں سے یہ جملہ عبارت صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ عثمان کے لئے فرمایا کہ اس کے لئے کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت دے دو اُس ابتلاء پر جو اس پر پڑے گا۔ اور ابو ہریرہ و ابن عباس کی حدیث میں سے یہ عبارت ایک شخص کے خواب کے بارے میں جس میں اُس نے ایک سائبان دیکھا تھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور ایک رستی کو دیکھا تھا جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے، اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا اور اُوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے، پھر ایک اور شخص نے، پھر تیسرے پر ٹوٹ گئی پھر اُس کے لئے اُسے جوڑا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

عین بنی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم اکثرتم وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدًا قال یمکیر حبیبہ اند قال یمتغی بہ وجہ اللہ بنے اللہ لہ مشلہ فی الجنتہ۔ اما بیان ابتلائی حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ وجواب اشکالاتیکہ اہل زمان ایشان بر ایشان وارد نمودند و بیان فتح صنیعہ کہ فسقہ فجرہ در نفس نفیس او در عرض ادب عمل آوردند پس مسبوق است بتہئید مقدمہ و آن آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مشہورہ کہ بروایت رجال من رجال ثابت شدہ بیان فرمودہ اند کہ در خارج بمقتضای حکمت الہی اختلاف بر ذی النورین واقع خواہد شد و او را خواہند کشت و دی دران حادثہ بر حق خواہد بود و مخالفان او بر باطل و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این مضمون را باد صبح وجہ ارشاد فرمودند تا آنکہ حجت تکلیف بآن معنی قائم شد و هیچ مخالفی را در حکم اللہ عذر جہالت نماند بعد این ہمہ تصریح اگر چیزی واقع شد دامن ذی النورین را

اصلاً ملوث نہایت دوائرہ سوء
بر اعداء او دائر گشت۔ فمن حدیث
ابی موسیٰ فی الصمیمین ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی المرة الثالثة
لعثمان افتح له وکفرہ باجنتہ علی
بلوی تمییبہ۔ ومن حدیث ابی ہریرۃ
وابن عباس فی رؤیا رجل رأى فیہا
قلعة تنطف سماءً وعلماً وسباً
فاًصلاً من السماء الی الارض فاخذ به
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلماً ثم
رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالتالث ثم وصل له فعبہ الصدیق
بما یدل علی ابتلاء الثالث۔ ومن
حدیث ابن عمر قال ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنه فقال
یقتل ہذا فیہا مظلوماً لعثمان اخرجه
الترمذی۔ ومن حدیث عائشہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان
انہ لعل اللہ یتقصک تمیقاً فان
ارادوک علی قلعة فلا تخلعہ لہم
اخرجه الترمذی۔ ومن حدیث مرة بن
کعب عین تام خلیباً لولا حدیثاً سمعہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قتلت و ذکرہ الفتن فقر بہا فمر
رجل مفتح فی ثوب فقال ہذا یومئذ

اُس کی یہ تعبیر دی تھی جو دلالت کرتی ہے تیسرے کے ابتلاء
پر۔ اور حدیث ابن عمر میں سے یہ کہ کہا ذکر کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا پھر کہا اُس میں
یہ مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا۔ عثمان کے لئے فرمایا۔ اس
کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیث عائشہ میں سے یہ کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان امید ہے کہ اللہ
تعالیٰ تم کو قیص پہنائے گا۔ تو اگر وہ تجھ سے اُس کے آثار نے
کا ارادہ کریں تو اُن کے لئے نہ آثارنا اس کو ترمذی نے روایت
کیا۔ اور حدیث مرہ بن کعب میں سے یہ ہے جب وہ
کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اگر ایک حدیث نہ
ہوتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی
ہے تو میں کھڑا نہ ہوتا اور ذکر کیا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے) فتنوں کا اور اُن کو قریب آنے والی بتایا تو ایک شخص
اُدھر سے گذرا جو ایک کپڑے میں چھپا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہ
اُس دن ہدایت پر ہو گا تو میں اُس کی طرف روانہ ہوا،
دیکھا تو وہ عثمان بن عفان تھے تو میں ان کے چہرے کے
سلنے آگیا تو میں نے کہا کہ یہ؟ فرمایا کہ ہاں! اس کو
ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح
ہے۔ اور حدیث جابر میں سے یہ کہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ
نماز پڑھیں تو آپ نے اس پر نماز نہ پڑھی تو کہا گیا یا رسول
اللہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے
کسی پر نماز کو ترک کر دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ شخص عثمان سے بعض
رکھتا تھا تو اللہ نے اُس کو مبغوض کر دیا اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ اور یوم الدار والی حدیث عثمان میں سے یہ کہ

علی الہدی فقلت الیہ فاذا ہو
عثمان بن عفان فَأَقْبَلْتُ عَلَیْهِ بِوَجْهِ
فَقُلْتُ هَذَا فَقَالَ نَعَمْ أَخْبَرَهُ
الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح
ومن حدیث جابر قال أتی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلة رجل
لیصلی فلم یصل علیہ فقیل یا رسول
اللہ ما رأیناک ترکت الصلوة علی
احد قبل ہذا قال انہ کان ینبغض عثمان
فأبغضہ اللہ - أخرجه الترمذی - ومن
حدیث عثمان یوم الدار أن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد عہد الی عہد
وانا صاجر علیہ - ومن حدیث کعب
بن عجرة قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ففتنة ففتر بہا فمر رجل
مقتنع رائے فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہذا یوم مشد علی الہدی
فوثبت فأخذت بضبعی عثمان ثم
استقبلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
قلت ہذا قال ہذا - أخرجه ابن ماجہ
فی الریاض عن ابی حبیبہ قال سمعت
ابا ہریرۃ و عثمان محصور استأذن فی
الکلم فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول انہا ستكون فتنة
واختلاف او اختلاف وفتنة قلنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عہد لے چکے ہیں
اور میں اس پر صابر ہوں۔ اور کعب بن عجرہ کی حدیث میں سے
یہ کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر
کیا اور اس کو قریب بتایا تو ایک شخص کپڑے سے اپنا سر
چھپائے ہوئے گذرا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔ تو میں نے کو ذکر عثمان کے دونوں
بازو پکڑ لئے پھر ان کو رسول اللہ کے سامنے لا کر کہا کہ یہ؟
فرمایا یہی! اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ریاض میں
ہے کہ مروی ہے ابو حذیفہ سے کہا کہ میں نے سنا ابو ہریرہ
سے جب کہ عثمان محصور تھے، ابو ہریرہ نے گفتگو کی اجازت
لی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (یہ کہا کہ،)
ایک اختلاف اور ایک فتنہ اٹھے گا۔ ہم نے کہا کہ یا رسول
اللہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم ہے کہ
امانت دار کا ساتھ دو اور اس کے ساتھیوں کا اور عثمان
کی طرف اشارہ کیا۔ اور ریاض میں کعب سے مروی ہے کہا
قسم ہے اس ذات کی کہ میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ
اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے (یعنی توریت
میں) محمد اللہ کا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر
صدیق ہے، عمر فاروق ہے، عثمان، امین ہے یا تو اللہ ہی اللہ
ہے اسے معاویہ اس اُمت کے امر میں۔ پھر انہوں نے دوبارہ
لکھا کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔ پھر تیسری
بار اس کا اعادہ کیا۔ اور ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہا
کہ میں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے سفر میں
تھا۔ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ ہائے خرابی!

اگ۔ میں اُس کی طرف گیا، دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہیں، دونوں آنکھوں سے اندھا ہے۔ اوندھے منہ پڑا ہوا ہے تو میں نے اُس سے اُس کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی زور بٹنے پہنچ کر پھری۔ تو میں نے اُس کے منہ پر پتھر مارا تو عثمان نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، اللہ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نار میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک کپکپی نے پکڑ لیا۔ اور میں بھاگتا ہوا نکلا اور مجھ پر وہ بلا آپڑی جو تو دیکھ رہا ہے اور اُن کی دُعا میں سے جو باقی رہ گئی ہے وہ صرف نار ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اُس سے کہا کہ تجھ پر لعنت ہو اور خرابی پڑے۔ اور ریاض میں مروی ہے علی بن زید بن جُدعان سے، کہا کہ مجھ سے کہا سعید بن السیب نے کہ اس شخص کے چہرے کی طرف دیکھ۔ تو میں نے دیکھا۔ تو وہ ایسا تھا کہ اُس کا منہ کالا تھا۔ تو میں نے کہا حبیبی اللہ۔ ابن السیب نے کہا کہ یہ شخص علی اور عثمان کو گالیاں دیا کرتا تھا اور میں اس کو منع کرتا تھا مگر یہ باز نہ آتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ یا اللہ یہ شخص ایسے دو مردوں کو گالیاں دیتا ہے جن سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ جانتے ہیں۔ اسے اللہ جو کچھ یہ اُن دونوں کے بارے میں کہتا ہے اگر آپ کو ناپسند ہے تو مجھے اُس میں کوئی نشانی دکھا دیجئے تو اُس کا منہ کالا ہو گیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔ اور کثیر بن الصلت سے مروی ہے کہا کہ عثمان جس دن اُن کو قتل کیا گیا کچھ اونگھے پھر جاگے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ عثمان فتنہ کی تمنا کرتا ہے تو میں اُن کو بتا دیتا۔ کہا کہ ہم نے

یا رسول اللہ فماتمنا قال علیکم بالاین واصحابہ وَاشارَ الی عثمان۔ وَفِی الرِیاضِ عَنْ کَعْبِ قَالَ وَالذی نفسی بیدہ اَنَّ فی کتابِ اللہِ النَزَلَ مُحَمَّدٌ رَسولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ ابُو کَبْرٍ الصَدِیقُ عُمَرُ الْفَاروقُ عَثْمَانُ الْاِیْمُنُ فَاللہُ اللہُ یَا معاویۃُ فی امرِ ہذہ الامۃ۔ ثُمَّ نادَی الثَّانِیۃُ اِنَّ فی کتابِ اللہِ النَزَلَ ثُمَّ اَعَادَ الثَّالِثَۃُ۔ وَفِی الرِیاضِ عَنْ ابِی قَلَابَۃٍ قَالَ کُنْتُ فی رُقْعَۃٍ بِالشَّامِ سَمِعْتُ صَوْتَ رَجُلٍ یَقولُ یَا وِیْلَہُ النَّارِ فَنَمْتُ الِیْہِ وَاِذَا رَجُلٌ مُقَطَّوعُ الْیَدِیْنِ وَالرَّجْلِیْنِ مِنَ الْخَفِیْنِ اَعْمٰی الْعِیْنِیْنِ مُتَکَبِّراً بوجہہ فَاُلْتُہُ عَنْ حالِہُ فَقَالَ اِنِّی کُنْتُ مِمَّنْ دَخَلَ عَلٰی عَثْمَانَ الدَّارَ فَلَمَّا وَلَوْتُ مِنْهُ مَرَحْتُ زَوْجَتَہُ فَلَطَمَتْہَا فَقَالَ مَا لَکَ قَطَعَ اللہُ یَدَیْکَ وَرَجْلَیْکَ وَاعْمٰی عَیْنَیْکَ وَادْخَلَکَ النَّارَ فَاَخَذْتُہِ رُعدۃً عَظِیْمَۃً وَخَرَجْتُ ہَارِباً وَاصَابَنِی مَاتَرٰی وَلَمْ یَبْقَ مِنْ دُعَائِہِ اِلَّا النَّارُ قَالَ فَعَلْتُ لَہُ بَعْدَ اَکَلِکَ وَصَحْقًا۔ وَفِی الرِیاضِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ قَالَ لِی سَعِیدُ بْنُ السَّیْبِ اَنْظُرْ اِلَی وَجْہِ ہَذَا الرَّجُلِ فَنَظَرْتُ فَاذَا ہُوَ مُسَوِّدُ الْوَجْہِ فَعَلْتُ حَسْبِی اللہُ قَالَ اِنَّ ہَذَا کَانَ

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ جلائی کرے آپ ہم سے بیان کر دیجئے کہ ہم تو وہ بات کہنے والے نہیں جو دوسرے لوگ کہیں گے تو فرمایا کہ میں نے اپنی اسی سونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور فرمایا کہ تو ہمارے پاس مجھ کے دن حاضر ہونے والا ہے اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد الصمد بن حوالہ اسدی کی روایت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے تین سے نجات پائی بس وہ پنج نکلا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ میری موت اور ایک خلیفہ کا قتل جو حق کے ساتھ اپنی آفت پر صبر اختیار کرنے والا ہوگا اور دجال سے اس کو حاکم نے روایت کیا اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عثمانؓ نے صبح کی اور بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ اے عثمان ہمارے پاس افطار کرنا تو عثمان صبح کو روزے دار تھے اور اسی دن قتل کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آگئے۔ جب وہ آپ سے نزدیک ہوئے تو فرمایا اے عثمان تو قتل کیا جائے گا اس حال میں کہ سورۃ بقرہ پڑھتا ہوا ہوگا پھر تیرے خون کا ایک قطرہ گرے گا فسیک فیکھم اللہ کے اوپر تجھ پر اہل مشرق اور اہل مغرب رشک کریں گے اور تیری شفاعت قبول کی جائے گی ربیعہ اور مضمر کی شمار کے حق میں اور تو قیامت کے دن سب رسوا لوگوں کے اوپر امیر المومنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

یُسَبِّحُ عَلَیَّ دُعَاؤُا فَكُنْتُ أَنبَاہُ
فَلَا يَنْتَبِہِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا یُسَبِّحُ
الرَّجُلَینَ قَدْ سَبَّحَ لَهَا مَا تَعْلَمُ اللَّهُمَّ
إِنْ كَانَ یُسَبِّحُکَ مَا یَقُولُ فِیْهَا فَارِنِ
فِیْهِ آیَۃٌ فَاسْتَوْدُ وَجْہَہُ کَمَا تَرَاهِ۔ وَعَنْ
کَثِیرِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ أَخْبَرَنِی عُثْمَانُ فِی
الْیَوْمِ الَّذِی قُتِلَ فِیْہِ فَاسْتَقْبَلْتُ فَقَالَ
لَوْلَا إِنْ یَقُولُ النَّاسُ تَمَتُّی عُثْمَانَ
الْفِتْنَةُ لَمْ تُشَکِّمْ قَالَ قُلْنَا صَلِّیْکَ
اللَّهُ فَحَدَّثَنَا قُلْنَا نَقُولُ مَا یَقُولُ النَّاسُ
قَالَ إِنْ رَأِیْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلِیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَنَاسِیْ هَذَا فَقَالَ إِنَّکَ
شَهِیدٌ مَعَنَا بِمَعْتِ، أَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ
وَمِنْ حَدِیْثِ عَلِیِّ بْنِ حَوَالَةَ الْأَسَدِیِّ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلِیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ جَاءَ مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ جَاءَ قَالُوا مَا ظَا
یَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَوْتِی وَ قَتْلُ خَلِیْفَتِی مُصْطَفَی
بِالْحَقِّ یُعْطِیْہِ وَمَنْ الدَّجَالُ أَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ
وَمَعْمَرٌ وَعَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ رَضِیَ اللَّهِ عَنْہُ إِنْ
عُثْمَانُ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ إِنْ رَأِیْتُ
النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلِیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ
الَّیْلَۃِ فَقَالَ یَا عُثْمَانُ أَفْطِرْ عِنْدَنَا فَاصْبِحْ
عُثْمَانٌ مَاضِیًا فَقُتِلَ مِنْ یَوْمِہِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْہُ
أَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
کُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلِیْہِ

وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ عُمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَالَ يَا عُمَانُ تَقْتُلُ وَ أَنْتَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَتَقْتُلُ قَطْرَةً مِنْ دَمِكَ عَلَى نَفْسِكَ كَفَيْكَ اللَّهُ يَنْفُكُ أَهْلَ الْمَشْرِقِ وَأَهْلَ الْمَغْرِبِ وَتَشْفَعُ فِي عِدَّةٍ رُبُعَةٍ وَمُضَرٍّ وَتُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى كُلِّ مُنْزُولٍ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ - وَ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَانُ إِنَّ ذَلِكَ اللَّهُ يُدَا الْأَمْرَ يَوْمًا فَأَرَادَكَ النَّافِقُونَ أَنْ يَخْلَعُوا قَمِيصَكَ الَّذِي قَمَصَكَ اللَّهُ فَلَا تَخْلَعُهُ بِقَوْلِ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ النُّعْمَانُ تَقَلَّتْ لِعَائِشَةَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَعْلَمِي النَّاسَ هَذَا قَالَتْ أُنَبِّئُكَ وَاللَّهِ أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ - وَ عَنْ قَيْسِ بْنِ ابْنِ حَازِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَدَوْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَدْعُكَ الْبَا بَجْرَ فَسَكَتَ قُلْنَا أَلَا نَدْعُكَ لَمْ يَنْفُكْ عُمَانُ قَالَ نَعَمْ فَجَاءَ عُمَانُ فَخَلَّاهُ بِفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُمْ وَوَجَّهَ عُمَانُ يَنْفُكُ قَالَ قَيْسُ فَمَدَنِي أَبُو سَهْلَةَ مَوْلَى عُمَانُ أَنَّ عُمَانُ بْنُ عَفَّانٍ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اُتار دے جو تجھے خدا نے پہنائی ہے تو اس کو نہ اُتارنا۔ اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ سے کہا کہ آپ کو کیا مانع پیش آیا کہ آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیتیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بات بھلا دی گئی تھی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ عائشہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب موجود ہوں۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس ابو بکرؓ کو بلوالیں تو خاموش ہو رہے ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عمرؓ کو بلوایا جائے، پھر خاموش رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عثمانؓ کو بلوایا جائے۔ فرمایا کہ ہاں ابو عثمان آگئے تو ان سے تنہائی میں گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو شروع کی اور عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ کہا قیس نے پھر مجھ سے بیان کیا ابو سہلہ مولے عثمانؓ نے کہ عثمانؓ بن عفان نے یوم الدار میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک خاص عہد لیا تھا اور میں اس کی طرف صبر کرنے والا ہوں اور علیؓ نے اپنی حدیث میں ”وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ“ (اور میں اس پر قائم ہوں) کہا۔ قیس نے کہا کہ لوگ اُن کو اُس دن (اس صبر پر قائم) دیکھ رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ نے اور اور استیعاب میں ہے کہ زرارہ بن عمرو الخنسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب کا قصہ بیان کیا۔ اس قصہ میں ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَمَدَ الْإِيمَانِ وَأَنَا صَابِرٌ إِلَيْهِ وَقَالَ
عَلِيٌّ فِي حَدِيثِهِ "وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ" قَالَ
قَتِيبُ فَكَانُوا يَرَوْنَهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ
أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ - وَفِي الْإِسْتِيعَابِ قُتِيبُ
زُرَّادَةُ بْنُ عَمْرِو النَّخَعِيِّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا فَمَا كَانَ فِيمَا
قُتِيبُ أَنْ قَالَ رَأَيْتُ نَارًا خَرَجَتْ مِنْ
الْأَرْضِ فَأَلْكَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ لِي فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا
النَّارُ فَهِيَ فِتْنَةٌ تَكُونُ بَعْدِي قَالَ
وَمَا الْفِتْنَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَقْتُلُ
النَّاسُ إِمَامَهُمْ وَيَسْتَجْرِدُونَ اشْتِجَارَ
أَطْبَاقِ الرَّأْسِ وَخَالَفَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ
وَمُ الْمُؤْمِنِ عَمَدَ الْمُؤْمِنِ أَهْلِي مِنْ
الْمَاءِ يَحْسِبُ الْمَسِيحُ أَنْ يَحْسِنَ إِنْ مَتَّ
أَوْ رَكَتْ أَيْتُكَ وَإِنْ مَاتَ أَيْتُكَ
أَوْ رَكَتْ أَتُكَ قَالَ فَادْعِ اللَّهَ إِنَّ لَكَ تَرْكِيبِي
فَدَعَا لَهُ - بَارِئُ عِيَانٍ صَحَابَهُ وَعَظَمَاءِ الْإِثَانِ
بِرِطْبِقِ حَدِيثِ حضرت خیر الانام علیہ
الصلوة والسلام جواب دادند تا آنکہ
شبهہ نماذ فمن اِقوال الامام المرتضى
علی بن ابی طالب رضی عنہما
اخرج الحاكم من طريق الحسن
من قتيب بن عباد قال شهدت عليًا

جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو
گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درجی نار تو اس
کی تعبیر ایک فتنہ ہے جو میرے بعد واقع ہوگا۔ زرارہ نے کہا وہ کیسا
فتنہ ہوگا یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے
اور اس طرح لڑائیوں اور فتنوں میں گھس جائیں گے جیسے سر کی
ہڈیاں ایک دوسری میں گھسی ہوئی ہیں اور اپنی انگلیوں کے درمیان
انگلیاں ڈال کر اشارہ کیا۔ مومن کا خون مومن کے نزدیک
پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بد کام کرنے والا گمان کرے گا کہ
میں اچھا کام کرنے والا ہوں۔ اگر تو مر گیا تو وہ فتنہ تیرے بیٹے کو
پکڑے گا۔ اور اگر تیرا بیٹا (تیرے سامنے) مر گیا تو تجھے پکڑے گا۔
زرارہ نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے نہ پکڑے۔ تو آپ
نے اُس کے لئے دعاء کی پچھر سر بر آوردہ صحابہ اور ان میں
کے بزرگوں نے حضرت سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث کے
مطابق جواب دیئے یہاں تک کہ کوئی شبہہ باقی نہیں رہا۔
سوا امام مرتضیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے
اقوال میں سے یہ ہے جس کو حاکم نے بسند حسن از قیس بن
عباد روایت کیا ہے۔ حسن نے کہا کہ میں علی رضی کے پاس جنگ
جمل کے دن موجود تھا۔ وہ ایسا کہہ رہے تھے۔ یا اللہ میں آپ
کے سامنے عثمان کے خون سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں
اور جس دن عثمان قتل ہوئے میری عقل بیکار ہو گئی اور میرا
نفس متغیر ہو گیا تھا۔ اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کا ارادہ
کیا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں
اُس قوم سے بیعت لوں جس نے اُس شخص کو قتل کیا جس کے حق
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا میں اس
سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں تو مجھے بھی

اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں لوگوں سے بیعت لوں اور عثمانؓ
 زمین پر مقتول پڑے ہوئے ہوں ابھی دفن بھی نہ ہوئے
 ہوں تو لوگ واپس ہو گئے پھر جب دفن کر دیئے گئے تو
 پھر میرے پاس لوگ آئے اور انہوں نے مجھ سے بیعت
 کا سوال کیا گویا کہ میرے قلب سے وہ صدمہ ہٹ چکا ہے
 تو میں نے کہا یا اللہ آپ عثمان کا بدلا مجھ سے لے لیجئے اگر
 آپ راضی ہوں۔ اور بسند حاطب بن عبد الرحمن بن محمد سے جو
 روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے ایک طویل قصہ میں یہ
 مذکور ہے کہ محمد بن حاطب نے کچھ میں اٹھا اور میں نے
 کہا اے امیر المؤمنین ہم لوگ مدینہ جانے والے ہیں
 وہاں لوگ ہم سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھیں گے،

تو ہم اس کے بارے میں کیا کہیں۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی
 بکر جو مخالفین عثمانؓ میں سے تھے فکر مند ہو گئے اور دونوں نے کہا جو کچھ انہیں کہنا تھا
 پھر ان دونوں سے علی رضی نے کہا اے عمار اور اے محمد تم کہتے
 ہو کہ عثمانؓ نے ترجیح دی اور بُری امارت کی اور تم نے اُن سے
 بدلہ لیا واللہ تم نے بُرا بدلہ لیا اور تم عنقریب ایک
 حاکم عادل کے سامنے پیش ہونے والے ہو جو تمہارے
 درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر کہا اے محمد بن حاطب جب
 تو مدینہ جائے اور عثمانؓ کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے تو
 کہہ واللہ وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جس کا ذکر اس
 آیت میں ہے ”جو ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان
 لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیک کام کئے اور اللہ نیک کام
 کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ ہی کے اوپر ایمان والوں
 کو توکل کرنا چاہئے“ اور ہارون بن عسکریہ کی حدیث سے،
 اس نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ میں نے علی

یوم الجمل یقول کذا اللهم انی ابرأ
 الیک من دم عثمان ولقد طأش عطف
 یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وارادوا
 علی البیعة فقلت واللہ انی لاستیجی
 من اللہ ان ابایع قوما قتلوا رجلاً
 قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الا استجی من یشحی منہ اللہ لیکر
 فانی لاستیجی من اللہ ان ابایع و
 عثمان قتیل فی الارض لم یدفن
 بعد فانصرفوا فلما دُفن رجع
 الناس الی فسالونی البیعة فکانما
 صدمع عن قلبی فقلت اللهم عذ منی
 لعثمان حتی ترضے ومن طریق
 الحاطب عبد الرحمن بن محمد عن
 ابيه فی قصۃ طویلۃ قال محمد بن
 حاطب فقلت فقلت یا امیر المؤمنین
 اننا قادمون المدینۃ والناس
 سألونا عن عثمان فماذا نقول فیہ
 قال فافتم عمار بن یاسر ومحمد بن
 ابی بکر قتالا وقالوا فقال لہما علیا یا عمار
 ویامحمد تقولان ان عثمان استأثر
 وأساء الامرة وعاقبتم واللہ
 فاستأثر العقوبة وستقدّمون علی
 حکم عدل یکم بینکم ثم قال یامحمد
 بن حاطب اذا قدّمت المدینۃ

رضی اللہ عنہ کو دیکھا خورنقی میں اور وہ ایک تخت پر تھے اور اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حقیقت یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے باپ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَفَرَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ الْخَمَ (۱۵: ۳۲) اور جو کچھ اُن کے دلوں میں کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح الفت و محبت سے رہیں گے، ماتحتوں پر آسنے سامنے بیٹھا کریں گے، اور بسند حصین یہ مروی ہے کہا کہ علی بن ابی طالب زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اُن کی عیادت کے لئے اور اُن کے پاس لوگ موجود تھے۔ تو زید نے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے عثمان کو قتل کیا؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے ایک ساعت گردن جھکائی پھر کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیچ کو (اگانے کے لئے) پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا میں نے عثمان کو قتل نہیں کیا اور نہ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور سید برگزیدہ حسن بن علی کے اقوال میں سے حسب روایت ابو یعلیٰ یہ ہے کہ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو میں نے رات خواب میں ایک عجیب امر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھا۔ پھر عمر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابو بکر کے کندھے پر رکھا، پھر عثمان آئے اور ان کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا اور کہا اے پروردگار اپنے بندوں سے پوچھئے کہ مجھے انہوں نے کس بارے میں قتل کیا تو آسمان سے خون کے دو پرناے جاری ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ دیکھا وہ اُس کو بیان کر رہے ہیں۔ اور حاکم نے روایت کیا قتادہ سے انہوں

وَسُئِلْتُ عَنْ عَثْمَانَ قَتَلَ كَانِ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْصُوا وَاللَّهُ يَحِثُّ الْمُحْسِنِينَ وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمِنْ حَدِيثِ هَارُونَ بْنِ عَنَتْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْخَوْرَنَقِ وَهُوَ عَلَى سُرِيرٍ وَعِنْدَهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَالْبُؤْسُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَفَرَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ وَمِنْ طَرِيقِ حَصِينِ الْكَاثِرِيِّ قَالَ جَاءَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَبُودُهُ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَقَالَ زَيْدٌ أَلَيْسَ كَإِنَّكَ قَتَلْتَ عُثْمَانَ فَاطْرَقَ عَلِيٌّ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا قَتَلْتُهُ وَلَا أَمَرْتُ بِقَتْلِهِ ۝ وَمِنْ أَقْوَالِ السَّيِّدِ الْمُجْتَبَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْبَرَهُ أَبُو يَعْلَى أَنَّهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُ الْبَارِئَةَ فِي مَنَامِي عَجَابًا رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى فَوْقَ عَشْرِ فُجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ

نے ایک شخص سے اس نے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ دار عثمان سے اس حال میں نکلے کہ زخمی تھے۔ اور عقربہ مشرہ میں کے ایک یعنی سعید بن زید کے اقوال میں سے: قیس سے مروی ہے کہا کہ میں نے سعید بن زید سے سنا کہتے تھے واللہ میں نے اپنی ذات کو دیکھا کہ عمر قبل اس کے کہ وہ اسلام لائے مجھے اسلام پر پختہ کرنے والا تھا اور اگر اُحد اپنی جگہ سے ہٹ جائے اُس فعل کی وجہ سے جو تم سے عثمان کے لئے سرزد ہوا تو ہو سکتا ہے اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فقیہ الامت عبد اللہ بن مسعود کے اقوال میں سے اور وہ حضرت عثمان کے قتل سے پہلے وفات پانچے تھے لیکن وہ اُن کی زبان پر ڈالے گئے۔ روایت کیا ابو بکر نے ابو سعید مولیٰ ابن مسعود سے کہا کہ فرمایا عبد اللہ نے خدا کی قسم اگر لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا تو اُن کا جانشین اُن کو نہ ملے گا۔

اور صاحب سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفہ بن الیمان کے اقوال میں سے جس کو روایت کیا ابو بکر نے جندب بن الجحر سے کہا کہ ہم حذیفہ کے پاس آئے جب کہ مہر کے لوگ عثمان کی طرف روانہ ہو گئے تو ہم نے کہا کہ یہ لوگ اس شخص کی طرف روانہ ہو گئے اب آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ یہ اُن کو قتل کر دیں گے واللہ۔ ہم نے کہا کہ پھر وہ کہاں ہوں گے کہا جنت میں واللہ۔ کہا کہ ہم نے پوچھا کہ اُن کو قتل کرنے والے کہاں ہوں گے؟ کہا نار میں واللہ۔ اہ ہر دو کتابوں (توریت و قرآن) کے عالم عبد اللہ بن سلام کے اقوال میں سے جس کو ابو بکر نے روایت کیا یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ اپنی تلواریں نہ کھینچو۔ واللہ اگر تم نے اُن کو کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن تک نیام میں نہیں جائیں گی۔ اور جس کو ابو بکر ہی نے روایت کیا بشر بن شفاف سے ایک طویل کلام میں۔ مروی ہے عبد اللہ بن سلام سے یاد رکھو کہ میں اُن سے

صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابو بکر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب ابى بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال رب سل عبادك فيسم قتلوني فانصب من السماء ميزابا من دم في الارض قال فليل لعلي الا ترى ما يحدث به الحسن قال يحدّث بما راى واخرج الحاكم من قتادة عن رجل قال رأيت الحسن بن علي رضي الله عنهما خرج من دار عثمان جحيرا - ومن

اقوال احد العشرة المبشرة سعيد بن زيد عن قيس قال سمعت سعيد بن زيد يقول والله لقد رأيتني وان عمر لمؤثقي على الاسلام قبل ان يسلم ولوان اهدا ارفض للذي منستم لعثمان لكان رواه البخاري - ومن اقوال فقيه الامم عبد اللہ بن مسعود و قد توفي قبل مقتل عثمان ولكنه اُلقي على لسانه اخرجه ابو بکر عن ابى سعید مولیٰ ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہ لئن تشلوا عثمان لا يصيبوا منه خلفا - ومن اقوال صاحب سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفہ

بن الیمان ما اخرج ابو بکر عن جندب
 النخیر قال اتینا حدیثہ میں سار
 المصریون الی عثمان فقلنا ان ہؤلاء
 قد ساروا الی هذا الرجل فما
 تقول قال یقتلوا وانشد قال قلنا
 فاین ہو قال فی الجنتہ وانشد قال
 قلنا فاین قتلتہ قال فی النار وانشد
 ومن اقوال عالم الکتابین عبداللہ بن
 سلام ما اخرج ابو بکر عن یوسف بن
 عبداللہ بن سلام عن ابیہ قال
 لا تسئلوا سیوفکم فکلن سلتموا لا تفتد
 الی یوم القیامۃ وما اخرج ابو بکر ایضاً
 عن بشر بن شفاف فی کلام طویل عن
 عبداللہ بن سلام قال اما انی
 قد قلت لہم لا تقتلوا عثمان دعوہ
 فواللہ لئن ترکتموہ احدى عشرۃ
 لیموتن علی فراشہ موتاً فلم یفعلوا
 وانه لم یقتل نبی الا قتل بہ سبعون
 الفا من الناس ولم یقتل خلیفۃ الا
 قتل بہ غمۃ وثلثون الفا وما اخرجہ
 ابو عمر فی الاستیعاب انه قال لقد
 فتح الناس علی انفسہم بقتل عثمان
 باب فتنة لا یغلون علیہم الی قیام
 الساعة ومن اقوال زاہد الامۃ ابی
 ذر ما اخرجہ ابو بکر انه قال لو امرنے

کہہ چکا ہوں کہ عثمان کو قتل نہ کر دینا۔ اُن کو چھوڑ دو۔ تو دانشد اگر تم نے
 اُن کو چھوڑ دیا گیارہ (دن یا مہینے) تو وہ ضرور اپنے بستر پر اپنی
 موت سے مرجائیں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا، اور حقیقت یہ
 ہے کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں لوگوں میں سے
 ستر ہزار کو قتل کیا گیا۔ اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے
 میں پینتیس ہزار قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جس کو ابو عمر نے استیعاب
 میں روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عثمان کے قتل سے
 اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اُن پر قیامت کے قائم ہونے تک
 بند نہ ہوگا۔ اور زہاد امت ابو ذر رحمہ کے اقوال میں سے وہ قول جس
 کو ابو بکر نے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ کو عثمان یہ حکم دیتا
 کہ میں سر کے بل چلوں تو ضرور چلتا۔ اور کاتب دحی زید بن ثابت کے
 اقوال میں سے ایک وہ ہے جس کو ابو بکر نے زید بن علی سے روایت
 کیا ہے۔ زید نے کہا کہ زید بن ثابت اُن لوگوں میں سے ہیں جو
 یوم الدار میں عثمان پر روئے تھے۔ اور اس امت کے حافظ
 حدیث ابو ہریرہ کے اقوال میں سے وہ ہے جس کو روایت کیا
 ابو بکر نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب سے کہ ابو ہریرہ
 نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کہہ سکتے
 اور بہت زیادہ روتے۔ وانشد قریش کے اس قبیلہ میں یہاں تک
 واقع ہو کر رہے گا کہ کوئی شخص "کنا" کی طرف جائے گا "الواسا"
 نے کہا کہ "کنا"، یعنی کناسہ (جھاڑی جس میں ہرن چھپ کر بیٹھتے ہیں)
 تو وہاں بھی کسی قریشی کے جوتے پائے گا (جو وہاں مارا گیا ہوگا) اور
 اس امت کے جبر عبداللہ بن عباس کے اقوال میں سے وہ
 قول ہے جس کو ابو عمر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے، کہا کہ
 عثمان کے قتل پر لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تو اُن پر اس طرح پتھر
 مارے جاتے جس طرح قوم لوط پر مارے گئے تھے۔ جب اس

مقدمہ کی تمہید سے فراغت ہوئی تو اب ہم محل طور پر ان اسباب کی تقریر کرتے ہیں جو لوگوں کے حضرت ذی النورین سے اختلاف اور ان کے قتل پر اقدام کا سبب بنے اور مناسب حال چند روایات بھی تحریر کریں گے تاکہ اصل قصہ پر اطلاع حاصل ہو جائے۔

حال شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت کیا ابو بکرؓ نے ابن عوف سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی وثاب نے اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امیر المومنین عمرؓ سے آزادی پائی تھی اور یہ شخص اس کے بعد عثمانؓ کے سامنے رہا کرتا تھا۔ (حسن نے) کہا کہ میں نے وثاب کے حلق میں دو کچھو کچھ کے نشان دیکھے ہیں گویا وہ دو کیے (داغے ہوئے نشان) ہیں اسکے یہ دونوں زخم یوم الدار میں حضرت عثمانؓ کے مکان میں مارے گئے تھے۔ وثاب نے کہا کہ مجھے امیر المومنین عثمانؓ نے بھیجا تھا، فرمایا تھا کہ میرے پاس اشتر کو بلا کر لاؤ۔ تو وہ آیا ابن عوف نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ وثاب نے کہا کہ پھر میں نے امیر المومنین کے لئے تکیہ رکھ دیا۔ پھر عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اس نے کہا تین باتیں ان میں سے کسی کو مانے بغیر چارہ نہیں۔ وہ آپ کو اس امر کے بارے میں اختیار دیتے ہیں کہ یا تو آپ ان کے امر (یعنی خلافت) سے اپنے کو الگ کر لیں اور ان سے کہہ دیں کہ یہ تمہارا امر ہے جس کو تم چاہو منتخب کر لو اور یا یہ کہ اپنی ذات کو بدلہ لینے کے لئے پیش کر دیں۔ پھر اگر آپ ان دونوں باتوں سے انکار کریں تو قوم کے لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے کہا کہ کیا ان کے بغیر چارہ نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان کے لئے خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قسم کو کبھی نہیں اتاروں گا جو اللہ عز وجل نے مجھے

عثمان ان امیث علی رأسی کشیدت۔ ومن اقوال کاتب الوحی زید بن ثابتؓ ما اخرجہ ابو بکر عن زید بن علی قال زید بن ثابتؓ متن کئی علی عثمان یوم الدار ومن اقوال حافظ الحدیث علی بن ابی ہریرۃؓ ما اخرجہ ابو بکر عن محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب قال ابو ہریرۃؓ واذا لوطی لوتعلبون ما اقلکم نضکتکم قلبلا و بکلیکم کثیرا واللہ لیقعن القتل و الموت فی هذا الحی من قریش حتی یأتی الرجل الکنا قال ابو اسامہ یعنی الکناستہ فیجدها نعل قرشی ومن اقوال جبر ہذہ الامۃ عبداللہ بن عباس ما ذکرہ ابو عمر فی الاستیعاب قال لواء جمع الناس علی قتل عثمان لرمونا بالحجارة کما رمی قوم لوط یون این مقدمہ مہمہ شد مجملے از اسباب اختلاف ناس بر ذی النورین و اقدام ایشان بر قتل وی تقریر کنیم و مناسب حال روایتی چند تحریر نمائیم تا اطلاع بر اصل قصہ حاصل شود و اخرج ابو بکر عن ابن عوف عن الحسن قال انبأنی وثاب وکان من ادرك عقی امیر المومنین عمر وکان یکون بعد ما بین یدعی عثمان قال فرأیت فی حلقہ طعنیتین کا نہما کیستان طعنہما یوم الدار دار عثمان قال یلعنہ امیر المومنین عثمان قال ادع لی الا شتر

فجاء قال ابن عون انما قال فطرحت
لامير المؤمنين وسادة فقال يا اشتر
ما يريد الناس مني قال ثلثا ليس من
احد هين بديع محمد بن ابي
لهم امرهم وتقول هذا امرهم
اكثر رواه من شئتم وبين ان تقص
من نفسك فان ابيت لذين فان
القوم قالوا قال ما من احد هين
بديع قال لا قال اما ان اخلع لهم امرهم
فاكنت اخلع سربالا سريلني الله
عز وجل ابداء قال ابن عون وقال
غالب لان اقدم فتقرب عنقي
احب الي من ان اخلع امر امته
محمد صلى الله عليه وسلم بعضها عن
بعض قال ابن عون وهذا اشبه
بكلامه ولان اقص لهم من نفسي فوالله
نقد علمت ان صاحبني بين يدي كانا
يقعان من انفسنا وما يقوم بديع بالقصاص
واما ان يقتلوني فوالله لو قتلوني
لا يتجاوزون بعدي ابداء ولا يقاتلون
بعدي عدوا جميعا ابداء قال فقام
الاشتر وانطلق فمكثنا فقلنا
لعل الناس رضوا ثم جاء رويجل
كان ذئب فاطلع من الباب ثم رجع
وقام محمد بن ابي بكر في ثلثة عشر

پہنائی ہے۔ اور حسن کے سوا دوسرے راوی نے یہ نقل کیا کہ
واللہ مجھے آگے بڑھا کر میری گردن مار دی جائے مجھے یہ پسند
ہے بہ نسبت اس کے کہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعض (یعنی ایک جماعت) کے امر سے بعض (یعنی دوسری جماعت
کے دباؤ) کا مجھے دستکش ہو جاؤں ابن عون نے کہا اور یہ آپ کے
کلام سے زیادہ ملتی جلتی بات ہے۔ اور بدلہ لینے کے لئے اپنی
ذات کو پیش کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ واللہ میں اپنے دونوں
ساتھیوں کے بارے میں جانتا ہوں، میرے سامنے وہ اپنے
نفسوں کو بدلہ لینے کے لئے پیش کرتے رہے مگر میرا بدن
قصاص کے قابل نہیں رہا اور رہا یہ کہ وہ مجھے قتل کریں گے،
تو خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے قتل کیا تو میرے بعد کبھی آپس
میں محبت سے نہ رہ سکیں گے اور نہ میرے بعد کبھی کسی دشمن
سے جمع ہو کر قتال کر سکیں گے۔ کہا کہ پھر اشتر اٹھ کر چلا گیا۔ اب ہم
شہر سے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید لوگ راضی ہو گئے ہوں لیکن
پھر رويجل آیا گویا کہ وہ بھیڑا تھا اور اس نے دروازے کے اوپر
سے جھانکا پھر لوٹ گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں
شامل ہو کر گھر میں داخل ہوا اور عثمان کے پاس پہنچ کر ان کی ڈاڑھی
پکڑی اور جھٹکے مارے یہاں تک کہ میں نے ان کی داڑھوں کے ٹکڑے
کی آواز سنی اور بولا کہ معاویہ تجھے نہ بچا سکا، ابن عامر تجھے نہ بچا سکا،
تیرے خطوط تجھے نہ بچا سکے۔ تو عثمان نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری
ڈاڑھی چھوڑ، اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ۔ کہا (دشاب نے)،
پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے حملہ کرنے کے لئے قوم میں سے
خود ایک شخص کو بلیا۔ وہ اس کے پاس تیر (یا بر بھی) لئے ہوئے
جا پہنچا اور اس کو ان کے سر میں گھونپ دیا اور اس کو شہر ادا پھر
(محمد بن ابی بکر) چلا گیا، پھر دوسرے لوگوں نے اندر پہنچ کر

حتى انتھ الی عثمان فاخذ بلحمته
 فقال بها حتى سمعت وقع اضراسه و
 قال ما اغنی عنک معاویۃ ما اغنی
 عنک ابن عامر ما اغنت عنک کتبک
 فقال ارسل لی یحییٰ یا ابن اخی
 ارسل لی یحییٰ یا ابن اخی قال فانا
 رأیۃ استعدی رجلاً من القوم
 بعینہ فقام الیہ بمشقی حتی وجأ
 بہ فی رأسہ فاقبضہ قال ثم مررت
 دخلوا علیہ حتی قتلوه وخرج ابو بکر
 عن ابی نصرۃ عن ابی سعید مولیٰ ابی سعید
 الانصاری قال سمع عثمان ان وفداً اہل
 مہصر قد اقبلوا فاستقبلہم فکان فی قریۃ
 خارجاً من المدینۃ او كما قال قال
 فلما سمعوا بہ اقبلوا نحوہ الی المكان
 الذی ہونیہ قال ارآہ قال وکرہ
 ان یقتدوا علیہ المدینۃ او نحواً
 من ذلک فأتوہ فقالوا ادع بالمعصف
 فدعما فقالوا فستج السابۃ وکانوا
 یستنون بصورۃ یونس السابۃ فقرأ
 حتی اذا آتی علی ہذہ الآیۃ قل
 اَرَأَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَکُمْ
 مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْہُ حَرَامًا
 وَحَلَالًا قُلْ اللّٰهُ اَذِنَ لَکُمْ
 اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ہ فتالوا

عثمان کو قتل کر دیا۔ اور ابو بکر نے ابو نصرہ سے اس نے ابو سعید
 مولیٰ ابو سعید انصاری سے روایت کی ہے، کہا کہ عثمان نے
 سنا کہ اہل مصر کے وفد کے لوگ آپ سے ہیں تو ان کا استقبال
 کرنا چاہا تو ایک قریہ میں جا کر قیام کیا جو کہ مدینہ سے باہر تھا
 یا کچھ ایسا ہی کہا۔ کہا کہ جب ان لوگوں نے یہ سنا تو ان کے پاس
 اس مکان میں آئے جس میں وہ موجود تھے۔ ابو نصرہ نے کہا کہ میرا
 خیال ہے کہ ابو سعید نے کہا تھا کہ انہوں نے اس سے گراہت
 کی کہ وفد کے لوگ ان سے مدینہ میں اگر ملیں یا اسی طرح کی کوئی
 بات تھی۔ غرض وہ ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ معصفت
 منگائیے تو انہوں نے منگالیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ساتویں سورت
 کھولے اور یہ لوگ سورہ یونس کو ساتویں کہتے تھے۔ تو اس کو پڑھا
 جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَأَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ
 لَکُمْ الخ (۵۹:۱۰) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ
 نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے
 (اپنی گھرت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔
 آپ ان سے پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء
 کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر نظر کی ہے کہ جن
 زمینوں کو آپ نے حمی (سرکاری زمین) قرار دیا ہے کیا اللہ نے
 آپ کو اس کا حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو؟ تو آپ نے
 فرمایا اس خیال کو کھوڑو۔ یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل
 ہوئی۔ رہا حمی تو حمی کو تو مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے لئے
 عمر بن نے قائم کیا تھا پھر جب میں خلیفہ قرار دیا گیا اور صدقہ کے
 اونٹوں میں زیادتی ہو گئی تو میں نے حمی میں صدقہ کے اونٹوں کی
 زیادتی کے مناسب اضافہ کر دیا تو لوگوں نے اس آیت کو اسٹیل
 میں پکڑنا شروع کر دیا۔ (ایسے موقع پر) آپ یہی کہا کرتے کہ

ارأيت ما حميت من الجملی آله اذن
 لك به أم على الله تفرغ فقال إيه
 أنزلت في كذا وكذا وانا الجملی فان
 عرجی الجملی قبل لابل الصدقة
 فلما وليت زادت ابل الصدقة فزوت
 في الجملی لا زاد من ابل الصدقة فجعلا
 يأخذونه بالآية فيقول إيه انزلت في
 كذا وكذا والذي كيله كلام عثمان يومئذ
 في سبك يقول ابو نصره يقول لے
 ذك ابو سعید قال ابو نصره وانا في
 سبك يومئذ قال ولم يخرج اد
 لم يستو وجمی يومئذ لا ادری لعلہ
 قال مرة أخرى وانا يومئذ في
 ثلثين سنة ثم اخذوه بأشياء لم يكن
 عنده منها مخرج ففرها فقال استغفر الله
 واتوب اليه فقال لهم ما تريدون فاخذوا
 ميسا قال واسمہ قال وكتبوا
 عليه شدا قال واخذ عليهم ان لا يشقوا
 عصا ولا يغاروا جماعة ما قام لهم
 شرطهم اذ كما اخذوا عليه فقال لهم
 ما تريدون فقالوا نريد ان لا يأخذ اهل
 المدينة عطاء فانما هذا المال لمن
 قاتل عليه ولهذه الشيوخ من اصحاب
 محمد صلى الله عليه وسلم فرضوا واقتبوا
 مع الی المدينة راضين فقام فخطب

اس خیال کو چھوڑ دے یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی ہے
 اور جو شخص (یعنی خود ابو سعید) عثمان کے کلام کو قریب سے اس
 دن سن رہا تھا وہ اُس وقت تیری عمر میں تھا ابو نصرہ کہتے ہیں
 کہ مجھ سے ابو سعید یہ کہہ رہے تھے۔ کہا ابو نصرہ نے (اپنے شاگرد
 سے) اور میں اس وقت تیری عمر میں تھا کہا کہ میرے ابھی
 ڈاڑھی نہیں نکلی تھی یا یوں کہا کہ ابھی پورا خط نہیں بھرا تھا مجھے یاد
 نہیں رہا شاید انہوں نے دوسری مرتبہ میں یہ کہا کہ میں اُس وقت
 تیس سال کا تھا۔ پھر وفد کے لوگوں نے ان کی ایسی چیزوں کے ساتھ
 گرفت کی کہ اُن سے نکلنے کی اُن کے پاس راہ نہیں تھی اور انہوں نے
 ان کا اعتراض کر لیا اور کہا استغفر الله واتوب اليه (میں اللہ سے استغفار
 اور توبہ کرتا ہوں) پھر عثمان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو
 انہوں نے اُن سے عہد نامہ لیا (راہی نے) کہا کہ میرا گمان ہے
 کہ بیان کیا کہ ان لوگوں نے اپنی عائذ کی ہوئی شرط کو کھٹا اور بیان کیا
 کہ عثمان نے اُن سے عہد لیا کہ وہ عصا (قوت اجتماعی) نہ توڑیں
 اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالیں جب تک خلیفہ اُن کی شرط کو قائم
 رکھے یا دیکھا، جب تک اس عہد پر قائم رہے جو انہوں نے
 خلیفہ سے لیا۔ پھر عثمان نے اُن سے کہا کہ تم (اور) کیا چاہتے
 ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ عطیات نہ لیں
 کیونکہ یہ مال اسی کا حق ہے جس نے اس پر قتال کیا اور ان بڑھوں
 کا حق ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔
 (اس کو عثمان نے مان لیا) تو وہ لوگ راضی ہو گئے اور اُن کے
 ساتھ مدینہ کی طرف خوش خوش روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر عثمان نے
 انہیں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ میں نے اپنے پاس
 آنے والے کسی وفد کو نہیں دیکھا جو اس وفد سے میری مرضیات
 کے لئے بہتر ہو۔ اور راہی نے دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میرا گمان یہ

فَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي مَرَأَيْتُ وَافِدًا هُمْ
خَيْرًا لِّخَوَابَاتِي مِنْ هَذَا الْوَفْدِ
الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَيَّ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى
حَبِثْتُ أَنْتَ قَالَ مِنْ هَذَا الْوَفْدِ مِنْ أَهْلِ
مِصْرَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ زَرْعٌ فَلْيَحْتَقِ بَزْرَعِهِ
وَمَنْ كَانَ لَهُ مَرْعٌ فَلْيَحْتَلِبْ أَلَا أَنْتَ لَا
مَالَ لَكُمْ عِنْدَنَا إِنَّمَا هَذَا الْمَالُ لِمَنْ قَاتَلَ
عَلَيْهِ وَلِهَذَا الشِّيْخُ مِنْ أَصْحَابِ
مُحَمَّدٍ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ النَّاسُ
وَقَالُوا مَكَرَ بَنِي أُمَيَّةٍ ثُمَّ رَجَعَ الْوَفْدُ الْمِصْرِيِّونَ
رَاضِينَ فَبَيْنَمَا هُمْ فِي الطَّرِيقِ إِذَا هُمْ
بِرَكَبٍ يُخَرِّجُهُمْ ثُمَّ يُقَارِعُهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ يُقَارِعُهُمْ
يَكْسِبُهُمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّكَ لَأَمْرٌ
شَاقٌّ قَالَ إِنَّمَا رَسُولُ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
إِلَى عَالِمِ مِصْرَ فَنَشْتَوْهُ فَإِذَا بِالْكِتَابِ
عَلَى لِسَانِ عِثْمَانَ عَلَيْهِ خَاتَمُهُ إِلَى عَارِلِ
مِصْرَ أَنْ يَقْتُلَهُمْ أَوْ يَقَطِّعَ أَيْدِيَهُمْ وَ
أَرْجُلَهُمْ فَأَقْبَلُوا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ
فَأَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا أَلَمْ تَرَ إِلَى عِدَّةِ اللَّهِ
أَمْرَيْنَا بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهِ قَدْ أَجَلَّ
دُؤْمُهُ فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِلَّهِ لَا أَقُومُ
مَعَكُمْ قَالُوا فَلَمْ كُتِبَتْ إِلَيْنَا قَالَ لَا
وَاللَّهِ مَا كُتِبَتْ إِلَيْكُمْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ
فَنَظَرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ هَذَا تَقَاتِلُونَ أَوْ لِهَذَا تَعْصُونَ

ہے کہ عثمان نے یہ الفاظ کہے تھے من هذا الوفد الخ یعنی جو اہل
مصر کے اس وفد سے بہتر ہو، خوب سمجھ لو جو شخص کھیتی کرتا ہو وہ
اپنی کھیتی میں لگا رہے اور جس کے پاس دودھ کے جانور ہوں وہ
دودھ دہتا رہے (اپنے گدڑ بسر کے لئے اپنے ذرائع سے
کام لیتا رہے) اب تمہارے لئے ہمارے پاس مال نہیں ہے
یہ مال صرف اس کے لئے ہے جس نے اس پر قاتل کیا ہو گا اور
ان شیوخ کے لئے ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
سے ہیں۔ یہ سن کر لوگ غضبناک ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ
بنی اُمیہ کا مکر ہے۔ پھر مصریوں کا وفد خوش ہو کر واپس
ہو گیا۔ پھر اس دوران میں کہ وہ ابھی راستہ ہی میں تھا تو دیکھا
گیا کہ ایک اونٹ سوار کبھی اُن سے مل جاتا ہے کبھی جدا ہو جاتا
ہے پھر ان کی طرف لوٹ کر آتا ہے، پھر جدا ہو جاتا ہے، اور اُن
کو گالیاں بھی دیتا ہے۔ تو اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ یقیناً تیرا
کوئی خاص کام ہے بتا کر تیرا معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں
امیر المؤمنین کا ایچی ہوں اُس کے مصر کے عامل کی طرف۔ تو انہوں
نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے عثمان کی طرف سے لکھا ہوا
ایک خط برآمد ہوا عامل مصر کے نام حضرت عثمان کی مہر لگی ہوئی
تھی، کہ وہ اُن کو قتل کر دے یا ان کے ہاتھوں کو کاٹ دے اور
ان کے پاؤں کو تو پھر ان لوگوں نے مدینہ کا رخ کیا، یہاں
تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔ اور علی رض کے پاس آئے اور اُن سے کہا
کہ کیا تم نے اس دشمن خدا کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے لئے
ایسا اور ایسا حکم لکھا ہے، واللہ اب اس کا خون ہم پر حلال
کر دیا گیا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں (آپ ہمارے ساتھ
چلیں، علی رض نے کہا نہیں واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں کھڑا
ہوں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے ہمیں تسکین

وَانْطَلَقَ عَلَى فَرْجٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى قَرْيَةٍ
 أَوْ قَرْيَةٍ لَمْ يَنْطَلِقُوا حَتَّى دَخَلُوا عَلَى
 عَثْمَانَ فَقَالُوا كَتَبْتَ فِينَا بَكْذَا وَكَذَا
 ضَالٌّ أَمَا هُمَا اِشْتَاتَانِ أَنْ يَقِيمُوا عَلَى
 رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ يَمِينًا بَأْتِ
 الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا كَتَبْتَ وَلَا أَمَلَيْتَ
 وَقَدْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْكِتَابَ يُكْتَبُ عَلَى
 لِسَانِ الرَّجُلِ وَيُقَرَّرُ بِإِثْمِ عَلَى
 اِثْمَاتِهِمْ فَقَالُوا لَهُ قَدْ دَاخَرَ أَحَلَّ اللَّهُ
 ذِكْرَكَ وَتَقَعْنَا الْعَهْدَ وَالْبَيْتَ قَالَ
 حَضَرُوهُ فِي الْقَصْرِ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ
 السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ فَمَا أَسْمَعُ أَحَدًا
 رَدَّ السَّلَامَ إِلَّا أَنْ يُرَدَّ رَجُلٌ فِي نَفْسِهِ
 فَقَالَ اأَشَدُّكُمْ بَأْتِ هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ
 رُومَةَ بِمَالِي لَا أَسْتَعِزُّ بِهَا فَجَعَلْتُ
 رَشَائِي فِيهَا كَرِشَاءِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 فَقِيلَ نَعَمْ قَالَ فَعَلَى مَنْ تَمَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ
 مِنْهَا حَتَّى أَفْطِرَ عَلَى مَاءِ الْبَحْرِ قَالَ اأَشَدُّكُمْ
 بَأْتِ هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ كَذَا وَكَذَا
 مِنَ الْأَرْضِ فَزِدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ قِيلَ نَعَمْ
 قَالَ فَبَلْ عَلِمْتُمْ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَمْنَعُ
 أَنْ يُقِيلَ فِيهَا قِيلَ لَا قَالَ فَأَشَدُّكُمْ
 بَأْتِ هَلْ سَمِعْتُمْ نَبِيَّ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذْكُرُ
 كَذَا وَكَذَا شَيْئًا مِنْ شَأْنِهِ وَذَكَرَ
 أُرَاهُ كِتَابَةَ الْفَصْلِ قَالَ نَفْشًا أَلْتَبَى

لکھا تھا۔ تو علی رضی نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم میں نے تمہیں
 کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ (راوی نے) کہا کہ یہ سنکر اُن کے بعض
 نے بعض کی طرف دیکھا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا کہ کیا اسی کے
 لئے تم قتال کرو گے یا اسی کے لئے تم جماعت بنے ہو۔ اور علی جل کھڑے
 ہوئے چھوڑ دینے سے ایک قریہ کی طرف آیا کہ اپنے قریہ کی طرف نکل گئے پھر یہ لوگ چلے یہاں
 تک کہ عثمان رضی کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ تم نے ہمارے بارے
 میں ایسا اور ایسا لکھا تو عثمان نے فرمایا کہ اب تو صرف دو ہی باتیں
 ہیں کہ تم میرے مقابلہ پر دو گواہ مسلمانوں میں سے لائے گا اُن سے کہ جس کے
 سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ میں نے خود لکھا اور نہ ادا کر لیا۔ اور یہ بات تم جانتے ہو
 کہ خط دوسرے کی طرف سے (یعنی جعلی طور پر) لکھا جاسکتا ہے اور میری بھی
 دوسری مہر کے مطابق بنائی جاسکتی ہے۔ اس پر انہوں نے اُن سے کہا کہ خدا
 کی قسم اللہ نے تمہارا خون حلال کر دیا۔ اور انہوں نے وہ ہمد و ميثاق توڑ
 دیا۔ (راوی نے) کہا کہ انہوں نے اُن کو قصر میں گھیر لیا۔ اُس کے بعد عثمان
 قصر کے اوپر چڑھ کر اُن سے مخاطب ہوئے اور کہا السلام علیکم (راوی
 نے) کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے سلام کا جواب دیا بجز
 اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں جواب دیدیا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا
 کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیرون رومہ اپنے
 مال سے خریدا تھا تاکہ اس سے میٹھا پانی حاصل کروں۔ پھر اس کے بعد
 میں نے اپنی ڈول رسی کو مسلمانوں میں سے ایک عام شخص کی طرح قرار
 دے دیا۔ تو کہا گیا کہ ہاں، کہا کہ پھر کس بناء پر تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے
 سے مانع ہو رہے ہو اس حد تک کہ میں دریا کے پانی سے افطار کر رہا ہوں
 فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں نے زمین
 کا فلاں فلاں حصہ خریدا پھر اس کو مسجد میں شامل کر دیا کہا گیا کہ ہاں، کہا کہ کیا
 تم کسی شخص کو لوگوں میں سے جانتے ہو جس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا
 گیا ہو؟ کہا گیا کہ نہیں کہا کہ پھر میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے

وَجَعَلَ النَّاسَ يَقُولُونَ مَهْلًا عَنْ
 امير المؤمنين و نشا النبي و قام الاشتر
 فلا ادرى يومئذ ام يومنا آخر فقال
 لعنه قد مكبر به و بكلم قال فوطيه
 الناس حتى بقي كذا و كذا ثم انه
 اشتر عليهم مرة اخرى فوعظهم و
 ذكرهم فلم يأتوا ففهم الموعظة
 و كان الناس تأخذ فيهم الموعظة
 اول ما يسمونها فاذا اُعيت
 عليهم لم تأخذ فيهم الموعظة ثم
 فتح الباب و وضع المصحف بين يديه
 قال فحدثنا الحسن ان محمد بن ابى
 بكر دخل عليه فاخذ لحيته فقال له عثمان
 لقد اخذت منى مأخذا او قعدت
 منى مقعدا ما كان ابو بكر لياخذ او
 ليقعد قال فخرج وتركه قال و فى
 حديث ابى سعيد فدخل عليه رجل
 فقال بنى و بنك كتاب الله فخرج
 وتركه و دخل عليه رجل يقال له الموت
 الاسود و فحقه و فحقه ثم خرج فقال
 والله ما رأيت شيئا قط هو أليق
 من حلقه والله لقد خفته حتى رأيت
 نفسه مثل نفس الجان تردد فى جسده
 ثم دخل عليه آخر فقال بينى و
 بينك كتاب الله و المصحف بين يديه

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ایسا اور ایسا ذکر فرماتے تھے
 یعنی ان کی مدح میں جو ارشاد فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے (قول راوی) کہ
 آپ نے مفصل (قرآن کی بڑی سورتوں) کے لکھنے کا بھی ذکر کیا۔ کہا کہ
 اب لوگوں پر اس روک لگانے کا حال فاش ہو گیا اور انہوں نے یہ کہنا شروع
 کر دیا کہ امیر المؤمنین کا بیچا چھوڑو۔ اور نبی (یعنی پانی سے اور مسجد میں نماز
 سے روکنے کا حال) بخوبی ظاہر ہوا۔ اور اشتر کھڑا ہوا و راوی کہتا ہے کہ
 میں نہیں جانتا کہ اسی دن یا کسی اور دن، اور اس نے کہا کہ شاید یہ مکر کیا گیا
 ہے اس کے (یعنی اشتر کے) اور تھا ہے ساتھ۔ (راوی نے) کہا کہ پھر لوگ اس
 کے پیچھے ہو گئے حتیٰ کہ صرف اتنے اور اتنے باقی رہ گئے۔ پھر عثمان نے دوسری
 مرتبہ اوپر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا اور ان کو وعظ و نصیحت کی مگر ان نصیحت
 نے کوئی اثر نہیں کیا۔ حالانکہ لوگوں پر وعظ کا بہت اثر ہوا تھا جب پہلی مرتبہ
 اس کو سن رہے تھے لیکن جب ان کے سامنے نصیحت کا پھر اعادہ کیا گیا تو اب
 اس موعظت نے ان پر کچھ اثر نہ کیا۔ پھر عثمان نے دروازہ کھول دیا اور قرآن مجید
 کو سامنے رکھ لیا۔ کہا پھر ہم سے حسن نے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر عثمان کے
 پاس پہنچا اور ان کی ڈاڑھی پٹری توان سے عثمان نے کہا کہ تو نے میری جس
 چیز کو پکڑ لیا ہے یا رہ کہا کہ میرے مقابلہ پر جس جگہ تو آ بیٹھا ہے مالو بکر بھی یہ
 نہیں کر سکتا تھا کہ اس کو پکڑتا یا (دیکھا) کہ اس جگہ بیٹھا۔ کہا پھر وہ نکل گیا اور ان
 کو چھوڑ گیا۔ البوسید کی حدیث میں یہ ہے کہ پھر ان کے پاس ایک شخص
 پہنچا تو اس نے عثمان سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے
 تو وہ بھی نکل گیا اور ان کو چھوڑ گیا۔ پھر ایک شخص ان کے پاس پہنچا جس کو موت
 اسود کہا جاتا تھا اس نے ان کا گلہ گھونٹا اور اس کو دبا لے رکھا۔ پھر نکل گیا اور
 اس نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی ایسی کوئی نرم چیز نہیں دیکھی جو اس کے حلق سے
 زیادہ نرم ہو، واللہ میں نے اس کا یہاں تک گلا گھونٹا کہ میں نے اس کے سانس
 کو دیکھا کہ وہ سانپ کے سانس کی طرح اس کے جسم میں گھومتا رہا۔ پھر ایک آدمی
 آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے اور قرآن

کتاب اللہ والمصطفیٰ بن یریه
 فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِالسَيْفِ فَاتَّقَاهُ
 بِيَدِهِ فَقَطَعَهَا فَلَا أَدْرَى أَبَانَهَا
 أَوْ قَطْعَهَا فَلَمْ يَبِينَهَا فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ
 إِنِّي لَأَدُلُّ كَيْفَ خُفَّتِ الْمَفْصَلُ
 وَحَدَّثْتُ فِي غَيْصِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ
 فَدْخَلَ عَلَيْهِ التَّجِيبِيُّ فَاشْعَرَهُ بِشَقِيقِ
 فَانْتَفَعَ الدَّمُ طَلْعَ هَذِهِ الْآيَةِ
 فَسَيَّكَفِيكَ اللَّهُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
 الْعَلِيمُ وَإِنِّي فِي الْمَصِيفِ فَلَكُمُ
 وَأَخَذْتُ بِنْتُ الْفَرَاغَةِ فِي حَدِيثِ
 أَبِي سَعِيدٍ حَلِيلَهَا فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرٍ
 ذَاكَ قَبْلَ أَنْ يَقْتُلَ فَلَمَّا أَشْعَرَهُ
 قَتَلَ تَجَانَّتْ أَوْ تَفَاجَّتْ عَلَيْهِ فَقَالَ
 بَعْضُهُمْ قَاتِلُهَا اللَّهُ مَا أَظْهَرَ عَجِيزَتِهَا
 فَحَرَفْتُ أَنْ أَعْدَاءَ اللَّهِ لَمْ يَرِيدُوا
 إِلَّا الدُّنْيَا - وَأَخْرَجَ الْبُؤْكَرَ مِنْ جَبْهَمِ
 رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَهْرٍ قَالَ أَنَا شَاهِدٌ
 هَذَا الْأَمْرَ قَالَ جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَارٌ
 فَارْسَلُوا إِلَى عَثْمَانَ أَنْ يُبَيِّنَ فَمَا يُبَيِّنُ أَنْ نَذْكُرُ
 لَكَ أَشْيَاءَ أَحَدُثَتْهَا أَوْ أَشْيَاءَ
 فَعَلَتْهَا قَالَ فَارْسَلِ إِلَيْهِمْ أَنْ الْفَرَقُوا
 الْيَوْمَ فَانِي مُشْتَغَلٌ وَمِيعَادُكُمْ يَوْمٌ
 كَذَا وَكَذَا حَتَّى التَّشْرُونَ قَالَ الْبُؤْكَرُ
 أَتَشْرُونَ اسْتَعِدُّ لِمَنْ مَعَكُمْ قَالَ

مجید اُن کے سامنے تھا، تو اُس نے اُن پر تلوار چلائی جس کو انہوں نے
 اپنے ہاتھ سے روکا تو تلوار نے اُس کو کاٹ دیا۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اُس
 کو جدا کر دیا یا کاٹا مگر جدا نہیں کیا۔ تو عثمان نے کہا کہ آگاہ رہو واللہ یہ
 پہلی پھیل سی ہے جس نے مفصل کو کھٹا تھا۔ اور حدیث ابو سعید کے سوا دوسری
 حدیث سے یہ بات مجھے پہنچی کہ پھر اُن کے پاس عجیبی پہنچا جس کا نام کنانہ
 بن بشر تھا، تو اُس نے اُن کو چوڑی جال والے تیر سے زخمی کر دیا جس سے
 خون بہہ کر اس آیت پر گرا فسیکفیکلہم اللہ الہ اور مصحف (قرآن)
 میں اُس کا چمکا موجود ہے اور بنت الفرافصہ نے "حدیث ابو سعید میں
 ہے کہ اُن کی جلیب نے یعنی بیوی یا ونڈی" لیکر اُس کو اپنی گود میں رکھ لیا اور
 یہ قتل سے پہلے ہوا۔ پھر جب زخمی کئے گئے یا قتل کئے گئے تو وہ اُن کے
 اوپر لٹھی ہو گئیں یا اُن کے اوپر اوندھی پڑ گئیں، تو اُن میں سے بعض
 نے کہا کہ خدا اُسے مارے اس کی سُر میں کتنی بڑی ہے، تو میں نے بخوبی
 سمجھ لیا کہ اُن اللہ کے دشمنوں نے صرف دنیا ہی کا ارادہ کیا تھا کہ ان
 کی زبان سے جو گندہ جملہ نکلا وہ اُن کے خیالات کی گندگی کو عیاں کر دیا
 ہے، اور ابو بکر نے جہنم سے روایت کیا جو بنی فہر میں کا ایک شخص تھا
 اُس نے کہا کہ میں اس امر کا شاہد ہوں کہ سعد اور عمار آئے اور انہوں
 نے عثمان سے کہلو کر بھیجا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ
 آپ سے اُن باتوں کا ذکر کریں جو آپ نے پیدا کی ہیں یا دیوں کہا، کہ ان
 اشیاء کا ذکر کریں جو آپ نے کی ہیں۔ کہا اُس پر انہوں نے یہ کہلو کر بھیجا کہ آج
 واپس ہو جاؤ کیونکہ میں مشغول ہوں اور تم سے فلاں دن فلاں وقت مقرر
 ہے اس وقت میں جواب کے لئے تیار ہوں گا۔ ابو محسن نے کہا التشرن
 کے معنی ہیں استعید لخصومتکم کے (یعنی میں تیار ہو جاؤں تم سے جھگڑنے
 کے لئے) کہا کہ پھر سعد واپس ہو گئے مگر عمار نے واپس ہونے سے انکار
 کر دیا۔ اس کو ابو محسن نے دوسرے کہا۔ بیان کیا کہ اس پر عثمان کا بھیجا ہوا
 آدمی عمار کو لپیٹ گیا اور اُن کو مارا کہ جب یہ سب مع اپنے ساتھیوں

فَانصَرْتُ سَعْدٌ وَاَبْنَى عَمَارًا اِنْ يَنْصُرَكَ
 قَالَا ابُو مَعْصَنٍ مَرَّتَيْنِ قَالَ فَتَنَادَكَ
 رَسُولُ عَثْمَانَ فَضَرِبَهُ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا
 لِلْمِيعَادِ وَمِنْ مَعَهُمْ قَالَ لَهُمْ عَثْمَانُ
 مَا تَنْقُضُونَ مِنِّي قَالُوا نَنْقُضُكَ عَلَيْكَ فَرَدَّ بِكَ
 عَمَارًا قَالَ قَالَ عَثْمَانُ جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَارٌ فَارْتَضَتْ
 اِلَيْهَا فَاَنْصَرْتُ سَعْدٌ وَاَبْنَى عَمَارًا
 اِنْ يَنْصُرَكَ فَتَنَادَكَ رَسُولِي عَنْ غَيْرِ
 اَمْرِي فَوَاللَّهِ كَمَا امَرْتُ وَلَا رَضِيْتُ
 فِيْهِ زَهْدِي لَعَارٍ فَلْيَصْطَبِرْ قَالَ
 ابُو مَعْصَنٍ يَعْنِي يَقْتَضِي قَالُوا نَنْقُضُكَ عَلَيْكَ
 اَنْتُمْ جَعَلْتُمْ الْحُرُوفَ حَرْفًا وَاحِدًا
 قَالَ جَاءَنِي حَذَلِيْفَةُ فَقَالَ مَا كُنْتُ مَالِعًا
 اِذَا قِيلَ قِرَاءَةٌ فَلَانٌ وَقِرَاءَةٌ فَلَانٌ
 وَقِرَاءَةٌ فَلَانٌ كَمَا اخْتَلَفَ اَهْلُ الْكِتَابِ
 فَاَنْ يَكُ صَوَابًا فَمَنْ اَللّٰهُ وَاَنْ يَكُ
 خَطَاً فَمَنْ حَذَلِيْفَةُ قَالُوا نَنْقُضُكَ عَلَيْكَ
 اَنْتُمْ حَمَيْتُمْ اِيَّاهُ قَالَ جَاءَ تَنِي قُرَيْشٍ
 فَقَالَتْ اِنَّ لَكِيْنَتٍ مِنَ الْعَرَبِ قَوْمِ
 اَلَا لَهُمْ حَجٌّ يَرْعَوْنَ فِيْهِ غِيْرَنَا
 فَفَعَلْتُ ذَلِكَ لَهُمْ فَاَنْ رَضِيْتُمْ فَاَقْرَبُوا
 وَاَنْ كَرِهْتُمْ فَفَرَّقُوا اَوْ قَالَ لَا تُفَرِّقُوا شُكَّ ابُو مَعْصَنٍ قَالُوا
 وَنَنْقُضُكَ عَلَيْكَ اَنْتُمْ اسْتَمْعَلْتُمُ الشُّفْعَاءَ
 اَقَارِبَكُمُ قَالَ فَلْيَقُضِ اَهْلُ كُلِّ مِصْرٍ
 لِيَسْلُوْنِي صَاحِبَهُمُ الَّذِي يَرْجُوْنَهُ فَاَسْتَعْمَلُوْهُ

کے وقت معینہ پر جمع ہوئے تو ان سے عثمان نے کہا کہ کس بات پر
 آپ لوگ مجھ سے ناراض ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے ناراض ہیں
 اس وجہ سے کہ آپ نے عمار کو مارا۔ کہا کہ عثمان نے جواب دیا کہ سعد اور
 عمار آئے میں نے دونوں کے پاس پیغام بھیجا تو سعد واپس ہو گئے اور
 عمار نے واپسی سے انکار کر دیا تو میرا پیغام لے جانے والا عمار سے
 الجھ گیا بغیر میرے حکم کے۔ تو خدا کی قسم نہ میں نے حکم دیا اور نہ اس سے
 خوش ہوا۔ سو یہ میرا باغی ہے عمار کے لئے اُس کو چاہئے کہ مبرا کرے۔
 ابومعصن نے کہا یعنی قصاص لے لے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے
 ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے حروف متعددہ کو دو یعنی روایات
 متعددہ کو حروف واحد بنا دیا۔ عثمان رضی نے کہا کہ میرے پاس حذلیفہ
 آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ تم کیا کر دگے جب کہا جائے گا کہ یہ
 قراءت فلاں کی ہے اور یہ قراءت فلاں کی اور یہ قراءت فلاں
 کی ہے۔ جیسا کہ اہل کتاب نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ تو اگر
 یہ صواب ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر خطا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے۔
 انہوں نے کہا کہ ہم تم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ تم نے حجتی بنا دیا
 (ایک قطع زمین کو چراگاہ قرار دے دیا ایک خاص قبیلہ کے لئے)
 عثمان رضی نے کہا کہ میرے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے
 کہا کہ عرب میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کے پاس ایک خاص قطع
 چراگاہ کے لئے نہ ہو سوائے ہمارے تو میں نے اُس کو ان کے لئے
 مقرر کر دیا تو اگر تم راضی ہو تو برقرار رہنے دو اور اگر تم اُس کو برا
 سمجھتے ہو تو بدل دو یا یہ کہا کہ برقرار نہ رکھو۔ ابومعصن نے شک کا اظہار
 کیا انہوں نے کہا اور ہم آپ سے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ
 نے عامل بنایا بے عقل لوگوں کو جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ عثمان رضی
 نے کہا تو چاہئے کہ ہر شہر والے مجھ سے سوال کریں کہ ہم فلاں کو پسند
 کرتے ہیں اس کو عامل بنایا جائے تو میں اُس کو ان پر عامل بنا دوں گا۔

اور جس عامل کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کو معزول کر دوں گا تو بصرہ والوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں عبداللہ بن عامر سے تو اس کو ہم پر برقرار رکھئے اور اہل کوفہ نے کہا کہ سید کو معزول کیجئے یا ولید کو کہا۔ ابو محسن نے شک کیا اور ہم پر ابو موسیٰ کو عامل بنائیے تو انہوں نے ایسا کر دیا اور اہل شام نے کہا کہ ہم معاویہ سے راضی ہیں ان کو ہم پر برقرار رکھئے۔ اور اہل مصر نے کہا کہ ابن ابی سرح کو معزول کیجئے اور ہم پر عمرو بن العاص کو عامل بنائیے۔ تو ایسا کر دیا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا مگر یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے نکل گئے، کہا کہ پھر یہ لوگ واپس ہو گئے خوش ہو کر۔ پھر اس دوران میں کہ ان میں کے بعض لوگ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ ایک شتر سوار اُن کے پاس سے گذرا ان کو اس پر شک ہوا تو انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اُن کو اس کے پاس سے ایک خط برتن میں رکھا ہوا ملا جو اُن کے عامل کے نام تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ فلاں اور فلاں گورگرا کر دھیراں کی گردن مار دو۔ بیان کیا کہ یہ لوگ پھر واپس لوٹ آئے اور پہلے علیؑ کے پاس آئے، پھر علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ عثمانؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا خط ہے اور یہ آپ کی مہر ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں نے دیکھا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا ہے اور میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ کس پر گمان کرتے ہیں۔ ابو محسن نے کہا یعنی کس کو منہم قرار دیتے ہیں۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میرے کاتب نے فریب کیا اور اسے علی میرا گمان تمہاری طرف بھی ہے۔ کہا کہ اس پر اُن سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری طرف آپ کو کس وجہ سے گمان ہوا؟ کہا اس وجہ سے کہ یہ لوگ آپ کی اطاعت کرتے ہیں مگر تم نے اُن کو مجھ سے نہیں ہٹایا۔ کہا کہ پھر قوم نے عثمان کے جواب کو نہ مانا اور اس پر اڑ گئے۔ یہاں تک کہ ان کا محاصرہ کر لیا راوی نے کہا کہ پھر عثمانؓ نے اوپر چڑھ کر اُن سے کہا کہ کس وجہ سے تم میرا خون حلال قرار دے رہے ہو۔ خدا کی قسم کسی مسلمان

علیہم و اعزل عنہم الذی یحرمون قال قتال اہل البصرۃ رضینا بعد اللہ بن عامر فأقرہ علینا وقال اہل الکوفۃ اعزل سعیداً او قال الولید شک ابو محسن واستعمل علینا اباً موسیٰ ففعل وقال اہل الشام قد رضینا بمعاویۃ فأقرہ علینا وقال اہل مصر اعزل عنا ابن ابی سرح واستعمل علینا عمرو بن العاص ففعل قال فما جاءوا بشیء الا خرج منه قال فانصرفوا راضین فبینما بعضهم فی بعض الطریق اذ مر بہم راكب فاشہموہ فقتلوا فاصابوا معہ کتاباً فی اداۃ الی عالمہم ان خذ فلاناً و فلاناً فاضرب احناقبہم قال فرجعوا فبذوا بعلی فجاء معہم الی عثمان فقالوا هذا کتابک وهذا خاتمک فقال عثمان واللہ ما کتبت ولا علمت ولا امرت قال فمن تظن قال ابو محسن شہم قال اظن کاتبی غدروا لک بہ یا علی قال فقال لہ علی ولم تظننی بذک قال لا لک مطاع عند القوم قال ثم لم تر دہم عتی قال فابی القوم واکتوا علیہ حتی حصروہ قال فاشرف علیہم وقال

بِمَ تَسْتَحْيُونَ دِمِي فَوَاضِلٌ مَا حَلَّ دِمِي
اسرہ مسلمہ اللہ یا حدیثی ثلث مَرْتَبَةً
عَنِ الْإِسْلَامِ أَوْ ثَبِيَّتُ زَانٍ أَوْ
قَاتِلُ نَفْسٍ فَوَاضِلٌ مَا عُلْتُ شَيْئًا
مِنْهُنَّ فِي مَنْذَرٍ سَمْتُ قَالَ فَالْحِ الْقَوْمُ
عَلَيْهِ قَالَ وَنَاسِدَ عَثْمَانَ النَّاسُ إِنْ لَاتَرَانِ
فِيهِ مَجْمَعٌ مِنْ دِمِي فَلَقَدْ رَأَيْتُ ابْنَ
الزَّبِيرِ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ فِي كِتَابَةٍ حَتَّى يَهْزِمَهُمْ
وَلَوْ شَاءَ وَإِنْ يَقْتُلُوا مِنْهُمْ لَقَتَلُوا قَالَ
رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَحْرِيِّ دَانَهُ
لِيَضْرِبَ رَجُلًا بَعْرَضَ السَّيْفِ لَوْ شَاءَ
إِنْ يَقْتُلَهُ لَقَتَلَهُ دَكْنُ عَثْمَانَ عَزَمَ عَلَى
النَّاسِ فَأَمْسَكُوا قَالَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ
الْبُوعَمَرُ بْنُ بَدِيلِ الْخَزَاعِيِّ وَالتَّجِيبَةُ قَالَ
فَطَعْنَهُ أَحَدُهُمَا بِمَشْقِصٍ فِي أَوْدَاجِهِ
وَعَلَّاهُ الْأَحْمَرُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ انْطَفَوْا هَارِبًا بِبُيُوتِ الْبَلِيلِ
وَيَكُونُونَ بِالْبَهَارِ حَتَّى أَتَوْا بِلْدَ أَمِينَ مَصْرَ الشَّامِ قَالَ فَلَمَنُوا فِي
غَارٍ قَالَ فَبَاءَ بَطْنِي مِنْ تِلْكَ الْبِلَادِ مَعَهُ حَلَاةٌ قَالَ فَدَخَلَ
وَبَانَ فِي مَنَازِلِ الْحَارِ قَالَ فَفَرَّ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْغَارَ وَطَلَبَهُ
صَاحِبُهُ فَرَأَاهُمْ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِمْ فَاعْتَمَلُوا
مَعَاوِيَةَ قَالَ فَاجْتَرَهُ بِهِمْ قَالَ فَاجْتَرَهُمْ
مَعَاوِيَةُ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ أَمَّا اثْنَابَتُ
ذِي النُّورَيْنِ فَحَقِيقَتُ جَانِبِ خُودِ رَا
بِأَوْضَعِ بَيَانٍ وَكُشِفَتْ وَهِيَ شَبَاهَتُ
قَوْمٍ رَأَتْهَا أَحْمَرُ مَلْزَمٌ شَدِيدٌ وَجْهَتْ
بِرَأْيَانِهَا قَائِمٌ گشت پس بردایات

کاغون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات سے یا تو اسلام
سے پھر جانے والے سے یا شادی شدہ زانی سے یا کسی نفس کے قاتل
سے۔ تو دانتہ میں نے ان میں سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس دن سے
اسلام لایا ہوں، کہا کہ پھر قوم کے لوگ اسی پراٹھے رہے۔ راوی نے
کہا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو اس بات کی قسم دی کہ پچھنے سے نکلنے والے
خون کے برابر بھی اس بارے میں کسی کاغون نہ بہایا جائے۔ چنانچہ
دانتہ میں نے ابن الزبیر کو دیکھا کہ وہ ان پر لشکر ساتھ لے کر نکلتے تھے تاکہ
ان کو بھگا دیں اور اگر چاہتے تو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیتے۔
اور کہا کہ میں نے سعید بن الاسود البحری کو دیکھا اس حال میں کہ وہ
ایک شخص کے تلوار مار رہے تھے چوڑائی کی جانب سے، اگر وہ اس
کو قتل کرنا چاہتے تو قتل کر دیتے۔ لیکن عثمانؓ نے لوگوں پر بندش لگا
دی تھی (کہ کسی کو قتل نہ کریں)، اس لئے رک رہے تھے۔ راوی نے کہا
کہ پھر عثمانؓ نے پاس ابو عمرو بن بدیل الخزاعی اور تجیبہ پہنچے کہ ان
میں سے ایک نے چوڑی جھال کی برہمی سے ان کی گردن کی رگوں پر چوکا
بلا اور دوسرے نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ پھر یہ لوگ
بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ یہ لوگ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپتے رہے
یہاں تک کہ مصر اور شام کے درمیان ایک شہر میں پہنچے۔ راوی نے بیان کیا
یہ لوگ ایک غار میں چھپ گئے (اتفاق یہ ہوا کہ) ان شہر کے رہنے
والوں میں سے ایک نبطی ادھر آیا، اس کے ساتھ ایک گدھا تھا۔ اس
کے نتھنے میں کھیاں گھس گئیں اور وہ گھبرا کر بھاگا یہاں تک کہ ان لوگوں
کے پاس غار میں جا پہنچا اور اس کا مالک اس کی طلب میں پہنچا۔ اُس نے ان
لوگوں کو دیکھا تو وہ معاویہ کے عامل کے پاس پہنچا اور اُس کو ان لوگوں کی
خبر پہنچا دی۔ کہا کہ پھر ان کو معاویہ نے پکڑ لیا اور ان کی گردنیں مار دیں۔ ترا
حضرت ذوالنورین کا اپنے حق پر ہونے کو واضح بیان کے ساتھ ثابت کرنا اور
قوم کے شبہات کو اس حد تک دفع کر دینا کہ وہ لوگ ملزم نہ ہوں اور ان پر

چند تقریریں کیں۔ آخر ج ابوبکر من طریق عبد الملک بن ابی سلیمان قال سمعت ابی ایسی الکندی یقول رایت عثمان اطلع الی الناس وہو محصور فقال یا ایہا الناس لا تقتلونی و استنبوا فوائد لیکن قتلتونی لا تقاتلون جمیعاً ابداً ولا تجاہدونی عدواً ابداً وتختلفن حتی تصیروا کذا و شبک بین اصابعہ یقوم لہ یجزمکم شقائی ان یمسبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صالح و ما قوم لوط منکم ببغیہ قال و ارسل الی عبد اللہ بن سلام فسأل فقال الکف الکف فانه ابلغ کف فی الحجۃ فدخلوا علیہ فقتلوه و آخر ج ابوبکر عن ابن عون عن محمد بن سیرین قال اشرف علیہم عثمان من القصر فقال ایونی برجل اتالیہ کتاب الشیخ فأتوه بصعصعۃ بن موحان دکان شاباً فقال اما وجدتم احداً تأتونی برغیہ ہذا الشابت قال فتکلم صعصعۃ بکلام فقال لہ عثمان اتل فتال اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرہم لتقدیر فقال کذبت لیس ک ولا لاصحابک

حجت قائم ہو گئی تو اس کی تقریریں چند روایات سے کرتے ہیں۔ بیان کیا ابوبکر نے بروایت عبد الملک بن ابی سلیمان انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابویسی الکندی سے کہ عثمان اُپر سے لوگوں کے سامنے آئے جب کہ وہ محصور تھے اور فرمایا کہ اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو، صلح ہوئی کرو۔ وائے اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو جماعت بن کر مجھے قاتل نہ کر سکو گے اور کبھی کسی دشمن پر جہاد نہ کر سکو گے اور تم ٹکڑے ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اس طرح ہو جاؤ گے اپنی انگلیاں کھول کر دکھائیں یقوم لہ یجزمکم لہ (۸۹: ۱۱۱) اے میری قوم مجھ سے مندر (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور زمانہ میں نہیں ہوئی کہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ قتال سے ترسنا ضروری ہے یہ تمہارے لئے حجت بالغہ ہوگی پھر دشمن آگئے اور ان کو قتل کر دیا۔ اور ابوبکر نے ابن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو قصر کے اوپر سے دیکھا اور کہا کہ میرے پاس کئی ایسے شخص کولاد جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کروں۔ تو لوگ آپ کے پاس صعصعۃ بن موحان کولائے اور وہ ایک نوجوان تھا تو فرمایا کہ کیا تمہیں اس نوجوان کے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو میرے سامنے لاتے۔ کہا کہ پھر صعصعۃ نے کچھ گفتگو کی۔ تو اس سے عثمان نے کہا تلاوت کر تو اس نے کہا اذن للذین یقاتلون تا قدیر (۳۹: ۲۲) (اب رٹنے کی) ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے کافروں کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ بولا کہ اس آیت سے تمہارے لئے مجھ سے قتال کی اجازت مل گئی، یہ آیت تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے ہے۔ پھر عثمان نے تلاوت کی اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرہم لتقدیر یہاں تک کہ پہنچے والی ان اللہ علی نصرہم لتقدیر

ولكنها لي ولا صحابي ثم تلا عثمان
أَذِّنْ لِلَّذِينَ يُفَتَّا تَكُونُ بِأَنَّهُمْ
ظَلَمُوا وَرَأَى اللَّهُ عَلَى نَصْرِهِمْ
لَقْدِيرًا حتى بلغ وَ إِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ
الْمُؤْمَرِ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ
قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى عُمَانَ فَقَالَ
هَذِهِ الْأَنْصَارُ بِأَبَابٍ قَالُوا إِنَّ ثَابِتَ
إِنْ نَحْنُ الْأَنْصَارُ اللَّهُ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ
أَمَا قَالَ فَلَا - وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ الْحَسَنِ
قَالَ أَتَيْتُ الْأَنْصَارَ عُمَانَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
نَظَرْتُ اللَّهَ مَرَّتَيْنِ نَصْرًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَصْرًا قَالَ لَاحَاجَةٌ
لِي فِي ذَلِكَ أَرَجُّوا قَالَ الْحَسَنُ وَاللَّهُ
لَوْ أَرَادُوا أَنْ يَنْعُوهُ بَارِدِيَتِهِمْ لَمَنْعُوهُ
وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي اسْتَحْقٍ عَنْ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ لَمَّا خَصِرَ
عُمَانُ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ ثُمَّ قَالَ
أَذْكُرْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ حِرَاءَ
حِينَ انْقَضَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ حِرَاءَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا
نَبِيٌّ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قَالُوا نَعَمْ
قَالَ أَذْكُرْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي جَيْشِ
الْعُسْرَةِ مَنْ يَنْفَقْ نَفَقَةً مُتَقَبِّلَةً وَالنَّاسُ
مُجْهِدُونَ مَعْدُونَ فَيُجْزَتْ ذَلِكَ

اللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ مَكَم - اور نیز ابن سیرین سے یہ روایت
کی ہے کہ ابی زید بن ثابت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ انصار دروازے
پر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم اللہ کے انصار دو
مرتبہ بنیں تو ہم حاضر ہیں۔ تو آپ نے کہا اگر مقصد قتال ہے تو اجازت
نہیں۔ اور نیز حسن سے روایت ہے کہ انصار عثمان کے پاس آئے اور
انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم اللہ کی دو مرتبہ مدد کرنا چاہتے ہیں
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کی مدد کریں گے۔ تو
عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں واپس ہو جاؤ۔ حسن نے کہا
کہ واللہ اگر وہ ارادہ کرتے کہ ان کی حفاظت اپنی چادروں (یعنی تلواروں)
سے کریں تو یقیناً ان کی حفاظت کرتے۔ اور ترمذی نے ابو اسحق سے
روایت کی اس نے ابو عبد الرحمن سلمی سے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے
تو اپنے قصر کے اوپر سے لوگوں کے سامنے آئے پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا
کی قسم نے کہ یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہ حراء ہلنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا برقرار رہ اے حراء اتیرے
اوپر کوئی نہیں۔ بجز نبی اور صدیق اور شہید کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں
فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم کے ساتھ یاد دلاتے ہوئے پوچھتا ہوں کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت (یعنی
جنگ تبوک) میں فرمایا تھا کون خرچ کرے گا ایسا خرچ جو مقبول شدہ
ہو اور حال یہ تھا کہ لوگ مشقت اٹھا رہے تھے تنگ دست تھے تو میں
نے اس لشکر کو بلا سامان دیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلا کر پوچھتا ہوں
کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی نہیں پی سکتا تھا تو میں نے اس کو
خریدا اور اس کو تو نگر اور فقیر اور مسافر سب کے لئے عام کر دیا تو لوگوں نے کہا ہاں بیشک پھر
اور چند چیزوں کو انھوں نے شمار کرایا اور نیز روایت کی ابو مسعود جریری سے وہ عامر بن جرح
قشیری سے کہ میں دار عثمان کے سامنے موجود تھا جب عثمان اپنے سے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے
اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے اُن دونوں ساتھیوں کو لاؤ جنہوں نے
تم کو مجھ سے پسٹا رکھا ہے۔ کہا تو ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دو اونٹ

تھے یا گویا کہ وہ دو گدھے تھے۔ کہا کہ پھر عثمان لوگوں کے سامنے اوپر سے ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ بنے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور یہاں بیر رومہ کے سوا اور کسی کنویں کا پانی خوشگوار نہیں تھا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر کے مرتبہ کا قرار دے وہ جنت میں اس خیر کی جزا پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھ ہی کو روک رہے ہو کہ میں اس کا پانی پیوں یہاں تک کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک ابھر کہا کہ میں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ بنے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی اہل مسجد کے لئے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل فلاں کا مکان خرید کر اس کو مسجد میں اضافہ کرے گا وہ جنت میں اس خیر کی جزاء پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ بنے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے (جنگ تبوک میں) حبشہ عسرت کو اپنے مال میں سے تمام سامان دیا تھا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ بنے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر اور عمر تھے اور میں تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتھر نشیب میں لڑھک کر گرے۔ کہا کہ پھر آپ نے اُس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ساکن اسے شبیر البترے اور ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم لوگوں نے میرے حق میں شہادت دی

الجبیش قالوا نعم قال اذکرکم باللہ ہل تعلمون رومۃ لم یکن یشرَبُ منہا احدٌ الا ثمن فابتعہا فبعلتہا للغنی و الفقیر وابن السبیل قالوا اللہم نعم واشیاء عذبا وانحدرج ایضا عن ابی مسعود الجریری عن ثمانۃ بن حزن القشیری قال شہدت الدار میں اشرف علیہم عثمان فقال ایتونی بصاحبکم الذین اکتباکم علی قال فجئی بہما کانہما جملان او کانہما حماران قال فاشرف علیہم عثمان فقال اللہکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد تم الدینۃ ولین بہاء یتعذب لہ غیر بیرومۃ فقال من یشتري بیرومۃ فیعمل دولہ مع دلاء المسلمین یخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعون ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللہم نعم فقال اللہکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان المسجد ضاق بالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یشتري بقتۃ آل فلاں فیزید لہ فی المسجد یخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب

مالی و انتم الیوم تمنعونی ان اُصلیٰ
 فیہا رکعتین قالوا اللہم نعم قال
 انشدکم بالحد و بالاسلام ہل
 تعلمون انی بہجت جیش العسرة
 من مالی قالوا اللہم نعم قال انشدکم
 بالحد و بالاسلام ہل تعلمون ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
 علی شبر مکہ و معہ ابوبکر و عمرو
 انا فخرک ابجل حتی تأسقط حجارته
 بالحفیض قال فرکضہ برجلہ فقال
 اسکن شبر فانما علیک نبی و صدیق
 و شہیدان قالوا اللہم نعم قال
 اللہ اکبر شہدوا لی و رب الکعبۃ
 انی شہید ثلاثہ و اخرج احمد من
 طریق یحیی بن سعید عن ابی امامۃ
 بن سہیل قال کنا مع عثمان و ہو
 محصور فی الدار فدخل مدخلا کان
 اذا دخلہ لیسع کلامہ من علی البلاط
 قال فدخل ذلک المدخل و خرج الینا
 و قال انہم یتوعدونی بالقتل آنف
 قال قلنا یکفیکہم اللہ یا امیر المؤمنین
 و ہم یقتلوننی سمعت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یقول لا یجلی دم
 امرء مسلم الا باحدی ثلاث رجل
 کفر بعد اسلامہ أو زنا بعد احصائه

میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ کہا۔ اور احمد نے روایت کیا بسند یحییٰ
 بن سعید الوامد بن سہیل سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عثمان کے ساتھ
 تھے جب وہ قصر میں محصور تھے تو وہ ایک اندر جانے کی جگہ میں داخل
 ہوئے اور ہماری طرف نکلے اور کہا کہ یہ لوگ ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں
 دے رہے ہیں۔ کہا، تو ہم نے کہا کہ آپ کے لئے اُن کے مقابلہ پر اللہ
 کافی ہے اے امیر المؤمنین۔ آپ نے کہا آخر یہ لوگ کس بناء پر مجھے قتل
 کریں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے
 تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات کی
 وجہ سے۔ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا زنا کرے بعد شادی شدہ
 ہونے کے یا اُس نے کسی نفس کو قتل کیا تو ان صورتوں میں قتل کیا
 جائے گا تو اللہ جب سے مجھے اللہ عزوجل نے ہدایت کی میں نے
 کبھی پسند نہیں کیا کہ اپنے دین کا کوئی بدل اختیار کروں اور میں نے
 کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ میں نے کسی نفس
 کو قتل کیا تو کس بناء پر مجھے وہ قتل کریں گے۔ اور احمد نے روایت
 کیا بسند اوزاعی محمد بن عبد الملک بن مردان سے کہ انہوں نے
 روایت کیا مغیرہ بن شعبہ سے کہ وہ عثمان کے پاس پہنچے جب کہ وہ
 محصور تھے اور کہا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور جو ابتلاء آپ
 پر نازل ہوا وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور میں تین بہتر تجویزیں آپ
 کے سامنے پیش کرتا ہوں اُن میں سے ایک کو آپ اختیار کر لیجئے
 یا تو آپ نکلیں اور اُن سے قتال کریں بلاشبہ آپ کے ساتھ بڑی
 تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اور یا آپ اپنے
 لئے اس دروازے کے علاوہ جس پر لوگ موجود ہیں دوسرا دروازہ
 کھول لیں پھر اپنی سواروں پر بیٹھ کر مکہ پہنچ جائیں تو جب تک آپ
 وہاں رہیں گے یہ لوگ ہرگز آپ کا خون حلال نہیں قرار دیں گے اور
 یا پھر آپ شام پہنچ جائیں کیونکہ وہ لوگ اہل شام ہیں (یعنی بہادر

او قتل نفساً فقتل بہا فواللہ
 مَا حَبَبْتُ اَنْ لِّی بَدِیْنِی بَدلاً مِنْ دَہَانِی
 اللہ عزوجل ولا زینت فی جاہلیتہ
 ولا اسلام قط ولا قلت نفساً فبہم
 یقتلون۔ واضحہ احمد من طریق
 الاوزاعی عن محمد بن عبد الملک
 ابن سروان انه حدث عن النبیۃ بن
 شعبۃ انه دخل علی عثمان وهو مصور
 فقال انک امام العائتہ وقد نزل
 بک ماتری وانی اعرض علیک خصالاً
 ثلثاً اخر احدہن انا ان تخرج
 فتقاتلہم فان معک عدداً وقوۃ و
 انت علی الحق وہم علی الباطل وانا
 ان تحرق لک بابا سوی الباب الذی
 ہم علیہ فتقع علی رواجیک فلتخی بکتہ
 فانہم لن یستلکوک وانت بہا وانا
 ان تلحق بالشام فانہم اہل الشام و
 فیہم معاویۃ فقال عثمان فاما ان
 اخرج فاقابل فلن اکون اول من
 خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی امتہ یسفک الدماء واما ان اخرج
 الی مکۃ فانہم لن یستلونی بہا فانی
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول یلجئ رجل من قریش بکتہ
 یکون علیہ نصف عذاب العالم فلن اکون

اور وفادار اور اُن میں معاویہ موجود ہے۔ تو عثمان نے کہا کہ بات کہ
 میں نکل کر قتال کروں تو میں ایسا پہلا خلیفہ بننا ہرگز نہیں بننا چاہتا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی امت میں جو اُن کے خون
 بہائے اور رہی یہ بات کہ میں مکہ کی طرف چلا جاؤں تو وہ ہرگز میرا
 خون وہاں حلال نہ سمجھیں گے، تو میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ قریش میں کا ایک شخص مکہ میں کچ روپی اختیار کرے
 گا جس پر کل عالم کے نصف کے برابر عذاب ہوگا تو میں ہرگز وہ شخص بننا
 نہیں چاہتا۔ رہی یہ بات کہ میں شام چلا جاؤں کہ وہ اہل شام ہیں اور
 اُن میں معاویہ ہے تو میں ہرگز اپنے دارِ ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے حواری سے جدا نہ ہوں گا۔ اور احمد نے روایت کیا
 برسند ابو عوانہ عمر بن جادان سے، کہا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم
 حج کے لئے چلے۔ جب ہم مدینہ سے گزرنے لگے تو ابھی ہم اپنی منزل
 ہی میں تھے کہ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے کہا کہ مسجد میں
 لوگوں میں گھبراہٹ پھیل رہی ہے تو میں اور میرا ساتھی چلے۔ دیکھا
 کہ لوگ مسجد میں چند لوگوں کے سامنے جمع ہیں، کہا کہ پھر میں اُن کے
 پیچ میں سے گزرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ دیکھا کہ
 علی بن ابی طالب اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضوان
 اللہ علیہم ہیں۔ کہا کہ فوراً ہی سرعت کے ساتھ چلتے ہوئے عثمان رضی
 اللہ عنہ مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں علی ہیں؟ لوگوں
 نے کہا کہ ہاں، کہا کیا یہاں زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کیا یہاں
 طلحہ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، کہا کیا یہاں سعد ہیں؟ لوگوں نے کہا
 کہ ہاں (پھر اُن سے ملے اور) اور فرمایا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر
 پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی بنی فلاں کے تھکان (یعنی جانوروں
 کے رکھنے کی جگہ کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دے گا تو میں

نے اس کو خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو اور اس کا اجر تیرے لئے مقرر ہے۔ تو ان سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون خریدے گا بیرون کو تو میں نے اس کو اتنے میں اور اتنے میں خرید لیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے یعنی بیرون کو تو فرمایا کہ اس کو تمام مسلمانوں کے پینے کے لئے عام کر دو اور اجر تمہارے مقرر ہو گا۔ ان سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت کے دن قوم کے چہروں پر نظر ڈالی۔ اور فرمایا کہ جو ان کو سامان دے گا اللہ اس کی مغفرت کرے گا تو تمام سامان میں نے دیا تھا یہاں تک کہ مہار (ناک کی نیل کی رسی) اور گلے کی رسی کی ضرورت بھی باقی نہ چھوڑی۔ انہوں نے کہا یا اللہ بیشک عثمان نے کہا یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ پھر لوٹ گئے۔ اور احمد نے روایت کیا بسند ابو عبادہ زرقی زید بن اسلم سے اُس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں حاضر تھا عثمان کے پاس جس دن ان کا محاصرہ کیا گیا تھا موضع الجناز میں۔ اور وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ اگر کوئی پتھر ڈالا جاتا تو وہ نہ گرتا مگر کسی شخص کے سر پر۔ تو میں نے دیکھا عثمان کو کہ انہوں نے اُس کھڑکی سے جو مقام جبریل علیہ السلام سے نزدیک ہے جھانکا اور کہا اے لوگو کیا تم میں ظلم ہے؟ تو سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں ظلم ہے؟

أَنَا أَيَّاهُ وَا مَا ان اَحَقَّ بِالشَّامِ فَانْهَمِ
اَهْلُ الشَّامِ وَفِيهِمْ مَعَاوِيَةُ بْنُ اِفَارِقٍ
وَاَرَبَجَرْتِ وَمَجَاوِرَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّي
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ مِنْ
طَرِيقِ اِلَى عَوَانَةِ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَادَانَ
قَالَ قَالَ الْاَحْمَدُ اَنْطَلَقْنَا مَجَاوِرًا فَمَرَرْنَا
بِالْمَدِينَةِ فَبَيْنَمَا نَحْنُ فِي مَنْزِلِنَا اِذْ
جَاءَنَا آيَةُ فَقَالَ النَّاسُ مِنْ فَرْعٍ
فِي الْمَسْجِدِ فَاَنْطَلَقْتُ اَنَا وَصَاحِبِي فَاِذَا
النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى نَفَرٍ فِي الْمَسْجِدِ
قَالَ فَخَلَلْتُهُمْ حَتَّى قُمْتُ عَلَيْهِمْ فَاِذَا عَلِيٌّ
ابْنُ اَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ
ابْنُ اَبِي وَقَاصٍ رَضَوْنَ اَنْتُمْ عَلَيْهِمْ قَالَ
فَلَمْ يَكُنْ ذَكَرٌ بِاسْرَعٍ مِنْ اَنْ
جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِشِي فَقَالَ
اَهْبِنَا عَلَيَّ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اِهْبِنَا الزُّبَيْرُ
قَالُوا نَعَمْ قَالَ اِهْبِنَا طَلْحَةُ قَالُوا
نَعَمْ قَالَ اِهْبِنَا سَعْدُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ
اَنْتُمْ كُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ
اَتَعْلَمُونَ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْتَاعُ مَرْبَدَ
بَنِي فُلَانٍ غُفِرَ اللّٰهُ لَهُ فَاَتَبَعْتُهُ فَاَتَيْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
اِنِّي قَدْ اَتَبَعْتُهُ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِي
مَسْجِدِنَا وَاجْعَلْهُ كَكَ قَالُوا نَعَمْ

قال انشدکم باللہ الذی لا الہ الا ہو
 اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قال من یتأتع بیر رومۃ
 فابتغیٰ بکذا وکذا فاتیت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی
 قد ابتغیتہا یعنی بیر رومۃ فقال اجعلہا
 سقائیۃ للمسلمین واجبرہا لک
 قالوا نعم قال انشدکم باللہ الذی
 لا الہ الا ہو اتعلمون ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجہ القوم
 یوم حبیش القسرة قال من یجہز
 بولاء غفر اللہ لہ فجزئہم حتی یفقدون
 خطا ولا عقالا قالوا اللہم نعم قال
 اللہم اشہد اللہم اشہد اللہم
 اشہد ثم انصرف واخرج
 احمد من طریق ابی عبادۃ الزرقی عن
 زید بن اسلم عن ابیہ قال
 شہدت عثمان یوم حصر فی موضع
 الجناز ولو القى حجر لم یقع الا
 علی رأس رجل فرأیت عثمان ثرث
 من الخوخۃ اللتی تلی مقام جبریل علیہ
 السلام فقال یا ایہا الناس اذیکم
 طلحۃ فکتوا ثم قال ایہا الناس
 اذیکم طلحۃ فکتوا ثم قال ایہا الناس
 اذیکم طلحۃ فقام طلحۃ بن عبید اللہ فقال

پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ
 ہے؟ پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں
 طلحہ ہے؟ تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے۔ تو ان سے
 عثمان نے کہا کیا میں تم کو یہاں دیکھنے سے موجود نہیں دیکھ رہا
 ہوں۔ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم کسی قوم کی جماعت میں موجود
 ہوتے ہوئے میری آواز کو سنو گے تین مرتبہ پکارنے کے بعد
 پھر بھی مجھے جواب نہ دو گے۔ اے طلحہ میں تم کو خدا کا واسطہ
 دیکر کہتا ہوں کیا تم کو اس دن کی بات یاد ہے جب کہ میں اور
 تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
 مقام میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں
 سے میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ طلحہ نے
 کہا ہاں! پھر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہا اے طلحہ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس کے ساتھ اس
 کے اصحاب میں سے اس کی امت میں سے ایک رفیق ہوتا
 ہے جو جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان آپ
 مجھ سے ہی مراد لے رہے تھے میرا رفیق ہے جنت میں
 میرے ساتھ ہوگا۔ طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک اور پھر عثمان
 لوٹ گئے۔ اور ان تمام اشکالات میں سے جو کہ امیر المومنین
 عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ مخالفین
 ان کے اعمال سابقہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس صورت سے
 کہ وہ غزوہ بدر میں حاضر نہ ہوئے اور آحد میں فرار کر گئے
 اور بیعت رضوان میں غائب تھے۔ عبداللہ بن عمر نے
 نہایت عمدہ طریق پر اس کا جواب دیا۔ بخاری نے روایت
 کی عثمان سے جو ابن مہب ہے کہا کہ اہل مصر میں سے ایک
 شخص آیا اور اس نے حج بیت اللہ کیا۔ پھر ایک قوم کو

لہ عثمان الا اراک ہینا ما کنت اراہی
انک تکون فی جماعۃ قوم تسمع ندائی
آخر ثلاث مرات ثم لا تجیبہ
انشدک بالشد یا طلحۃ تذکر یوم
کنت وانت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی موضع کذا وکذا
لیس معہ احد من اصحابہ غیری
وغیرک قال نعم فقال لک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا طلحۃ انہ لیس
من نبی الا ومعہ من اصحابہ رفیق
من امتہ معہ فی الجنۃ وان عثمان
ہذا یعینہ رفیقہ معی فی الجنۃ
قال طلحۃ اللہم نعم ثم انصرف وازجلمہ
اشکالاجیک بر امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنہ ایراد نمودند یکی آن است کہ
قدح کردند در سابقہ او بانکہ
در مشہد بدر حاضر نشد و در احد
فرار نمود و در بیعت رضوان غائب بود
عبداللہ بن عمر متصدی جواب آن
شد باحسن وجہ آخر جہ بخاری
عن عثمان ہوا بن مویب قال جاء رجل
من اہل مصر حج البیت فرأی
قوماً جلوساً فقال من هؤلاء القوم
فقالوا هؤلاء قریش قال فمن الشیخ
فیہم قالوا عبد اللہ بن عمر قال

بیٹھا ہوا دیکھا تو بولا کہ یہ کونسی قوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ
یہ قریش ہیں۔ بولا کہ ان میں شیخ کون ہے؟ لوگوں نے
کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ کہا کہ اسے ابن عمر میں تم سے ایک
بات کے بارے میں سوال کرتا ہوں، مجھے جواب دو۔ کیا
تم جانتے ہو کہ عثمان یوم احد میں بھاگ گیا تھا؟ انہوں
نے کہا ہاں! پھر کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بدر سے غائب
رہا اور اس میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں!
پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب
رہا اس میں بھی حاضر نہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو
اس نے کہا (یعنی اپنی فتح کا لغوہ لگایا) اللہ اکبر۔ ابن عمر نے
کہا کہ آئیں تجھ پر حقیقت ظاہر کر دوں۔ یوم احد میں اُن
کے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن
کو معاف کر دیا اور اُن کی مغفرت کر دی۔ اور رہا اُن کا
بدر سے غائب رہنا تو وہ اس بناء پر تھا کہ اُن کے نکاح
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ
بیمار تھیں۔ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والے شخص کے برابر
اجر ملے گا اور غنیمت کا حصہ بھی (اس کی دیکھ بھال کے
لئے تم یہیں ٹھہرو) رہا اُن کا غائب ہونا بیعت رضوان
سے تو اگر مکہ کے اندر کوئی عثمان سے زیادہ صاحبِ عزت
موجود ہوتا تو اُن کی جگہ اس کو بھیج دیتے اس لئے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا اور بیعت رضوان
واقع ہوئی تھی عثمان کے مکہ کی طرف جانے کے بعد تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو یہ فرمایا
تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو اپنے (دائیں) ہاتھ پر

یا ابن عمر انی سائلک عن شئی
فقد شئنی ہل تعلم ان عثمان فتر یوم
احمد قال نعم قال تعلم انه تغیب
عن بدر ولم یشہد ہا قال نعم قال
تعلم انه تغیب عن بیعتہ الرضوان
فلم یشہد ہا قال نعم قال اللہ اکبر
قال ابن عمر تعال ابین کف انا
فرارہ یوم اُحد فاشہد ان اللہ
عفا عنه وغفر لہ واما تغیبہ
عن بدر فانه کانت تحتہ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت مرلیضہ
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان کف اجر رجل من شہد بدر
وسہمہ - واما تغیبہ عن بیعتہ
الرضوان فلو کان بیطن کف اعز من
عثمان لبعثہ مکانہ فبعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عثمان وکانت
بیعتہ الرضوان بعد ما ذہب عثمان
الی مکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سیدہ الیمنی ہذہ ید عثمان
فغضب بہا علی یدہ فقال ہذہ لعثمان
فقال لہ ابن عمر اذہب بہا الان
مکک و حضرت عثمان خود نیز ازان
جواب شانی دادہ آخر جرح احمد عن
عاصم عن شقیق قال لقی عبد الرحمن

مارکہ فرمایا کہ یہ (بیعت عثمان کے لئے ہے۔ پھر اس شخص
سے ابن عمر نے کہا کہ اب اپنے ساتھ ان (جوابوں) کو بھی
لیتا جا۔ اور حضرت عثمان نے خود بھی اُن کا جواب شافی دیا
ہے۔ احمد نے روایت کیا ہے عاصم سے اُنہوں نے
شقیق سے، اُنہوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن حوف نے
طلاقات کی ولید بن عقبہ سے، تو اُن سے ولید نے کہا کہ
کیا بات ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم نے دکھ پہنچایا
ہے امیر المومنین عثمان کو تو اس سے عبد الرحمن نے کہا کہ
تم ان کو میری بات پہنچا دو کہ میں نے یوم عینین میں فرار
نہیں کیا۔ عاصم نے کہا کہ وہ یوم اُحد کی طرف اشارہ کر رہے
تھے۔ اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہ گیا ہوں اور نہ میں نے
عمر کے طریقے کو چھوڑا۔ کہا کہ پھر ولید گئے اور عثمان رضاکو یہ بات بتادی
تو آپ نے فرمایا کہ اُن کا یہ کہنا کہ یوم عینین میں میں نے فرار
نہیں کیا مجھے کیسے عار دے سکتا ہے ایسی حیثیت پر (یعنی کیسے
داغدار بنا سکتا ہے) جس کو اللہ تعالیٰ نے خود بخود
کر دیا اور فرمایا (ان الذین تولوا منکم الذین ردوا)
یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھردی تھی جس روز
کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی
بات نہیں ہوئی کہ اُن کو شیطان نے لغزش دے دی
اُن کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو معاف فرمادیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ میں یوم بدر میں
میں پیچھے نہیں رہا۔ تو بات یہ تھی کہ میں رقیۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں لگا ہوا تھا
یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے (اموال غنیمت میں) میرا حصہ لگایا تھا وہ حاکم

بن عوف الولید بن عقبہ فقال له
الولید مالی اراک قد جوت
امیر المؤمنین عثمان فقال له عبد الرحمن
ابلیغہ انی لم افر یوم ینین قال
عاصم یقول یوم اجد ولم تخلف یوم
بدیر ولم ترک سنۃ عمر قال فانطلق
فخبر ذلک عثمان فقال اما قوله انی
لم افر یوم ینین فلیف یخبرنی بنی
قد عفا اللہ عنہ فقال ان الذین
توتوا منکم یوم النقی اجتمعوا انما
استزکم الشیطان ببعض ما
کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم
واما قوله انی لم تخلف یوم بدیر
فانی کنت امر من رقیۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ
فقد شہد واما قوله انی لم ترک سنۃ
عمر فانی لا اطمینا ولا ہوقاۃ فحدثہ
بذلک۔ وازان جملہ آنکہ نہی میفرمود
از تمتع حال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تمتع کردہ اند و جواب این
اشکال خود حضرت ذی النورین تقریر فرمود
اخرج احمد عن سعید بن المسیب قال
خرج عثمان حاجا حتی اذا کان ببعض
الطریق قیل لعلی رضوان اللہ علیہما
انہ قد نہی عن التمتع بالعمرة الی الحج

ہو گیا۔ رہا اُن کا یہ کہنا کہ میں نے سنتِ عمر کو ترک نہیں کیا تو
حقیقت یہ ہے کہ اس کی طاقت نہ میں رکھتا ہوں نہ وہ۔ تو تم
اُن کے پاس جاؤ اور میری گفتگو ان سے نقل کر دو۔ اور
ان اشکالات میں سے ایک یہ ہے کہ تمتع سے منع کرتے
تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا ہے
اور اس اشکال کے جواب کی خود حضرت ذی النورین نے تقریر
کی ہے۔ احمد نے سعید بن المسیب سے روایت کیا، کہا کہ
عثمان حج کے لئے نکلے جب کہ وہ راستہ کے ایک حصہ پر
تھے تو علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تمتع کیا ہے
عمرہ سے اُس کو حج کے ساتھ ملا کر مفتوح ہونے سے۔ تو
علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب عثمان
کو حج کریں تو تم بھی کو حج کرو پھر علی نے اور اُن کے اصحاب
نے عمرہ کا احرام باندھا اور لبیک پکار کر کہا۔ تو عثمان
رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اُن سے گفتگو نہ کی۔
تو اُن سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے
کہ آپ تمتع سے منع کرتے ہیں (راوی نے) کہا کہ آپ
نے کہا بیشک! انہوں نے کہا تو کیا آپ نے نہیں سنا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا تھا کہا تمہیں نہیں
اور روایت کیا احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے
کہا کہ میں نے سنا عبد اللہ بن شقیق سے وہ کہتے تھے
کہ عثمان تمتع سے منع کیا کرتے تھے اور علی تمتع کا تبلیہ
کرتے تھے تو اُن سے عثمان نے کچھ کہا تو اُن سے علی نے
کہا کہ بلاشبہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایسا کیا ہے تو عثمان نے کہا کہ ہاں لیکن ہم
خائف تھے۔ شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے پوچھا

کہ ان کو خوف کیسا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اور تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے مختلف معانی میں مشترک ہونے کے سبب سے دشواری پیدا ہوئی ہے۔ کبھی لفظ تمتع کا اطلاق کیا جاتا ہے حج کو فسخ کر دینے پر عمرہ سے اگر بیت اللہ کا طواف کرے اور ہدی اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو جیسا کہ ابن عباس کا مذہب ہے۔ اور یہ مخصوص ہوگا سال حجۃ الوداع کے ساتھ اس سبب سے کہ قوم ایام حج میں عمرہ کو کھیل نہ بنالیں اور رسم جاہلیت کے ابطال کی غرض سے بھی اور حضرت عثمان کا یہی مقصود ہے جہاں آپ نے تمتع سے بطریق تاکید روکتے ہوئے یہ فرمایا کہ لیکن ہم خائف تھے۔ اس جگہ دشمن سے غور مراد نہیں بلکہ عادت جاہلیت کے جاری ہو جانے اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے بیٹھ جانے کا خوف مراد ہے۔ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے طواف زیارت سے پہلے طواف قدوم کے ادا کرنے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو طواف زیارت سے مقدم کر دینے پر یہاں تک کہ صورت عمرہ کی پیدا ہو جائے۔ اور یہ قوم کا متفق علیہ ہے۔ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اشہر حج میں عمرے کے ادا کرنے اور اس سے حلال ہونے اور اسی سفر میں حج کے ادا کرنے پر اس احرام سے جو کہ جوہ مکہ میں باندھا جائے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان حج اور عمرے کے درمیان فصل کرے اور ہر ایک کو علیحدہ زمانے میں جداگانہ سفر سے ادا کرنے کو بہتر جانتے تھے۔ اور اس تمتع کو اس کی مشروعیت کے قائل ہونے کے ساتھ فضیلت میں کم مرتبہ کا سمجھتے تھے۔ اور اس مبحث کو خلاصہ کے طور پر اس مقام سے کچھ زائد تفصیل کے ساتھ

نقل علی رضی اللہ عنہ لا صحابہ اذا ارتحلوا فآملوا و اصحابہ بعمرۃ فلم یسلمہ عثمان رضی اللہ عنہ فی ذلک فقال لہ علی رضی اللہ عنہ الم انجز انک نہیت عن التمتع قال فقال لہ قال فلم تسبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمتع قال لہ داخر ج احمد عن شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت عائشہ بن شقیق یقول کان عثمان ینہی عن التمتع و علیؑ ینہی بہا فقال لہ عثمان قولاً فقال لہ علیؑ لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک قال عثمان اجل و لکننا کنا خائفین قال شعبۃ فقلت لقتادۃ ما کان خوہم قال لا ادری۔ و تحقیق مقام آن است کہ اینجا بسبب اشتراک لفظ تمتع در معانی شش صعبت مقام بہم رسید گاہی تمتع اطلاق کردہ میشود بر فسخ حج بعمرہ اگر طواف بہ بیت کند و ہدی با خود نداشتہ باشد کہا ہو مذہب ابن عباس و این مخصوص بود بسال حجۃ الوداع بسبب کجای قوم در باب عمرہ در ایام حج و برای ابطال رسم جاہلیت

وہیں است مقصود حضرت عمر و
عثمان چائیکہ بنی میگردند از تمتع
بطریق تائکید قول و لکن کنا خائنین اینجا
خوف از عدو مراد نیست بلکہ خوف از
استمرار عادت جاہلیت و سرخ آن در قلوب
ناس مراد است۔ و گاہی اطلاق کردہ
میشود بر ادای طواف قدوم پیش
از طواف زیارت و تقدیم سعی بن
الصفا و المروہ بر طواف زیارت تا آنکہ
صورت عمرہ پیدا شود و این مجمع علیہ قوم
است و گاہی اطلاق کردہ میشود بر
ادای عمرہ در اشہر حج و حلال شدن
از وی واداکردن حج در همان سفر بہ
احرامیکہ از جوہ مکہ باشد و
حضرت عمر و حضرت عثمان فصل در میان
حج و عمرہ و ادای ہر یکی بفسر علیحدہ
در زمان علیحدہ بہتر میدانستند و این
تمتع را مفضول باوجود قول بمشروعیت
آن و این مجتہ رانی بحسدہ در
کثر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
مفصل تر مذکور کردیم۔ بالجملہ بعد تامل
بلیغ و ازالہ صحتی کہ از جہت اشتراک
حاصل شدہ اشکال مشکاشی میگرد
اخر ج احمد بن عبد اللہ بن الزبیر
قال واللہ اتالمع عثمان بالمحفۃ و معہ

مناقب فاروق اعظم میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اکمال بخوبی
غور و فکر کے ساتھ اس دشواری کو زائل کرنے کے بعد
جو لفظ تمتع کے مشترک معانی سے اشکال ہوتا ہے وہ ختم
ہو جاتا ہے۔ احمد نے روایت کیا عبد اللہ بن زبیر سے
کہا کہ واللہ ہم عثمان کے ساتھ تحفہ میں تھے اور اُن کے
ساتھ اہل شام کا ایک قافلہ تھا جس میں حبیب بن
سلمہ فہری تھے جب کہ عثمان نے کہا ”اور اُن سے ذکر کیا
گیا تھا عمرے کو حج سے ملا کر تمتع (منتفع) ہونے کا“
کہ پورا پورا حج اور عمرہ یہ ہے کہ دونوں حج کے مہینوں میں
جمع نہ ہوں۔ تو اگر تم اس عمرہ کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ
اس بیت کی زیارت (دومرتبہ کر کے) دو زیارتوں سے کرو
تو یہ افضل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں وسعت رکھی
ہے۔ اور علی بن ابی طالب بطن دادی میں اپنے اونٹ کو
چارہ کھلا رہے تھے اُس وقت اُن کے پاس وہ بات پہنچی
جو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی تو وہاں سے روانہ ہو کر عثمان رضی
اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ نے اُس سنت پر توجہ
کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی
اور اُس رخصت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے
بندوں کو دی ہے۔ تم اس بارے میں اُن پر تنگی کرتے ہو اور
اُس سے روکتے ہو حالانکہ وہ صاحب حاجت اور بعید مقامات
دالوں کے لئے قائم ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک ساتھ حج
و عمرہ کا احرام باندھا تبلیہ بلند آواز سے کیا۔ تو عثمان لوگوں
کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے اس سے منع کیا
تھا۔ میں نے اس سے نہیں روکا، وہ تو صرف ایک رائے
تھی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا جو شخص چاہے

رہطہ من اہل الشام فیہم حبیب بن
مسلمۃ الغہری اذ قال عثمان و ذکر لہ
التبت بالعمرة الی الحج ان اتم الحج
والعمرة ان لا یحونا فی اشہر الحج
فلو اخرتم ہذہ العمرة حتی تزوروا
ہذا البیت زورتین کان افضل فان
اللہ قد وسع فی الخیر دکان علی ابن
ابی طالب بطن الوادی یعلف لبعیر لہ
فبلغہ الذی قال عثمان فاقبل حتی
وثق علی عثمان فقال اعتمدت الی
سنتہ سنبہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و رخصتہ رخص اللہ بہا
للعباد فی کتابہ یصیق علیہم فیہا تنہی
عنہا وقد کانت لہ ذی الحاجۃ و
لنائی الدار ثم اہل بحجۃ و عمرة
معا فاقبل عثمان علی الناس فقال
وہل نبیت عنہا انی لم اذ
عنہا انما کان رأیاً اشرت بہ فمن
شاء اخذ بہ ومن شاء ترکہ و انما جملہ
آنکہ در نصف اخیر خلافت خود نماز
را در منی اتمام میفرمود حالانکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و شیخین رضی
اللہ عنہما قصر مینمودند - اخرج البخاری
وجامعہ من الحفاظ عن عبد الرحمن
بن یزید قال صلی اللہ علیہ عثمان بمی اربعاً

اُس پر عمل کرے اور جو شخص چاہے چھوڑ دے - اور اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی خلافت کے نصف اخیر
میں منیٰ میں نماز پوری (چار رکعت) پڑھتے رہے حالانکہ آنحضرت اور
شیخین رضی اللہ عنہما قصر کرتے رہے - بخاری اور حفاظ
کی ایک جماعت نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت
کیا، کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعت پڑھیں تو
عبداللہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر کے ساتھ دو رکعتیں
پڑھیں اور عمر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر تم سے
مختلف راہیں جدا جدا ہوئیں - اور امام شافعی رحمہ اللہ نے
اپنی کتابوں میں اس بحث کو بہترین صورت کے ساتھ
تحریر کیا ہے - اُن کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نماز کا قصر
سنت ہے اور اُس کا پورا پڑھنا جائز - حضرت عثمان اور
حضرت عائشہ اور مسور بن مخزومہ اور عبد الرحمن بن الاسود
بن عبد یغوث اور سعید بن السیب اتمام صلوٰۃ کو جائز
سمجھتے تھے اور ظاہر کتاب و سنت یہی ہے - اور عائشہ رضی
اللہ عنہا نے کہا کہ یہ ہر ایک صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
فعل ہے، آپ نے سفر میں اتمام بھی کیا اور قصر بھی (شافعی
نے) پھر کہا کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمر کا یہی ہے
ابن مسعود نے عثمان کے ساتھ چار رکعت پڑھی اور ان سے لوگوں نے
کہا تم ہم سے بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور ابو بکر و عمر نے دو رکعتیں پڑھیں تو فرمایا بیشک !
لیکن عثمان امام ہیں کیا میں اُن کے خلاف کروں اور خلاف
شر ہے - اور مروی ہے نافع سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر
سے کہ وہ منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعت پڑھا کرتے تھے -

فقال عیسیٰ صلیت مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم رکعتین و مع الی بحر
رکعتین و مع عمر رکعتین ثم تقرئت
بکم الطرق - و امام شافعی درکتب خود
این بحث را بخوب ترین وجهی تحریر
نمودہ است - و حاصل کلام او آن
است کہ قصر صلوٰۃ سنت است و
اتمام آن جائز حضرت عثمان و حضرت
عائشہ و مسور بن مخزوم و عبدالرحمن
بن الاسود بن عبد یغوث و سعید
بن السیب اتمام صلوٰۃ جائز میدیدند
و ہمین است ظاہر کتاب و سنت و
قالت عائشہ کل ذلک فعل النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اتم فی السفر و
قصر باز گفتہ کہ ظاہر مذہب ابن مسعود
و ابن عمر ہمین است صلی ابن مسعود
مع عثمان اربعاً فقیل لہ اتم شأناً
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی
رکعتین و ابابکر و عمر فقال لے و
الکن عثمان اماماً و اؤاخا لک و اخلاف
شرک و عن نافع عن ابن عمر انہ کان
یصلی وراء الامام بمنہ اربعاً
فاذا صلی لنفسہ صلی رکعتین - امام
شافعی در اتمام حضرت عثمان ہمین
وجہ را اختیار نمود - و اینجا دو قول دیگر

پھر جب خود نماز پڑھی تو دو رکعت پڑھیں۔ امام شافعی نے
حضرت عثمان کے اتمام میں اسی صورت کو اختیار کیا۔ اور اس
موقع پر اتمام کے عذر میں دو قول اور ہیں ایک یہ کہ روایت
کیا ایوب نے زہری سے کہ عثمان بن عفان نے منیٰ میں نماز کا
اتمام اعراب (دیہاتیوں) کی وجہ سے کیا کیونکہ وہ اس سال
بہت ہو گئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعت پڑھائیں
تاکہ ان کو سکھائیں کہ نماز میں چار رکعت ہوتی ہیں۔ دوسرا
قول یہ ہے کہ روایت کیا یونس نے زہری سے کہ اس
وجہ سے چار رکعات پڑھیں کہ عثمان نے طائف میں احوال
بنائے تھے یعنی مکان لے لیا تھا اور اس میں اقامت کا
ارادہ کیا تھا تو چار رکعات پڑھیں۔ اور روایت کیا مغیرہ نے
ابراہیم سے کہ عثمان نے چار رکعت پڑھی اس لئے کہ انہوں نے
اس کو وطن بنا لیا تھا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ دونوں قول وجہ اقل
کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ اتمام و پوری نماز
پڑھنا، جائز تھا اور قصر سنت۔ لیکن عثمان نے جائز کو سنت
پر ایک عارض کی وجہ سے ترجیح دی۔ اور وہ عارض اعراب
کا قصہ ہے اور سفر (شرعی) کے حکم میں شک ہے بعض صفات
اقامت کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اور ان میں سے یہ کہ
محرم کا ایسے شکار کا گوشت کھانے میں جس کو غیر محرم نے
نہ محرم کے لئے اور نہ اُس کی فرمائش سے اور نہ اُس کے
اشارے پر شکار کیا ہو بحث کی۔ روایت کیا احمد نے
عبداللہ بن الحارث سے، کہا کہ میرے باپ حارث عثمان
کے زمانہ میں کہ میں ایک کام پر مامور تھے۔ تو عثمان مکہ میں آئے
عبداللہ بن الحارث نے کہا کہ میں نے عثمان کا استقبال کیا
منزل قدید میں اور قبیلہ والوں نے ایک چکور کا شکار کیا

تھا ہم نے اس کو پانی اور نمک میں پکایا تھا۔ پھر ہم نے اس کو خرید کے لئے (دڑیوں سے گوشت جدا کر کے) پانچ بنایا، اس کے بعد ہم اس کو عثمان اور ان کے اصحاب کے پاس لے گئے تو وہ رُک گئے لیکن عثمان نے کہا کہ یہ ایسا شکار ہے جس کو نہ ہم نے شکار کیا اور نہ ہم نے شکار کی فرمائش کی۔ ایسے لوگوں نے اس کا شکار کیا جو حلال (غیر محرم) تھے اب وہ ہمیں کھلا رہے ہیں تو کیا خطرہ ہے۔ پھر عثمان نے کہا کہ اس کے بارے میں کون کلام کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب۔ تو انہوں نے علیؑ کو بلوایا۔ کہا عبد اللہ بن الحارث نے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں علی بن ابی طالب کی طرف جب کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور وہ اپنی ہتھیلیوں کو درخت سے گرسے ہوئے پتوں سے مل کر صاف کر رہے تھے تو اُن سے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا شکار کس کو نہ ہم نے شکار کیا ہو نہ شکار کی فرمائش کی تو اور اس کو ایسے لوگوں نے شکار کیا جو جو حلال ہوں پھر وہ اس کو ہمیں کھلائیں تو اس میں کیا اندیشہ ہے تو علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ میں اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اُس وقت جب کہ آپ کے پاس حمار وحشی کا ایک دست لایا گیا، وہ شہادت دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ اسلام میں ہیں یہ اہل حل (یعنی غیر محرموں) کو کھلاؤ (راوی نے) کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بارہ آدمیوں نے شہادت دی۔ پھر علی نے کہا کہ میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اُس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب کہ آپ کے پاس شتر مرغ

ہست در عذر اتمام یکی آنکہ رومی
یوب عن الزہری ان عثمان بن
عفان اتم الصلوۃ بمسئ من اجل
الاعراب لانہم کثروا عامۃ ذلک
فصلی بالناس اربعۃ یتعسفہم
ان الصلوۃ اربعۃ ویکر آنکہ رومی
یونس عن الزہری لما اتخذ عثمان
الاموال بالطائف و اراد ان یقیم
بہا صلی اربعۃ وروسی مغیرۃ عن
ابراہیم ان عثمان صلی اربعۃ لانه
اتخذ باطناً فقیر گوید ابن ہرود قول
باجہ اول مخالفت ندارد گوئیم اتمام
جائز بود و قصر سنت لیکن حضرت
عثمان جائز را بر سنت بجهت عارضہ
اختیار نمود و آن عارضہ قصۃ اعراب است
و شک در شرط سفر بسبب وجود
بعض خصال اقامت داشت اعلم
بالصواب۔ و از انجمله آنکہ در اکل
محرم لحم صیدی را کہ غنیمت
نہ برآمی او و نہ بامر او نہ باشارۃ
او صید کردہ باشد بحث کردہ اخرج
احمد عن عبد اللہ بن الحارث علی امر
من امر مکۃ فی زمن عثمان فاقبل عثمان
الی مکۃ فقال عبد اللہ بن الحارث
فاستقبلت عثمان بالنزل یقصد

کے انڈے لائے گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں یہ اہل حل کو کھلاؤ، وہ اگر شہادت دے تو بارہ سے کچھ کم اصحاب نے اس کی شہادت دی، (راوی نے) کہ پھر عثمان نے اس کھانے سے اپنی پیٹھ پھیری اور اپنے کجاوے میں چلے گئے اور اس کھانے کو قبیلہ والوں نے کھایا۔ اب اس بارے میں مذاہب اربعہ کا اجماع عثمان کی رائے کے موافق معتقد ہو چکا ہے۔ اور امام شافعی رحمہ نے اپنی کتاب میں اس مبحث میں خوب بسط کے ساتھ تقریر کی ہے، اور حدیث البقاعہ سے دلیل لاتے ہوئے صعب بن جثمہ کی حدیث سے خوبصورتی کے ساتھ دشواری سے رہائی حاصل کر لی۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بنی امیہ کو عطیات میں سب لوگوں پر ترجیح دیتے تھے۔ احمد نے روایت کیا سالم بن ابی الجعد سے، کہا کہ عثمان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند لوگوں کو بلایا اُن میں عمار بن یاسر بھی تھے۔ پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کچھ کہو۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو سب لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کو تمام قریش پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ کہا کہ سب لوگ خاموش رہے۔ پھر عثمان نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں تو میں وہ بنی امیہ کو دے دوں گا یہاں تک کہ وہ داخل ہوں اُن میں کے آخر شخص کے قریب سے۔ پھر عثمان نے طلحہ اور زبیر کو بلایا اور اُن سے کہا کہ میں اُن کے یعنی عمار کے متعلق تم سے بیان کرتا ہوں، میں رسول

فاصلۃ اہل الماء حجلۃ فطحنۃ باؤ و لم یجعلناہ عراۃا للشرید فقہ منہ الی عثمان واصحابہ فامسکوا فقال عثمان صیۃ لم نصطدہ ولم نأمر بصید اصطادہ قوم حلۃ فاطعموناہ فما باس فقال عثمان من یقول فی ہذا فقالوا علیؑ فبعث الی کلۃ فجاؤہ قال علیؑ بن الحارث فکاتی انظر الی علیؑ حین جاؤہ وہو یحییٰ الخبط من کیفہ فقال لہ عثمان صیۃ لم نصطدہ ولم نأمر بصید اصطادہ قوم حلۃ فاطعموناہ فما باس قال فغضب علیؑ وقال انشد اللہ رجلاً شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اُتی بقائمۃ عمار وحش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قوم حرّم فاطعموہ لہل اکل قال فشیہ اثنا عشر رجلاً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال علی انشد اللہ رجلاً شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اُتی ببیض النعام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قوم حرّم فاطعموہ اہل اکل قال فشیہ دا وونہم من العبدۃ من الاثنی عشر قال فکتب عثمان وکرکہ من

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہا تھا آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ ہم بطحاء میں ٹہلتے ہوئے آ رہے تھے یہاں تک کہ آپ اُس کے باپ اور ماں کے پاس پہنچ گئے اور وہ اس پر (عمار کی وجہ سے) ستائے جا رہے تھے تو ابو عمار نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہے گا تو اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کر۔ یا اللہ اَل یا سر کی مغفرت کر دیجئے اور آپ نے گھر ہی دی ہے۔ اور اُن میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو شہروں کی حکومت سے معزول کر دیا اور بنو انس کے فوجوانوں کو جو اسلام کے دورِ ابتدائی کی خدمات نہیں رکھتے تھے حاکم بنا دیا۔ جیسا کہ بصرہ سے ابو موسیٰ کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے عبد اللہ بن عامر کا تقرر۔ اور مصر سے عمرو بن العاص کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے ابن ابی سرح کا تقرر۔ اور اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ (عمال کے) عزل اور نصب کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑا ہے، خلیفہ کے لئے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور نصرت اسلام کے پیش نظر غور و فکر کر لینا ضروری ہے۔ اور پھر اسی صوابدہ کے مطابق عمل میں لائے۔ اگر مُصیب رہا تو اُس کا اجر دوگنا ہے اور اگر صوابدہ میں خطا واقع ہو گئی تو اُس کو ایک اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور بعض اوقات آپ نے ایک سردار کو معزول کر دیا اور دوسرے کو (جو اس سے کمتر ہوا) اس کی جگہ کسی مصلحت کی بناء پر نصب فرما دیا۔ جیسا کہ انصار کا جھنڈا آپ نے سعد بن

الطعام فدخل رَحْلَهُ وَاكَلَ ذِكَا الطَّعَامِ اَهْلُ الْمَاءِ- اَحْمَالٌ دریناب مذاہب اربعہ بر موافقت عثمان منعقد شدہ۔ وَاَمَامِ شافعی در کتاب خود این مجتہد را ببسط لائق تقریر کرده و بحديث ابی قتادہ متمک شدہ و از حدیث صعب بن جشمہ با حسن وجه تفسی نمودہ۔ و از انجملہ آنکہ بنی امیہ را در عطایا بر سائر ناس ترجیح میدادند۔ آخر جرح احمد عن سالم ابن ابی الجعد قال دعا عثمان ناساً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہم عمار بن یاسر فقال انی سَأَلْتُکُمْ وَاِنِ احْبَبْتُ ان تصدقونی نشدتم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یؤثرون قریشاً علی سائر الناس و یؤثر بنی ہاشم علی سائر قریش قال فسکت القوم فقال عثمان لو ان بیئدی مفاہیح الجنة لا عکبتہا بنی امیہ حتی یدخلوا من عند آخرہم فبعث الی طلوعہ و الزبیر فقال عثمان لا حد تکما عنہ یعنی عماراً اقبلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخذاً بیدی متمشی فی البطحاء حتی اتی علی امیہ و امہ و

عبادہ سے بسبب ایک کلمہ کے جو ان کی زبان سے نکل گیا
 سٹھالے لیا اور ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا۔ اور
 کبھی آپ نے (افضل کے ہوتے ہوئے) مفضل کو صاحب
 منصب بنا دیا، جیسا کہ اُسامہ کو امیر لشکر فرما دیا تھا اور کبار
 مہاجرین کو ان کے ماتحت کر دیا تھا آخر حال میں، ایسے
 ہی شیخین بھی اپنے ایام خلافت میں عمل میں لائے ہیں
 اور حضرت عثمان کے بعد حضرت مرتضیٰ اور دوسرے خلفاء
 بھی اس دستور پر کار بند رہے ہیں۔ تو حضرت ذی
 النورین سے اس وجہ سے کسی باز پرس کا سوال نہیں
 پیدا ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق
 نوجوانوں میں سے کسی شخص کو دالی بنا دیا ہو اور قدما و
 اصحاب میں سے کسی شخص کو معزول کر دیا ہو۔ خصوصاً
 ان قصوں میں جن کو ہم نقل کر چکے ہیں جب غور کیا جاتا
 ہے تو ذوالنورین کا صائب الرأی ہونا دوپہر کے
 سورج سے بھی زیادہ واضح ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ہر عزل
 اور ہر نصب یا تولد و رعیت کے اختلاف کے
 فتنہ کے فرو کرنے کی مصلحت سے ہوا ہے، یا دار الکفر کی
 دلائلوں میں سے کسی دلالت کی فتح پر منتج ہوا ہے
 لیکن نفسانی خواہشوں نے بتدعین کی آنکھوں کو اندھا بنا
 دیا ہے اور خوشنودی کی آنکھ ہر عیب کے دیکھنے
 سے عاجز ہوتی ہے۔ لیکن ناراضگی کی آنکھ ہر ایوں ہی کو
 ظاہر کرتی ہے۔ یہاں ہم ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں
 کہ عادت بنی آدم کچھ اس طرح جاری ہو چکی ہے کہ خلیفہ
 کے اقران اور ہمسر جو کہ خلافت کی طمع رکھتے ہیں خلیفہ
 کی مدد اور اس کی اطاعت سے ضرور ہاتھ کھینچ لیتے ہیں

علیہ یَعَذَّبُونَ فقال ابو عمار یا رسول
 اللہ اَلدَّہْرُ کَیْذا فقال لہ النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم اِصْبِرْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ
 لَآلِ یَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتَ - وَاِذَا اَنْ جَمَلہ
 اَنْکُم اَصْحَابِ اَخْفَضْتَ رَا صلی اللہ علیہ
 وسلم از حکومت بلاد معزول ساخت
 و حَدَّثَنَا ابْنُ اُمَیَّہ رَا کہ در اسلام
 سابقہ نداشتند حاکم گردانید
 مثل عَزَلِ ابو موسیٰ بعد اللہ بن
 ابی عامر از بصرہ و عَزَلِ عمر بن العاص
 از مصر بہ ابن ابی سرح - و جواب این
 اشکال اُن است کہ عزل و نصب را
 خدای عزوجل بہ رَایِ خلیفہ بازگذاشته
 است بیاید کہ خلیفہ تحریری کند در
 صلاح مسلمین و نصرتِ اسلام
 و بر حسب ہمان تحرری بعمل آرد اگر
 اصابت کرد فلہ اجرہ مرتین و
 اگر در تحرری خطا واقع شد فلہ
 اجرہ مرۃ این معنی از آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم بعد تواتر رسید و
 در بعض احیان مولی را معزول ساختند
 و دیگری را بجای او نصب فرمودند
 برای مصلحتی چنانکہ در غزوۃ فتح رأیت
 الفار از سعد بن عبادہ گرفتند بسبب
 کلمہ کہ از زبان او جسنہ بود و بہ

پسیر او قیس بن سعد دادند و گا ہی
مفضول را منصوب میساختند بنا
بر مصلحتی چنانکہ اُسامہ را امیر لشکر
فرمودہ کبار مہاجرین را تابع دی
گردانیدند در آخر حال وہ پچھنیں
شیعین نیز در ایام خلافت خود بعل
آوردند و بعد حضرت عثمان حضرت
مرتضیٰ ددیگر خلفا ہمیشہ بہمیں دستور
کردہ آمدند پس بر حضرت ذی النورین
ازین وجہ باز خواست نیست اگر بحکم
تحریری خود شخصی از حدّات رادالی
کردہ باشد و شخصی از قدماء
اصحاب را معزول ساخت خصوصاً
درین قصص کہ نقل کردہ اند چون
تامل نمودہ می آید اصابت رأی
ذی النورین اوضح من الشمس فی
رابعۃ النهار بظہور میرسد زیرا کہ ہر
عزلی و ہر نصبی یا متضمن اخلافست
اختلاف جند در عیت بودہ است
یا مثر فتح اقلیمی از اقالیم دار الکفر
لیکن ہوای نفسانی البصار مبتد مین
را اعمی ساختہ و عین الرّماء
من کلّ عیب کلّیہ و لکن عین السخط
شبدی المسادیا و دایجا بر نکتہ مطلع
سازیم عادت بنی آدم چنان جارشی

بلکہ اذیت پہنچانے اور اس کے نظم خلافت کو برہم کرنے
میں کوششیں کرتے ہیں جیسا کہ تمام زمانوں اور اطراف میں
یہ حقیقت جاری شدہ بن چکی ہے۔ لیکن اس امر نے
بنی آدم کی اس عادت مستمرہ کے خلاف اُس جماعت
کے درمیان جن کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت
فاروق نے جن کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اپنے وقت وفات تک اُن سے راضی رہے
عصمت خداوندی، اور اللہ عز و جل کی مدد اور توفیق، اور آخرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے اپنی
طبعی صورت کے ساتھ اظہور نہیں کیا۔ اور صریح اہتمام امیر
خلافت کے باطل کرنے میں نہیں کیا اور اس باب میں اُن
سے کسی حرام چیز کا صدور نہیں ہوا۔ مگر اس کے ساتھ
وہ دلی القباض سے خالی نہیں تھے اور اُن سے خلیفہ
کے اوپر سے مصائب اور پراگندگی امور کے دفع کرنے
میں پوری کوشش ظہور میں نہیں آئی۔ اسی جہت سے
حضرت ذی النورین مجبور ہوئے جو انان بنی امیہ
کو والی بنانے پر۔ تم جانتے ہو کہ سوکنیں ایک دوسرے
کے ساتھ کہاں تک عداوت پہنچا دیتی ہیں۔ خدا نے
عز و جل نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ رکھا، لیکن وہ
امر استمراری کبھی کبھی غیرتوں اور القباض دلی کے
عنمن میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح پر جب شیطان
عرب کے کفر سے مایوس ہو گیا تو اس نے ان کو ایک دوسرے
پر ابھارنے کی کوشش کی اور جب مؤمن کو گمراہ کرنے
سے مایوس ہوا تو اُس کو حدیث نفس (خطر اور وساوس)

میں ڈال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے۔ تم بہت سی احادیث میں ایسی باتوں پر گزرو گے جو دلالت کرتی ہیں دلوں کے انقباض اور مدد کا اہتمام نہ ہونے پر۔ وہ جماعت جو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو اور ان بزرگوں کی اسلامی خدمات سابلکہ کو یاد نہیں رکھتے بقول شخصے ع حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء یعنی تو نے صرف ایک بات کو یاد رکھا اور بہت سی باتوں کو بھلا دیا، اُن کی نحو یہ ہوتی ہے کہ ایک بات کو دس گنی بنا لیتے اور اس کے لئے محل فاسد ہی تجویز کرتے ہیں اور ایسے لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا علم دیا ہے اور سوا بق اسلام کو یاد رکھنے کی توفیق بخشی ہے وہ ایک کو ایک ہی قرار دیتے ہیں، بلکہ اگر راوی مبالغہ کو کام میں لایا ہے تو ایک کو آدھی کے برابر رکھتے ہیں اور اس کو اُن کی معذوری پر معمول کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا غندر نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے کہا کہ میں نے سنا ذکوان ابو صالح سے وہ روایت کرتے ہیں صہیب سے جو عباس کے آزاد کردہ تھے کہا کہ مجھے عباس نے عثمان کے پاس بھیجا کہ اُن کو بلا لاؤں۔ کہا کہ میں اُن کے پاس گیا تو وہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو میں نے اُن کو بلا لے

کہ اقران خلیفہ و ہمسران او کہ طبعی در خلافت دارند از نصرت خلیفہ و اطاعت او لابد دست باز می کشند بلکہ در ایذا و نکبت نظم خلافت او سعی بکار می برند چنانکہ در جمیع ازمناہ و اقطار این معنی جاری شدہ آمدہ است لیکن این امر برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم در میان جمعی کہ بمشتر بہشت بودہ اند و حضرت فاروق رضی اللہ عنہ در حق ایشان فرمودہ است تو فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو عنہم راضی بحببت عصمت الہی و توفیق و تائید او عزوجل و برکت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروجہ طبعی ظہور نکرد اہتمام صریح در ابطال امر خلافت نکردند و مصدر ارتکاب محرمی درین باب نگشتند معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند و سعی کلی در ذبت مصائب الخلیفہ و تمشیت امور او بظہور نہ پیوست ازین جہت حضرت ذی النورین مضطر شد بتولیت محدث بنی امیہ میدانی کہ ضرائر بایک دیگر عداوتہا تا بجای میرساند خدای عزوجل از دایج طاہرات آنحضرت

پیام دیا تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالفضل آپ کا چہرہ (یعنی آپ کی ذات) کامیاب رہے۔ عباس نے کہا اے امیر المؤمنین تمہارا چہرہ بھی عثمان نے کہا کہ میں نے کوئی اور کام نہیں کیا کہ آپ کا قاصد میرے پاس آیا اور میں لوگوں کو کھانا کھلا رہا تھا تو جب کھلا چکا تو فوراً روانہ ہو گیا۔ پھر عباس نے کہا کہ میں تم کو علی کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا ابن عم ہے اور تمہارا دینی بھائی ہے اور تمہارا ساتھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تمہارا سرسالی برادر (ہمزلف) بھی۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ علی اور اس کے اصحاب سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو اے امیر المؤمنین آپ مجھے اس سے الگ رکھئے تو عثمان نے کہا کہ جو آپ کو دوست رکھے گا میں اس سے قریب تر ہوں کہ میں نے خود آپ سے سفارش کی ہے۔ بیشک علی اگر چاہتا تو کوئی شخص اس کے سوا (میرا زیادہ عزیز) نہ ہوتا، لیکن وہ اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں۔ پھر انہوں نے علی رض کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تمہارے اپنے چچا کے بیٹے اور پھوپھی کے بیٹے کے حق میں اور دینی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیق سے تمہارے ساتھی اور ولی بیعت کے حق میں۔ تو علی رض نے کہا کہ واللہ اگر وہ مجھے حکم دے کہ میں اپنے گھر سے نکل جاؤں تو میں ضرور نکل جاؤں گا۔ لیکن یہ بات کہ میں نرمی دکھاؤں اس امر میں کہ احکام کتاب اللہ کو قائم نہ کیا جائے تو میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہمہ بلاہ محفوظ داشت لیکن امر مستمر در بعض غیرتہا و انقباض خاطر ہا فرد آمد و مثل ذلک لما آلیس الشیطان من کفر العرب سعی فی التحریش بینہم ولما آلیس من اضلال المؤمن اکتفاء فی حدیث النفس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک صریح الایمان۔ در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند بر انقباض خواطر و عدم اہتمام نصرت۔ جمعی کہ بشارات آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم و سوابق اسلامیہ ایشان را یاد ندارند حفظ شئیئا و غایت عنک اشیاء شیمہ ایشان است یکی را بدہ میگیرند در محافل فاسد عمل ینہایند و طائفہ کہ خدای تعالیٰ ایشان را بمعرفت بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حفظ سوابق اسلام برگزیدہ است یکی را بیکے میگیرند بلکہ اگر راوی مبالغہ بکار برد یکی را بہ نمی میگیرند و عذر می نہند ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم آخرج ابو بکر بن ابی شیبہ قال حدثنا عنہ عن شعبۃ عن عمرو بن مرقہ قال

سمعت ذکوان ابا صالح یحدث عن
 صہیب مولى العباس قال ارسلني
 العباس الى عثمان ادعوه قال فاتتہ
 فاذا ہو فی نفسی الناس فدعوتہ فاتہ
 فقال اقلح الوجہ ابا الفضل قال و
 وجہک یا امیر المؤمنین قال ما ردت
 ان اثنی رسولک وانا اُفدی الناس
 ففعلت ثم اقبلت فقال العباس
 اذکرک اللہ فی عجلۃ فان ابن عمک
 واخوک فی دینک وصاحبک مع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصبرک
 وانه قد بلغنی انک تزیید ان تقوم
 بعجلۃ واصحابہ فاعفنی من ذلک
 یا امیر المؤمنین فقال عثمان انا اولی
 من ان یتک ان قد شفقتک ان
 علیاً یوشاء ما کان احد دونہ و
 لکنہ ابی الا رأیہ وبعث الی علی
 فقال اذکرک اللہ فی ابن عمک
 وابن عمک وایک فی دینک
 وصاحبک مع رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم واولی بعتک فقال واشہ
 لو امرنی ان اخرج من داری لخرجت
 فاما ان اُداهن ان لا یقام کتاب اللہ
 فلم اکن لا فعل قال محمد بن جعفر
 سمعتہ مالا اُحصى وعرضتہ علیہ غیر مرۃ

محمد بن جعفر نے کہا کہ میں نے اس کو اتنی مرتبہ سنا کہ
 شمار نہیں کر سکتا اور ایک سے زیادہ مرتبہ اُن کے
 سامنے پیش کیا۔ اور یہ اسناد صحیح اور قوی ہے جیسا
 کہ تم دیکھتے ہو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بڑے
 مرتبے کے مہاجرین اور انصار میں کی ایک جماعت کے
 ساتھ جیسے ابوذر غفاری اور عبداللہ بن مسعود،
 آپ نے ہتک آمیز رویت برتا اور آپر وریزی کا معاملہ
 کیا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس دیکھنے
 والی آنکھ اور سمجھنے والا دل ہو تو وہ قطعی طور پر سمجھ لے
 گا کہ حضرت ذی النورین ان تنبیہات و تہدیرات
 میں سے کوئی بھی عمل میں نہیں لائے مگر تمام امت
 کی رعایت اور مصلحت اور اصلاح امرت کے
 لئے، ابوذر کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اس وجہ سے
 کہ قواعد مقررہ شریعت میں رخنہ نہ پڑے۔ اور عبداللہ
 بن مسعود کے ساتھ اس لئے کہ مصحف شیخین پر سب
 لوگوں کے اجتماع میں خلل نہ واقع ہو، اپنے طرز عمل
 سابقہ سے آپ نے صرف نظر کیا۔ عمار بن یاسر کو
 اُس گھر سے پن کی وجہ سے جو غلیفہ کے ساتھ اس
 نے اختیار کیا تھا جھڑکا۔ جو کچھ ہونا چاہئے تھا آپ
 نے اس بارے میں بہت میں سے تھوڑے پر اکتفاء
 کیا۔ پھر طرح طرح کی مہربانیاں جن سے ان وحشتوں
 کا تدارک ہو جائے اُن کے ساتھ عمل میں لاتے رہے
 ان مواقع میں حضرت ذی النورین سے باز پرس کا
 قطعاً کوئی موقع نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ بزرگ
 حضرات اپنی آخریات تک حضرت ذی النورین کے

بلند مقام کے قائل رہے اور اُن پر اعتراض و انکار سے کنارہ کش رہے۔ مگر یہ اُن کے مددگار عجیب ہیں کہ نہ یہ خدا سے شرم رکھتے ہیں اور نہ اپنے منصوروں سے (جن کی حمایت کے لئے کمر بستہ ہیں) رہے کچھ یہودہ قہقے جن کا اہل تاریخ بغیر تحقیق کے ذکر کرتے ہیں؛ بیت المال میں فضول خرچی کرنا اور دریا کو حلی بنا دینا اور اُن کے علاوہ جن میں سے بعض تو بالکل بہتان ہیں اور بعض قصوں کے بیان میں بہتان کو داخل کر دیا گیا ہم ان قصوں سے اوراق کو سیاہ کرنے میں اپنے اوقات کو مشغول نہیں کرتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ولید بن عقبہ پر شراب پینے کی مدجاری کرنے میں ٹال مٹول کی یہاں تک کہ اس بارے میں لوگوں میں چرچا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہ اشکال اصلاً کوئی معقول وجہ نہیں رکھتا، کیونکہ حد کے قائم کرنے میں آپ نے کچھ توقف کیا تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔ بعد تحقیق حال کے آپ نے حد قائم کر دی۔ چنانچہ ماہز کے رجم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توقف فرمایا یہاں تک کہ شبہات سے براءۃ کی صورتیں ظاہر فرمائیں کہ شاید تو نے اُس کو چھوا ہے، شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی قدامہ بن مظعون پر شراب پینے کی حد میں تاخیر کی اُس وقت تک کہ پینا واضح ہو گیا۔ بخاری نے روایت کیا عروہ سے کہ عبید اللہ بن عدی بن الحیار نے اُس کو خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث نے (عبید اللہ سے) کہا کہ تجھے کیا امر مانع ہے کہ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے بارے

وہذا اسناد صحیح قوی کس اتری و ازان جملہ آنکہ در حق جماعت از کبار مہاجرین و انصار مثل ابو ذر غفاری و عبداللہ بن مسعود ہتک حرمت نمود و جواب شافی آن است کہ اگر آدمی را دیدہ بینا و دل دانا باشد بالقطع اوراک کند کہ حضرت ذی النورین پیچ ازین زواجر و ہتدیرات بعمل نیاورد الا بنا بر رعایت و مصلحت جمہور امت و اصلاح امر ملت۔ ابوذر را بجہت آنکہ رخنہ در قواعد مقررہ شرع نیفتد و عبداللہ بن مسعود را برای آنکہ تا در اجتماع ناس بر مصحف شیعین غلطی واقع نشود از جا ہامی خویش اشخاص نمود وعمار بن یاسر باخشونت کہ باخلفہ میکرد زجر فرمود۔ از انچہ میبایست درین باب از بسیار باند کی اکفاء نمود باز انواع ملاحظات کہ تدارک آن وحشت با کند مرعیدشت اینجا بر ذی النورین اصلاً باز خواست نیست تعجب آنکہ خود این عزیزان بعظم محل ذی النورین تا آخر حیات قائل بودند و الا انکار بروی متعاشی طرفہ ناصرند کہ نہ از خدا شرم دارند و نہ از منصوران خویش۔ اما

قصص رکیکہ کہ اہل تاریخ بغیر تحقیق ذکر میکنند از اسراف در بیت المال و حملی ساختن بحر و غیر آن چون بعضی محض مفتریات است و بعضی از ان قبیل کہ در سرود قصہ افزائی داخل شدہ اوقات خود را بتسویہ و اوراق بآن قصہا مشغول نمی سازیم و از ان جملہ آنکہ در اقامت حد شرب بر ولید بن عقبہ مداینہ نمود تا آنکہ قیل و قال درین باب بلند شد فی الحقیقت این اشکال اصلاً نتیجہ نیست زیرا کہ در اقامت حد یکچند تامل نمود تا حقیقت حال واضح شود بعد تحقیق حال اقامت حد فرمود چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز توقف فرمودند در رجم کاہن تا آنکہ تبرہ نمودند از شبہات لعلک مسست لعلک ثبوت - و حضرت عمرؓ ہمچنین در اقامت حد شرب بر قدامت ابن مسعود تاخیر کرد تا وقتی کہ واضح شد - اخرج البخاری عن عروۃ ان عبید اللہ بن عدی بن الحیار اخبرہ ان السور بن مخرمہ و عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یوث قال ما ینتک ان تکلم عثمان رضی اللہ عنہ لاخیرہ الولید

میں گفتگو کرے کیونکہ لوگوں میں اس بارے گفتگو بڑھ رہی ہے۔ کہا میں نے پھر عثمان سے ملنے کا قصد کیا یہاں تک کہ جب وہ نماز کے لئے نکلے تو میں نے کہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کی حاجت ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے شخص تجھ سے۔ معمر نے کہا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تجھ سے۔ تو میں واپس آکر جماعت کی طرف لوٹا، کہ عثمان کا قاصد آیا تو میں اُن کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا اور اُن پر کتاب نازل کی اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہے اور آپ کے خصائل کو دیکھا۔ (اب عرض ہے کہ) ولید کے حال کے متعلق لوگوں میں گفتگو بڑھ رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے کہا نہیں، لیکن مجھے ان کا علم اس طرح پہنچا جیسے کنواری لڑکی کو پردے کے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔ پھر عثمان نے کہا اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور میں اُن میں سے ہوا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور میں اس پر ایمان لایا جس کو دے کر آپ بھیجے گئے تھے اور میں نے دو ہجرتیں بھی کیں جیسا کہ تو نے کہا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت بھی کی اور

فقد اکثر الناس فيه قال فقصدت
عثمان حتى خرج الى الصلوة قلت
ان لي اليك حاجة وهي نصيحتي لك
قال يا ايها المرء منك قال معرا عوذ
بالله منك فانصرفت فرجعت اليهم
اذ جاء رسول الله صلى الله عليه
وسلم بعث محمد صلى الله عليه
وسلم بالحق وانزل عليه الكتاب و
كنت ممن استجاب لله ولسر رسول
فهاجرت الهجرة بين وصحبت رسول الله
صلى الله عليه وسلم ورأيت هديه فقد
اكثر الناس في شأن الوليد فقال
ادركت رسول الله صلى الله عليه وسلم
قلت لا ولكن خلص الي من علمه
ما يخلص الى العذراء في سترها قال
اما بعد فان الله بعث محمد صلى الله
عليه وسلم بالحق فقلت ممن استجاب
لله ولسر الله ما أمنت بما بعث به
وهاجرت الهجرة بين كما قلت وصحبت
رسول الله صلى الله عليه وسلم و
باليعة فوالله ما عصيته ولا غششته
حتى توفاه الله عز وجل ثم البوكر
ثم عمر ثم عثمان ثم خلفت افليس
لي من الحق مثل الذي لهم قلت بلى
قال فما هذه الا حاديث التي تبتغى

خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی نہ آپ
کو فریب دیا یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے آپ کو وفات
دی۔ پھر ابو بکر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر عمر سے یہی معاملہ
رہا۔ پھر میں خلیفہ بنا دیا گیا تو کیا میرا کچھ حق تم پر ایسا
ہی نہیں ہے جیسا ان کا تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا
کہ پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں تم لوگوں کی طرف سے جن کی
اطلاع مجھے پہنچ رہی ہے۔ رہا وہ ولید کا معاملہ
جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو اس میں حق کے مطابق ہم
عنقریب انشاء اللہ گرفت خود ہی کرنے والے
ہیں۔ پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان کو
حکم دیا کہ اس کے کوڑے ماریں تو انہوں نے اُس کے اُسی
کوڑے مارے۔ اور ابو داؤد نے روایت کیا عبد اللہ
الدانا ج سے انہوں نے حصین بن منذر قاشی سے لاور
ابو ساسان وہی ہے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس
موجود تھا جب کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا اور اس پر گواہی دی
حمران نے اور ایک اور شخص نے تو ان میں سے ایک
شخص نے گواہی دی کہ اُس نے اُسے دیکھا جب اس
کو یعنی شراب کو پی رہا تھا اور دوسرے نے گواہی دی
کہ اُس نے اُس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا۔
تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُس نے اُسے قے نہیں کیا یہاں
تک کہ اُس کو یعنی شراب کو پیا۔ تو انہوں نے علی رضی
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ تو علی نے
حسن سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ حسن نے کہا کہ فتموار
بناؤ اس (خلافت) کی حرارت کا جو والی بنا ہے اس
(خلافت) کی ٹھنڈک کا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن جعفر سے

عنکم اما ذکرث من شان الولید
فناخذ فیہ بالحق ان شاء اللہ
تعالی ثم دعا علیاً رضی اللہ عنہ فامرہ
ان یجلد فجلدہ ثمانین و اخرج
ابو داؤد عن عبد اللہ الدناج عن
حصین بن المنذر الرقاشی وہو
ابو ساسان قال شہدت عثمان
ابن عفان واتی بالولید بن عقبہ فشد
علیہ حران ورجل فشد احدہما
انہ راہ شربہا یعنی الخمر و شہد
الاخر انہ راہ انہ یتقیٰ ہا فقال
عثمان انہ لم یتقیٰ ہا حتی شربہا
یعنی الخمر فقال لعلی رضی اللہ عنہ
اقم علیہ احد فقال علی للحسن اقم
الحمد قال ول عاز ہا من تولی قار ہا
فقال علی لعبد اللہ بن جعفر اقم علیہ
الحمد قال فاخذ السوط فجلدہ و علی
یعد فلما بلغ اربعین قال حبک جلد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین
حبہ قال و جلد ابو بکر اربعین و
عمر ثمانین و کل شئ و هذا
احب الی و ختم ماثر حضرت ذی النورین
رضی اللہ عنہ بہ بیان یک نکتہ کنیم
و ان نکتہ این است کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در احادیث بسیار

کہا کہ تم اس پر حد قائم کرو تو انہوں نے کوڑا لے کر ملنا
شروع کیا اور علی گنتے رہے جب تعداد چالیس تک
پہنچ گئی تو کہا: بس کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
چالیس کوڑے لگوائے ہیں، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں
نے کہا اور ابو بکر نے چالیس لگوائے اور عمر نے اسی
اور سب سنت ہیں اور یہ تعداد مجھے پسند ہے۔ حضرت
ذی النورین کے مناقب کا بیان ہم ایک نکتہ پر
ختم کرنا چاہتے ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصریح و تلویح فرمائی
ہے کہ خلافتِ خاصہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد نظم نہیں
بن سکے گا اور یہ مفہوم بہت سی سندوں اور مختلف
طرق سے اس صورت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں
کوئی شبہ کا موقع قطعاً باقی نہیں رہا، اور یہ مضمون
خارج میں مشاہدہ میں بھی آچکا ہے کیونکہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ باوجود اس بات کے کہ آپ میں
پورے طور پر خلافتِ خاصہ کے اوصاف موجود تھے اور
سوالی اسلامیہ میں آپ کے قدم ہمیشہ جھے رہے، خلافت
پر متمکن نہ ہو سکے، ممالکِ اسلامیہ کے اطراف میں
آپ کے احکام نافذ نہ ہو سکے۔ ہر روز آپ کا
دائرہ سلطنت تنگ ہی ہوتا چلا گیا، نوبت اس حد
تک پہنچ گئی کہ آخر ایام میں بجز کوفہ اور اُس کے
گرد و پیش کے علاقہ کے حکومت کی جگہ باقی نہ رہی
بہ معاویہ بن ابی سفیان تو اگرچہ عالمِ اسلام، ان کے
حکم پر مجتمع ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکروں کی
تفریق درمیان سے اٹھ گئی تھی مگر وہ خلافتِ خاصہ

تصریح و تلویح فرمودہ اند کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمان منظم نخواہد شد و این معنی با سائید متعارفہ و طرق متعارفہ نبوت پیوست بوجہیک اصلا محل اشتباه نماند و این مضمون در خارج بظہور انجامید زیر کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ با وجود وفور اوصاف خلافت خاصہ در وی و رسوخ قدم ایشان در سوابق اسلامیہ متمکن نشد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نگشت و باہر روز دائرہ سلطنت تنگ تر میشد تا آنکہ در آخر ایام بجز کوفہ و ماحول آن محل حکومت نماند و معاویہ بن ابی سفیان ہر چند عالم بر حکم او مجتمع شد و فرقت جنود مسلمین از میان برخاست اوصاف خلافت خاصہ نداشت و در سوابق اسلامیہ قاصر بود بہ نسبت سائر مہاجرین و انصار آخر جہاں بخاری من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال بنیما نحن جلوس عمر رضی اللہ عنہما اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل فی اہلہ و مالہ و ولدہ و جارہ یکفر ہا

کے اوصاف نہیں رکھتے تھے اور سوابق اسلامیہ میں بہ نسبت تمام مہاجرین و انصار کے قاصر تھے۔ اور بخاری نے اخذ کیا ہے شقیق کی حدیث سے بروایت حذیفہ کہا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے کہا کہ فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم میں سے کس کو یاد ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کی بیوی میں اور مال میں اور اولاد میں اور ہمسایہ میں ہوتا ہے جس کا تدارک کرتی ہے نماز اور صدقہ اور نیک کام کا حکم کرنا اور بُرے کام سے روکنا۔ عمرؓ نے کہا یہ بات وہ نہیں ہے جس کا میں تم سے سوال کر رہا ہوں۔ میرا سوال اُس فتنہ کی بابت ہے جو دریا کی طرح موجیں مارے گا۔ حذیفہ نے کہا کہ اس فتنہ سے اے امیر المؤمنین آپ کو کوئی اندیشہ نہیں۔ بلاشبہ آپ کے اور اُس کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ عمرؓ نے کہا پھر تو کبھی مقفل نہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ ہاں! ہم نے حذیفہ سے کہا کہ کیا عمرؓ دروازے کو جانتے تھے۔ کہا کہ ہاں ایسے یقین کے ساتھ جیسے کہ میں جانتا ہوں کہ صبح کے بعد رات ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ میں نے اُن سے جو بات بیان کی وہ مغالطوں میں سے نہیں ہے۔ اس کے بعد ہمیں ڈر لگا کہ ہم اُن سے یہ پوچھتے کہ دروازہ کون ہے۔ تو ہم نے مسروق سے کہا (کہ تم پوچھو) تو انہوں نے حذیفہ سے پوچھا کہ دروازہ کون ہے۔ حذیفہ نے

الصلوة والصدقة والاثر المعروف
والنهي عن النكر قال ليس عن
هذا اسألت ولكن التي تموج
كموج البحر قال ليس عليك منها
باس يا امير المؤمنين ان بينك
و بيننا باباً مغلطاً قال عمر ايكسر الباب
ام يفتح قال لا بل يكسر قال عمر
اذا لا يغلط ابداً قلت اجل قلت
لخليفة اكان عمر يعلم الباب قال
نعم كما اعلم ان دون غد الليلة و
ذلك اني حدثته حديثاً ليس بالاغليط
فبينما ان نأله من الباب فاعزنا
مسروقاً فسأله فقال من الباب قال
عمر وحقيق درين حديث آن است که
معنى ان بينك و بيننا باباً مغلطاً
مرادش آن است که وجود عمر حائل
است درميان فتنه و درميان
مردم باز گفته ايكسر الباب مراد از
وي آن داشت که بعد زمان
حضرت عمر چون نوبت ظهور فتنه
آيد آيا باز تسكين متوقع هست يانه
پس اگر تسكين فتنه متوقع باشد
شبيه است بفتح غلق و اگر توقع
نيست شبيه بکسر است اين نيست
که از کسر باب کسر باب حائل

کہا کہ عمر اور اس حديث میں تحقيق یہ ہے کہ ان بينک
و بيننا باباً مغلطاً سے معنی مرادی یہ ہیں کہ عمر کا وجود
حائل ہے لوگوں کے اور فتنہ کے درميان۔ پھر اس قول
سے کہ ايكسر الباب یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کے
زمانہ کے بعد جب فتنہ کے ظہور کی نوبت آئے
گی تو اس کے بنے اور ساکن ہونے کی اميد
ہے يا نہیں۔ تو اگر فتنہ کے ساکن ہونے کی توقع ہے
تو یہ مشابہ ہے تالے کے کھل جانے کے اور اگر توقع
نہیں ہے تو یہ مشابہ ہے دروازہ ٹوٹنے کے۔ یہ مطلب
نہیں ہے کہ کسر باب سے ایسے دروازے کا ٹوٹنا
مراد رکھا ہے جو فتنہ کے اور لوگوں کے درميان
حائل ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔
اور اس کی وضاحت عثمان رضی اللہ عنہ کی حديث کرتی ہے۔
احمد نے روايت کیا ہے ابو عون انصاری سے کہ
عثمان بن عفان نے ابن مسعود سے کہا کہ کیا تم ان
باتوں سے رکنے والے ہو جو مجھے تمھاری طرف سے
پہنچی ہیں تو انہوں نے بعض عذر بیان کئے۔ تو
عثمان نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے سنا
ہے اور یاد رکھا ہے اور بات وہ نہیں جیسے تم نے
سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ عنقریب ایک امير قتل کیا جائے گا اور فتنہ
میں کودنے والا کودے گا اور وہ مقتول میں ہی ہوں
اور عمر نہیں۔ عمر کو تو صرف ایک شخص نے قتل کر دیا
تھا اور مجھ پر تو بہت سے لوگ جمع ہوں گے۔ ابو داؤد
نے روايت کی حسن سے انہوں نے ابی بکرہ سے کہ نبی

درمیانِ فتنہ و در میانِ مردم کہ
ذاتِ حضرتِ عمر است رضی اللہ عنہ
و اوّل مذکور شدہ مراد داشتہ باشند
یومِ فتح ذلک حدیثِ عثمان رضی اللہ
عنہ۔ اخرج احمد عن ابی عون
الانصاری ان عثمان بن عفان قال
لابن مسعود ہل انت مثنیہ عما
بلغنی عنک فاعذر ببعض العذر
فقال عثمان ویک انی قد سمعت
وحفظت ولسی كما سمعت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
سَيُقْتَلُ امِيرٌ وَيَتْرَکُ فَنِيْزِي دَانِي
اَنَا الْمَقْتُوْلُ وَلَيْسَ عُمَرُ اِنَّمَا قُتِلَ
عُمَرُ وَاجِدٌ وَاَنْتَ يَجْمَعُ عَلَيَّ۔ اخرج
ابوداؤد و عن الحسن عن ابی بکرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال
رجل انا رأیت کان میزانا نزل
من السماء فوزینت انت و ابو بکر
فرجعت انت بابی بکر ووزن ابو بکر
و عمر فرج ابو بکر ووزن عمر و عثمان
فرج عمر ثم رفع المیزان فرأینا
الکاهن فی وجه رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و اخرج ایضا من
طریق عبد الرحمن بن ابی بکرۃ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ کیا تم میں سے
کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟ تو ایک شخص نے کہا
کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری
تو آپ کو اور ابو بکر کو تو لا گیا تو ابو بکر سے آپ بھاری نکلے
اور ابو بکر اور عمر کو تو لا گیا تو ابو بکر بھاری نکلے اور عمر و عثمان
کو تو لا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ پھر ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا
مشاہدہ کیا۔ اور نیز انہوں نے اس حدیث کو عبد الرحمن بن
ابی بکرہ کی سند سے روایت کیا اور اس میں "فاستاء بہا"
الخ ہے یعنی فساءہ الخ (یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے برا لگایا یعنی آپ کو برا لگایا یہ خواب) پھر
فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے، پھر اللہ ملک جس کو چاہے
گا دے گا۔ اور ابو داؤد نے روایت کیا سمرہ بن جندب
سے کہ ایک شخص نے کہا (یعنی خواب بیان کیا) کہ یا رسول
اللہ گویا ایک ڈول لٹکایا گیا آسمان سے پھر ابو بکر آئے
اور انہوں نے اُس کی لکڑیاں پکڑ کر کچھ منمو لی گھونٹ پئے
پھر عمر آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور خوب
ڈٹ کر پیا۔ پھر عثمان آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں
پکڑیں اور پانی خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر علی آئے اور انہوں
نے اس کی لکڑیاں پکڑیں تو وہ کھل گیا اور اس میں سے کچھ
پانی چھلک کر اُن کے اوپر گرا۔ اور روایت کیا ترمذی
نے حذیفہ بن الیمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام
کو قتل نہ کرو گے اور اپنی تلواروں کو ایک دوسرے پر

چلاؤ گے اور تمہاری دنیا کے وارث تم میں کے بدتر لوگ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اسلام کی چکی بچڑ جائے گی بعد پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہوئے تو ان لوگوں کی راہ پر جو (پچھلی امت کے لوگ) ہلاک ہوئے اور اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر سال قائم رہے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نبی اللہ (ص) پچھلے گزرے ہوئے زمانے سمیت ہے یا جو (اس وقت سے) باقی رہے گا فرمایا کہ جو باقی رہے گا۔ اور اس حدیث کا مضمون خارج (نیلیں ظاہر ہو چکا۔ کیونکہ سن پینتیس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور جہاد کا کام برہم ہو گیا اور پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں لوگوں کے (ایک خلیفہ پر) متفق ہو جانے کی وجہ سے امر جہاد قائم نہ ہوا اور اس تاریخ سے ستر سال کے بعد دولت بنی امیہ نابود ہو گئی۔ اور حاکم نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہا کہ مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو کہ ہم اپنے صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ کہا کہ میں نے آپ کے پاس پہنچ کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر کو۔ پھر میں نے ان کے پاس آکر ان کو خبر دے دی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹو اور ان سے پوچھو کہ اگر ابو بکر کے ساتھ حادثہ (یعنی موت) واقع ہو جائے تو پھر کس کو دیں؟

ہذا الحدیث دلیہ فاستاہبہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فسأء ذلک فقال خلافة نبوة ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء واخرج البوداؤد عن سمرۃ بن جندب ان رجلاً قال یا رسول اللہ کان دلواً ذری من السماء فجاء ابو بکر فاخذ بعراقیہا فشرب شرباً ضعیفاً ثم جاء عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تفلح ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تفلح ثم جاء علی فاخذ بعراقیہا فانبثقت وانتفع علیہ منها شئ۔ واخرج الترمذی عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امانکم وتجتددوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم۔ ہذا حدیث حسن۔ واخرج الحاکم عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلاً من الاسلام ستزول بعد خمس وثلاثین او ست وثلاثین او سبع وثلاثین سنۃ فان پہلکوا فسیل من ملک وان یقیم ہم دینہم یقیم سبعین قال عمر رضی اللہ عنہ

تو میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ عمر کو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ لوٹو اور اُن سے پوچھو کہ اگر ان پر حادثہ واقع ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں۔ پھر میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عثمان کی طرف۔ پھر میں نے لوگوں کے پاس آکر خبر دی تو انہوں نے کہا کہ لوٹو اور پوچھو کہ اگر عثمان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں تو میں نے جا کر پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمان کے ساتھ حادثہ پیش آگیا تو شہاری تباہی ہے ہمیشہ کے لئے تباہی۔ اور ریاض میں مروی ہے سہیل بن ابی حمزہ سے کہا کہ ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فروخت کا معاملہ کیا تو علی رض نے اُس دیہاتی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اُن سے پوچھ کر اگر اُن پر وقتِ آخر آپہنچا تو اس رقم کو کون ادا کرے گا۔ تو وہ دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور اُس نے آپ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ابو بکر ادا کرے گا۔ پھر وہ نکل کر علی کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ پھر واپس جا کر اُن سے سوال کر کہ اگر ابو بکر کو موت آگئی تو اس کو کون ادا کرے گا۔ تو اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے عمر ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا کہ جا کر یہ پوچھ کہ عمر کے بعد کون ادا کرنے والا ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تجھے عثمان ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا کہ جانی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُن سے پوچھ کہ اگر عثمان کو موت آگئی تو اُس کو کون ادا کرے گا۔

یا نبی اللہ بما مضیٰ او بما یبقی قال لابل بما بقی۔ ومقتومون این حدیث در خارج ظہور یافت زیر اگر در سنہ خمسہ و ثلثین حضرت عثمان مقتول شد و امر جہاد بہ ہم خود ہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان باتفاق ناس امر جہاد قائم گشت و ازان تا ریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد و آخر اجماع من انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ الی من ندفع صدقاتنا بعدک قال فاتیتہ فسلتہ فقال الی ابی بکر فاتیتہم فاخبرتهم قالوا ارجع الیہ فسلہ فان حدیث بابی بکر حدیث فالی من فاتیتہ فاخبرتهم فقال الے عمر فقالوا ارجع الیہ فسلہ فان حدیث بعمر حدیث فالی من فاتیتہ فسلتہ فقال الے عثمان فاتیتہم فاخبرتهم فقالوا ارجع فسلہ فان حدیث بعثمان حدیث فالی من فاتیتہ فسلتہ فقال ان حدیث بعثمان حدیث فسلتہ لکم الدہر فسلتہ۔ و فی الریاض عن سہیل

بن ابی حثمہ قال بائع اعرابی
النبي صلى الله عليه وسلم فقال
عليّ للاعرابي انت النبي صلى الله
عليه وسلم فسلم ان اتى عليه اجله
من يقضيه فأتى الاعرابي النبي صلى الله
عليه وسلم فسأله فقال يقضيكَ ابو بكر
فخرج الى عليّ و اخبره فقال ارجع
فسلم ان اتى ابى بكر اجله من يقضيه
فأتى الاعرابي النبي صلى الله عليه وسلم
فسأله فقال يقضيكَ عمر فقال عليّ
للاعرابي سلم من بعد عمر فقال
يقضيكَ عثمان فقال عليّ للاعرابي
انت النبي صلى الله عليه وسلم فسلم
ان اتى علي عثمان اجله من يقضيه
فقال صلى الله عليه وسلم اذا أتى
علي ابى بكر اجله وعمر اجله و عثمان
اجله فان استطعت ان تموت
ممت - وفيه من حديث ابى هريره
ان النبي صلى الله عليه وسلم بائع
اعرابيا بقليل من الابل فقال
يا رسول الله ان اعجبتك منيتك
فمن يقضيني قال ابو بكر قال فان
عجلت بابى بكر منيتك فمن يقضيني
قال عمر قال فان عجلت بعمر منيتك فمن
يقضيني قال عثمان قال فان عجلت

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابو بکر پر موت
آجائے گی اور عمر پر بھی موت آجائے گی اور عثمان پر بھی
موت آجائے گی تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو تو بھی
مر جانا۔ اور اسی میں کچھ حدیث ابو ہریرہ بھی منقول ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے چند
نوجوان اونٹ خریدے ایک خاص مدت کے وعدے
پر۔ تو اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کی موت آپ
پر جلدی آگئی تو مجھے کون ادا کرے گا تو آپ نے کہا
کہ ابو بکر۔ اُس نے کہا کہ ابو بکر پر بھی موت جلدی آگئی
تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ عمر۔ اُس نے کہا کہ
اگر عمر پر بھی موت جلد آگئی تو کون ادا کرے گا۔ تو فرمایا
کہ عثمان۔ اُس نے کہا کہ اگر عثمان پر بھی موت نے جلدی
کی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو اگر تجھ سے
ہو سکے تو تو بھی مر جانا۔ واللہ اعلم۔ اور حاکم نے روایت کیا
ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور
بادشاہی شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے
عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا
جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا یہاں تک کہ شام
میں جا بٹھرا۔ اور بعض حوادث واقع ہوئے جنہوں نے
بدلالت حال سمجھا دیا کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آثار خاصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موت کے
قریب منقطع ہو گئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے
ابو ہریرہ سے، کہا کہ میں چند کھجوریں لے کر رسول اللہ

بشمان منیتہ من یقضینی قال
ان استطعت ان تموت فمیت والله
اعلم واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ
بالمدینۃ والکتاب بالشام - و
فی مشکوٰۃ عن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت
عموداً من نور خرج من تحت راسی
سالملاً استقر بالشام - و بعض
حادث واقع شد کہ بدلت
حال فہانیدند کہ آثار خاصہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک
موت حضرت عثمان منقطع شد - فی
المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال اتیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمر ات
فعلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن
بالبرکۃ ففعلن ثم دعالی فیہن بالبرکۃ
قال فخذہن فاجعلن فی مزودک
کلما اردت ان تأخذ منہ شیئاً
فاذخل یدک فخذہ ولا تنثر نثرأ
فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا
من دسوق فی سبیل اللہ وکنا نأکل
منہ ونطعم وکان ذلک لا یفارق
حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع - اخرج ابو عمر عن سعید بن

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ یا رسول
اللہ ان میں برکت کے لئے اللہ سے دُعا کر دیجئے۔ تو
آپ نے اُن کو باہم ملا دیا پھر میرے لئے اُن میں برکت
کی اللہ سے دُعا کی اور فرمایا کہ ان کو لے اور اپنے
تھیلے میں رکھ چھوڑ۔ جب بھی تو ان میں سے کچھ لینا
چاہے تو ہاتھ ڈال کر لے اور اُن کو الگ الگ کر دینا۔
تو میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے اور اتنے دسوق
(دسوق حجازی ۴۸۰ رطل یعنی تقریباً ۶ من کا ہوتا ہے)
نکال کر فی سبیل اللہ دیئے اور ہم اس میں
سے کھاتے اور کھلاتے رہے۔ اور وہ تھیلہ میرے
پہلو سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب
وہ دن آیا جس میں عثمان قتل کئے گئے تو وہ ختم
ہو گیا۔ ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا
کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں زید بن خارجه کا انتقال
ہوا تو اس پر کپڑا ڈھانپ دیا گیا۔ پھر لوگوں نے اس
کے سینے سے آواز کی ایک کرکراہٹ سنی پھر بونا
شروع کر دیا اور کہا احمد احمد ہے اول کتاب
(توریت) میں سچ کہا سچ کہا ابو بکر صدیق اپنی
ذات میں ضعیف اور اللہ کے کام میں قوی ہے یہ
کتاب اول میں ہے سچ کہا سچ کہا عمر بن الخطاب
قوی امین ہے کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا۔
عثمان بن عفان اُن کے طریقے پر ہے۔ چار سال
گزر گئے دو باقی رہ گئے فتنے آئے ہیں اور سخت
کھا جائے گا کمزور کو اور قیامت قائم ہوگی اور
عنقریب تمہارے پاس پیر اریس کی خبر آنے والی

المسیب ان زید بن خاربہ توفی
 زمن عثمان بن عفان فسجی بثوب ثم
 انهم سمعوا جملۃ فی صدرہ ثم
 تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول
 صدق صدق ابو بکر الصدیق الضعیف
 فی نفسه القوی فی امر الله فی الکتاب
 الاول صدق صدق عمر بن الخطاب
 القوی الایمن فی الکتاب الاول صدق
 صدق عثمان بن عفان علی منها جهم
 مفضت اربع و بقیة سنتان اتت
 الفتن و اکل الشدید الضعیف و
 قامت الساعة و سیأتیکم خبر بیری
 و ما بیری اریس ثم ملک رجل من بنی
 خطم فسجی بثوب فسمعوا جملۃ فی
 صدرہ ثم تکلم فقال ان اغانی الحارث
 بن الخزرج صدق - اخرج البغاری
 عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ
 رسول الله صلی الله علیه وسلم خاتماً
 من وریق وکان فی یدہ ثم کان بعد
 فی ید ابی بکر ثم کان بعد فی ید
 عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی
 وقع بعد فی بیریس نقشہ
 محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
 و اخرج البخاری عن انس رضی الله
 عنه قال کان خاتم النبی صلی الله علیه

ہے اور کیا ہے پیر اریس - پھر بنی خطم میں سے ایک
 شخص کا انتقال ہوا اور اس پر کپڑا ڈھانپا گیا تو لوگوں
 نے اُس کے سینہ میں سے آواز کی کرکراہٹ سنی پھر وہ
 بولنے لگا اور اُس نے کہا حارث بن الخزرج کے بھائی نے
 بیچ بولا سیح بولا - بخاری نے روایت کیا نافع سے اُس نے
 ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی
 چاندی کی بنوائی تھی جو کہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر بعد
 میں ابو بکر کے ہاتھ میں رہی - پھر اُس کے بعد عمر کے ہاتھ
 میں رہی پھر اس کے بعد عثمان کے ہاتھ میں آئی یہاں تک
 کہ اُس کے بعد بیریس میں گر گئی اُس کا نقش محمد رسول
 اللہ تھا - اور آیت کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی
 اور آپ کے بعد ابو بکر کے ہاتھ میں رہی اور ابو بکر کے بعد
 عمر کے ہاتھ میں کہا کہ جب عثمان کے ہاتھ میں تھی تو وہ
 ایک دن بیریس پر بیٹھے اور انگوٹھی کو نکال کر اُس سے
 کھینے لگے تو وہ (کنوئیں میں) گر گئی تو ہم تین دن عثمان کے
 ساتھ پھرے ، کنوئیں کا پانی کھینچ دیا مگر وہ ہمیں نہ دستیا
 ہوئی - اور ابو عمر نے روایت کی کہا کہ عامر بن ربیعہ
 رات کو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے جس زمانہ میں
 لوگ پھنس رہے تھے حضرت عثمان کو زخم پہنچانے میں
 تو وہ رات میں نماز پڑھ کر سو گئے ، خواب میں اُن سے
 کہا گیا کہ اُٹھ اور اللہ سے دُعا کر کہ وہ تجھے اُس نقتہ سے
 بچائے جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچایا - تو
 وہ اُٹھے اور دُعا کی - پھر بیمار ہو گئے اس کے بعد گھر
 سے نہیں نکلے اُن کا جنازہ ہی نکلا - اور ابو عمر نے روایت

وسلم فی یدہ و فی ید ابی بکر بعدہ
و فی ید عمر بعدہ ابی بکر قال فلما کان
عثمان جلس علی بیر اریس فاخرج
انما تم فجعل یبعث بہ فسقط قال
فاختلفنا ثلثہ ایام مع عثمان فخرج
ابیر فلم نجدہ - و اخرج ابو عمر قال
قام فاکثر بن ربیعۃ فیصلی من
اللیل حین نشب الناس فی الطعن
علی عثمان فصلی من اللیل ثم نام فأتی
فی المنام فقیل لہ قم فاسأل اللہ ان
یعیذک من الفتنة اللتی اعاذ منہ
صالح عبادہ فقام فصلی و دعا ثم استسکن
فما خرج بعد الا بمنازاة - و اخرج
ابو عمر ان ثمامہ بن عدی امیر عثمان
علی الصنعاء خطب یوم بلغہ موت
عثمان فاطال البکاء ثم قال ہذا حین
انزعزت خلافت النبوة من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکاً و
جبریت من قلب علی شئ اکلہ
ایما تاثر امیر المومنین و امام
الشجعین اسد اللہ الغالب
علی بن ابی طالب رضی اللہ
تعالی عنہ پس اذان جلد آن است
کہ باحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرابت
قریبہ داشت و در شرافت نفس

کیا کہ ثمامہ بن عدی نے جو کہ صنعاء میں عثمان رضی کی طرف سے
امیر تھے جس دن اُن کے پاس عثمان کی موت کی خبر پہنچی
تو خطبہ دیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر کہا کہ یہ وہ
زمانہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت
چھن گئی اور ملکیت اور جبریت بن گئی۔ جو شخص کسی شے
پر قابض ہو گا وہ اُس کو کھا جائے گا۔

مناقب امیر المومنین و امام الشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بکثرت ہیں۔ اُن میں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور شرافت نسب میں اعلیٰ مرتبہ
رکھتے تھے۔ آپ ابوطالب ابن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور ان کی
والدہ فاطمہ تھیں اسد بن ہاشم کی بیٹی۔ ابو عمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی
عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرت
مرتضیٰ اور اُن کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں کہ باپ اور ماں
دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ اور اُن کے بعد حضرت حسنین
رضی اللہ عنہما اور اُن کے بعد امام محمد باقر اور عبد اللہ محسن
اور اُن کے بھائی اسی صفت پر تھے۔ اور جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے
تھے کہ وہ میری ماں تھیں بعد اُس ماں کے جس نے مجھے جنم
دیا۔ ابوطالب کچھ کاروبار کرتے تھے اور اُن کے یہاں کھانا
دعوت کے طور پر ہوتا تھا ہم سب کو اپنے ساتھ کھانے پر جمع
کر لیا کرتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اُس میں سے
کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں پھر کھالوں۔ اس
کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں
سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ

صاحب مرتبہ اعلیٰ بود ہو علی بن ابی طالب بن عبد المطلب و اُمّہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ قال ابو عمر ہی اول ہاشمینہ ولدت ہاشمیہ پس مرتضیٰ و اخوة او اول انجامہ اند کہ از جانب پدر و مادر ہر دو ہاشمی باشند و بعد از وی حضرت حسین رضی اللہ عنہا و بعد از ایشان امام محمد باقر و عبد اللہ محض و اخوة او بہیں صفت بودہ اند و جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در باب فاطمہ بنت اسد می فرمود کانت اُمّی بعد اُمّی اللّٰتی و کدّنی ان ابا طالب کان یصنع و یکنون لہ النّادۃ و کان یجمعنا علی طعامہ فکانت ہذہ المرأۃ تفضّل منہ شیئاً فاعوذ فیہ اخرجہ الحاکم و از مناقب وی رضی اللہ عنہ کہ در عین ولادت او ظاہر شد یکی آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت۔ قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن حزام و قول مصعب فیہ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ احدٌ مّا لقتہ و ہم مصعبٌ فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاً فی

جوف کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے ترجمہ میں کہا کہ کہ ان کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ نہیں پیدا ہوا کعبہ میں اس سے پہلے کوئی اور نہ اس کے بعد جو کہ اس پر نص کر دیا۔ مصعب نے وہم کیا ہے حرف اخیر (ولا بعدہ) میں۔ بلاشبہ اخبار متواتر ہیں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ عز و جل و علای عاتیا صغیر سن ہی کے دور میں ان کے شامل حال ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (رضی اللہ عنہ) کے تکفل کو اپنے اوپر لے لیا اور اس سبب سے ان کا اسلام اور ان کا جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنا زمانہ بلوغ سے پہلے ہوا ہے۔ صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے سلمان دہی ہیں اور اس بارے میں ایک فصل مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں گذر چکی ہے۔ محمد بن اسحق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا عبد اللہ بن ابی یحییٰ نے مجاہد بن جبر ابی الحجاج سے۔ کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے ان کے حصّہ میں رکھی تھی اور اس ذریعہ سے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا کہ قریش پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا اور ابو طالب بہت اولاد رکھتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہا اور وہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحب وسعت تھے کہ اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال

فی جوف الکعبۃ - واذان جملہ آئمہ غایت
الہی جل و علا در صغر سن شامل
حال ادگشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تکفل وی رضی اللہ عنہ بر خود
گرفتند و ازین جہت اسلام او
و نماز گزاردن او با جناب مقدس نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم پیش از اذان
بلوغ بودہ است - و بسیاری از صحابہ
و تابعین بآن رفتہ اند کہ وی اول مسلمان
است بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا و فصلی
ازین باب در آثار صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ گذشت - قال محمد بن اسحق
و عدنی عبد اللہ بن ابی نجیح عن
مجاہد بن جبرانی الحاج قال کان
من نعمۃ اللہ علی علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ ما صنع اللہ لہ و آراؤہ
بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمتہ
شدیدہ و کان ابو طالب ذاعیال
کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم للعباس عمہ دکان من الیہ
بنی ہاشم یا عباس ان انک اباطالب
کثیر العیال وقد اصاب الناس مائری
من ہذہ الازمتہ فالطلق بنا الیہ
لنخفف من عیالہ آخذ من بینہ رجلا
و نأخذ انت رجلا فنکفیہما عنہ

ہیں اور لوگوں پر جو یہ بلا خشک سالی کی آپڑی ہے وہ آپ
دیکھ رہے ہیں تو آدھے ہم اُن کے پاس چلیں اُن کے اوپر
سے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں، اُن کے گھر سے ایک آدمی کو
میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں تو ہم ان کی طرف سے
اُن دو کا خرچ خود برداشت کریں، عباس نے کہا بہت
اچھا - تو دونوں جا کر ابو طالب سے ملے اور اُن سے کہا
کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے کنبہ کے
خرچ کا بوجھ ہلکا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے
اس تنگی کو دور کر دے جس میں وہ مبتلا ہیں - تو ان دونوں
سے ابو طالب نے کہا کہ اس صورت میں تم میرے پاس
عقیل کو چھوڑ دو اور ابن ہشام نے کہا کہ عقیل اور طالب
کو چھوڑ دو اس کے بعد جو تم چاہو کرو - تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا اور اُن کو اپنے سینہ
سے لگایا اور عباس نے جعفر کو لیکر اپنے سینے سے
لگایا - پھر علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ
کو نبی بنا کر مبعوث کیا تو علی نے آپ کا اتباع کیا اور
آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس
کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ ایمان لائے اور اُن سے
مستغنی ہو گئے - ابن اسحاق نے کہا کہ بعض اہل علم
نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے
تھے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب بھی اپنے
باپ ابو طالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری
قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور اس میں دونوں نماز

قال العباس نعم فانطلقا حتى
اتيا الى ابى طالب فقالا له انما نريد
ان نخفف عنك من عيالک حتى
ينكشف عن الناس ما هم فيه
فقال لهما ابو طالب اذا تركتما نى عقيلاً
وقال ابن هشام عقيلاً وکلاباً فامضا
ما شئتما فاخذ رسول الله صلى الله عليه
وسلم علياً وضمه الى صدره و
اخذ العباس جعفر فضمه اليه فلم يزل
على رضى الله عنه مع رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى لبثه الله نبياً
فاتبعه علي فامن به وصدقه و
لم يزل جعفر عند العباس حتى اسلم
واستغنى عنه قال ابن اسحق و
ذكر بعض اهل العلم ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان اذا حضرت
الصلوة خرج الى شعاب مکه وخرج
معه علي بن ابى طالب مستخفياً من
ابيه ابى طالب ومن جميع اعمامه
وسائر قومه فيصليان الصلوة فيها
فاذا امسيا رجعا فمکثا کذلک ما
شاء الله ان یکثرا ثم ان ابى طالب
عشر مليها يوماً واما یصلیان فقال
لرسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا
الدين الذى اُراک يدين به قال

پڑھتے رہتے تھے۔ پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں
واپس آجاتے تھے، تو دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ
اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا
ہوا کہ ابو طالب دونوں کے سامنے آگئے جب کہ وہ نماز
پڑھ رہے تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ یہ کون سا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو
تو آپ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا دین ہے اور اُس کے
فرشتوں کا دین ہے اور اُس کے رسولوں اور ہمارے باپ
ابراہیم کا دین ہے۔ یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بنا
کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اے چچا ہر اُس شخص
سے جس سے میں خیر خواہی کروں اور اس کو ہدایت کی طرف
دعوت دوں زیادہ حقدار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت
کو قبول کیا اور میری امانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے
زیادہ ہے۔ اوکا قال۔ تو ابو طالب نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ باپ دادا کے دین
کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اُس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم
میں کسی چیز کو جس سے تو تکلیف محسوس کرے تجھ تک نہ
آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں اور انہوں نے ذکر کیا
کہ ابو طالب نے علی سے کہا کہ اے میرے بیٹے تو کس دین
پر ہے انہوں نے کہا کہ اے ابائیں تو اللہ کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور جو کچھ وہ لے کر آئے
اُس کی تصدیق کر چکا اور میں نے اُن کے ساتھ مل کر اللہ
کے لئے نماز پڑھی اور اُن کا اتباع کیا، تو لوگوں نے گمان
کیا ہے کہ ابو طالب نے یہ کہا کہ خبردار محمد نے تجھے

دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ اور احمد نے روایت کی حیتہ العرفی سے کہا کہ میں نے علیؑ کو دیکھا کہ منبر پر ہنس رہے تھے۔ میں نے اُن کو کبھی اس سے زیادہ ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اُن کے کیلے کھل گئے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابو طالب کا قول یاد آگیا۔ ابو طالب ہم پر ظاہر ہوئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگے اے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میرے چوتڑ تو کبھی اُد پر نہیں اُٹھنے کے اور ہنسنے اپنے باپ کے قول پر تعجب کی وجہ سے۔ پھر علیؑ نے کہا یا اللہ میں اعتراف نہیں کر رہا ہوں (یعنی دعویٰ اور فخر نہیں کرتا) کہ آپ کے کسی بندے نے اس اُمت میں سے سوائے آپ کے نبی کے مجھ سے پہلے آپ کی عبادت کی ہو۔ تین مرتبہ کہا۔ بیشک میں نے نماز پڑھی پہلے اس سے کہ لوگ نماز پڑھیں سات دن (یا سات نمازیں) اور اُن میں سے ایک یہ کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؑ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دُعاے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ اور احمد نے روایت کیا علیؑ سے، کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا کہ جاؤ اُن کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ کہا کہ پھر میں

یا عزم هذا دين الله ودين ملائكتہ
ورسلہ ودين ابينا ابراهيم او
كما قال صلى الله عليه وسلم بعثني الله
به رسولا الى العباد وانت يا عزم احق
من بذلت له النعمة ودعوتہ الى
الهدي واحق من اجابني اليه
واجابني عليه او كما قال تعالى ابو طالب
يا ابن اخي اني لا استطيع ان افارق
دين آبائي وما كانوا عليه ولكن والله
لا يخلص اليك شئ تكرهه ما بقيت
وذكر وانه قال لعلي يا مبنئ ما هذا
الدين الذي انت عليه قال يا ابت
امنت برسول الله صلى الله عليه وسلم
وصدقته بما جاء به وصليت معه
بشده واتبعته فزعوا انه قال اما
انه لم يدركه الا الى خيره فانه من
واتخرج احمد عن حية العرفي قال رايت
عليا ضحك على المنبر لم اره ضحك
ضحا اكثر منه حتى بدت نواجذه ثم
قال ذكرت قول ابى طالب ظهر علينا
ابو طالب وانا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم ونحن نقتلي بطن نخله
فقال ماذا تصنعان يا ابن اخي فداه
رسول الله صلى الله عليه وسلم الى
الاسلام فقال ما بالذي تصنعان

نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعائیں کیں جن سے مجھے استقدر مسرت ہوئی کہ اتنی سرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ اور علی جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے۔ اور ان میں ایک یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ منتظر اختلاف کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ نسائی نے کتاب الخصال میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا تھا یا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور ان کے لئے ایک مدکانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) فرمایا کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا بیچ رہا جتنا بھی تھا، گو یا کہ اس کو چھڑا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں شربت باقی تھا، گو یا کہ اس کو چھوڑا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس امت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں ان کی طرف بڑھا اور میں قوم میں سب سے چھوٹا تھا۔ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ نے وہی بات کہی۔ تین

بأس و بالذی نقولان بأس و لكن والله لا تسلو لی استی ابدًا وضحک تجبا لقول أبیه ثم قال اللهم لا اعترف ان عبد اک من هذه الامة عبدک قبل غیر نبیک ثلاث مرار لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبحا۔ وازان جمله آنکہ چون ابو طالب وفات یافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تعزیه و تسلیہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ دعای خیرہ برای او کمال درجہ شفقت مرعیداشت اخرج احمد عن علی قال لما توفي ابو طالب اتيته النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمك الشیخ قد مات قال اذهب فواره ثم لا تحدث شیئا حتی تأتینی قال فواریتہ قال اذهب فاعقل ثم لا تحدث شیئا حتی تأتینی قال فاعقلت ثم اتيته قال فدعالي بدعوات ما یسرني ان لی بنا حمر النعم وسود با وکان علی اذا غسل المیت اغتسل۔ وازان جمله آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با او معاملت منتظر اختلاف کہ کی از لوازم خلافت خلاصہ است بجا آوردند۔ اخرج النسائی فی کتاب

انحصا لصل عن ربيعته بن ناجية ان رجلا قال لعل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لهم قدامن طعام قال فاکلوا حتی شیعوا وبقى الطعام کما ہو کان لم ییس شتم وعلی غمرة فشرلوا حتی رؤوا وبقى الشراب کان لم ییس ولم یشر فقتل یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصة و الی الناس عامة وقد رأیت من هذه الامة ما قد رأیت وایکم یبایعنی علی ان یکون انی و صاحبی و وارثی فلم یقم الیه احد فمقت الیه وکنت اصغر القوم قال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک اقوم فیقول اجلس حتی کان فی الثالثة ضرب بیده علی یدئ ثم قال فذلک ورثت ابن عمی دون عمی و اخرج النساء عن علی رضی اللہ عنہ قال انطلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبة فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ اور میں ہر مرتبہ میں اُٹھتا رہا اور وہ کہتے رہے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ اور نسائی نے روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر چڑھ گئے اور ان کو اُٹھائے ہوئے علی کھڑے ہوئے (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری کو دیکھا اور کہا کہ بیٹھ جا تو میں بیٹھ گیا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور میرے سامنے بیٹھے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہو گئے تو علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ متخیل ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں تو علی کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا پتیل یا تانبے کا۔ تو میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا تاکہ اُسے اکھاڑ دوں داعیں کو اور بائیں اور آگے کو اور سامنے اور اس کے پیچھے سے یہاں تک کہ جب میں نے اُس پر قابو پالیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹوٹ کر دیبا جائے پھر چپے اُڑا یا۔ پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ گئے ہوئے چلے یہاں تک کہ گھروں میں جا پہنچے اس بارشہ نے کہ کوئی ہمیں مل جائے گا۔ اور ان میں سے یہ کہ جب کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ آجنا بکے استرو پر سوجائیں اور آنحضرت کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار غلاطہ میں پڑت رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے پر مطلع نہ

علیٰ منکبہ فنبض بہ علیؑ فلما رأی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعی
قال لی اجلس فجلست فنزل نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجلس لی وقال
اصعد علی منکبہ فصعدت علی منکبہ
فنبض لی فقال علیؑ علیہ السلام انہ
لینخل الی انی لو شئت کنت
افق السماء فصعد علی الکعبۃ وعلیہا
تمثال من صفر او نحاس فجعلت
اعابجہ لازلیہ یمیناً وشمالاً وقدماً
او من بین یدیه ومن خلفہ حتی اذا
استمکت فیہ فقال نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اقتذہ فقد فت بہ
فکسرتمہ کما یکسر القواریر ثم نزلت
فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نستبق حتی توارینا البیوت
خشیۃ ان یلقانا احدٌ واذان جملہ
آنکہ چون کفار قریش مجتمع شدند بر
ایذای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہجرت از مکہ بمدینہ تقسیم یافت
حضرت مرتضیٰ فرمودند تا بر فراش
آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام
بخسید و بردای مبارک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بالائی خود پوشد تا کفار
در غلط افتند و بر رفتن آنحضرت

ہونے پائیں۔ اور اس کے بعد قریب وقت میں ہی علی رضی
اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے جا ملے۔ ابن اسحق نے ہجرت کے اور ہی صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں کفار قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا،
پھر جبرئیل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں
تو جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکین جمع ہو کر آپ کو
تاکنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے کہ آپ کے اوپر حملہ کریں
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھا تو علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا
اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں
سو جا۔ ہرگز ان کی جانب سے کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے
گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے جب سویا
کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف باہر نکلے اور آپ نے ایک
مٹھی مٹی کی جھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سروں پر
بکھرتے رہے اور آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے یس
وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۝ فَهُمْ لَا یُبْصِرُونَ
یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات
سے فارغ ہو گئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا کہ
آپ نے اُس کے سر پر مٹی ڈالی۔ پھر جس طرف جانے کا آپ
نے ارادہ کیا تھا چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک
آنے والا آیا جو ان لوگوں کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا
اُس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں
نے کہا کہ محمد کا۔ اُس نے کہا کہ خدا نے تمہیں خسارے میں

ڈال دیا۔ خدا کی قسم بلاشبہ محمد تمہارے سامنے سے نکل گیا، پھر اس نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا چلا بھی گیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے۔ کہا کہ پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو اس پر مٹی پائی۔ پھر انہوں نے جھانگنا شروع کیا تو وہ علی کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد سویا ہوا ہے، اُس پر اُس کی چادر ہے۔ تو یہ لوگ اسی طرح تو ہاں سے نہیں اٹھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اور علی بستر پر سے اٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے بیان کیا تھا سچ کہا تھا۔ پھر محمد بن اسحق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں علی نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو اُن کی وہ امانتیں ادا کر دیں جو اُن کی آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اُس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھائی تجویز کیا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی فرمایا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی تو علی آئے اور انہی آنحضرت سے بھری ہوئی تھیں، اور کہا کہ رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی

صلی اللہ علیہ وسلم اطلاعی نیا بند و بعد اذان عنقریب ہجرت نمود و آنحضرت لمحق گشت۔ قال ابن اسحق فی قصۃ الهجرة و مشاورۃ کعبہ قریش فی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتى جبریل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال له لا یتب هذه اللیلۃ علی فراشک فلما کانت العتمة من اللیل اجتمعوا یرصدونه۔ متی ینام فیتبون علیہ فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ثم علی فراشی و تسج بردی ہذا الحضر متی الاخضر فنم فیہ فانہ لن یخلص الیک شیئ تکرمہ منہم و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ینام فی بردہ ذلک اذا نام قال و خرج علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ جفۃ من تراب فی یدہ فجعل یشتر التراب علی رؤسہم و یقرأ سورۃ الیس و القرآن الحکم انک لہم المرسلین علی صراط مستقیم الی قولہ فاغشیہم فلم لا یمضون حتی فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہولاء

الآیات ولم یبق منہم رجلٌ الا
وقد وضع علی راسہ تراباً ثم
انصرف الی حیث اراد ان یتذہب
فاتاہم آت من لم یکن معہم فقال
ما تفتشون ہلہنا قالوا محمدًا قال
فیئسکم اللہ قد واثقہ خرج علیکم محمد
ثم ما تارک منکم رجلاً الا وقد وضع
علی راسہ تراباً و انطلق لحاجتہ
اماترون ما بکم قال فوضع کل واحد
منہم یدہ علی راسہ فاذا علیہ تراب
ثم جعلوا یطلعون فیرون علی
الفراش متحییاً ببر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون واللہ
ان ذالک ما نزل علیہ بردہ فلم یبرحوا کذک حتی اصبحوا
نقم علیہ عن الفرش فقالوا واللہ لقد کان صدقاً الذی حدیثنا
قال محمد بن اسحق فی قصۃ مقدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
بواقام علی ذیکہ ثلث لیل و
ایامہا حتی اودی عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الودائع اللتی کانت
عندہ للناس حتی اذا فرغ
منہا لحق برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فنزل علی کلثوم بن ہرم
وازان جملہ آنکہ چون در میان
اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ

اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی تو
اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا
بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اُن میں سے یہ کہ سوانیق
اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کا حصہ کامل اور وافر تھا، اول یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک
پہنچے تو آپ نے ایک جماعت کو دشمنوں کے لشکر کا حال معلوم
کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت مرتضیٰ بھی اُس جماعت
میں سے تھے۔ کہا محمد بن اسحاق نے کہ جب شام
ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے
اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا۔
تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی ڈھونے
والے اونٹ اُن کے ہاتھ لگے جن میں بنی الکجاج کا
غلام اسلم اور بنو عاص بن سعد کا غلام عربی بن ابو
لیسار بھی تھا، تو یہ اصحاب ان دونوں کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ الہ دوسرا یہ کہ قتال
شروع ہونے کے وقت جماعت کفار میں سے تین
آدمی مقابلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی اُن کے ساتھ
مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل آئے اُن میں سے
ایک حضرت مرتضیٰ تھے۔ محمد بن اسحق نے کہا اور
اسود بن اسد مخزومی مقابلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک
بدخود خصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے
عہد کرتا ہوں کہ اُن کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں
گا یا اس کو ڈھا دوں گا یا اُس کے پیچھے جان دے دوں
گا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب

بڑھے۔ جب دونوں میں ٹھیکڑ ہوئی تو حمزہ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا قدم اُدھی پنڈلی پر رخمی ہو گیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا اپنے سب تھیلوں کی طرف اور اس کی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ مڑ گیا حوض کی طرف، یہاں تک کہ اُس میں جا گھسا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کر لے۔ پھر حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اُس کو قتل کر دیا۔ پھر اُس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صاف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے للکارا تو اس کی طرف انصار میں کے تین جوان نکلے اور وہ تھے عوف اور مویز حارث کے بیٹے جن کی ماں عفرات تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک جماعت انصار میں کی، تو انہوں نے کہا، میں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں کے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ہماری طرف بھیج ہماری قوم میں کے ہمارے ہمرتبہ لوگوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو اے عبیدہ بن الحارث اور اُٹھو اے حمزہ اور اُٹھو اے علی۔ جب یہ اصحاب اُٹھے اور اُن کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو عبیدہ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور علی نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم ہمارے ہمرتبہ عزت و بزرگی والے ہو۔ تو عبیدہ نے جو قوم (یعنی تینوں)

رضی اللہ عنہ را بادر خود خواند۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر قال آغا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاہ علی تدمع عیناہ فقال یا رسول اللہ آخیت بین اصحابک ولم تؤاخ بیتی و بین احد فقال لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخي فی الدنیا والاخرۃ۔ و ازان جملہ آنکہ در شہید بدر نصیب حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ از سوابق اسلامیہ ادنی و اوفر بود۔ اول آنکہ چون نزدیک بموضع بدر رسیدند جماعہ را برای خبر گرفتن لشکر اعداء فرستادند و حضرت مرتضیٰ ازان جملہ بود قال محمد بن اسحاق فلما امسلى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علی بن ابی طالب و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص فی نفر من اصحابہ الی بدر یمسسون لا الخمر فاصابوا رؤایا القریش فیہا اسلم غلام لبنی الجراح و عریض ابویار غلام لبنی العاص بن سعد فاذا بہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ثانیاً آنکہ در ہنگام مقاتلہ سترہ نفر از جماعہ کفار مبارزت کردند و کس از بنی ہاشم در صدر

مدافعت انہا در آمدند حضرت مرتضیٰ
کے اذان جملہ بود۔ وقال محمد بن
اسحق وخرج الاسود بن عبد الاسود
المخزومی وكان رجلاً شرساً سبي في غزوة
فقال انما به الله لاشربن من موضهم
او لا يدرمت او لا تموتن دون فلما
خرج خرج اليه حمزة بن عبد المطلب
فلما التقيا ضرب حمزة فخرج قدمه بنصف
ساقه وسودون الحوض فوقع على ظهره
تثقيب رجله واما نحو اصحابه ثم خبا
الي الحوض حتى اقتحم فيه يريد ان يسير
ييمينه فاتبعه حمزة فضر به حتى قتله في
الحوض ثم خرج بعده عتبة بن ربيعة
بن اخيه شيبه بن ربيعة وابنه
الوليد بن عتبة حتى اذا فصل من
الصف دعا الى المبارزة فخرج اليه
فشيبة من الانصار ثلثه و هم
عوف و معوذ ابنا الحارث و امهما
عفراء و رجل آخر يقال له عبالش
بن رواحة فقالوا من انتم قالوا رباط
من الانصار فقالوا مالنا بكم من حاجة
ثم نادى مناديهم يا محمد اخرج الينا
اكفاءنا من قومنا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم قم يا عبدة بن
الحارث و قم يا حمزة و قم يا علي فلما

میں بڑی عمر کے تھے مقابلہ کے لئے نکلے عتبہ بن ربیعہ کے
اور حمزہ نے مقابلہ کیا شیبہ بن ربیعہ کا اور علی نے مقابلہ
کیا ولید بن عتبہ کا۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی
کہ اُس کو قتل کر دیا۔ رہے علی تو انہوں نے ولید کو مہلت
نہ دی کہ اُسے قتل کر ڈالا۔ اور عبیدہ اور عتبہ کے درمیان یہ
ہوا کہ دونوں نے ایک دوسرے پر ضرب لگائی۔ دونوں نے
اپنے مقابل کو گہرے زخم پہنچائے۔ پھر حمزہ اور علی اپنی اپنی
تلاواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوئے اور اُس
کو انہوں نے کوٹ کر ڈال دیا اور اپنے ساتھی عبیدہ کو اٹھا
لائے اور اُس کو اس کے اصحاب کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرے
یہ کہ جبریل یا میکائیل اُن کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابوالصالح
سے انہوں نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں میرے اور ابو بکر کے
لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف جبریل اور
دوسرے کی طرف میکائیل رہیں گے اور اسرافیل بڑی
عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ قتال
کے وقت جن لوگوں کو علی نے قتل کیا اور بعد قتال کے
محمد بن اسحق نے چند ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے
بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف
کے ساتھ۔ روایت کیا ابو بکر نے ابراہیم بن عبید
بن رفاعہ بن نافع انصاری سے اُس نے اپنے باپ سے
اُس نے اس کے دادا سے کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو بعض
ٹوپیوں نے بعض کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو سب ٹھہر گئے یہاں

قَامُوا دُلُوا مِنْهُمْ قَالُوا مَنْ أَنْتُمْ قَالَ
جَبِيدَةُ أَنَا مَبِيدَةٌ وَقَالَ حَمْزَةُ أَنَا حَمْزَةٌ
وَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا عَلِيٌّ فَقَالُوا نَعَمْ أَكْفَاءُ
كَرَامَتُ فَبَارَزَ مَبِيدَةٌ وَكَانَ اسْتِ
الْقَوْمِ عَتَبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَبَارَزَ حَمْزَةُ يَحْيَى
بَنَ رَبِيعَةَ وَبَارَزَ عَلِيُّ الْوَلِيدُ بْنُ عَتَبَةَ
فَاتَا حَمْزَةَ فَلَمْ يَكُنْ يَهْلُ شَيْئَةً إِنَّ قَتْلَهُ
وَأَمَّا عَلِيٌّ فَلَمْ يَكُنْ يَهْلُ الْوَلِيدُ إِنَّ قَتْلَهُ
وَاخْتَلَفَ مَبِيدَةٌ وَعَتَبَةُ بَيْنَهُمَا ضَرْبَتَيْنِ
كَلَامًا اثْبَتَ فِي صَاحِبِهِ كَلَامًا حَمْزَةً
وَعَلِيٌّ بِأَسْيَافِهِمَا عَلَى عَتَبَةَ فَدَفَعَا عَلَيْهِ
وَاحْتَلَا صَاحِبُهُمَا فَبَارَزَا إِلَى أَصْحَابِهِ
ثَانًا أَتَاكَ جَبْرِئِيلُ يَامِيكَائِيلُ هَمْرَاهُ
أَوْ بُوْد - أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ
لِي وَلَئِي بَكْرٍ عَنْ يَمِينٍ أَحَدُكَ
جَبْرِئِيلُ وَالْآخَرُ مِيكَائِيلُ وَاسْرَافِيلُ
مَلَكٌ عَظِيمٌ وَيَكُونُ فِي الصَّفِّ - مُحَمَّدُ بْنُ
إِسْحَاقَ دُرُوقَتِ قَالَ وَبَعْدَ قِتَالِ
جَبْرِئِيلُ رَأَى نَامَ بَرْدَهُ بَعْضُ رَاجِزًا
وَبَعْضُ رَاجِزٍ سَبِيلُ تَرُودَ وَاحْتِلَانِ
قَتْلَهُمْ عَلِيٌّ - أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
بَنِ عَبِيدِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ بَدْرٍ

تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے اور اُن
کے ساتھ علی بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ
یا رسول اللہ ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ
ابو الحسن (یعنی علی) نے پیٹ میں کچھ مروڑ محسوس
کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا کہ مبادا کوئی چھپا ہوا
دشمن غفلت میں گزند پہنچا دے۔ اور ان میں سے یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ
عنه کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا
اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مراتب عظیمہ سے
نوازا۔ روایت کیا ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد
بن سماک بن جعفر ہاشمی سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا فاطمہ کا علی بن ابی طالب
کے ساتھ جنگِ اُحُد کے بعد اور فاطمہ کی عمر اُن کے
نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی
اور علی کی عمر اُس دن اکیس سال اور پانچ ماہ تھی کتاب
حروف کہتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہ
کا نکاح بعد غزوہٴ اُحُد ہوا تردد دل میں پیدا ہوتا ہے
کہ پھر حضرت مرتضیٰ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے واقعہٴ اُحُد میں اس
کہنے کی کہ اَعْلَى عَنِ الدَّمِّ رَمَجَ بِرِيسٍ يَهْ خُونِ دَهْوٍ کیا
صورت ہوگی۔ واللہ اعلم۔ نسائی نے خصائص علی رضی
اللہ عنہ میں روایت کی ہے عبد اللہ بن بریدہ سے
انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ پیغامِ نکاح دیا ابو بکر
اور عمر نے فاطمہ علیہا السلام سے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے۔ پھر اُن سے پیغام
بھیجا علی علیہ السلام نے تو آپ نے اُن سے نکاح کر دیا۔

یہ روایت کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا اور اُن کے ساتھ رہا یہ سب کچھ صحیح ہے۔

فَقَعَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَادَتْ الرِّفَاقَةُ بَعْضُهَا بَعْضًا أَفِيكُم
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفُوا
حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ نَكَأَكَ فَقَالَ إِنَّ
أَبَا حَسَنٍ وَجْهٌ مُنْفَعٌ فِي بَطْنِهِ فَتَخَلَّفْتُ
عَلَيْهِ - وَازَّانَ جَمَلُهُ أَنَّكَ حَضَرْتَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَرْتَ مَرْتَقِي رَا رَضَى اللَّهُ
عَنْهُ - حَضَرْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
تَزَوَّجَ فَرَمُودٌ وَدَرِينُ ضَمْنِ تَشْرِيفِ
عَظِيمٍ وَتَعْظِيمِ فَخِيمٍ كَرَامَتِ نَمُودِ - أَخْرَجَ
أَبُو عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ
سَمَاكِ بْنِ جَعْفَرِ الْهَاشِمِيِّ يَقُولُ أُنْجِ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ وَقْعَةِ أُحُدٍ
وَكَانَ سَبْتًا يَوْمَ تَزَوَّجَهَا خَمْسَ
عَشْرَةَ سَنَةً وَخَمْسَةَ أَشْهُرٍ وَ
نِصْفًا وَسَبْعِينَ يَوْمًا مَعْدًا
وَعَشْرِينَ سَنَةً وَخَمْسَةَ أَشْهُرٍ - كَاتِبُ
حُرُوفٍ كَوَيْدٍ فَقِيرٌ رَا دِرَانُ كَمَا تَزَوَّجَ
حَضَرْتَ فَاطِمَةَ بَعْدَ أُحُدٍ بُوْدَةٌ اسْتِ
تَرَدَدَ بِخَاطِرِ مِيكَزَرْدٍ كَمَا كَفْتَنَ حَضَرْتَ
مَرْتَقِي فَاطِمَةَ رَا دِر وَتَعَهُ أُحُدٍ
إِغْسِلِي عَنِّي الدَّمَ بَغِيرِ تَزَوَّجَ چہ وجہ

اور نیز نسائی نے اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے
انہوں نے کہا کہ میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زفاف میں موجود تھی۔ جب صبح ہو گئی تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے دروازہ
کھٹکھٹایا تو ام المومنین نے دروازہ کھولا کہا جاتا ہے کہ
اُن کی زبان میں لُغَةُ تَحَا۔ اور عورتوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی آواز سن لی تو وہ ایک طرف ہو گئیں۔
(راوی نے) کہا اَخْبَتِیْنِ (چھپ گئیں) اور میں ایک کونہ میں
چھپ گئی۔ کہا کہ پھر علی علیہ السلام آئے تو اُن کو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے دُعاء دی اور اُن کے اوپر کچھ پانی
چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس فاطمہ کو لاؤ تو فاطمہ
علیہا السلام آئیں اور اپنے اوپر شرم سے ایک
رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے
تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت
میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو دعا دی اور ان
پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ نے کچھ سیاہی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے ؟
میں نے کہا کہ اسما فرمایا کہ بنت عمیس ؟ میں نے کہا
جی ہاں ! فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زفاف میں موجود رہی۔ تو اس کی عزت
کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں ! کہا کہ پھر مجھے دعا دی۔
ان میں سے یہ کہ معرکہ أُحُد میں بڑے بڑے فضائل
اُن کے حصّہ میں آئے۔ مصعب بن عمیر جو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے جب کہ ان کو مرتبہ
شہادت حاصل ہو گیا تو جناب اقدس نبوی علیہ

دارد والله اعلم۔ آخر جرح النسائي في
خصائص علي رضي الله عنه عن
عبد الله بن بريدة عن ابيه قال
خطب ابو بكر وعمر فاطمة عليها السلام
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انها صغيرة فخطبها علي عليه السلام
فزوجها منه۔ و آخر جرح النسائي ايضا
عن اسماء بنت عميس قالت كنت
في زفاف فاطمة بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم فلما اصبحت جاء النبي
صلى الله عليه وسلم ف ضرب الباب
ففتحت له ام ايمن يقال كان في
لسانها نكتة وسمع النساء صوت
النبي صلى الله عليه وسلم فتعجبن قال
اغتبنين واخبتين اناني ناحية
فقال فجاء علي عليه السلام فدعا
له النبي صلى الله عليه وسلم و
نضع عليه من الماء ثم قال ادعوا
لي فاطمة فجاءت عليها السلام و
عليها خرقة من احياء فقال قد انكح
احب اهل بيتي الي ودعا لها ونضع
عليها من الماء فخرج رسول الله صلى
الله عليه وسلم فرأى سوادا فقال
من هذا قلت اسماء قال ابنته
عميس قلت نعم قال كنت في زفاف

الصلوة والسلام نے حضرت مرتضیٰ کو جھنڈا دیا اور آپ
نے اسی حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے
مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ
مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے اور جس
نے اُن کو قتل کیا وہ قبیسہ بن قیسہ لیشی تھا اور وہ یہ
گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے
محمد کو قتل کر دیا۔ تو جب کہ مصعب بن عمیر قتل
کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جھنڈا علی بن ابی طالب کو دیا اور قتال کیا علی بن ابی
طالب نے اور مسلمانوں میں کے ایک شخص نے۔ کہا
ابن ہشام نے مجھ سے روایت کیا مسلم بن علقمہ
مازنی نے، یوم اُحد میں قتال شدت پکڑ گیا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے
نیچے بیٹھ گئے اور علی بن ابی طالب کے پاس یہ
پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور علی آگے بڑھے
اور کہا کہ میں ابو القحقم ہوں (اور ابن ہشام کی اس
روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو القحقم ہے) تو اُن کو
لکارا ابو سعد بن طلحہ نے جو مشرکین کا جھنڈا لے
ہوئے تھا کہ اے ابو القحقم کیا مقابلہ پر آنے کی کچھ
ہمت ہے کہا کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں مقابل
ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر
علی علیہ السلام نے اُس پر ایک ضرب لگائی اور
اُس کو پچھاڑ دیا۔ پھر اس سے پلٹ گئے اور اس کا کام

عمر اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر حضرت علی کے بڑے بھائی تھے جو شہید ہوئے جنگ موتہ میں شہید ہوئے
حاشیہ علیہ السلام

عمر اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر حضرت علی کے بڑے بھائی تھے جو شہید ہوئے جنگ موتہ میں شہید ہوئے
حاشیہ علیہ السلام

فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میکر میںہا قلت نعم قالت فدعانی۔ وازان جملہ در مشہد احد فضائل عظیمہ نصیب او آمد مصعب بن عمیر کہ صاحب لوای آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بشہادت رسید جناب اقدس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام لواریا بحضرت مرتضی دادند و در اں حالت با صاحب لوای قریش مبارزت نمود و اوراکشت۔ قال ابن اسحق وقاتل مصعب بن عمیر ودرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قتل دکان الذی تطلہ قبیمۃ ابن قبیۃ اللیثی و هو یظن انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الی قریش و هو یقول قلت محمدًا فلما قتل مصعب بن عمیر اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللواء لعلی بن ابی طالب وقاتل علی بن ابی طالب ورجل من المسلمین۔ قال ابن ہشام حدیثی مسلمۃ بن علقمۃ المازنی قال

تمام نہ کیا۔ تو اُن سے اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ تم نے اُسے ختم کیوں نہ کر دیا۔ تو فرمایا کہ اُس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اُس کو قتل ہی کر دیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابوسعید بن طلحہ نکلا تھا دونوں صفوں کے درمیان اور اُس نے لٹکارا تھا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا، کون میرے مقابل آئے گا تو کوئی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا۔ تو اُس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور خنجرے کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو نکلتا۔ تو اس کی طرف علی بن ابی طالب نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو وار کی نوبت آئی کہ علی علیہ السلام نے اُس کو قتل کر دیا۔ پھر کفار کے مقتولین کے ناموں کی فصل میں ایک جماعت شمار میں آتی ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ اور جب ابتلا و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ اس واقعہ میں درجہ شہادت پر پہنچ گئے اور صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہیں تھی، اس کے بعد جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتولین کی خبر نہ ہو سکی، تو انہوں نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تو نے انہیں دھوکا دیا، اور قسم کے معنی ہیں گھانا، چبانا، دانتوں سے توڑنا۔

اس جماعت میں حضرت مرتضیٰ بھی تھے۔ ابو اسحق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو آپ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ آپ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ علی بن ابی طالب اور ابوبکر و عمر اور طلحہ و زبیر اور عمارش بن العتمہ اور مسلمانوں کی ایک ٹکڑی تھی۔ اور بلا کے ٹل جانے کے بعد خون دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ سے سرانجام پائی۔ بخاری نے روایت کیا سہیل بن سعد سے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو اللہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو دھورہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس چیز سے دوا کی جا رہی تھی۔ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو دھورہ ہی تھیں اور علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے۔ تو جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون پر کچھ اثر نہیں کرتا بجز بسنے میں زیادتی کے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا پھر اُس کو زخم پر ڈالا تو خون بند ہو گیا۔ کہا ابن اسحق نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی فاطمہ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی اور علی بن

لما اشتد القتال يوم أحد جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت راية الانصار وارسل الى علي بن ابي طالب رضي الله عنه ان يقدم الراية فتقدم علي فقال انا ابو القعقم ويقال ابو القعقم فيما قال ابن هشام فناداه ابو سعد بن طلحة صاحب لواء المشركين ان بل لك يا بالقعقم في البراز من حاجة قال فبزا بين الصفيين فاختلغا مرتبتين ففر به علي عليه السلام فصرعه ثم انصرف عنه ولم يجز عليه فقال له اصحابه افلا اجهزت عليه فقال انه استقبلني بعورته فعطفني عنه الرحمة وعلت ان الله قد قتله ويقال ان اباسعد بن طلحة قد خرج بين الصفيين فنادا انا قاصم من مبارز فلم يبرز اليه احد فقال يا اصحاب محمد زعمتم ان قتلكم في احنة و قتلانا في النار كذبتم واللات والغلابي ولتعلمون ذلك حقا فخرج الى بعضكم فخرج اليه علي بن ابي طالب فاختلغا مرتبتين فقتله علي عليه السلام۔ باز در فصل تسمیہ قتله کفار جماعہ را شمرده کہ قتلہم علی بن ابی طالب

دچون بلا و تمھیں پیش آمد و بسیاری
از صحابہ درین واقعہ بدرجہ شہادت
رسیدند و صحابہ دران ہنگام اذان
جناب صلی اللہ علیہ وسلم سلام
نداشتند بعد ازانکہ بر مکان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مطلع شدند و
جماعہ از سابق اسلام بطرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دویدند آنگاہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بجانب شعب
نہضت فرمود و حضرت مرتضی اذان
جامعہ بود قال ابن اسحق فلما عرف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون
نہضوا الیہ نہض معہم نحو اشعب معہ
علی بن ابی طالب و ابو بکر و عمر
و طلحہ و الزبیر و الحارث بن العبتہ
و رہط من اہلین و بعد انکشاف
بلا خدمت آب آوردن برای غسل
دم از دست حضرت مرتضی سرانجام
یافت۔ آخر ج البخاری عن سہیل بن
سعد و ہو یسأل عن جرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ
انی لا جرح من کان یغسل جرح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
من کان یسکب الماء و ہما دوی
قال کانت فاطمہ بنت رسول اللہ

ابی طالب نے بھی اُن کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی
لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے مجھے آج
بڑی خوبی دکھائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے تو
واللہ تمھارے ساتھ سہیل بن خنیف اور ابو دجانہ
نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے۔ کہا کہ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار
کہا جاتا تھا۔ کہا ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے
روایت کی کہ ابن ابی یحییٰ نے کہا کہ ایک نڈا کرنے
والے نے اُحد کے دن ندائی "لَا سَیْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ"
یعنی کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان
نہیں سوائے علی رضی کے جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔
اور اُن میں سے یہ ہے کہ یوم خندق میں جب کفار
قریش میں کے دلیر لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور
مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت مرتضی
نے عمرو بن عبد ود کے ساتھ جنگ کی اور اُس
کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحق نے کہا پھر لوگوں
نے خندق کے ایسے موقع کو تاکا جو تنگ تھا تو انہوں
نے اپنے گھوڑوں کو مارا تو وہ اُس میں گھس گئے پھر
انہوں نے اُن کو اُس شور زین پر رکھ دیا جو خندق
اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے
یہاں تک کہ اُن کو روک لیا اُس حد پر جہاں سے
اُن لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو گھسایا تھا اور سواران
کے سامنے آئے اور عمرو بن عبد ود نے یوم بدر میں

قتال کیا تھا یہاں تک کہ اُس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ یوم اُحد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پھر جب یوم خندق آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تاکہ اس کی جگہ دیکھی جاسکے۔ پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اُس نے کہا کہ کون مقابلہ کرے گا تو اس کی طرف علی بن ابی طالب بڑھے اور اُس سے آپ نے کہا کہ اے عمر و بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ تجھے قریش میں کا کوئی شخص جب دواہم کردار میں سے ایک کی طرف تجھے کو دعوت دے گا تو اُس کو قبول کرے گا۔ اُس

نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف۔ اُس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سن کر علی نے کہا کہ اب میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے اُسر تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں، تو اس سے علی رضی نے کہا کہ اللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کروں۔ یہ سن کر عمر و جوش میں آگیا اور فوراً اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور اس کے منہ پر ماری۔ پھر امام علی بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو علی رضی نے اُس کو قتل کر دیا اور اُن کے گھوڑے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پہنچ گئے۔ پھر علی رضی نے اس واقعہ میں یہ اشعار کہے فقہ الحجازۃ من سفاهۃ رایہ۔ ونصرت الہ (ترجمہ) اُس نے مدد کی پتھروں (یعنی بتوں) کی اپنی عقل کے بھدے بن سے۔ اور میں نے مدد کی ریت محمد کی اصابت رائے

صلی اللہ علیہ وسلم تغسلہ و علی یسکب الماء بالحق فلما رأت فاطمة ان الماء لا یزید الدم الا کثرة اخذت قطعۃ من حصیر فاحرقتها فالتصقتہا فاستمسک الدم۔ قال ابن اسحق فلما انتہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہل ناول سیفہ ابنتہ فاطمہ قال اغسلی عن ہذا دمہ یا بنیۃ فواللہ لقد صدقتی الیوم وناولہا علی ابن ابی طالب سیفہ وقال و ہذا فاعسلی عنہ ایضاً دمہ فواللہ لقد صدقتی الیوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلئن کنت صدقت القتال فلقد صدقتہ معک سہیل بن حنیف و ابو دجانۃ قال نکان یقال لسیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذو الفقار قال ابن ہشام حدثنی اہل العلم ان ابن ابی نجیح ناوی مناو یوم اُحد لاسیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی الکوار۔ و اذان جملہ آئمہ در روز خندق چون دلیران کفار قریش از خندق عبور کردند و بمقابلہ مسلمین قائم شدند حضرت مرتضیٰ با عمر و بن عبدود مبارزت نمود و اورا بجہنم فرستاد

قال ابن اسحق ثم تيسروا مكاناً
من الخندق فنيقفاً فضر بواخيولهم
فاقتحمت فجالت بهم في البنية
بين الخندق وسلع فخرج علي بن
ابي طالب رضي الله عنه في نفر
من المسلمين حتى اخذوا عليهم
الشعر اللتي اقموا منها فيلهم و
اقبنت الفرسان يتخووا نحوهم و
كان عمرو بن عبدود قد قاتل يوم
بدر حتى اشتهت الجراحة ولم يشهد
يوم أحد فلما كان يوم الخندق خرج
مُعَلِّماً ليراهي مكانه فلما وقف هو
وغيله قال من يبارز فبرز اليه علي بن
ابي طالب فقال له يا عمرو انك كنت
قد ما بدت الله لا يدعوك احد من
قريش الى احدى فلتين الا اخذتها
منه فقال له اجل فقال له علي بن ابي
طالب اني ادعوك الى الله والى
رسوله والى الاسلام قال لا حاجته
لي بذلك قال فاني ادعوك الى
النزال فقال له يا ابن اخي ما احب
ان اقتلك فقال له علي والله احب
ان اقتلك فمضى عمرو عند ذلك
فاقتحم عن فرسه ففقره وضرب
في وجهه ثم اقبل على الامام علي بن

کے ساتھ پھر میں اس وقت واپس ہوا جب میں نے
اُس کو پھٹا ڈالا جیسے کھجور کا تن پڑا ہوا ہو ریت اور
ٹیلے کے اوپر۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے
منہ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ
میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اسے (مشرکین کے) گروہوں
ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے
نبی کو رسوا کرنے والا ہے۔ پھر بنو قریظہ کے محاصرے
کے وقت اُن کے قلعہ سے اُتر آنے کے اسباب
میں سے ایک سبب حضرت مرتضیٰ کی دلاوری تھا۔ کہا
ابن اسحق نے مجھ سے اہل علم میں سے ایسے شخص
نے روایت کی جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ علی بن
ابی طالب نے زور سے للکارا جب کہ وہ بنو قریظہ
کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کشیب الایمان پر اور وہ اور
زبیر بن العوام آگے (یعنی سالار لشکر) تھے اور
انہوں نے کہا تھا میں وہ ذاتیہ ان کو ضرور چکھاؤنگا
جو حمزہ نے چکھا تھا یا میں اُن کے قلعہ کو ضرور فتح کروں
گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا محمد پھر وہ سعد بن
معاذ کے حکم پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہے)
اُتر آئے تھے۔ اور اُن میں سے یہ کہ وہ بیعت رضوان
میں حاضر تھے اور صلح نامہ اُن ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا
تھا۔ کہا ابن اسحق نے کہ وہی اُس صحیفہ (صلح نامہ) کے
کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں حضرت مرتضیٰ کے ساتھ
منتظر اختلاف کا معاملہ فرمایا۔ روایت کیا نسائی اور
حاکم نے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، مروی ہے علی رضی اللہ
عنه سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اسے محمد ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں اُن کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہمارے مال و متاع میں سے بھاگے ہیں آپ اُن کو ہماری طوت ڈا دیجئے تو آپ نے ابو بکر سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا آپ نے عرض سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے

حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش! اللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم کو دین پر ضرور مارے گا یا تم میں سے بعض کو۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ عمر نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ نے ملی کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خیبر میں سے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ نے جھنڈا حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اُس قلعہ کو آپ نے فتح کر لیا۔ کہا محمد بن اسحق نے کہ مجھ سے روایت کیا بریدہ بن سفیان نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے قتال کیا اور

إلى طالب فقتلوا ولا نقتله على وخرجت خيلهم منهنزمت حتى اقتحت من اخمدق بارية فقال علي بن طالب في ذلك من نصر الجارة من سفاهة رأيه ولفرت رتب محمد بصواب وفسدت حين تركته منجدة لا كالجند بين وكادك وروابي وعففت عن الثواب ولو اتيتي كنت القطر بذي الثوابي و لا تحسبن الله خاذل دينه ونبية يا معشر الاحزاب بازوقت محاصرة بني قريظة يكي از اسباب نزول آنها از حصن ولادری حضرت مرتضی بود۔ قال ابن اسحق حدثني من اثنى به من اهل العلم ان علي بن ابي طالب صاح و هم محاصرو بني قريظة بالكثيب الايمان و تقدم هو و زبير بن العوام و قال لا ذوقن ما ذاق حمزة ولا نفعن حصنهم فقالوا يا محمد فزنا علي محكم سلمة بن معاوية واذ انجمله آنگه در بیعت رضوان حاضر بود و نامش صلح بردست وی مکتوب شد۔ قال ابن اسحق وکان ہو کاتب الصیغفة و هم درین سفر بامر تفضی معاملہ منتظر اختلافه بجا آوردند۔ اخرج النسائي و

والپس آگئے اور فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ خوب کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے دن عمر کو بھیجا۔ انہوں نے قتال کیا اور لوٹ آئے اور اُن کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ بار بار چلے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں۔ وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ نے علی کو بلایا اور اُن کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں تھنکارا پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا دو اور کو بیج کر جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ اُس کو لیکر خوب بچھٹتے ہوئے نکلے اور ہم اُن کے پیچھے اُن کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھر کی بجری کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے کہا کہ تو کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ شکر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو گئے (ادکما قال) تو علی بن ابی طالب نہیں لوٹے یہاں تک کہ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ فتح کر دیا۔ کہا ابن اسحق نے مجھ سے روایت کی عبد اللہ بن حسن نے اُن سے ایک ایک نے اُن سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الحاکم و اللفظ للنسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم أناس من قریش فقالوا یا محمد إنا جیرانک و حلفاءک و اننا من عبیدنا قد اتوک لیس لہم رغبتہ فی الدین و لا رغبتہ فی الفکہ انما فترنا من ضیاعنا و اموالنا فاردوہم الینا فقال لابی بکر ماتقول فقال صدقوا انہم لبحیرانک و حلفاءک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعمر ماتقول قال صدقوا انہم لبحیرانک و حلفاءک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان و لیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا و لکن ذلک الذی یخصف انعل و قد کان اعطی علیاً لعلہ یخصفہا۔ و ازان جملہ اُن کہ در غزوہ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضی دادند و بجانب روان ساختند فتح آن حصن بدست او متحقق گشت

دسلم نے کہا کہ ہم علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے
جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جھنڈا
دیگر بھیجا تھا۔ جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو
وہاں کے لوگ مقابلہ پر آئے تو اُن سے علی نے قال
کیا۔ پھر ایک یہودی نے علی رض پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ
سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک کیواڑ جو قلعہ
کے قریب تھا اٹھا لیا اور اُس کو اپنے بچاؤ کے لئے
ڈھال بنالیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر
اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے
ہاتھوں پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ
سے ڈالا جب کہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم میں نے
اپنے کو دیکھا سات آدمیوں میں اُن ہی میں میں بھی
شامل تھا کہ ہم سب مل کر اُس کو پلٹنے کی کوشش کرتے
رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ بخاری نے سلمہ بن الاکوع
سے روایت کیا، کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے
اور وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال
کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر اسی حال میں، آپ سے آگے
تو جب ہم نے وہ رات گزاری (جس کے بعد) فتح
ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا (یہ فرمایا)
کل جھنڈا لے گا ایسا شخص جس سے اللہ اور اس کا
رسول محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو فتح دے گا۔
تو ہم کل کی امید کرتے رہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں
تو آپ نے اُن کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے اُن کو

قال محمد بن اسحق حدیثی بریدۃ
بن سفیان عن ابیہ عن سلمۃ
بن الاکوع قال بعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابابکرؓ برایتہ
الی بعض حصون خیبر فقاتل و
رجع ولم یکن فتح وقد جہد ثم
بعث من الغد عمرؓ فقاتل ثم
رجع ولم یکن فتح وقد جہد
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا عینین الراية فدا رجلاً
اللہ ورسولہ ویکبہ اللہ ورسولہ
کراۃ غیر فرار لا یرجع حتی یفتح
اللہ علی یدیه قال یقول سلمۃ
فدا عاتلاً وھو ارمہ العینین فتقل
فی عینہ ثم قال خذ ہذہ الراية
فامض بہا حتی یفتح اللہ علیک
قال یقول سلمۃ فرج بہا یہرول
ہرولہ وانا خلفہ یفتح اثرہ حتی رکز
رايتہ فی رخم من حجارة تحت الحصن
فاطلع الیہ الیہود من راس الحصن
قالوا من انت قال انا علی بن ابی
طالب قال تقول الیہود قلو تم و
ما انزل علی موسیٰ او کا قال فما
رجع حتی فتح اللہ علی یدیه۔ قال
ابن اسحق حدیثی عبد اللہ بن

حسن عن بعض اہلہ عن ابی رافع
 مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال خرجنا مع علی بن ابی طالب
 حین بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم برایتہ فلما دنا الحصن خرج الیہ
 اہلہ فقامت لہم فضر بہ رجل من یہود
 فطرح ثوبہ من یدہ فتناول
 علی بابا کان عند الحصن فتزس
 بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ و ہو
 یقاتل حتی فتح اللہ علی یدہ ثم
 القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رأیثنی
 فی نفسی سبعتہ انا منهم بخیر علی
 ان قلب ذلک الباب فما لقد
 اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع
 قال کان علی بن ابی طالب رضی اللہ
 عنہ یختلف عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم فی نمبر دکان ریدا و قال
 انا اختلف عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم فلم یبتنا اللیلۃ
 اللتی نکحت قال لا عظیمۃ الراۃ
 غذا اولیاخذن الراۃ غذا رجل

فتح دے دی۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ عمرۃ القعنا
 میں حضرت مرتضیٰ اور جعفر اور زید کے درمیان حضرت
 حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں
 جھگڑا واقع ہوا تو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہر ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ روایت کیا
 بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ذی قعدہ
 میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور مدت گذر
 گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلے تو ان کا
 پیچھا کیا حمزہ کی بیٹی نے وہ یاعلم یاعلم کہہ کر آوازیں دے
 رہی تھیں۔ تو اس کو علی مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ
 پکڑ لیا۔ اور فاطمہ سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس
 رکھو۔ میں اس کو اٹھالایا ہوں۔ پھر اس پر علی اور زید
 اور جعفر میں جھگڑا ہوا۔ علی نے کہا میں اس کو لے کر
 آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ
 میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے
 اور زید نے کہا کہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا
 اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور علی سے
 فرمایا کہ تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔
 اور جعفر سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے
 مجھ سے مشابہ ہے اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور

عہ حضرت حمزہ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ نے او
 حمزہ نے اور زید بن حارثہ نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اسی بناء پر زید بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور
 آپ نے زید کو اپنا بھائی کہا۔ عہ یہاں مولیٰ مجھے ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد عمل استطایت میں ہے اسی لئے اس

ہمارا محبوب ہے۔ ائمہ کرام۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا پختہ ارادہ ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت حسن و حضرت حسین کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا۔ روایت کیا ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے، کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَذَرُوا أَبْنَآءَآؤَکُمْ وَابْنَآءَکُمْ اِلَیَّ یعنی ہم بلا لیں اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو۔ آخر تک۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا علی کو اور فاطمہ اور حسن و حسین کو اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور ان میں سے یہ کہ جب غزوہ فتح مکہ مقرر ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ کتب جو عاتب بن ابی بلتعہ نے لکھا تھا آپ کے لئے جانے والے کے قبضہ سے نکال لائیں بخاری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا مجھے اور زبیر اور مقداد کو اور فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضہ خاخ پہنچو گے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ اُس سے لے لو تو کہا کہ ہم روانہ ہوئے گھر سے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ پر پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ وہ مسافر عورت موجود ہے ہم نے کہا کہ خط نکال۔ اُس نے کہا کہ مجھے ہاتھ کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا ہے گھر یا کپڑے اتارنا ہوں گے۔ اُس نے ہاتھوں کی بندھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔ پھر جب کہ سعد بن عبادہ سے جو علم دار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو پسند خاطر مبارک نہ ہوا تو آپ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت مرتضیٰ کو دیا۔ کہا محمد بن اسحق نے کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا کہ سعد کا جب داخل حرم کی طرف رخ پھیرا گیا تو انہوں نے کہا کہ آج کا دن

یَحْیَی اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ فَنَحْنُ زَجْرًا قَصِیلًا ہذا علی فاطمہ ففتح علیہ۔ واذان جملہ آنکہ در عمرہ القضا در میان حضرت مرتضیٰ و جعفر وزید مناقشہ واقع شد در باب حضانت بنت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر یکی را بشرفی نواخت۔ اخراج البخاری عن البراء رضی اللہ عنہ قال لما اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدة و مضی الابل فخرج صلی اللہ علیہ وسلم فتبعته ابنتہ حمزہ شادی یاعم یاعم فتناولها علی فاخذ بیدها وقال فاطمہ دوک بنت عمک حملتها فاعتصم فیہا علی وزید و جعفر قال علی انا اخذتہا وہی بنت عمی وقال جعفر بنت عمی و خالتہا تحتی وقال زید بنت اخی فقضا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتہا وقال الخالۃ بمنزلۃ الام و قال لعلی انت منی وانا منک وقال لجعفر اشبهت خلقی وقال لزید انت اخونا و مولانا ائمہ کرام۔ واذان جملہ آنکہ چون بالنصاری نجران قصد مباہلہ مصمم

شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا و حسنین را برای مباہلہ حاضر ساختند و اخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قَدَحَ اَبْنَاءُ کَا وَ اَبْنَاءُ کُمُ و نِسَاءُ کَا وَ نِسَاءُ کُمُ الآیۃ و عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً و فاطمۃ و حنا و حسیناً فقال اللہم ہؤلاء اہلی و اذان جملہ آنکہ چون غزوہ فتح مقرر شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ را باجماعہ روان فرمود تا مکتوبی کہ طالب بن ابی بلتعہ نوشتہ بود از دست حامل آن باز گیرند و اخرج البخاری عن علی رضی اللہ عنہ یقول بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و الزبیر و المقداد فقال انطلقوا حتی تأتوا روضۃ خارج فان بہا طعینۃ معہا کتاب فخذوا منها قال فانطلقنا لنعادنی بنا خیلنا حتی اتینا الروضۃ فاذا نحن بالطعینۃ قلنا اخرجی الکتاب قالت مامعی کتاب فقلنا نخرجہ من الکتاب او نلتقیہن الشیاب قال فافترجۃ من عقاصہا

سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو مہاجرین میں کے ایک شخص نے عمر بن الخطاب کو یہ بات سننا دی، تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! سن لیجئے جو کچھ سعد بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہوگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم اس سے جھنڈا لے لو اور تم علما دار رہو، مکہ میں اس کے ساتھ داخل ہونا۔ ابن اسحق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ستایہ (یعنی پانی کے انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی درباری) بھی تم کو دیدیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ تو اس کو بلایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عثمان یہ اپنی کنجی سنبھالو۔ آج نیکی اور فلاح و عہد کا دن ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا۔ تو اس برائی کے تدارک کے لئے اُن کے پیچھے آپ نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ محمد بن اسحق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی اس قوم کی طرف سفر کر کے

جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) تو علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے ان کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا تو ان کے خون کی دیت انہوں نے ادا کی اور اس کی بھی جو ان کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا اس حد تک کہ جب ان کے خونہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور ان کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بیچ گیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا جب ان سے فارغ ہو گئے کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ علی نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو ان کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں یہ کام پورا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے کان ہوں کے نیچے کا حصہ دیکھا جا رہا تھا اور کہتے گئے یا اللہ میں آپ کے سامنے بری الذمہ ہوں اُس کام سے جو خالد نے کیا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ اُس حالت میں ثابت قدم رہے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔ ابن اسحق نے بیان کیا اور جو لوگ مہاجرین میں سے جے رہے وہ ابو بکر اور

فاتینا بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ باز چون از سعد بن عبادہ کہ صاحبِ رایت بود کلمتہ صادر شد کہ ناپسندِ خاطر مبارک افتاد رایت را از وی گرفتند و حضرت مرتضی دادند۔ قال محمد بن اسحق فزعم بعض اہلِ لعلم ان سعدا حین وقتہ داخلہ قال الیوم یوم المکتۃ الیوم یشعل الحکم قسمہا رجل من المہاجرین عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ اسمع ما قال سعد بن عبادہ فانما اخذت من ان یكون فی قریش صولۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب فخذ الراۃ منہ فکن انت تدخل بہا قال ابن اسحق ثم جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فقام الیہ الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و مفتاح المکتبۃ فی یدہ و قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجمع لنا الرکابۃ مع السقایۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عثمان بن طلحۃ قد مری لہ فقال ہات مفتاحک یا عثمان الیوم یوم برّ و وفاء و

از ان جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید را بطرف بنی جذیمہ فرستادہ بود و وی جامعہ از اسیران انجا را بغیر احتیاط بکشت برای تدارک این خلل در عقب او حضرت مرتضیٰ را فرستادند قال محمد بن اسحق حدیثی حکیم بن حکیم عن ابی جعفر محمد بن علی قال ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فقال یا علی اخرج الی ہؤلاء القوم فانظر فی امرہم واجعل امر الباہلیۃ تحت قدمیک فخرج علی رضی اللہ عنہ حتی جاءہم ومعہ مال قد بعث بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فودی لہم الدماء وما اصیب من الاموال احتی انہ لیدری لہم مبلغۃ الکلب حتی اذا لم یبق شیء من دم ولا مال الا ذآذآہ بقیۃ معہ بقیۃ من المال فقال لہم علی بن ابی طالب جین فرغ منہم بل بقی کلم دم او مال لم یؤذک لکم قالوا لا قال فانی اعطیکم ہذہ البقیۃ من ہذا المال احتیاطا بہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یعلم و

عمر اور آپ کے اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب اور عباس اور ابو سفیان اور ان کا بیٹا اور فضل بن ربیعہ اور عمارت اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ابن عبدہ کہا ابن اسحق نے مجھ سے روایت کی عاصم بن عمر نے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ سے کہ اس دوران میں قبیلہ ہوازن میں کا وہ شخص جو صاحب علم تھا اپنے اونٹ پر کچھ اپنی حرکات میں لگ رہا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار میں کے ایک شخص نے اس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو علی اس کے پیچھے آئے اور اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سر میں پرگرا، تو انصاری نے کو دکر اس علیہ دار پر پوری ضرب لگائی اور اس کی ٹانگ کو نصف پنڈلی پر سے کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے گرنا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبر گیری کے لئے حضرت مرتضیٰ کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے آپ کو مشرف فرمایا۔ محمد بن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے متعلقین پر جانشین بنایا اور ان کو ان میں شہرے کا حکم دیا تو منافقین نے بڑی شہرت دینا شروع کر دی اور انہوں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اس سے ہلکا ہونے کے خیال سے اس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ تو جب منافقوں نے ایسا کہا تو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اٹھا کر نکل کھڑے

ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے جب کہ آپ جوف میں (جو مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) اتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین نے یہ گمان کیا کہ آپ نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر چھوڑا ہے۔ تو فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبر گیری کرتے رہو۔ اے علی کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے ساتھ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ تو علی رضہ مدینہ کی طرف واپس ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو جو آپ علی سے کر رہے تھے سنی ہے۔ بخاری نے روایت کی مصعب بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے علی رضہ کو اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ بنا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا مرتبہ ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد

وَتَسْلُمُونَ فَعَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالْخَبَرِ فَقَالَ أَصَبْتُ وَاحْسَنْتُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّقَبَلَ الْقِبْلَةَ شَاهِرًا يَدَيْهِ حَتَّى إِنَّهُ لَيُرَى مَا تَحْتَ مَكْبَسِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مَا صَنَعَ خَالِدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَارْأَى جَمَلَهُ أَنَّكَ دَرَّغَزْدُهُ حِينِمْ يَحْمِلُ حَزْرِيَّتَ كَوْنَهُ بِسَلِيمٍ رَوَادٍ وَرَضَى اللَّهُ عَنْهُ دَرَّانَ حَالَتِ أَنْ جَمَاعَةً ثَابِتَانِ بُوَدَ قَالَ ابْنُ اسْحَقَ وَمَنْ ثَبَتَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْعَبَّاسُ وَالْبُوْهَيَّانُ وَابْنُهُ وَالْفَضْلُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْحَارِثُ وَاسْمُهُ بْنُ زَيْدٍ وَدَاوُدُ بْنُ أُمِّ ابْنِ عَبْدِ - قَالَ ابْنُ اسْحَقَ مَدَنِيٌّ حَاصِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا ذَكَرَ الرَّجُلُ مِنْ هَوَازِنَ صَاحِبَ الرِّايَةِ عَلِيَّ جَمَلَهُ يَصْنَعُ مَا يَصْنَعُ أَهْوَى عَلِيَّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَرِيدَانِ قَالَ فَاتَى عَلِيٌّ مِنْ خَلْفِهِ فَضْرَبَ عُرْوَةَ ابْنِ الْبَحْلِ فَوَقَعَ عَلَى كَعْبِهِ فَوَثَبَ الْأَنْصَارُ فَضْرَبَ مَرْبَةً فَأُظْهِرَ قَدَمَهُ بِنَصْفِ سَارِقَةٍ

فَاَجْعَلْ عَنْ جَمَلِهِ - وَاَزَانِ جَمَلِهِ اَنَّهُ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون
 متوجہ غزوہ تبوک شدند برای تعہد
 حال عیال خود حضرت مرتضیٰ را در
 مدینہ گذاشتند و در ضمن آن
 تشریف عظیم کرامت فرمودند - قَالَ
 مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ وَخَلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ
 صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی
 طالب علی اہلہ وَاَکْرَهَ بِالْاِقَامَةِ
 فِیْہِمُ فَاَرْجَفَ بِہِ الْمُنَافِقُونَ وَقَالُوا
 مَا خَلَفَ اِلَّا اِسْتِثْقَالًا وَتَخَفًا مِنْہِ
 فَلَمَّا قَالَ ذَکَ الْمُنَافِقُونَ اخَذَ عَلِیٌّ
 رَضِیَ اللہ عَنْہُ سِلَاحَہُ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی
 اَتٰی رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
 وَہُوَ نَازِلٌ بِالْمَجْرِفِ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ
 زَعَمَ الْمُنَافِقُونَ اَنْکَ اِنَّمَا خَلَفْتَنِی
 اِسْتِثْقَالًا بِنِیْ فَقَالَ کَذَبُوا فَقَدْ خَلَفْتُکَ
 لِمَا تَرِکْتُ وَاَرَأِیْ فَارِجَ فَاَخْلَفْنِیْ فِیْ
 اٰہْلِیْ وَاہْلِکَ اَفَلَا تَرْضٰی یَا عَلِیُّ اِنْ تَكُوْنُ
 مُتِّیْ بِمَنْزِلَةِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوسٰی اِلَّا اَنْہُ
 لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فَرَجَعَ عَلِیٌّ اِلِی الْمَدِیْنَةِ
 وَمَقٰی رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
 عَلٰی سَفَرِہُ - قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عِدْتَنِیْ مُحَمَّدُ
 بْنُ طَلْحَةَ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ رِکَانَةَ عَنْ
 اِبْرٰہِیْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ابِیْ دَقَاصٍ عَنْ

کوئی نبی نہیں ہے - اور ان میں سے یہ کہ نویں سال
 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق
 کو امیر حج بنایا - اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ
 ہوئے تو سورۃ براءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ کے لئے حضرت
 مرتضیٰ کو امر فرمایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
 پیچھے بھیجا - روایت کیا احمد نے علی سے کہ جب نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ان کو براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے
 کہا یا نبی اللہ میں نہ خوش تقریر ہوں اور نہ خطیب فرمایا
 کہ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لیکر
 جاؤ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ
 ہوتا ہوں - فرمایا تو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری
 زبان کو خوب چلائے گا اور تمہارے قلب کو صحیح راہ پر
 رکھے گا - پھر اپنا ہاتھ ان کے منہ پر رکھا - کہا محمد بن اسحق
 نے کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم بن عبادہ بن ضعیف
 نے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر سورۃ براءۃ نازل ہوئی اور آپ ابو بکر کو بھیج چکے تھے
 تاکہ وہ لوگوں کو حج کرائیں تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول
 اللہ اگر آپ اس کو ابو بکر کے پاس بھیج دیں تو وہ
 لوگوں کو شہنا دیں گے تو فرمایا کہ میری طرف سے بجز
 میرے اہل بیت کے اور کوئی ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا -
 پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ
 کے اس ٹکڑے کو لے کر تم جاؤ اور یوم حج اکبر میں جب لوگ
 منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کرو کہ کوئی
 کافر جنت میں داخل نہ ہو گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک

حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ تو علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ "عضباء" پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ہی جا ملے جب انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل پڑے تو ابو بکر نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت کے مطابق لوگوں سے مناسک حج ادا کرانے لگے) اور عرب اس وقت اسل سل میں اپنے حج کی ان منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم نحر آیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس امر کا اعلان کیا جس کا حکم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اے لوگو کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت معاہدہ تک اس کو رسوم سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں کے لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت دی گئی تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں لوٹ جائے، پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی ذمہ نہ رہے گا مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی نہ معینہ تک ہو تو

ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی هذه المقالة اخرج البخاری عن مصعب بن سعد عن ابیہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوم الی تبوک واستخلف علیاً فقال اختلف فی الصبیان والنساء قال لا ترضی ان تكون بنتی بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لیس بنی بعدی وازا بخلہ آنکہ سال نہم حضرت ابو بکر صدیق را امیر حج ساختند دوی رضی اللہ عنہ چون روان شد ادا اعل سورہ براءۃ نزل یافت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجہت تبلیغ آن حضرت مرتضی را امر فرمود در عقب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرستاد۔ اخرج احمد عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین بقیعہ براءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست بالسن ولا بالخطیب قال ما جئ ان اذہبہا انا او تنہب بہا انت قال فان کان دلابہ فسا فہبہا قال فانطلق فان اللہ میثبت لسانک و یہدی قلبک ثم وضع یدہ علی فہ قال محمد بن اسحق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال

لما نزلت براءة" علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان بعث ابابکر یقیم للناس الحج فقیل لہ یا رسول اللہ کو بیعت بہا الی الے بکر فقال لا یؤدبی عتی الا اہل بیتی ثم دعا علی بن ابی طالب فقال اخرج بہنہ القصۃ من صدر براءة فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا یعنی انہ لا یدخل الجنۃ کافراً و لا یخرج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبيت عریان ومن کان لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد فہو الی یتہ فخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصباء حتی ادرك ابابکر بالطریق فلما راہ قال امیر ام مأمور قال بل مأمور ثم مضیا فاقام ابوبکر للناس الحج و العرب اذ ذاک فی تک السنۃ علی منازلہم من الحج اللتی کانوا علیہا فی الجاہلیۃ حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فاذن فی الناس بالذی امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس انہ لا یدخل الجنۃ

وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس دن کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے شگاہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب مافوق سورۃ براءت سے تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو خالد سے محسوس کر کے لئے یمن کی طرف بھیجا اور خالد کو معزول کر دیا، اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی مساعی سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ مفتوح ہوا۔ اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی بابت خالد کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ طال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے علی رضی عنہ کی شکایت حضرت اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کے حق میں بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپ کی شکایت پر جھڑکا اور منع کیا۔ ترمذی نے براء سے روایت کیا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شکر روانہ کئے۔ ان میں سے ایک پر امیر بنایا علی بن ابی طالب کو اور دوسرے پر خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے تو علی امیر ہوگا (کل شکر کا) کہا کہ علی نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو گرفتار کیا۔ تو خالد نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جس میں علی کی بُرائی لکھی تھی۔ کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ نے خط پڑھا

کافر و لایکج بعد ایوم مشرک و لایطوف بالبت عریان و من کان له عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد فہو لہ الی مدۃ و اقل للناس اربعۃ اشہر من یوم اذن فیہم یرجع کل قوم الی ما منہم و یلاؤہم ثم لا عہد لمشرک ولا ذمۃ الا احدث کان له عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی مدۃ فہو لہ الی مدۃ فلم یج بعد ذلک ایوم مشرک و لم یطوف بالبت عریان ثم قدما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان ہذا من براءۃ فیمن کان من اہل الشرک من اہل العہد و اہل المدۃ الی الابل المسمی و اذان جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ رضی را بھت اخذ خمس از خالد بجانب یمن فرستاد و خالد را مغزول ساخت۔ درین ضمن بزد حضرت مرتضیٰ حسنی از حصون آن ناحیہ مفتوح شد۔ درین اثنا حضرت مرتضیٰ را بالبعض مردم خالد ملائے پیدا شد و آن مردم شکایت دی رضی اللہ عنہ بعرض اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تم نے کیا رائے قائم کی ایسے شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلی ہوں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ کہا ابن اسحق نے کہ عجب سے روایت کیا عبدالرحمن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے انہوں نے اپنی پھوپھی زینب سے اور وہ ابوسعید خدری کے پاس تھیں کہا کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ اور فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو یمن کا حاکم بنایا تو آداب قضا تعلیم فرمائے اور دُعا کی کہ قضا ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ روایت کیا احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نو عمر ہوں اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جائے رکھے۔ جب تیرے پاس باہم جھگڑنے والے آئیں تو اول کے لئے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے نہ سن لو۔ یہ بات بھیج فیصلہ کے تم پر عیاں ہونے کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا

رسائیدند دومی صلی اللہ علیہ وسلم
در حق مرتقتے تلطفات فی پایان ظاہر
فرمود و مردم را از گلوہ اوزر و منع
نمود و آخر ج الترمذی عن البراء قال
بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشین
واکثر علی احدھا علی بن ابی
طالب و علی الآخر خالد بن الولید
و قال اذا کان القتال فعلی قال
فافتح علی حصناً و اخذ منه جاریۃ
فکتب معی خالد کتاباً الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یبشیر بہ قال
فقد مت علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقرأ الکتاب فتغیر لونه
ثم قال مات رای فی رجل یحبب اللہ
ورسولہ و یحبب اللہ ورسولہ قال
قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ
و من غضب رسولہ انما انا رسول
فسلکت قال ابن اسحق حدثنی
عبد الرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد
بن کعب عن عمته زینب و کانت
عند ابی سعید الخدری قال اشکک

اور ایک روایت میں ہے کہ دو کے درمیان کسی فیصلہ نے
کبھی عاجز نہیں کیا۔ اور ان میں سے یہ کہ ان حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اس
وقت علی رضی اللہ عنہ میں تھے، آپ نے وہیں سے
حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا
اَللّٰهُتُ بِمَا اَهْلَیَ بِہِ الْہِ یعنی میں اسی چیز کا احرام باندھتا
ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا
اور قربانی کے بہت سے جانوروں کے ساتھ مکہ میں
آئے اور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
رضی اللہ عنہ کو ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔ مسلم
نے روایت کی عبداللہ بن احمارث الکندی سے کہا کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں
حاضر تھا۔ اور آپ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے
پاس ابواحن کو بلادو۔ تو حضرت علیؓ بلائے گئے
ان سے آپ نے فرمایا کہ پھرے کے نیچے کا حصہ تم پکڑ
لو اور اس شے کو پکڑو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح
کیا۔ پھر جب دونوں نارغ ہو گئے تو آپ اپنے خچر پر
سوار ہوئے اور علیؓ کو پناہ دلیف کیا (یعنی پیچھے بٹھایا)
اور جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر خم

عہ لغیر خاوند تشدید میں ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان محض سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب ایک
پانی کا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں خراب ہو رہی تھیں ان کو صاف کرنے
کا آپ نے حکم دیا لوگوں نے صاف کر دیا اور ان پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اس لئے فرمایا

کہ ایسے لوگ ہمسفر تھے جنہوں نے آپ سے ان کی شکایتیں کی تھیں۔

الناس علیاً فقام خطیباً فقال
ایہا الناس لا تشکوا علیاً فانہ
خشی فی ذات اللہ او فی سبیل
اللہ۔ و چون آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت مرتضیٰ را حاکم یمن
گردانیدند آداب قضا تعلیم
فرمودند و دعا نمودند کہ قضا بروی
فتح شود۔ آخر جرح احمد عن علی رضی اللہ
عنہ قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت تبغی
الی قوم دانا حدیث السن ولا علم
لی بالقضا فوضع یدہ علی صدری
فقال شئتک اللہ وسددک اذا
جاءک الخصمان فلا تقضی لاول
حتی تسمع من الآخر فانہ اجدر ان
یبین لک القضاء قال فما زلت قاضیا
و فی روایتی فما اخیانی قضاؤ بین
اشنین۔ و از ان جملہ آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چون قصد
حجۃ الوداع فرمودند وی رضی اللہ
عنہ در یمن بود و از انجا ارادہ ج
نمود و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم رسید و احرام را باین
مضمون منعقد ساخت کہ اہلک ربما
اہل یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ نے خطبہ دیا جو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہ
نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ نے
سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں
فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم
میں دو بجاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری
سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم
غور کر لو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے تو
وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے
پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل
میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں۔ پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس
کا محبوب ہوں علی بھی اُس کا محبوب ہے۔ یا اللہ آپ
اس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے۔ اور اس
سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔ اور اُن
میں سے یہ کہ جب اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عالم سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت مرتضیٰ نے
جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ کے غسل اور دفن
کی خدمت انجام دی۔ کہا محمد بن اسحاق نے مجھ سے
روایت کیا عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ
وغیرہما نے ہمارے اصحاب میں سے کہ علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبد المطلب اور فضل بن
عباس اور قثم بن عباس اور اسامہ بن زید اور

و با هدی کثیر بمکتة قدوم نمود و جناب
نبوی صلی الله علیه وسلم او را
رضی الله عنه با خود در هدی شریک
ساختند - اخرج مسلم عن عبد الله بن
الحارث الکندی قال شهدت
رسول الله صلی الله علیه وسلم فی
حجة الوداع و آتت النخرة فقال
ادعوا الی ابا حسن فذبح له علی
رضی الله عنه فقال له خذ باسفل الحربة
واخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم
یا علی یا ثم طعنا بها البدن فلما
فرغنا ركب بغلته و اردت علیا
و چون از حجة الوداع مراجعت فرمودند
در غدیر خم خطبه خواندند متضمن
انظار فضائل حضرت مرتضی رضی
الله عنه - اخرج الحاکم و ابو عمر و
غیرهما و هذا لفظ الحاکم عن زید
بن ارقم لما رجع رسول الله
صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع
ونزل غدیر خم امر بدرجات فقمین
قال کانی قد دعیئت فاجبت انی
قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر
من الآخر کتاب الله تعالی و عترتی
فانظروا کیف تخلفونی فیها فانها
لن یتفرقا حتی یردوا علی الکومن

اپنے سینہ سے سہارا بھی دے رہے تھے اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص تھی، پیچھے سے اسی سے آپ کو ملتے تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نہیں لگا رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور ماں آپ پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ زندہ اور مردہ دونوں حال میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو میت میں دیکھی جاتی ہیں۔ پھر ابن اسحاق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں آتے وہ علی بن ابی طالب تھے اور فضل بن عباس و قثم بن عباس اور شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سواقی اسلامیہ۔ اور دوسری احادیث جو آپ کے تمام فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس

ثم قال ان الله تعالى عز وجل
 مولاي وانا ولي كل مؤمن ثم اخذ
 بيد علي رضي الله عنه فقال من كنت
 وليه فهذا وليي اللهم وال من والاه
 وعاو من عاواه واذ ان جملہ آنکہ
 چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از
 این عالم بعالم اعلی انتقال فرمودند
 حضرت مرتضی باجمعی از اہل بیت
 مقتصدی غسل و دفن شدند۔ قال
 محمد بن اسحق مدنی عبد اللہ بن ابی
 بکر و حنین بن عبد اللہ وغیرہ
 من اصحابنا ان علی بن ابیطالب رضی
 اللہ عنہ والعباس بن عبد المطلب
 والفعل بن العباس و قثم بن
 العباس واسمہ بن زید و شقران
 مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہم الذین تولوا غسلہ و ان اوس
 بن خویلد احد بنی الخزرج قال لعلی
 بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انشدک
 اللہ یا علی و حفظنا من رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و کان اوس
 من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و اہل بدر قال ادخل فدخل و
 حضر غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فاستندہ علی الی صدرہ و کان

سے زیادہ ہیں کہ ان کے احشاء پر قابو پالیا جائے ہم
 چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے
 ان اور اسی پر لکھ دیں۔ حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت
 کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اصحاب میں سے کسی کے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن
 ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔ بندہ ضعیف کہتا
 ہے کہ اس بات کا سبب مرتضی رضی اللہ عنہ میں دو
 جہت کا اجتماع ہے کہ آپ کی سوابق اسلامیہ میں جتنی
 ہے جیسا کہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے
 بیان کی ہیں دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ آپ کا قریب قرابت، اور آنجناب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں
 سب سے بڑھ ہوئے اور حقوق قرابت کو سب سے
 زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب لطیف ربانی نے
 امداد کی اور حضرت مرتضی کو تربیت کے لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو ان کا مرتبہ
 قرابت دو بالا ہو گیا اور آپ کی شان میں ایک اور
 بزرگی کا اضافہ کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر جب
 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دیدیا تو
 مزید فضیلت ان کے شامل حال ہو گئی۔ پھر جب ان
 کے ایام خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہل زمانہ
 کے دل ان سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بقیہ اصحاب نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین
 کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اُس کو
 صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مقبول کرے۔ اس

الفضل والعباس وقثم یقربونہ
 معہ واسامہ بن زید وشقران مولیٰ
 وہما الذین یقتبان الماء علیہ و علی
 بن ابی طالب یغسلہ وقد اسندہ
 الی صدرہ وعلیہ قمیصہ یدلکھ بہ من وراءہ
 لا یفیف بیدہ الی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وہو یقول ابی انت داتی
 مالیک حیاً دیتاً ولم یر من رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یرای من البیت
 ثم قال ابن اسحق وكان الذین نزلوا
 فی ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب وفضل
 بن العباس وقثم بن العباس وشقران مولی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ابن است سوابق اسلامیہ حضرت روضہ
 رضی اللہ عنہ۔ و احادیث دیگر متضمن
 بیان سائر فضائل دی کرم اللہ تعالی
 وجہہ زیادہ است از انکہ احصای آن
 در مقدمہ آید میخوایم کہ جملہ صالحہ
 اذان احادیث درین اوراق برنگاریم
 اخرج الحاكم عن احمد بن حنبل قال
 ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل
 ماجاء لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 عبد ضعیف گوید سبب این معنی اجتماع
 دو بہت است در مرتبہ رضی اللہ
 عنہ یکے رسول و در سوابق اسلامیہ
 چنانکہ قدر می قیستہ اذان بیان کردیم

سبب سے اُن کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت
 وسیع تر ہو گیا۔ بعض حدیثیں تو اتر کے مرتبہ میں اور
 بعض دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر
 جب کہ شیعیت کے فتنہ نے سر اُٹھارا تو بے باک لوگوں
 کی ایک جماعت نے بھی حد اعتدال سے پاؤں باہر
 نکال کر احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اپنی بدعت کو
 مروج کرنے کے لئے، اور غریب جان لیں گے وہ
 لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں اُن کو
 لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث
 اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید
 ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کار آمد ہوں اور نہ شواہد
 بن سکیں اعراض کرتے ہیں، اور جو حدیث صحت اور
 حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی
 ہے اس کی ہم روایت کر دیں گے۔ اب سنئے یہ حدیث
 متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں جس مرتبہ میں ہوں
 بہ نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سند
 بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی
 طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم سے۔ اور متواتر
 میں سے یہ حدیث ہے: میں علی سے (راہنی) ہوں اور علی
 مجھ سے اے اللہ اُس سے محبت کر جو اُس سے محبت کرے
 اور اُس سے عداوت کر جو اُس سے عداوت کرے۔
 اس کو روایت کیا زید بن ارقم اور بریدہ اور عمران
 بن حصین اور عمر بن شاش وغیرہم نے۔ اور متواتر
 میں سے یہ حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
 اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ الْحِزْبَ (الحزب ۳۳) اللہ تعالیٰ

وَدُومَ قَرَبِ قَرَابَتِ اُو بَاخُضَرَتِ صَلی
 اللہ علیہ وسلم دَاخِجَابِ عَلِیہ
 الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ اَوْصِلْ نَاسِ بَارِحَامِ
 دَا عَرَفَ نَاسِ بِمُحَقِّقِ قَرَابَتِ . بُو دُنْدَ اَز
 چَوْنِ غَنَایَتِ اِلہی مَاسَدَتِ نَمُو دِ حَضْرَتِ مَظہی
 رَضِی اللہ عَنْہُ رَا دِر کُنَارِ تَرَبِیَّتِ اَخْفِضَرَتِ
 صَلی اللہ علیہ وسلم اِنْدَاخَتِ مَرْتَبَہ
 قَرَابَتِ دُو بَا لَاشَدِ دِ کَرَامَتِ دِیْگَرِ دِر کَرَا دِ
 کَر دُنْدِ رَضِی اللہ عَنْہُ . بَا زِ چَوْنِ حَضْرَتِ ظَلَمُو
 زہرَا رَا رَضِی اللہ عَنْہَا دِر عَقْدِ اُو دَا دُنْدِ
 مَزِیْدِ فَضِیْلَتِ بَا وِ یَا رِشَدِ . بَا زِ دِر اَیَامِ
 خَلَا فِتِ اُو چَوْنِ اَخْطَافِ بُو قُوْغِ آدِ
 دِ غَوَا طِر اہْلِ عَصْرِ اَز دِی بَر گِشْتِ بَقِیَّہ
 اَصْحَابِ جَنَابِ نَبِوی صَلی اللہ علیہ وسلم
 دِر دَفْعِ اَیْنِ فِتْنَتِ مَسَامِی جَبِیلِہ مَبْذُولِ
 دَاشْتَنْدِ دِہرِ تَیْرِیکِہ دِر تَر کِشَرِ اِیْشَانِ
 بُو دِ صَرَفِ کَر دُنْدِ شُکْرِ اللہ سَبِیْہِمِ اَزِیْنِ
 جَہْتِ دَاثِرَہ رَوَا یَتِ اَحَادِیْثِ فَضَائِلِ
 اُو کُشَادِہ تَر شَدِ بَعْضِ بَدْرَجَہ تَوَاتُرِ و
 بَعْضِ آغَرِ مَرْتَبَہ حَسَانِ رَسِیْدِ . بَا زِ چَوْنِ
 فِتْنَتِ تَشِیْعِ سَر بَرِ آدِ دِ جَامِعِہ
 بَیْا کَانِ پَا اَز حِدِ اِعْتِدَالِ بَیْرُونِ نِہَادِہ
 وَضْعِ اَحَادِیْثِ پَیْدَا کَر دُنْدِ تَر وِیْجَا
 لِبَدِ عَتَمِہ وَسِیْعَلُمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
 اِنِّیْ مُنْقَلِبٌ یَنْقَلِبُوْنَ . بِا جَمْلِہ

کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے
 اور تم کو ہر طرح ظاہر و باطناً پاک و صاف رکھے۔ تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچ کو بلایا۔ یہ
 روایت کی گئی حدیث سعد اور ام سلمہ اور داثلہ اور
 عبد اللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے۔ اور متواتر ہیں
 سے یہ ہے کہ آپ نے ان کو لوم فتح خیبر میں جھنڈا عطا
 کیا اور فرمایا کہ میں ابے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور
 اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس
 کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کو روایت کیا
 عمر اور سعد اور ابو ہریرہ اور سہیل بن سعد اور سلمہ
 بن الاکوع وغیرہم نے۔ روایت کیا مسلم نے عامر بن
 سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا
 کہ حکم دیا معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو۔ پھر کہا تم کو کیا
 بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد
 نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی
 جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علی رضی
 کو ہرگز بُرا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر
 میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب
 ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو اُن
 سے فرما رہے تھے اور (قصہ یہ تھا) کہ آپ نے اپنے بعض
 غزوات میں اُن کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور اس پر اُن
 سے علی نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں
 اور بچوں پر خلیفہ بنا دیا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میرے
 لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت

ما از ایراد احادیث موضوعہ و احادیث
شدیدۃ الضعف کہ بکار متابعات و
شواہد نمی آید تحاشی داریم و آنچه
در مرتبہ صحت و حسن است یا ضعف
متمثل وارد آن را روایت کنیم فمن
التواتر انت مبنی بمنزلة ہارون من
موسى روى ذلك عن سعد بن ابی
وقاص و اسماء بنت عیس و علی بن
ابی طالب و عبد اللہ بن عباس و غیر ہم
ومن التواتر حدیث أنا من علی و علی
منی اللہم دال من والہ و عاد من عادہ
رواہ زید بن ارقم و بریدہ و عمران
بن حصین و عمرو بن شاش و غیر ہم۔ و
من التواتر حدیث لما نزلت انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت و یطہرکم تطہیرا
و ما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہؤلاء
الخمسة روى ذلك من حدیث سعد و
ام سلمة و عائشة و عبد اللہ بن جعفر
و انس بن مالک و من التواتر ان اعطاه
الراية یوم فتح خیبر و قال لا تعطین الراية
رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحب اللہ و
رسولہ رواہ عمر و علی و سعد و ابو ہریرة
و سہیل بن سعد و سلمة بن الاکوع
و غیر ہم اخرج مسلم عن عامر بن سعد

موسے کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے
اور میں نے آپ سے سنا کہ یوم خیبر میں آپ فرماتے تھے
کہ یہ جھنڈا میں کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس
سے محبت کرتے ہیں۔ (سعد نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس
(جھنڈے) کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر نظر پڑ جائے) آپ
نے فرمایا کہ علی کو بلا کر لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے ایسی حالت
میں کہ ان کی آنکھیں ڈک رہی تھیں تو آپ نے ان کی
دونوں آنکھوں میں تھکارا اور جھنڈا ان کو دے دیا پھر
اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ اور جب یہ آیت نازل
ہوئی تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَاءَ كُمْ
(اؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو) تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین
کو بلایا اور بنایا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور حاکم
اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں ابن
عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس نو شخص آئے
اور انہوں نے کہا اے ابن عباس یا تو آپ ہمارے
ساتھ چلیں اور یا ان لوگوں میں سے الگ ہو کر ہم سے
تنہائی میں گفتگو کریں۔ تو ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ
میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اوردہ اس
زمانہ میں ٹھیک تھے نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں
نے پہل کر کے بات چیت کی، تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں
نے کیا کہا۔ کہا کہ پھر ابن عباس آئے اپنے کپڑے کو جھارتے
ہوئے اور (کلمات افسوس) اُف ولف کہہ رہے تھے

بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ
بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعک
ان تکتب ابائرب قال اما ما ذکرک
ثلثاً قال بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلن اکتب لان تکون لی
واحدة منهن احب الی من حمر النعم
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يقول له وقد غلف فی بعض مغازیہ
فقال له علی یا رسول اللہ خلقتی مع
النساء والمبیان فقال له رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون
منی بمنزلة ہارون من موسی الا انه
لا نبوة بعدی وسمعتہ يقول یوم غیر
لاعطین هذه الراية رجلاً یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتنازلنا
لہا فقال ادعوا لی علیاً قالی ہ
ارم فبصت فی عینیہ و دفع
الراية الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت
هذه الآية قل تعالوا نذع
ابناءنا و ابناءکم و دعا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمة
وحسناً وحسیناً و قال اللهم ہؤلاء
اہلی و آخرج الحاکم والنسائی عن
عمر بن میمون قال انی لجالس
عند ابن عباس اذ آتاه تسعة رہط

کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بدگوئی میں پڑ گئے کہ جس میں ایسے
دس فضائل ہیں جو اُس کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ وہ
ایسے شخص کی برائی میں پڑے جس کے بارے میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں
گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس
کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس
سے محبت کرتے ہیں پھر اُس (جھنڈے) کی طع میں اُبھرنے
والے اُبھرے پھر آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے علی، لوگوں
نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا
اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیتا۔ کہا کہ پھر وہ آئے اور
اُن کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے۔
کہا کہ پھر آپ نے اُن کی آنکھوں میں پھونک ماری، پھر
جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص اُن ہی کو دیا۔ پھر علی
صفیہ بنت محیی (ام المؤمنین) کو لیکر آئے۔ کہا ابن عباس
نے کہ پھر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلان کو
(یعنی ابوبکر کو) سورۃ توبہ دے کر۔ پھر اُن کے پیچھے علی کو
بھیجا انہوں نے اُس سورۃ کو اُن سے لے لیا۔ اور آپ نے
فرمایا کہ اس کو نہیں لے جانا چاہئے مگر ایسے شخص کو جو
مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ کہا ابن عباس
نے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی
اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون
میرے ساتھ موالاة کرے گا (دل سے میرا معاون
ہوگا اور ساتھی) کہا کہ علی اُن کے ساتھ بیٹھے تھے
تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن
میں سے ہر ہر شخص سے متوجہ ہو کر آپ نے خطاب کیا

فَقَالُوا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّمَا أَنْتَ تَقُومُ
مَعَنَا وَإِنَّمَا أَنْتَ تَخْلُو بِنَا مِنْ بَيْنِ
هَؤُلَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ أَنَا
أَتَقُومُ مَعَكُمْ قَالَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ
صَوِيحٌ أَتَقْبَلُ أَنْ يَكُونُ قَالَ فَايْتَدَوَا
فَنَحْنُ تَوَّانَا فَلَا نَدْرِي مَا قَالُوا قَالَ
فَجَاءَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَيَقُولُ أَنْتَ وَتَلَفَ
وَقَعُوا فِي رَجُلٍ لَهُ عَشْرُ فَضَائِلٍ
لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِهِ وَقَعُوا فِي رَجُلٍ
قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا بَعَثْتُ رَجُلًا لَا يَخْزِيهِ اللَّهُ أَبَدًا
يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا مُسْتَشْرِفٌ
فَقَالَ ابْنُ عَلِيٍّ فَقَالُوا إِنَّ فِي الرَّجُلِ
يُطْعَمُ قَالَ وَمَا كَانَ أَحَدُهُمْ لِيُطْعِمَ
قَالَ فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدٌ لَا يَكَادُ أَنْ يَبْصُرَ
قَالَ فَفُتِّشَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ هُنَّ
الرَّيَّةُ ثَلَاثًا فَأَعْطَاهَا آيَاهُ فَجَاءَ عَلِيٌّ
بِصَفِيَّةَ بِنْتِ يُحْيَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَانًا بِسُورَةِ التَّوْبَةِ فَبَعَثَ
عَلِيًّا خَلْفَهُ فَاخْذَها مِنْهُ وَقَالَ لَا يَزِيهَبُ
بِهَا إِلَّا رَجُلٌ هُوَ مَنِيٌّ وَإِنَّا مِنْهُ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِبَنِي عَمِّهِ أَتَيْكُمْ يَوْمَ الْيَتِي فِي

کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی
ہوگا تو سب نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے علی رضی
کہا کہ تو ہی ہے میرا دوست دنیا اور آخرت میں۔ اور
کہا اب ابن عباس نے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام
لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے علی رضی
کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یعنی
چادر کے کمرے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے اوپر رکھی
اور کہا اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ الْإِخْلَاقَ (۲۳:۲۳) اللہ تعالیٰ
کو یہ منظور ہے کہ اسے گھر والوں سے آلودگی کو دور رکھے
اور تم کو (ہر طرح) ظاہر و باطن پاک و صاف رکھے، کہا
ابن عباس نے اور علی نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھی پھر آپ
کی جگہ سو گئے۔ کہا اب ابن عباس نے کہ مشرکین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھیلے پھینکا کرتے تھے
ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی (منہ لپیٹے) سو رہے
تھے۔ کہا کہ ابوبکر یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کہ پھر ابوبکر نے کہا
اے نبی اللہ تو ان سے علی نے کہا کہ نبی اللہ تو میرے پیروں
کی طرف جا چکے ہیں ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ کہا کہ پھر
ابوبکر چلے گئے اور آپ کے ساتھ غار میں داخل
ہوئے۔ اور علی کے اوپر پتھر پھینکے جا رہے تھے جیسا
معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا
کرتا تھا اور علی دچوٹ کی وجہ سے پیچ و تاب
کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا
رکھا تھا اس کو باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ

صبح ہو گئی پھر اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی اُف بھی نہیں کرتا تھا اور ہم اُس کے پتھر مارنے رہتے تھے اور تو پیچ و تاب کھاتا رہا اور ہم اس کو عجیب بات خیال کر رہے تھے۔ پھر کہا ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور سب لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو ان سے علی نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں۔ تو علی رونے لگے تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے جانا مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام رہے۔ کہا ابن عباس نے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ولی (جیب) ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا میرے بعد۔ اور کہا ابن عباس نے کہ بند کر دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے صحن سے ملے ہوئے مکانوں کے دروازے سوائے علی کے دروازے کے، تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ وہ اُن کا راستہ تھا اور اس کے سوا اُن کا اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ کہا ابن عباس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں جس کا محبوب مطاع ہوں تو اُس کا محبوب و مطاع علی بھی ہے۔ اور کہا ابن عباس نے کہ ہم

الدنيا والآخرة فَأَبْوَدَا فَقَالَ لِعَلِي
أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ عَلِيٌّ أَوَّلَ
مَنْ آمَنَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ وَاخَذَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ فَوَضَعَهُ
عَلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنَ وَحُسَيْنَ
وَقَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ وَشَدَّى عَلَى نَفْسِهِ فَلَيْسَ
ثَوْبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ
كَانَ الشَّرْكُونُ يَرْمُونَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ الْبُؤْبُكَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ نَامَ قَالَ الْبُؤْبُكَ
يَكْسِبُ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنْ نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ انْطَلَقَ
نَحْوَ بَيْرَمِيمُونَ فَأَذْكُرْكَ قَالَ فَاَنْطَلَقَ
الْبُؤْبُكَ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ قَالَ وَجَعَلَ
عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْمِي بِالْحِجَابَةِ
كَمَا كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ يَتَضَوَّرُ وَقَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي
الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ كَشَفَ

کو اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ وہ رضی
ہے اصحاب شجرہ سے (یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے
بیعت کی تھی، ان میں حضرت علی بھی تھے) پھر اللہ نے
جان لیا (بعلیم ظہور) جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ تو کیا
اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ اُن
سے ناراض ہو گیا۔ کہا ابن عباس نے، اور فرمایا نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہ
انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس
کی گردن مار دوں۔ فرمایا تو ایسا کرنے کا؟

اور تجھے یہ خبر نہیں کہ اہل بدر کی مغفرت اتنی یقینی
ہے کہ، گویا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر مرحلہ فرما کر یہ کہہ
دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت
کر چکا اور علی بھی اہل بدر میں سے ہیں)۔ اور روایت
کیا حاکم نے ابو ہریرہ سے، کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ علی بن ابی طالب کو ایسی
تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک فضیلت
بھی مجھے مل جائے تو وہ میرے لئے سُرخ رنگ
کے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ سے کہا گیا
کہ وہ کیا ہیں اے امیر المومنین؟ کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ اُن کا نکاح
ہونا اور اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مسجد میں رہنا کہ اُن کے لئے اُس میں وہ بات
حلال ہے جو اُن کے ہی لئے حلال ہے۔ اور یوم خیبر
والا جھنڈا۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے
کہ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ

عن رائے فقالوا انک لکثیر
وکان صاحبک لا یتصور و نحن
نرمیہ وانت تتصور وقد استلکنا
ذکرک۔ فقال ابن عباس وخرج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
غزوة تبوک وخرج الناس معه
فقال لہ علی اخرج معک قال فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا فیکلی
علی فقال لہ اما ترضی ان تكون منی
بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ
لیس بعدی نبی انہ لا ینبی ان اذهب
الا وانت خلیفتی۔ قال ابن عباس
وقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انت ولی کل مؤمن من
بعدی و مؤمنۃ۔ وقال ابن عباس
وسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابواب المسجد غیر باب علی
فکان یدخل المسجد جنباً و ہو
طریقہ لیس لہ طریق غیرہ۔ قال
ابن عباس وقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من کنت مولاه فان
مولاه علی۔ وقال ابن عباس وقد اخبرنا
اللہ عزوجل فی القرآن انہ رضی
عن اصحاب الشجرۃ فعلم بانہ فی قلوبہم
فہل اجزئاً انہ سخط علیہم بعد ذلک

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ حِينَ قَالَ أُذِنَ لِي فَأُضْرَبَ عُنُقِي
 قَالَ وَكُنْتُ فاعْلًا وَايْدِرِيكَ لَعَلَّ
 اللَّهُ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى إِبْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا
 مَا شِئْتُمْ - وَاخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ ابْنِ
 طَالِبٍ ثَلَاثُ خَصَالٍ لَأَنْ يَكُونَ رَفِيًّا
 خَصَلَتْ مِنْهَا أَحَبُّهُ مِنْ أَنْ أُعْطِيَ
 حُمْرُ النَّعَمِ قِيلَ وَهَاتَيْنِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 قَالَ تَزَوَّجَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّاهُ الْمَسْجِدَ
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يُجَلُّ لَهُ فِيهِ مَا يُجَلُّ لَهُ وَالرَّايَةُ يَوْمَ
 خَيْبَرَ وَاخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ لَعَلَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعُ خَصَالٍ
 لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ هِيَ أَوَّلُ
 عَرَبِيٍّ وَاعْتَمَى صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ لَوَاءُهُ
 مَعَهُ فِي كُلِّ زُحُفٍ وَهُوَ الَّذِي صَبَّرَ
 مَعَهُ يَوْمَ الْمُهَرَّاسِ وَهُوَ الَّذِي غَسَّه
 وَأَدْخَلَهُ قَبْرَهُ - وَاخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
 قَالَتْ لَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدُّ لِي أَيْسَبُّ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احمد کے مزاج پر۔

(مضمون گذشتہ کا حاشیہ دیکھئے ملاحظہ ہو) دیکھئے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا حلال ہے ۱۲ ع یعنی جنگ

فیکم قال فقلت معاذ اللہ او سبحان اللہ
او کلمۃ نحو ہا قال قالت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ - وَعَنْ
ابنِ بَجْرِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ ابْنِ مَلِیْکَۃ
عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ اَشْجَمٍ
فَسَبَّ عَلِیًّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ
فَحَضَبَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ
اَذِیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ الَّذِیْنَ یُوْذَوْنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہُ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِیْنًا لَوْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم لَا فِیْہِ - وَعَنْ عَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ
وسلم یَا عَلِیُّ اِنَّ لَکَ کَنْزًا فِی الْجَنَّةِ
وَ اِنَّکَ ذُوْ قَرْنِیْہَا فَلَا تُنْجَحَنَّ نَظْرَہُ
نَظْرَہُ فَاِنَّ لَکَ الْاَدْلٰی وَلِیْسَتْ
لَکَ الْاٰخِرَةُ - وَعَنْ عَائِشَہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ
وسلم ادْعُوْا لِیْ سَیِّدِ الْعَرَبِ فَقُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلَسْتُ سَیِّدَ الْعَرَبِ قَالَ اَنَا سَیِّدُ
وُلَدِ اَدَمَ وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ - وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ہَنْدٍ الْجَنْہِیِّ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے لئے جنت
میں ایک محفوظ خزانہ موجود ہے اور بلاشبہ تو اس کی نگہبان
والا ہے تو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ پہلی (اتفاقیت) نظر کا
دوسری (بالا راہ) نظر پیچھا کرے۔ پہلی تو تمہارے لئے معاف
ہے، دوسری کا تمہیں حق نہیں۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ
عنها سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
میرے پاس عرب کے سردار کولاد تو میں نے کہا: یا رسول اللہ
کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمام
اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ اور مروی
ہے عبد اللہ بن عمرو بن ہند جنہی سے کہا کہ میں نے سنا علی
رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپ مجھے عطا کرتے تھے اور
جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے، کہا کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے لوگوں کے دروازے
مسجد میں کھلے تھے گذرگاہ کے طور پر، تو ایک دن آپ
نے فرمایا کہ ان دروازوں کو بند کر دو، بخیر علی کے دروازے
کے۔ کہا کہ پھر اس بارے میں لوگوں نے کلام کیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ
کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ یَقِیْنًا میں نے حکم
دیا ہے کہ ان دروازوں کو بند کر دیا جائے بخیر علی کے دروازے
کے تو اس بارے میں تمہارے کہنے والے نے کہا۔ خدا کی قسم
میں نے از خود نہ کسی کو بند کیا اور نہ کھولا۔ لیکن مجھے ایک بات
کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔ اور مروی ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنْتُ
إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اعْطَانِي وَإِذَا سَأَلْتُ ابْنَهُ أُنِي
وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ كَأَنِّي
لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَوَابِ شَارِعَةً
فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَوْمًا مَسَدُوا هَذِهِ
الْبَوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ قَالَ فَتَكَلَّمْتُ فِي
ذَلِكَ نَاسٌ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَاشْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
إِنَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَمَرْتُ بِشَيْءٍ لَيْسَ بِهِ
الْبَوَابُ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ فَقَالَ فِيهِ
تَأْمَلُكُمْ وَاللَّهِ مَا سَدَدْتُ شَيْئًا وَ
لَا فَتَحْتُ وَلَكِنْ أَمَرْتُ بِشَيْءٍ فَاتَّبَعْتَهُ - وَعَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا
مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ ارَادَ
الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ - وَعَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا مَدِينَةُ
الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ ارَادَ الْعِلْمَ
فَلْيَأْتِ الْبَابَ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ يَرِيدُ أَنْ يَحْيِيَ وَيَمُوتَ
مَاتَ وَيَكُنْ جَنَّةَ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ لِي

نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو
جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہیے
اور مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ
میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو علم کا
ارادہ کرے اُس کو چاہئے کہ دروازے پر آئے۔ اور مروی
ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے
کہ میری زندگی کی طرح زندگی گزارے اور میری موت کی طرح
مرے اور جنتہ الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب
نے وعدہ کیا ہے تو چاہئے کہ اطاعت کرے علی بن ابی طالب
کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستے سے نہ ہٹنے دے گا
اور گمراہی میں ہر گز نہ داخل کرے گا۔ اور مروی ہے ابوذر
سے، کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس
کے رسول کی تکذیب سے اور نماز سے پیچھے رہ جانے سے
اور علی بن ابی طالب کے ساتھ بغض سے۔ اور مروی ہے
ابو ہریرہ سے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے
مجھے علی بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا اور وہ فقیر
ہیں جن کے پاس کچھ مال نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اسے
فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے
تمام زمین والوں کو بھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو
برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے، اور
دوسرا تیرا شوہر۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے
بارے میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ ۝ الْخ (۱۳: ۷۰) آپ صرف
ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے
آئے ہیں۔ علی نے کہا کہ رسول اللہ منذر ہیں اور میں ہادی

ہوں۔ اور مروی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غضب ناک ہوتے تو ہم میں سے کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے سوائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ اور مروی ہے سلمان سے کہ ایک شخص نے سلمان سے کہا کہ علی سے اتنی زیادہ محبت آپ کو کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور مروی ہے ابن بریدہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اپنے اصحاب میں سے چار سے محبت کرنے کا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُن سے محبت کرتا ہے کہا کہ ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ اور ہم میں کا ہر ایک اس کا خواہشمند ہو گا کہ وہ اُن میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر فرمایا سمجھ لو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر خاموش ہو گئے۔ اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھنا ہوا چوزہ پیش کیا گیا۔ تو آپ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں کے کسی شخص کو ایسا کر دے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ

لَقَدْ تَوَلَّى عَلِيٌّ بَنِي أَبِي طَالِبٍ فَأَنَّ
لَهُنَّ مَخْرَجٌ جَلَّمَ عَنْ هَذِي وَ لَنْ يَدْخُلَكُمْ
فِي ضَلَالٍ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ مَا كُنَا
نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا بِتَكْذِيبِ اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ وَالتَّحَلُّفِ عَنِ الصَّلَاةِ وَالبَغْضِ
لِعَلِيٍّ بَنِي أَبِي طَالِبٍ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوْجَتِي
مَنْ عَلِيٌّ بَنِي أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ فَقِيرٌ
لَا مَالَ لَهُ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا يَرْضَيْنِ
أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ
فَاخْتَارَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْبُوكُ وَ
الْآخَرُ بَعْلُكَ - وَعَنْ عَلِيٍّ فِي قَوْلِهِ إِنَّمَا
أَنْتَ مُنْذِرٌ وَبِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ
قَالَ عَلِيٌّ رَسُولُ اللَّهِ الْنَذِيرُ وَ أَنَا
الْبَادِي - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا غَضِبَ لَمْ يَبْرَحْ نِيًّا مِنَّا أَحَدٌ
يَكَلِّمُهُ غَيْرَ عَلِيٍّ بَنِي أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ رَجُلٌ لِسَلْمَانَ
مَا أَشَدَّ جَنَكَ لِعَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ
ابْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ ابْغَضَنِي - وَعَنْ
ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی
واخبرنی انہ یحبہم قال قلنا من ہم
یا رسول اللہ وکلنا یحبہ ان یکون
منہم فقال الا ان علیا منہم ثم سکت
ثم قال اما ان علیا منہم ثم سکت
وہن الن بن مالک رضی اللہ عنہ
قال کنت اعدی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فعدی لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرح مشوی فقال
اللہم ائمتی باحب خلقک الیک
یا کل معی من ہذا الطیر قال
فقلت اللہم اجعلہ رجلاً من الانصار
فجاء علی رضی اللہ عنہ فقلت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
حاجتہ ثم جاء فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم افتح فدخل فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حکمک علی ما صنعت فقلت یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سمعت دعاءک فاحببت ان یکون
رجلاً من قومی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
قد یحب قومہ قال الترمذی غریب
وجاء الحاكم باسناد خرج بہا عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام میں لگے ہوئے
ہیں۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (علیؑ)
نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو
کچھ کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا
رسول اللہ میں نے آپ کی دعا کو
سن لیا تھا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں
کا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ
حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس
سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی۔ اور عمار بن یاسر سے مروی
ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ
علی سے فرما رہے تھے کہ اے علی خوشخبری ہے اس شخص
کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب
ہے اُس کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے
میں جھوٹ بولا۔ اور مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کل سب
سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض پر آئے گا اور تم میں
سے اسلام لانے میں سب سے پہلا علی بن ابی طالب ہے
رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اسلام لایا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور
مروی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے

غزاة المحضه وعن عمار بن ياسر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي يا علي طوبى لمن أجبك وصديق فيك وويل لمن أبغضك وكذبت فيك وعن سلمان رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وآؤنكم ما رآوا على الخوض وآؤنكم اسلاما علي بن ابي طالب رضي الله عنه وعن زيد بن ارقم رضي الله عنه قال ان اول من اسلم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب رضي الله عنه وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل على فاطمة رضي الله عنها فقال اني واياك وهذا النائم يعني عليا وهما يعني الحسن والحسين لفي مكان واحد يوم القيامة وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتاقت الجنة الى ثلاث علي وعمار وسلمان وعن ابن ابي اوفى رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربي ان لا تزوج احدا من امتي ولا تزوج اليه الا كان معي في الجنة فأعطاني وعن عبد الله بن سعد بن زرارة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

گئے۔ اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسن اور حسین قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے اور مروی ہے انس سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مشتاق ہے تین آدمیوں کی یعنی علی اور عمار اور سلمان کی۔ اور مروی ہے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ چیز) عطا فرمادی اور عبد اللہ بن سعد بن زرارة اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر) اور مروی ہے علی بن ابی طلحہ سے کہا کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا جانا ہوا مدینہ میں حسن بن علی کی طرف اور ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج بھی تھا تو حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو علی رضی اللہ عنہ کو بہت گالیاں دیتا ہے انہوں نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس کو لایا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو بہت گالیاں دیتا ہے۔ تو اس نے کہا واللہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا کہ اگر تو ان سے ملے گا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر کھڑا ہوا پائے گا منافقین کے جھنڈوں کو اس سے روکتا ہوا ان کے ہاتھ میں عوسج (ایک خاردار لکڑی) کی ایک ٹکڑی

أَوْحَىٰ إِلَيْهِ فِي عِلِّيِّ ثَلَاثٌ إِنَّهُ
 سَيِّدُ الْمُونِينَ وَ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَ
 قَائِدُ الْقَرِّ الْمُجَلِّينَ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
 طَالْحَةَ قَالَ جِئْنَا فَمَرْنَا عَلَى الْحَسَنِ بْنِ
 عَلِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ
 خَدِيجٍ فَقِيلَ لِحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 إِنَّ هَذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ خَدِيجٍ السَّبَّابُ
 لَعَلِّي فَقَالَ عَلَيٌّْ بِهِ فَأَتَيْنَاهُ بِه فَقَالَ
 أَنْتَ السَّبَّابُ لَعَلِّي فَقَالَ مَا فَعَلْتُ
 وَاللَّهِ قَالَ إِنْ لَقِيتَهُ وَ مَا أَجُوزُكَ
 تَلْقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْمِلُهُ فَأَمَّا عَلِيُّ
 حُضِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَدُودُهُ عَنْهُ رَايَاتُ الْمُنَافِقِينَ بِيَدِهِ عَصَا
 مِنْ عَصَى سَجْدَةِ حَبَشِيَّةٍ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ خَابَ مِنْ
 اقْتِرَاسِي - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَا عَلِيُّ أَوْ أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ إِنْ تَقَلَّبْتَ مِنْ
 عَفْرِكَ عَلَى اللَّهِ مَغْفُورٌ لَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
 الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَ
 مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
 وَالَّذِي أَحْلَفْتُ بِهِ إِنْ كَانَ عَلِيُّ لَأَقْرَبُ
 النَّاسِ عَمْدًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ بولنے والے نے بیان کی جن کے
 صدق کی شہادت دی جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے
 افتراء کیا وہ برباد ہوا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے
 کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
 علی کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا ورد کرے
 تو تیری مغفرت کی جائے علاوہ اس کے کہ تیری مغفرت ہو علیؑ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (الحزب ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے
 اللہ کے جو عالی شان صاحب عظمت ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو کلیم
 و کریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے
 اور ہر نعمت اللہ کے لئے ہے جو تمام ...
 جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس
 کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
 سے قبل آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ
 تھے۔ ایک روز صبح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی عیادت کی اور آپ فرماتے رہے کہ کیا علیؑ آگیا، کیا
 علیؑ آگیا۔ کئی مرتبہ۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا گویا آپ نے
 اُن کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہا کہ پھر ذرا دیر کے بعد
 علیؑ آگئے۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کو علی
 سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آگئیں اور
 دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں
 کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ کی طرف زیادہ جھک گئے اور اُن
 سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی دن انتقال کر گئے تو آپ
 سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ اور

علیہ وسلم عدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداً وہو یقول جاء علی جاء علی مراراً فقالت فاطمة رضی اللہ عنہا کأنک بعشتہ فی حاجۃ قالت فجاء بعد قالت ام سلمۃ فظننت ان لا یصلحہ جہ فخرجنا من البیت فقعنا عند الباب وکنت من اذناہم الی الباب فاکت علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعل یثاؤرہ ویناچیہ ثم قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یومہ ذک فکان علی اقرب الناس عهداً وعن علی رضی اللہ عنہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أخذ بیدی ونحن فی سبک المذینۃ اذ مرنا بحدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال کک فی الجنة احسن منها وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشطر الی وجہ علی عبادۃ وعن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ وحسن وحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم وعن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ

مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اسی دوران میں ہمارا گزر ایک باغیچہ سے ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں تیرا باغیچہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور مروی ہے زید بن ارقم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین سے فرمایا کہ جس سے تمہاری لڑائی ہے اُس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس سے تمہاری صلح ہے میری بھی صلح ہے۔ اور مروی ہے بریدہ سے کہا کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ سے تھی اور مردوں میں علی سے۔ اور جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو میں نے عائشہ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سنا۔ اور میری والدہ عائشہ سے علی کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو عائشہ نے کہا کہ تو مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ اللہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو علی سے اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو اُن کی زوجہ (یعنی فاطمہ) سے۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے روایت کیا ہے عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے علی سے کہا اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے

ومن الرجال عليّ وعن جُمَيْع بن عمير
قال دخلت مع أُمِّي علي عائشة
فسمعتها من وراء الحجاب وهي
تسألها عن عليّ فقالت تسألني عن
رجل والله ما أعلم رجلاً كان أحبّ
إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم
من عليّ ولا في الأرض امرأة كانت
أحبّ إلي رسول الله صلى الله عليه
وسلم من امرأة. - اخرج هذه الأحاديث
كلها الحاكم في المستدرک - و اخرج
النسائي عن عبد الرحمن بن ابی ليلى
عن أبيه قال لعليّ وكان يسير معه
ان الناس قد أنكروا منك ان تخرج
في البرد في الملاءتين وتخرج في الحر
في الخشن والثوب الغليظ فقال او
لم تكن معنا بخير قال بلى قال فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث
ابا بكر وعقده لواء فرجع وبعث عمر
وعقده لواء فرجع بالناس فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطين
الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله
ورسوله ليس بقرار فارسل إلى و
انا اريد فتعل في عيني فقال اللهم اكف
أذى الحر والبرد قال فما وجدت خيراً
بعد ذلك ولا برداً - و اخرج عن ابی

کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں
دوبارہ کپڑوں میں نیکلتے ہیں اور گرمی میں نیکلتے ہیں سخت
اور گاڑھے کپڑوں میں۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ
خیبر میں نہیں تھا انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ (واقعہ یحوی
تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجا اور ان
کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آگئے۔ اور عمر کو بھیجا اور ان کے
لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کو واپس لے آئے تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں
گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اس سے
اللہ اور اُس کا رسول محبت کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔
پھر آپ نے مجھے بلایا اور میری آنکھیں دکھ رہی تھیں تو میری
دونوں آنکھوں میں آپ نے تھتکارا اور کہا کہ اے اللہ گرمی
اور سردی کی اذیت سے آپ اُس کے لئے کافی ہو جائے
کہا کہ بس اس کے بعد میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور
نہ سردی کی۔ اور روایت کی ابو جعفر محمد بن علی سے انہوں
نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ
سے انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تھے اور آپ کے پاس ایک قوم کے لوگ بیٹھے تھے پھر علی
کرم اللہ وجہہ آئے توجیب وہ داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل
گئے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے پھر بولے واللہ کس
نے ہم کو باہر نکالا اور اس کو اندر بھیجا پھر لوٹے اور اندر آگئے
تو آپ نے فرمایا واللہ میں نے اُس کو اندر نہیں داخل کیا اور
نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اُس کو داخل کیا اور تمہیں باہر نکالا۔ اور
روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ اے علی تو میرا غلصہ اور امین ہے۔ اور روایت

جعفر محمد بن علی عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن اُبَیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعنده قوم جلوس فدخل علی کرم اللہ وجہہ فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تَلَا مَوَ فَقَالُوا بِاَللّٰهِ مَا اَخْرَجَنَا وَاَدْخَلَهُ فَرَجَعُوا فَدَخَلُوا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَنَا اَدْخَلْتُهُ وَاَخْرَجْتُمْ بَلِ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ وَاَخْرَجَكُمْ وَاَخْرَجَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَانَتْ يَا عَلِيُّ فَصِفْنِيْ وَآيِنِيْ وََاَخْرَجَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَاللّٰهُ الَّذِي تَمَلَّكَ الْحَيٰةَ وَبَرَاءَ الشَّمَةِ اِنَّ لِعَبْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَنْ لَا يَخْبِيَنَّ الْاُمُوْمُ وَاَلَا يَغْفِرُنِيَّ اِلَّا مَنَافِقٌ وَاَخْرَجَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ فَنَسَاكَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَا تَسْلُطْنِيْ عَنْ عَلِيٍّ وَلٰكِنْ اَنْظُرْ اِلٰی بَيْتِهِ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ اَبْغِضُهُ قَالَ اَبْغِضَكَ اللّٰهُ وَاَخْرَجَ عَنْ ابِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيٰى سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنْتُ اَدْخُلُ عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ لَيْلَةٍ فَاِنْ كَانَ يُصَلِّيَ سَبَّحْتُ فَرَجَعْتُ

کیا علی رضی اللہ عنہ سے ، کہا قسم ہے ، اُس ذات کی جس نے بیچ کو بچھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ بات کھول کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور مجھ سے کوئی بغض نہیں نہ رکھے گا بجز منافق کے۔ اور روایت کیا سعید بن عبید سے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اُن سے سوال کیا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ تو فرمایا کہ مجھ سے علی کے بارے میں نہ پوچھ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے اُن کے گھر کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ میں تو اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔ اور روایت کیا ابو زرہ بن عمرو بن جریر سے انہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے انہوں نے سنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ میں ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کرتا تھا۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہوئے ہوتے تو سبحان اللہ کہہ دیتے۔ یہ سن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز پڑھتے ہوئے نہ ہوتے تو مجھے اجازت دیتے پھر میں داخل ہو جاتا۔ اور روایت کیا ابو الاسود اور ایک اور شخص سے ، اُس نے زاذان سے کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔ اور روایت کیا محمد بن اسامہ بن زید سے انہوں نے اپنے باپ سے ، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا تو اسے علی تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے ، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ اور روایت کیا سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میری عیادت کی

وان لم یکن یصلی اذن لی فدخلت و
اخرج عن ابی الاسود ورجل آخر
عن راذان قال قال طے رضی اللہ عنہ
كنت واللہ اذا سالت اعلیت و
اذا سکت اشدت و اخرج عن
محمد بن اسامة بن زید عن
ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم امانت یا علی فحتمی و ابو
ولید ہی انت متی وانا منک و اخرج
عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث
عن جده عن علی کرم اللہ وجہہ قال
مررت فنادی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہ خل محلی وانا مضطجع
فانحلت الی جنبی ثم سجدت ثوبہ فلما
رأنی قد بدأت قائم الی المسجد
یصلی فلما قضی صلوۃ جاء فرقع الثوب
و قال قم یا علی فکنت و قد برأت
کانما لم اشتکی شیئا قبل ذلک
فقال ما سالت ربی شیئا فی صلوۃ
الا اعطانی و ما سالت لنفسی شیئا
الا قد سالت لک و اخرج عن علی
بن علقمہ عن علی رضی اللہ عنہ قال
لما نزلت یا ایہا الذین امنوا
اذا ناجیتم الرسول فقدموا
بین یدیکم صدقة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرے ٹھکانے پر آئے
اور میں لیٹا ہوا تھا تو آپ نے میرے پہلو پر سہارا لگایا، پھر
مجھے اپنا کپڑا اڑھایا۔ پھر جب مجھے دیکھا کہ سکون ہو گیا تو مسجد
کی طرف ہمارے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو پھر آئے
اور کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ اے علی اٹھ تو میں اٹھا اور میں محتجب
ہو چکا تھا، گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہوئی ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا
کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس
نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ سوال کیا وہ
تیرے لئے بھی کیا۔ اور روایت کیا علی بن علقمہ سے، انہوں نے
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا
الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول (۵۸:۵۲) اے ایمان
والوجہ تم رسول سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی
اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو) کچھ خیرات دے دیکر دے تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو
حکم دو کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتنا یا رسول اللہ فرمایا
کہ ایک دینار۔ علی نے کہا کہ لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا
کہ آدھا دینار۔ علی نے کہا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ
نے فرمایا کہ پھر کتنے کی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو تو ان
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے
والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ؕ اشفقتکم (۵۸:۵۳)
کیا تم اپنی سرگوشی سے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے۔ الخ۔ اور
علی رضی اللہ عنہ نے کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ
سے کی گئی۔ اور روایت کیا ترمذی نے اور عبد اللہ بن احمد نے
زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلہ روایت سے
دونوں نے کہا روایت کیا ہم سے نصر بن علی الجعفی نے کہا

ہم کو خبر دی علی بن جعفر بن محمد نے، کہا کہ مجھے خبر دی میرے بھائی
 موسیٰ بن جعفر بن محمد نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے
 اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے
 انہوں نے اپنے باپ سے، اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑا حسن اور حسین کا اور فرمایا
 کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور
 ان کے باپ اور ان کی ماں سے کی وہ میرے ساتھ میرے درجہ
 میں ہوگا قیامت کے دن۔ اور حاکم نے روایت کیا سادات اہل
 بیت کے سلسلہ روایت سے، ہم سے روایت کیا ابو محمد بن
 الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر عقیقی حسنی نے کہا روایت کیا
 ہم سے اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن
 حسین نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا میرے چچا علی بن جعفر بن محمد
 نے کہا مجھ سے روایت کیا حسین بن زید نے عمرو بن علی سے،
 انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے، کہا کہ لوگوں کو خطبہ
 دیا حسن بن علی نے جب کہ علی رضی قتل کئے گئے۔ تو اللہ کی حمد و
 شنا کی پھر کہا کہ آج رات اُس شخص کی وفات ہو گئی جس
 پر پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے
 اُس کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا
 جھنڈا اُس کو دیا کرتے تھے تو قال کرتے تھے جرئیل اُن کے
 دائیں طرف اور میکائیل اُن کے بائیں طرف، تو نہیں لوٹتے تھے
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو فوج دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں
 نے نہ سونا چھوڑا اور نہ چاندی بھرسات سو درہم کے جو ان کے
 وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ارادہ کیا تھا کہ اُس سے اپنی بی بی
 کے لئے کوئی خادم خریدیں۔ پھر کہا اسے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے
 وہ تو پہچانتا ہے ہی اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لعلي رضي الله عنه مريم ان يتصدقوا
 قال بكم يا رسول الله قال بدنيا قال
 لا يطيقون قال نصف دينار قال لا يطيقون قال
 فكم قال الشعيرة فقال له رسول الله صلی
 اللہ علیہ وسلم انک لکرمید فانزل
 اللہ تعالیٰ و انتفقتم ان تقدموا
 بکین یکدی نبوکم صدفیت
 الاية وكان علی رضي الله عنه يقول حلفت
 لی عن هذه الاية واخرج الترمذی و
 عبد الله ابن احمد فی زوائد المسند
 مسلسلاً بالسادة الاشراف ع
 قال حدثنا نصر بن علی الجهمی اخبرنا
 علی بن جعفر بن محمد قال اخبرني
 اخي موسى بن جعفر بن محمد عن ابيه
 جعفر بن محمد عن ابيه محمد بن علی عن
 ابيه علی بن حسین عن ابيه عن جده
 علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم اخذ بيد حسن وحسين
 قال من احبني واحب هذين و اباهما
 و اتهما كان معي فی درجتي يوم القيامة
 و اخرج الحاكم مسلسلاً بالسادة الاشراف
 حدثنا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ
 بن اخی طاہر العقیقی الحسنی حدثنا اسماعیل
 بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن

حسن بن علی ہوں، میں نبی کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں
بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اشد کی طرف اٹھنے
کے حکم سے دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے
والے چرخ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ
جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس
سے اوپر چڑھا کرتے تھے، میں اُس گھر والوں میں سے ہوں
جن سے اللہ تعالیٰ نے گندگی کو دور کیا اور اُن کو کامل طور پر پاکیزہ
کر دیا۔ اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے
کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ
نے فرمایا وَمَنْ يَكْتُمُوهُمُ الْفِتْرَةُ ۖ يَكْتُمُوهُمْ كُفْرًا وَبَغْيًا
نَكِيًّا كَرِهَ اللَّهُ مَنِ اتَّخَذَ أَهْلَ بَيْتِهِ سِتًّا ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
نیک کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے، تو اقرآن
حسنہ (نیک کامیابی) سب اہل بیت کی محبت ہے۔ اور نسائی
نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا خادما لا اہلہ
تکم فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں، تمہک۔) اور
ترمذی نے روایت کیا ابوسعید خدری سے، کہا کہ ہم انصار والوں
کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتی تھی یعنی علی بن
ابی طالب کی ساتھ اُن کے بغض سے۔ اور مروی ہے ام سلمہ
سے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے
علی سے کوئی منافق محبت کرے گا اور کوئی مومن اُس سے
بغض نہ رکھے گا۔ اور مروی ہے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوم طائف میں علی کو بلایا اور اُن سے سرگوشی
کی تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے
کے ساتھ طویل ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے
سرگوشی کی۔ اور مروی ہے ابوسعید سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

علی بن الحسین حدیثی عتی علی بن
جعفر بن محمد حدیثی الحسین بن زید
عن عمرو بن علی عن ابیہ علی بن الحسین
قال خطب الحسن بن علی الناس حين
قتل علي فحمد الله واشتفى عليه ثم قال
لقد قبض في هذه الليلة رجل لا يبقه
الا تكون بعيل ولا يدركه الا خردون و
قد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يعطيه رايته فيقاتل وجبرئيل عن
يمينه وميكائيل عن يساره فلما يرجع
حتى يفتح الله عليه وما ترك علي
الا رجن صفراء ولا بيضاء الاسماء
درهم فضلت من عطايه اراد
ان يتتاع بها خادما لا اهل ثم قال
ايها الناس من عرفني فقد عرفني
ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي
وانا ابن النبي وانا ابن الوصي و
انا ابن البشير وانا ابن النذير وانا ابن الداعي
الي الله باذنه وانا ابن السراج المنير
وانا من اهل البيت الذي كان
جبرئيل ينزل الينا ويصعد من
عندنا وانا من اهل البيت الذي
اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم
طهيرا وانا من اهل البيت الذي
افترض الله مودتهم على كل مسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہ اے علی کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ بحالت جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ اور مروی ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تمام دروازوں کے بند کرنے کا (جو مسجد میں کھلتے تھے) سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ کہ کبھی مجھ سے کھول کر بیان کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمّی نے کہ یہ حقیقت ہے کہ مجھ سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں دشمنی کرے گا مگر منافق۔ اور مروی ہے اُمّ عطیہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں علی تھے۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے موت نہ دیجئے جب تک علی کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مجمل احوال حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اُن کے فضائل کا یہ ہے کہ اصل جبلت میں وہ اخلاقِ قویہ آپ رکھتے تھے جو عالی ہمت جوانمردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت اور قوت اور حمیت اور وفاء، تو بخشش خداوندی نے اُن تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اُس خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیضِ ربّانی کی اُس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروق اعظم کے مناقب میں واضح کی جا چکی ہے اور ریاض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو کچھ آگے کو یا دائیں بائیں جھکتے تھے اور جب کسی شے کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس

فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمَنْ يَفْقَهُ حَسَنَةً نَزَدَ لَهُ فِيهَا حَسَنًا فَأَقْرَفَ الْحَسَنَةَ مَوْثِقًا أَيْ الْبَيْتَ وَأَخْرَجَ النَّسَائِي هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ طَرِيقٍ آخِرِ الْإِسْلَامِ قَوْلُهُ خَادِمًا لِأَحَدِهِ فَقَطْ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخَمْدَرِيِّ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمَنَافِقِينَ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْصَارِ بِمُغْضِبِهِمْ عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَتَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مَنَافِقٌ وَلَا يَغْضَهُ مُؤْمِنٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَأَمَّجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَحْوَاهُ مَعَ ابْنِ مَتَّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِنْتِجِيَّةٌ وَلَكِنْ اللَّهُ ائْتَمَاهُ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّيَا عَلِيٌّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ قِيلَ مَعْنَاهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطِرُّهُ جُنْبًا غَيْرِي وَغَيْرِكَ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کادم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ سانس لے سکے اور وہ فرہی کے قریب تھے۔ سخت کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لئے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے نہایت دلیر اور طاقتور تھے۔ کبھی کسی سے کشتی نہیں لڑی مگر اس کو پچھاڑ دیا، بہادر تھے کہ جس سے بھی مقابلہ پڑا آپ فتح یاب ہوئے (اللہ کی نصرت سے)۔ تو آپ کے اخلاقِ قویہ میں سے ایک وہا تھی جب فیضِ خداوندی نے اُس غلج کو مہذب کر دیا تو اُن کے لئے مقامِ محبتِ مسلم ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آپ سے بتواتر ثابت ہے کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ جھنڈا آپ نے حضرت علی کو دیا۔ اور ان میں سے ہے اپنے ہم پیشوں کے ساتھ مقابلے اور دشمنوں کو دھکیل دینا۔ فیضِ خداوندی نے اس وصف کو اُن کی سوابقِ اسلامیہ میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور آیت کریمہ **هَذَا اِنْ خَصَمْنِ الْاِنْ** (۱۹:۲۲) یہ دو فریق ہیں جنہوں نے دربارہ اپنے رب کے باہم اختلاف کیا، **الْاِنْ** اُن کی اور اُن کے رفقاء کی شان میں نازل ہوئی۔ بخاری نے روایت کیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زالو کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا کہ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی، قیامت کے دن۔ اور قیس نے کہا کہ اُن کے بارے میں نازل ہوئی **هَذَا اِنْ خَصَمْنِ الْاِنْ** کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکلے، حمزہ اور علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن الحارث اور شیبہ بن

النبی الامتی انه لا یجک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق و عن ام عطیة قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو رافع ید یہ یقول اللہم لا تمینی حتی ترینی علیاً بالجملہ مجمل احوال حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و فضائل او ان است کہ در اصل جبلت اخلاقِ قویہ کہ فحول رجال را میباشند داشت از شجاعت وقوت و محبت و وفا پس جود الہی ان ہمہ اخلاق را در مرضیات خویش صرف نمود و از ہر خلق کہ داشت بامتزاج فیض ربانی مقامے متولد شد و محبت تولد مقامات از اخلاق در مناقب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مبین شد و فی الریاض کان اذا مشی تمکفا و اذا امسک بذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یشفق و ہو قریب الی الحسن شدید السامد والید و اذا مشی الی الحرب ہرول یتفت الجنان قوی ما صارع اعدا قط الا صرع شجاع منصور علی من لا قاہ پس از جملہ اخلاقِ قویہ او و فابود چون فیض الہی اورا مہذب گردانید

ربیعہ اور عقبہ اور ولید بن عقبہ۔ اور اُن میں سے ہے کھرا پن اور شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں کی خوش آمد اور مرگوت کی وجہ سے نہ توڑنا۔ بخشش خداوندی نے اُن کو نہی از منکر اور حفاظت بیت المال میں صرف کیا۔ حاکم نے روایت کیا ابو سعید خدری سے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کی شکایت کی۔ تو آپ ہم میں خطبہ دے کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے اسحق بن کعب بن عجرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی سخت ہے اللہ کی ذات کے بارے میں۔ اور اُن میں سے ہے اپنی قوم کی حیثیت اور اپنے چچا کے بیٹے کی حیثیت مثلاً اس کے کار منصبی کو پورا کرنے میں اہتمام کرنا اور اُس کی مدد میں ہمت قویہ کو کام میں لانا اور زیادہ تر یہ خصلت شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ جب فیض الہی نے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ اُن کے نفس کے اندر ڈالا تو اخلاق جلیبہ میں سے اُس مخلوق نے اُس (داعیہ) کی خدمت کی اور اس معنی عقلی کو خوب واضح کر دیا تو ایک نادر مقام حاصل ہو گیا کہ جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت اور آپ کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور اُن کی مانند الفاظ سے کی جاتی ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ نے اُن میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت

مقام محبت برائے او مسلم شد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما تواتر عنہ ساعلی الرائے غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاہا علیاً وازانجملہ مبارزت اقران و مکافحت دشمنان جود الہی آرا در سوابق اسلامیہ اور صرف فرمودہ در آخرت ثمرہ عجبہ ازان متولد گشت و آئے کریمہ ہذا ان خصمان اختصموا الایہ در شان وی ورفقای او نازل شد اخرج البخاری عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انه قال انا اول من یختمو بن یری الرحمن للخصومة یوم القیامۃ و قال قیس و فیہم انزلت ہذا ان خصمان اختصموا فی ربکم قال ہم الذین تبارزوا یوم بدر حمزہ وعلی وعبیدہ ابو عبیدہ بن الحارث و شیبہ بن ربیعہ و عقبہ و الولید بن عقبہ۔ وازان جملہ خشونت و حرمت و از کسی پروا نہ داشتن و داعیہ خود را بسبب مدارات و مرادوت مردم نشکستن جود الہی آرا در نہی منکر و حفظ بیت المال صرف نمود۔ اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری قال شکا علی بن ابی طالب الناس

میں میرا ساتھ دے گا تو ہر ایک نے کہا نہیں یہاں تک کہ آپ اُن میں کے اکثر سے (یہ سوال کرتے ہوئے) گزر گئے پھر علی نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا دنیا اور آخرت میں تو آپ نے فرمایا کہ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اس حدیث کی تفصیل نسائی کی روایت سے حضرت مرتضیٰ کے سوابق میں گزر چکی ہے۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں علی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَخَا مِنْ مَّائَاتٍ اَلْاَوْدَۃِ (۱۴۴:۳) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُٹے پھر جاؤ گے؟ واللہ ہم اُٹے نہیں پھریں گے بعد اس کے کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی۔ واللہ اگر آپ مرجعین یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ نے قتال کیا ہو گا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مرجع اُن واللہ میں اُن کا بجائے ہوں اور اُن کا ولی ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا ہوں اور اُن کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ اور حاکم نے روایت کیا ابن اسحق سے کہا کہ میں نے سوال کیا قثم بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تھیں چھوڑ کر علی کیونکر ہو گئے۔ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے لاحق ہو چکے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے اُن کے ساتھ لگے رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فساد رائے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت و حمیت قومی کی بناء پر اخلاص نہیں ہے۔ دوسرا

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام فینا خطیباً فسمعتہ یقول ایہا الناس لا تشکوا علیاً فواللہ انہ لا یخشی فی ذات اللہ وَاَخْرَجَ ابو عمر عن اسحق بن کعب بن عجرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی غُثْرَشْنِ فی ذات اللہ وَاَزَا نَجْلُم حِمِیَّتِ قوم خود و ابن عم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن و برای نصرت او ہمت قویہ بکار بردن و غالباً این خصلت در اشراف الناس مخلوق میشود چون فیض الہی داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ در نفس او فرد ریخت از میان اخلاق جبلیہ این خلق خدمت او نمود و آن معنی عقلی را مشروح ساخت پس مقامی شگرت بہر سید کہ تعبیر از ان با نحوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و موالاة او و بلغض وصی و وارث او امثال آن کردہ میشود اخرج الحاکم عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اَتَیْتُکُمْ بِتَوَلّٰی فی الدنیا وَاَلْاٰخِرَةِ فَقَالَ لَکُلِّ رَجُلٍ مِنْہُمْ اَتَیْتُکُمْ بِتَوَلّٰی فی الدنیا وَاَلْاٰخِرَةِ

کہتا ہے کہ استحقاق خلافت میں اخوت نسبی شرط ہے۔ وہاں علم اور ان میں سے ہے زہد اور شہوات نفس کو حقیر سمجھنا اور ان کے پیچھے نہ پڑنا۔ روایت کیا ابو عمر نے ہمدان کے ایک شخص سے، کہا کہ معاویہ نے ضرار مدنی سے کہا کہ اے ضرار ہم سے علی کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا کہ امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اب اگر ان کا وصف بیان کئے بغیر چاہ نہیں تو سنئے وہ شخص اس قدر صفات والے تھے کہ جن کی غایت پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے، ان کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور ان کے سبب طرف حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اس کی چمک سے دہو خسر ہوتے تھے۔ رات اور اس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات و صفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ ان کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے اور ہمارا انتظار کرتے جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں۔ اور خدا کی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے دہے تکلفی سے گفتگو کریں ان کے رعب کی وجہ سے، دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقت در جو ناحق پر ہوتا وہ ان سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور ان کے انصاف سے

لا حتیٰ مَرَّ عَلٰی اَكْثَرِهِمْ فَقَالَ عَلٰی اَنَا اَوَّلُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَ اَنْتَ دَلِيْلِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَتَفْصِيْلُ اِيْنِ حَدِيْثٍ بِرَوَايَتِ نَسَائِيْ وَرِسَالَتِ حَضْرَتِ مَرْتَضَىْ غَزْدَشْتِ وَآخِرُجِ الْحَاكِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ فِيْ حَيٰوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اَكْبٰرُ مَنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَنْفَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَنْفَلِبُ عَلٰی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ لِيُنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ لَا قَاتِلَ لَہٗ اِلَّا يَاقَاتِلُ عَلَیْہِ حَتّٰی امُوْتُ وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَا نُوْهِ وَدَلِيْلٌ وَّابْنُ عَمَّةٍ وَوَارِثٌ عَلَیْہِ فَمَنْ اَحَقُّ بِہٖ مِنْیْ۔ وَآخِرُجِ الْحَاكِمِ عَنْ اَبِيْ اسْحَقٍ قَالَ سَأَلْتُ تَقِيَّ بْنَ عَبَّاسٍ کَيْفَ وَرِثَ عَلِيٌّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَذُنُکُمْ قَالَ لِاَنَّ كَانَ اَوَّلُنَا بِہٖ لِحُوْقًا وَاَشَدُّنَا بِہٖ لِرُزُوْقًا۔ وَبَیِّنِ تَقْرِیْرٍ وَاضِحٍ شَدِّ فِصَادِ رَاۤیِ بِرَدِّ فَرِیْقِ مُفَرِّطِیْنِ وَمُفَرِّطِیْنِ یَکِیْ مِیْکُوْدِ کہ لَفَرَتْ بِنَا بِرَحْمِیَّتِ قَوْمِ اَخْلَاصٍ نِیْسَتْ دِیْگَرِیْ مِیْکُوْدِ

کہ اخوتِ نبی در استحقاقِ خلافت
شرط است و اللہ اعلم۔ و از انجملہ
زہد و محقر انگاشتنِ اَشہواتِ
نفس را و از پی آن نہ افتادن
اخرج ابو عمر عن رجل من ہمدان
قال قال معاویۃ رضی اللہ عنہ
یا ضرار صفت لی علیا قال اعفنی
یا امیر المؤمنین قال لتصفنی قال
اما از لابتہ من وصفہ فكان واللہ
بعید المدی شدید القوی
يقول فصلاً و حکم عدلاً یتغیر العلم
من جوانبہ و تنطفئ الحکمتہ من
لواجیبہ لیتو عشت من الدنیا
و زہرتہا و یألس باللیل و وحشتہ
و کان عزیز العزۃ طویل الفکرۃ
یغلبہ من اللباس ما قفر و من
الطعام ما خشن و کان فینا کاحدنا
یحییٰنا اذا سالناہ و میثتینا
اذا استأنیناہ و نحن واللہ
مع تقریبہ ایامنا و قریب منا لانکا د
مکتبہ ہیبتہ کہ یعظم اہل الدین و
یقرب الساکین لا یطعم القوی
فی باطلہ ولا یشأ الضعیف
من عدلہ و اشدہ نقد رأیتہ
فی بعض مواقفہ و قد أرخى اللیل

کمزور بالوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی
خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں
خود دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ و تاب
کھاتے تھے جس طرح مارگزیدہ پیچ و تاب کھاتا ہے اور اس طرح
روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے کہ لے دنیا
جا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا
شائق بناتی ہے، ہائے ہائے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا
ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ تیری
عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زاد راہ کی کمی اور
سفر کی دلازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے تو معاویہ
رو پڑے اور انہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے الوان
پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ مجھ سے کہا کہ اے ضرار تجھ کو
اُن کے فراق کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اُس عورت
کے غم کے برابر جس کے اکھوتے بچے کو اُس کی گود میں ذبح کر دیا
جائے۔ روایت کیا ابو عمر نے عبداللہ بن ابی الہندی سے، کہا
کہ میں نے علی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نیکے اور اُن کے بدن
پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی
جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اُسے کھینچا جائے تو ناخن تک
پہنچ جائے اور جب اُس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے پہنچے
تک آئے۔ اور اُن میں سے ہے آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ
چیزوں سے بچنا۔ روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے ام کلثوم
بنت علی رضی اللہ عنہا سے، کہا کہ واللہ میں نے امیر المؤمنین
کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس لیموں لائے گئے اور حسن یا حسین
نے جا کر اُس میں سے ایک لیمو اُٹھا لیا تو انہوں نے اُس کے

سُدُولَهُ وَغَارَتْ بَخْوَمُهُ قَابِضًا
عَلَى لَحْيَيْهِ يَتَمَكَّلُ تَمَكُّلُ السَّيِّمِ
يَسْبِكُ بَكَاءَ الْحَزِينِ وَيَقُولُ يَا دُنْيَا
غُرِّبِي غَيْرِي أَلَيْ تَعْرِضِينَ امِ إِلَى
تَشَوَّقَتِ مَيِّمَاتٍ هَيْبَاتٍ قَدْ بَايَنَتُكَ
ثَلَاثًا لَارْجَعَةً فِيهَا فَعْمُكُ قَصِيرٌ وَ
خَطَرُكَ حَقِيرٌ أَوْ مِنْ قَلَّةِ الزَّادِ وَ
بَعْدِ السَّفَرِ دَوْحَشَةُ الطَّرِيقِ فَبَكَى
مَعَاوِيَةَ وَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ أَبَا حَسَنِ
كَانَ وَاللَّهِ كَذَلِكَ قَالَ فَكَيْفَ
حَزْبُكَ عَلَيْهِ يَا ضَرَارُ قَالَ حُزْنٌ مِنْ
ذُبْحٍ وَاجِدٌ فِي جَهْرٍ - أَخْرَجَ
الْبُؤْرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْبَدَدِيلِ
قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا خَرَجَ عَلَيْهِ قَمِيصٌ
غَلِيظٌ رَازِيٌّ إِذَا مَدَّكَ قَمِيصُهُ بَلَغَ
إِلَى النِّطْفِ وَإِذَا ارْسَلَهُ صَارَ إِلَى
نِصْفِ السَّاعِدِ - وَإِذَا نَ جَمْلُهُ تَوَرَّعَ
وَاجْتَنَبَ أَيْ شَبَهَاتٍ أَخْرَجَ الْبُؤْرُ
بَنَ ابْنِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ كَلْثُومَ بَنْتِ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَى بَارِئِ
فَذَهَبَ حَسَنٌ أَوْ حُسَيْنٌ يَتَنَاوَلُ
مِنْهُ أَرْجَحَةً فَنَزَعَهَا مِنْ يَدِهِ ثُمَّ
أَمَرَ بِهِ فَنَقِصَتْ وَآخِرُ الْبُؤْرِ قَالَ كَانَ
عَلِيٌّ كَيِّسٌ فِي الْفَقْرِ بَسِيرَةً إِلَى بَكْرِ

ہاتھ سے چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کر دیا۔ اور ابو عمر نے
روایت کیا کہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں علی کرم اللہ وجہہ
سیرت ابو بکر پر چلتے تھے اور جب ان کے پاس کہیں سے
مال آتا تھا تو اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑا جاتا سب تقسیم کر ڈالتے
اور بیت المال میں اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے بجز اس
صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اُس دن عاجز ہو جائے
ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے اور مال
فانی میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص
اور مقرب کے لئے کوئی تخصیص کرتے تھے اور شہروں کے
والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے سوائے ایسے لوگوں
کے جو صاحب دیانت و امانت ہوں اور جب ان کو کسی کی
طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اُس کو یہ لکھ کر بھیجتے
قَدْ جَاءَكَ مَوْعِظَةٌ الْيَوْمِ (۵۷:۱۰) اے لوگو تمہارے
پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ الْيَوْمَ (۸۵:۷) تو تم ناپ اور تول پوری
پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔
وَلَا تَعْمَلُوا فِي الْأَكْرُضِ الْيَوْمَ (۸۵:۸) اور زمین
میں فساد کرتے ہوئے حد (توجید و عدل) سے نہ نکلو۔ اللہ
کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) پہنچ جائے وہ تمہارے لئے (اس
حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو)
اور میں تمہارا پیہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔ جب میرا یہ خط
تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے
حساب کا مال ہے اُس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے
پاس ہم اُس شخص کو بھیجیں جو تم سے اُس کو وصول کرے پھر
اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ بیشک آپ

جانتے ہیں کہ میں نے اُن کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر
 ظلم کریں اور نہ یہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔ اور روایت
 کیا ابو عمر نے مجمع التبی سے کہ علی نے جو کچھ بیت المال میں
 رکھا تھا اُس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑ و دی گئی
 پھر اس میں نماز پڑھی یہ اُمید کرتے ہوئے کہ وہ اُن کے لئے قیامت
 کے دن گواہی دے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عاصم بن کلیب
 سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ علی کے پاس اصبہان سے
 مال آیا تو اُس کو سات شیعہ دے، پر تقسیم کیا اور اس میں ایک
 روٹی ملی تو اُس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا اور مال کے
 ہر جز و ہر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر اُن کے درمیان قرعہ
 اندازی کی کہ اُن میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔ اور روایت
 کیا ابو عمر نے معاذ ابن العلاء سے جو بجائی تھا ابو عمرو
 بن العلاء کا اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اُس کے
 دادا سے، کہا کہ میں نے سنا علی بن ابی طالب سے فرماتے
 تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں بجز اس
 بوتل کے کچھ نہیں آیا اس کو ہدیہ میرے پاس گاؤں کے
 کاشتکار نے بھیجا ہے پھر بیت المال میں اُترے اور اس
 میں جو کچھ متناسب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے
 وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹوکری ہے کہ روزانہ ایک
 مرتبہ اُسی میں سے کھا لیا کرے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابو
 حیان یمی سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ میں نے علی
 بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا، یہ فرما رہے تھے کہ یہ میری
 تلوار مجھ سے کون خریدے گا۔ اگر میرے پاس ایک لنگی کی
 قیمت موجود ہوتی تو میں اُسے نہ فروخت کرتا، تو ایک
 شخص اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور اُس نے کہا کہ لنگی کی قیمت

فی القسم واذا ورد علیہ مال لم یبق
 منه شیئاً الا قسم ولا یرک فی
 بیت المال منه الا ما یعجز عن قسمته
 فی یومہ ذلک ویقول یا دنیا عری
 غیری ولم یکن یشتا من الغن
 بشئ ولا یخص حیماً ولا قریباً
 ولا یخص بالولایات الا اہل الدیانات
 والامانات واذا بلغته عن احد
 خیانتہ کتب الیہ قد جاءکم
 موعظۃ من ربکم فاوقوا
 الکیل والمیزان بالقسط
 ولا تبغسوا الناس اشیاءہم
 ولا تعثوا فی الارض
 مفسدین بقیۃ اللہ خیر
 لکم ان کنتم مؤمنین ط
 وما انا علیکم بحفیظ
 اذا اتاک کتابی هذا فاخفظ بما
 فی یدیک من علینا حتی تبعث الیک
 من یشکک منک ثم یرفع طرفہ
 الی السماء فیقول اللهم اہک تعلم
 انی لم امرہم بظلم خلقک ولا بترک
 حکک۔ وَاُخْرِجَ أَبُو عُمَرَ عَنْ مَجْمَعِ التَّبَیِّ
 اَنْ عَلِیَا قَسَمَ مَا فِی الْبَیْتِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ
 ثُمَّ اَمَرَ بِفُلَیْسٍ ثُمَّ صَلَّى فِیْہِ رَجَاءً
 اَنْ یَشْہِدَ لَہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاُخْرِجَ

ابو عمر عن عاصم بن کلیب عن ابیہ
قال قدم علی علی مال من اصحاب
فقسمہ سبعة اسباع و وجد فیہ
رغیفاً فقسمہ سبع کسر و جعل علی
کل جزء کسرة ثم اخرج بینہم
ایہم یعطی اولاً و اخرج ابو عمر
عن معاذ بن العلاء عن ابیہ عن جده
قال سمعت علی بن ابی طالب یقول
ما اصبحت من فیئکم الا ہذہ
القارورة ایدلہا الی الدہقان ثم
نزل الی بیت المال ففرق کل
ما فیہ ثم جعل یقول افلح من کانت
لہ قومرة یا کل منها کل یوم مرة
و اخرج ابو عمر عن ابی حیان التیمی
عن ابیہ قال رأیت علی بن
ابی طالب علی النبر یقول من یشتری
منی سیفی ہذا فلو کان عندی
ثمن ازار یا یعتہ فقام الیہ رجل
فقال انا اسلفک ثمن ازار و
ازان جملہ صبر برضیق معیشت و
آزرا بر نفس خویش گوارا ساختن
اخرج ابو بکر عن ابی النخعی قال
قال علیؑ لادبہ فاطمہ بنت اسد
اکفی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی

میں پیش کر دوں گا۔ اور اُن میں سے ایک ہے تنگی کے
ساتھ بسر کرنے پر صبر کرنا، اور اُس کو اپنے نفس پر گوارا
کرنا۔ روایت کیا ابو بکر نے ابو النخعی سے، ذکر کیا کہ کہا
علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہ
آپ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے
باہر کی خدمت میں پانی بھر لانا اور ضرورت کی چیزیں لے آنا
اور وہ تمہارے سب کام گھر کے اندر کے کر لیا کرے گی آٹا گوند
روٹی پکانا اور آٹا پینا۔ اور روایت کیا ابو بکر نے حارث سے
انہوں نے علیؑ سے کہا کہ (فاطمہ) میرے یہاں بھیجی گئیں اور
ہمارے پاس بچھانے کے لئے کچھ نہ تھا بجز مینڈھے کی ایک
کھال کے۔ اور روایت کیا ابو بکر نے ضمہ سے کہ فیصلہ کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے گھر کے اندر
کے کاموں کا اور علی کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا۔ اور
روایت کیا احمد نے عطاء بن السائب سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب اُن سے فاطمہ کا نکاح کیا تو اُن کے ساتھ
ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ بھیجا جس میں کھجور کی چھل بھری
ہوئی تھی اور دو پاٹ چکی کے اور مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔
ایک دن علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ
میں نے آٹا پانی بھرا کہ میرے سینہ میں بیماری ہو گئی۔ کہا کہ
اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے
ہیں تو تم اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے ایک خادم مانگو تو فاطمہ
نے کہا کہ اور میں نے واللہ آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں
ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ تو فاطمہؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی! کس ضرورت

سے آئی ہو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو سلام کرنے کے لئے آگئی وہ اس سے شرمگین کہ آپ سے سوال کریں اور واپس ہو گئیں۔ تو علی رضی نے پوچھا کہ کیا کر آئی ہو تو انہوں نے کہا کہ مجھے حیا آگئی اس سے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ پھر دونوں اکٹھے ہو کر آئے۔ اب علی رضی نے کہا یا رسول اللہ میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینہ میں بیماری ہو گئی اور فاطمہ رضی نے کہا کہ میں نے اتنا آپسیا کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی تو ہمیں غلام عطا کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں تمہیں نہیں دوں گا اور (تمہیں دے کر کیسے) اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ ان کے پیٹ سکر رہے ہیں اور ان پر خرچ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، ماسوائے اس کے کہیں ان کو فروخت کروں اور ان پر ان کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس آگئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہو گئے تھے وہ چادریں اتنی چھوٹی تھیں کہ جب دونوں اپنا سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں کو ڈھکتے تو سر کھل جاتا تھا۔ تو دونوں اٹھ بیٹھے آپ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم دونوں کو اس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرئیل نے سکھائے ہیں فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ پڑھو دس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو دس مرتبہ اور اللہ اکبر کہو دس مرتبہ۔ پھر جب اپنے بستر پر لیٹے لگو تو دونوں سبحان اللہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر پڑھو چونتیس مرتبہ

اللہ علیہ وسلم الحمد لله خارجاً
سقاء الماء والحاجة وتكفيك العمل
في البيت العجى والنجر والطعن و
أخرج البوكري عن الحارث عن علي
قال أُرِيْتُ إِلَى مَا تَحْتَنَا إِلَّا جِلْدَ
كَبْشٍ. وَأَخْرَجَ الْبُوكَرِيُّ عَنْ عُمَرَ
قَالَ كَفَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ فَاطِمَةَ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ
وَقَهَى عَلَى عِلَّةٍ مَا كَانَ خَارِجًا مِنْ
الْبَيْتِ وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ عَطَاءِ
بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا
زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بَخْمِيلَةً
وَوَسَادَةً مِنْ أَدِيمٍ حَشَوَهَا لَيْفَ
دَرَجِينَ وَسَقَاءَ وَجَرَّتَيْنِ فَقَالَ
عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ذَاتَ
يَوْمٍ وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ حَتَّى قَدْ
اشْتَكَيْتُ صَدْرِي قَالَ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ
أَبَاكَ بِسَبِيٍّ نَازِهِ فَنَاسِخْ مِثْلَهُ
فَقَالَتْ وَأَنَا وَاللَّهِ قَدْ طَعَنْتُ حَتَّى
مَجَلَّتْ يَدَايَ فَاتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ أَيْ
بَنِيَّةُ قَالَتْ جِئْتُ لَأَسْأَلَكَ
مَلِكٌ فَاسْتَحْيَتْ أَنْ تَكُنْ لَهُ وَرَجَعَتْ
فَقَالَتْ مَا فَعَلْتُ قَالَتْ اسْتَحْيَيْتُ

ان اَسْأَلَهُ فَأَيَّاهُ جَمِيعًا فَقَالَ عَلَيْهِ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاللَّهِ لَقَدْ سَوَّيْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ
 صَدْرِي وَقَالَتِ فَاطِمَةُ قَدْ كُنْتُ
 حَتَّى نَحَلْتُ يَدَايَ وَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ
 بِسَيِّئِي وَسَخِيئَةٍ فَأَخَذَ مِنَّا فَقَالَ
 وَاللَّهِ لَا أُعْطِيكُمْ وَأَدْعِ أَهْلَ
 الصُّفَّةِ تَطْوِي بِطَوْنِهِمْ لَا أَجِدُ مَا أَنْفِقَ
 عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَبِيعُهُمْ وَأَنْفِقَ عَلَيْهِمْ
 أَشْتَرُهُمْ فَرَجَعْنَا فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ دَخَلَ فِي قَلْبِهِمَا
 إِذَا عَطِيَا رُؤُسَهُمَا تَكْشَفَتْ أَقْدَامُهُمَا
 وَإِذَا عَطِيَا أَقْدَامَهُمَا تَكْشَفَتْ رُؤُسُهُمَا
 فَشَارَا فَقَالَ مَكَانُكُمْ قَالَ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ
 بِخَيْرٍ مَا سَأَلْتُمَنِي قَالَا بَلَى فَقَالَ
 كَلِمَاتٌ عَلَيْهِنَّ جَبْرِئِيلُ فَقَالَ تَسْمَعَانِ
 فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدَانِ
 عَشْرًا فَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا
 قَسَبْتُمَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدْتُمَا ثَلَاثًا
 وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرْتُمَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ
 فَوَاللَّهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْذُ عَلِمْنِيَهُنَّ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَلَا لَيْلَةَ صَفِينِ
 فَقَالَ قَاتِلْكُمْ اللَّهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ نَعْمَ
 وَلَا لَيْلَةَ صَفِينِ - وَأَخْرَجَ أَحْمَدَ عَنْ

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے سکھائے میں نے ان کو ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء
 نے کہا نہ صغین کی رات میں دن کو ترک کیا تو آپ نے فرمایا کہ
 خدا تمہیں قتل کرے اے اہل عراق! ہاں نہ صغین کی رات میں
 اور احمد نے مجاہد سے روایت کیا کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ
 مدینہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی۔ تو
 میں کسی کام کی تلاش میں حوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا
 کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے
 گمان کیا کہ وہ ان کو جھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اس سے معاف
 اُجرت لے کر ہر ڈول کے بدلے میں ایک کھجور کا۔ تو میں نے
 سولہ ڈول کھینچے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے
 پھر میں وہ پانی لایا تو اس سے تکلیف اُٹھائی اُس کے بعد میں نے
 اپنی دونوں ہتھیلیاں اُس عورت کے سامنے کر دیں کہ وہ آبلے
 دیکھ کر اور پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اُس نے مجھے سولہ
 کھجوریں گن کر دیں۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آیا اور آپ کو حال سنایا۔ تو آپ نے بھی میرے ساتھ اُن میں
 سے کھایا۔ اور احمد نے روایت کیا محمد بن کعب القرظی سے
 کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنا حال یاد ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح تھا کہ میں نے بھوک کی
 وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج میری توغری کا یہ
 حال ہے کہ حیرال کی زکوٰۃ پالیس ہزار روپے لگتی ہے اور ان میں سے یہ ہے کہ جناب
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا
 اور اُن کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔
 اور عمر اللہ سے پناہ چاہتے تھے ایسے اُلجھے ہوئے مسئلہ
 سے جس کو ابو الحسن نہ سلجھا سکیں۔ شیخ الشیوخ سہروردی

مجاہد قال قال طے جُئْتُ مَرَّةً
بالمدينة جو عا شديداً فخرجت
أطلب العلف في عوالم المدينة
فاذا أنا بامرأة قد جمعت مدرراً
فطنتها تريد بك فقطعتها كل ذنوب
على تمررة فمدت ستة عشر ذلواً
حتى حطت يداي ثم اتيت الماء
فامبت منه ثم اتيتها فقلت بكني
هذا بين يديها فعدت إلى ستة
عشر تمررة فأتيت النبي صلى الله
عليه وسلم فاخبرته فاكل معي منها
وأخرج احمد عن محمد بن كعب القرظي
ان علياً رضي الله عنه قال لقد رأيتني
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
واني لأزبط الحجر طے بطني من
الجوع وان صدقت اليوم لأربعون
الفا واذ ان جملة علوم سمعها
از جناب نبوي صلى الله عليه وسلم
محفوظ داشتن و آنرا در وقت
حاجت در محل خود صرف نمودن و
كان عمر يتعوذ من معصية ليل
البحر و آخر ج شيخ الشيوخ
السهروردي في العوارف عن علي بن
بن الحسن قال حين نزلت هذه
الآية وتعيها أذن وأعيه

عوارف میں یہ روایت نقل کی کہ مروی ہے عبداللہ بن الحسن
کہا کہ جب نازل ہوئی یہ آیت وتعيها أذن وأعيه
۵۲:۶۹ اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے
سوال کیا کہ وہ ایسے کان تیرے بنا دے۔ علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ پھر میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا، بعد اُس کے کہ مجھے
نسیان ہو کر تا تھا۔ اور روایت کیا احمد نے ابوالبختری سے
انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے لوگوں
سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے اُس مال کے بارے میں جو ہمارے
پاس بیچ جائے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے
آپ کو فافل کر دیا آپ کے اہل و عیال سے اور جائیداد سے اور
تجارت سے تو بس وہ آپ کا ہے۔ تو مجھ سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔
تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا پھر
کہا کہ بولو۔ تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے
ہیں۔ تو کہا کہ جو کچھ تم نے کہا اس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔
تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا تم کو یاد ہے
جب کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساعی محض صدقت
بنا کر بھیجا تھا پھر تم عباس بن عبد المطلب کے پاس آئے
تو انہوں نے تم کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور تم دونوں
میں کچھ ناچاقی تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ کو منقبض پایا تو ہم
واپس آگئے۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو
شاداں و فرحان پایا تو تم نے آپ سے اُس فعل کا ذکر کیا
جو عباس نے کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم
سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اُس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے اور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لعلي رضى الله عنه سألت الله تعالى
 ان يجعلها اذبحك يا علي قال علي
 رضى الله عنه فمانسيت شيئا بعد
 ما كان لي ان انسئ. واخرج احمد عن
 ابى البقرى عن علي قال قال عمر بن
 الخطاب للناس ماترون في فضل
 فضل حندا من هذا المال فعتال
 الناس يا امير المؤمنين قد شغلناك
 عن اهلك وضيعتك وتجارتك فهو
 لك فقال لي ما تقول انت فقلت
 قد اثاروا عليك فقال قل فقلت
 لم تجعل يقينك طنا فقال لتخرجن
 ما قلت فقلت اجل والله لاخرجن
 منه اذكر حين بعثك نبى الله صلى
 الله عليه وسلم ساعيا فاتيت العباس
 بن عبد المطلب فمئتك صدقة و
 كان بينك شئ فقلت لي اطلق
 معي الى النبى صلى الله عليه وسلم
 فوجدناه خائرا فرجنا ثم غدونا
 عليه فوجدناه طيب النفس كاخبرته
 بالذى صنع فقال لك اما علمت
 ان عم الرجل صنو ابیه و ذكرنا له
 الذى رأينا من خوره فى اليوم
 الاول والذى رأينا من طيب

ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا تھا جس کو پہلے دن میں دیکھا
 تھا۔ اور اس انقباض کا بھی جو دوسرے دن دیکھا۔ تو آپ نے
 فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ
 میرے پاس صدقہ میں کے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ
 انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اس کا سبب یہی تھا اور آج
 تم ایسے وقت آئے کہ میں ان دونوں دیناروں کو صرف کر چکا
 ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انقباض کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔
 تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے سچ کہا ہم تمہارے شکر گزار
 رہیں گے دنیا اور آخرت میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے سعید
 بن السیب سے کہا کہ عمرؓ اللہ سے پناہ مانگا کرتے ایسی شکل
 سے جس کا حل ابو الحسن نہ کر سکیں۔ کہا ابو عمر نے اور کلام کیا
 تھا علیؓ نے اُس مجنونہ کے بارے میں جس کے رجم کا عمرؓ نے
 حکم دیا تھا اور اُس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں
 وضع حمل ہو گیا اور عمرؓ نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو اُن سے
 علیؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ
 ثَلَاثُونَ شَهْرًا (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی
 مدت تیس مہینے ہیں) اور آپ نے کہا تھا کہ اللہ نے مجنون
 کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث۔ تو عمرؓ
 کہا کرتے تھے کہ اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جانا۔ اور روایت کیا
 ابو عمر نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ
 مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے۔ اور
 روایت کیا ابو عمر نے ابو طفیل سے، کہا کہ میں حاضر تھا علیؓ کے
 پاس جب وہ غصہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ لوچ
 تو مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں واللہ کوئی آیت نہیں مگر میں
 اُس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ اس رات میں نازل ہوئی یا دن میں

نفسہ فی الیوم الثانی فقال انکما ایتیتما فی
فی الیوم الاول وقد بقیت عندی
من الصدقة ویناران فكان الذی
رایتما من خثوری کہ و ایتیتما
الیوم وقد دہشتہا فذلک الذی
رایتما من طیب نفسی فقال عمر
صدقت واشہر لاشکرک مک
الاؤل والاخرۃ - وَاَخْرَجَ الْوَعْرُ
عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمَسِيبِ قُلَّ كَانَ عَمْرُ
يَتَحَوَّضُ بِاللَّهِ مِنْ مَعْضَلَةِ لَيْسَ لَهَا
ابُو حَسَنِ قَالَ ابُو عَمْرٍو وَقَالَ فِي الْجَنَّةِ
الَّتِي اَمْرٌ بِرَجَبِهَا وَذِي اللَّحْيِ وَضَعَتْ
لَسْتَهُ اشهر فاراد عمر رحمہا فقال
لہ علی ان اللہ یقول کرحمہ و
فَصَالَهُ فَلَتَوْنَ شَهْرًا
الآیۃ وَقَالَ ابُو عَمْرٍو رَفَعَ الْقَلَمُ
عَنِ الْجَنَّةِ الْحَدِیثُ فَكَانَ عَمْرُ یَقُولُ
لَوْ لَ عَلٰی لَهْلَهْ عَمْرٍو - وَاَخْرَجَ الْوَعْرُ
عَنِ عَمْرِو بْنِ مَسْعُودٍ کَمَا نَحْدَثُ
اَنْ اَقْتَضٰی اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ عَلٰی بَنِ
ابِی طَالِبٍ - وَاَخْرَجَ الْوَعْرُ عَنْ سَعِيدِ
بَنِ الْمَسِيبِ قُلَّ مَا كَانَ احَدٌ مِنْ
النَّاسِ یَقُولُ سَلَوْنِیْ غَیْرَ عَلِ
بَنِ ابِی طَالِبٍ وَاَخْرَجَ الْوَعْرُ عَنْ
ابِی الطَّفِیْلِ قَالَ شَهِدْتُ عَلِیًا یَخْطُبُ

میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں۔ اور ابو عمر نے عبد اللہ بن
عباس سے روایت کیا، کہا خدا کی قسم یقیناً علی بن ابی طالب
کو دس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اُس
(بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔ اور اُن میں سے ہے
ذہن کی تیزی اور اُس کا سرعت کے ساتھ حکم کے ماخذ
کی طرف منتقل ہونا۔ اور یہ طبعی خاصہ قضایا کے فیصلہ کرنے
میں مصروف ہو گیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت
سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب
سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے۔ اور ابو عمر نے روایت کیا
ابن عباس سے اُنہوں نے عمر رض سے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ ہم
میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے اور سب سے بڑا
قاری اُبی ہے۔ اور اس باب میں حضرت مرتضیٰ سے
بہت سی عجیب باتیں نقل کرتے ہیں۔ روایت کیا ابو عمر
نے عاصم سے اُنہوں نے زر بن حبیش سے کہا کہ دو آدمی
کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ اُن میں سے ایک کے پاس پانچ
روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب
کھانا اُن کے سامنے رکھا گیا تو اُن کے پاس ایک شخص کا گدہ
ہوا اُس نے سلام کیا۔ اُن دونوں نے کہا کھانے میں شریک
ہو جائیے۔ وہ بیٹھ گیا اور اُس نے اُن دونوں کے ساتھ
کھانا کھایا۔ اور اُن آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر
کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ شخص اُٹھا اور اُس نے دونوں کی
طرف آٹھ درہم ڈال دیئے اور کہا کہ تم دونوں اُس کھانے
کے عوض میں جو میں نے کھایا اور تمہارے طعام میں حصہ دار
ہوایہ لے لو۔ اب اُن دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں
والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور

وہو یقول سلونی عن کتاب اللہ
فواللہ ما من آیت الا دانا اعلم
ابلیل نزلت ام نہار ام فی
سہل ام فی جبل۔ وَاَخْرَجَ الْوَعْرَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَاللَّهِ
لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ تَسْعَةُ عَشَرَ الْعِلْمَ دَائِمٌ
اللَّهُ لَقَدْ شَارَكَهُمْ فِي الْعَشْرِ الْعَاشِرِ
وَأَذَانُ جَمَلِهِ حَدَّثَ ذَهَبٌ وَسُرْعَتِ
الْمَنْتَقَالِ بِمَا خُذَ حُكْمٌ وَابْتِغَاءُ رِغْبَةٍ
قَضَا بِمَصْرُوفٍ شَدِيدٍ وَقَدْ ثَبَتَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بُوجُوهٍ قَالَ أَقْضَاكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي
الْوَعْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ
قَالَ أَقْضَانَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي
وَأَنَّ حَضْرَتَ مَرْثَعِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
مُجَابِبٌ لِسِيَّارِ دَرِينِ بَابِ نَقْلِ مَكِينَةٍ
أَخْرَجَ الْوَعْرُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زُرَّارِ بْنِ
جَبْرِ قَالَ جَلَسَ رَجُلَانِ يَتَغَدَّيَانِ
مَعَ أَحَدِهِمَا خَمْسَةُ ارْغِفَةٍ وَمَعَ
الْآخَرِ ثَلَاثَةُ ارْغِفَةٍ فَلَمَّا دُفِنَ الْغَدَاءُ
بَيْنَ أَيْدِيهِمَا مَرَّ بِهِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَ
اجْلِسْ لِلْغَدَاءِ فَجَلَسَ وَاکْلَ مَعَهَا
وَاسْتَوَفَا فِي أَكْلِهِمْ الْارْغِفَةَ
الْثَانِيَةَ فَقَامَ الرَّجُلُ فَطَرَحَ إِلَيْهَا

تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر اس
صورت میں کہ درہم ہمارے درمیان نصفاً نصف تقسیم ہو
جائیں۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المؤمنین علی بن ابی
طالب کے پاس لائے، اور دونوں نے اپنا اپنا قضیہ آپ
سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے
سامنے تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ کر دیا حالانکہ
اُس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں تو تین پر
تو راضی ہو جا۔ مگر اُس نے کہا کہ نہیں۔
واللہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ۔ تو
علی نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق کچھ نہیں سوائے
ایک درہم کے اور اُس کے سات درہم ہیں۔ اُس شخص
نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین! وہ میرے سامنے تین
درہم پیش کرتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپ نے
بھی اُن کے لینے کا مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب
آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا کچھ واجب
نہیں بجز ایک درہم کے تو اُس سے علی نے کہا کہ تیرے
ساتھی نے تیرے سامنے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے
لے بطور صلح کے مگر تو نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر واضح
دلیل کے ساتھ اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق واجب
نہیں ہے مگر ایک درہم تو اُس شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے
یہ صورت سمجھائیے واضح دلیل کے ساتھ جس کو میں قبول کروں
تو علی نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹلٹ نہیں ہوتے۔
تم نے اُن ہی کو تو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں
کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم اس لئے تم نے
مان لیا ہے اپنے کھانے میں برابری کو۔ اُس نے کہا بیشک

ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ هَذَا عَوْثًا
رَمَا أَكَلْتُ لَكُمَا وَلَيْتَهُ مِنْ طَعَامِكُمَا
فَتَنَازَعَا وَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسِ الْأَرْغَفَةِ
لِي خَمْسَةٌ دَرَاهِمٌ وَلَكِ ثَلَاثَةٌ وَ
قَالَ صَاحِبُ الْأَرْغَفَةِ الثَّلَاثَةُ لَا أَرْضَى
إِلَّا أَنْ يَكُونَ الدَّرَاهِمُ بَيْنَنَا نِصْفَيْنِ
وَارْتَفَعَا إِلَى امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ طَلْعِ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ فَقَضَا عَلَيْهِ تَضْيِئَتَهَا فَقَالَ
لصَاحِبِ الثَّلَاثَةِ قَدْ عَرَضَ مِنْكَ
صَاحِبُكَ مَا عَرَضَ وَخِزْرَ أَكْثَرُ مِنْ
خِزْرِكَ فَارْضَ بِالْثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ
لَأَرْضِيَتْ مِنْهُ إِلَّا بِمَرَاتِقٍ فَقَالَ عَلَى
لَيْسَ لَكَ فِي مَرَاتِقٍ إِلَّا دَرَاهِمٌ
وَاحِدَةٌ وَلِسَبْعَةٍ فَقَالَ الرَّجُلُ
سُبْحَانَ اللَّهِ يَا امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ
يَعْرِضُ عَلَيَّ ثَلَاثَةً فَلَمْ أَرْضَ وَ
أَشْرَيْتُ عَلَيَّ بِأَخْذِهَا فَلَمْ أَرْضَ وَ
تَقُولُ لِي الْآنَ إِنَّهُ لَا يَجِبُ لِي فِي
مَرَاتِقٍ إِلَّا دَرَاهِمٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لَهُ طَلْعُ
عَرَضَ عَلَيْكَ صَاحِبُكَ أَنْ تَأْخُذَ
الْثَّلَاثَةَ صُلَامًا فَقُلْتَ لَا أَرْضَى إِلَّا
بِمَرَاتِقٍ وَلَا يَجِبُ لَكَ فِي مَرَاتِقٍ
إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ
فَعَرَفْتَنِي بِالْوَجْهِ فِي مَرَاتِقٍ حَتَّى أَتَبْلُغَ
فَقَالَ عَلَى أَلَيْسَ لَثَمَانِيَةَ الْأَرْغَفَةِ

علی نے کہا اور تو نے اُن میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں
اور تیری کل نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ
تہائیاں کھائیں اور اُس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اُس
نے اُن میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو
اُس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اُس نے کھائی
تو تیرے حقہ میں ایک درہم ہے اُس تیری ایک تہائی کے
مقابلہ میں اور اس کے سات ہوئے۔ تو اُس شخص نے کہا
کہ اب میں راضی ہو گیا۔ اور ریاض میں مروی ہے محمد بن زکریا
سے، کہا کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا
بڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اُس کی ہنسیاں شکر گئی
تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابر میں سے)
کس کو پایا ہے؟ اُس نے کہا کہ عمر کو میں نے کہا کہ آپ نے
کو سا جہاد کیا؟ کہا یہ مومک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی
بات بیان کیجئے جس کو آپ نے عمر سے سنا ہو۔ کہا کہ میں
چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ
کے بیٹے ہاتھ آ گئے (یعنی اُن کو کھایا) اور ہم احرام باندھ
چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر
المؤمنین عمر سے اس کا ذکر کیا تو وہ لوٹے اور کہا کہ میرے
پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجرِ دم تک پہنچ گئے اور اُن میں سے ایک حجرے پر
دستک دی۔ تو اُن کو ایک عورت نے جواب دیا تو انہوں
نے کہا کہ کیا یہاں ابوحسن ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں
پھر عمرؓ سایہ دارِ بگ میں چلے اور عمرؓ کہ ہم سے
پیچھے چلے آؤ، یہاں تک کہ علیؓ دم تک پہنچ گئے اور وہ اپنے
ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا مر جبا

اربعۃ وعشرون ثلثاً اکتوبا و
انتم ثلثۃ أنفس ولا یعلم الا کثر
منکم الا ولا للاقول فتملکون فی
اکلم علی السواء قال بل قال و
اکلت انت ثمانیۃ اثلاث وامن
کک تسعۃ اثلاث واکل صاحبک
ثمانیۃ اثلاث ولہ خمسۃ عشر ثلثاً
اکل منها ثمانیۃ ویکفی لہ سبعۃ
واکل کک واحدًا من تسعۃ فلک
واحدٌ بواحدک ولہ سبعۃ فقال
الرجل رضیت الآن۔ وکفی الیاض
عن محمد بن الزبیر قال دخلت
مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قد التوت
ترقوتاه من الیکر فقلت یا شیخ
من اذرت قال عمر قلت فما غرت
قال الیرموک قلت فغرتنی بنت
سمعۃ قال خرجت مع فستیمۃ
مجاہداً فاصبنا بفض نعام وقد احرمتنا
فلما قمینا نکلنا ذکرنا ذکک
لایمر المؤمنین عمر فاذبرہ قال
اتبعونی حتی ایتھ الی محبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فضربت حجرۃً منها واجابت امرأۃ
فقال آثم البوحسن قالت لا فمر
فی المقننۃ فاذبرہ فقال اتباعونی

اے امیر المؤمنین۔ پھر عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے اٹھا کر کھائے
شتر مرغ کے انڈے جب کہ یہ محرم تھے۔ انہوں نے کہا
کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلایا۔ عمر نے کہا کہ آپ کے پاس
مجھے خود ہی آنا چاہئے تھا۔ کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو
جو گیا بھن نہ ہوئی ہوں۔ انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں
جوان اونٹوں سے گیا بھن کرایا جائے جب ان سے بچے پیدا ہوں تو
ان کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ عمر نے کہا کہ اونٹوں میں
استقاط بھی ہو جاتا ہے۔ علی نے کہا کہ انڈے بھی گندے
ہو جاتے ہیں۔ تو جب عمر واپس مڑے تو کہنے لگے یا اللہ کوئی
مشکل مجھ پر نہ ڈالے مگر اس وقت جب کہ ابو حسن میرے
پہلو میں ہو۔ اور مروی ہے حسن معتر سے کہ قریش میں کی
ایک عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور
امانت ایک سو دینار اس کے سپرد کئے۔ اور انہوں نے
کہا کہ ان کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا بغیر دوسرے
ساتھی کے جب تک کہ ہم اکٹھے نہ آئیں۔ اب وہ دونوں
ایک سال ٹھہرے رہے۔ پھر ان میں سے ایک اس عورت
کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینا
مجھے دیدے تو اس نے انکار کر دیا۔ تو وہ اس کے پاس
اس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اس پر ان میں کہا سنی
ہوتی رہی، یہاں تک کہ اس نے وہ دینار اس کو دیدیئے۔
پھر ایک سال اور گزر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اس نے
کہا کہ مجھے دینار ادا کر۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے
پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اس
کو دیدیئے۔ اس مقدمہ کو دونوں عمر کے پاس لے
گئے۔ تو انہوں نے عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا

حتى اتته اليه وهو يسوي التراب
 بیده فقال مرحبا يا امير المؤمنين
 فقال هؤلاء اصالبوا بيض نعام و
 هم محرمون قال ألا ارسلت الي
 قال انا احيى باتيانك قال يعزبوك
 الغل قللن ابارا بعدد البيع
 فما نتج منها ابدوه قال عمر فان الابل
 تخرج قال عله والبيع شمر من فلما
 اذبر قال عمر اللهم لا تنزل بي شديدة
 الا وابوسن الي جنبي وعن الحسن
 المعمران رجلين اتيا امرأة من
 قریش فاستودعاها بمائة دينار
 وقال لا تبدفعيها الي واحد منا دون
 صاحبہ حتى نجتمع فلبثا حولا ثم جاء
 احدهما اليها وقال ان صاحبی قد مات
 فادفعي الي الدنياير فابث ففعل
 عليها بائيا فلم يزلوا بها حتى دفعها
 اليه ثم لبث حولا آخر فمات الآخر
 فقال ادفعي الي الدنياير فقالت
 ان صاحبك جاءني وزعم انك
 قد مت فدفعتها اليه فانحصما الي
 عمر فاراد ان يقضي عليها وروى
 انه قال لها ما اراك الا ضامنة
 فقالت انشدك الله ان لا تقضي
 بيننا وارفعنا الي عله بن ابی طالب

الادہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس عورت
 سے کہا کہ میری رائے میں تجھ پر ضمان ہے۔ اس نے کہا کہ
 میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان
 فیصلہ نہ کریں اور ہم کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیج
 دیں۔ تو آپ نے دونوں کو علی رض کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے
 حال سنکر سمجھ لیا کہ دونوں نے اس عورت کے ساتھ فریب
 کیا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے نہیں کہا تھا کہ
 اس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے
 نہ دینا۔ اس نے کہا بیشک۔ آپ نے کہا تیرا مال ہمارے
 پاس ہے۔ تو اب تو اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں
 کو وہ مال دے دیں۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف
 بھیجا وہاں آپ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ
 ایک گہرے گڑھے میں گر گئے تھے جو اس لئے کھودا گیا تھا
 کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اول ایک شخص گرا وہ
 دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے
 لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی گرے۔ پھر ان کو شیر نے مجروح
 کر دیا اور اس کے زخموں سے سب مر گئے۔ پھر ان کے
 وارثین آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتال
 شروع کر دیں تو علی رض نے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ
 کرتا ہوں، اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے
 گا ورنہ میں ایک کو دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے
 درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان قبائل سے جنہوں نے گڑھا
 کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دینت اور ایک تہائی دینت

اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے
گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے
اوپر والے (تین) لوگوں کو ہلاک کیا۔ اور جو اس کے بعد تھا
اُس کی ایک تہائی دیت کیونکہ اس نے ہلاک کیا اپنے سے
اوپر کے (دو) آدمیوں کو اور تیسرے شخص کی نصف دیت
کیونکہ اُس نے ہلاک کیا اپنے سے اوپر والے کو اور چوتھے
کی پوری دیت ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے انکار
کر دیا پھر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور آپ سے مقام ابراہیم کے نزدیک ملے اور سب
قصہ آپ کو سنایا۔ تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان
فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے
پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ علی نے ہمارے درمیان
فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ کو سنائی
تو آپ نے اُس کو جائز رکھا۔ اور حادث سے مروی ہے
کہ ایک شخص اُن کے پاس ایک عورت کو لایا اور اُس
نے کہا اے امیر المؤمنین اس نے مجھ سے اپنا عیب
چھپایا اور یہ مجھ سے ہے تو علی نے اُس پر نیچے سے اوپر
ایک نظر ڈالی اور اس کی تصویب کی۔ اور عورت خوبصورت
تھی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ عورت
نے کہا کہ واہ اے امیر المؤمنین مجھے جنون نہیں ہے
لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آتا ہے تو مجھ پر
بیہوشی غالب آجاتی ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو
لے جا مجھ پر افسوس ہے اور اس کے ساتھ نیک بڑاؤ
کر۔ تو اس عورت کا اہل نہیں ہے۔ اور مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ یمن میں علی کے پاس تین آدمی لائے

فرعہا الی علی و عرف انہا قد کرا
بہا فقال الیس قلتما لاتدفعیہا
الی واحد منا دون صاحبہ قال لے
قال ان مالک عندنا اذ سب فجی
بصاحبک حتی مدفعہا الیکما وعن
طے رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن
فوجدہ اربعۃ وقوا فی صحرۃ حضرت
لیضطاد فیہا الاسد سقط اول
رجل فتعلق الآخر وتعلق الآخر باختر
حتی تسقط الاربعۃ فخر جم الاسد
وکاتوا من جراحۃ فتنازع ادیاءہم
حتی کادوا یقتتلون فقال علی انا
اقضی بینکم فان رضیتم فهو القضا
والا فجزت بعضکم عن بعض حتی تأتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی
بینکم اجعوا من القبائل الذین حفروا
البیر ربیع الدبۃ وثلاثہا ونصفہا و
دیۃ کاملۃ فللاول ربیع الدبۃ لانه
اہلک من فوقہ وللذی یلیہ ثلاثہا
لانه اہلک من فوقہ وللثالث
النصف لانه اہلک من فوقہ وللرابع
الدیۃ الکاملۃ فأتوا ان یرموا فأتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلنقوہ
عند مقام ابراہیم فقصوا القصۃ علیہ

فَقَالَ اَنَا اَقْبَضُ بَيْنَكُمْ وَاجْتَبَى بَيْرُودُ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَنْ عَلِيًّا قَضَى
بَيْنَنَا فَلَمَّا قَصَّوْا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ اَجَازَهُ
وَعَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ اَنْ جَاءَهُ رَجُلٌ
بِامْرَأَةٍ فَقَالَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ دَلَّسْتُ
عَلِيًّا هَذَا وَهِيَ مَجْنُونَةٌ قَالَ فَصَعَّدَ
عَلِيًّا بِصَرِّهِ وَصَوَّبَهُ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ
جَمِيلَةً فَقَالَ لِيَقُولَ هَذَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ
يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا بِيْ جُنُونٌ وَلَكِنِّي اِذَا
كَانَ ذَٰلِكَ الْوَقْتُ تَغْلِبْتَنِيْ غَشِيَّةٌ
فَقَالَ عَلِيٌّ تَحْذَرِيْ وَيَكُفُّ وَاحْسِنِ اِلَيْهَا
فَمَا نَتَّ لَهَا بَابِلَ وَعَنِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ
قَالَ اَتَى عَلِيٌّ فِي الْيَمِينِ بِشَلَاثَةِ
نَفَرٍ وَقَعَوْا عَلَيَّ جَارِيَةً فِي طَهْرٍ وَاحِدٍ
فَوَلَدَتْ وَلَدًا فَأَدْعُوهُ فَقَالَ عَلِيٌّ
لَا حَرَمَ تَطْيِيبُ بِهِ نَفْسًا لِهَذَا قَالَ
لَا وَقَالَ لِأَخِي تَطْيِيبُ بِهِ نَفْسًا
لِهَذَا قَالَ لَا قَالَ لِأَخِي تَطْيِيبُ بِهِ
نَفْسًا لِهَذَا قَالَ لَا تَبَالِ أَرْقَمُ
شَرَّكَاءُ مُتَشَاكِسِينَ اِنِّي مُقَرَّرٌ بَيْنَكُمْ
فَمِنْ اَصَابَتِهِ الْقُرْعَةُ اَغْرَمَتْهُ شَلَّةٌ
الْقِيَمَةُ وَالزَّمَنَةُ الْوَلَدُ فَذَكَرَ وَذَكَرَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَا اَجَدَ فِيْهَا اِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ - وَعَنِ
حَمِيدِ بْنِ عِشَاءَ بْنِ يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ

گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی گھر میں جماع
کیا تھا، تو اُس نے ایک لڑکا جنا۔ یہ سب اُس کے دعویدار
تھے۔ تو علی نے اُن میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس
سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے
کہا کہ تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں
پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس کو پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال
ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شرکاء ہو۔ میں تمھارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ
اُپرے۔ اُس پر دو تہائی قیمت تناواں ڈالوں گا اور بچہ کو
اُس کے سپرد کروں گا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اُس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال
میں کوئی صورت نہیں آتی بجز اس کے جو علی نے کہا۔ اور وہی
ہے حمید بن عیشاء بن یزید مدنی سے، کہا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا
فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم
میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ آنجناب
رضی اللہ عنہ کا نفس نفیس حضرت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی برکات کی شاعوں کا جلوہ گاہ بنا ہے، اور آنجناب رضی
اللہ عنہ کے حق میں آپ کے کھلے ہوئے معجزات نے بہت
مرتبہ ظہور کیا ہے اور فیض الہی نے جہت نبوت کو آپ
کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات کا بہت
ساحقہ قوت سے فعل میں آگیا۔ فصل قضایا کے سلسلہ میں
جب کہ آپ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے گذارش کی کہ
یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں
جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (نا تجربہ کار)

قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم قضاء قضی بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمت اہل البیت - باز چندین بار نفس نفیس اور رضی اللہ عنہ مطرچ اشعہ برکات حضرت نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام گشتہ و در حق او رضی اللہ عنہ معجزات باہرہ بدفعات کثیرہ ظہور نمود و فیض الہی ہمت نبوت را در کار او نمود تا ببارنے از مقامات وی کرم اللہ وجہہ از قوۃ بفعل آمد و در باب فصل قضایا و تنبیہ اورا طرف بہن فرستادند التماس کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعثنی الی قوم ذوی اسنان وانا شاک لا اعلم القضاء قال فوضع یدہ علی صدری فقال ان اللہ سبیدیک و ثبت سانگ الحدیث و فی آخرہ نما شکل علی قضاء بعد ذلک و فی لفظ نما شکلت فی قضاء و فی روایت نما زلت قاضیا بعد و در باب حفظ قرآن عظیم بروایت ترمذی آمدہ کہ نماز نافلہ تعلیم فرمودند عن ابن عباس انہ

ہوں میں قضا کا طریق نہیں جانتا، علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ سنکر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط بنائے گا۔ الحدیث۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کوئی قضا مشکل نہیں ہوئی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کسی قضاء میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں پھر ہمیشہ قاضی رہا۔ اور حفظ قرآن عظیم کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک خاص نماز نفل تعلیم فرمائی۔ ابن عباس سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اسی دوران میں علی رضی اللہ عنہ ابی طالب آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی قوت نہیں پاتا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوالحسن کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اس کو نفع پہنچائے جس کو تم ان کی تعلیم دو اور جو کچھ تم سیکھو اس کو تمہارے سینہ میں قائم کر دے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم تہائی رات پورے (جب باقی رہے) اٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہورہ ہے جس میں ملائکہ زمین پر آتے ہیں اور اگر نہ ہو سکے تو اول شب میں ہی کھڑے ہو جاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب (الحمد) اور سورۃ یس پڑھو

اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تحم الدخان پڑھو،
 اور تیسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور اَلَمْ تَنْزِيلِ السَّجْدِ
 اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تبارک جو مفصل
 میں ہے۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی
 حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسان کے ساتھ کرو اور مجھ پر درود
 پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضور قلب کے ساتھ)
 اور تمام انبیاء پر پڑھو اور استغفار کرو و ایماندار مردوں اور ایماندار
 عورتوں کے لئے اور اپنے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان لانے
 میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اُس کے آخر میں کہو اللہم
 ارحمنی ترک المعاصی الخ (ترجمہ) اے اللہ مجھ پر رحمت کرو
 جس سے ہمیشہ معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے زندہ
 رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت کر جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے
 کلفت اٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس
 چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرما دیجئے جو آپ کو مجھ
 سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا
 کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت
 والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا، میں آپ سے سوال
 کرتا ہوں اے اللہ اے رحمن آپ کے جلال اور آپ کے
 نور ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے
 قلب کے ساتھ لازم کر دیجئے جیسا کہ آپ نے مجھے سکھایا
 اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اُس کی تلاوت ایسے طور
 پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کرے۔ اے اللہ آسمانوں اور
 زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور
 ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں آپ
 سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمن آپ کے جلال اور

قال بينما نحن عند رسول الله
 صلى الله عليه وسلم اذ جاءه علي بن
 ابي طالب فقال يا ابي انت وامتي
 نقلت هذا القرآن من صدري
 فما ارجو في اقدرك عليه فقال له رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن
 افلا املك كلمات ينفعك الله
 بهن وينفع بهن من قلمته وثبتت
 ما تعلمت في صدرك قال اجل
 يا رسول الله فعلمني قال اذا كان
 ليلة الجمعة فان استطعت ان تقوم
 في ثلث الليل الاخر فانها ساعة
 مشهودة فان لم تستطع فقم في
 اولها فصل اربع ركعات تقرأ في
 الركعة الاولى بفاتحة الكتاب و
 سورة يس وفي الركعة الثانية
 بفاتحة الكتاب وحم الدخان وفي
 الركعة الثالثة بفاتحة الكتاب و
 اَلَمْ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ وفي الركعة
 الرابعة بفاتحة الكتاب وتبارك المفصل
 فاذا فرغت من التشهد فاحمد الله
 واحسن الثناء على الله وصل على
 واحسن وعلى سائر النبيين و
 استغفر للمؤمنين والمؤمنات و
 لاخوانك الذين سبقوك بالايمان

ثم قل في آخر ذلك اللهم ارحمني
بشرک المعاصي ابدًا ما اُبقيتني و
ارحمني ان اُتكلّف ما لا يعينني و
ارزقني حسن النظر فيما يرزقك عنّي
اللهم بديع السموات والارض ذا الجلال
والاكرام والعزة التي لا ترام اسألك
يا الله يا رحمن بجلالك ونور وجهك
ان تلوّم قلبي حفظ كتابك كما علمتني و
ارزقني ان اُتكوّه على النحو الذي
يرزقك عنّي اللهم بديع السموات
والارض ذا الجلال والاكرام والعزة
التي لا ترام اسألك يا الله يا رحمن
بجلالك ونور وجهك ان تُنوّز بكتابك
بصري وان تُطلق به لسانى وان تُفترج
به عن قلبي وان تُشرح به صدرى
وان تُغسل به بَدَنى فانه لا يعيننى
على الحق غيرك ولا يؤتية الا انت
ولا حول ولا قوة الا بالله العلى
العظيم يا باحسن تفعل ذلك ثلاث
مَرَّاتٍ او خمسًا او سبعا مُتَّجِب
بذن الله والذى بَعَثَنى بالحق ما اُخطأ
مؤمنًا قَطُّ قال ابن عباس فوالله
ما لبث على الا خمسًا او سبعا حتى
جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم
فى مثل ذلك المجلس فقال يا رسول الله

آپ کے نور ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں
کو منور کر دے اور میری زبان کو اُس پر گویا کر دے اور یہ کہ
اُس کے ذریعہ سے میرے قلب سے انقباض کو ہٹا دے اور
اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے
دگنا ہوں کی آلائش سے میرے بدن کو دھو دے کیونکہ
بلاشبہ میری حق پر کوئی مدد نہ کرے گا آپ کے سوا اور مجھے
حق کوئی نہ دے گا بجز آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ اور نہ
قوت مگر اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ " اے
ابو الحسن یہ تین یا پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ تعالیٰ کے
حکم سے مقبول ہو جاؤ گے قسم ہے اُس ذات کی جس نے
مجھے حق دیکر بھیجا ہے اس سے کسی ٹوٹن کو کبھی ناکامی نہ ہو
گی۔ کہا ابن عباس نے کہ اللہ علی کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا
بجز پانچ یا سات جمعہ کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا۔
یا رسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا اُن
کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب اُن کو میں اپنے دل میں پڑھتا
تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات
یا اُن کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں اُن کو دہراتا ہوں تو گویا
کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے
حدیث سُنتا تھا تو جب میں اُس کو دہراتا تھا تو وہ نکل چکی
ہوتی تھی اور آج میں بہت سی احادیث کو سُنتا ہوں تو جب
اُن کو بیان کرتا ہوں تو اُن میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا
تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا
کہ رب کعبہ کی قسم ابو الحسن کو کامل یقین ہو گیا ہے (تاثیر
عمل کا) اور حفظ سنت کے بارے میں آپ نے دُعا فرمائی

انی کنت فیما خلا لا آخذ الا اربع
آیات و نحوہن فاذا قرأتھن علی
نفسی تفلتن و انا اتعلم الیوم اربعین
آیۃ و نحوہا فاذا قرأتھا علی نفسی
فکانما کتاب اللہ بین یمینی و لقد کنت
اسمع الحدیث فاذا رددتہ تفلت و
انا الیوم اسمع الاحادیث فاذا تحدتت
بہا لم اخرج منها حرفا فقال لہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک
مؤمن و رب الکعبۃ اباحسن و در
باب حفظ سنت دعا فرمود کہ بار خدایا
اُذن اُدرا اذن و ابعیہ گردان و برای
دفع رُمہ او دعا کردہ قال علی ما
رمدت منذ قتل النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی یمینی اخرجہ احمد و در حق او
این دعا فرمود اللہم اذهب حسرہ
و بردہ بعد ازین دعا درشتا لباس
صیف و در صیف لباس شتا می پوشید
و از حر و برد مصرت نمی کشید و یکبار
دی مرلیض بود برای شفای او دعا
فرمود فی الحال صحت یا ذت و چون
باحضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
تزوید کرد دعا فرمود جعل اللہ منکما
الکثیر الطیب و بارک فیکما قال انس
فواللہ لقد اخرج اللہ منہا الکثیر

یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور آسنوب
چشم کے دفع کے لئے آپ نے دعا کی، علی رض کا بیان ہے
کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں
پر تھکا راتھا میری آنکھ نہیں دکھی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔
اُن کے حق میں آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور
سردی کو دفع کر دیجئے اس دعائے بعد سردی کے موسم میں
گرمی کا لباس اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن
لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے اُن کو کچھ تکلیف نہیں
ہوتی تھی۔ اور ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اُن کی شفا کے لئے آپ نے
دعا فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو آپ نے دعا فرمائی
کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے
اور تم دونوں میں برکت کرے۔ انس کا قول ہے ”تو واللہ حق
تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس نکالے“ اور
جب نماز عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہو گئی تو آپ نے دعا
کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ بعد از غروب آفتاب
کالوٹ آنا اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے، یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے
شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں
اُن کے مکان پر جو طاہر مدینہ مشرفہ میں ہے ۱۲۳۲ھ میں سن
رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن
کردی ثم المدنی نے، کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام صفی
الدین احمد بن محمد مدنی نے وہ روایت کرتے ہیں شمس المری
سے، وہ شیخ زین الدین زکریا سے، وہ اعجاز الدین عبدالرحیم
بن محمد الفرات سے، وہ ابو الثناء محمود بن خلیفۃ النجفی سے، وہ

الطیب و چون نماز عصر از حضرت مرتضیٰ فوت شد دعا کردند تا آفتاب بازگشت قرئے علی شیخنا ابی طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی و انا اسمع فی بیتہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ ۴۴۳ھ قال اخبرنی ابی الشیخ ابراہیم بن الحسن الکردی ثم المدنی اخبرنا شیخنا الامام صفی الدین احمد بن محمد المدنی عن الشمس الرملی عن الشیخ زین الدین زکریا عن اعز الدین عبد الرحیم بن محمد الفرات عن ابی القناء محمود بن خلیفہ النجفی عن الحافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی عن ابی الحسن علی بن الحسین ابن المقر البغدادی عن الحافظ ابی الفضل محمد بن ناصر السلاوی الحنبلی لسامعہ علی الخطیب ابی الطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر الانباری ۴۴۳ھ بقراءتہ علی ابی البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ القراء بمصر ۴۲۸ھ بسامعہ علی ابی محمد الحسن بن رشیق العسکری حدیث ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الانصاری

حافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی سے، وہ ابوالحسن علی بن الحسین بن المقر البغدادی سے وہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر السلاوی الحنبلی سے اپنے سماع کی خطیب ابو طاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۴۳ھ میں اپنی قرأت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ القراء کے سامنے مصر میں ۴۲۸ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد الحسن بن رشیق العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا اسحق بن یونس نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا سدید بن سجد نے، ان سے مطلب بن زیاد نے، ان سے ابراہیم بن جان نے، ان سے عبد اللہ بن الحسن نے، ان سے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاسر علی رن کی گود میں تھا اور آپ کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ کو افاقہ ہو گیا تو آپ نے ان سے کہا کہ اے علی کیا تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دعاء کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اس کیلئے سورج کو ٹوٹا دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹوٹا دیا، تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ اس حدیث کی قرأت کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کیا اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد بن حمزہ الرملی سے۔ ان کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا

الدولابی قال حدثني اسحق بن يونس
 حدثنا سويد بن سعيد عن المطلب
 بن زياد عن ابراهيم بن حبان عن
 عاصم بن الحسن عن فاطمة
 بنت الحسين عن أسماء بنت عميس
 قالت كان رأس رسول الله صلى
 الله عليه وسلم في حجر عتيق وكان
 يوحى اليه فليست يرضى عنه قال له
 يا عتيق صليت الفرض قال لا قال
 اللهم انك تعلم انه كان في حاجتك
 وحاجة رسولك فردد عليه الشمس
 فردد بها عليه فصلت وغابت الشمس
 قرئت على شيخنا ابي طاهر وانا اسمع
 عن ابيه الشيخ ابراهيم الكندي عن
 احمد بن محمد المدني الشهبيري
 بالقيشاشي عن الشمس محمد بن
 احمد بن حمزة الرملة اجازة عن الشيخ
 زين الدين زكريا عن ابن الفرات
 عن عمر بن الحسن الراعي عن
 الفخر ابن البخاري عن ابي جعفر
 الصدقاني عن فاطمة بنت عبد الله
 الجوزوانية عن ابي بكر محمد بن عبد الله
 الاصبهاني عن الحافظ ابي القاسم
 سليمان بن احمد الطبراني في الكبير
 حدثنا جعفر بن احمد بن سنان

سے، اُن کو ابن الفرات سے، اُن کو عمر بن الحسن مراغی سے
 ان کو فخر ابن البخاری سے اُن کو ابو جعفر صدقانی سے انہوں
 نے روایت کیا فاطمہ بنت عبد اللہ جوزوانیہ سے، انہوں نے
 ابو بکر محمد بن عبد اللہ اصبہانی سے، انہوں نے حافظ ابو القاسم
 سلیمان بن احمد طبرانی سے کبیر ہیں، انہوں نے کہا ہم سے روایت
 کیا جعفر بن احمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم سے روایت کیا
 علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کیا محمد بن فضیل نے، کہا
 ہم سے روایت کیا فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن
 سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماء
 بنت عمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر جب وحی آتی تھی تو آپ بے ہوشی کے قریب ہو جاتے تھے
 تو آپ کے اوپر ایک دن وحی نازل کی گئی اور آپ کا سر علیؑ کی
 گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور اُن سے کہا کہ کیا تو نے عصر
 کی نماز ادا کر لی ہے اے علیؑ؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول
 اللہ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے
 سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ علیؑ نے عصر کی نماز پڑھ لی اسماء
 نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہو چکنے کے بعد جب
 کہ وہ لوٹا یا گیا اور علیؑ نے عصر کی نماز پڑھی۔ حافظ جلال الدین
 سیوطی اپنی کتاب "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس"
 میں کہا ہے کہ حدیث رد الشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کا اس کو صحیح کہا ہے امام ابو جعفر طحاوی
 وغیرہ نے اور حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے
 کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے
 شاگرد محدث ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشق صالحي

نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں کہا ہے جانا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس سے دوسندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ان کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری البیہ" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الذہر الباسم" میں۔ اور اس کو صحیح کہا ہے ابو الفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعرہ بن العرائفی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدر المنشرة" فی الاحادیث المشترکہ میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اور اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامات نبوت میں سے ہے۔ اور حفاظ حدیث نے اعتراضات کئے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دینے پر۔ اور اس کو طحاوی نے کتاب مشکل الآثار میں دوسندوں کے ساتھ اخذ کیا ہے، ان میں سے ایک روایت فضیل بن مرزوق کی ہے جو مروی ہے ابراہیم ابن الحسن سے انہوں نے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین سے جس طور پر ہم اس کو لکھ چکے ہیں اس کے معنی کے ساتھ۔ اور دوسری سند یہ ہے کہ ہم سے روایت کیا علی بن عبد الرحمن ابن محمد بن المغیرہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا احمد بن صالح نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابن ابی فدیک نے، کہا مجھ سے روایت کی موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے کہ رسول اللہ

الواسطی حدثنا علی بن المنذر حدثنا محمد بن فضیل حدثنا فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمہ بنت الحسین بن علی عن اسماء بنت عمیس قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی یکاد یشقی علیہ فانزل علیہ یوماً و رأس فی حجر علی حتی غابت الشمس فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ فقال له صلیت العصر یا علی قال لا یا رسول اللہ فدعا اللہ تعالیٰ فرد علیہ الشمس حتی صلی العصر قالت فرأیت الشمس بعد ما غابت حين ردت صلی العصر قال الحافظ جلال الدین السیوطی فی جزء کشف اللبس فی حدیث رد الشمس "ان حدیث رد الشمس معجزۃ نبییننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحیحہ الامام ابو جعفر الطحاوی وغیرہ و أفرط الحافظ ابو الفرج بن الجوزی فادروہ فی کتاب الموضوعات و قال تلمیذہ المحدث ابو عمر اشید محمد بن یوسف الدمشقی الصانعی فی جزء مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس اعلم ان ہذا الحدیث

رواہ الطحاوی فی کتابہ شرح مشکل
الآثار عن اسماء بنت عمیس من
طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان
ورواہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض
فی الشفاء والمافظ ابن سید الناس
فی بشری اللیب والمافظ علاء الدین
منغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم و
صحیح ابو الفتح الازدی وحسنہ ابو زعتر
بن العراق وشیخنا المافظ جلال
الدین سیوطی فی الدرر المنتثرة
فی الاحادیث المشہرة - وقال المافظ
احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی
لن سبیلہ العلم التخلف عن حدیث
اسماء لانہ من اجل علامات النبوة
وقد انکر المافظ علی ابن الجوزی
ایراؤہ الحدیث فی کتاب الموضوعات
قلت واخرج الطحاوی فی مشکل
الآثار من طریقین احدهما طریق
فضیل بن مرزوق عن ابراہیم
بن الحسن عن فاطمة بنت الحسین
نحو الذی کتبناہ بمعناہ والثانی
حدثنا علی بن عبد الرحمن بن محمد
بن المغيرة حدثنا احمد بن صالح حدثنا
ابن ابی ندیک حدثنی محمد بن
موسیٰ عن عون بن محمد عن اتر

صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہباء میں پڑھی (صہباء ایک
مقام کا نام ہے خیبر کے پاس) پھر علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیجا
وہ لوٹ کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ
چکے تھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر علی رضی اللہ عنہ کی گود
میں رکھ لیا۔ تو علی نے اُن کو حرکت نہ دی حتیٰ کہ وہ سوپ غائب
ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ آپ
کے بندے علی نے اپنے نفس کو روکا آپ کے نبی پر تو اُس
کے اوپر سورج کی روشنی ٹوٹا دیجئے۔ اسماء نے کہا کہ پھر دھوپ
نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر علی
کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج
غائب ہو گیا اور یہ واقعہ صہباء میں ہوا۔ کہا طحاوی نے کہ محمد بن
موسیٰ مدنی جو فطری کے نام سے مشہور ہے روایت میں مقبول
ہے اور عون بن محمد یہ عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہے اور
اُس کی ماں اُم جعفر ہے جو محمد بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی
ہے۔ پھر طحاوی نے معارضہ کیا اس حدیث کا اُس حدیث سے
جو مرفوعاً ابو ہریرہ سے مروی ہے چند طرق سے کہ سوائے
یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور جواب دیا
کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس کا رد کا جانا
غائب ہونے سے، اور یہ بولایا جانا ہے بعد غائب ہونے
کے، پھر جواب کو روکیا ایک حدیث سے جس کا لفظ یہ ہے
۔ تو اللہ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اُس کے یعنی یوشع
کے اوپر، حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی حکمت اس سے کہیں
بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور اعطاء کر سکیں اور انکی احصاء کیسے ممکن ہے کہ انھیں
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی
اُس کا دروازہ ہے۔ لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ کزیر قلم لاتے ہیں۔

روایت کیا ابو بکر نے ابواسحق سے، کہا کہ علی رضی نے فرمایا کہ چند کلمات ہیں اگر ان کی طلب میں تم سفر کرو اپنی ساریوں پر تو ان کا مغز تھلا دو گے پہلے اس سے کہ ان کے جیسے حامل کرنے میں تم کو کامیابی ہو۔ (وہ یہ ہیں):

ملفوظات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہئے اور نہ ڈرنا چاہئے مگر اپنے گناہ سے۔ اور جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے شرم نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو نہ جانتا ہو تو وہ اللہ اعلم کہنے سے شرم نہ کرے۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان کے مقابل میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسد کے مقابلہ میں توجب سر جائے گا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ اور مروی ہے زید بن الحارث سے وہ روایت کرتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص سے کہا کہ فرمایا علی رضی نے کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طول امل (اُمید کا طومار) اور نفسانی خواہش کا اتباع۔ فرمایا کہ طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہش نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا کا یہ حال ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے اولاد ہے تو تم کو چاہئے کہ آخرت کی اولاد بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہو گا عمل نہ ہو گا۔ اور مروی ہے حسن سے کہا کہ فرمایا علی رضی نے کہ خوش حالی ہے اُس بندے کے لئے جو گناہ ہو اُس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اُس کو پہچانا کہ وہ اُس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر اندھیری والا

ام جعفر عن اسماء ابنتہ عیسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی النظر بالصہباء ثم ارسل علیاً فی حاجۃ فرجع وقد صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعصر فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ فی حجر علی فلم یجری حتی غابت الشمس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ان عبدک علیا احبب نفسه علی نبیک فَرَدَّ علیہ شرفہا قالت اسماء فطلعت الشمس حتی وقعت علی الجبال وعلی الارض ثم قام علی فتوضا و صلی العصر ثم غابت و ذلک فی الصہباء قال الطحاوی محمد بن موسی المدنی العروف بالقطری وہو محمود فی روایتہ و عون بن محمد یحییٰ بن محمد بن علی بن علی بن ابی طالب وامہ ہی ام جعفر ابنتہ محمد بن جعفر بن ابی طالب ثم عارض الحدیث بما روی من طرق عن ابی ہریرۃ رفعہ لم یحتسب الشمس علی أحد الا یوشع و اجاب بانہ یسکن ان یکون المخصوص یوشع حسبہا عن الغیبیۃ و ہذا رد ہا بعد الغیبیۃ ثم رد الجواب

بحدیث لفظہ فحبہا اللہ علیہ ای

علی یوشع انتخے حاصل کلام
الطہاوی و حکمت او بیش ازان
است کہ با حصہ در آید و چگونه میسر
شود احصاء آن حالانکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ باشند
انا مدینۃ العلم و علی بابہا لیکن
قدری میسر بقلم آریم۔ اخرج ابو بکر
عن ابی اسحق قال قال علیؑ کلمات
لورحلتی المطفی فیہنّ لَا تَقْبَلُ شَرَّ
قَبْلِ انْ تُدْرِکُوا شَلْهَنَ لَا یَرْجِعُ عَبْدٌ
الارْبَہَ وَلَا یَخْفُ الاْ ذُنْبَہُ۔ وَلَا یَسْتَحِی
مَنْ لَا یَعْلَمُ اَنْ یَتَعَلَّمَ۔ وَلَا یَسْتَحِی مَنْ
اِذَا سَمِعَ عِلْمًا لَا یَعْلَمُ اَنْ یَقُولَ اللّٰہُ
اَعْلَمُ دَاعِلُوْا اَنْ مِّنْزِلَ الصَّبْرِ مِنْ
الایمان کنز لّٰہ الرُّس من الجبر فاذا
ذہب الرُّس ذہب الجبر
اذا ذہب الصبر ذہب الایمان
و عن زید بن الحارث عن رجل من
بنی عامر قال قال علیؑ انما اخاف علیکم
اثنین طول الامل و اتباع الهوی
قال طول الامل ینشی الاخرۃ
وان اتباع الهوی یصد عن الحق
وان الدنیا قد تزلزلت مدبرۃ و
ان الاخرۃ قد جاءت مقبلۃ
و لكل واحدۃ منها ہتون فکونوا من

فنتہ اُن کی برکت سے دفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی
رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے پیٹ
کے بلکہ نہیں ہوتے اور نہ جلد باز آگے چلنے والے) ریاکاری
کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے
کہا کہ علیؑ بن ابی طالب جب کوئی سر یہ بھیجتے اور تو اُس پر
کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت کرتے اور فرماتے کہ
میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں تجھے اُس سے
ملنا ضرور ہی ہوگا۔ اور اُس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہی نہ ہوگا
وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز
کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرے کیونکہ اس چیز
میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں) کئے ہوئے
اعمال کا۔ اور مروی ہے زید بن وہب سے کہ بعج نے علیؑ
پر اُن کے لباس کے بارے میں عیب لگایا، تو آپ نے فرمایا
کہ مومن مقتدی ہوتا ہے اس حال میں کہ قلب خشوع کرے
(لباس سے مقتدی نہیں بنتا بلکہ قلب سے بنتا ہے)۔ اور
مروی ہے عمرو بن کثیر حنفی سے وہ روایت کرتے ہیں علیؑ
سے کہ فرمایا کہ عفتہ کو ضبط کرو اور ہنسا کم کرو۔ اس سے قلوب
نہیں بگڑتے۔ اور حارث روایت کرتے ہیں علیؑ سے کہ فرمایا
کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اُس کی مثال ترنج کی
سی ہے، خوش بو دار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ ایمان کو جمع
کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا وہ مثل اندرائن کے ہے بدبودار
بد مزہ۔ اور مروی ہے محمد بن عمرو بن علیؑ سے کہ کہا کہ علیؑ نے
کہا گیا کہ اے ابو الحسن آپ کا یہ کیا حال ہے کہ آپ قبرستان
کے مجاور ہو گئے ہیں فرمایا کہ میں اُن کو صادق پڑوسی پاتا ہوں
برائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔ ان تمام

ابناء الآخرة فان اليوم عمل ولا حساب
وَعَدًا حَسَبًا وَلَا عَمَلًا - وَعَنِ الْحَسَنِ
قَالَ قَالَ عَلِيٌّ طُوبَى لِكُلِّ عَبْدٍ لَوْ مَتَّ
عَرَفَ النَّاسَ وَلَمْ يَعْرِفْ النَّاسَ
وَعَرَفَهُ اللَّهُ مِنْهُ بِرِضْوَانٍ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ
الْبَهْدِيِّ يَجْلُو عَنْهُمْ كُلُّ فِتْنَةٍ مُظْلِمَةٍ
وَيُذْهِبُ عَنْهُمْ فِي رَحْمَةِ لَيْسَ أُولَئِكَ
بِالْمُذَابِيحِ الْبُذُرِ وَلَا بِالْجَفَاةِ الْمُرَائِيْنَ
وَعَنِ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ كَانَ
عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً
وَلَّى أَمْرًا رَجُلًا فَأَوْصَاهُ فَقَالَ أَوْصِيكَ
بِتَقْوَى اللَّهِ لَا بَدَلَكَ مِنْ رِقَاءٍ وَلَا مُنْقَصَى
لَكَ وَدُنَّ هُوَ بِكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ
وَعَلَيْكَ بِالَّذِي يَقْرُبُكَ إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ
فِيهِمَا عِنْدَ اللَّهِ خُلَفَاءٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ
عَنِ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ أَنَّ بَعْجَةَ عَابَ عَلِيًّا
فِي لُبَاسٍ فَقَالَ يَقْتَدِي الْمُؤْمِنُ وَ
يُخْشِعُ الْقَلْبَ - وَعَنِ عَمْرِو بْنِ كَثِيرٍ
الْحَنْفِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اكْطُمُوا الْغِيظَ وَ
اقْلُوا الضَّحْكَ لَا تَنْجُو الْقُلُوبُ وَعَنِ
الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِثْلُ الَّذِي
جَمَعَ الْإِيمَانَ وَالْقُرْآنَ مِثْلُ الْآتِرَةِ
الطَّيِّبَةِ الرِّيحِ الطَّيِّبَةِ الطَّعْمِ وَ
مِثْلُ الَّذِي لَمْ يَجْمَعْ الْإِيمَانَ وَلَمْ يَجْمَعْ
الْقُرْآنَ مِثْلُ حَنْظَلَةٍ خَبِيثَةِ الرِّيحِ

احادیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صواعق
میں آنحضرت کرم اللہ وجہہ کے ارشادات میں سے سے کہ
کلمات حکمت جن میں بہت سے ضرب مثل بن چکے ہیں

ہوتے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاتے ہیں۔ لوگ اپنے زمانہ میں
کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ
ہوتے ہیں۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ
نہ ہوگا۔ وہ شخص ہلاک نہیں ہوا جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا۔
آدمی اپنی اچھی قیمت خود بنانا ہے۔ جس نے اپنے نفس کو
پہچان لیا تو اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان
کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوگی اُس
کے دوست بہت ہوں گے۔ نیکی سے آگ کو بھی غلام بنا لیا
جاتا ہے۔ بخیل کے مال کو بشارت دے دو کسی حادثہ کی یا
کسی وارث کی۔ اس کو نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا۔
مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر
دیتا ہے۔ فتح مندی بغاوت کے ساتھ، فتح مندی نہیں ہے
ثناء بکر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔ (کھانے کی) بڑھی
ہوئی حرص اور بد ہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کا کوئی وجود
نہیں۔ شرافت بد تمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی، حسد کے
ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔ انتقام کے جذبہ کے ساتھ
سرداری جمع نہیں ہوتی۔ درست رُت ترک مشورہ کے بعد نہیں
ملتی۔ بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں چاہئے۔
کوئی بزرگی تقویٰ سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔ توبہ سے زیادہ
نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔ مافیت سے زیادہ
خوبصورت کوئی لباس نہیں۔ بیکار کر دینے والا جہل سے

غبیثۃ الطعم۔ وعن محمد بن عمرو بن طلحہ قال قیل لعنہ ما شانک یا احسن بجاؤت المبقرة قال انی اجدہم جیران صدق یقولون البیئۃ و یدکرون الآخرة۔ اخرج ہذہ الاحادیث کلہا ابو بکر بن ابی شیینہ۔ و فی الصواعق من کلامہ کرم اللہ وجہہ الناس نیام اذا ماتوا انتہبوا۔ الناس بن ماہم اشبه منہم بابائہم۔ لو کشف الغطاء ما ازدت یقیناً۔ مالک امرؤ عرف قدرہ۔ قیمۃ کل امرء ما تحسنہ۔ من عرف نفسه فقد عرف رجبہ۔ المرء مخبوء تحت لسانہ۔ من عذب لسانہ کثر اغوائہ۔ من البریٰ تبعہ الحر بشر مال البخیل بحادیث او وارث لا تنظر الذی قال انظر الی ما قال الجوزع عند البلاء تمام المنة۔ لا ظفر مع البغی۔ لا شئاء مع الکبر۔ لا صحۃ مع النہم والتخم۔ لا شرف مع سوء الادب۔ لا راحة مع الحسد۔ لا نود مع الانتقام۔ لا صواب مع ترک الشوریۃ۔ لا مروءۃ للکذب۔ ولا کرم اعز من التقۃ۔ لا شفیع انج من التوبۃ لا باس اہل من العافیۃ۔ لا داء اعلیٰ من الجہل۔ رحمہ اللہ امرؤ قد عرف

بڑا کوئی مرض نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے ایسے شخص پر جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔ معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے۔ بھڑے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت کوڑے پر پھلوانی جیسی ہے۔ گھراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکڑ سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ تمام عیبوں کی برائیوں کا جامع بخل ہے۔ جب مقدرات واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔ شہوات کا بندہ زیادہ ذلیل ہوتا ہے غلامی والے بندے سے حاسد غیظ و جلن میں مبتلا رہتا ہے اس شخص کے اوپر جس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ گنہگار کی سفارش کے لئے گناہ کافی ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ احسان (بدگوئی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔ ہر فقرے سے بڑھا ہوا فقر "حقیت" ہے۔ ہر تو نگر سے بڑھی ہوئی تو نگر سی عقل ہے۔ لالچی ذلت کی بندش میں ہوتا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مر گیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچا عقول کے پھوٹنے کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔ جب تمھارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اس کو شکر میں کمی کر کے نہ بھگاؤ۔ جب تو اپنے دشمن پر قادر ہو جائے تو اس پر قادر ہو جانے کا شکر اس کو معاف کر لینے کی صورت میں ادا کر۔ کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپائی مگر وہ ظاہر ہو کر رہی اس کی زبان سے اچانک نکلنے والے کلمات سے اور اس کے چہرے کے صفحات پر۔ بخیل آدمی محبت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے جب کہ دنیا میں

قدّره ولم يتعدّ طوره - إعادة الاعتذار
تذكر بالذنب - النصح بين الملأ تفرّج
نعمۃ الجاہل کرو ضیہ علی مزبلیۃ الجزع
اتعب من العسر - اکسر الاعداء
اخفاهم کیدۃ - الحکمتۃ مثالۃ المؤمن
البحل جامع لساوی العیوب - اذا
حلت التقادیر ضلّت التدایر - عبد
الشیبۃ اذل من عبد الرقی المحاسد
معاظ طے من لا ذنب له کفی بالذنب
شفیعاً للذنب - السعد من وعظ
بغيره - الاحسان یقطع اللسان - افقر
الفقر المحق - اغنی الغنی العقل
الطامع فی وثاق الذل لیس العجب
من ملک کیف ملک العجب من نجا
اکثر مصارع العقول تحت بوق الاطاع
اذا وصلت الیک النعم فلا تغروا و اتصافا
بقلة الشکر - اذا قدرت علی عدوک
فاجعل العفو عنه شکر القدرۃ علیہ
ما ضم احد شیئاً الا ظہر فی فلتات
لسانہ و علی صفحات وجہہ - البخیل
یتعجل الفقر و یعیس فی الدنیا
عیس الفقراء و یحاسب فی الآخرة
حساب الاغنیاء - لسان العاقل وراء
قلبه و قلب الاحق وراء لسانہ العلم
یرفع الوضیع و الجہل یضع الریف

کی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں اُس سے ایسا محاسبہ ہوگا
جیسا اغنیاء سے کیا جائے گا۔ عقل مند کی زبان اُس کے قلب
کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا
ہے۔ علم کم مرتبہ شخص کو اوپر اٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ
شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔ علم مال سے بہتر ہے، علم تیری پہرہ
داری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے۔ علم حاکم ہے
اور مال محکوم علیہ۔ میری کمر لوثی ہے (یعنی مجھے سخت اندیشہ
ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور
ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے
دے گا اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل
کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (جاہل) لوگوں کو گمراہ کرے
گا اپنے طریق زہد سے۔ سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ
ہیں جو ان میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی
قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور آپ کی
کرامات میں سے جن کو صاحب الریاض نے منہ سے

کرامات

روایت کیا یہ ہے، کہا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے،
جب ہم اُس جگہ سے گزرے جو حسینؑ کی قبر کی جگہ ہے تو علیؑ
نے کہا کہ یہاں اُن کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی اور
یہاں اُن کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں اُن کے خون بہنے کی
جگہ ہوگی۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے
جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر اُن پر آسمان اور
زمین روئیں گے۔ اور مروی ہے جعفر بن محمد سے، وہ روایت
کرتے ہیں اپنے باپ سے، کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے
دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کئے گئے تو آپ ایک دیوار
کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین

الْعَلَمِ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ - الْعَلَمِ يَحْمِلُ
وَأَنْتَ تَحْمِلُ الْمَالَ - الْعَلَمِ حَاكِمٌ
وَالْمَالِ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ - قَسَمَ ظَهْرِي عَالِمٌ
مُنْتَبِهٌ وَجَاهِلٌ مُنْتَبِهٌ هَذَا يُفِي
وَيُفِرُّ النَّاسَ بَهْكَتِهِ وَهَذَا يُضِلُّ
النَّاسَ بِتَشْكِكِهِ - أَقْلُ النَّاسِ قِيَمَةٌ
أَقْلَهُمْ عِلْمًا أَذْ قِيَمَةٍ كُلِّ امْرَأَةٍ مَا يُحْتَنَنُ
وَمَنْ كَرَامَتُهُ مَذْكُورَةٌ صَاحِبُ الرِّيَاضِ
عَنِ الْأَصْبَغِ قَالَ إِنَّمَا مَعَ طَعْنٍ فَرْنَا
بِمَوْضِعِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ طَعْنُ بَهْتِنَا
مَنَاخَ رِكَابِهِمْ وَبَهْتِنَا مَوَاضِعَ رِجَالِهِمْ
وَبَهْتِنَا مَهْرَاقَ دِمَائِهِمْ فَنَيْتُهُ مِنْ آلِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُونَ
بِهَذِهِ الْعَرَصَةِ فَجَاءَ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَ
الْأَرْضُ - وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ عَرَضَ بِلَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلَانِ
فِي خُصْمَةٍ فَجَلَسَ فِي أَصْلِ جِدَارٍ
فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْحِجَارُ
يَقَعُ فَقَالَ لَهُ طَعْنُ امْعِنْ كَفَّ بِاللَّهِ
حَارِسًا نَقَضَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَنَقَامُ
فَنَسَقَطَ الْجِدَارُ - وَعَنْ الْحَارِثِ قَالَ كُنْتُ
مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَصِفِينَ فَرَأَيْتُ
بَعِيرًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ جَاءَ عَلَيْهِ رَاكِبٌ
وَقُلِقَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَتَحَلَّلُ
الْصَفُوفَ حَتَّى أَتَى إِلَى عَلِيٍّ فَوَضَعَ

دیوار گرنے والی ہے، تو اُس سے علی رضی فرمایا کہ تو اپنا بیان سناتے جاؤ
ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے
درمیان فیصلہ کیا اور اُنٹے گئے پھر دیوار گر پڑی۔ اور مروی ہے
حدیث سے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ مصیفین میں تھا
تو میں نے اہل شام کے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اُس
کے اوپر اُس کا سوار اور اُس کا سامان بھی تھا تو اونٹ نے جو کچھ
اُس کے اوپر تھا گرا دیا اور صفوں کے درمیان گھستا چلا گیا یہاں
تک کہ علی رضی کے پاس پہنچ کر رُکا اور اپنے لب کو علی رضی کے سر
اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حصہ
سے ہلانے لگا۔ تو علی رضی نے فرمایا کہ وا اللہ یہ علامت ہے میرے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان۔ کہا کہ اُس دن
لوگوں نے بہت کوشش کی اور شدید جنگ ہوئی اور علی بن
زاذان سے مروی ہے کہ علی رضی نے ایک حدیث بیان کی تو
اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو علی رضی نے کہا کہ اگر میں سچا
ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے
اُس پر بددعا کی تو وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بنیائی جاتی رہی۔ تو
مروی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے علی کو ہلانے کے لئے مجھے بھیجا۔ میں اُن کے
گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا میں
نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے
فرمایا کہ پھر جا کر اُن کو پکارو وہ گھر میں موجود ہیں۔ کہا پھر
میں نے مکان پر جا کر اُن کو پکارا تو میں نے چلی پیسے جلنے کی
آواز سنی۔ پھر میں نے دیوار کے اوپر سے جھانکا تو دیکھتا کیا
ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں
ہے۔ پھر میں نے اُن کو آواز دی تو وہ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ

مشفّرہ مابین راس علی و منکبہ و جعلہ محرکہا بحجرانہ فقال علیؑ واللہ انہا لعلامۃ بینی و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فجدّ الناس فی ذلک الیوم واشتدّ قتالہم و عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ رجل فقال علیؑ ادعو علیک ان کنت صادقا قال نعم فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذہب بصرہ دعن ابی ذر رضی عنہما قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو علیا فاتیئت بیتہ فنادیۃ فلم تجب فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لے عد الیہ ادعہ فانه فی البیت قال فعدت انا دیہ فسمعت صوت رجی تطعن فشارفت فاذا الرجلی تطعن ولیس معها احد فنادیۃ فخرج الی منشبر ما فقلت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک فجاہتم لم ازل انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وینظر الی ثم قال یا باذر ما شاک فقلت یا رسول اللہ عجبت من العجب رأیت رجی تطعن فی بیت علی ولیس معها احد یدیرہا فقال یا باذر ان اللہ بلائک

باہر آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا اور آپ مجھے دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اسے ابوذر کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں نے ایک چکی دیکھی جو علی کے مکان میں آنا پس رہی ہے۔ اور اُس کے پاس کوئی اُس کو گھما نے والا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اسے ابوذر اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور وہ مقرر کر دیئے گئے ہیں اُل عہد کی امداد پر۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مروی ہے فضالہ بن ابی فضالہ سے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ینبغ کے لئے روانہ ہوا علی رضی کی عیادت کے لئے اور وہ بیمار تھے تو میرے باپ نے اُن سے کہا کہ اس طرح کے مقام میں آپ نے کس وجہ سے قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو یہاں آپ کی تیغین و تدفین وغیرہ کا ذمہ دار کوئی نہ ہو گا۔ بحجز ان اعراب یعنی جہینہ کے دیہاتیوں کے تو مدینہ کی طرف چلے کہ اگر دقتِ مقدر تم پر آجائے تو آپ کے اصحاب آپ کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اور ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ تو علی رضی نے کہا کہ میں اس بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں نہیں مروں گا۔ تاکہ مجھ پر وار کیا جائے پھر خضاب کی جائے یہ یعنی اُن کی داڑھی اُس سے یعنی اُن کے سر (کے خون) سے پھر قتل کئے گئے ابو فضالہ اُن کے ساتھی ہو کر صفین میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عبیدہ سے، کہا کہ علی جب ابن لمم

سیاحین فی الارض وقد وکلو
 بموئید آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 وعن فضالة بن ابی فضالة قال
 خرجت مع ابی الی ینبج عائدًا
 لعلی وکان مریضًا فقال لہ ابی
 ما ینبجک بمثل هذا المنزل لو ھلک
 لم ینبجک الا الاعراب اعرب یمینہ
 فأجل الی الدنیتہ فان أصابک
 بہا قدر وریک اصحابک وصلوا
 علیک وکان ابو فضالة من اہل بدر
 فقال علی انی لست بمیت من وجی
 ہذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عید الی ان لاموت حتی أضرب
 ثم یغضب ہذہ یعنی لیمتہ من ہذہ
 یعنی ہامتہ فقتل ابو فضالة مع
 بعضین وخرج ابو محمد عن عبیدہ
 قال کان علی اذا رأى ابن بلجم قال
 ہ اریذ حیاءہ ویریذ قتلی ۛ عزیزک
 من غلبک من مراد ۛ وکان علی کثیرا
 ما یقول ما ینع اشتقاہ او ما یتظر اشتقاہ
 ان یغضب ہذہ من دم ہذا ویقول
 واللہ لیغضب ہذہ من دم ہذا
 ویشیر الی لیمتہ ورأسه خضاب
 دم لا خضاب عطر ولا غیر وغضب
 اذا احیا علوم دینیہ آن است

مسعود اور زید کی طرف۔ اور حمزہ نے سند پہنچائی عثمان اور علی کی طرف اور اُن سب نے پڑھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں محفوظ تھا لوگوں کے سینوں میں۔ اور آنجناب رضی اللہ عنہ حفاظہ حدیث اور تکثیرین صحابہ میں سے ہیں۔ ظاہر نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب متبرہ میں مذکور ہیں اور درحقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہے اور اس بحث کو ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کر چکے ہیں، اُس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ اُن سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی اُس باب کے فاتح اَوَّل بھی وہی ہیں۔ اُن میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ منورہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ ترمذی نے کتاب شامل میں حضرت حنین رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیف میں آیا ہے موی ہے ابن عمرؓ سے کہ یہود حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قُرب کے باوجود) آپ کے اوصاف کو بیان کرنا کٹھن بات ہے البتہ یہ علی بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ

کہ جمع کر دو قرآن را بخنور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ترتیب دادہ بود آن را لیکن تقدیر مسعود شیوع آن نشد۔ خسر ج ابو عمر عن محمد بن کعب القرظی قال کان من جمع القرآن علی عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو حی عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود من المهاجرین و سالم مولی ابی حذیفہ بن عتیبہ بن ربیعہ مولیٰ لہم لیس من المهاجرین۔ و باز جمعی از تابعین قرآن را از وی روایت کردہ اند و روایت آن جمع تا حال باقی است۔ قال البغوی فی شرح السنۃ والقراء المعروفون اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبداللہ بن کثیر و نافع اسندوا الی ابی بن کعب عبداللہ بن عامر اسندوا الی عثمان بن عفان و اسندوا عاصم الی علی و عبداللہ بن مسعود و زید و اسندوا حمزہ الی عثمان و علی و ہؤلاء قراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبت ان القرآن کان مجموعا محفوظا کلمہ فی صدور الرجال ایام حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و وی

رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث و از
مکثرین صحابہ است در بادی النظر
قربیب ششصد حدیث در کتب
معتبرہ از احادیث مرفوعہ وی رضی اللہ
عنہ مذکور است و فی الحقیقت مرفوعہ
او از ہزار بشیر می توان یافت و این
مبحث را در مناقب فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ مذکور کردیم فرا جہ۔ و
بعض البواب حدیث کہ پیش از وی
روایت نکرده بودند او فاتح اول آن
باب است۔ از انجملہ بیان حلیہ
منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و گذران اوقات شب و روزی
آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ترمذی
در کتاب شامل بروایت حضرت حسین
رضی اللہ عنہما حدیثی طویل آورده و
در بعض روایت ضعیف آمدہ۔ عن
ابن عمر ان الیہود جاؤا الی ابی بکر
فقالوا صف لنا صاحبک فقال معشر
الیہود لقد کنت معہ فی الغار کا صبی
ہاتین ولقد صعدت معہ جبل حراء
وان خضری لفی خضرہ و لکن الحدیث
عنہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید و ہذا
علی بن ابی طالب قالوا علیاً فقالوا
یا با الحسن صف لنا ابن عمک فقال

اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو
آپ نے کہا کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزونیت کی
حد سے گذر جانے والے دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد ایک عضو
دوسرے میں داخل ہو۔ آپ درمیانہ قد سے کچھ بلند تھے سفید
رنگ جو شرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا، لہریئے دار بال جو
گھونگر یا لے نہ تھے۔ آپ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے
تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک
بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی
آپ کی گردن گویا چاندی کا لوثا تھا۔ اُن کے کچھ بال تھے سینہ سے
ناف تک (سیدھے خط میں) گویا کہ وہ سیاہ مشک کی ایک
شاخ ہے، آپ کے جسم میں یا آپ کے سینہ میں ان کے سوا
اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ کی ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے اور
جب آپ چلتے تو قدم قوت سے اٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ
کے ساتھ) اور جب التفات کرتے تو پورے بدن کے ساتھ
التفات کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند معلوم
ہوتے اور جب بیٹھے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب
بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کر دیتے اور جب خطبہ دیتے
تو لوگوں کو رلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت
کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ
عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر
تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور سب
سے زیادہ شگفتہ رو تھے، آپ عبا پہنتے تھے۔ اور آپ کا
طعام جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ کا تکیہ چڑے کا تھا جس میں
کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کی چار پائی کیکر کی لکڑی کی
تھی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رستی سے مٹی ہوئی تھی، اور

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالطویل الذاہب ولا بالقصیر المشرود
کان فوق الربعۃ ابیض اللون مشرباً
حمرۃً جدّاً لیس بالقطط یرق شعره
الے اذنیہ اصلت البجین ادع
العینین دققت المشرۃ براق الثنایا
اقتی الالف کان عنقہ ابریق فقیۃ
له شعرات من لبنتہ الی مشرۃ کانہن
قصبۃ مسک اسود ولس فی
جسدہ ولا فی صدرہ شعرات غیرہن
وکان شثن الکف والقدم واذا
مشی کان یتقلع من صخر واذا
التفت التفت بمجامع بدینہ واذا
قام غمر الناس واذا قعد علا
الناس واذا تکلم انصت الناس
واذا خطب ابکی الناس وکان
ارحم الناس بالناس للیتیم کالاب
الرحیم ولارملۃ کالزوج الکرم الشجع
الناس ابدلہم کفاً واصبحہم وجہاً
لباسہ الباء وطعامہ خبز الشعیر
وسادہ الادوم محشواً بلیف الخیل سریرہ
ام غیلان منزل بالشریط کان لہ
عامتان احدہما تدعی السحاب الاخری
العقاب وکان سیفہ ذا الفقار و
رأیۃ الغراء وناقۃ العضاء وبلغتہ

آپ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور
دوسرے کو عقاب۔ اور آپ کی تلوار ذو الفقار تھی اور آپ کا
جھنڈا غراء اور آپ کی اونٹنی عضاء اور آپ کا غجر ڈنڈل اور
آپ کا گدھا یعفور اور آپ کا گھوڑا بحر اور آپ کی بکری بکرہ
اور آپ کی لاشی مشوق تھی اور آپ کا علم الحمد تھا۔ اور آپ
اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے اونٹ کو خود گھاس
کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ
لیتے تھے۔ اور ان میں سے ہے نماز مناجات جو کہ لذت مناجات
کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص کہ اس پر ہمیشہ
عمل کرے گا اس کی نورانیت کو پائے گا اور جو بے ذوق ہے
وہ نہیں جانتا اس کو روایت کیا ترمذی وغیرہ نے اعرج کی
روایت سے جو عبید اللہ بن ابی رافع سے اور وہ علی رضی
روایت کرتے ہیں بمسوط طور پر۔ اور ان میں سے ہیں اوقات
یومیہ چاشت و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل جو کہ
ایک نہایت نافع باب ہے۔ روایت کیا احمد نے عاصم بن
ضمرہ سے کہا کہ ہم نے علی رضی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن
کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ تم اس کی طاقت
نہیں رکھتے۔ کہا کہ ہم نے کہا کہ آپ ہمیں اس سے باخبر کر دیں
تو ہم اس کے جس قدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ کہا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ٹھہر جاتے
یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے
مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار برابر
ہے یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی مقدار کے تو آپ
اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت پڑھتے ظہر سے
سے پہلے جب کہ دھوپ ڈھلتی اور دو رکعتیں اس کے بعد

وَلَدُلُّ دِرْجَارِهِ يَعْفُورُ وَفَرْشُهُ بَحْرٌ وَ
شَاثُهُ بَرْكَةٌ وَتَضْيِيبُهُ الْمَشُوقُ وَرِوَاءُهُ
الْحَمْدُ وَكَانَ يَعْقِلُ الْبَعِيرَ وَ يَلْعَفُ
النَّاضِحَ وَيَرْقُ الثَّوْبَ وَيُخَصِّفُ الْفُلَّ
وَإِذَا نَجَلَ جَمْلُهُ نَمَازَ مَنَاجَاتٍ كَمَا فِي تَحْصِيلِ
لَذَاتِ مَنَاجَاتٍ بِغَايَةِ مَوْثَرٍ اسْتِ
دِهْرٍ كَمَا بَرَانَ مَوَاطِبَتِ كَنْدِ نَوَازِنِيتِ او
رَا دِرْیَا بَدَنُ وَ مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَذَرْ اُخْرَجَ
الْتَرْمِذِي وَغَيْرِهِ بِرَوَايَةِ الْاَعْرَجِ عَنْ
عَبْدِ السَّمِيدِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْطٍ
وَإِذَا نَجَلَ جَمْلُهُ نَمَازَ اَوْقَاتٍ يَوْمِيَّةٍ
از مَنَاجَاتٍ وَصَلَاةِ الزَّوَالِ وَغَيْرِهِ كَمَا فِي
اسْتِ اِذَا الْاَبْوَابُ تَصَوَّفَتْ بِغَايَةِ نَافِعِ
اُخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ صُمَيْرَةَ قَالَ سَأَلْنَا
عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالنِّهَارِ فَقَالَ اَنْكُمْ لَا تَطِيقُونَهُ قَالَ قُلْنَا
اَخِيرُ نَابِهٍ نَأْخُذُ مِنْهُ مَا اَطَقْنَا قَالَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ
اَفْهَلُ حَتَّى اِذَا كَانَتْ الشَّمْسُ مِنْ
بَهْنَا يَعْنِي مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ مَقْدَارُهَا
مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ بَهْنَا مِنْ قَبْلِ الْمَغْرِبِ
قَامَ فَصَلَّى اَرْبَعًا وَارْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ
اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا
وَارْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصَلُ بَيْنَ كُلِّ
رَكَعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ

اور چار رکعات عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں)
کے درمیان آپ فاصلہ قائم کرتے تھے۔ ملائکہ مقربین اور
انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں سے اُن کا اتباع کرنے والے
تھے ان سب پر سلام کے ساتھ۔ اور کہا کہ علی رضی نے فرمایا کہ یہ
سولہ رکعات ہیں۔ دن میں اُن کو معمول عبادت بنا کر رکھا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور کم ہیں ایسے لوگ
جو اُس پر مداومت کریں۔ اور مسائل میں سے فتاویٰ اور
بہت سے آپ کے احکام نقل کئے گئے ہیں خصوصاً امام شافعیؒ
کی کتابوں میں۔ اور مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابی
بکر بن ابی شیبہ میں اُن کا بڑا حصہ مذکور ہے۔ اور آپ
توحید و صفات کے مبحث میں بڑی فصیح زبانی رکھتے تھے
اور وہ مبحث آنجناب رضی اللہ عنہ کے خطبوں میں پایا جاتا
ہے اور کبار صحابہ میں سے صرف وہ اُس زبان کے ساتھ متفرد
ہیں گویا باب توحید و صفات میں کلام کے پہلے مشکلم وہی ہیں
اور وہ ان مقالات میں جو مستنبط ہیں اصل اجمال سے کہ
انبیاء کی سنتِ سنہیہ ہے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے
بھی اس مانع پر دلائل و ترتیب مقدمات میں چلنا چاہا مگر وہ
دائیں اور بائیں گر پڑے۔ تصوف کے بارے میں آپ ایک
نہایت وسیع دریا تھے لیکن آیام خلافت میں آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے اُن کو اُن کی تفصیل
سے روک دیا۔ مجتہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہمارے شیخ اصول
اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فقہاء
اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن
میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل
دینیہ میں مشیر اور تدبیراتِ مملکتیہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے

و النبیین و من تبعہم من المؤمنین
و المسلمین و قال قال علیؑ تلک
ستۃ عشر رکعۃ تطوع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالنہار و قل من
یراؤم علیہا۔ و از مسائل فتاویٰ
و احکام بسیاری نقل کردہ شد خصوصاً
در کتب امام شافعی و در مصنف
عبد الرزاق و مصنف ابی بکر ابن ابی
شیبہ حصۃ وافرہ مذکور است و
در مبحث توحید و صفات ربّانی
داشت فصیح و آن مبحث در خطب
وی رضی اللہ عنہ یافتہ میشود و

از میان کبار صحابہ وی کرم اللہ وجہہ
بآن زبان متفرد است گویا در باب
توحید و صفات از فن کلام متکلم اول
اد است و وی در آن مقالات از
اصل اجمال کہ سنت سنۃ انبیاء
است بیرون زرفتہ لیکن متاخران
بزان منوال نسج کردند و یکنوا و شمالاً
افتادہ اند و در باب تصوف بحری
بود بغایت وسیع اما اشتغال او
در ایام خلافت بحروب اورا رضی اللہ
عنہ از تفصیل آن باز داشت۔ قال
الجنید رحمۃ اللہ شیخنا فی الاصول
و البناء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اور انہوں نے اُن کی تعظیم و توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ
کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ اُن کے کلام میں ایک فصل
ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جو کچھ حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
گذرا ہے آخر عمر تک اُن تمام واقعات کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی اور اُن حوادث کے اصول
سے مطلع فرمادیا تھا۔ فقیتہ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے
رخصت نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہم سے بیان کر دیا کہ اُن
کے بعد خلافت ابو بکر کی ہوگی پھر عمر کی پھر عثمان کی پھر میری
مگر پھر مجھ پر اجتماع نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر
غریب دکھائی دے رہی ہے لیکن

اور اشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سہ مشائخ
کی خلافت کے متعلق جو پچاس حدیث سے زیادہ ہوں گے
اُن کو پیش نظر رکھ لینے کے بعد مضمون اول (کہ میرے بعد
خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غایت نابود ہو جاتی ہے۔ پھر
مضمون ثانی کہ مجھ پر اجتماع نہ ہوگا اُس کے شواہد کا ایک حصہ
حضرت ذی النورین کے قصہ میں ہم نے ذکر کر دیا ہے اور
ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔ احمد نے روایت کیا فضالہ
بن ابی فضالہ انصاری سے اور ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے
کہا کہ میں نے سفر کیا اپنے باپ کے ساتھ (دینج کا) علی بن
ابی طالب کی مزاج چرسی کے لئے ایک مرض کی وجہ سے جو
اُن کو ہو گیا تھا جس سے وہ بیمار تھے، اُن سے میرے باپ
نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس منزل میں مقیم کر رکھا
ہے کہ یہاں اگر آپ کا وقت معین آگیا تو آپ کے کام

درسم فصاحت و بلاغت در خطب
آوردہ دوست خلفاء سابق بان
مشغول نمی شدند۔ باز در زمان
شیخین مشیر در مسائل دینی و
وزیر در تدبیرات ملکیہ ایشان بود
و ایشان در تعظیم و توقیر او دور
دور رفتہ و مناقب و فضائل او
رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند فصل از کلام ایشان در اینجا
بیان کنیم۔ بادالست کہ اخیر بر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشت تا آخر عمر
بہمہ آن وقائع آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اخبار فرمودہ بود و باصول
آن حوادث مطلع ساختہ۔ در غنیۃ الطالبین
مذکور است کہ حضرت مرتضیٰ گفتہ
لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من
الدنیا حتی یبین لنا ان الامر بعدہ
لابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم لی
فلا یجتمع علیّ۔ و این حدیث ہر چند
بحسب ظاہر غریب می نماید لیکن
بعد استحضار جملہ صالحہ از تصریحات
و تلویمات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بخلافت مشائخ ثلاثہ کہ زیادہ
از پنجاہ حدیث خواہ بود عزایت جملہ
ادلی متلاشی میگردد باز جملہ آخرہ
کہ فلا یجتمع علیّ است پارہ از شواہد
آن در قصۃ ذی النورین مذکور کردیم

(آخری کام تکفین و تدفین وغیرہ) کا والی کوئی بھی نہ ہو گا
بحر جہینہ کے دیہاتیوں کے۔ آپ کو سوار ہو جانا چاہئے مدینہ
کے لئے وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو آپ کے اصحاب آپ کے
والی ہوں گے اور سب آپ کی نماز پڑھیں گے۔ تو علی
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے
صراحت کر چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا یہاں تک کہ امیر بنایا
جاؤں۔ پھر خضاب کیا جائے اس کا یعنی اُن کی ڈاڑھی کا اس
کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) پھر علی رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے
اور ابو فضالہ رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں جنگ صفین
میں۔ اور روایت کیا احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہہ کر عرض کیا گیا کہ
یا رسول اللہ ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں؟ تو آپ نے
فرمایا کہ اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، امین
دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر
عمر کو امیر بناؤ تو اُن کو قوی، امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے
میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ اور اگر
تم علی کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اس کو
پاؤ گے ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ، وہ تم کو طریقِ مستقیم
پر لے جائے گا۔ اور خضاب اُن میں ہے کہ اخذ کیا طبرانی اور
ابو نعیم نے، مروی ہے جابر بن سمرہ سے، کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ
بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہو گا اور یقیناً یہ خضاب کی
جائے گی اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر کے (خون) سے۔
اور روایت کیا حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ
سے واضح طور پر فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
اُمّت اُن کے بعد مجھ سے کراہت کرے گی۔ اور حاکم نے

وپارہ در اینجا خواہیم نوشت۔ و آخر
 احمد عن فضالة بن ابی فضالة الانصاری
 وکان ابو فضالة من اہل بدر قال
 خرجت مع ابی عائذ العلی بن ابی طالب
 من مرض اصابه ثقیل منه قال لا ابی
 ما یقیمک بمنزک ہذا لو اصابک
 اجلک لم یمک الا اعراب جہنم
 تحمل الی الدنیت فان اصابک
 اجلک ویک اصحابک وصلوا علیک
 فقال علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم عیبہ الی ان لا اموت حتی
 اوثر ثم یخصب ہذہ یعنی لیموت
 من دم ہذہ یعنی ہانتہ فقتل و قتل
 ابو فضالة مع علی یوم صفین و
 اخرج احمد عن علی قال قیل یارسول
 اللہ من توثر بعدک قال ان توثر و
 ابکر تجددہ ہادیائنا زاہدا فی الدنیا
 راجباً فی الآخرة وان توثر و
 تجددہ قویاً ہدینا لا ینفائ فی اللہ
 لومۃ لا یثم وان توثر و علیاً ولا اراکم
 فاعلین تجددہ ہادیائنا ہدینا
 یاخذ بکم الطریق المستقیم۔ و فی
 الخصائص اخرج الطبرانی و ابو نعیم
 عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انک

روایت کیا کیا ابن عباس رض سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے علی رض سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا
 پڑے گا۔ علی رض نے کہا کہ میرے دین میں سلامتی رہے گی؟
 فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا
 حاکم نے ابو یعلیٰ سے انہوں نے علی رض بن ابی طالب سے
 کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا
 ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ سے
 چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک باغ پر ہوا۔ میں نے کہا
 یا رسول اللہ کیسا اچھا باغ ہے۔ فرمایا کہ تیرے لئے جنت
 میں اس سے اچھا موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں
 سے گزرے ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کیسا اچھا ہے اور
 آپ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے اچھا موجود
 ہے۔ پھر جب آپ راستہ پر چلنا ختم کر چکے تو آپ نے میرا
 ہاتھ پھوڑ دیا۔ پھر بہت روئے۔ کہا کہ میں نے کہا یا رسول
 اللہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں
 میں کیٹنے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اُن کا اظہار نہ کریں
 گے مگر میرے بعد۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے
 دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی
 رہے گی۔ اور روایت کیا احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی
 سے انہوں نے علی رض سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ آپ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے امیدواروں میں اختلاف
 ہوگا اگر تم سے ہو سکے کہ بچے رہو تو ایسا کر لینا۔ پھر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں جو متواترہ
 ہیں اور متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہیں بیان فرمادیا
 ہے کہ امت حضرت مرتضیٰ پر جمع نہ ہوگی۔ منجملہ ان کے یہ

مؤمر مختلف و انک مقتول و
ان هذه مفضوۃ من ہذہ یعنی
لعمینۃ من رأسہ و آخرج الحاكم
عن علی رضی اللہ عنہ قال ان
عہد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان الامۃ ستقتدر فی بعدہ و
اخرج الحاكم عن ابن عباس قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی
اما انک ستقتل بعدی جہدا قال
فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ
من دینک۔ و اخرج ابو یعلی عن علی
بن ابی طالب قال بینما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آخذ بیدی و نحن
نمشی فی بعض سبک المدیۃ
اذ ائینا علی حدیقۃ قلت یا رسول
اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال
لک فی الجنۃ احسن منها ثم مرنا
بآخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا
من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن
منہا حتی مرنا بسبع حدائق کل
ذلک اقول ما احسنہا ویقول لک
فی الجنۃ احسن منها فلما خلاہ
الطریق امتنع ثم اجهش باکیا
قال قلت یا رسول اللہ ما ینبیک
قال ضغائن فی صدور اقوام

حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام
میں۔ اور ان میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر
دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت مرتفع ہو
جائے گی۔ اور ان میں کا ایک حصہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور
خضائع میں ہے کہ اخذ کیا بزار نے اور بیہقی نے اور اس
کو صحیح بھی کہا ہے کہ مروی ہے ابو درداء سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں سورہ
تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون اٹھا میرے سر کے نیچے سے
تو میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا گیا ہے تو میں نے اپنی نظر کو
اُس کے پیچھے لگایا تو اُس کو شام کی طرف نصب کر دیا گیا اور
یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر غالب رہے گا یہاں تک کہ شام میں فتنے واقع ہوں گے
اور اسی قسم کی روایات کو عمر بن الخطاب اور ابن عمر کی حدیث سے لیا ہے۔ اور
اُس کے بعد آپ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ روایت کیا ابو جریج نے اور ابو یعلیٰ اور احمد و غیرہم نے اور
یہ لفظ ابو یعلیٰ کے ہیں، مروی ہے تمیس بن ابی حازم سے کہا کہ عائشہؓ گزریں
بنی عامر کے پانی (یعنی بستی) سے جس کو خُوب کہا جاتا ہے
تو ان کے اوپر گتے بھونکے، تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا (مقام)
ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بنی عامر کا پانی ہے تو انہوں نے کہا کہ
مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ۔ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک کا کیا
حال ہو گا جب اُس پر خُوب کے گتے بھونکیں گے۔ اور
حاکم نے اخذ کیا یحییٰ بن سعید کی حدیث سے انہوں نے
روایت کیا ولید بن عیاش سے انہوں نے ابراہیم سے
انہوں نے علقمہ سے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو
سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے ایک
فتنہ مدینہ سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مکہ سے اور ایک

لَا يُبَدُّ وَهَبًا لَكَ إِلَّا مِنْ بَعْدِي قَالَ
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي سَلَامَةٍ مِنْ
 دِينِي قَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ
 وَآخِرُ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ
 الْأَسْلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَكُونُ اخْتِلَافٌ أَوَّامَرُ
 فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ اسْلَمَ
 فَأَفْعَلْ - باز آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم در بسیاری از احادیث متواترہ
 مرویہ بطرق متعددہ بیان فرمودند
 کہ امت بر حضرت مرتضیٰ جمع نشود
 وَاِذَا كَانَ جَمْلَةُ حَدِيثِ الْخِلَافَةِ بِالْمَدِينَةِ
 وَاللَّكْتُ بِالشَّامِ، وَاِذَا كَانَ جَمْلَةُ احَادِيثِ
 بَسْبَارِي دَالَّةٌ بِرَأْيِهِ بَعْدَ از حضرت
 عثمان خلافت مرتفع شود و قد ذکرنا
 جملة منها - وَفِي الْخِصَالِ اخْرَاجُ الْبَزَارِ
 وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ عَنْ ابْنِ الدَّرَوَاءِ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ بَيْنَا اَنَا وَأَنْتُمْ رَأَيْتُمْ عُمُودًا احْتَمَلَ
 مِنْ تَحْتِ رَأْسِي فَنَلْنَتْ اِنَّ
 مَذْهَبًا بِرَافِعَةَ بَصْرِيٍّ فَعَدَّ بِهِ
 اِلَى الشَّامِ وَانَ الْاِيْمَانَ لَا يُزَالُ ظَاهِرًا
 حَتَّى تَقَعَ الْفِتْنُ بِالشَّامِ وَاخْرَجَ نَحْوَهُ
 مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ
 عُمَرَ - وَبَعْدَ اِذَا كَانَ مِنْ اِذَا كَانَ جَمْلَةُ خَبَرِ دَادِ

فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق سے سامنے
 آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے آئے گا اور ایک فتنہ
 شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہوگا۔ کہا کہ پھر ابن مسعود نے
 کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس
 امت میں ایسے بھی ہیں جو آخر فتنہ کو پائیں گے۔ ولید
 بن عیاش نے کہا کہ فتنہ مدینہ تو واقع ہوا طلحہ اور زبیر
 کی طرف سے اور مکہ کا فتنہ عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہے۔ اور
 شام کا فتنہ بنی امیہ کی طرف سے اٹھا اور فتنہ مشرق بھی ان
 ہی کی طرف سے اٹھا۔ پھر آپ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔
 شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کی، کہا کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی تا آنکہ
 دو بڑی جماعتیں جنگ کریں اُن دونوں کے درمیان بڑی
 خونریزی ہوگی، دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اور یہ کلمہ اشارہ
 ہے اس طرف کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کیا کہ ہمارے
 اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے
 فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن
 ہوں۔ پھر آپ نے حکم بنانے کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص
 میں روایت کیا بیہقی نے علی رضی سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا
 اور اُن کے آپس کا اختلاف جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو
 حکم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہو گئے اور دونوں نے دوسروں
 کو بھی گمراہ کیا اور یہ امت بھی اختلاف کرنے والی ہے ان
 کا اختلاف باہمی جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ بھی دو حکم مقرر
 کریں گے۔ دونوں گمراہ ہونگے اور جو اُن دونوں کا اتباع
 کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ خلا سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے

اخرج البکر والبیہ والحمد وغیرہم
 و ہذا لفظ ابی یعلیٰ عن قیس بن ابی
 حازم قال مرت عائشہ براء لبنی عامر
 یقال لہ الخوؤب فنبحت علیہ الکلاب
 فعالت ما ہذا قالوا ماء لبنی عامر
 فقالت رُدُّوْنی رُدُّوْنی سمعتُ رسولَ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف
 باحدکم اذا نبحت علیہا کلابُ
 الخوؤب۔ و اخرج الحاكم من حدیث
 یحییٰ بن سعید عن الولید بن عیاش
 عن ابراہیم عن علقمہ قال ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ قال لنا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اُخَذَ رَکْمُ سَبْعِ فِتْنٍ
 یَکُونُ بَعْدَیْ فِتْنَةٍ تَقْبَلُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ
 وَفِتْنَةٌ بِمَكَّةَ وَفِتْنَةٌ تَقْبَلُ مِنَ الْیَمَنِ
 وَفِتْنَةٌ تَقْبَلُ مِنَ الشَّامِ وَفِتْنَةٌ
 تَقْبَلُ مِنَ الْمَشْرِقِ وَفِتْنَةٌ تَقْبَلُ
 مِنَ الْمَغْرِبِ وَفِتْنَةٌ مِنْ بَطْنِ الشَّامِ
 وَہِیَ السَّفِیَانِیُّ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مِنْکُمْ
 مِنْ یَدْرِکُ اَوَّلَکَآ وَمِنْ ہَذِهِ الْاُمَّةِ
 مِنْ یَدْرِکُ آخِرَہَا قَالَ الْوَلِیْدُ بْنُ
 الْعِیَاشِ فَکَانَ فِتْنَةُ الْمَدِیْنَةِ مِنْ
 قَبْلِ طَلْعَةِ الزَّوْبِرِ وَفِتْنَةُ مَكَّةَ فِتْنَةُ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّوْبِرِ وَفِتْنَةُ الشَّامِ
 مِنْ قَبْلِ بَنِي أُمَیَّةَ وَفِتْنَةُ الْمَشْرِقِ

اپنے اجتہاد میں خطا کی اور حُضرت مِّن اَتْبَعَهُمْ سَا سے
 مراد یہ ہے کہ یہ خطا مغایر کشیدہ کی موجب ہو گی۔ اور ان
 میں سے ہے خلافت کا نکلنا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے
 عام قریش کی طرف۔ اور ان میں سے ہے خوارج کا نکلنا
 یہ دلیل ہاتھ میں لے کر کہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم بنانا
 صحیح نہیں ہے۔ پھر آپ نے نہروان کے واقعہ سے خردار
 فرمایا اور یہ حدیث متواتر ہے، روایت کیا احمد نے عبد اللہ
 بن حیاض بن عمرو القاری سے کہا کہ جن راتوں میں علی رضی
 اللہ عنہ قتل کئے گئے تھے عبد اللہ بن شداد عراق سے
 لوٹ کر آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پہنچا جب کہ اُن کے پاس
 ہم بیٹھے ہوئے تھے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس سے کہا کہ اے عبد اللہ
 بن شداد کیا تو مجھے صحیح جواب دے گا اُس بات کا جو میں تجھ
 سے پوچھوں گی، تو مجھ سے بیان کر اس قوم کا حال جن کو علی رضی
 اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں کیوں

آپ سے سچ نہ بولوں گا۔ عائشہ نے کہا تو مجھ سے اُن کا قصہ
 بیان کر۔ عبد اللہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ سے معاہدہ
 کیا اور دد حکموں کو منظور کر لیا تو اُن پر خروج کیا یعنی بغاوت
 کی، آٹھ ہزار ایسے لوگوں نے جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک
 مقام پر جمع ہو گئے جو کوفہ کی ایک جانب میں ہے جس کو
 حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ سے برگشتہ ہو گئے
 اور انہوں نے کہا کہ تو اس قمیص سے باہر آ گیا ہے جو تجھے
 اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے
 مہسوم کیا تھا۔ پھر تو الگ ہو گیا اور تو نے اللہ کے دین میں
 (دوسروں کو) حکم بنایا حالانکہ حکم نہیں ہے مگر اللہ کے لئے۔ پھر
 جب علی رضی اللہ عنہ کو اُن کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور

من قبل هؤلاء - باز از واقعهٔ صفین
خبر داد - اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا تقوم الساعة حتی تقتل
فئتان عظیمتان تكون بینہما مقتلة
عظيمة دعوہما واحدة - دین کلمہ
اشارت است بآنکہ اہل شام
مصحف برداشتند کہ در میان ما و شما
این قرآن است و حضرت مرتضیٰ فرمود
کہ این قرآن قرآن صامت است
ومن قرآن ناظم - باز از واقعه
تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
السیقی عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل
اختلفوا فلم یزل اختلافہم فیما بینہم
حتی یبعثوا حکمین فضلاً و اضلاً
وان هذه الامة مختلفة فلا یزال
اختلفہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلاً
و ضلاً من اتبعہما - مراد از ضلاً
آن است کہ خطا نموده اند در اجتہاد
خود و مراد از ضلاً من اتبعہما آن
است کہ این خطا موجب مفاسد
کثیرہ گشت - از آن جملہ خروج خلافت
از دست مہاجرین و لین بسوی سائر
قریش - و از آنجملہ برآمدن خوارج

ان کے مقابلہ پر ایک جدا فریق بن جانے کی تو انہوں نے
ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیر المومنین
کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوائے ایسے شخص کے جو حامل
قرآن ہو۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو
علی رضی نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے
سامنے رکھا، پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیکنا شروع کیا اور
کہتے تھے کہ اسے قرآن لوگوں سے بات کر تو اُن سے لوگوں
نے کہا کہ اے امیر المومنین اس سے تم کیا پوچھتے ہو یہ تو محض
روشنائی ہے درقوں کے اوپر بلکہ ہم تکلم کریں گے اُس کا جو
اُس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے، تو آپ کا مقصد
کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جو نکل
گئے، میرے اور اُن کے درمیان اللہ عز و جل کی کتاب موجود
ہے۔ اللہ عز و جل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد
کے بارے میں فرماتا ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ
تَمَّ اُوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ
ہو تو تم لوگ ایک آدمی کو حکم کے طور پر.....
مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حکم کے طور پر
عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں
کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق
فرمادیں گے، تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ با عظمت ہے خون کے اور
حرمت کے اعتبار سے۔ اور وہ مجھ سے برا فروختہ ہیں اس
دجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔
علی بن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب
ہمارے پاس شہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ صلی

متسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صبیح
 نبود باز از واقعہ نہروان اعلام فرمود
 و آن حدیث متواترہ است۔ آخر ج احمد
 عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو
 القاری قال جاء عبد اللہ بن شداد
 فدخل علی عائشہ و نحن عندہ جلوس
 مرجعہ من العراق لیالی قتل علی رضی
 اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن
 شداد ہل انت صادق عما سألتک
 عنہ محمد بنی عن ہؤلاء القوم الذین
 قتلہم علی قال دمالی لا اصدک قالت
 فحدثنی عن قصہم قال فان علیا لما
 کاتب معاویۃ و حکم الحکمین خرج
 علیہ ثمانیۃ آلاف من قراء الناس
 فنزلوا بارض یقال لہا حروراً من
 جانب الکوفۃ و انہم عصبوا علیہ
 فقالوا انسفت من قمیص البسکۃ
 اللہ و اسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت
 فحکمت فی دین اللہ فلا حکم الا باللہ
 فلما ان بلغ علیاً ما عتبا علیہ او فارقہ
 علیہ فامر مؤذناً فاذن ان لا یدخل
 علی امیر المؤمنین رجل الا رجل قد
 حل القرآن فلما ان امتلأت الدار
 من قراء الناس دعا بمصحف امام
 عظیم فوضعه بین یدیه فجعل یصکک

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب کہ مصاحمت کی
 تھی اُس نے اپنی قوم قریش کی طرف سے اور لکھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن، تو سہیل نے
 کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا۔ آپ نے
 فرمایا کہ پھر کیا لکھے گا تو اس نے کہا کہ میں لکھوں گا۔
 بِسْمِکَ اللّٰہِ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اُس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تو
 رسول اللہ ہے تو میں تیری مخالفت نہ کرتا۔ تو لکھا گیا کہ یہ
 وہ ہے جس پر مصاحمت کی محمد بن عبد اللہ نے قریش
 سے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَقَدْ
 كَانَ لَكُمْ اَلْم (۲۱: ۳۳) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے
 شخص کے لئے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو
 اور کثرت سے ذکر الہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ
 نمونہ موجود ہے پھر علی رضی نے اُن لوگوں کے پاس عبد
 بن عباس کو بھیجا۔ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا یہاں
 تک کہ جب اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواثر نے
 کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاضرین
 قرآن یہ عبد اللہ بن عباس ہے جو اُس کو نہ پہچانتا ہو وہ
 جان لے، اور میں کتاب اللہ کی اتنی ہی معرفت رکھتا ہوں
 جو وہ تم کو معرفت کرائے گا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہے
 جس کے بارے میں اور اُس کی قوم کے بارے میں آیت قوم
 خَصِمُونَ (جھگڑنے والی قوم) نازل ہوئی ہے۔ تو
 اُس کو اس کے ساتھی (علی رضی) کے پاس لوٹا دو اور اس
 کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔ تو اُن کے خطباء
 کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ

بیدہ ویقول ایہا المصعف حدیث
الناس فناداه الناس فقالوا یا امیر المؤمنین
ما تسأل عنه انما هو براء فی ذریق
و نحن نتکلم بما روینا منه فماذا تريد
قال اصعبکم هؤلاء الذین خرجوا
بینی و بینہم کتاب اللہ عزوجل
یقول اللہ عزوجل فی کتابہ فی
امرأۃ و رجل و ان خفتما شقاق
بینہما فابعثوا حکماً من
اہلہ و حکماً من اہلہا
ان یریدا اصلاحاً یوفیق
اللہ بینہما فامہد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اعظم ذماً و حرمة من امرأۃ
و رجل و نقوا علی ان کاتبث معاویۃ
کتب علی بن ابی طالب و قد جاءنا
سہیل بن عمرو و نحن مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین
صالح قومہ قریشاً و کتب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقال سہیل لا اکتب بسم اللہ الرحمن
الرحیم قال کیف تکتب قال اکتب
باسمک اللہم فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول
اللہ فقال لو اعلم انک لرسول اللہ
لم افاکفک فکتب ہذا ما صالح

ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر وہ حق لے کر آیا
ہے جسے ہم جانتے ہیں تو اُس کا ضرور اتباع
کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اُس کو اُس کے
جھوٹ پر ڈانٹیں گے۔ تو لوگوں نے عبداللہ بن عباس سے
کتاب اللہ پر تین دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے
چار ہزار نے رجوع کیا اور سب تائب ہو گئے۔ ان میں
ابن النکواء شامل تھا۔ ان سب کو عباس کو فد میں علیؓ
کے پاس لے گئے۔ پھر علیؓ نے اُن میں کے باقی رہے
ہوئے لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا معاملہ اور
(ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے وہ تم نے دیکھ لیا
ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو تا آنکہ اُنہیں محمد صلی اللہ علیہ
وسلم (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے
درمیان (اس فیصلہ پر یہ شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا
خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ نہ زنی نہ کرو اور اہل ذمہ پر ظلم نہ کرو،
تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم دلیا ہی برتاؤ کرتے ہوئے
تم سے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں
کو پسند نہیں کرتا۔ تو اُس سے عائشہ نے کہا کہ لے ابن شداد
پھر علیؓ نے اُن کو قتل بھی کر دیا۔ تو اُس نے کہا کہ واللہ علیؓ نے ان
پر حملہ نہیں کیا تا آنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور غزیرہ کی
اور اہل ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ عائشہ نے
کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اُس
اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک یہی ہوا۔ عائشہ
نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہل عراق کی طرف سے نہیں
پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو، بس وہ ذوالشہد فی واللہ
کہتے تھے۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُس کو دیکھا ہے

عليه محمد بن عباس قد رثاه
يقول الله عز وجل في كتابه لقد
كان لكم في رسول الله اسوة
حسنة لمن كان يريد وجه
الله واليوم الآخر فبعث
اليهم علي بن عباس فخرجت
معه حتى اذا توسلنا عسكرهم قام
ابن الكواء يخطب الناس فقال
يا حملة القرآن هذا علي بن
عباس من لم يكن يعرفه فانا اعرف
من كتاب الله ما يعرفكم به هذا ممن
نزل فيه وفي قومه قوم خصمون
فرّذوه الى صاحبه ولا توافضوه كتاب
الله فقام خطباء هم فقالوا والله
لنوافضه كتاب الله فان جاء بحق
فعرفه لنشيعه وان جاء باطل
لنكبره باطله فوافضوا علي بن
الكتاب ثلثة ايام فخرج منهم اربعة
آلاف كلهم ثابت فيهم ابن الكواء
حتى ادخلهم على علي الكوفة فبعث
علي الى اهل بقيتهم فقال قد كان من
امرنا دامر الناس ما قدر ايتهم فقضوا
حيث شئتم حتى يجتمع امه محمد صلى
الله عليه وسلم بيننا وبنيكم ان
لا تسفلوا دما حراما ولا تقطعوا سبيلا

وَقُلُّوا ذِمَّةً فَاكُم فَاكُم فَاكُم فَاكُم فَقَدْ نَبَذَنَا
 اَلَيْكُمُ الْحَرْبُ عَلٰی سَوَاءٍ اِنَّ اللّٰهَ
 لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ فَقَالَتْ لَهْ عَاشَتْ
 يَا اِبْنِ شَدَادٍ فَقَدْ قَتَلْتُمْ فَقَالَ وَاشْتَبَهَ
 مَا بَعَثَ اِلَيْهِمْ حَتّٰى تَقْطَعُوْا السَّبِيْلَ
 وَتَسْكُنُوْا الدَّمْ وَاسْتَقْلُوا اَهْلَ الذِمَّةِ
 فَقَالَتْ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ اِنَّ الَّذِي لَا اِلٰهَ
 اِلَّا هُوَ لَقَدْ كَانَ قَالَتْ فَمَا شَيْءٌ
 بَلَّغْنِيْ عَنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ يَتَحَدَّثُوْنَ
 يَقُولُوْنَ ذُو الشَّرِي ذُو الشَّرِي قَالَ
 قَدْ رَأَيْتُهُ دَقَمْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ
 فِي الْقَتْلِ فَمَا النَّاسُ فَقَالَ
 اَتَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَمَا اَكْثَرَ مِنْ جَاؤُ
 يَقُولُ قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي
 فُلَانٍ يَصِلُ وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ
 يَصِلُ وَ لَمْ يَأْتُوْا فَيَسْئَلُوْا بَنِي
 يُعْرِفُ اِلَّا ذٰلِكَ قَالَتْ فَمَا قَوْلُ
 عَلِيٍّ حِيْنَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ اَهْلُ الْعِرَاقِ
 قَالَ سَمِعْتُ يَقُوْلُ صَدَقَ اللّٰهُ وَ
 رَسُوْلُهُ قَالَتْ اَهْلُ سَمِعْتُ مِنْهُ اِنَّهٗ قَالَ
 غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا قَالَتْ اَجَلُ
 صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ يَرْحَمُ اللّٰهُ
 عَلِيًّا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرٰى شَيْئًا
 يُعْجِبُهُ اِلَّا قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ
 فَيَذْهَبُ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُوْنَ عَلَيْهِ

کو تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا
 تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پایا تو ہم لوگ مسجد
 میں گرے اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی ہمارے ساتھ مسجد میں گر
 گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا
 فرق ہے کہ اس میں (بجائے یتکلفون بالحق کے) یتکلمون
 بکلمۃ الحق ہے۔ پھر آپ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے
 حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔
 روایت کیا حاکم نے ابو الاسود دعلی سے انہوں نے علی
 رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس عبد اللہ بن سلام
 آئے جب کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور
 عراق کا ارادہ کر رہا تھا اور کہا کہ تمہیں عراق نہ جانا چاہئے
 یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک
 گرے گی۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے
 پہلے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں
 ابو الاسود نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے
 آج تک ایسا نہ سنا دلا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے
 سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔ اور روایت کیا حاکم
 نے زید بن وہب سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے ایک
 وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص
 شامل تھا جس کو جعد بن یعجبہ کہا جاتا تھا۔ اُس نے اللہ
 کی حمد اور اس کی ثناء کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
 درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علی اللہ سے ڈر کیونکہ تو مرنے
 والا ہے (سب کی طرح) تو علی نے کہا نہیں بلکہ مقتول
 ہونے والا ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور
 اس کا خضاب کر دے گی۔ زید نے کہا کہ علی نے اشارہ کیا

اپنے سر اور ڈاڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے۔ یہ قصہ ہے فیصلہ شدہ اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے اور جس نے افتراء کیا وہ ٹوٹے میں پڑا۔ پھر جعد نے علی پر عیب لگایا اُن کے لباس میں اور کہا اگر تو لباس اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا یہ لباس کبڑے بہت دور رکھنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔ حاکم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی بن ابی طالب کے پاس پہنچا اُن کی عیادت کے لئے ہم گئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے اور اُن کے پاس ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو موت ہرگز نہ آئے گی مگر مقتول ہو کر اور اس کو موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ کرب و بے چینی سے بھر جائے۔ حاکم نے روایت کیا ایک طویل حدیث میں جو مروی ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ غزوہ ذی العسرة میں میں اور علی دونوں ساتھی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دو بد بختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ قوم شہود کا ذلیل گدھا (جس کا نام قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا اور (دوسرا) وہ ہے جو تجھ پر وار کرے گا اے علی

وینزیدون علیہ فی الحدیث۔ و آخرج احمد عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الى الخوارج فقتلهم ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ یخرج قوم یشککون بالحق لا یجوز حلقہم یخرجون من الحق کما یشخرج السہم من الرمیۃ سیما ہم ان منہم رجلاً اسود مخدج الید فی یدہ شعرات سود ان کان ہو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ہو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخرنا سجوداً وخر علی معنا ساجداً غیر انہ قال یشککون بکلمۃ الحق۔ بازاء شہادت حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بر دست خارجی اخبار فرمود۔ آخرج الحاکم عن ابی الاسود الدعلی عن علی رضی اللہ عنہ قال اتانی عبد اللہ بن سلام و قد وضعت رجلی فی الغرز وانا اریذ العراق فقال لاتأتی العراق فانک ان اتیتہ اصابتک بہ ذباب السیف قال علی وایم اللہ لقد قابلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قبلك قال ابو الاسود فقلت
فی نفسی باشد مار ایت کالیوم رجل
محدث یحدث الناس بمثل هذا
واخرج الحاكم عن زید بن وهب
قال قدم علی عطاء دقید من اهل
البصرة وینهم رجل من انخارج
یقال له الجعد بن یعجة فحمد الله
واثنی علیہ وصلى علی النبی صلی الله
علیہ وسلم ثم قال اتق الله یا علی
فانک میت فقال علی لا ولكن
مقتول ضربت علی هذه فغضب
هذه قال و اشار علی الی رأسه
ولحیته بیده قضاء مقضی و
عمر معبود و قد خاب من افری
ثم غاب علیا فی لیلہ فقال
لو البست لباسا خیرا من هذا
فقال ان لباسی هذا ابعث
من الکبر و اجدر ان یقتدی بی
المسلمون و اخرج الحاكم عن انس
بن مالک رضی الله عنه قال دخلت
مع النبی صلی الله علیہ وسلم علی علی
بن ابی طالب نعوذہ وہو مریض
وعنده ابو بکر و عمر رضی الله عنہما
فتنوا حتی جلس رسول الله صلی الله
علیہ وسلم فقال احدهما لصاحبه

اس کے اوپر یعنی سر کے اُجبرے حصہ پر یہاں تک کہ
تڑ ہو جائے گی خون سے یعنی اُن کی ڈاڑھی پتھر آپ
نے حضرت امام حسن اور معاویہ بن ابی سفیان کے
درمیان صلح کی خبر دی۔ بخاری نے حسن سے روایت
کیا کہا کہ میں نے سنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ
اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے
رہے تھے کہ حسن آگئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا
بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ
سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ پھر
معاویہ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصال میں
ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے، کہا کہ
میں خلافت کی طمع میں لگا رہا ہوں جب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے
معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔ اور
بیہقی نے روایت کیا عائشہ بن عمر سے کہا کہ معاویہ
نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے خلافت پر کسی چیز نے
نہیں اُتھارا بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کے کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا
جائے تو اللہ سے ڈرنا اور حد لگنا تو میں گمان کرتا
رہا ہوں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بناء
پر اس عمل میں مبتلا ہوں گا۔ اور طبرانی نے روایت
کی عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ
سے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھے قیص
پہناده۔ آپ اس سے خلافت کو مراد لے رہے تھے تو اُم حبیبہ
نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قیص

پہنانے والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! لیکن اس میں بڑے شر اور فساد، شر اور فساد، شر اور فساد ہوں گے۔ اور ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے امر کا والی بنا دے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرنے والا ہو تو اہم جیبہ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔ اور احمد نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ کہا کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔ اور اخذ کیا ابو یعلیٰ نے معاویہ کی اسی طرح کی بعض حدیث کو۔ اور اخذ کیا ابن عساکر نے روایت حسن از معاویہ، کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے بڑے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے روایت کیا حسین بن علی سے کہا کہ میں نے سنا علی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمانے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گزریں گی تا آنکہ معاویہ

ما اُراه إلا بالکاف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لن یموت الا مقتولا ولن یموت حتی یسل فیثقا۔ و آخرج الحاكم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنث انا و علی رفیقین فی غزوة ذی العسرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ألا احدثکم بأشقی رجلین قلنا بلی یا رسول اللہ قال أجمیر ثمود الذی عقر الناقة والذی یغربک یا علی علی هذه یعنی قمره حتی یبتل من الدم یعنی لیمیثہ باز از صلح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و معاویہ بن ابی سفیان خبر داد۔ آخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابابکرہ رضی اللہ عنہ قال بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینخطب جاء الحسن فقال ابی هذا سید دلعل اللہ ان یصلح بہ بن فشتین من السلین۔ باز از استقلال معاویہ ببادشاہی خبر داد فی الخصائص آخرج ابن ابی شیبہ عن معاویہ قال ما زلت اطمع فی الخلافۃ

مَنْذُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْعَاوِيَّةُ إِنَّ مَلَكَتْ فَاحْسَنَ - وَآخِرُجَ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ مَعْاوِيَّةُ وَاللَّهِ مَا حَمَلَنِي عَلَى الْخِلَافَةِ إِلَّا قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْعَاوِيَّةُ إِنَّ دَلِيَّتَ امْرَأًا فَاتَّقِ اللَّهَ وَاعْدِلْ فَازِلْتُ أَطْنُ أَنْ يَبْتَلَى بَعْلِي يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَآخِرُجَ الطَّبْرَانِيِّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَعْاوِيَّةَ كَيْفَ بَكَ لَوْ قَدْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ اللَّهُ قَمِيصًا يَعْنِي الْخِلَافَةَ فَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ إِنْ اللَّهُ مُقْتَضٍ أَخِي قَمِيصًا قَالَ نَعَمْ وَلَكِنْ نَيْبٌ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَ هَنَاتٌ - وَآخِرُجَ ابْنِ عَسَاكَرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمْعَاوِيَّةُ إِنَّ اللَّهَ دَلَاكَ مِنْ أَمْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فَانْظُرْ مَا أَنْتَ صَارِنَ قَالَ أُمُّ حَبِيبَةَ أَدُّ يُعْطِي اللَّهُ أَخِي ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ وَ فِيهَا هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ - وَ آخِرُجَ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمْعَاوِيَّةُ إِنَّ دَلِيَّتَ امْرَأًا فَاتَّقِ اللَّهَ

بادشاہ بن جائے گا۔ اور روایت کیا ابن عساکر نے سلمہ بن ملکہ سے کہا کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب سکھائیے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور اس کو عذاب سے بچائیے۔ اور ابن عساکر نے روایت کی عروہ بن رؤیم سے، کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑو۔ تو اُس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ چنانچہ معاویہ نے اعرابی کو پھانٹ دیا۔ تو جب یوم صفین ہو چکا تو علی رضی عنہ (عروہ سے) کہا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کر دیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔ اس کے بعد آپ نے نو جوان قریش کی بادشاہی کی خبر دی، خصائص میں ہے روایت کیا حاکم اور بیہقی نے ابوسعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ابوالعاص کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن مواہب سے کہ وہ معاویہ کے پاس موجود تھا جب کہ اُن کے پاس مروان پہنچا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میری حاجت پوری کرو۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بار ہے میں دس کاپ ہوں اور دس کاپچا اور دس کاپ بھائی۔ جب مروان واپس چلا گیا اور ابن عباس معاویہ کے برابر اُن

وَأَعْدَلَ قَالَ فَأَزَلْتُ الظَّنَّ
أَنِّي مُسْتَلٌّ بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ابْتَلَيْتُ - وَ
أَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ
مُشْتَدًّا - وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكَرٍ مِنْ
طَرِيقِ الْحَسَنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ
لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَّا أَنْتَ سَتَلِي أَمْرًا مَتَى بَعْدِي
فَإِذَا كَانَ ذَكَرُ فَاقْبَلْ مِنْ خَلْفِهِمْ
وَتَجَاوَزْ عَنْ مُسَيِّئِهِمْ فَأَزَلْتُ أَنْ
أَرْجُوهُ حَتَّى قَمْتُ مَقَامِي هَذَا
وَأَخْرَجَ الذَّهَبِيُّ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَا تَبْذِيبُ الْإِيَّامَ وَاللَّيَالِي
حَتَّى يَخْلُكَ مُعَاوِيَةَ - وَأَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ
وَابْنُ عَسَاكَرٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لِمُعَاوِيَةَ اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ
وَكُنْ لَهُ فِي الْبَلَاءِ أَوْقِيعَ الْعَذَابِ
وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكَرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ
رُوَيْمٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَارَ عَنِّي فَقَالَ
لَهُ مُعَاوِيَةُ أَنَا صَارَ مَعَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَغْلِبَ مُعَاوِيَةُ

کے تحت پر بیٹھے تھے ، تو معاویہ نے کہا اے ابن عباس
کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جب اولادِ حکم تینسل آدمیوں تک پہنچ
جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو اپنے آپس کی دولت
بنالیں گے ، اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب
کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے ، پھر جب یہ چار
سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے
تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ
سرعیت کے ساتھ ہوگی۔ تو ابن عباس نے
کہا یا اللہ بیشک۔ مروان نے اپنی حاجت کا
معاویہ سے ذکر کر دیا تھا۔ پھر مروان نے عبد الملک
کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ پھر اُس نے معاویہ سے
گفتگو کی۔ جب عبد الملک واپس ہوا تو معاویہ
نے کہا کہ اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا
(یعنی عبد الملک کا) ذکر کیا اور فرمایا چار ظالم بادشاہوں
کا باپ۔ تو ابن عباس نے کہا کہ یا اللہ بیشک۔ حاکم
نے روایت کیا ابو ذر سے ، انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنو امیہ
چالیں ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور
اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو
فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔ اور ابو یعلیٰ اور حاکم
نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے
منبر پر گودھ ہے ہیں جس طرح بندہ کو دتے ہیں

کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اور شگفتہ نہیں دیکھے گئے تا آنکہ وفات پا گئے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن السیب سے، کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو یہ ناگوار ہوا تو آپ کو وحی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو ان کو دی گئی ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اور روایت کیا ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ کو اس سے رنج ہوا تو نازل ہوئی اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اس عدد میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنو امیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے۔ کہا قاسم بن الفضل نے کہ پھر ہم نے بنو امیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار سب سے ثابت ہوئی، نہ زیادہ ہوئی نہ کم۔ اس کے علاوہ آپ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی کہ ایک حضرت مرتضیٰ کی شان کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا بہت بڑھانے والا۔ حاکم نے روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کہ اے علی تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام

ابداً فصرخ الاعرابی فلما كان يوم صفتين قال علي لو ذكرت هذا الحديث ما قاتلت معاوية بعد اذان از بلک نوجوانان قریش خبر داد فی الخصائص اخرج الحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ بنو ابی العاص ثلاثين رجلاً اتخذوا دین اللہ وعلاً و مال اللہ ودلاً و عباد اللہ خولاً و اخرج البیہقی عن ابن مواہب انه كان عند معاوية فدخل عليه مروان فقال اقض حاجتي يا امير المؤمنين فوالله ان مؤنتي لعظيمة والى ابو عشرين وعثم عشرة واخو عشرة فلما ادبر مروان و ابن عباس جالس مع معاوية على سرير فقال معاوية يا ابن عباس اما تعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا بلغ بنو الحکم ثلاثين رجلاً اتخذوا مال اللہ بنہم ودلاً و عباد اللہ خولاً و کتاب اللہ وعلاً فاذا بلغوا تسعة وتسعين واربعمائة رجل كان ہاکم اسرع من لوک شرق فقال ابن العباس اللهم نعم و ذکر

مروان حاجتہ لہ فرَد مروان عبدالملک
الی معاویۃ فکلمہ فلما ادر عبد الملک
قال معاویۃ یا ابن عباس انک تعلم
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذکر ہذا فقال ابو الجاہلیۃ الاربعۃ فقال ابن
عباس اللہ نعم واخرج الحاكم عن ابی ذر سمع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول اذا ملکتم بواشیۃ اربعون
تخذوا عباد اللہ کخولاد مال اللہ لعلہ ان یشد ذلک و
اخرج ابو یعلیٰ والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت
فی النوم بنی الحکم یشرون علی منبری
کما تنزوا القردۃ قال فما فیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً
مستجماً حتی توفی - واخرج البیہقی
عن ابن السیب قال رأی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ
علی منبرہ فساءہ ذلک فأوجی
الیہ انما ہی دنیا أعطوها ففرت
عیسہ - واخرج الترمذی والحاکم
والبیہقی عن الحسن بن علی قال
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قد رأی بنی امیۃ یخطبون
علی منبرہ رجلاً رجلاً فساءہ
ذلک فنزلت انا اعطینک
الکون فتر و نزلت انا انزلتہ
فی لیلۃ القدر وما ادریک

کی کچھ مشابہت ہے۔ یہود نے اُن سے بُغض رکھا یہاں
تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے
اس درجہ محبت کی کہ اُن کو ایسے مرتبہ میں پہنچا دیا جو اُن
کا نہیں تھا۔ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے
میں ہلاکت میں مبتلا ہوتا ہے ایسا محبت کرنے والا جو
مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے
جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفسر جس
کو میری عداوت اس بات پر اُجارتی ہے کہ وہ مجھ پر
بہتان باندھے، یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر
وحی نازل کی جاتی ہے، پس میں تو اللہ کی کتاب اور اس
کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں جس قدر قدرت رکھتا
ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی فرمانبرداری کے بارے میں
میں تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے
وہ بات خواہ تم کو مرطوب ہو یا گراں ہو۔ اور جس معصیت
کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص تو
سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا
نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔ پھر
جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان
ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء
اہل سنت اُسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ
اُن کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ
سے بھی مستنبط ہو رہا ہے۔ ترہی یہ بات کہ حضرت مرتضیٰ
کی خلافت منعقد ہو گئی، تو وہ اس بناء پر یقینی ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) حضرت مرتضیٰ رضی
اللہ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا ہے۔ حاکم نے

مَا لِسَلَّةِ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ يَمْلِكُهَا بَنُو أُمِيَّةَ
قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ فَبِنَا مَلِكُ
بَنِي أُمِيَّةَ فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ
لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ - بَعْدَ إِزَانِ إِزْ
وَجُودِ دَوْفَرَةٍ مُفْطَرَّةٍ وَمُفْطَرَّةٍ
دَرِشَانِ حَضْرَتِ مَرْتَضَى أَحْبَدُ فَرَمُودِ
أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ فَيْكَ
مِنْ مَيْسَلِي عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلًا الْبَغْضَةِ
الْيَهُودِ حَتَّى يَبْهَتُوا أُمَّةً وَأَحْبَبَ شَهْرُ
النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي
لَيْسَ لَهُ قَالَ وَقَالَ طَلُّ الْأَدَانِ
يَبْلُغُ نَفْسِي حَيْثُ مَطَرِي بِمَا لَيْسَ
فِيَّ وَمُبْغِضٌ مُفْطَرِي يَجْمَعُ شَتَانِي
عَلَى أَنْ يَكْتُمَنِي إِلَّا دَانِي لَسْتُ
بَرَبِّتِي وَلَا يُوحِي إِلَيَّ وَالْكِنِّي أَعْمَلُ
بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اسْتَطَعْتُ فَمَا
أَمْرُكُمْ بِهِ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ فَحَقُّ طَلِيكُمْ
طَاعَتِي أَمَّا أَحَبُّكُمْ أَوْ كَرِهْتُمْ وَ
أَمْرُكُمْ بِمَعْصِيَةِ أَنَا وَغَيْرِي
فَلَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ
جَلَّ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ بَارِزًا

روایت کی ابو ذر سے، کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے علی جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہو گیا
اور جو مجھ سے الگ ہوا اے علی وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔
اور حاکم نے روایت کی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن
علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تا آنکہ
دونوں حوض پر آکر مجھ سے ملیں گے۔ اور حاکم نے
روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کرے اللہ علی
پر اے اللہ حق کو اُسی طرف لے جا جس طرف علی
جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ
عنہم خطا کھانے والے معذور تھے اس اصول پر
کہ جس نے اجتہاد کیا اور خطا کھائی تو وہ ایک جبر
کا مستحق ہے۔ تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ
انہوں نے شبہ سے استدلال کیا اگرچہ اس
سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس
شبہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت
مرتضیٰ کے لئے خلافت منعقد نہیں ہوئی کیونکہ اصحاب
حل و عقد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی
خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں کی تھی۔ روایت
کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے معمر بن سلیمان سے
انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ ہم سے روایت
کیا ابو لہب نے کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں
طلحہ سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دشمن کے

دانست کہ حکم ہر حادثہ ازین
حادث از لفظ ہمین احادیث
مستنبط می شود و علماء اہل سنت
بہمان حکم مہتمدی شدہ اند ہر
چند مأخذ ایشان غیر مأخذ استنباط
از لفظ این حدیث بودہ باشد۔ اما
آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ منعقد شد
پس ازین جہت کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہی کردند از مفارقت
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ و آخر
الحاکم عن ابی ذر قال قال النسبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؑ من
فارقنی فقد فارق اللہ و من
فارتکک یا علی فقد فارقنی۔ و آخر
الحاکم عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول علیؑ مع القرآن والقرآن
مع علیؑ لن یتفرقا حتی یرد علی
الموضع۔ و آخر الحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحم اللہ علیاً اللہم ادر الحق معہ
حیث دار۔ و اما آن کہ حضرت
عائشہ و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم
مجتہد تخطی معذور بودند ازان
قبیل کہ من اجتہد فقد اخطأ

مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس
شخص (یعنی علی رضی اللہ عنہ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب
اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ کہا کہ
اس پر طلحہ نے کہا کہ میں تو چلکی کے پاٹ میں داخل کر
دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ لہذا
میں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی
کی ہے۔ یمینی نے بیان کیا کہ کہا ولید بن عبد الملک
نے کہ اہل عراق کے ایک منافق۔۔۔ یعنی جبکہ
بن حکیم نے زبیر سے کہا کہ تو نے بیعت کر لی تھی۔ تو زبیر
نے کہا کہ میری گدی پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور مجھ سے
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے
تو میں نے بیعت کر لی۔ اور روایت کی ابو بکر نے محمد
بن بشر سے، کہا کہ میں نے سنا محمد بن عبد اللہ
ابن الاصم سے وہ بیان کرتے تھے اپنی دادی اُم راشدہ
سے، اُس نے کہا کہ میں اُم ہانی کے پاس تھی کہ اُن
کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے تو اُم ہانی نے اُن کے لئے کھانا
منگایا۔ تو علی نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس
برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ اُم راشدہ نے کہا۔
سبحان اللہ واللہ واللہ ہمارے پاس برکت ہے علی نے
کہا کہ میں بکری مراد لے رہا ہوں۔ اُم راشدہ نے کہا
کہ پھر وہ نیچے اُتریں تو دود آدمیوں سے ملیں (نیچے کے)
درجہ میں اور سنا کہ اُن میں سے ایک اپنے ساتھی
سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کر لی
مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ کہا اُم راشدہ

قلہ اجسّر واحد۔ پس ازان جہت کہ متمسک بودند بشبہ ہر چند دلیل دیگر از پنج از دی بود و موجب آن شبہ دو چیز است یکی آنکہ خلافت برای حضرت مرتضیٰ منعقد نشد زیرا کہ اہل حلّ و عقد عن اجتہاد و نصیحتہ للمسلمین بیعت نکردہ اند۔ اخرج ابو بکر بن ابی شیبہ عن معتمر بن سلیمان عن ابيہ قال حدثنا ابو نصرۃ ان ربيعة کلمت طلحة فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا کنتا فی نحر العدو حتی جاءتنا بیعتک هذا الرجل ثم انت الآن مقاتله او کما قالوا قال فقال انی اذعلت المجش و وضع علی عنقی اللج ذیل بائع والا قتلناک وقال فبايعة و عرفت انها بیعة ضلالية قال التیمی وقال الولید بن عبد الملک ان منافقا من منافق اہل العراق جبلة بن حکیم قال للزبیر فایک قد بايعة فقال الزبیر انّ السیف و وضع علی قفای فقیل لی بائع والا قتلناک قال فبايعة و اخرج ابو بکر عن محمد بن بشر قال سمعت حماد بن عبد اللہ بن

نے کہ میں نے کہا کہ یہ دواہی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ طلحہ اور زبیر۔ ائمہ ہانی نے کہا کہ میں نے تو ان میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُس سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی تو علی نے کہا مَن تَنَکَثَ فَاِنَّمَا اَلَمْ (۱۰:۴۸) پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا دباں اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے گا۔ دوسری یہ کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ قادر ہیں ذی النورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں بلکہ اُس سے مانع ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰ رض بھی اُن پر خطائے اجتہادی کا حکم لگاتے ہیں۔ روایت کیا ابو بکر نے ابو البختری سے کہا کہ علی رض سے اہل جمل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہا کہ پوچھا گیا کہ کیا مشرک ہیں یہ لوگ؟ علی رض نے کہا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔ کہا گیا کہ کیا منافقین ہیں یہ لوگ؟ کہا کہ منافقین اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کیا ہیں؟ کہا کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور علی رض نے کہا کہ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں کے ہو جائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِی صُدُورِهِمْ اَلَمْ (۱۵:۴۳) اور جو کچھ اُن کے دلوں میں غبار تھا ہم اُس کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح الفت و محبت سے رہیں گے۔ تختوں پر آسنے سامنے بیٹھا

الا صم ینکر عن ام راشد جدتہ
 قالت کنث عند ام ہانی فأتاہا
 علی فدعتہ لہ بطعام فقال مالی
 لا أراہ عندکم برکۃ یعنی الشاة
 قالت فقالت سبحان اللہ واللہ
 ان عندنا لبرکۃ قال اعنی الشاة
 قالت فنزلت فلقیت رجلیں
 فی الدرجۃ فسمعت احدہما
 یقول لصاحبہ بالیعشہ ایدینا و
 لم تبالیعہ قلوبنا قالت فقلت من
 ہذان الرجلان فقالوا طلعتہ و
 الذبیر قالت فانی قد سمعت احدہما
 یقول لصاحبہ بالیعشہ ایدینا و
 لم تبالیعہ قلوبنا فقال علی من
 کنث فانتما یکنث علی
 نفسہ ج و من اوفی بما
 علیہ اللہ فسیؤتیہ
 اجرًا عظیمًا ہ دوم آنکہ قصاص
 حق است و حضرت مرتضیٰ قادر
 است بر اخذ قصاص ذی النورین
 واخذہ آن نمی کند بلکہ مانع آن است
 و حضرت مرتضیٰ نیز بخطای اجتہادی
 حکم فرمود و اخراج ابو بکر عن ابی
 البختری قال سئل علی عن
 اہل الجمل قال قیل امشیر کون

کریں گے“ یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں
 ہیں اُن میں سے بعض کو ابو بکر نے اخذ کیا ہے۔ اور اگر
 دشمن اس بات کو قبول نہ کریں اور اُن کی رائے کو
 خطا و اجتہادی میں شمار نہ کریں بلکہ سیئات میں
 ہی محسوب کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالَّذِیْنَ
 هَاجَرُوا (آیۃ ۴: ۱۹۵) سو جن لوگوں نے ترک
 وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کو
 تکلیفیں دی گئیں میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید
 ہو گئے ضرور اُن لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں
 گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن
 کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض ملے گا اللہ کے
 پاس سے“ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمید
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جملہ فرمایا اور کہا کہ
 تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔ اور
 روایت کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زیاد
 سے کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ بیشک ہماری ماں
 نے یہ سفر کیا اور وہ خدا کی قسم زوجہ ہے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کی دنیا میں اور آخرت میں، لیکن اللہ تعالیٰ
 نے ہمیں اس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم
 (زوجہ رسول اللہ اور ماں ہونے کی وجہ سے) اس
 کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔ اور مسلم نے روایت
 کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حراء پر تھے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ و زبیر بھی تھے
 تو چٹان نے حرکت کی تو آپ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے
 اوپر نہیں ہے بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اور ابو بکر

ہم قال من الشریک فَرَّوْا قیل
 اَسْنَأَفِقُونَ ہم قال ان السافقین
 لایذکرون اَشَدَّ اَلَا قَلِیْلًا قیل
 فہا ہم قال اِخْوَانُنَا بَعَا عَلَیْنَا وَقَالَ
 عَلَیْ اَنی لَارِجُو اَنْ کُنْ کَالذِّیْنِ
 قَالَ اَشَدُّ عَسْرًا وَجَلًّا وَنَزَعْنَا
 مَا فِی صُدُورِهِمْ مِّنْ
 عَلَیْ اِخْوَانًا عَلَی سُرُورٍ
 مُّتَقَابِلِیْنَ ہ حدیث لہ طریقی
 متعدّدۃ اُخْرِجْ بَعْضُهَا ابُو بکر و
 اِگر خصم قبول نکند این را و
 رَأٰی الشَّیْثَانَ رَاٰ اَزْ خَطَاۃِی اَجْتَهَدٰی
 لَشَّمَارِ دَبْلَہٗ اَزْ سَیِّئَاتِ حَسَابِ
 کُنْدَ فَقَدْ قَالَ اَشَدُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی
 فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا
 مِّنْ دِیَارِهِمْ وَاُذْذُوْا فِی
 سَبِیْلِیْ وَاقَاتِلُوْا وَقَاتِلُوْا
 لَا کُفْرَتَ عَنْهُمْ سَبِیَّتِهِمْ
 وَلَا دُخْلَہُمْ جَنَّتِ بَجْرِی
 مِّنْ تَحْتِہَا اَلَا نَکَلُ تَوَابًا
 مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ہ اَلّٰیۃ و قَالَ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَعَلَّ اللّٰہَ
 اَمْلَحَ عَلٰی اہْلِ بَدْرِ فَقَالَ اَعْمَلُوْا
 مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَاُخْرِجْ
 ابُو بکر بن ابی شیبۃ عَنْ عَاشِرِ

نے روایت کیا ابو نضرہ سے کہا کہ ابو سعید کے پاس
 لوگوں نے ذکر کیا علی اور عثمان اور طلحہ و زبیر کا تو ابو سعید نے
 کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوا بقی اعمال بہت
 ہیں اور اُن پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ
 پر لوٹا دیا۔ پھر ان عزیزوں سے ایسے کلمات بھی
 منقول ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس رائے سے رجوع
 کرنے پر۔ ابو بکر نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے کہا کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری
 شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔ اور متعدد اسناد
 کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ علی نے جنگ جمل
 کے دن زبیر سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں
 کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں تجھ سے
 سرگوشی کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس
 سے سرگوشی کر رہا ہے، واللہ یہ ایک دن تجھ سے
 ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔
 کہا کہ یہ سن کر زبیر نے اپنی سواری کے منہ پر مارا
 اور لوٹ گئے۔ اس کو ابو بکر وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر
 اُن کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جریر
 نے اُن کو قتل کر دیا۔ اور روایت کیا ابو بکر نے قیس
 سے، کہا کہ مروان بن الحکم نے جمل کے دن طلحہ
 کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا
 شروع ہو گیا، جب اُس کو بند کرتے تھے تو بند ہو
 جاتا تھا اور جب اُس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا
 تھا۔ تو طلحہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر

بنے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر اُن کا انتقال ہو گیا۔ اور حاکم نے روایت کیا ثور بن مجزاة سے کہ میں یومِ جمل میں طلحہ کے آخری وقت پر اُن سے ملا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے۔ تو کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور اُن کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اُن کو اُس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر سچ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ نے ناپسند کیا اس بات کو کہ طلحہ جنت میں داخل ہو بغیر اس بات کے کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہو۔ اور رہا یہ کہ معاویہ مجتہد مخفی اور معذور تھے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پڑے ہوئے تھے۔ ہر چند کہ دوسری دلیل جو میزانِ شریعت میں اس سے زیادہ وزن دار تھی ظاہر ہو گئی مانند اُن باتوں کے جن کی تقریر ہم اہل جمل کے قصہ میں کر چکے ہیں بعض اشکال کے اضافہ کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ معاویہ اور اہل شام نے بیعت نہیں کی تھی اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلط اور اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ مستحق نہیں ہوئے۔ پھر تحکیم (حکم بنانے) کے معاملہ نے اس شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دعوتِ لہما واحدا یعنی دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔ اور رہا یہ کہ اہل حسد و باطل پر

بن زیاد قال قال عمار بن یاسر ان اُمّنا سارت میرنا هذا وانہا واللہ زوجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا والاخرۃ و لکن اللہ ابتلانا بهذا ليعلمک ایاہا نطیع ام ایاہ۔ و آخرج مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراء و ابو بکر و عمر و عثمان و طلحہ و الزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال اہدء فما علیک الا نبی او صدیق او شہید۔ و آخرج ابو بکر عن ابی نضرۃ قال ذکرنا علیاً و عثمان و طلحہ و الزبیر عند ابی سعید فقال اقوام سبقت لہم سوابق و اصابتہم فیتسنہ فرؤوا امرہم الی اللہ بازین عزیزان کلمات دالہ بر رجوع ازین رأی منقول شدہ اخرج ابو بکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت و دوت الی کنت غصنا رطباً دلم اسر میری هذا۔ وقد روی بطرق متعدده ان علیاً قال یوم الجمل للزبیر انشدک اللہ اسد کریم ما اتانا اللہی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اناجیک

فَعَالِ أَتَّجِبُهُ فَوَاشِدَ كَيْفَا تَلْتَكِ يَوْمًا
 وَهُوَ كَلَّ فَعَالِ قَالَ فَضَرَبَ الزَّبِيرُ
 وَجْهَهُ دَابَّتَهُ فَانصَرَتْ - أَخْرَجَهُ
 أَبُو بَكْرٍ وَغَيْرُهُ - ثُمَّ قَتَلَهُ ابْنُ جَسْرٍ مَوْزٍ
 بَعْدَ انْفِرَافِهِ مِنَ الْمُعْتَرِكِ - وَأَخْرَجَ
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَمَى مُرَوَّانُ بْنُ
 الْحَكَمِ يَوْمَ الْجَمَلِ طَلْحَةَ بِسَهْمٍ فِي
 رُكْبَتِهِ فَبَعَلَ الدَّمُ يَغْذُو وَيَسِيلُ
 فَذَا أَمْسَكَهُ اُنْتُسَكَ وَأَذَاتُ كَوْهٍ
 سَأَلَ فَعَالِ طَلْحَةُ دَعُوهُ أَمَا هُوَ سَهْمٌ
 أَرْسَلَهُ اللَّهُ فَمَاتَ - وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ
 عَنْ ثَوْرِ بْنِ مَجْزَاةٍ قَالَ مَرَّتْ بَطْلَمَةُ
 يَوْمَ الْجَمَلِ آخِرُ رَمِيٍّ فَعَالِ لِي مَنْ
 أَنْتَ قُلْتَ مَنْ أَصْحَابُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 عَلِيٌّ فَعَالِ الْبُسْطُ يَدُكَ أُبَايَعُكَ فَبَسَطَتْ
 يَدِي فَبَايَعَنِي وَفَاعَنْتَ نَفْسَهُ فَاتَيْتُ
 عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَعَالِ اللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَلِيَ اللَّهُ أَنْ يَدْخُلَ طَلْحَةُ الْجَنَّةَ إِلَّا
 وَبِيعَتِي فِي عُنُقِهِ - وَأَمَّا أَنْتُمْ مَعَاوِيَةُ
 مُجْتَهِدٌ غَطْلِي مُعْذَرٌ بُوَدِّسَ إِذَانُ
 جَهَنَّمَ كَمَا مَتَكَ بُوَدِّ بَشْبَحَهُ هَرٍ
 چند دلیل دیگر در میزان شرع راجح
 تر اذان بر آمد مانعہ انچه در
 قصہ اہل جمل تقریر کردیم

تھے اور علامات کفر یا فسق — میں ملوث
 تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حرور والوں
 کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں کہ یقون
 من الدین الخ یعنی وہ لوگ دین سے اس طرح نکل
 جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔
 اس کو روایت کیا سہیل بن خنیف اور عثمان بن
 مسعود اور ابوسعید وغیرہم نے۔ باقی رہا ایک مسئلہ
 جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے
 قدم لغزشیں کھا گئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ
 کی مدد سے تغلف کرنے والے مجتہد مصیب تھے
 یا مخفی معذور مجتہد تھے۔ بندہ کے نزدیک تحقیقات
 یہ ہے کہ تغلف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ
 جانے والے) عزیمت پر درکار بندہ تھے اور صریح احادیث
 سے جو صحیح اور متواتر المعنی ہیں دلیل پورے ہوئے
 تھے۔ ترمذی نے روایت کیا اُمّ مالک بہزیہ سے،
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ
 اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہا کہ
 میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے
 بہتر کون ہو گا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ
 میں (جنگل میں کیسو) ہے، اُن کا حق ادا کرتا ہے اور
 اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے
 گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو لکارتا ہے اور
 وہ اُس کو لکارتے ہیں۔ اور روایت کیا ترمذی نے
 بسر بن سعد سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عثمان
 بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا

ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب
ایسا فتنہ اُٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا
ہوا شخص بہتر ہوگا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا
بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا
دوڑنے والے سے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے
بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور
مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟
تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح بن جانا۔ اور
ترمذی نے روایت کیا عدلیہ بنت ابہان بن مصیفی
غفاری سے، کہا کہ علی بن ابی طالب میرے باپ
کے پاس آئے اور ان کو دعوت دی کہ جنگ کے
لئے ان کے ساتھ چلیں۔ میرے باپ نے ان
سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے
مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک
دوسرے کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی
کی بناؤں تو میں نے اس کو بنالیا ہے تو اگر آپ
چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں
عدلیہ نے کہا کہ پھر علی نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور ترمذی نے
روایت کیا ابو موسیٰ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں
فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے
چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھا اختیار
نہ لینا اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔ اور بخاری
نے روایت کیا شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں ابوسعود
اور ابو موسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ

بزیادت اشکال و آن آنست کہ
معاویہ و اہل شام بیعت نکردہ بودند
و میدانستند کہ تمام خلافت بمسلط
و نفاذ حکم است و آن متحقق نشد
باز امر تحکیم آن شبہہ را راسخ
تر نمود و در حدیث صحیح آمده
و حولہا واحدہ - داما آنکہ اہل حدوہ
بر باطل بودند و بسمت کفر یا
فسوق مشتمل اعاذنا اللہ من
ذکک پس ازان جہت کہ احادیث
متواترہ در باب حروریہ وارد شدہ
است کہ یمرقون من الدین مروق
السہم من الریۃ رواہ سہل بن
حلیف و عبد اللہ بن مسعود و ابو ذر
و ابوسعید و غیرہم - باقی ماند مسئلہ
در غایت غموض کہ قدم اکثری دران
لغزیدہ است و آن آنست کہ
متخلفین از نصرت حضرت مرتضی
مجتہد مصیب بودند یا مجتہد مخطی
مخدور و انچہ در پیش بندہ محقق
شدہ است آنست کہ متخلفان آخذ
بعضیست بودند و متمسک بصریح
احادیث صحیحہ متواترہ الحسنی
اخرج الترمذی عن ام مالک البہزنیۃ
قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ فَتَنَةً فَقَرَّبَهَا قَالَتْ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا
قَالَ رَجُلٌ فِي مَاشِيَةٍ يُؤْتِي
حَقَّهَا وَيُعْبَدُ رَبَّهُ وَرَجُلٌ آخِذٌ
بِرَأْسِ فَرْسٍ يُخَوِّفُ الْعَدُوَّ
وَيُخَوِّفُهُ - وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ لُبَسِ
بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ
قَالَ عِنْدَ فَتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ
أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا سَنَكُونُ فَتْنَةً
الْقَاعُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ
وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيِ وَالْمَاشِيِ
خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيِ قَالَ قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ
أَنْ دَخَلَ عَلَى بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ
إِلَيَّ لِيَقْتُلَنِي قَالَ كُنْ كَابْنِ آدَمَ
وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَدِيْسَةَ
بِنْتِ أَهْبَانَ بْنِ صَيْفِي الْغَفَّارِيِّ
قَالَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي
فَدَاهٍ إِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي
إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ عُمَرَ
إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَخْذُ
سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ فَقَدْ اتَّخَذْتَهُ فَا
سَلَّطْتُ خُرْجَتُ بِهِ مَعَكَ قَالَتْ
فَتَرَكَهُ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ
أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بھیٹا ہوا تھا۔ تو ابو مسعود نے عمار سے کہا کہ تمہارے
ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس
کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے، اور
میں نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے
نزدیک اس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے
اس امر میں سرعت دکھانے سے، تو عمار بن یاسر
نے کہا اے ابو مسعود! میں نے بھی تمہاری جانب
سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب
سے تم دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اختیار کی اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس
امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی۔ تو
ابو مسعود نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے
غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک
تو ابو موسیٰ کو دیا اور دوسرا عمار کو اور کہا کہ
تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا۔ اور
بخاری نے روایت کیا حرطہ مولیٰ اُسامہ سے، کہا کہ
مجھے اُسامہ نے بھیجا علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور
کہا کہ وہ یعنی علی تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں
گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو اُن سے یہ کہنا کہ وہ
آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلمے میں ہوں
گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس
میں میں آپ کے ساتھ ہوں، لیکن یہ ایسا امر ہے
کہ جس کو میں مناسب نہیں دیکھتا۔ تو علی نے مجھے
کچھ نہیں دیا۔ پھر میں گیا حسن اور حسین اور ابن جعفر

وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَثِيرٌ وَافِيهَا قَسِيمٌ وَقُطِّعُوا فِيهَا أَدْنَارُكُمْ وَالزَّمُوا فِيهَا أَجَافَ بَيْوتِكُمْ وَكُوُثُوا كَابَنِ آدَمَ - وَآخِرُ خُجِّ الْبَخَارِيِّ عَنْ شَيْتَقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَآبِي مُوسَى وَعُمَارُ بْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ لِعُمَارَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ أَحَدُ الْأَنْبِيَاءِ لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرُكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مِنْهُ صَحَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ اسْتِزْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ عُمَارُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يَا مَسْعُودُ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مِنْهُ صَحَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَكَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حَلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْآخَرَى عُمَارًا وَقَالَ رَوَّحًا فِيهِمَا إِلَى الْجَمْعَةِ - وَآخِرُ خُجِّ الْبَخَارِيِّ عَنْ حَزْمَةَ مَوْلَى أَسَامَةَ قَالَ أَرَسَنِي أَسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَّفَ صَاحِبُكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ

کی طرف تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد دیا۔ اور ابولعیلے نے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں خوارج کے عیاشد بن خباب کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو عیاشد بن خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں پھر ان لوگوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے کوئی حدیث سنی ہے جس کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا جو میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے۔ فرمایا پھر اگر وہ تجھے پکڑ لے تو تو اللہ کا بندہ مقتول بن جائے گا کہا ایوب نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ فرمایا کہ اور اللہ کا بندہ قاتل نہ بننا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اُس کو خود اپنے باپ سے سنا کہ وہ اُس کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر اس کو نہر کے کنارے پر لے گئے اور اس کی گردن مار دی پھر پانی میں بہا دیا گویا وہ جوتی کا تسمہ تھا۔ اور روایت کیا حاکم نے عمرو بن وابصہ اسدی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عیاشد بن مسعود سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے غالباً لاش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پرواہ نہ کی اور لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا اللہ اعلم

لَو كُنْتُ فِي شَدَقِ الْأَسَدِ لَا جَبَبْتُ
 اِنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِيهِ وَلكِنْ هَذَا
 امْرُؤٌ لَمْ اَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ
 اِلَى حَسَنِ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوْا
 لِي رَاحِلَتِي - وَآخَرَجَ الْوَيْلَةَ فِي
 حَدِيثٍ طَوِيْلٍ فِيهِ قَتْلُ الْخَوَارِجِ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُبَّابٍ قَالُوا اَنْتَ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُبَّابٍ صَاحِبُ رَسُوْلٍ
 اَللّٰهُ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ
 قَالُوا فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ اَبِيكَ حَدِيْثًا
 تُخَدِّشُنَا بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اَللّٰهُ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيَّ يَخْدِشُنِي عَنْ
 رَسُوْلِ اَللّٰهُ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْهُ
 ذَكَرَ فِتْنَةً الْقَاعَةُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنْ
 الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنْ
 الْمَاسِيَةِ وَالْمَاسِيَةُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنْ
 السَّاعِيَةِ قَالَ فَاِنْ اُذْرِكُكَ ذَاكَ فَلَئِنْ
 عَرِشْتُ الْمَقْتُوْلَ قَالَ اِلَيْكَ وَلَا اَعْلَمُ
 اِلَّا قَالًا وَلَا تَكُنْ عَرِشْتُ الْقَاتِلَ
 قَالُوا اَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ اَبِيكَ
 يُخَدِّشُكَ بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اَللّٰهُ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدِّمُوْهُ
 مَضْفًى النَّهْـمَ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَسَالَ
 دَمًا كَاَنَّهُ شَرَاكُ نَعْلٍ - وَآخَرَجَ الْحَاكِمُ
 عَنْ عُمَرَ بْنِ اِبْلِصَةَ الْاَسَدِي عَنْ

سے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس
 میں لیٹنے والا بہتر ہوگا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے
 والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے
 والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا
 سوار سے، اور سوار بہتر ہوگا دوڑانے والے سے۔ میں
 نے کہا یا رسول اللہ یہ کب ہوگا۔ فرمایا ایسا
 ایام ہرج (فتنہ و فساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشین
 سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ مجھے
 کیا حکم دیتے ہیں اگر میں اس زمانہ کو پاؤں۔ فرمایا
 کہ روکے رکھنا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو اور
 اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ
 یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو
 کمرے میں داخل ہو جانا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا
 کہ یہ بتائیے اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہو جائے
 تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا
 کر لینا۔ اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پونچھے
 پر سے جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا۔ اور کہنا
 رَبِّيَ اَللّٰهُ یعنی ”میرا رب اللہ ہے“۔ یہاں تک
 کہ تو اسی حال پر مرجائے۔ اور حاکم نے روایت کیا
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اے لوگو تم پر
 فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات
 کے ٹکڑے ہیں سب سے بہتر آدمی اُس میں، یا کہا
 اُن میں سے، بگری والا ہے جو اپنی بگری کی سری
 کھا کر ہی گزارا کرے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی دسے
 کے پیچھے اپنے گھوڑے کی بھاگ پکڑے ہوئے

اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے اور آبادی سے جو محلِ فتنہ ہے دور رہے۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تمہارے سامنے بہت سے فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن اُٹھے گا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپؐ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کلیاں بن جانا (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد رکھو غنقریب فتنہ اُٹھنے والا پھر سمجھ لو ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا اس کی طرف دوڑنے والے سے۔ پھر جب وہ نازل ہو جائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں اُس کو چاہئے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (کاشتکاری کرے) تو آپؐ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں

أبیه عن عائشہ بن مسعود محدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یمکن فتنۃ المضطیع فیما غیر من القاعد والقاعد غیبر من القائم والقائم غیبر من الماشی والماشی غیبر من الراكب والراكب غیبر من الجری قلت یا رسول اللہ و مثی ذکر قال ذلک آیام الهرج حین لا یأمن الرجل جلیسہ قلت فہم یتأمرنہ ان یدرکت ذلک الزمان قال انقضت نفسک ویدک وادخل ذاک قال قلت یا رسول اللہ ارأیت ان دخل علی داری قال فادخل بیتک قال قلت افرأیت ان دخل علی بیتی قال فادخل فی مسجدک واصنع بهذا و قبض یمینہ علی الکوع وقل ربی اللہ حتی تموت علی ذلک و اخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال ایہا الناس اظلمکم فتنۃ کاہب قطع اللیل الظلم غیبر الناس فیہا اد قال منہا صاحب شاء یا کل من رأس غنمہ ورجل من وراء الدرب آخذ بعنان

فرسہ یا کل من سیفہ - و آخرج
الحاکم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی
اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان بین ایدیکم
قتلاً کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل
فیہا مؤمناً و یسبی کافرّاً و یمسی
مؤمناً و یصبح کافرّاً القاعد فیہا
خیبر من القائم والقائم فیہا
خیبر من الماشی والماشی
فیہا خیبر من الساعی قالوا فماترنا
قال کونوا اخلاصاً بیوتکم - و
اخرج الحاکم عن ابی بکرۃ رضی
اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الا اکتھا
ستکون فتنہ الا ثم تكون فتنہ
القاعد فیہا خیبر من القائم والقائم
فیہا خیبر من الماشی والماشی
فیہا خیبر من الساعی ایہا فاذا
نزلت الا من کان له ابل فلیس فی
ابله و من کان له غنم فلیس فی غنمہ
ومن کانت له ارض فلیس فی ارضہ
فقال له رجل یا رسول اللہ ارأیت
ان لم ین له ابل ولا غنم و
لا ارض قال فلیا عند جبر فلیس فی
بہ طے حد سیفہ ثم لیج ان استطاع

بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں
اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اُس کو چاہئے کہ پتھر
لا کر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہئے
کہ پنج نکلے اگر پنج نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں
بھاگ جائے) پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟
یہ تین بار فرمایا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ
بتائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی
ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے
پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل
کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیرے گناہ لے
کر لوٹے گا پھر اصحابِ نار میں سے ہو جائے گا۔ اس
کو تین مرتبہ فرمایا۔ اور حاکم نے روایت کیا سعد بن
مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب ایسا فتنہ واقع
ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے
والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا
بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر
ہوگا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا بہتر ہوگا
سوار سے اور سوار بہتر ہوگا تیز دوڑانے والے
سے۔ اور حاکم نے روایت کیا محمد بن مسلمہ سے، کہا کہ
میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے کیا کرنا چاہئے جب نماز پڑھنے
والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں۔ فرمایا کہ
اپنی تلوار لے کر حرّہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے
جانا اور اس کو پتھروں پر مارنا (تاکہ دھار نہ رہے)
پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے

النَّجَاةُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ هَلْ بَلَغْتَ ثَلَاثًا فَقَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أُرْسِلْتُ حَتَّى يَطْلُقَ بِي إِلَى أَحَدٍ
الضَّالِّينَ فَيُرْسِلُونِي رَجُلًا يَسْبِغُونِي بِمَاءٍ يَبْقَى فِي قَلْبِي
قَالَ يَبْقَى بِأَمْرِهِ وَأَنْتَ كَيْفَ تَكُونُ مِنْ
أَصْحَابِ النَّارِ قَالَا ثَلَاثًا - وَآخِرُ الْحَاكِمِ
عَنْ سَعْدِ بْنِ هَاشِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّمَا تَكُونُ فِتْنَةً الْقَاعَةُ فِيهَا خَيْرٌ
مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيِ
وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّامِعِ وَالسَّامِعِ
فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الرَّاكِبِ وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ
مِنَ الْمَوْضِعِ - وَآخِرُ الْحَاكِمِ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ مُسْلِمَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ
أَصْنَعُ إِذَا اخْتَلَفَ الْمُصَلُّونَ قَالَ
تَخْرُجُ بِسَيْفِكَ إِلَى الْحَرَّةِ فَتَنْصُرُ بِهَا
بِهِ ثُمَّ تَدْخُلُ بِسَيْفِكَ حَتَّى تَأْتِيكَ مَنِيَّةٌ
قَارِيَّةٌ أَوْ يَدٌ خَالِطَةٌ - إِنِّي جَاءْتُ بِشِبْهِهِ
وَأُرْوِي بِشِبْهِهِ هَرَاكَاةً حَضَرَتْ عَلَى مَرْثَعِي
خَلِيفَةُ بَرِّحَى اسْتَلْزَمَ شِدَّاعَانَتَ
أَوْسٍ تَخْلَفُ أَرْصَرْتَ وَبِى رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ حَسْبُكَ مَرْضَى الْهَيْ خَوَابِدُ بُوْدُ كُوَيْمِ
أَخْفَضَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَأْسَتَكَ
حَضَرَتْ مَرْثَعِي هَرْجَنْدَ خَلِيفَةُ بَرِّحَى اسْتَلْزَمَ
أَمَّا نَصْرَتُ أَوْ مَقْدَرُ نَيْسَتُ وَدَرْغَبِ
مَعْمَمُ شَدَّ اسْتَلْزَمَ كَارِازِ دَسْتِ أَوْ
بِيرْدَنِ رُوْدُ وَاجْتِمَاعِ نَاسِ وَنَفَاذِ حَكْمِ

قضائے الہی کو پورا کرنے والی یا کوئی خطا کار ہاتھ تھاری
طرف بڑھے۔ یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب
حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ برحق ہیں تو اُن کی اعانت لازم
ہوئی تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا کیونکر
پسندیدہ خداوندی ہو گا؟ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ حضرت مرتضیٰ
ہر چند کہ خلیفہ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں
ہے اور غیب میں یہ بات مصمم ہو چکی ہے کہ اُن کے
قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور اُن پر عام لوگوں کا
اجتماع نہ ہو گا اور بلاد اسلام میں اُن کا حکم قطعاً
نافذ نہ ہو گا لہذا لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے
بڑھنے کا موجب ہو گا۔ خلیفہ برحق کی مدد اُس صورت
میں مطلوب ہوگی جب کہ اُن کے منصور و کامیاب
ہونے کا ظن موجود ہو۔ جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو
گیا کہ اُن کو نصرت فائدہ نہ بخشنے گی تو قوم کو قتال
کی طرف دعوت دینے اور اُن کو لڑائی کے لئے آمادہ
کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر
واقعہ حرہ ہے جس میں کہ اہل مدینہ کی مظلومیت تھکے
طور پر معلوم تھی اور اُن کو مار ڈالنے والوں کا ظالم ہونا
اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے قتال سے رکنے کا حکم فرمایا۔ حاکم
نے روایت کیا ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر!
میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ وسعدیک، فرمایا کہ
تیرا کیا حال ہو گا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت

پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بجائے میں قوت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہوگا تو اتنی قوت نہ ہوگی کہ اٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یا یہ کہا کہ اللہ اور اُس کے رسول نے میرے لئے کیا پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا لیکن یا رسول اللہ وسعدیک۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو (مقام) اجار الزیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اُس سے جا ملنا یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے اُس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (فتنہ) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لیا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر گھر میں گھس کر کوئی میرے پاس آ پینچا۔ فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کر کے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔ اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت مرتضیٰ اور اُن کے اقارب کو بھی آپ منع فرماتے رہے ہوں اور قتال سے روکتے رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے

اور بلاد اسلام اصلاً مستظلم نشود پس بر غلامیدن مردم موجب زیادت فتنہ خواهد بود نصرت خلیفہ بر حق جائی مطلوب است کہ منصور شدن او مغنون باشد چون بالقطع معلوم شد کہ نصرت او فائدہ نخواہد بخشید تداعی اقوام بجہت قتال و تہیای ایشان برائے جدال چہ سودنظر آن واقعہ حرہ است کہ مظلومیت اہل مدینہ اُجلای معلومات بود و ظالم بودن کشندگان ایشان اظہر مع هذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکت از قتال امر فرمودند اخرج الحاكم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا باذر قلت لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال کیف انت اذا اصاب الناس جوع وتأتی مسجدک فلا تستطيع ان ترجع الی فراشک وتأتی فراشک ولا تستطيع ان تنہض الی مسجدک قلت اللہ ورسولہ اعلم او ما خاف اللہ لی ورسولہ قال علیک بالعقۃ ثم قال یا باذر قلت لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال کیف انت اذا رأیت اجار الزیت قد غرقت بالدم قلت ما خاف اللہ لی ورسولہ قال تلحق بمن

انت منه او قال عليك بمن انت منه
قلت افلا اخذ سيفي فاصعه
على عاتقي قال شاركت اذا قلت
فما تأمرني قال تلزم بي شك قلت
ارأيت ان وفعل طعنتي قال
فان خيشت ان يهرك شعاع سيفي
فانق رداؤك علي وجهك يهوى بالشمه
واشمك و اگر ساعلی عود کند و گوید
اگر چنین است می بایست که حضرت
مرتضی و اقارب ایشان را نیز منع
می فرمودند و از قتال باز میداشتند
گوئیم لانسلم در حق حضرت مرتضی و جہی
دیگر یافتہ شد موجب تصلب و اور
قتال و آن آن است کہ حضرت مرتضی
خلافت را خلع نکنند و در احکام قواعد
آن سعی کلی بجا آرند و در حشر و
زمرہ خلفا مبعوث شود نظیرہ قصہ ذی
النورین رضی اللہ عنہ و اقارب
اورا می باید کہ بحق صلہ ارحام قیام
نمایند و خدمت خلیفہ برحق بجا آرند
و عمار بن یاسر نیز در حکم اقارب بود
از جهت شدت لزوم بصحت پس در
حق مرتضی و اقارب او این معنی اقرب
بصواب است و در حق جماعہ کہ
قربانت نداشتند آن نزدیک تر

حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ
پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت
ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ
حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ خلافت کا خلع نہ کریں (یعنی دستبردار
نہ ہوں)، اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری
پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء
کے زمرے میں مبعوث ہوں۔ اُس کی نظیر ذی النورین
رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ آپ نے حسب ارشاد نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے خلع
منظور نہ کیا، رہتے آپ کے اقارب تو اُن کے لئے ضروری تھا
کہ حق قربانت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں
اور خلیفہ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور عمار بن
یاسر بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
صحبت اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے
اقارب کے حکم میں داخل تھے۔ الحاصل حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
اور اُن کے اقارب کے حق میں یہ معنی اقرب
الی الصواب ہیں۔ اور اس جماعت کے حق
میں جو قربانت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے
قریب تر تھے ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد
(یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک
موقع ہے)۔ پھر حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل
اور صفین سے پہلے اور اُن دونوں قتالوں کے بعد
ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف
اور متباہن ہیں۔ بظاہر (حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کی) نہایت
درجہ احتیاط و تقوا ہے اور جانب مخالف کی دلیل

کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہو گا۔ حاکم نے روایت کیا طارق بن شہاب سے، کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ (مقاتل) ربذہ میں اڈنٹ کے ایک پُرانے کجاوے پر بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ حسن اور حسینؑ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کروں یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اُس کے ساتھ کفر کروں۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ حسن بن علی سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابو بکر اور حاکم نے روایت کیا۔ ابوبکر نے روایت کیا عمار سے، کہا کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔ اور روایت کیا ابوبکر نے سلیمان بن مہران سے کہا کہ مجھ سے روایت کیا اُس شخص نے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے یوم صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیے) نہ لڑتا جا اے ابو موسیٰ اور فیصلہ کر، اگرچہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔ اور روایت کیا ابوبکر نے شعبی سے، انہوں نے حارث

بصواب بودع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد پڑ باز از حضرت مرتضیٰ قبل از قتال جمل و صفین و بعد ازین ہر دو قتال احوال مختلفہ متباینہ مروی شدہ ظاہرا از بہت شدت تورع و ملاحظہ قوت و دلیل جانب خلاف بودہ باشت۔ اخرج الحاکم عن طارق بن شہاب قال رأیت علیاً علی رُحْلٍ رَیثَ بِالْأَبْدَةِ وَهُوَ یَقُولُ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَا لَکُمَا تَجْتَنَانِ حِجِینَ الْجَارِیَةِ وَاللَّهِ لَقَدْ ضَرَبْتُ هَذَا الْأَمْرَ طَبْعَ الْبَطْنِ فَمَا وَجَدْتُ مُدًّا مِنْ قِتَالِ الْقَوْمِ إِلَّا الْکُفْرَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَی عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلٍ بِطَرِیقٍ مُتَعَدَّةٍ وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ وَغَیْرِهِ قَالَ عَلِیُّ یَوْمَ الْجَمَلِ وَرَدْتُ اِنِّ کُنْتُ مِتُّ قَبْلَ هَذَا بَعَشْرَینَ سَنَةً اُخْرَجَ بَعْضُ طَبَقَةِ الْبُؤْجِ وَالْحَاکِمُ اُخْرَجَ الْبُؤْجُ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى یَنْبَغُونَا سَفَعَاتِ حِجْرٍ لَکُنَّا اَنَا عَلِی الْحَقِّ وَانْتَهَم عَلِی الضَّلَالَةِ وَاُخْرَجَ الْبُؤْجُ عَنْ سَلِیْمَانَ بْنِ مَهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنِی مَنْ سَمِعَ عَلِیًّا یَوْمَ صَفِینِ وَهُوَ عَاصِفٌ عَلِی شَفْتِهِ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ الْأَمْرَ

سے کہا کہ جب علی رضی اللہ عنہ سے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی امت اُن پر مجتمع نہ ہوگی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے اُن میں یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اُس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے اُچھلتے ہوئے دیکھو گے۔

تمت

يَكُونُ هَكَذَا مَا خَرَجْتَ إِذْ هَبْتَ يَا بَا مُوسَى فَاحْكُمْ وَلَوْ بِحُزْنٍ مُحْتَقٍ وَ اخْرُجِ الْبُجْرَ عَنِ الشَّعْبِ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ لِمَا رَجَعَ عَلِيٌّ مِنْ صِفِّينَ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ أَبَدًا فَتَكَلَّمَ بِأَشْيَاءَ كَانَ لَا يَتَكَلَّمُ بِهَا وَ حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ كَانَ لَا يَتَحَدَّثُ بِهَا فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ أَتَيْهَا النَّاسُ لَا تَحْزَنُوا إِمَارَةً مُعَاوِيَةَ فَوَاللَّهِ لَوْ قَدْ قُتِلَ مُعَاوِيَةُ لَقَدْ رَأَيْتُمُ الرَّدَى تَنْزِعُونَ كَوَاہِلَهَا كَالْحَنْظَلِ



عرض میں ترجمہ

الحمد للہ علی احسنناہم کہ اس اہم کتاب کے ترجمہ کی اس ناپیدہ کو توفیق و ہمت اُس نے عطا فرمادی، یہاں تک کہ اُس سے فراغت حاصل ہو گئی۔ حضرت الامام عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ قدسنا اللہ بسرہ کی تصانیف میں یہ کتاب ایسا ہی خاص مقام رکھتی ہے جیسا کہ امام ممدوح علماء عصر کے مابین خاص مقام رکھتے تھے، یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ کے بعد کے دور میں بھی آپ جیسا کوئی محقق اور علوم دینیہ معارف شرعیہ کا متبحر اس ملک میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا چشمہ فیض آج تک جاری ہے۔ ہندوستان میں جس قدر مدارس اسلامیہ علوم دینیہ کی نشر و اشاعت میں مصروف فیض رسانی ہیں وہ سب اسی چشمہ کی شاخیں ہیں۔ آپ کی بہت سی تصانیف اہل علم میں متداول ہیں اس لئے آپ کی ذات مبارک کسی تعارف کی محتاج نہیں، اظہار حال کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مصنفؒ کے دور میں دہلی اور اس کے نواح پر مذہب بیچہ اثنا عشریہ کا اتنا تسلط ہو چکا تھا کہ بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب خلیف اکبر حضرت مصنفؒ ”مشکل سے کوئی گھر ایسا ہوگا جس میں ایک یا دو آدمی اس مذہب کے حلقہ بگوش نہ ہوں“، قلعہ معلیٰ کوشیعت نے اپنے زیر اقتدار کر لیا تھا۔ اس مذہب کے فرجوش حامیوں نے بزرگان اہل سنت و جماعت کی عزت و حرمت اور زندگی کو خطرے میں ڈال رکھا تھا خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب پر تو یہ حال گذرا ہے کہ اُن کو ہمیشہ مسلح رہنا پڑتا تھا۔ میں نے اپنے اکابر سے سنا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فن شمشیر زنی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس جماعت کے سرپھروں نے آپ کو ایسے وقت گھیر لیا جب کہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بحال شجاعت بانے کے ہاتھ چلاتے ہوئے اُن کے درمیان سے صاف بچکر نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیف اکبر مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں اپنے مشہور و

معروف نام عبد العزیز کے بجائے حافظ غلام حلیم اور باپ کا نام ولی اللہ کے بجائے شیخ قطب الدین احمد اور دادا کا نام بجائے عبد الرحیم کے شیخ ابو الفیض نثریہ کیا اس طرح حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی.... الخ اور اسی کتاب میں ایک مقام پر اس کتاب — ازالۃ الخفاء کے مؤلف کے نام کو بھی ایسے انداز میں ذکر کیا ہے جس سے کسی کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ مصنف تحفۂ اثنا عشریہ صاحب ازالۃ الخفاء کے فرزند ہیں۔ جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کو اس عبارت سے مصنف ازالۃ الخفاء کے نام میں اشتباہ ہو سکتا ہے جس کا ازالہ فارسی نسخہ میں — ”خاتمۃ الطبع“ کے زیر عنوان حضرت مولانا محمد احسن صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے کیا ہے۔ جو اس کتاب کے مصحح اور ناظم امور کئے گئے تھے۔ اور جو مختصر حواشی اس کتاب پر ہیں وہ بھی حضرت مسدوح کی کاوش کا نتیجہ ہیں جن سے ترجمہ کے دوران میں اتھور کو بڑی مدد ملی۔ اس خاتمہ میں موصوف نے جو خدمت اس کتاب کی انجام دی اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ تاکہ اصل کتاب کے متعلق امور کا علم بھی ناظرین کو ہو جائے۔

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

ترجمہ خاتمۃ الطبع ”ازالۃ الخفاء“ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوبال ۲۸ھ از مولانا محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ | سب تعریف اللہ کے لئے جو یگانہ ہے اپنی ذات میں اور بے ہمتا ہے اپنی صفات میں اور درود و سلام خلق اللہ میں کے سب سے بلند مرتبہ پر جن کا اسم مبارک محمد ہے جو کفر کی تباہیوں کو اپنی آیات کے انوار سے مٹانے والے ہیں اور آپ کے جملہ تابعین پر جنہوں نے آپ کے طریقہ کا اتباع کیا اور آپ کے قدم بقدم چلے اور آپ کے اصحاب پر خصوصاً ان پر جو آپ کے فرائض تھے آپ کی زندگی میں اور خلفاء ہوئے آپ کی وفات کے بعد۔ اما بعد بندہ ضعیف محمد احسن صدیقی صاحبان علم کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ کتاب ”ازالۃ الخفاء“ عالم ربانی جنید زبانی ”محمد اسماعیل بخاری ثانی“ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اور جو کچھ بعض لوگوں کے دلوں میں ”تحفۂ اثنا عشریہ“ کی عبارت سے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اس میں لکھتے ہیں کہ کتاب ”ازالۃ الخفاء“ شہر کہنہ دہلی کے رہنے والوں میں سے ایک بزرگ کی تصنیف ہے کہ فقیر نے بھی بارہا ان کی زیارت سے مشرف ہو کر استفادہ کیا ہے۔ انتہی لمخصاً۔ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب مذکورہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تھیں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مؤلف ”تحفۂ اثنا عشریہ“ نے اپنی کتاب کے دیباچہ کے شروع میں خود اپنے (مشہور) نام کا بھی تذکرہ کیا ہے (چھپایا ہے) کہ آپ یوں لکھتے ہیں کہ بندہ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین دہلوی الخ جس وجہ

سے اپنے نام کا تو یہ کیا ہے اُسی وجہ سے ازالۃ الخفاء کے مصنف کا اور اپنے بیٹا ہونے کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود مؤلف "ازالۃ الخفاء" نے رسالہ "مذہب فاروق اعظم" میں جو کہ کتاب مذکور کا ایک مجز و ہ ہے اپنے نام کی توضیح بقید ولدیت فرمادی ہے نیز اس جلد کے شروع میں "رسالہ تصوف عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آغاز پر اور دیگر مقامات پر بھی اس کی تصریح کی ہے ۱۲ مترجم اس صورت میں کسی وہمی کا وہم بے جا اور شکی کا شک نازیبا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کلام کی فصاحت اور مضمون کی بلاغت اور عبارات کا بر محل استعمال اور دور رس اشارات پر یہ سب خوبیاں شہادت دے رہی ہیں کہ یہ ابدار موقتی تحریر کی لڑی میں کس نے پروئے ہیں۔ اور ان عجیب دلائل اور مضامین غریبہ کا اختراع کس نے کیا ہے۔ ان آیام میں کتاب موصوف کے طبع کرنے کے لئے جناب مستطاب مستغنی عن اللقب فشتی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے اس پریشان حال کو حکم دیا۔ اگرچہ میں اپنے میں اس بڑے کام کی لیاقت نہیں رکھتا تھا لیکن اُن کے حکم کی تعمیل کے لئے میں نے کمر ہمت کو باندھ لیا اور اس کے تحشیہ میں منہمک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ جس چیز کو دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں آگئی۔ اب چند باتیں عرض کرنے کے قابل ہیں اَوّل یہ کہ یہ کتاب بہت کیاب تھی اور باوجود بڑی جستجو کے صرف تین (قلمی) نسخے بہم پہنچے تھے۔ اُن میں سے ایک نسخہ تو فشتی صاحب مدوح نے بھوپال سے بھیجا اور دوسرا جناب ففیلت آب مکرمی مولوی احمد حسن صاحب مراد آبادی نے عطا فرمایا اور تیسرا علامہ زمن جناب مولوی نور الحسن صاحب مرحوم کا ندھلوی نے مرحمت کیا۔ اگرچہ یہ تینوں نسخے (مخطوطے) غلطیوں سے بھرے ہوئے تھے، مگر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے بعد صحیح عبارت اکثر واضح ہو جاتی تھی۔ اور جس جگہ کہ تینوں نسخے غلطی میں موافق تھے تو دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اور اگر دوسری کتابوں سے بھی کچھ پتہ نہ مل سکتا تھا تو اپنی طرف سے کچھ محمو و اثبات عمل میں لایا جاتا تھا اور ایسی اکثر جگہ پر میں نے اپنے تصرف کی حاشیہ پر اطلاع کر دی ہے چنانچہ ملاحظہ سے واضح ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ اس کتاب کی احادیث اکثر مکرر ہیں، بلکہ بعض احادیث چار پانچ مرتبہ بھی آئی ہیں اور کتاب کی طباعت اَوّل سے آخر تک مرتب طور پر نہیں ہوئی اس لئے ایسا ہوا ہے کہ جو صفحہ پہلے سامنے آ گیا الفاظ مشککہ کے معنی وہیں لکھ دیئے گئے۔ تو اگر ناظرین کسی جگہ پر الفاظ مشککہ کی شرح نہ پائیں تو سمجھ لیں کہ وہ کسی دوسری جگہ پر نکھی جا چکی ہے چونکہ اس کتاب میں متن و ترجمہ دونوں مقابل ہیں اس لئے یہاں ان تمام حاشیہ کو بعینہا قائم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ لغات مشککہ کا حل ترجمہ سے ہو جاتا ہے۔ اگر کسی حاشیہ میں کوئی خاص افادیت محسوس ہوئی تو اس کا ترجمہ فٹ نوٹ میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم تیسری بات یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب

کے دو حصے کئے ہیں۔ حصہ اول کو آٹھ فصلوں پر منقسم کیا اور آٹھویں فصل کی بنیاد دو مقصدوں پر رکھی۔ مقصد اول میں تفصیل شیعین پر دلائل عقلیہ لکھے۔ اور مقصد دوم میں دلائل عقلیہ تجویز فرمائے لیکن کسی وجہ سے اپنی اس تحریر کی پابندی نہ کر سکے جیسا کہ جلد اول کے خاتمہ پر میں نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور حصہ دوم کی آخر عبارت کے سیاق سے بھی یہ بات صاف طور پر مترشح ہے کہ کچھ ناتمام رہ گیا ہے اور یہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب پر نظر ثانی کی نوبت نہیں آئی اور ایسا ہی ظاہر بھی ہوتا ہے کیونکہ نفس کتاب کا پورا کرنا مقدم ہے نظر ثانی پر۔ تو جب کہ اس کی بھی نوبت نہ آ سکی تو نظر ثانی کا کام کیسے ہو جاتا۔ بہر حال جس قدر بھی ہے ایک بحر زار اور عروج ناپید اکنار ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ازالہ اخلاط میں نے پوری کوشش کی ہے اور جس جگہ پر مطلوب اصلی کے سمجھنے سے یہ فقیر عاجز ہو گیا ہے اُس کو حرف بحرف منقول عنہ کے مطابق رہنے دیا گیا اور اس سب کے باوجود مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلت فہم کا اعتراف ہے۔ ناظرین بالنصاف سے امید دار ہوں کہ اگر کسی غلطی پر واقف ہو جائیں تو معاف فرمائیں ع والہ العذر عند کرام الناس مقبول۔ اور نیز اگر ہو سکے تو دعاء خیر سے ہم چاروں دیوں کو محروم نہ فرمائیں و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہما سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ انٹھلی

اس ترجمہ کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گیا کہ کتاب کی تصنیف میں سعی بلیغ کی گئی اور ایسی صورت میں کہ بڑی کوشش کے بعد صرف دو نسخے دستیاب ہو سکے تھے اس کی کیا بی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ بہت بڑا علمی ذخیرہ ضائع ہونے کے قریب تھا جس کو منشی محمد جمال الدین خاں صاحب اہلہام مرحوم ریاست بھوپال رحمۃ اللہ علیہ نے گم ہونے سے بچا لیا تھا (افسوس ہے کہ یہ اسلامی ریاست جو قابل قدر علمی خدمات انجام دیتی رہی ہے انقلاب مشرق کی نذر ہو چکی ہے اسی لئے میں نے لفظ مرحوم استعمال کیا ہے) اور اس کی تصنیف و تحشیہ کے لئے ایسے عالم کا انتخاب کیا جو خاندان دلی الہی کے آخری دور کی مبارک مجالس استفاضہ کئے ہوئے بزرگوں میں سے تھے یعنی مولانا محمد اجسن صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ کے معاصرین بلکہ اہل خاندان میں سے تھے اور یونہی میں آپ کے پہلو میں مدفون بھی ہیں۔ ان ہی بزرگان سلف کی مجالس سے موصوف کو یہ علم ہوا ہو گا کہ حضرت شاہ صاحب کو کتاب پر نظر ثانی کا موقع نہیں ملا جس کا اظہار موصوف نے مذکورہ بالا مضمون میں فرمایا ہے۔ بہر حال کتاب کا یہ ایڈیشن جو ۱۲۸۵ھ میں یعنی آج سے ایک صدی پہلے طبع ہوا تھا اب تقریباً ناپید ہو چکا ہے۔ اس کے بعد پھر منصف ظہور پر لانے اور اُس کے صحیح اردو ترجمہ

کی تحریک مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں پیدا ہوئی جس کے محرکات کا اظہار موصوف نے جلد اول میں کیا ہے۔ اور موصوف نے چار جلدوں پر منقسم کر کے ۱۳۲۹ھ میں ایک حصہ کا ترجمہ کیا اور مع متن کے خود ہی اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ مگر کام کا سلسلہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور ایک چوتھا حصہ کتاب بھی غالباً بیس پچیس سال کے بعد کیا ہوا گیا۔ اگرچہ بعض تاجروں نے صرف اس ترجمہ کو چند سال ہوئے کہ طبع کیا مگر اصل متن کے بغیر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل کتاب کا احیاء نہ ہو سکا اور اس کا بھی امکان باقی نہ رہا کہ کوئی اہل علم اصل اور ترجمہ کا مقابلہ کر کے ترجمہ کی صحت کو جانچ سکے۔ اور یہ معلوم کر سکے کہ ترجمہ میں اصل کتاب کی روح محفوظ ہے یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے مولانا بشیر محمد صاحب و دیگر ابناء مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ انہوں نے اس گنج گرانیہ کو ضائع ہونے سے بچا لیا، مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی ترجمہ کی ہوئی پہلی جلد کو مع متن و ترجمہ نہایت محسن اسلوب کے ساتھ طبع کیا جو وضاحت و عمدگی میں طبع اول سے بہت فائق ہے۔ پھر بقیہ تینوں جلدوں کی تکمیل کے لئے کمر بستہ ہوئے تو ان جلدوں کے ترجمہ کی خدمت کا مسئلہ سامنے آیا اور اس بار گراں کے کھینچنے کے لئے ”ع قرعہ فال بنام من دیوانہ زدنہ“ مشیت الہی کی کار فرمائی سے اس عاجز کے دوش ناتواں کا انتخاب عمل میں آیا، اور اپنی بے بضاعتی کے پورے استحضار کے باوجود احقر نے بھی ہمت قلندرانہ سے کام لیتے ہوئے امداد الہی پر بھروسہ کر کے اس بار کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا۔ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید۔ دیگران ہم بکنند یا نہ مسیحا می گردد۔ اصل و ترجمہ کی صحت میں اس کمتر بن خدام دین کو جس قدر کاوش کرنا پڑی اس کی نوعیت کا کام کی ابتداء کرتے ہوئے تصور بھی نہ تھا۔ بہر حال اب یہ کام تکمیل تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر کہ اس درجہ اہم خدمت اس لاشعہ محض کے ہاتھوں سے کرائی شکر کرتا اور اس سے عہدہ برا ہونا اپنی قدرت سے باہر دیکھتا ہوں۔ شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما۔

اس کے بعد گزارش ہے کہ اس کتاب میں جس کو محشی موصوف نے بحر زخار اور موج ناپید کنار سے سابق سطور میں تشبیہ دی ہے نکات نادر اور حقائق باہرہ کے گرانمایہ موتیوں کا ایک بڑا ذخیرہ بکھرا ہوا ہے جن سے استفادہ ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ کسی بحر زخار کی تہ میں سے موتیوں کا نکالنا۔ بڑے بڑے اعلیٰ مضامین جو گرفتہ قدر حقائق و دقائق پر مشتمل ہیں عبارات کے تسلسل میں سمو دیئے گئے ہیں جن کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ مخصوص عنوانات کسی خاص عنوان کے تحت مذکور ہوں مگر ایسے عنوانات قائم کرنے کی ضرورت

دی گئی وہ نہ ہونے کے برابر ہے مصحح و محشی رحمہ اللہ نے کہیں کہیں حاشیہ پر کچھ اشارات کئے ہیں جو نا کافی ہیں جس شخص نے پوری کتاب کا حواشا مطالعہ کیا ہو گا اس کے لئے بھی اگر وہ کسی خاص مضمون کو دوبارہ دیکھنا چاہے اور اس کا موقع و محل یاد نہ ہو تو دوبارہ دیکھنا بغیر اچھی خاصی دردمری کے ممکن نہ ہو گا۔ اس لئے خاص خاص اہم مضامین کے لئے مختصر عنوانات پر مشتمل فہرست کے بغیر اس سے استفادہ دشوار تھا۔ اس ضرورت کو مولانا عبد الشکور صاحب رحمہ اللہ مترجم جلد اول نے محسوس کیا اور خاص خاص مضامین کی ایک فہرست مرتب کر کے شامل کتاب کر دی۔ اس ضرورت پر نظر کرتے ہوئے احقر نے بھی موصوف کے نقش قدم کا اتباع کیا اور اپنے ترجمہ کی تینوں جلدوں کی فہرست مضامین بقید صفحات مرتب کر کے ہر جلد کے ساتھ منضم کر دی ہے۔

بعد الحمد للہ علی التوفیق والاستغفر اللہ علی التقصیر کے آخری گذارش یہ ہے کہ جو صفحات اس سے مستفید ہوں وہ طابع و ناشر کے ساتھ اس ناچیز کو بھی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں۔
 غرض نقیشت کز یاد ماند پیکر ہستی رانمی بینم بقائے۔ مگر صاحب دے روزے برحمت پکند در حال این مسکین دعائے۔

راقم

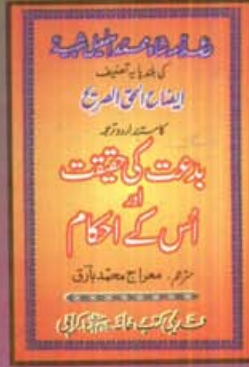
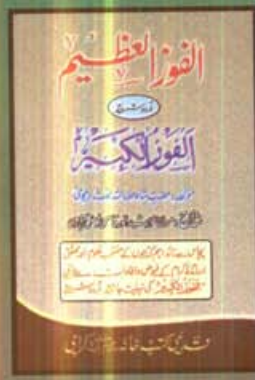
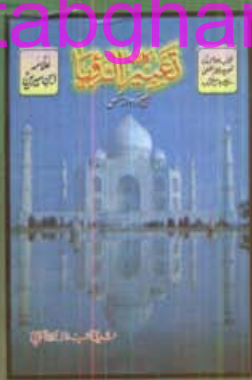
اِسْتِیْاٰفِی الْاِجْتِمَاعِ عَفَا اللّٰهُ عَنْہُمْ

نقشبندی، مجددی، قادری
 ۲۷ شوال ۱۳۸۵ھ

www.KitaboSunnat.com



مدی کتب خانہ آرام باغ - کراچی



میدی کتب خانہ آرم باغ کراچی